سیر کہسار

جلد دوم

گویا قواعد طب کا ایک درخشندہ موتی ہے

بسعی تمام و باہتمام

کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بار چہارم ۱۹۳۴ء

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ میں طبع ہو کر شائع ہوا

سیر کہسار

منزل دوم

مقدمہ

حضرات ناظرین!

باز آمدم کہ سجدۂ این خاک پا کنم
گر طاعتی قضا شدہ باشد ادا کنم

سیر کہسار کی پہلی منزل تو بفضلہ تمت تمام شد۔ اب منزل دوم کی بسم اللہ شروع ہوئی۔ انشاء اللہ تمم بالخیر ہمارے نواب صاحب نے کئی بار سفر نینی تال کا عزم کیا مگر ہنوز دلی دور است ایک دفعہ مسٹر فریزر صاحب سے وعدہ بھی کر لیا مگر ٹائیں ٹائیں فش۔ اپنی پیاری نوجوان سالی کے بھیا کے موچھونکے کونڈے کے سبب سے نہ جاسکے۔ اُنکا پیاری پیاری ادا سے کہنا اور اصرار کرنا کہ دو دن ٹھہر جاؤ بھلا یہ کیونکر ٹال سکتے تھے۔ اول تو سالی پیار کا رشتہ۔ دوسرے خوبرو اور غنچہ دہن تیسرے شوخ کم عمر اور زود رنج موچھوں کے کونڈے کے لیے دو دن ٹھہر جانا ستم ہو گیا۔ پھر بی قمرن کا عشق ایسا چرایا کہ از خود رفتہ ہو گئے اور اس حسن و عشق کے جھگڑے نے ایسے الجھیڑے مین ڈالا کہ کچھ کرتے دھرتے نہ بن پڑی اس آفت جان آشوب دوران نے ایک نظر غلط انداز سے کہین کا نہ رکھا۔ دین و دنیا دونون سے قطع تعلق۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے ؎

فارغ از وسوسۂ گبر و مسلمان کردی
اے جنون گرد تو گردم کہ چہ احسان کردی

ان جھنجھٹون سے ہنوز چھٹکارا نہین ملا تھا کہ انکے دشمن جان نواب بشیر الدولہ بہادر پیدا ہو گئے ان حضرات نے بغلی گھونسے اور مار آستین کا کام کیا۔ آپ تھے نواب نادر جہان بیگم کی مدد کو کہ قمرن کو نکالین اور بچھڑے ہوئے میان بیوی کو باہم ملائین مگر ع
بجو دیدم عاقبت خود گرگ گردی ❊ اسی اسٹیج مین اس محبوبہ نے وہ فسون سازی کی کہ بالکل اپنے بس مین کر لیا دوسری مرتبہ جب نواب الاتبار الد بھیند کے تیار ہوئے

تو منشی مہاراج بلی نے اڑنگا مارا۔ نوابصاحب تو موچھونکے کونڈے کے سبب سے رک گئے تھے۔ ان حضرت کے یہان ساعت اور وساوس کا جھگڑا پڑا ہے سچ ہے

من چہ فکر ام برادر فلان من بسیار فکر ست۔

واہ رے ہندوستان جیسے ہندو ویسے ہی خیر سے مسلمان کہین قمر در عقرب تو کہین وساوس کی پیچ کوئی استخارے کے پھیر مین ہے تو کوئی ساعت کا پابند۔ آدھ گھڑی مین گھر چلے اور ڈھائی گھڑی کی بھدرا۔ زمانہ حال کی ترقی کوان پرانے خیالات سے بیر ہے وہان جھاڑ پھونک اور بھدری اور رمال و عامل اور اوچھے سے کوئی بحث ہی نہین ہے ؎

در مذہب ما نماز باشد نہ نیاز	پیغمبر عشق را کتابی دگر ست

افسوس ہے کہ کرم خوردہ خیالات کے لوگ پست ہمتی اور ضعیف الاعتقادی کو ترقی دینا چاہتے ہین اور نہین سمجھتے کہ زمانے کا رنگ کیا ہے۔ مگر اس خیال سے البتہ دلکو تسکین ہوتی ہے کہ نئی روشنی کے سامنے پرانے تاریک خیالات کی کوئی وقعت نہین ہے۔ نئے اور پرانے خیالات کا مقابلہ ایسا ہی ہے جیسے ہنری مارٹنی رفل اور توڑے دار بندوق کا مقابلہ یا جیسے آرمسٹرانگ کی توپ اژدرہن خیبر شکن اور پرانے فیشن کی برنجی توپون کا مقابلہ یعنی چہ۔ نئے خیالات کے لشکر جرار اور عساکر کرار نے ایسا نرغہ کر دیا ہے کہ پرانے خیالات کی ناآزمودہ کار پلٹنین اب رک نہین سکتین اور بسطرح پسپا ہو رہی ہین۔ جیسے اہل ہنود کے عقائد کے بموجب سری رامچندر جی کے ان کے مقابل مین راون کی سپاہ تر بتر ہو جاتی اور گفو گٹ کرتی تھی۔ کلکتے بمبئی اور مدراس وغیرہ مقامات مین تو زمانہ حال کی تہذیب و شایستگی نے پرانے خیالات کے مورچے چھین ہی لیے ہین اب اور مقامون پر بھی دھاوا بول دیا گیا ہے اور جبرا آیا ہی چاہتی ہے کہ خیالات کہنہ و فرسودہ کے پلونا کو خیالات شایستہ کے جرنیلون نے خالی کرا لیا ان شاء اللہ۔

اب یہ کوشش کرنا کہ پرانی لکیر کے فقیر بنے رہین ہندوستانکے حق مین کانٹے بونا ہے اب ترقی کا زمانہ ہے گو اب بھی ہندو اور مسلمان جہل اور عدم واقفیت کے سبب سے نئی تحقیقات کے خلاف کثرت سے ہین ہندو ضعیف الاعتقاد تو مسلمان سست عقیدت دونون سیہ بخت و تبہ روزگار۔ دونون اس شعر کے مصداق۔ کما قال الفقیر

سیاہ بخت و تباہ روزگار ہم بھی ہین
جواب زلف پریشان یار ہم بھی ہین

ایک زمانہ وہ تھا کہ میدان تہذیب مین اہل ہنود ساری خدائی سے قصب السبق برتری لے گئے تھے۔ تمام عالم پر انکو بلحاظ علم و فضل فضیلت اور شرفیت تھی مصری انکے خوان نعمت سے شیرین کام ہوے۔ یونانی انکے خرمن قابلیت کے خوشہ چین تھے۔ اہل چین تک منطق اور فلاسفہ مین انکے سامنے زانوے ادب کرتے تھے۔ مگر اب ان سے بدتر کوئی قوم دنیا کے پردے پر نہین ؎

وقت پیری شباب کی باتین	ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اب اہل ہنود غفلت کے خواب گران مین ایسے پڑے ہین کہ اس مصرع کے مصداق ہین۔ ع کچھ ایسے سوئے ہین سونیوالے کہ جاگنا حشر تک قسم ہے ؛ قس علی ہذا اہل اسلام انکی حالت بھی قابل افسوس ہے یہ وہی مسلمان ہین جنھون نے

ہسپانیہ کو زیر نگین کیا تھا۔ تاتاریوں نے تمام روس
کو تاخت و تاراج کر دیا تھا۔ اسلام کی عملداری کی رتی
بلند تھی۔ ترک تاجیک رومی ایک معتدبہ حصہ یورپ کے
فاتح تھے۔ جدھر تیغ اسلام چمکی فتح و نصرت جلوہ دار ہوئی
مگر اب بالکل سناٹا پڑا ہوا ہے کابل کا پتلا حال۔ ایران
کمزور۔ روم تباہ۔

الغرض ہندو اور مسلمان دونوں تباہی کے جہاز
مین ہین خدا ہی چاہے تو بیڑا پار ہو ورنہ یہین اور مجدھار ہے ؎

کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

خیر روم اور توران اور آریاورت اور کابل و
ایران سے تو اب ہندوؤں کو کوئی تعلق ہی نہین نہ
میان کے مسلمانوں کو اب تو ہمارا وطن یہی ہندوستان
ہے اور یہین ہماری نال گڑی ہے مگر افسوس ہے کہ
ابھی تک ہم لوگ پرانے خیالات کے پھیر مین ایسے
پڑے ہوئے ہین کہ سچی ترقی ہمارے ملک سے ابھی
منزلوں دور ہے۔

سیر و سیاحت کا ہمین بہت کم شوق اور یہ ظاہر
ہے کہ ع بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی۔ اب تو کل
امور کی ترقی کا دار و مدار سیاحت پر ہے تجارت ہر قسم
کی ترقی کی ذریعہ خاص ہے اسی کی بدولت ملک کی دولت
و ثروت روز بروز ترقی پاتی ہے اور ہر قسم کی رونق
اور آسودگی اور فارغ البالی کا ذریعہ یہ تجارت ہی ہے
یہ تجارت کی برکت کا اثر تھا کہ گو فرانس نے جرمنی
سے بہت بڑی شکست پائی مگر پھر اسنے تھوڑے ہی
دنوں مین وہ دولت پیدا کر لی کہ اسوقت چاہے تو
جرمنی کو مول لے کے چھوڑ دے۔ تاریخ شاہد ہے کہ ہر ملک
کی دولت اور آسودگی کی ترقی کا دار و مدار ہمیشہ اور
ہر زمانے مین تجارت ہی پر تھا۔ ٹائیر اور زائیڈن
تجارت ہی کے سبب سے زمانہ قدیم مین اسقدر مشہور
روزگار تھے اور تجارت کا دار و مدار سیر و سیاحت اور
سفر پر ہے جس سے ہم ہندیوں کی طبیعت نفور ہے کیونکہ
ہماری کاہلی اور سستی اور پست ہمتی نے ہم کو کسی مصرف
کا نہ رکھا ورنہ غور تو کیجیے کہ نینی تال لکھنؤ سے قدم بھر
کے فاصلے پر ہے شام کو سوار ہوئے صبح کو نینی تال کے
پہاڑ تک پر داخل ہو دن رہے نینی تال کی جھیل کی
سیر کرنے لگے با این ہمہ قربت اس سستی اور ادبار کو
دیکھیے کہ کب سے نینی تال جانیکا قصد کر رہے ہین اور
ابتک لکھنؤ ہی کے گلی کوچوں کی ٹھوکرین کھا رہے ہین
پہلے تو کچھ دن بالکل کان مین تیل ہی ڈالکے بیٹھے تھے
نینی تال کے سفر کا عزم فسخ ہی کر دیا تھا کہین کدرا
کا خوف تھا کہ نالش نہ فوجداری مین ٹھونک دے
کہین محبوبہ کے پھیر مین پڑے۔ مگر اب کی گرمی مین
ٹھان لی کہ چاہے جو ہو ضرور نینی تال جائینگے۔

اب کی بہار مین تو مجھے پار اتار دے
کشتی مے دو آبہ امید و بیم سے

گو قصد تو مدت دراز سے تھا مگر معشوقوں کی صحبت
اور خصوصاً قمرن اور نازو کے پیار اور محبت نے
انکو لکھنؤ سے نکلنے نہ دیا سچ ہے ؎

پھر نہ نکلوں مین چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچہ گل ہوں کبھی دیکھ کے خندان مجکو

قمرن کے ساتھ باغ جانا اور وہاں مع یاران موافق
و دوستان صادق شراب ناب کا دور اور لطف و سرور کا
حظ اٹھانا انکے نزدیک یہی نینی تال تھا مگر نشیر الدولہ کی

کارستانی اور قمرن کی چند روزہ جدائی اور درد فراق اور ہجر نے انکو مجبور کیا کہ ابکی اس معشوقہ شیرین ادا کو لیکر پہاڑ پر چلے جائین صحبت مے نے انکو اور بھی پست ہمت کر دیا تھا۔ گو نواب نامدار بیتیر اس شراب مردار کے عاشق اور دام دختِ رز کے گرفتار نہ تھے لیکن ؎

گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے
زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین

قمرن نے جب گلے مین گورے گورے ہاتھ ڈالکر اصرار کیا تو نوابصاحب آب حیات سمجھکر اُڑا گئے ؎

نمازی کو شراب اُسنے پلائی جاکے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے ٹیکا برہمن پر

اور نازو کی طراری اور جادو بیانی اور بھی ستم پر ستم اور غضب پر غضب ڈھاتی تھی ؎

جھڑتے ہین پھول مُنھ سے اس تنگی دہن پر
غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر

ان دونون کی اداے شیرین رہزن دین نے نوابصاحب کے قافلہ زہد کو دن دہاڑے لوٹ لیا۔ العرض اُنکو بے گئے ہوئے نینی تال کا لطف گھر ہی پر حاصل ہوا کرتا تھا ؎

عالم وجد ترے مستون کو — بے دف و چنگ رہا کرتا ہے

گو نوابصاحب تہ دل سے عاشق تھے اور درم ناخریدہ غلام بلکہ غلام کے تلام کے جو لام بنے رہتے تھے مگر قمرن بے اعتنائی ہی کرتی رہتی اور کیون نہو ع معشوق ہین نہین اگر اتنی کجی نہو ۔ یہ جسقدر خاطر کرتے تھے اُسیقدر وہ کھنچی رہتی تھی ؎

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کی چڑھتی ہے جو جنس سستی ہے

ضعیفہ البتہ اسکو پٹی پڑھاتی رہتی تھی کہ دیکھو بیٹا بنا بنایا کھیل کہین بگاڑ نہ دینا جو ابھی چال چلو گی تو تمام عمر چین لکھتا ہی ایسا نہو کہ چکما کھا جاؤ۔ ذری بہت سنبھلی ہوئی۔ وہ بات کرو کہ نواب کے دلمین تمھاری جگہ ہو جاے صرف خالی خولی حسن ہی پر نہ گھمنڈ کرنا۔ جو تم سے بھی کوئی اچھی صورت کسی نے دکھا دی تو تمکو اسطرح نکال باہر کرینگے جیسے دودھ سے مکھی پہاڑ پر تمکو بڑا موقع ملے گا کہ نواب کے دل مین جگہ کر لو۔
اس ضعیفہ کی دعا یہ تھی کہ ؎

یارب آغاز محبت کا بخیر انجام ہو
شیشے مین اُترے پری پختہ جنون خام ہو

اب سنیے کہ منشی مہاراج بلی جو ہچکچک کے سبب سے بچکے تو نوابصاحب مع رفقا اپنے دوست چھٹن صاحب کے باغ مین جو وہانسے قریب تھا چلے گئے کہ اب تو گھر سے رخصت ہو کر آئے ہین اب واپس کیا جائین رات اسی باغ مین بسر کرین دن بھر رہین شام کو سوار ہو جائین باغ مین پہونچے تو قمرن نے نواب چھٹن صاحب کو آڑے ہاتھون لیا۔

قمرن۔ عجب بے مروت کنجوس آدمی ہو۔ تمھارے باغ مین آئین اور بھوکے پڑے رہین۔

چھٹن۔ آپ بے سان گمان آئی ہین۔ باغ کچھ میرا گھر تو ہے نہین کہ یہان کل سامان موجود ہو مگر ہان اتنا ہو سکتا ہے کہ جو کہو وہ حاضر ہو جاے۔

قمرن۔ تو ہم تو آج بے شراب نہ رہینگے۔

چھٹن۔ ابھی اسی دم۔ یہ کون بات ہے۔

نواب۔ تمھارے حکم کی دیر ہے جانی۔ شراب بھی کوئی بڑی نعمت ہے۔

آغا۔ چھٹن صاحب بھی بی قمرن جان کا حکم بجا لاؤ۔

چھٹن۔ سر آنکھون سے بھائی جان۔

قمرن۔ مگر گزک کیا ہوگی۔

چھٹن۔ ہمنے اتنی ہی دیر مین سب سامان لیس کر دیا ہے۔ ایک بکرا حلال ہوتا ہے اور کباب اور کلیجی تو گزک کیلئے تو حاضر ہوتی ہے اور قورمہ پکنے کو کہدیا ہے۔ اب سر دست اور کیا تیار ہو سکتا ہے۔ سیخ کباب اور کلیجی شراب کے ساتھ کھائیے اور سہرا پودینہ باغ مین منون موجود ہے۔ نورتن چٹنی شیخ بدھو کے یہانسے منگوائی ہے۔ وہ سامنے انکا مکان ہے اور چار بوتلون کا حکم دیا ہے۔ ابھی سب بندوبست ہوا جاتا ہے۔ گھبرانے کی کیا بات ہے رات تو اپنی ہے۔ بی قمرن کا حکم ہم نہین ٹال سکتے۔

قمرن۔ ہتیلی پر سرسون جمائی ہے۔

نازو۔ جب سب آجائے تو جانین۔

آغا۔ بات تو یہ ہے۔ سو بات کی ایک کہی۔

قمرن۔ کوئی دو گھنٹہ کی بات ہے۔

چھٹن۔ بوتلین اور چٹنی اور بکرا تو سمجھو آگیا۔ مگر ہان اسکا پکنا البتہ دقت لیگا۔ گھی مصالحہ لسن پیاز کا پیسنا ادرک کا چھیلنا۔ آخر ان باتون مین کچھ وقت بھی صرف ہوگا یا نہین۔ کون آتا ہے۔ امامی۔

امامی۔ حضور حاضر ہوا۔

چھٹن۔ کیا لائے۔

امامی۔ سرکار تین تو بوتلین ہین شربت نزوری بارہ کی اور ایک بکرا ہے۔ کوئی ساڑھے تین یا چار سیر گوشت ہوگا اور یہ بیس انڈے ہین تازے تازے اور دو سیر گھی نکلا گھر بھر مین اور یہ چٹنی ہے اور بسکٹ دیے ہین اور مصالحہ سوکھا اور ترا اور برتن ہین۔

نواب۔ بس اب سب بات بن گئی۔

آغا۔ ممن یار سیخ کا سامان تو تم کر دو اور ہم ساقی بنتے ہین۔

قمرن۔ کاہے کی بوتلین ہین۔ برانڈی ہم نہ پئین گے۔

آغا۔ ایک تو الٹام ہے اور ایک نارون والی ہے۔ اور ایک برانڈی کی ضرور ہوگی اور ایک اور الٹام۔ الٹام کی دو ہین

نازو۔ تو الٹام کی آدھی بوتل تو ہم اور قمرن دونون ملکے پئینگے۔ باقی تم لوگ جانو۔

آغا۔ بھی برانڈی مین ہم اور ممن شریک ہین۔

ممن۔ جی ہان برانڈی بلانوشون کا حصہ ہے۔

نواب۔ ہم الٹام ہی کے شایق ہین حضرت۔

چھٹن۔ آپ اور ہم دونون الٹام پئینگے۔

ممن۔ مین ابھی اسی دم کباب کا سامان کرتا ہون آپ پودینا منگوائیے۔

آغا۔ بوتل کھول کر۔

اے دل شراب پیجئے دن ہین شباب کے
قربان واعظون کے عذاب و ثواب کے

نواب۔ عذاب اور ثواب دونون کو خم مے مین ڈبو دو رندون کی بلا دور۔

آغا۔ حضور پہلے بی قمرن کا حصہ ہے اور بی نازو۔

نواب۔ گلاس تو بہت ہین مگر اسوقت اسباب منتشر ہے اور بے سرو سامانی مگر خیر شروع کیجئے۔

چھٹن۔ امامی جتنے شیشے اور کانچ کے گلاس ہین فوراً لاؤ نہین چٹنی کے پیالے لے آؤ۔

دم کے دم مین کل سامان عشرت مہیا ہوگیا شیخ کباب اور کلیجی گزک کیلیے اور شراب کے جام اور دلارام گلفام سب ملکر شریک جشن ہوئے۔ تو نازو جان نے حکم دیا کہ نواب

اسوقت مہراج بلی کو بھی بلوا لو۔ کہلا بھیجو کہ آپ کل سب کو جانا ہوگا ہم لوگ یہان باغ مین ٹکے ہین تم بھی آؤ۔

نوابصاحب نے گاڑی بھیجدی اور چمن کو حکم دیا کہ ابھی جاکے بلا لاؤ پہلے تو منشی مہراج بلی کی بیوی نے کہا کہ ٹملو بھکما دیکے بلاتے ہین زبردستی ریل پر بٹھا کے لیجاینگے مگر جب اُنھون نے قسمین کھائین کہ اب ریل کا بھلا کون وقت ہے تو اُنھون نے اجازت دی کہ تم گاڑی پر سوار ہوجاؤ مگر اسباب ساتھ نہین لانے دیا۔ منشی مہراج بلی باغ مین پہونچے تو یارون نے غل مچا کر آنکھو ملایا۔

مہراج۔ رنگ ہی رنگ ہے دور چل رہا ہے۔

آغا۔ یار تیری ہی کسر تھی۔

مہراج۔ (نازو کے ذقن سیمین کا بوسہ لیکر) ؎

سبزے یہ اُس ذقن کے نگہ جاکے رہ گئی
سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہو

مسخرہ۔ آگئے آگئے حضور بھی آگئے۔ آگئے میری بیتی کے اُٹھانیوالے۔ کیا بی نازو کے خط نکل آیا۔ تو عورت کا ہے کو مرد ہین۔

آغا۔ ہتے ہی پر ٹوٹ گئے یار۔

نواب۔ ارے میان سچ تو کہتا ہے نازو کے ذقن کو سبزے اور خط سے کیا بحث ہے۔

مسخرہ۔ جی یہ ریشائیل عورتونکے عاشق ہین۔

مہراج۔ (بات ٹالکر) بھبی ہمارا جام کہان ہے

نازو۔ ہماری جھوٹی شراب پیو۔

مہراج۔ کسی ملعون ہی کو سمین عذر ہوگا۔

آغا۔ اور ہماری جھوٹی مین عذر ہے۔

مہراج۔ ضرور۔ تم تو دیوزاد اور نازو پریزاد مین جھوٹا کھایئے میٹھے کے لالچ۔

مسخرہ۔ تو پھر جھوٹی کلیجی بھی کھایئے قبلہ۔

مہراج۔ اس بزقصاب والے کو کلیجی اور گردے ہی کی پڑی رہتی ہے۔ اور یہ معلوم ہی نہین کہ بکرے کی مان کبتک خیر منائیگی۔ پٹ بھیڑ کے کسی روز پچھاڑونگا۔

آغا۔ اسوقت تو واللہ خوب ہی کہی۔

نواب۔ جدا گلخیر و چھپ گئے۔

مسخرہ۔ تو حضور بزقصاب کے تلازمے مین تو غلام ان سے نہ جیت پائیگا۔ یہ تو ان کے گھر مین ہوتی آئی ہے۔ اس مین یہ برق ہین۔

مہراج۔ ابے جا تر دلے۔

چھٹن۔ اسوقت تو برس ہی پڑے۔

مسخرہ۔ اور چھینٹا پڑتے ہی بولنے لگے۔

مہراج۔ زیادہ کہونگا تو حیران ہوجاؤگے۔

نواب۔ یہ بے تکی ہے بھئی۔

مہاراج۔ آپکی ایسی تیسی۔ بکری کے لیے داڑھ ران نہ کھوگے کیون کیسی ہوئی۔

آغا۔ بھئی خوب ہوئی۔ حیران کی بکری ایک ہی ہوئی

قمرن۔ اتنے وقت تو منشی مہراج بلی نے خوب خوب سنائین کھری کھری۔

مہاراج۔ کون بھئی تو توہین کرے۔

آغا۔ بھئی مین کی گردن پہ چھری۔

مہاراج۔ آدمی ہے کہ شیخ سدو کا بکرا۔

جملو۔ آج ذہن بڑی تائید کر رہا ہے۔ خدا نظر بد سے بچائے اچھے اچھے فقرے کہے۔

نازو۔ اے نون رائی اُتار ڈالو۔

مہاراج - اجی ہم کیا کہتے ہین خاک - کہہ ہی ہے شراب
یہ ساری طبیعت داری اسی کی ہے - بس تو قصہ کیا -
ع شراب تلخ میخواہم کہ مرد افگن بود زورش +
یہ نہین کہ پی اور لوٹ گئے - ع -

ایسے کم ظرف نہین ہین کہ بہکنے جائین

نازو - اے یہ کلیجی اور کباب کیون نہین کھاتا -
مہاراج - اتنی خاطر تمھاری کردی کہ جھوٹی شراب
پی لی اب زیادہ دق کروگی تو مین پریشان ہوجاؤنگا -
نازو - اچھا ہماری خاطر جو منظور ہے تو کباب کھاؤ -
مہاراج - اب خاطر ہو چکی - واہ اچھی خاطر - ع

خیال خاطر احباب چاہیے ہر دم

آغا - تو پھر اُنکی خاطر کیجیے -
مہاراج - بھئی شعر خوانی ہو واللہ - ؎

جوش جنون ہی سو ہم گل کا ہے زور شور
سودائی کھینچے جاتے ہین فصاد کسطرف

آغا - جی ہان ؎

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جسمین شفیق من
سوم ہوا ہے میرے استاد کی طرف

نواب - بھئی جلد اگلکچھ کوئی برجستہ شعر کہو -
مسخرہ - حضور مین تو شکستہ بحر عرض کرونگا ؎

گرد دکن سے جاتے ہین یہی منشی مہاراج بلی
منہ سوئے میکدہ ہو آنکھین تو پرزاد کی طرف

سچ کہیے گا کیا شعر ناموزون کیا ہے قربان جاؤن
حضور موزون تو شعر سب کرنا جانتے ہین - ناموزون
کرنا کارے دارد - ہم اُن زبردست شعرا مین ہین جو شعر
کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیتے ہین اور غلام اسکو کیا کرے
اصل تو یہ ہے کہ منشی مہاراج بلی صاحب کا نام ایسا کھڑ
اور کا داک ہے کہ شعر مین موزون ہو ہی نہین سکتا -

مشہور زمانے مین جو مہاراج بلی ہے ۔ پتیا ہے یہ تیل اور غذا اسکی کھلی ہے

مہاراج - اب ہم بھی بے نقط کہنے لگین گے -
آغا - ضرور کہیے - بہت چل نکلا ہے -
مہاراج - بُرا نہ مانیے گا پھر جی اتنا کہدیا ہے اپنے
داؤن روپیے کا نہین - ؎

خرد خر زادہ ہا کرسی بہ کرسی ۔ زاصل و نسل گلکچھ وجہہ پرسی

اس شعر کے سنتے ہی سب کے سب پھڑک اُٹھے
اور چوطرفہ سے مہاراج بلی کی تعریفین ہونے لگین -
قلم توڑ دیے استاد - کیا خوب شعر کہا ہے - یہ شعر آپ کے
حصہ کا ہے - بڑی دیر تک تعریف کا دونگڑا برسا اور نواب صاحب
نے بیٹھ ٹھونکی چھٹن صاحب نے ٹوٹرل دیے -
مسخرہ - بڑی کرّی کہگئے -
نواب - انصاف شرط ہے - واقعی خوب سوجھی -
آغا - سُنار کی سو لُہار کی ایک -
چھٹن - اور کسقدر برجستہ سوجھی ہے -
مہاراج - (بہت اکڑ کر) مجھے کیا خاک سوجھی الہ میان
دہ میٹھی سجھا دیوالی اور ہی سنتے ہے - ؎

صوفی از پرتو مے راز نہانی دانست
گوہر ہر کس ازین لعل توانی دانست

مین تو اسوقت جو کہونگا - ایسی ہی کہونگا - اور بھلا
کوئی مسخرا کیا جواب دیگا - لاحول ولا قوۃ - ع

نامرد کیا کرے گا دلاور کا سامنا

آغا - کیون نہو - واقعی اسوقت تو بڑی ڈانٹ ڈپٹ
بتاتے ہین - چڑھ بنی ہے -
مہاراج - مین مسخرے پن کی روٹیان آج کی
کھاتا نہین ہون شاعری نہ میرا پیشہ سے ہے

نہ میرے باپ کا۔ ؎

سو پشت سے ہی پیشۂ آبا سپہ گری
کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہین مجھے
آزاد رو ہون اور مرا مسلک ہی صلح کل
ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہین مجھے

اسوقت کیا پرے کی بو بو بنکر بیٹھے ہین بھیگی بلی بنے ہوئے۔ مرد میدان ہے تو آجا مقابلے۔ من وہ بھگا یا۔ ؎

بادۂ گلگون کے شیشے کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجھکو گھوڑا چاہیے

ہمارا جام خالی نہ رہے۔ دور چلا جائے۔ اسوقت وحشت کے پینگ بڑھے ہوئے ہین۔ ؎

مال مفلس مجھے سمجھا ہی جنون نے شاید
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

نواب۔ کیا کیا شعر پڑھے واللہ۔ یہ تو جیسے تیر نکلے

آغا۔ انکے جوہر تو آج کھلے واللہ۔

چھٹن۔ صحبتین اُٹھائی ہین بھائی صاحب اور پھر رات بھی خوب بھیگی ہے اور رنگ بھی ہے اور یاران بذلہ سنج بھی ہین اس سے بڑھکر بہار اور کیا ہوگی۔

نشے کے پینگ خوب بڑھینگے بہار مین
بوتل بغل مین ہوگی تو ہم سبزہ زار مین

مہراج۔ جی ہان لوٹتے ہونگے ہوش رہا تو رند وہین بسکی ہوگی۔ ہوش تو رہنے نہ پائینگے حواس کھتے کیسے ہین کس کی خرد اور کہان کے ہوش۔ ع۔

واللہ ہوشیار وہی ہے جو مست ہے

ناز و۔ نواب جھولا ڈلوا دو۔

قمرن۔ اے باجی رات کو جھولا کیسا۔ کوئی گر پڑے ہاتھ ٹوٹے پاؤن ٹوٹے۔ لینے کے دینے پڑین تم کو بیٹھے بیٹھے کیا خوب سوجھی ہے کہ واہ۔

ناز و۔ جو نواب کو ہماری محبت ہوگی تو جھولا جھلوائین گے اور نہین تو ہم آج سے نہ بولین گے۔

قمرن۔ تمھین تو چڑھ سی گئی ہے جیسے۔

ناز و۔ ہمارا مزہ دیکھے جو جھولا نہ ڈلوائے۔

نواب۔ کچھ خیر ہے ناز و جان۔ بھلا جھولا جھولنے کا یہ کون وقت ہے۔ کل دن کو البتہ سب کچھ ہو سکتا ہے جھولا بھی پڑ جائے گا۔

ناز و۔ (نواب کے کان پکڑ کر) نہین ابھی ابھی جھولا ڈالو ابھی اسی دم۔ مین ایک نہ مانونگی۔

نواب۔ مہراج بلی۔ یار ان کو سمجھاؤ اب یہ بے کیف ہین۔

ناز و۔ (مہراج بلی کو زور سے دھول لگا کر) اسکی ایسی کی تیسی۔ یہ کٹنا کیا سمجھائیگا ہمین۔ جھولا ڈال ابھی۔

مہراج۔ ناز و جان تم اب بہکنے لگین پیاری۔

ناز و۔ جھولا ابھی ابھی پڑے بس کہدیا ہے سمجھا!

مہراج۔ خدا خیر کرے۔ بھلا رات کیوقت اور جھولا۔

ناز و۔ ہان ہان جھولا جھولا۔ کیون کیا اجارہ ہے تیرا۔

آغا۔ اچھا ہم جھولا ڈلوائے دیتے ہین تم ہماری خاطر سے برف ڈالکر ایک تبہ سوڈا تو پی لو۔

ناز و۔ مین پیتی اور اسکی جان ایک کرونگی ہان۔

قمرن۔ باجی تم ہو کہان۔

مہری۔ اے بیوی ذری منہ دھو ڈالو۔ ادئی کتنی پلا دی

اور مین ٹوکنے ہی کو تھی۔

قمرن۔ ابھی تلک تو خاصی اچھی باتین کرتی تھین۔

نواب۔ سوڈا اور برف پلادو۔ تسکین ہوجائیگی۔

آغا۔ ابھی اسی گھڑی حرارت دُور ہوجائے صاحب

چھیٹن۔ نازو جان اتنی ہماری خاطر کرو ذری کہنا مانو

مہری۔ لو بیوی یہ پی لو۔ اس سے تسکین ہوجائیگی۔

آغا۔ مگر انھون نے کچھ پی تو نہین ایسی۔

مہری۔ اے تو سرکار حضور کی برو بری یہ بیچاری تھوڑا ہی کر سکتی ہین مگر ہو کے یہین آکے پی لی پیتے ہوئے تو کچھ نہ معلوم ہوا اب بہکنے لگین۔

آغا۔ نازو لو یہ پی لو۔

نازو۔ اسمین کیا کیا ہے۔ مصالحہ بھی ہے۔ دھنیا اور لہسن ہے

مہری۔ اوئی! دھنیا اور لہسن ڈھونڈھتی ہو۔ کیا چٹنی مقرر کی ہے۔ ہان دھنیا اور لہسن ہے۔

نازو۔ پلادو۔ اُف اتی۔

مہری۔ سب پی جاؤ۔ میری بیوی۔ شاباش۔ اب یہ اتی کاہیکو چھوڑ دی۔ یہ بھی پی جاؤ۔ ہے میٹھی میٹھی اتی اور پی لیجیے۔ بیوی۔ اسے پی لو۔

آغا۔ اچھا اب جانے دو۔ یون بوتل تو پی لی۔ اس سے سعاً تسکین ہوگی۔

اِسی گفتگو مین توپ دغ گئی۔ دھفتا نوابصاحب اور قمرن اور نازو اور چھیٹن صاحب اس باغ مین کمرون کے برآمدے مین سونے گئے۔ مہراج بلی اور آغا محمد اطہر اور جلو اور ساختر درختون کے سایے مین چار پایون ہی پر سو رہے منشر سے کی طبیعت بھی بے لطف تھی مگر دری کے فرش پر نشہ کو ضبط کر کے سو رہا۔ تمام شب کے جگے ہوئے تو تھے ہی سوئے

تو گھوڑے بیچ کے۔ اُٹھے تو کوئی بارہ بجے تھے۔ سب حوالی موالی جمع ہوئے۔ دیکھتے ہین کہ نازو اور قمرن اور ایک مہری کا پتہ نہین معلوم ہوا کہ نازو کی طبیعت ازبس پریشان اور بے کیف ہوگئی اور قمرن اور مہری کو لیکر گاڑی پر سوار ہو کے گھر چلی گئین نوابصاحب نے آدمی دوڑایا کہ جاکر خبر لاؤ۔ اُسنے آکے عرض کیا خداوند فضل آلٰہی ہے نازو جان اچھی ہین۔ شام کو دونون آئینگی۔ منشی مہراج بلی گھر سے جاکے اپنا اسب اسباب اور ایک خدمتگار اور باورچی کو لے آئے نواب اور چھیٹن صاحب اور انکے رفقا نے باغ ہی مین کھانا کھایا۔

دن بھر کا قیام اور بادۂ گلفام

ضعیفہ تو شب کو سوچتی تھی کہ قمرن اور نازو ریل پر جا رہی ہونگی اب شاہجہانپور پہونچی ہونگی اب ہردوئی پہونچی ہونگی۔ اور یہ خبر ہی نہ تھی کہ وہ تھوڑی ہی دور پر باغ مین دندنا رہی ہین۔ تڑکے جب آنکھ کھلی تو گھر مین باتین ہونے لگین کہ اب قمرن بریلی سے نینی تال روانہ ہوئی ہونگی۔ نو دس بجے کیوقت سوچی کہ اب پہاڑ پہونچ گئی ہونگی جب دس ساڑھے دس بجے کیوقت بگھی دروازہ پر رُکی اور نازو اور قمرن اتریں تو انکو بڑا تعجب ہوا کہ ایں! یہ یہان کہان! تم تو سوار ہوگئی تھین۔

قمرن۔ کل مہراج بلی چھینک کے سبب سے نہین گئے۔

ض۔ ہان چھینکی کو ہندو لوگ برا سمجھتے ہین۔

نازو۔ اب آج آٹھ بجے رات کو جائینگے۔

ض۔ اور ہم لوگ گھڑیان گنتے تھے کہ اب ہردوئی تک پہونچی ہونگی اور اب شاہجہانپور مین داخل ہوئی

ہونگی۔ ہم تو سمجھے تھے کہ تم پہاڑ پر پہونچ گئین۔
نازو۔ ہان اب تلک تو وہان پرانے کبھی ہو گئے ہوتے مگر مہراج بلی نے کہا ہمارے گھر مین منع کرتی ہین۔
ضمن۔ رات کہان رہین۔ نواب کے یہان۔
نازو۔ نہین امی جان ایک باغ مین رہے۔ مہراج تھے اور سب تھے۔ اتنے وقت ہم چلے آئے۔
ضمن۔ کبھی جب رکی تو مین نے کہا یا اللہ کون ہی پہلے سمجھی کہ شاید نواب کے یہان سے کوئی یہ کہنے آیا ہی کہ نازو اور قمرن سوار ہو گئین۔ دیکھتی ہون تو تم ہو۔
مہری۔ وہان تو سب کو سوتے ہی چھوڑ آئے ہین۔
ضمن۔ کسی سے کہہ آئی ہو کہ کہان جاتی ہو۔
مہری۔ جی ہان سب سے کہہ آئے ہین حضور ایسی بات ہم بھلا بے کہے ہوئے کیونکر آسکتے تھے۔ اچھی طرح سے وہان سب آدمیون کو سکھا دیا سمجھا دیا کہ شام کو ہم سب آجاوینگے۔ گھبرانیکی بات نہین ہی۔ اور ابھی تو اللہ جھوٹ نہ بلوائے وہان سب سو ہی رہے ہونگے سویرا ہوتے ہوتے تو سوتے ہین۔
ضمن۔ اور رات بھر کیا کیا کیے۔
نازو۔ گانا ہوتا تھا۔ کئی طائفے تھے۔
راوی۔ نازو نے عمداً اور قصداً رات کی دھاچوکڑی کا حال نہین ظاہر کیا۔ اور گانے کا بہانہ کر کے بات ٹالدی۔ اتنے مین نوابصاحب کا آدمی خیر صلاح دریافت کرنے آیا۔ مہری نے باہر نکلکر کہدیا کہ فضل الٰہی سے شام کو آئینگے۔
نازو اور قمرن نے کبھی ریل گاڑی کا ہیکو دیکھی تھی گو باہر نکلتی تھین مگر جانے بوجھے محلون کے سوا اور کہین جانیکا اتفاق نہین ہوتا تھا۔ محلے کی دو ایک بوڑھی کھپٹ عورتون نے ڈرانا شروع کیا اور نازو کی ماں نے انکی گفتگو غور سے سنی۔
دوا۔ (پیرزن۔ شاہی مین کسی محل کی دواچی تھین) اے بیٹا تم ریل گاڑی پر کبھو نہ سوار ہونا اسکا اعتبار کیا ہی آئے دن سنتے ہین کہ ریل گاڑی لڑ گئی اور لاکھوں آدمی مر گئے اور دب دب کے جان دی اور کچل گئے کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی کا سر پھوٹا۔ ایک نہ ایک آفت سب پر آئی۔ تو ایسی موئی سواری کیا۔
ضعیفہ۔ نا بہن بندی درگذری۔ گاڑی کیا جنازہ رواں ہی جس کسو کو جان بھاری ہو وہ جائے۔ ہمارے بچے جیتے رہین تو ہمکو ہمارا اللہ بہت کچھ دے رہیگا۔
رحمانی (دوسری بوڑھیا)۔ میرا نواسا پرسون ہی ابھی وہان سے آیا ہی۔ دیکھو۔ کیا جانے کیا کہتے ہین۔ اسے بھلا ہی سا نام ہی۔ وہان چھاونی مین نوکر تھا۔
ضعیفہ۔ اچھا کچھ کہو گی بھی۔ نام گوڑے مین کیا دھرا ہی۔
رحمانی۔ کہنے لگا کہ راستے مین ریل ٹوٹ گئی تھی تو گھوڑا تڑا کے بھاگ گیا اور۔
نازو۔ کیا ریل مین گھوڑے بھی جوتے جاتے ہین۔
رحمانی۔ اللہ جانے گھوڑے جوتے جاتے ہین یا گدھے مہی کہتا تھا کہ ناک مین دم آگیا۔
دوا۔ ہمارے وقت مین تو نہ موئی ریل تھی نہ کرانچی اپنی خاصی اچھی گاڑی پر بیٹھ کے رسائن رسائن ہوائین کھاتے منزل منزل جاتے تھے۔
ضمن۔ تو ریل مین منزل منزل نہین جانا ہوتا ہی۔

دوا۔ منزل منزل نہین۔ ایک وہ جانا ہوتا ہے۔ لوگ کہتے ہین صاحب لوگ منھ مین گنگا رکھ لیتے ہین اور بس گاڑی اُڑ جاتی ہے۔
ض۔ تو بہن جادو کے زور سے چلتی ہوگی۔
رحمانی۔ جبھی تو کلکتے سے کہلو کبھی دو گھڑی مین پہونچ جاتی ہے۔
نازو۔ اوئی۔ دو گھڑی! ابھی دو گھڑی مین کلکتے سے یہان آتی ہے۔ تو کیا پر لگا کے اُڑ آتی ہے۔
قمرن۔ پر لگا کے بھی تو باجی جان کبھی دو گھڑی مین نہین پہونچ سکتی۔ کروڑون ہزارون کوس ہے۔
دوا۔ بیٹا یہ فرنگی جو نہ کرین سو تھوڑا ہے۔
نازو۔ تو امی جان آدمی سے اُس پر بیٹھا کیونکر جاتا ہے جو کہین ذری اتنا تیز دوڑا یا کمانی دار ہوا تو پیٹ کا پانی تک مُوا ہلجاتا ہے۔
قمرن۔ ریل کیا اُڑن کھٹولا ہے سچ مچ کا۔
رحمانی۔ ہنسی ہے۔ اُڑن کھٹولے مین اور اسمین فرق کیا ہے۔ کھانا بمبئی مین کھاؤ ہاتھ کلکتے مین جاکے دھوؤ۔ مگر جان جوکھون جو لگی ہوئی ہے۔
دوا۔ سولی کی دھار ہے۔ جیسے تلوار کی باڑھ۔
قمرن۔ ہمارا تو کلیجہ سُننے سے دہلا جاتا ہے۔
نازو۔ اُونھ جو ہونا ہوگا سو تو یون بھی ہوگا اور دوان بھی ہوگا۔ مرنا ایک ہی بار ہی ہوگا۔
رحمانی۔ نا بیٹیا یہ باتین منھ سے نہ نکالا کرو۔ کیا جانے کون گھڑی کیسی ہوتی ہے۔
ض۔ یہ نازو نے کہا ہوگا۔ اسکی زبان تو کاٹنے کے قابل ہے سو دفعہ منع کر چکی۔ یہ ایک نہین مانتی۔
قمرن۔ یہ لاکھون آدمی روز ریل پر آتے ہی جاتے رہتے ہین ہم نے تو کبھی نہین سنا کہ ریل مین کوئی مر گیا اور جس کسی کی آئی ہوگی اُسکو کوئی روک نہین سکتا ہے۔
ض۔ مین تو اب ڈر گئی جب تلک نواب سے دُو دُو باتین نہ کر لونگی مین نہ جانے دونگی۔ میری تو کل کائنات تمھین دونون ہو۔ اللہ تمھین سلامت رکھے۔
دوا۔ تمھاری آنکھون کی روشنی اور گھٹنون کی طاقت اور دل کی مضبوطی انھین کے دم سے ہے اور دونون بچاریان تم پہ جان فدا کرتی ہین۔
ض۔ بہن کسی طرح جی جائین بس۔
دوا۔ خدا انکو عمر دے۔ بوڑھی ہون۔ ہماری طرح سے انکا بھی سر ہلنے لگے۔
نازو۔ اے واہ کیا اچھی دُعا دی ہے۔
قمرن۔ ہے ہے ہمارا اور باجی کا سر ہلنے لگے تو کیسی بُری معلوم ہون (سر ہلا کر اور قہقہہ لگا کر) واہ کیا بھلی معلوم ہوتی ہین۔
نازو۔ آج ہم نواب کے سامنے سر ہلا ہلا کے باتین کرینگے دیکھین کیا کہتے ہین۔
دوا۔ بابا گھڑی گھڑی اُنکا نام نہ زبان پر لایا کرو جو کوئی غیر سُن لے تو مُفت مُفت مین بدنام کرے۔ انسان کرے سب کچھ مگر ساتھ لیاقت کے۔ ع۔

عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

نازو۔ تو ہمارا تو دل صاف ہے دوا جی۔
ض۔ کہنے کو جسکا جو جی چاہے سو کہے کسی کے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔
دوا۔ نازو تو نادان اور بچہ ہین۔ یہ تمکو کیا ہوگیا ہے دھوپ مین بال سفید کیے ہین۔ دل صاف ہو جاتا ہے کھوٹا ہو دنیا والے تو نہین جانتے۔ اپنی عزت

اپنے ہاتھ ہی - یہ کیا فرض ہی کہ جو نیکی بدی کرے خواہی نخواہی ڈھنڈورا ہی پیٹے -

رحمانی - ہان ہان چُنّو کی جورو - دوا جی سچ کہتی ہین اور جو کہین خدا ناخواستہ قمرن کے میان کو خبر ہو جائے تو کیسی ہو -

قمرن - ہین کیا اس نگوڑے نکھٹو کا کچھ ڈر پڑا ہے اس موے کلموہے کی صورت حرام ہی -

نازو - اب اِس ذکر کو جانے دو بہن -

اتنے مین منّی دائی آئی - جوان عورت - کوئی ستائیس برس کا سن - اور بڑی چنچل اور شوخ کلکتے تک کا دھاوا مارے ہوئے ریل کے سفر مین مشاق -

ض - منّی یہ کہان بھول پڑین آج -

منّی - اے بی جی کئی دن سے دیکھنے کو تڑپتی تھی مگر ایک راجہ آئے ہوئے ہین انکے گھر مین لڑکی ہوئی تھی وہان سے چھُٹی نہین ملتی تھی -

نازو - ملے دس بارہ روپیے -

منّی - اے ہان بہن کوئی سات نقد ملے اور ایک جوڑا اور کھانا دونون وقت وہین کھاتی ہون -

ض - تم تو کلکتے تک ہو آئی منّی - بھلا کیون بی منی ریل گاڑی مین کوئی جوکھون تو نہین ہی -

منّی - جی نہین - ریل گاڑی تا سے بڑھکر کوئی سواری نہین ہے - اس زور سے جاتی ہے کہ جیسے آندھی آگئی - بالکل آندھی روگ - اور لطف یہ کہ پانی کا کٹورہ بھر کے رکھدو مجال کیا کہ چھلکنے پائے -

نازو - بوا رحمانی کہتے ہین کہ اسمین گھوڑے جوتے جاتے ہین اور دوا جی کہتی ہین کہ گنگنے کے زور سے چلتی ہے -

منّی - اے یہ سب باتین ہین - سنا کرو بس - انجن لگا ہوتا ہی اور پانی اور ہوا کے زور سے گاڑیان آپ ہی آپ چلتی ہین گھوڑے چاہیے سو ہزار جوت دو - وہ زور کہان سے لائینگے اور نہ دانا نہ گھانس نہ کوچوان نہ موے سئیس نہ گھسیارا -

رحمانی - تو کیا جادو کے زور سے چلتی ہیگی -

دوا - جب گھوڑا ٹٹو کیا معنی موا گدھا تک نہین جوتا جاتا تو پھر جادو نہین تو اور کیا ہی -

رحمانی - نظر بندی بھی نہین کہہ سکتی - اگر ڈٹھ بندی ہوتی تو دو کوس چار کوس انتہا پانچ کوس - اس سے زیادہ اور ڈٹھ بندی بھی نہین ہو سکتی -

منّی - نہ جادو کا زور ہی اور نہ نظر بندی - ہوا اور پانی کے زور سے انجن چلتا ہی اور گاڑیان اسمین لگا دیجاتی ہین اور لوہے کی پٹریان بنی ہوتی ہین اُنپر سے لڑھکتی ہوئی جاتی ہی -

ض - تو مطلب یہ ہی کہ جوکھم تو نہین ہی کچھ ؟

منّی - اے نہین بی جی - کبھی کبھی آدمی بھرے ہوتے ہین گاڑیون مین تل رکھنے کی جگہ نہین ملتی اور لڑکیگی کا ہے سے ہر اسٹیشن پر کھڑی ہو جاتی ہی اور پانی پیتی ہی اور جہان کوئی اور ریل آنیکو ہوتی ہی تو یہ ٹھہر جاتی ہی وہ نکل جاتی ہی یا وہ ٹھہر جاتی ہی یہ نکلجاتی ہی -

ض - پانی پینا کیا معنی منی -

منّی - چوکی چوکی پانی بھرا جاتا ہی - پانی ہی کے زور سے تو ریل چلتی ہی - جو پانی اور آگ نہ ہو تو یہ اتنی ساری گاڑیون کو کون کھینچے - تانتا بندھا ہوتا ہی یہان سے

وہانتک مار کے گاڑی ہی گاڑی اور جہان چوکی پر پہونچی اور سپاہیون نے غل مچانا شروع کیا اٹاوہ اٹاوہ۔ اٹاوہ جو کوئی چوکی ہوئی۔ اور جہان کے اترنے والے مسافر ہوے وہان اتر گئے۔

رحمانی۔ اور جو کوئی کی آنکھ لگ گئی؟

منی۔ ہان بندہ بشر ہی۔ ایسا بھی ہوتا ہی۔ مگر بہت کم لاکھون مین کہین ایک یا دو مسافر ایسا کون بیدھا ہی کہ سو رہیگا۔ یون نیند تو شش ہی کہ سولی پر بھی آتی ہی مگر کوئی اکا دکا ہی راہ مین سو رہتا ہوگا۔ سوتون کو جگا بھی تو دیتے ہین۔ اور چاہے کیسی گرمی ہو ریل چلی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آنے لگین۔ ہان گرمی کے دنون مین لون البتہ بدن کو جھلسا دیتی ہی

نازو۔ جب ریل رات کو ادھر سے جاتی ہے تو گھڑ گھڑ کی آواز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے مکان مین سے جا رہی ہی اور ہوتی ہی خدا جھوٹ نہ بلائے یہان سے دو کوس پر۔ تو اس حساب سے جو سوار سوتے ہین ان کو ملنے گھڑ گھڑاہٹ کے کاہیکو نیند آتی ہوگی۔

منی۔ نہین بہن۔ مزے مزے لوگ سوتے چلے جاتے ہین۔

رحمانی۔ تم کئی دفعہ چڑھی ہو۔

منی۔ مین ایک دفعہ تو کانپور گئی تھی۔ جب ہماری بیگم صاحب کربلا جاتی تھین تو ہمکو بھی کنیو تک لیگئی تھین اور ایکدفعہ اور ایک دفعہ جودھیا گئی تھین۔ ڈپٹی صاحب کے گھر مین جب لڑکا پیدا ہونیوالا تھا اور ایک باری کلکتے گئی تھی۔ اور چند دن وہان رہکر واپس آئی تھی ہم کو تو کبھی کوئی تکلیف ہوئی نہین بھی۔ جگہ جگہ پان ملے گلوریان ملین مٹھائی ملی۔ نہاری کیوقت بکری کے گرما گرم کباب اور روٹی گرمیون مین برف بھی ملتی تھی۔ فالودہ۔ اور چوکی چوکی میلا لگا ہوتا ہی۔ ملک ملک کا آدمی دیکھنے مین آتا ہی اگر آدمی نہ کبھی سفر کرے اور دو گھڑی اسٹیشن پر جاکر سیر کرے تو جی بہل جائے۔

نازو۔ اماں ہم تو سوار ہو دین ہینگے۔ آج تم چلکے دیکھ لو جسمین تمھاری تسکین ہو جائے۔

قمرن۔ ہان امی جان سچ کہتی ہین باجی کسو کے ساتھ جاکے دیکھ لو۔

منی۔ ہم لے چلینگے۔ ہمارے ساتھ چلو۔

رحمانی۔ ہم ایک بات بتائین۔ ہماری بہن کے مکان کے بالکل پیچھے سے ریل جاتی ہے۔ وہین چلکے بیٹھو اور دیکھو دن بھر توقا کرتی ہوئی آتی ہے۔ کوئی پانچ دفعہ سے کم تو نہ آتی جاتی ہوگی۔ دو بجے چلو وہانسے

منی۔ یہ اور بھی سہل ترکیب ہے۔ بس انھین کے گھر سے چل کے دیکھ لو۔ اپنے گھر مین مزے سے بیٹھے ہوئے ہین اور ریل سامنے سے جاتی ہی اپنے آپ سیر دیکھ رہے ہین کسی کا اجارہ نہین۔

ض۔ تو پھر اچھا دو بجے چلو۔

رحمانی۔ ہان گھر ہی اپنا۔ سمجھ سرائے تھوڑا ہی ہی۔

ض۔ ہمارے وقت مین نہ موئی ریل تھی نہ سیٹی گاڑیون پر۔ بہلون پر منزل منزل جاتے تھے سر شام سے سرا مین پہونچ گئے۔ روٹیان پک رہی ہین آنہ دو آنے مہترانی کو دیے چلو چھٹی ہوئی جب سے یہ نگوڑی ریل نکلی سمجھ لیا رے تو الگ مرمٹے۔ اور گاڑی کے چودھریون کا الگ

روزگار گیا۔

دوا۔ ہان بہن پھر یہ تو وقت وقت کی بات ہی
اب وہ برکت کہان جو پہلے تھی۔ اب تو دن پر دن
منہگی ہوتی جاتی ہی۔ پانی کھاری ہوتا جاتا ہی کھانے مین
وہ مزہ نہین۔ بیماری ہی کہ الگ موئی مارے ڈالتی ہی
تب نہ کوئی اسپتال تھا نہ یہ موئے ڈاکٹر اور سب کھاتے
پیتے ہنستے بولتے تندرست رہتے تھے۔ اب آئے دن
ہیضہ۔ کال۔ بیبا۔ سوکھا۔ اناج منہگا۔ کبھی روپیہ کا
سوا سیر۔ ترکاری کو آگ لگی ہوئی ہی ایک ایک سرکار مین
ہزارون آدمیون کی پرورش ہوتی تھی۔ اب
دینے کے نام کوئی کنواڑا دیئے بھی نہین سوتا
وہ برکت گئی اُسی زمانے کے ساتھ ہماری ہی
برادری کے لوگون نے سونے کی دیوارین کھڑی
کر کر لین۔ اب وہ آمدنی اور وہ برکت کہان
پائیے۔ خلیل خان فاختہ اُڑا گئے۔ بوا آگے کے
دن باپچھے گئے۔

دوا۔ اب چوریان کتنی ہونے لگین۔ اور بسیر
محلے محلے تھانے اور چوکیان ہین۔ تب ایک
مرزا میتا بیگ اور شہر بھر کا انتظام ہوتا جاتا
تھا۔ اب تو وہ اندھیر ہے کہ کوئی کسی کو پوچھتا
ہی نہین۔

رحمانی۔ ابھی پارسال ہمارے پڑوس کے ٹھاکرون کے
گھر چوری ہوئی اور ساٹھ ستر ہزار کا مال نکل گیا اور چور
پکڑے نہ گئے۔ شاہی کا زمانہ ہوتا تو ایک ایک چور کو
درختون مین بندھوا کر مارے کوڑون کے کھال اُدھیڑ کے
پھینکدیتے۔ دیکھتے کیونکر نہین قبولتا ہی مگر اب تو
پوچھتے ہین کوئی گواہ ہی۔ چوری کرتے کس نے دیکھا گواہ لاؤ
اب بتاؤ گواہ کہان سے لائین۔ چور چوری کرنے آئیگا
کہ محلے والون کو گواہی دینے۔ اب جس بیچارے کے
یہان چور پکڑا جائے وہ گواہ کہان سے لائے کہ
انھون نے چوری کرتے دیکھا تھا اور چوری کی چوری
ہوا اور مہینونکی دوڑ دھوپ الگ۔ آج تھانے چلے کے
گدڑی بازار دیکھو۔ کل تھانے پر جاؤ۔ پرسون جج کی
پر جاؤ۔ بندے بندے پھرو۔

دوا۔ اور پھر ملنا ملانا ایک نہین۔ کاہے کو اس دوڑ
دھوپ کے بعد کچھ وصول ہی ہوا۔ وہ بھی سناٹا رہ گئے
کے چور کی جان کو چھیکے ہوے ہین۔ اور جو چور صاحب
پکڑے گئے اور انھون نے کہدیا کہ انکی بہن سے
رسم تھا۔ بیٹی سے ملاقات تھی تو عزت کی عزت گئی
اور مال کا مال۔

رحمانی۔ کہدیا نا بہن کہ اب برکت نہین رہی اور
برکت کہان سے ہو گرمی مین جیسے جاڑے مین
جاڑا ہو۔ برسات مین مینھ برسے تو برکت ہو۔ اب تو
گرمیون مین رات کو رضائی کا جاڑا ہوتا ہی۔ سردی
کے دنون مین مینھ برستا ہے۔ ساون بھادون
مین خاک اُڑتی ہے۔ پھر برکت کہان سے ہو۔
فصل پر تو کوئی چیز ہوتی ہی نہین۔

ض۔ بھلا آگے بھی کبھی سنتے تھے کہ چیچک کی بیماری مین
سیکڑون بچے مر گئے جیسے اب مرتے جاتے ہین کہ بچونکی
لاشون سے قبرستان آباد ہو گئے۔

دوا۔ اور موئے ٹیکا لگانیوالے گاؤن گاؤن اور
گلی در گلی مارے مارے پھرتے ہین۔ جتنا ہی جتنا
بندوبست کرتے ہین اُتنا ہی اُلٹا ہوتا جاتا ہی
ایک مالن ہندو مسلمان سب کے گھر محلے بھر کے بچون کو اچھا

کر دیتی تھی نہ کوئی ایکا لگا ہوا لاسحفانہ کوئی ٹیکا۔ کیا جانے
کیا سبب ہو گیا ہے۔
منی۔ کیا جانے ہمنے تو آنکھ کھولتے انگریزی ہی عملداری دیکھی۔
نازو۔ ہان ہم نے تو ارکت برکت کچھ نہین دیکھی۔
قمرن۔ یہ تب ناج سستا کاہے سے بکتا تھا۔
دوا۔ لوگون کی نیک نیتی سے۔
قمرن۔ تو نیت سے کیا ناج زیادہ یا کم ہو جاتا ہے۔ بھلا
ہماری نیت آج ابھی ہے کنوئین کا پانی میٹھا تو ہو جائے۔
ض۔ تم ان باتون کو نہین سمجھو گی۔
نازو۔ یہ سب واہیات باتین ہین امی جان۔
رحمانی۔ تم لڑکیان کیا جانو۔
نازو۔ تم تو کہتی تھین کہ ریل گاڑی مین ٹٹو جوتے جاتے
ہین دہنکر کیون قمرن۔
قمرن۔ جب آدمی کا سر ہلنے لگتا ہے تو پھر اُسکے حواس
ٹھکانے نہین رہتے۔
منی۔ اے ہان یہ ریل مین گھوڑے کہان جُتتے تھے
یہ تمنے دیکھا کہان ہے طرح یہ سب باتین بھی چھوٹی ہونگی
دوا۔ جب ہمارے برابر ہو گی اور کچھ دنیا دیکھو گی۔ تو
معلوم ہو جائے گا۔
رحمانی۔ ہم لوگون نے نہ جانے کیا کیا دیکھا کس کس
بادشاہ کا زمانہ دیکھا کون کون وقت دیکھے۔ اب وہ
وقت ہے نہ وہ بادشاہ۔
منی۔ کیا کسو اور خدا کی خدائی تھی۔ اے ہان
وہ کون بات کون تھی۔ موے چھکڑے پر لد کر
جانا اچھا تھا۔ کہ کانپور تک چار دنین پہونچے اور رین بین
کر کے چلے۔ نو دن چلے اڑھائی کوس۔
قمرن۔ وہ بھیا ہی کیا اُس زمانے مین تھی۔

نازو۔ نہوتی تو ہمارے دادا اکڑ دادا کیون مرتے۔
قمرن۔ یہ جہان دو چار بوڑھی بوڑھی بیٹھ جاتی ہین
ایسی ایسی باتین کرتی ہین کہ ہم لوگون کو ہنسی آنے لگتی ہے۔
نازو۔ اب جو چیز ہے وہ بُری ہے انکے نزدیک۔
قمرن۔ اور انکی جوانی کی کل چیزین اچھی تھین۔
منی۔ ناج بھی زیادہ ہوتا تھا اور چوری بھی نہین
ہوتی تھی اور ترکاریان بھی سستی تھین۔
نازو۔ سب ہی کچھ تھا۔
دوا جی اور رحمانی اور قمرن کی مان یہ تقریرین سنکر
باہم یون گفتگو کرنے لگین۔
رحمانی۔ آنکھ کھولتے تو یہ زمانہ دیکھا۔
دوا۔ اے ہان بہن۔ یہ بچہ ہین ابھی انکو کیا معلوم کہ
شاہی مین کیا کیا ہوتا تھا۔
دوا۔ ایک محل مین اگر چلی جاتی تو عمر بھر کی روٹیان
تھین تمام عمر کی روٹیون کا ٹھکانا ہو جاتا تھا۔
رحمانی۔ اور جو کسی رئیس کی نظر پڑ جاتی تو سونے کی
دیوارین کھڑی کر دیتی۔
منی۔ کیا کہیے ہم اُس زمانے مین نہوئے۔
نازو۔ تو تمنے کیون نہ سونیکی دوارین کھڑی کر لین۔
قمرن۔ کہنے دو باجی جان۔ کسی طرح اپنا دل تو خوش
کر لیوین۔
ادھر تو یہ بوڑھی عورتین نوابی کی باتون کو یاد کر
کر کے افسوس کرتی تھین کہ خواہ مخواہ گپ اُڑاتی ہین۔
قاعدہ ہے کہ بوڑھے آدمی سب اپنے شباب کو یاد کر کے
عمر گذشتہ اور یاران رفتہ پر افسوس کرتے ہین تو اُسکے
ساتھ ہی پچھلے زمانے کی باتون کو بھی یاد کر کر کے
روتے ہین کہ ہائے وہ کیا زمانہ تھا جسمین اکثر ثقات کی زبانی

سُنا ہی کہ نوابی کے سے وضعدار لوگ اب کہان پایئے۔ اور بہت بڑی وضعداری یہ بیان کیجاتی ہی کہ جو دس روپیے ماہواری کے نوکر تھے وہ ہزار ہا روپیہ بیسا خرچ کرتے تھے۔ اور پچاس پچاس مصاحب اُنکے دسترخوان پر ساتھ کھاتے تھے اور باورچیون کو تاکید تھی کہ جو سے پکے جیمنیل پکے۔ اور حکم کیا کہ خود پلاؤ کھائین اور مصاحبوں کو سوکھا خشکہ کھلائین۔ اب کوئی اُنسے پوچھے کہ دس روپیے ماہواری کے تو نوکر تھے یہ ہزار ہا روپیے کہان سے خرچتے تھے۔ ضرور ہی کہ سرکاری زمین چیرتے تھے اور دندناتے تھے۔ یا شاید نوابی مین کیمیا گر بہت ہون اور ایک آنچ کی کسی کو کسر نہ رہتی ہو مٹی کی چاندی اور پیتل کا سونا بناتے ہون۔ ورنہ دس روپیے ماہواری مین روٹی تو اچھی طرح چل سکتی تھی۔ اسقدر فراخ دسترخوان یعنی چہ۔ اسی کا نام وہ لوگ برکت رکھتے ہین واقعی کتنا جامع لفظ ہی منجملہ اور شکایتون کے ایک یہ بھی شکایت ہی کہ اب اہلکارون کے مزاج مین مروت نہین ہی ورنہ نوابی کے زمانے مین یہ قاعدہ تھا کہ اگر کوئی شخص کسی جرم مین گرفتار ہوا تو کہنے سے فوراً رہا ہوجاتا تھا چور چوری کرتے گرفتار ہوئے اور فوراً لوگ سفارشین لے لیکر پہونچے کوتوال کو چھوڑ دیتے ہی بن پڑتی تھی ایک صاحب فرمانے لگے کہ نوابی کے عہد مین اکثر چکلہ دارون اور ناظمون نے سرکاری روپیہ ہضم کر لیا اور ایک کوڑی تک خزانہ عامرہ مین نہ جمع کی مگر بال تک بیکا نہوا۔ وجہ کیا کہ مقربان سلطانی اور حضور رس اہلکارون سے گٹھ گئے کسی نے پوچھا بھی نہین کہ ع۔ ایک سے یا ڈیڑھ ہی یا یون ہی + اب اگر ایک مدو ساہی پیسا بھی کسی تحصیلدار کی طرف بابت مالگزاری رہجائے تو معاذ اللہ ٹرا گھرہی دیکھین یہ اُن بزرگوار نے بہت فخر یہ بیان کیا۔

اسی طرح بی رحمانی اور دوا جی اور جنو کی جورو بھی پچھلی باتون کو یاد کر کرکے آٹھ آٹھ آنسو روتی تھین کہ ہاے اب وہ زمانہ نہین ہی کہ گاڑیون پر سفر کرتے تھے اور منزل منزل جاتے تھے اور سراؤن مین اُترتے تھے اب موئی ریل گاڑی نکلی ہی بھٹیارون کی روٹی ہاتھ سے گئی۔ انکے نزدیک ریل سے خلق خدا کو آرام کے عوض تکلیف پہونچتی ہی اور بڑا رنج انکو یہ تھا کہ بھٹیارون اور بھٹیارنون کی روٹیان ہاتھ سے گئین۔ گویا ریل سے ملک کی تباہی ہوگئی۔ وہ دن یاد کر کرکے یہ روتی ہین جب چھکڑے پہ لد کر نو دن چلے اڑھائی کوس۔

وجہ یہ کہ بوڑھے آدمی پرانی باتون کے ایسے خوگر ہوجاتے ہین کہ انکے عوض نئی باتین دیکھنے سے انہین افسوس ہوتا ہی اور لطف یہ کہ ریل کی صورت بھی کبھی نہین دیکھی مگر گالیان دینے کو موجود۔ قمرن کی امان جان ٹیکا لگانیوالون سے بھی سخت ناراض ہین کہ موئے گلی در گلی پھرتے ہین اور پھر بھی بچے چیچک کی بیماری سے مرتے جاتے ہین۔ اب انسے کوئی پوچھے کہ یہ کسکا قصور ہے۔ ٹیکا لگانیوالون کا اسمین کیا قصور جو جہلا ٹیکا لگانے کے نام سے بھاگتے ہین یہ شکایت انسے ہوسکتی ہی کہ یا اس عملداری سے جنو کی جورو تو خیر پنچ قوم اور اُن پڑھ عورت ہی افسوس تو یہ ہی کہ پڑھے لکھے آدمی بھی اکثر اِسکے خلاف تھے اور گاؤن والے تو ویکسینٹر دلینے لڑ پڑتے ہین۔ ہر مقام پر پولیس سے مدد لینی پڑتی ہی

الغرض دو بجے بی رحمانی انکے یہان آئین اور قمرن اور نازو اور اُنکی مان کو لیکر اپنے عزیز کے یہان گیئن کہ ریل گاڑی دکھائین وہان پہونچین تو سنا کہ ریل کے آنے کا ٹھیک وقت ہی اور یہ سب بڑے شوق سے ریل کے آنیکا انتظار کرنے لگین۔ اتنے مین کسی نے کہا کہ وہ ریل آرہی ہی۔ گھڑگھڑاہٹ کی آواز تو گھر سے یہ سنتی ہی رہتی تھین جب ریل قریب آئی تو ضعیفہ نے قمرن کو کہ کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی ذرا اپنی طرف کھینچا کہ ایسا نہ ہو گر پڑے۔ انجن بھک بھک کرتا ہوا آیا اور گاڑیان گھڑگھڑاتی ہوئی آناً فاناً نکل گیئن۔

قمرن۔ اُفوہ۔ یہ ریل ہی کہ آندھی روگ۔

نازو۔ جادو ضرور ہی امی جان۔ اے گھوڑا نہ اونٹ اور کیسی تیر کیطرح زن سے نکل گئی۔

قمرن۔ منی سچ کہتی تھی کہ بڑی تیز جاتی ہی۔

نازو۔ یہ تم نے قمرن کو اپنی طرف کیون کھینچا تھا۔

ض۔ مجھے ڈر لگتا ہی کہ مبادا اسکا دشمن گر نہ پڑے۔

رحمانی۔ مان کی ممتا اسی کو کہتے ہین بہن۔

قمرن۔ کیسی چلتی ہوئی گاڑی آگو آگو تھی۔

نازو۔ پیچھو کی گاڑیون مین تو آگ واگ نہین تھی۔

ض۔ کوئی چالیس پچاس آدمی تو ہونگے۔

نازو۔ ایلو اندھیر ہی کر دیا۔

رحمانی۔ چالیس پچاس! اسے کوئی دو سو سے کم تو نہونگے کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔

نازو۔ صاحب اور میم بھی ایک گاڑی مین تھے۔

قمرن۔ اب تو امی جان تمھاری تسلی ہوئی یا اب بھی نہین ہوئی یا اتنے آدمی بیٹھے تھے جو جوکھون ہوتی تو کاہیکو سوار ہوتے کسو کو اپنی جان بھار و نہین ہوتی۔

نازو۔ اللہ نے چاہا تو ہم بھی اسی پر پرسون تک سوار ہو جائینگے۔

ض۔ اور مین ادھر سے آن کے دیکھونگی کہ نازو اور قمرن جا رہی ہین۔

رحمانی۔ مگر دکھائی کہان سے دیگا۔

نازو۔ واہ دکھائی کیون ندیگا۔ جتنے آدمی گاڑیون پر سوار تھے سب ہمین سوجھے۔ تم ضرور آنا۔ ہم ایک رومال اپنے پاس رکھینگے اور جب ادھر سے آئینگے تو رومال ہلا دینگے بس تم دیکھ لوگی۔

ض۔ کیا کیا سوجھتی ہین ان لڑکیون کو۔

نازو۔ کیا اچھی سواری ہی کہ نہ مینہ کا ڈر نہ دھوپ مین انسان جلے نہ گرمی لگے۔ مزے سے کھاتے پیتے چلا جائے۔ اور جو ریل پر ناچ ہوتا جائے تو اور بھی اچھا۔

راوی۔ کیا کیا سوجھنے لگین۔ بیفکری ہی نا۔ اب جوڑیان تو بنانی نہین ہین۔ مہاراج بلی اور نواب صاحب کی بدولت چین ہی چین لکھتا ہی۔

رحمانی۔ ریل پر تو چاہے آدمی کھانا بھی پکا لے۔

ض۔ نہین بہن۔ اِس آندھی روگ مین کھانا بھلا کہان پک سکتا ہی اور اندھیر مین جو کہین چنگاریان اُڑین اور آگ لگ جائے تو بڑی مصیبت پڑ جائے۔

نازو۔ کیون۔ کود نہ پڑے۔

ض۔ اتی تیز گاڑی مین سے کون کود سکتا، ہی بھلا ہان جسکو جان دینی ہو تو کود ے۔

نازو۔ اچھا رکوا لے۔

ض۔ جب تک کوئی روکے روکے تب تک ستر ہوتا کرم ہو جائین۔ اور پھر اس کی آگ بجھائے بھی نہ بجھے۔

رحمانی - اے اچھی اچھی باتین کرو بہن - ان باتونسے کیا مطلب نکلتا ہی -

قمرن - چلو آج ریل گاڑی بھی دیکھ لی - گھڑ گھڑ کی آواز کتنے دن سے سُنتے تھے - اب آنکھون بھی دیکھی -

رحمانی - اُڑن کھٹولا سُنا کرتے تھے وہ بھی ایسا ہی ہوتا ہوگا - واہ کیا کرامات کی بات ہی نہ بیل نہ گھوڑا اور ادھر آئی اور ادھر ہوا کے جھونکے کیطرح غائب ہوگئی اسکے ساتھ گھوڑا کنگوڑا کیا برابری کریگا -

نازو - کیون قمرن جو آدمی لوگ اسکو لے جائین تو کتنے دن مین لیجا سکین -

قمرن - آدمی تو کوئی دو تین لاکھ گھسیٹین تو شاید ہمس سکے یون تو نہین گھسیٹ سکتے -

نازو - واہ ہم چاہین تو دس منزل کھینچ لیجائین -

راوی - اسمین کیا فرق ہی - حضور چاہین تو بیس منزل کھینچ لیجائین جب مہاراج بلی سے بخیل آدمی کو نینی تال کھینچے لیے جاتی ہو تو ریل کی کیا حقیقت ہی -

ریل دیکھکر یہ سب اپنے گھر روانہ ہوئین اور بوڑھی ڈھڈو نے گھر پہونچکر بیٹی پڑھائی شروع کی -

ضعیفہ - سنو بیٹیا - قمرن کیطرف سے مجھے یہ تو تسکین ہی کہ نواب آدمی دل کا چالاک ہے - بے مانگے ہزارون ہی دے نکلے گا -

قمرن - امی جان بڑا بول تو نہین بولتی ہون بڑے بول کا سر نیچا مگر اتنا جانتی ہون کہ مسجد کے بوڑھے بوڑھے ملانے بھی ہمین دیکھین تو اذان دینا بھول جائین -

نازو - جبھی تو نواب لٹو ہو رہا ہی -

ض - مگر نازو والا ذرا پست ہی -

نازو - ذرا! یہ نہین کہتین کہ موا کنجوسون کا بھی باپ ہے پل پل کے روپیہ نکلتا ہی -

قمرن - سویرے سویرے کوئی نام لے تو کھانا تو نہ ملے -

ض - مگر قمرن کے مزاج مین ابھی لڑکپن بہت ہے بچپنا نہین جانا - انکو چوچلا کرتے اور روپیہ اینٹھنے کی ترکیبین نہین یاد ہین -

نازو - اے ابھی کیا جانے بچاری -

قمرن - اُنھ - اسی بھڑوے کا دل آئیگا اپنے آپ گھر بیٹھے دیجائیگا - ہمکو کیا پڑی ہی -

نازو - وہ نہ دیگا تو جائیگا موا کہان -

ض - رہا تیرا والا تراوہ نکلا - پل پل کے پیسا نکلتا ہی - رو رو کے خرچتا ہی -

نازو - ہم ٹھیک بنا وینگے اماں -

ض - تم تو بیٹا ان گھاتون سے بخوبی واقف ہوگئی ہو قمرن مین ابھی کسر ہی -

نازو - نکل جائیگی کسر -

قمرن - اُنھ جی - ہوگا -

ض - جب پہاڑ پر جاؤ گی تو وہان نہ اُن کا کوئی اپنا ہوگا نہ تمھارا تو خواہی نخواہی تم سے زیادہ محبت ہو جائیگی - تم اسطرح پر رہنا کہ جیسے بالکل انھین پر پڑی ہوئی ہو -

نازو - اے ہم کو کیا سکھاتی ہو اماں -

قمرن - سیجو ترہ آپ کو قوالی سکھا لیتا ہی -

نازو - خوب بناؤ چناؤ کرکے چلنا قمرن -

قمرن - باجی جان انگلیان اٹھین تو سہی پہاڑ بھر مین دھوم مچ جائے -

ض۔ اللہ تم کو نظر بد سے بچائے بیٹا۔

نازو۔ امی جان خط بھیجا کرنا۔

قمرن۔ ہان ہان امان خط ضرور بھیجنا۔

ض۔ اے بابا ہفتہ مین چار دفعہ۔

قمرن۔ کس سے لکھوایا کرو گی بھلا۔

ض۔ نواب کے کسی مصدی (متصدی) سے جس کو وہ حکم دیجائینگے۔

قمرن۔ ہی ہی تو پھر ہم لوگ اپنے دلکی بات بھلا کیسے لکھ سکینگے اور تم کیسے لکھوا سکو گی۔

ض۔ ایسا غضب بھی نہ کرنا کہین۔

نازو۔ اے ہمکو ضرورت ہی جھوٹ بولنے کی کیا ہو گی وہان نواب کی بدولت مزے مزے سے چین کرینگے۔ وہ خود ہماری خاطر کرینگے۔ دلجوئی کرینگے۔ اور مہراج لمبا موا کہانتک کنجوسی کرے گا کچھ نہ کچھ شرما شرمی مین مٹے ہی نکلے گا۔ کھانا پینا شراب میوے مٹھائی کپڑا اسواری سب نواب کے سر پھر کیا ہمکو دو چار روپیے روز بھی خرچنے کو دیگا تم خاطر جمع رکھو امی جان ہم لوگ وہان چین کرینگے

ض۔ اللہ تمام عمر چین کرنا نصیب کرے خوش خرم رہو چین کرو اپنے ہنسی خوشی رہو۔

شام کو ضعیفہ نے دونون بیٹیون کو گلے لگایا اور مراسم معمولی کے بعد رخصت کیا اور روتے ہوئے کہا امام ضامن کو سونپا۔ جسطرح پیٹھ دکھاتی ہو اسیطرح منھ دکھانا۔ یہ باغین آئین تو سنا مہراج بلی اپنا آدمی اور اسباب یہین رکھ گئے ہین اور خود اسٹیشن پر ملین گے۔

اسٹیشن کے لیے بڑا انتظام ہوا تھا۔ ان دونون پردہ نشین مخدرات نازو اور قمرن کے واسطے دو فینس تھین اور ایک مغلانی کے لیے ڈولی۔ یہ سب سامان ساتھ ساتھ تھا اور دار وغہ صاحب بریلی بھیجے گئے تھے کہ وہان جانے کا سامان تیار رکھین اور ایک روز پہلے کو جو پہاڑ پر رہ چکا تھا اور واقفکار بھی تھا کاٹھ گودام بھیجدیا تھا کہ پہاڑ سے اترتے ہی کل سامان لیس رکھے۔

اسٹیشن پر جانے کے وقت نوابصاحب کا جی پھر بھرایا کہ تھوڑی تھوڑی پی لین تاکہ ذرا ذرا تو سرور جم جائے۔ ساتھی تو بادہ خوار تھے ہی کسی نے یہ صلاح دی کہ اسوقت کیا ضرورت ہے راستے مین ایک آدھ چسکی لگا لینا۔ بلکہ اسکے برعکس ایک صاحب نے کہا بے سرور سفر کرنا فضول ہے دوسرے صاحب نے اسپر بھی حاشیہ چڑھایا اور فرمایا کہ دو مقام پر بے پیے ہوئے جانا واقعی فضول ہے ایک تھیٹر کا تماشا دیکھنے۔ دوسرے ریل کے سفر مین سبحان اللہ کیا اچھی صلاح دی ہے۔ دیوانہ را ہوئے بس ست آتی شہ جو پائی تو میان ممن نے فوراً ایک جام نواب صاحب کے روبرو پیش کیا۔ انھون نے پیکر نواب چھٹن صاحب کیطرف اشارہ کیا اِسی طرح سب ایک ایک جام پیکر مسرور ہوئے۔

نواب۔ اسکا لطف تو پہاڑ پر حاصل ہوگا سردی ہوگی

چھٹن۔ میرے دلکی بات کہی واقعی اس شے کا لطف وہین ہے۔ سردی کی تو جان ہے۔ چاہے جسقدر پیو لطف ہے۔

ممن۔ خداوند کل اتنے وقت پہاڑ پر پیش کرونگا۔

اختر۔ انشاءاللہ۔ اب پہونچے داخل ہین بھائی۔

نواب۔ نیت شب بخیر۔

نواب صاحب سوار ہونے کو تھے کہ اختر نے کہا حضور یہ ذرا ذرا سی تو کچھ معلوم بھی نہوگی۔ کچھ تو اور لیجیے کہ ذرا سرور تو گٹھے اور لوگون نے بھی اتفاق کیا ممن نے پھر کھولی اور تھوڑی تھوڑی سب کو پلائی۔

قمرن۔ اے اب بہت نہ پیو جی۔ ریل کا سفر کرنا ہی۔

آغا۔ تو کیا تھرڈ کلاس تھوڑا ہی جائینگے۔ ہمکو ریل کے سفر کا کیا خوف ہی۔ ڈراتی کیا ہو۔

اختر۔ حضور تھوڑی ہی تھوڑی تو پی ہی۔

نواب۔ بھئی سویرے سویرے بریلی مین جا پہنچینگے بس تاکہ رات کو بے چینی نہ ہونے پائے۔

آغا۔ ہان اسیر ہمارا بھی صاد ہی۔ یہ بات جو آپنے کہی یہ صلاح کی بات ہی۔ بس اب بریلی مین تہ جمے

مسخرہ۔ اجی ابھی دیکھتے تو جایئے کتنی مہینن جمتی ہین۔

نواب۔ کون۔ تو ہم تو اب بریلی ہی مین شغل کرینگے

قمرن۔ اے تم لاکھ پیو ہم بیچ مین پینے بھی دین۔ اور باجی جان کو تو اب جھونے بھی نہ دینگے۔

مسخرہ۔ ہان ہان جو کہین ریل پر جھولا جھولنے کا جی چاہا تو بڑی خرابی ہو جائیگی۔ وہان جھولا کہان ملیگا۔

نازو۔ (شرما کر) اب کیا روز جھولا ہی جھولینگی۔

مسخرہ۔ ترنگ ہی تو ہی۔

قمرن۔ یہ تم کو ہو کیا گیا تھا باجی۔ یہ جھولا جھولنے کی کیا سوجھی یہ رات کا وقت اور اندھیری رات بس تم تو کہنے لگین جھولا جھولینگے۔

نواب۔ بہت چڑھ گئی تھی۔ میرے کان پکڑ لے مہراج بلی کو زور سے ڈھول جڑی یہ اپنے آپے مین نہین تھین۔

خدمتگار اور میان ممن نے عرض کیا کہ حضور اگر یہ باتین یون ہی ہوتی رہین تو ریل چل دیگی اور آج پھر اسی باغ مین جھولا جھولنا پڑیگا۔ بسم اللہ کر کے سوار ہو جیے۔ نوابصاحب مع احباب و رفقا سوار ہوئے۔

ریل کی سواری بادرفتار اور نظارہ دامن کہسار

ادھر آ ساقی میخانۂ شوق
مجھے دے اب کوئی پیمانۂ ذوق
بادۂ تند پلا دے ساقی
ساغر ہوش رُبا دے ساقی
اے مرے ساقی فرخندہ شیم
اس طرف بھی نگہ لطف و کرم
جوش مستی مین کرون ترک وطن
کوہ و صحرا کو بناؤن مسکن
وقف گردش ہون ساغر کی طرح
خاک اُڑاتا پھرون صرصر کی طرح
لون مین اب کوہ بیابان کی راہ
شوق کہتا ہی کہ ہان بسم اللہ

منشی مہراج بلی صاحب کی عقل تو گدی مین تھی ہی اور یار لوگ آپ جانیے رنگت باز۔ ایک ہی مرشد کسی نے انکو یہ پٹی پڑھا دی کہ نینی تال مین اس شدت کی سردی ہوتی ہی کہ چار چار لحاف اوڑھتے ہین اور کلیجا تک ٹھٹھر جاتا ہی۔ اتنا سُننا تھا کہ بس دیوانہ را ہوے بس ست آپ نے لکھنؤ ہی سے سردی کے کپڑے لادلیے۔ اور سب ساتھی گرمی کی پوشاک پہنے تھے مگر آپ سر سے پاؤن تک لدے ہوے۔ گویا کرۂ زمہریر مین پہونچنے والے ہین۔ اور لطف یہ کہ لوگ انکو ہنستے تھے اور یہ اُن سب کو بیوقوف سمجھتے تھے آپ کی پوشاک قابل دید تھی اگلے وقت کی وضع۔ گھیتلا روہیلا ٹاٹ بافی جوتا کوئی تین روپیے کی اوگی۔ پانچ روپیے کی تیاری کا گلبدن کا ڈھیلے پانچون کا پایجامہ۔ زربفت کی چپکن۔ دستہ بیش بہا۔

سرِ مبارک پر دستار شملہ بمقدار علم - کمر مین شالی پٹکا
اور اس سب اسباب وحشت پر دوشالہ دو سالہ مستزاد گرمی
کے دن اور دو گدھون کا بوجھ لادے ہوے پسینونکا
پرنالہ چلنے لگا مارے گرمی کے انتہا سے زیادہ بوکھلائے
ہوئے - ہوش حواس ٹھکانے نہین - پنکھیا ہاتھ مین
اس ڈھیلم ڈھال وضع سے جو اسٹیشن پر تشریف لائے
تو میلا لگ گیا چو طرفہ سے لوگون نے گھیر لیا - ایک تو
یون ہی گرمی تھی - بسیر دو من بوجھ لدا ہوا اور لوگون نے
گھیرنا شروع کیا - قریب تھا کہ کپڑے پھاڑ کے بھاگ
جائین - اور ستم پر ستم یہ ہوا کہ بھیڑ بھڑکے کے سبب سے
پنکھیا بھی نہین ہل سکتی تھی - اول تو وہ پنکھیا
عورتون اور نازک نازک ہاتھون کے قابل تھی
پنکھیا کیا چونچلا کہیے - مگر جو کچھ ہوا آتی بھی تھی اسکا
بھی سب لوگون نے سد باب کر دیا - کبھی بوکھلائے
ہوئے ڈیننگ روم طرف دوڑ گئے وہان ذرا سا کے
اسٹیشن ماسٹر کے کمرے کیجانب رُخ کیا - وہان بھی
لوگون نے پیچھا کیا تو باہر چلے گئے وہان بدمعاشون نے
تالیان بجائین تو پھر اسٹیشن مین دھنس پڑے اور
ابھی ریل کے چھوٹنے مین پورے گھنٹے بھر کی کسر
باقی بھی تھی مگر آپ اسٹیشن پر موجود - اس وحشت کے
صدقے جب کوئی پندرہ منٹ باقی رہے تو نوابصاحب
مع مصاحبین خاص رونق بخش ہوئے - منشی مہراج بلی
کو پہلے کسی نے نہین پہچانا - نوابصاحب وغیرہ کی
جانب انکی پشت تھی - مولوی اختر نے متحیر ہو کر کہا
این! یہ کون جانگلو ہے بھئی - اس گرمی مین آپ دوشالہ
اوڑھکر آئے ہین اور زربفت کی چیکن - یہ تو وہی
مثل ہوئی کہ دارم چیا نپوشم او چھے کے یہان تیتر -

باہر رکھون کہ بھیتر - ایک مصاحب نے کہا کہ پیر و مرشد ہمکو تو ہر کوئی
بہروپیہ معلوم ہوتا ہے - بھلا اس موسم مین دوشالہ لادکے کون نکلیگا
کلاتے مین منشی مہراج بلی صاحب کی مقطع صورت نظر آئی -

نواب - اسے! یہ تو ہمارا ہی جانگلو نکلا بھئی -

اختر - این! ماشاء اللہ - واہی واہ ہے -

مسخرہ - سچ کہیےگا خداوندنعمت دھوم دھام کی کتنی ہوتی ہے
چھپا گئی حضور -

نواب - خوب کہی بھئی - اس کمبخت کو سوجھی کیا -

مسخرہ - حضور آدمی مین حواس ہی حواس تو ہین -

اختر - منشی مہراج بلی صاحب ہین تسلیم عرض ہے حضور -

مسخرہ - مین بھی مجرا عرض کرتا ہون - یا وحشت -

نواب - اجی یہ تمکو آج ہو کیا ہے - اسوقت مارے
گرمی کے بُرا حال ہے - یون ہی پسینا الغاروں چھوٹ
رہا ہے جی چاہتا ہے کپڑے اُتار کے پھینکدون اور
تم غضب خدا کا زربفت کی چیکن اور گلبدن کا پائجامہ
اور دوشالہ لادکے آئے ہو آخر یہ تمکو سوجھی کیا -

مہراج - ع - اک ذرا ہوش سنبھالو ابھی دنیا دیکھو -
چلے ہین نینی تال کے سفر کو اور شریتی کا انگرکھا ڈانٹ
کے کھنگر نہ بجاؤ مارے سردی کے تو سہی -

نواب - ارے تو ظالم ابھی سے نینی تال آگیا کجا
نینی تال کجا لکھنؤ -

مسخرہ - حضور اب اتنے کہیے کہ لندن کا بھی قصد کرین
اور یہین سے گرم کپڑے پہن لین - اُلٹو مر گئے بھیجے
چھوڑ گئے -

آغا - (محمد طہرا) ارے میان ہان یہ کیا حماقت ہے راستے ہی سے
جو تم سردی کے کپڑے پہن کے چلے ہو یہ خبط ہے یا کچھ اور -

مسخرہ - یہ آپکو آج معلوم ہوا کہ منشی مہراج بلی خبطی ہین -

یہ خبطی انکے ولی کھنگر خبطی۔

مہاراج۔ بس اب ہمکو غصہ آیا ہی چاہتا ہے۔

نواب۔ از برائے خدا یہ سامان وحشت تو اتار دو۔

مہاراج۔ یہی نینی تال تو سرد مقام ہے۔

نواب۔ تو نامعقول جب نینی تال آئے بھی تو۔ یا پشمیں از مرگ واویلا۔

مہاراج۔ ہم سے تو لوگون نے یہی کہا کہ وہان سردی ہوتی ہے لوگ ٹھٹھر ٹھٹھر جاتے ہین۔

اختر۔ لاحول ولا قوۃ! لوگون نے آپ سے کہا تھا کہ وہان سردی ہوتی ہے اور آپ نے یہین سے گرم کپڑے پہن لیے لوگون کے کہنے سے آپ لکھنؤ کو نینی تال سمجھ بیٹھے۔

نواب۔ واللہ مجھے اس گرمی مین یہ کپڑے دیکھنے سے الجھن ہوتی ہے۔

مہاراج۔ اب تو پہنے سو پہنے۔ میرا رائے استقلال متزلزل نہوگا۔ آمین چاہے جو ہو۔ ع ہمکو خدا پہ چھوڑ دو پھر خدا جو ہو سو ہو۔ ع ہرچہ بادا باد ماکشتی در آب انداختیم۔

نواب۔ تو ایسی تباہی آپ پر کیا آئی ہے کوئی مارے ڈالتا ہے گلا ریتتا ہے۔

اختر۔ کپڑے بدل ڈالیے۔

مہاراج۔ گرمی کے کپڑے میرے پاس جب ہون بھی۔

نواب۔ نازو ہی تمکو ٹھیک بنا سکتی بس۔ ع

جو تالیکر نازو بولی بیاہ اسے کچھ کھیل نہین

اتنے مین نواب نامدار اور منشی مہاراج بلی فرسٹ کلاس مین جا کر متمکن ہوئے اور دو فنسین درجہ مذکورہ کے پاس لگائی گئین اور بی قمرن جان اور نازو چھم چھم کرتی ہوئی اتر ین اسٹیشن پر لوگ دیکھنے لگے کہ کسی امیر کے یہان کی سواریان ہین جب فنسین قریب لگائی گئی تھین تو پردہ کردیا تھا۔ مگر چھاچھم کی صدا اور شور خلخال کو کون روکتا۔

اتفاق سے اس روز اسٹیشن پر ایک کم عمر میم صاحب تازہ وارد ولایت ابھی اپنے صاحب کے ہمراہ آئی تھین اور وہ بھی اسی ترین پر جاتی تھین۔ میم صاحب نے جو یہ فنسین اور پردہ اور گھٹا ٹوپ دیکھا اور چھم چھم کی آواز سنی تو انکو بڑا اشتیاق ہوا کہ دیکھین اسمین کون پریان جلوہ گر ہین ولایت مین سن چکی تھین کہ لکھنؤ کی بیگمات بڑے ٹھسے سے رہتی ہین اور سر سے پاؤن تک زیور اور جواہرات سے لدی ہوتی ہین۔ صاحب سے انھون نے اپنا اشتیاق ظاہر کیا کہ ہم ان پردہ نشین بیگمات ہندوستان سے ملنا چاہتے ہین۔ انھون نے فرسٹ کلاس کے قریب آکر نواب صاحب کو سلام کیا۔ نواب صاحب نے جھکلکر خوش خلقی کے ساتھ جواب دیا اور کہا صاحب بہادر ہمنے یہ درجہ پورا لیا ہے۔

صاحب۔ ول ہم اس درجہ مین نہین بیٹھنے آئے ہین ہمکو آپسے فقط اسقدر دریافت کرنا ہے کہ آپنے کہانتک ٹکٹ لیا ہے۔

نواب۔ جی۔ ہم نے ۔۔۔ ابھی تک۔ ہمنے ٹکٹ

مہاراج۔ ہملوگ نینی تال جاتا ہے۔

صاحب۔ او۔ بریلی مین ٹھہریگا تو نہین۔

مہاراج۔ نہین۔ بخط راست جائیگا۔

صاحب۔ اچھا ہم آپسے کاٹھ گودام مین ملین گے

یہ مختصر تقریر کرکے صاحب چلے گئے اگر ادھر منشی

مہراج بلی اور نواب صاحب مین چخ ہو گئی۔ نواب صاحب کے دلمین چور تو تھا ہی۔ خوف ہوا کہ مبادا قمرن کے شوہر نے نالش کردی ہو اور یہ صاحب بہادر بھانپ گئے ہون کہ نواب قمرن کو بھگائے لیے جاتے ہین انھون نے تو چاہا تھا کہ صاحب کو یہ نہ بتائین کہ کہان جاتے ہین۔ کچھ آئین بائین شائین کہدین مگر مہراج بلی کی زبان سے نکلگیا کہ نینی تال جاتے ہین۔ بڑے پس وپیش مین تھے کہ یا الٰہی اب کیا کرین جائے ماندن نہ پائے رفتن۔ بڑے مخمصے مین پڑ گئے چپکے سے مہراج بلی کے کان مین کہا کہ یار تم نے اسوقت بے طور دھر وادیا۔ اب کچھ کرتے دھرتے نہین بن پڑتی۔ نازو اور قمرن دونون گرفتار ہو جائین گی اور ہمپر تمپر مصیبت پڑ جائیگی صاحب کے تیور بیڈھب پڑتے تھے۔ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے۔ ورنہ اتنا بڑا جلیل القدر انگریز اسکو کیا پڑی تھی کہ ہمارے پاس آتا اور ہم سے مشورہ کرتا سو دوست ہین سو دشمن معلوم ہوتا ہے کسی نے جا کے جڑ دی ہے کہ یہ لوگ نازو اور قمرن کو بھگائے لیے جاتے ہین اور خرابی یہ ہے کہ اور سب لوگ اپنے اپنے درجون مین بیٹھ گئے ورنہ ان دونون کو علٰحدہ کسی درجہ مین بٹھا دیتے۔

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ نواب صاحب کے ایک انگریزی خوان دوست مکر جی بابو نظر پڑے۔ فوراً آواز دیکر بلایا اور یہ سرگذشت اُنسے بیان کی انھون نے کہا آپ گھبرائیے نہین مین اس کا فیصلہ کیے دیتا ہون۔ صاحب کا پتہ لگا کر اُنسے گفتگو کی تو معلوم ہوا کہ میم صاحب نئی نئی ولایت سے آئی ہین انکو ہندوستان کی بیگمون کے لباس اور زیور دیکھنے کا بڑا شوق ہے اسیوجہ سے صاحب نے نوابصاحب سے دریافت کیا تھا کہ آپ کہان جاتے ہین جب سنا کہ نینی تال جاتے ہین تو سوچے کہ نینی تال ہی مین دکھا دینگے۔ عجلت کیا ہے۔ بابو جی نے اِنسے آنکر بیان کیا اور تشفی کی تو جان مین جان آئی۔

نازو۔ اللہ نے بڑی خیر کی نواب۔ توبہ۔

نواب۔ میرے تو حواس ٹھکانے نہ تھے نازو جان

نازو۔ اے وہ بات ہی ایسی تھی۔ پاؤن تلے سے مٹی نکلگئی کہ یا اللہ اب کیا ہونا ہے۔

قمرن۔ ہم تو سوچتے تھے کہین اب پھر اُس موے قسائی کے کھونٹے نہ بندھین۔

نازو۔ دشمنون کے کان بہرے۔ اُف۔ توبہ۔

مہراج۔ مین تو سکتے مین ہو گیا تھا کہ چارون کے چارون باندھے جاتے۔

نواب۔ چلو خیر ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

نازو۔ ایک بات ہو سکتی تھی۔ ہم کہدیتے کہ ہم اپنے راضی ہین۔ اپنے میانسے ہم راضی نہین ہین چلو چھٹی ہوئی۔

نواب۔ معقول! چھوکریونکی سی باتین کرتی ہو۔ بیاہی عورت بھلا ایسا کہہ سکتی ہے۔ اسکے لیے بڑی سزا ہے۔

قمرن۔ اُنھ اب جو ہونا ہو گا وہ ہو گا۔

مہراج۔ ہم اتنا ضرور گاڑھے وقت کہدیتا کہ میونسپل کمشنر ہین۔ بس۔

نازو۔ بی پھر دحشت کی۔ تو گڑھیا کی صفائی اور مور یونکی دکھائی اور مہتر و نیر ڈانٹ ڈپٹ کرنا جانے ریل پر تجھے کون جانے کہ کون مونڈھی کاٹا ہے۔ اور اس

جھول جھال کو تو اُتار موادوانا۔ نوابصاحب نے نازو سے اِنکی بڑی شکایت کی اور اصرار کیا کہ یہ کپڑے اُتروالو۔ نازو تو خود ہی اس لباس سے جلی ہوئی تھی آؤ دیکھا نہ تاؤ شملہ اُتار کر پھینکا تو وہ گرا چپکن پر ہاتھ بڑھایا تو مہراج بلی نے غل مچایا۔ ہائین! ہائین! یہ ہمری بڑی قیمتی لباس ہی کاہے واسطے تم لوگ چھیڑنے مانگتا یو بلڈی فول۔ مگر جب دیکھا کہ نازو بہت ہی جھلائی ہوئی ہی تو کپڑے خود اُتانے لگے۔ گلبدن کا پاجامہ بھی پھینکا اور چپکن بھی اُتاری اور کمر بند بھی الگ رکھا۔ وہی موچی کے موچی بنگئے۔ اور نازو نے گھٹی کھوپڑی پر دو ایک جا بھی دین۔

نواب۔ اب ٹھیک ہوے۔ خوب شد۔ سزا تمھاری۔

مہراج۔ بھائی صاحب آپنے سُنا ہی ہوگا۔

دلبران گر دلبری زین سان کنند
زاہدان را زخنہ در ایمان کنند

ہمارا دلبر دلربا دلدار دلنواز یعنی نازو کہ نازو جان من ست و دین و ایمان من ست۔ ع دل من برد بتے سیم برے۔ طرفہ بیدادگری۔ خدا کی قسم نازو جان ایسا خوش کردونگا کہ تمام عمر یاد کروگی کہ ہان کسی شریف اور رئیس سے ملاقات ہوئی تھی جواہرات مین تولون توسہی۔ مجھے کیا کوئی ایسا ویسا سمجھی ہو ہم بہت دلکے چالاک ہین۔ اور ابھی ہماری فیاضی دیکھنا تم۔ ع ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی۔

نازو۔ دُرموے جھوٹے۔ وعدہ کیا تھا کہ ادھر تم ریل پر بیٹھین اور اُدھر مالامال کردونگا۔ پہلے لوٹا (نوٹ) دینے کا اقرار کیا تھا۔ کچھ وہ دیے اور کچھ آج مالامال کردیا۔ تیرے قول وفعل کا اعتبار کیا گھڑی مین بھوت گھڑی مین اولیا۔ اتنے مین ریل چلی۔ اِنکے دونون درجونمین نوابصاحب بنفس نفیس اور منشی مہراج بلی اور وہ دونون بتان حیا دو جمال اور ایک شوخ وشنگ خوبرو مہری اور ایک اور خادمہ نازکی ریل چلی تو نازو بولی یا اللہ جسطرح ہنسی خوشی جاتے ہین اسیطرح ہنسی خوشی واپس آئین۔ نوابصاحب کی بدولت پہاڑ کی سیر بھی کرلینگے۔ اِس فقرے سے منشی مہراج بلی چین بجبین ہوئے اور بگڑ کر کہا کہ ہان تمرن کے آنیکا باعث تو نوابصاحب ہی ہوے مگر تم ہماری بدولت آئی ہو۔ نازو نے مسکرا کر بات ٹالدی اب سُنیے کہ ریل کسی سٹیشن تک نکلگئی تو مہراج بلی ذرا ذرا اونگھنے لگے۔ نوابکے اشارے سے نازو نے ایک دھول لگائی تو چونک پڑے۔ فرمایا۔ دلشکر نوم بر من غالب بود بندے کہ گفتہ اند۔ ع مثل سچ ہی کہ جھونکے نیند کے سولی پہ آتے ہین+

تھوڑی دیر کے بعد ریل ایک اسٹیشن پر ٹھہری۔ پوچھا یہ کون اسٹیشن ہی معلوم ہوا کہ تھاہور ہی۔ پوچھا یہان کتنے منٹ تک ٹھہرتی ہی کسی دل لگی بازنے کہدیا کہ یہان تو آدھ گھنٹے تک ٹھہرتی ہی۔ بہت ہی محظوظ ہوے۔ پیاس بہت لگی ہوئی تھی۔ غل مچانا شروع کیا کہ او کنجی والا درجہ کھولدے اِسے ہملوگ اُترنے مانگتا ہی۔ نوابصاحب نے للکارا۔ ایسے کچھ واہی ہوا ہی فرسٹ کلاس مین کبھی با بارلچ بیٹھے تھے۔ یہی تیسرا درجہ مقرر کیا ہی کھلا ہوا تو ہی۔ اُترتے کیون نہین بہت جھینپے سخت شرمائے۔ اب دروازہ کھولتے ہین تو کھلتا نہین نوابصاحب نے پھر چھپایا۔ واہ رے گنوار۔ دو دن نہین یون کھول اُترے تو وہی خیال جما ہوا کہ ریل آدھ گھنٹے

تک یہان ٹھہرتی ہے۔ بڑی بیفکری کے ساتھ ٹہلنے لگے اور دور نکل گئے کہین اسٹیشن کے پھول دیکھ رہے ہین کہین بیل کی تعریف کر رہے ہین کہین زنانے درجے کے قریب کھڑے ہو کر گھورنے لگے اتنے مین ایک گھنٹی بجی۔ یہان خبر ہی نہین دوسری گھنٹی ہوئی۔ آپ ابھی سیر گشت ہی کر رہے ہین اور نازو اور نوابصاحب ٹکٹکی لگائے دیکھ رہے ہین اور باتین کر رہے ہین کہ منشی مہراج بلی اسٹیشن پر رہگئے بوکھلا کے دوڑے تو زنانے درجے کیطرف جھک پڑے اور اسٹیشن ماسٹر نے ڈانٹ بتائی جنانا درجہ ہے تم اسپر سوار نہین ہونے سکتا جنانا ہے وہ ایک عورت نے الگ للکارا۔ ڈاڑھی جار۔ کادا رو بی کے آوا ہے۔ مہرا دون کے درجہ مان کو دے کا دھیان ہے۔ متوارا تورے بہو بیٹی نا ہین ہے۔ اسکے بعد ایک اور درجہ کھولنے کو تھے کہ کانسٹبل نے غل مچایا۔ ہان! ہان! گاڑی کھل گئی الگ رہو۔ اتنے مین گاڑی چلی اور نوابصاحب نے انکا ٹکٹ اور دو روپیے پلیٹ فارم پر جلدی سے پھینک دیے اور آواز بلند کہا ہم بریلی مین تمھارے واسطے ٹھہرے رہینگے۔

مہراج۔ اسے ذرا ریل روک لو ہمنے فسٹ کلاس کا کرایہ دیا ہے ریل روکو۔ او گارڈ۔ ہم رپورٹ کردیگا کاہے واسطے ریل تم نہین روکنے مانگتا۔

کانسٹبل۔ اب نہ دوڑیے گاڑی چھوٹ گئی۔

مہراج۔ ارے ریل روکو۔ ہم بہارا آدمی ہے اجمیر اسٹیشن ماسٹر

اب سنیئے کہ گارڈ ابتک نہین سوار ہوا تھا۔ جب گارڈ بھی سوار ہو گیا اور ریل چلی تو اُسنے اُنپر ترس کھا کر گاڑی رکوالی اور انکو جلدی سے اپنے ساتھ بریک مین بٹھا لیا اور گاڑی چلی۔ نواب اور نازو اور قمرن سمجھے کہ منشی مہراج بلی چھوٹ گئے اور انکے مصاحبون نے بھی اپنے اپنے درجے سے یہی دیکھا تھا کہ منشی مہراج بلی صاحب پلیٹ فارم پر چہل قدمی ہی کرتے رہے اور ریل چلی گئی۔ گارڈ نے اُنسے پوچھا کہ آپ کون ہین اور کہان جانیکا قصد ہے۔ فرمایا ہم منشی مہراج بلی صاحب رئیس ہین اور علاقہ دار بھی ہین۔ اکبر بادشاہ کے وقت مین ہم کو جاگیر ملی تھی اور ہم منیوسپل کے ممبر اور کمشنر بھی ہین اور ہم فارسی کے محقق ہین اور آب و ہوا سے تبدیل اور صاحب لوگون کی ملاقات کو ہم اب نینی تال جاتے ہین۔ اُسنے دیکھا کہ آدمی گول ہے کہا۔ ہماری بڑی خوش نصیبی کہ آپسے ملاقات ہوگئی لیکن ہم نے اسوقت انعام کا کام کیا ہے۔ جو ہم گاڑی نہ روک لیتے تو آپ بڑی دقت مین پڑتے۔ ایک رئیس کیواسطے ہمنے پارسال اسیطرح گاڑی روکی تھی تو اُسنے ہمکو ایکسو روپیہ دیا تھا۔ اور آپ تو تعلقہ دار بھی ہین اور منیوسپل کمشنر بھی ہین آپ سے تو اور زیادہ کی اُمید ہے۔

یہ فقرہ سنکر منشی مہراج بلی کے آئے ہوئے حواس غائب ہوگئے قریب تھا کہ غش آجائے۔ دن کا وقت ہوتا تو شاید گاڑی سے کود پڑتے۔ گارڈ نے اچھا چونکا کیا اور ایک سرے سے سو روپیہ کی فرمائش کی۔ انھون نے کچھ جواب نہ دیا مگر مارے غصے کے تھر تھرانے لگے۔ اگر ذرا بھی کرارے ہوتے تو گارڈ کو برک سے ضرور پھینک دیتے۔ گارڈ نے ان کا سکوت دیکھکر کہا۔ آپنے کچھ جواب نہ دیا راجہ صاحب سمجھے

آپ کیواسطے اسی سبب سے گاڑی روک لی کہ آپ امیر ہین خوش ہوکر انعام دیجیے گا۔ آپ کچھ بولتے ہی نہین۔ مہراج بلی نے غور کرکے جواب دیا کہ صاحب یہ آپکو کہان سے معلوم ہوا کہ ہم امیر آدمی ہین۔ اول تو ہم امیر ہین نہین اور اگر ہوتے بھی تو وات کیوقت آپکو یہ کیونکر معلوم ہوتا کہ ہم امیر ہین کیونکہ ہمنے اپنا زربفت کا تھان جسکا ہمنے چکن بنایا ہی اور گلبدن کا پائجامہ اور اپنی پگڑی جو بڑا امول کا ہی اتار رکھا تھا۔ پھر آپ ہم کو امیر کیونکر سمجھے۔

چہ خوش! اس عقل کے قربان۔ ثابت تو یہ کرنا چاہتے ہین کہ غریب مفلس آدمی ہین اور اپنی زربفت کی چکن اور گلبدن کے پائجامے اور پگڑی کی تعریف کر رہے ہین اور پگڑی کو بڑا امول بتاتے ہین اور زربفت کی چکن نہین بلکہ (زربفت کا تھان) فرماتے ہین۔ گارڈ نے کہا جب آپ اتنے امیر ہین کہ بڑے بڑے دام کا پگڑی اور چکن پہنتا ہم توکیا ہم کو سو روپیہ بھی نہین دیسکتا اچھا آپ ہمین اسّی روپیہ دے۔ ہم بیس اور گھٹا دیگا۔ آپ ہمکو ساٹھ ہی دین۔ بس منشی مہراج بلی ایک مشہور فقرہ باز آدمی اور پرلے سرے کے بخیل۔ یہ بھلا کب دینے والے تھے۔ اور سایک دم سے سو روپیہ اسکو دیان کبھی کسی کو نہ دین۔ گارڈ اپنے حساب بہت گھٹ گیا تھا۔ ساٹھ پر راضی ہوگئے اور یہ معلوم ہی نہین کہ سات روپیہ بھی اُنسے وصول ہونا محال ہی۔

مہراج۔ آپ لکھنؤ مین کہان رہتے ہین۔

گارڈ۔ نیل صاحب کے پھاٹک کے پاس۔

مہراج۔ وہان صفائی اچھا رہتا ہی؟

راوی۔ کیا خوب خود بھی صاحب لوگ بنگئے۔

گارڈ۔ آپ تو بات کو ٹالتے ہین۔ ہمنے بڑا کام کیا کہ آپ کو اس تکلیف سے بچا دیا اور آپ انعام نہین دیسکتے ہین

مہراج۔ آپ بار بار تقاضا یون کرتے ہین ہم اپنی زبان سے تو کچھ بھی نہین کہتے۔ مگر جسکا جو حق ہوتا ہی وہ اسکو پہنچ جاتا ہی۔ حق بحقدار میرسد۔ آپکو بھی خوش کردیا جائیگا۔

گارڈ۔ (خوش ہوکر) آپ چیرٹ پیتے ہون تو حاضر ہی نیلا چیرٹ اور سفید چیرٹ ہے۔

مہراج۔ نہین صاحب چیرٹ ہم لوگ نہین پیتے۔

گارڈ۔ آپ اچھی طرح بیٹھیے صاحب۔

مہراج۔ ہم بہت آرام سے ہین۔

گارڈ۔ جو بات ہمارا قابل ہی وہ کہو صاحب۔

مہراج۔ آپکا مہربانی ہم آپکو بہت یاد کرے گا۔

گارڈ۔ ول۔ پرورش آپ کا۔

مہراج۔ آپ بہت اچھا آدمی ہی صاحب بہادر۔

گارڈ۔ دنیا مین ایسا چاہیے سب سے ملکے چلنا چاہیے۔

مہراج۔ بھلا شاہجہانپور کب پہونچے گا۔

گارڈ۔ آپ جس اسٹیشن پر اتر جاے ہم آپکو بٹھا دیگا۔

مہراج۔ ہم فرسٹ کلاس مین ہی۔ اپنے درجے مین نہین جائینگے تو بنیگی کیونکر۔ یہان تو ہمارے پاس کچھ ہی نہین۔

گارڈ۔ ہان ہم سمجھتا ہی۔

راوی۔ گویا وہان جاکے مالا مال ہی تو کردینگے بڑے دھنا سیٹھ بنے ہین۔

مہراج۔ اچھے کو اچھے ہی ملتے ہین کہ گفتہ اند ؎

اگر برگہ پر کنند از گلاب	سکے در وی افتد شود منجلاب

اب کتنی دور ہے اسٹیشن۔

گارڈ۔ بس اب آگیا حضور۔ ہم فوراً آپکو بیٹھا دینگے اور آپ مزے سے جائیے گا۔ ہوا کھاتا ہوا۔

گارڈ نے اپنا مطلب گانٹھنے کے لیے انکی بڑی خوشامد کی اور اُنھون نے بھی اُسکو خوب سبز باغ دکھائے کہ مین اپنے درجے مین پہونچ جاؤنگا تو تمکو بھی خوش کردونگا۔ پہلے تو بہت دون کی لیتے تھے کہ امیر کبیر ہون اور منیونسپل کمشنر اور جاگیردار ہون اور یہ ہون اور وہ ہون مگر جب گارڈ کو طالب زر پایا اور انعام کا لفظ درمیان آیا تو غریب بنگئے۔

اب نواب صاحب کا حال سُنیے کہ جو مع حشم و خدم و رقعا و نا ظورہ نوخاستہ بی قمرن و معشوقہ آرا ستہ نازو عتاب نذلہ گو بڑی بڑی منتون اور دعاؤن کے بعد روانہ کوہ نینی تال ہوئے۔ اثناء راہ مین کبھی تو محظوظ و مسرور ہوتے تھے کہ بعد مدت دلی آرزو برآئی۔ اب چلکے پہاڑ کی سیر کرینگے۔ ہوائے سرد و موسم خوشگوار اور آبشار اور چشمہ سار اور پہاڑ کے سبزہ و گل و لالہ اور قدرت کی بہار کا لُطف اُٹھائینگے۔ اور کبھی اس خیال سے افسردہ اور پژمردہ ہو جاتے تھے کہ اگر پہاڑ سے گرے تو ہڈیون تک کا پتہ نہین ملیگا سیر بالاے طاق جان کے لالے پڑینگے۔ اگر جھیل مین کشتی اُلٹی تو۔ ع۔ گئے دونون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔ اور اگر ہیضا آئی تو دبکے بموت مرے۔ کبھی اس خیال سے خوش ہوتے کہ الموڑے کی حسینان دلفریب اور مہ وشان طاؤس زیب دیکھنے مین آئینگی اور کبھی اس خیال سے دل ہی دل مین

کانپتے تھے کہ اگر خدانخواستہ پہاڑ پھسل پڑا تو گئے گذرے۔ قمرن نے کہا نواب اسوقت تم ضرور کسی فکر مین ہو سمجھ مین نہین آتا کہ جب ہم تمھاری بغل مین ہین تو فکر کیسی۔ غم اور فکر اگر یہی حال ہے تو بس پھر سفر نینی تال کو سلام کرو۔

فکر کو نہین کی رہتی نہین مئیخوارون مین
غم غلط ہو گیا جب بیٹھ گئے یارون مین

ہمسا معشوق زیب آغوش ہوا اور تم فکر کر داین کچھ بھید ضرور ہے۔ نواب چھٹن صاحب نے کہا اے چلے تو ہو سفر کو اور زاد راہ پاس نہین۔ بی قمرن کا یہی منشاء دلی ہے کہ راہ مین کچھ شغل ضرور ہونا چاہیئے۔

بے شاہد و بادہ صبر توبہ توبہ
اس عمر مین دل پہ جبر توبہ توبہ
ایام شباب اور دلجو ساقی
فصل گل و جوش ابر توبہ توبہ

نواب صاحب نے مسکرا کر فرمایا کہ اب ہم اگر شغل کرینگے بھی تو تہذیب کے ساتھ۔ یہ نہین کہ بیکار بد تہذیب ہو گئے اول تو راہ مین ریل پر اسکا شغل فضول ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ بی قمرن تنک کر دوسرے بنچ پر جا بیٹھین اور کہا ہمکو نہین معلوم تھا کہ تمنے توبہ کر لی ہے۔ نواب صاحب نے لاکھ لاکھ منایا مگر وہ روٹھی ہی رہین تو انھون نے ہنسکر یہ رباعی پڑھی۔

مومن یون بھی کسی پہ مرتا ہے کوئی
اسطرح بھی جان سے گذرتا ہے کوئی
خود کام کو کیا سمجھ کے دل تو نے دیا
نادان ایسا بھی کام کرتا ہے کوئی

ہمسے ہمارے دوستون نے کہدیا تھا کہ اس پھیر مین نہ پڑنا مگر ہمنے کسی کی نہ سنی اب پچھتاتے ہین کہ ہاری مانتی ہین نہ جیتی۔ اور لوگ کہا کرتے تھے کہ

نہو تو بیٹھے بٹھائے خراب لے مومن
لڑا نہ اُس بُت خانہ خراب سے انکھین

اسپر قمرن اور بھی ننکین۔ کہا ہان۔ اب ایسے گئے گذرے خانہ خراب۔ اچھا پھر اگر ہم ایسے ہی خانہ خراب ہین تو پھر ساتھ کا ہیکو لائے تھے۔ لو صاحب ابھی سے ہم دو بھر ہو گئے۔ ہم کچھ گرے پڑے نہین۔ مغلانی تم ادھر جا کے بیٹھو اور مہری تم ذری ادب سے باتین کیا کرو تم لوگ کبھی سر پر چڑھی جاتی ہو۔ اپنی عزت کو نہین دیکھتی کہ تم ہو کیا دو پیسے کی آدمی اور ہمارا مقابلہ یہ کہکر بی قمرن لیٹین اور لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ مغلانی نے بوڑھی مہری سے کہا اے بہن رہین جھونپڑون مین خواب دیکھین محلونکا یہان رئیسون امیرون بادشاہزادیون بادشاہزادیون مین عمر گذر گئی۔ بادشاہون اور بادشاہون کے محلون ہی مین بال سفید ہوئے یہ چھوکریان بازار کی نکلنے بیٹھنے والیان کیا جانین کہ امیرونکی صحبت مین کیا ہوتا ہے۔ اور نواب صاحب تو بوتڑون کے رئیس ہین مگر دلکا آنا بُری بلا ہے۔ آدمی چوندھیا جاتا ہے۔ بس اب یہ بالکل قمرن کے قابو مین ہین دو دن نہ دیکھین تو چین نہ پڑے مچھلی کیطرح تڑپنے لگین لگا اُنپر لٹو ہین۔ اللہ نے ان جوڑی والیون کو یہ دن نہ دکھایا کہ اب بیگم بنی بیٹھی ہین۔ ؎

سوتے ہین اب وہ چین سے مخمل کے فرش پر
کبھٹا ہوا نصیب نہ جنکو پیال کا

اور ہمنے کچھ دھوپ مین جھونڈا سفید کیا نہین ہے اللہ جانتا ہے اسکے ہی دن اُنکی چال ڈھال سے مین تاڑ گئی کہ چھوٹی اُمت کی ہین وہ خوبی نہین چھپی رہتی وہ چال ڈھال ہی نہین چھپتی وہ تو وضعداری اور آن بان کنگنی مین پڑی ہوتی ہے بات ہی سے ہم سمجھ گئے کہ شریف زادی نہین ہین۔

ہوتا نہین ہے ایسا بہو بیٹیون کا طور
بدلا ہوا ہے رنگ تری چال ڈھال کا

یہ تو اتنا بھی نہین سمجھتین کہ ٹراقے دار گوٹ کیسی ہوتی ہے ہان چوڑیونکا سب حال انسے پوچھ لو۔ مجھے ایسا بُرا معلوم ہوا کہ ہمسے کہتی ہین کہ ادب سے بات کرو ہمارا تمہارا مقابلہ کیا۔ تو سبب کیا لونڈی باندی مغلانی مہری آتون دوا خواص پیش خدمت انکی عادت نہین باہر کی نکلنے والی اور منہارن۔ دیدہ جبر اِنکے ہے۔ وہ شہزادیون کی خوبوان مین کہان سے آئے کہ ہلکے پانی نہین پیتین۔ اور کیون پینے لگین۔ اللہ کا دیا سب کچھ ہے۔ ایک چھوڑ بیس عورتین ہر دم خدمت کو حاضر ہین۔ کوئی کپڑے سی رہی ہے۔ کوئی پنکھا جھل رہی ہے۔ کوئی پہرا دے رہی ہے۔ کوئی پانی لاتی ہے کوئی خواص ہے۔ کوئی آبدارخانے والی ہے۔ کوئی محلدار ہے۔ کوئی داروغہ ہے۔ یہ موئی منہارنین کیا جانین اِنکے نزدیک تو یہی دنیا ہے مہری نے مغلانی کی رائے سے اتفاق کیا۔ اے سچ کہتی ہو بوا یہ موئی بازار کی پھرنے والی کہین رئیسونکی خوبو سے واقف ہو سکتی ہین۔ تو یہ کر دلوا ہم پہلے ہی سمجھے ہوئے تھے تانت باجی راگ بوجھا مگر قسمت کی ہین دیکھتی۔ نواب کی نظر پڑ گئی۔ سیرت شریفون کی سی نہین ہے صورت تو ضرور ہے۔ مگر نواب کی ابھی ذرا طبیعت پھر جائے تو یہ نکلے کیطرح بل کرنا بھول جائین اب تو بیجونکے بل چلتی ہین کسو کی حقیقت ہی نہین سمجھتین۔ اور کیونکر سمجھین۔ کہان مٹھا اور جوار کی

روٹی کھاتی تھین کہان اب یہ کیفیت ہو کہ پلاؤ اور
مزعفر اور شیرمال اور باقرخانی اور قورمہ اور کباب
دو وقتہ چکھتی ہین مٹھائی کی کمی نہین۔ میوہ بھرا
بٹا پڑا ہو مجھے تو اُسوقت بڑا غصہ آیا جب یہ قمرن
کہنے لگی کہ ہم پکانا کیا جانین کبھی آنچ کے پاس
کا ہیکو بیٹھے تھے۔ سر سے پاؤن تک پھک گئی مین
کہ اچھی اچھی بیگمین بھی یہ بڑا بول نہ بولینگی ہم بھی
کسی کی لاڈلی بیٹیان تھے۔ کبھی آنچ کے پاس
بٹھانے کی کوئی روادار نہین ہوتی تھی۔ کبھی ایک
ٹانکا بھی نہین لگایا۔ بن بھی تو کسی کا نہین ٹانک
دیا مگر سوچے کہ آخر کسی کے گھر جانا ہو۔ یہان میکے
مین ماما چٹنیان اڑائین۔ دونون وقت پکی پکائی
ملتی ہو مگر سسرال مین ساس نند بھاوجین طعنہ
دینگی کہ کس گنوارون کے یہان کی گنوارن آئی ہو
کہ روٹی پکانا اور سینا تک نہین جانتی۔ جی توڑ کے
پکانا اور سینا سیکھا۔ وہ وہ تحفہ کپڑے مرد کیواسطے
تیار کیے کہ لوگ پوچھتے تھے میان یہ کس درزی
کے ہاتھ کے سیے ہوئے ہین۔ یہ کہان کی بڑی وہ
بنی ہو کہ کھانا پکانا نہین جانتی۔ چولھے کی آنچ
کے سامنے کبھی نہین بیٹھی وہ موا کدرا پکا پکا کے
کھلاتا ہوگا۔ اتنے مین قمرن کی آنکھ کھلی۔

ق۔ مہری۔ مہری ادمہری۔ اے سوگئی مہری۔ ای واہ۔
مہری۔ سرکار حکم۔ کیجیے۔ ذری یونہی آنکھ جھپکی تھی۔
ق۔ کتنے ٹیسن نکل آئے ہونگے ہم۔
مغلانی۔ سرکار ابھی کوئی چھ سات۔
ق۔ نواب بھی غافل سورہے ہین۔ گھوڑے بیچ کے۔
مغلانی۔ جی ہان۔ اب کل نو بجے پہاڑ دیکھیے

ق۔ ہمارا دل تو دھک دھک کرتا ہو یا اللہ کیا ہوگا۔
مہری۔ حضور اللہ مالک ہو تو کل مالک ہو۔
مغلانی۔ فتح ہو حضور۔ گھبرائیے نہین۔ اتنو کل ہی
کھڑے ہوئے۔
مہری۔ حضور لاکھون کرورون آدمی وہان بھی بستے
ہین پھر ڈر کاہے کا ہو۔
ق۔ اے جس چیز کو آدمی نے دیکھا نہین ہو تو اس سے
پہلے پہل ڈر معلوم ہی ہوتا ہو۔
مہری۔ اور حضور لطف یہ کہ کوئی اس سفر سے واقف نہین ہے
نوابصاحب نے کہا لوگ کہتے ہین کہ وہان بس اونچا
اور نیچا ہو۔ زمین کا کہین پتہ نہین ہو۔ جو کہین جاؤ
تو یا تو چڑھاؤ یا اتر۔ یہ نہین کہ سیدھے سیدھے چلے جاؤ
ادھر کے لوگ جو پہلے پہل جاتے ہین تو تھوڑی ہی
دیر مین ہانپ جاتے ہین دم ٹوٹ جاتا ہو۔ اور پہاڑی
اسطرح جاتے ہین جیسے ڈونگی یا بجرا بہاؤ پر جائے اور
ہمارے شہر مین جب آتے ہین تو تھوڑی ہی دور مین
تھک جاتے ہین یہ عجب بات ہو اور یہان یہ کیفیت
ہو کہ ہولال کی چڑھائی سے زیادہ اونچی اور کوئی چڑھائی
کسی مردود ہی نے دیکھی ہو۔

ان سب کو گو کبھی کبھی ذرا پہاڑ کے نام سے
ڈر معلوم ہوتا تھا مگر دلکو ایک قسم کی خوشی ہوتی تھی کہ
ایک نئی چیز دیکھینگے۔ اب خوب سیر کرینگے۔ حوالی موالی
ساتھ ہین خوب دھاچوکڑی رہیگی۔ نوابصاحب نے
حکم دیا کہ میان جلو سے کہو کچھ پڑھین۔ جلو نے دوسرے
درجے سے یہ غزل گائی۔

کیا مرے قتل پہ حامی کوئی جلاد بھرے
آہ جب دیکھ کے تجھسا ستم ایجاد بھرے

چارہ گر اسکی خطا کیا مرے تن مین نہ رہا
خون اتنا کہ سر نشتر فصاد بھرے
ہون مین وہ صید جگر خون اسیری مشتاق
جو پس ذبح بھی ہر دم دم صیاد بھرے

ممن۔ حضور اسکا لطف تو پہاڑ پر ہوگا۔
نواب۔ ایسا گویا دوسرا دہان نہوگا۔
ممن۔ اے حضور پہاڑ بھر پر دھوم ہو جائے تو سہی
نواب۔ یہ سب تم لوگون کی مہربانی ہے بس۔
جملو۔ خداوند حضور کا ثانی ہی نہین اسوقت۔

سائلون کا ترے کوچے مین دم فیض ہجوم
جیسے گلزار مین ہنگام سحر جوش ہزار
توسن چرخ سے تشبیہہ فرس کا ترے ننگ
کلب جا ترے نسبت سگ در کو ترے عار
جب تلک گردش افلاک سے اس عالم مین
ایک کے دلکو قلق ایک کے دل کو ہے قرار
تیرے احباب رہین تکیہ زن مسند عیش
تیرے حساد ہون آوارہ دشت ادبار

اتنے مین اسٹیشن آیا اور منشی مہراج بلی صاحب بڑی بدحواسی کے ساتھ اتر پڑے اور ناک کی سیدھ پر دوڑے۔ گارڈ لالٹین لیے ہوئے دم کے پیچھے ایک دفعہ تھرڈ کلاس گاڑی مین دھنسنے کو تھے۔ وہان سے نکلے تو ٹم اک کے لال لال خانے مین گردن ڈالی یہانسے بھی بوکھلائے ہوئے بھاگے تو گارڈ نے انکو فرسٹ کلاس کا وہ درجہ بتادیا جسمین نواب صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ انکو دیکھکر نواب محمد عسکری کو حیرت ہوئی۔

نواب۔ مہراج بلی! ارے! میان تم یہان کہانسے پیدا ہوگئے۔ آؤ آؤ۔
مہراج۔ اجی یہان صدہا گر یاد ہین قبلہ۔
گارڈ۔ ہم آپ سے بریلی مین ملیگا۔ سلام صاحب۔
مہراج۔ جواب ندارد۔ (نواب سے) سچ کہنا کیا کارنمایان کیا ہے۔ ذرا ڈنٹر تو مل دو۔
نواب۔ آخر تم تھے کہان۔ ہمتو سمجھے رہ گئے۔
مہراج۔ رہ گئے ہی تھے سمجھے کیا معنی۔ مگر واہ رے مین نے ایک دفعہ ہی ڈانٹ بتائی۔ ہم کمشنر ہین ہمارے واسطے گاڑی روک لو۔ فوراً کانسٹبل دوڑ پڑے اسٹیشن ماسٹر گھبرا گیا۔ گارڈ نے لالٹین دکھائی۔ ڈرائیور نے فوراً ریل روک لی۔
راوی۔ جھوٹے کی ایسی تیسی۔
نواب۔ سب جھوٹ۔ آپ ایسے ہی بڑے سرہنگ ہین
نازو۔ اے موا ڈینگیا ہے۔ گپ اڑاتا ہے موندی کا کاٹا۔ بھون کسطرح رہا ہوگا لوگون کو ترس آیا چڑھا لیا اب یہان شیخی بگھارتا ہے۔
قمرن۔ اور یہ صاحب کون تھا۔ روشنی لیے ہوئے
مہراج۔ یہ گارڈ ہے۔ اسی نے ہمکو اپنے پاس بٹھایا تھا۔ راستے مین انعام مانگتے تھے چیٹلا۔
نواب۔ اسکو کچھ دینا چاہیے
مہراج۔ سو روپیہ کی فرمایش ہے گھٹتے گھٹتے ساٹھ پر آئے ہین۔
نواب۔ جھک مارتا ہے۔ دو روپیے دیدینا۔

منشی مہراج بلی پریشان تو تھے ہی فرسٹ کلاس مین آرام پایا تو سو گئے اور ادھر نازو اور قمرن اور نواب صاحب کی بھی آنکھ لگ گئی تو بریلی مین بیدار ہوئے۔ منھ ہاتھ دھوکر اٹھے فیسین تو

ساتھ ساتھ تھی ہین فوراً انکے درجے کے پاس لگائی گئین۔ پردہ ہوا۔ نازو اور قمرن نازو ادا سے سوار ہوئین۔ نوابصاحب اور منشی مہاراج بلی اور مصاحب اور ہمراہی اُترے داروغہ نے چاء پیش کی سبنے دودھیا چاء نوش کی۔ نوابصاحبنے گارڈ کو عـہ کا نوٹ دلوادیا اور نینی تال کی گاڑی پر سوار ہونیکی تیاری کرنے لگے کہ استنے مین وہی صاحب ولایت زاجنکی میم صاحب کو قمرن اور نازو سے ملنے کا شوق تھا تشریف لائے۔ محمد عسکری اُنسے تپاک کے ساتھ پیش آئے اور وعدہ کیا کہ ہم آپ سے خود نینی تال مین ملینگے اور بیگم صاحب بڑی خوشی سے آپکی میم صاحب سے ملاقات کرین گی مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی کہدیا کہ افسوس ہی کہ ہملوگون کی رسم کے مطابق ہمارے یہان کی عورتین بجز اپنے اعزہ خاص کے اور کہین جا نہین سکتین۔ ورنہ بیگم صاحب خود ملتین۔ مگر ہم آپکی دعوت کرینگے آپ ہمارے بنگلے تک تکلیف فرمائیے گا اور میم صاحب کو ہم اپنے یہانکی خواصون کے ساتھ زنان خانے مین بھیجینگے۔ صاحب ممدوح نے شکریے کے ساتھ اس تجویز اور دعوت کو منظور کرلیا اور کہا ہم آپکی رسم سے بخوبی واقف ہین اور بمسرت تمام آپکی دعوت کو قبول کرینگے۔ اور آپکو شکار کا شوق ہی تو ہم آپکے ساتھ شکار کو بھی چلینگے۔ نواب صاحبنے اسکا شکریہ ادا کیا۔

منشی مہاراج بلی صاحب ایک کونے مین لباس خاص زیب بدن کررہے تھے۔ جب کپڑے پہن چکے تو صاحب کو سلام کیا۔ نوابصاحبنے کہا یہ میرے دوست منشی مہاراج بلی صاحب میونسپل کمشنر ہین۔ یہ بھی میرے ساتھ نینی تال جاتے ہین صاحب نے اُنسے ہاتھ ملایا اور رخصت ہوئے۔

مشاہدۂ کوہ فلک شکوہ

جلد آ ساقی پیمانۂ شوق — جوش پر آج ہی خمخانۂ شوق
بادۂ تلخ پلادے مجکو — دختر رز سے ملادے مجکو
کیف مین نشہ مین مستی مین ہون — کچھ دنون بادہ پرستی مین ہون

بادہ پرستی اور رندی و مستی کے اشعار ہر شاعر کے کلام مین پایئے گا۔ مگر سب زبانی داخلہ یعنی سنائی ہین اور ظاہر ہی کہ۔ ع۔ شنیدہ کی بود مانند دیدہ۔

رندی و بادہ پرستی اور سیہ مستی کا حال رندان لاابالی سے پوچھیے۔ اگر خالی خولی شاعر ہوے تو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے اشعار نظم کیا کیجیے۔ مگر جو لطف رندونکا کلام دیکھیگا وہ کہان پایئے۔ دختر رز کی خوبیونکا حال اُن لوگونسے پوچھیے جو اس مینا بازار والی کے دلدادہ والہ وشیفتہ ہین۔ بنت العنب کی تعریف اُنکی زبانسے سنیے جو اُسپر جان دیتے ہین اور حق تو یون ہی کہ رندی و مستی کا لطف ہی تو کہسار پر یہان ہر فرد بشر بے پیے مست رہتا ہی۔ آب وہوا مست کرنیوالی۔ قدرتی بہار مست کرنیوالی۔ سلسلہ کوہ مست کرنیوالا سبزہ و گل کی بہار کے مقابل مین جام گل کی کیا اصل وحقیقت ہی اور چشمہ سار ورودبار وآبشار ان سب پر مستزاد ہی۔ الغرض جو شے نظر آتی ہی انسان کی روح کو غایت وجہ سے مسرور وتر دماغ وسرخوش کردیتی ہی۔

ہوا نوید رسانست وباغ موزون ست — بہر ترنم مرغے ہزار مضمون ست

اور لطف یہ کہ اس قدرتی بہار کے مشاہدے سے نشے کے نشے گھٹین اور گناہ کا گناہ نہین۔ ہم تو

سرخوش و تر و ماغ و مست ہون اور کاتبان عمل کھڑے منھ تاکین۔ گناہ کی خانہ پری کا انکو کوئی موقع ہی نہ ملے۔ جھلا جھلا کے رہجائین۔ گور واگی کیوقت اور کبھی کبھی راہ مین بھی نواب صاحب اور بی قمرن و نازو کو اس خیال سے خوف معلوم ہوتا تھا کہ مبادا پہاڑ سے پھسلجائین یا خدانخواستہ کھڈ مین گر پڑین۔ یا کشتی اُلٹ جائے۔ مگر بریلی سے جو تڑکے کے گجردم ریل پر سوار ہوے اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے آئے تو جی خوش ہوگیا۔

قمرن۔ نواب سچ کہنا اسوقت کیا اچھا سمان ہی۔

نواب۔ کچھ پوچھو نہ بس جانمین جان آگئی روح خوش ہی۔

نازو۔ اب پہاڑ یہانسے بھلا کتنی دور پر ہونگے نواب۔

نواب۔ بابو سے ہمنے پوچھا تھا۔ کہا تھوڑی دور ہین۔

نازو۔ یہ پہاڑون ہی کے سبب سے اتنی ٹھنڈی ہوا آتی ہی

نواب۔ بس اب کوئی دو گھنٹے مین پہاڑ دکھائی دینگے۔

قمرن۔ (خوش ہوکر) چاہے میری جان جاتی رہے مگر دلکو تو خوشی ہی کہ اک نئی شے دیکھینگے پہاڑ پہاڑ برسونسے سنتے آتے ہین۔

مہراج دیکھین اونچے کتنے ہوتے ہین اور چڑھتے کیونکر ہین

نازو۔ زینو پر جسطرح چڑھتے ہین اوسیطرح جاتے ہونگے۔

نواب۔ لوگ کہتے ہین جسطرح چیل منڈلاتی ہی اسطرح جاتے ہین

قمرن۔ لوگ سب کچھ کہین مگر بے دیکھے تسکین نہین ہوسکتی۔

نواب۔ بات تو یہی ہی اسمین شک نہین۔

نازو۔ دو چار ایسے آدمیونکو ساتھ لے لینا جو واقفکار ہون ایسا نہو کہ ہم سب کے سب ناواقف آدمی ہین کوئی بات نئی پیدا ہوجائے

نواب۔ اجی اب وہان تک چلی تو چلو پہلے۔

قمرن۔ یا اللہ پہاڑ جلد دکھائی دین کہین۔

ممن۔ حضور اب تھوڑی ہی دیر مین پہاڑ نظر آئینگے۔

نواب۔ نقشون اور تصویرون مین جو پہاڑ دیکھے انسے تو جلال اور عظمت برستی ہی۔ کیا شان خدا ہے کس کس شے کی تعریف ہوسکے۔

> ہر سو تری قدرت کے ہین لاکھون جلوے
> حیران ہون کہ دو آنکھونسے کیا کیا دیکھون

عجب شان کبریائی ہی۔

نازو۔ دو چیزون سے ڈر معلوم ہوتا ہی ایک دریا دوسرے پہاڑ کے نام سے دریا تو خیر دیکھے بھی ہین مگر پہاڑ نہین دیکھے۔

اتنے مین منشی مہراج بلی کی آنکھ لگ گئی دو ایک اسٹیشنون کے بعد نازو نے کہا مبارک دیکھیے پہاڑ دور سے نظر آتے ہین۔ کل رفقا اور ہمراہی بڑے شوق سے دیکھنے لگے چونکہ پہاڑ دور تھے لہذا بعض بعض کو بالکل نہین دکھائی دیے اور جنکو دکھائی بھی دیے انکو دھندلے نظر آئے سیاہ سیاہ دھوان اور غبار سا نظر آیا۔ دو ایک میل اور ریل گئی اور پہاڑ ذرا ذرا صاف دکھائی دینے لگے۔

ق۔ اے یہ کوئی گولی بھر کے ٹپے پر ہونگے۔

ن۔ واہ گولی بھر کے ٹپے پر تو کیا کوئی دو گولی کے فاصلے پر ہونگے۔

اختر۔ حضور خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہی۔

ممن۔ خداوند یہ پہاڑ یہان سے دور ہین۔

اختر۔ جی نہین۔ وہ کیا سامنے ہین۔

نازو۔ یہ موا مہراج بلی سو ہی رہا ہی۔

نواب۔ ابتک گرمی ہی۔ اور یہ اُلّو کی دُم فاختہ چار جامہ لادکے آیا ہی۔

ناز و۔ عقل سے تو اسکو کچھ واسطہ ہی نہین ہے۔

قمرن۔ بے از برائے خدا اب سب کے کہنے سے اس جھول کو تو اتار ڈالو۔

اختر۔ کیا اندھیر ہے بھئی۔ اتالیے تو پہنے کیا۔ گرمی کے کپڑے تو لایا ہی نہین۔

ناز و۔ اب یہان سے پہاڑ بھلا کتنی دُور ہونگے۔

نواب۔ اس معاملے مین جیسی تم کوری ہو ویسے ہی ہم بھی کورے ہین۔

قمرن۔ یا اللہ پہاڑ کیسے ہوتے ہین۔

تھوڑی دیر کے بعد منشی مہاراج بلی نے غل مچا کر پوچھا کیا پہاڑ دکھائی دیتے ہین۔ دیکھا تو یہ سب بڑے شوق سے دیکھنے تھے۔ قاعدہ ہے کہ جب انسان پہلے پہل کسی نئی چیز کو خصوصاً سلسلۂ کوہ کو اپنی زندگی مین اوّل مرتبہ دیکھتا ہے تو اُسکے دلمین عجیب قسم کے خیالات پیدا ہوتے ہین اور کوہ کی رفعت و عظمت سے اُسکے دلپر عجب قسم کا اثر پیدا ہوتا ہے۔ کبھی وہ پہاڑونکی چوٹیونپر نظر ڈالتا ہے کبھی سلسلۂ دراز کو حیرت کی نظر سے دیکھتا ہے کبھی سبزہ کو دیکھکر عش عش کرتا ہے۔ کبھی دامن کہسار کے لالہ زار سے اُسکی روح کو بالیدگی ہوتی ہے۔ پہاڑ چاہے دس کوس کے فاصلے پر ہون وہ پہلے پہل یہی سمجھتا ہے کہ قدم بھر پر ہین۔ اور اگر کوئی واقفکار آدمی اُسکو صحیح صحیح فاصلہ بتائے تو اسکو یقین نہین آتا کہ اسقدر بعد ہے۔ بعینہ یہی کیفیت اُن لوگون کی بھی تھی۔

نواب۔ شکر ہے کہ پہاڑ تو آنکھون سے دیکھے۔

ناز و۔ کتنے اونچے ہین قمرن اور کہانتک دور چلے گئے ہین کچھ ٹھکانا ہے۔

قمرن۔ اونچے نیچے چلے گئے ہین۔ انپر چڑھتے کیونکر ہین

ناز و۔ کہین سیڑھیان ضرور بنی ہونگی۔

مہاراج۔ سیڑھیان کیسی۔ سڑکین بنی ہین چکر لگا کر لوگ جاتے ہین۔

قمرن۔ اے ہے باجی ہمین تو ڈر معلوم ہوگا۔

ناز و۔ تیجو کا آدمی تو بھنگا معلوم ہوتا ہوگا جیسے بلی یا کتا

قمرن۔ اے یہ بنے کا ہیکے ہین۔ مٹی ہی مٹی نظر آئی دیتی ہے پھر یہ کیون کہتے ہین کہ پہاڑ پتھر کے ہوتے ہین پتھر کا تو نام بھی نہین ہے۔

مہاراج۔ تمھارے کہنے سے نام نہین ہے۔ یہ مٹی اوپر جم گئی ہے۔ مٹی کے بھی کہین پہاڑ ہوا کرتے ہین بھلا۔

ناز و۔ کیون نواب انہین جنگلی جانور بھی ہوتے ہونگے۔

نواب۔ کیا معلوم۔ اب تو چلتے ہی ہین۔

قمرن۔ ہائے خدا خدا کرکے اِتنا تو ہوا کہ پہاڑونکی صورت دیکھی۔ اب ذری سی دیر مین انپر چلتے پھرتے ہونگے۔ پردہ ہوا تو انپر بھلا کیا خاک ہوسکیگا۔ تو بہ کرو اور یہان پردہ کرنا ہی بیکار ہے۔ دیکھتا کون ہے۔ یہان جنگل مین کون بیدھا ہے جو آئیگا۔

مہاراج۔ افوہ کیسی ڈراونی بھیانک چیز ہے۔

نواب۔ آپ بھی گدھے ہی رہے واللہ۔

اختر۔ حضور خدا کی قدرت مجسم نظر آتی ہے۔

نواب۔ اور انکو بھیانک معلوم ہوتے ہین۔

مسخرہ۔ اِنکا تو باوا آدم ہی نرالا ہے۔

چمن۔ حضور یہ پہاڑ یہان سے آٹھ آٹھ دس دس کوس پر ہین۔

نواب۔ نہین صاحب کوئی انتہا آدھ میل۔

چمن۔ حضور کب سے دیکھتے ہین اور ابھی اسی جگہ پر ہین کوئی دو میل سے دیکھتے آتے ہین۔ آٹھ کوس سے کم نہین ہین

راوی۔ ایک اسٹیشن پر ریل ٹھہری تو ممن نے ایک سقے سے پوچھا کیون میان بھشتا یہ پہاڑ اب کتنی دور ہین۔ اُسنے کہا یہ سامنے والا پہاڑ تو پانچ میل ہی اور وہ پہاڑ یہان سے کوئی گیارہ بارہ کوس ہی

نازو۔ اوہی! بارہ کوس! جھوٹا ہی ہُوا۔

قمرن۔ سنبری ہی ہی کیا۔ اے ابھی ڈھیلا پھیکون تو کھٹ سے بولے جاکے۔ بارہ کوس!

سقہ۔ ہجور لوگ نکھلؤ کے رئیس ہین شاید نبھی پہاڑ نہین دیکھے

ممن۔ بھیا ہم لوگون نے گھر کے باہر تو قدم رکھا نہین

اب کل قافلے کی نظر پہاڑون ہی کیجانب تھی سب ٹکٹکی باندھے پہاڑون کو غور سے دیکھ رہے تھے اور عش عش کرتے تھے کہ واہ۔ عجب نمود کی شے نظر آئی ہی۔ اُسوقت صبح کا سمان تھا۔ اور مطلع صاف۔ کہرے کا نام نہین۔ اس سبب سے اور بھی زیادہ لطف حاصل ہوتا تھا۔ بی قمرن جھوبڑو کی رہنے والی کو اس عظمت بار کہسار کا دیکھنا بھلا کہان نصیب ہوتا تو نواب صاحب کی بدولت اُنھون نے بھی پہاڑ دیکھے اور پھر کونسے پہاڑ سلسلہ کوہ ہمالیہ۔ جو دنیا مین سب سے بڑا پہاڑ ہی۔ نازو کے کبھی خواب وخیال مین بھی نہ تھا کہ نینی تال کی سیر کرینگی اور پھر اس دھوم دھام اور تزک واحتشام کے ساتھ۔ میان ممن تمام عمر لکھنؤ ہی مین رہے مگر شہر کے آٹھوین حصے سے بھی واقف نہوے۔ سعادت گنج۔ نخاس نواز گنج۔ درگاہ۔ رستم نگر۔ منصور نگر۔ چوبٹیان۔ چوک نئی سڑک۔ حسین آباد۔ امین آباد۔ حضرت گنج کے سوا اور کسی محلے سے نہین واقف۔ منشی مہراج بلی صاحب کا تمام عمر مین یہ پہلا سفر تھا۔ آغا صاحب فیض آباد تک ہو آئے تھے۔ باقی اللہ اللہ خیر صلا۔ حسینی بیگم صاحب نے سفر کا نام ہی نہین سُنا تھا۔ اللہ کی عنایت سے سب ایک ہی فشن کے۔

اب ان سب کی دلی آرزو یہ تھی کہ کہین جلد پہاڑ دیکھین ع۔ آتش شوق تیز تر گردد + کا نقشہ تھا بارے خدا خدا کر کے کاٹھ گودام کا اسٹیشن قریب آیا اسٹیشن کیا قریب آیا کہ جان مین جان آئی۔ تھوڑی ہی دیر مین ریل کی سیٹی نے اسٹیشن والونکو اطلاع دی کہ ریل آن پہونچی اور پانچ منٹ بھی نہین گذرنے پائے تھے کہ ریل دو پہاڑون کے درمیان مین کھڑی ہوگئی۔

اس قافلے کے لوگ تو سمجھتے تھے کہ یہ دونون پہاڑ دس دس سکنڈ کی راہ پر واقع ہین مگر اصل مین ایک پہاڑ وہان سے کوئی دو میل کے فاصلے پر تھا اور دوسرا تقریباً تین میل۔ اور نینی تال خاص وہان سے سات آٹھ کوس سے کم نہ تھا۔ نواب صاحب نے داروغہ کو پیشتر ہی سے روانہ کردیا تھا اور اُنکے ہمراہ آدمی بھی تھے۔ جب ریل ٹھہری تو داروغہ نے قریب آنکر جھُک کر سلام کیا اور عرض کیا پیر ومرشد روئین روئین سے حضور کی جان ومال کے لیے دعا نکلتی ہی حق تعالیٰ حضور کو قائم بمرام کرے کہ حضور کی بدولت یہ جنت دیکھنے مین آئی۔ غلام کا تو جی چاہتا ہی کہ بس یہین تمام عمر رہیے۔ حضور کھانے بھر کے لیے کچھ مقرر فرمادین بس یاد الٰہی مین مصروف رہون۔ اور حضور کو دعائین دون۔ خداوند تمام عمر مین اس سے بڑھکر دلچسپ مقام غلام نے نہین

دیکھا تھا۔
لکھنؤ کی اور بات ہے اور اسکی اور بات یہ قدرتی بہار کہیں نہ پائیے گا ہاں وہ رونق تراش خراش بازارون کی کثرت سوداگرون کی دکانین یہ باتین یہان کہان۔ مگر ہندوستان کے کل شہر اسپر قربان کر دینے کے قابل ہین یہ وہ دلچسپ مقام ہے۔ لکھنؤ مین ایسی آب و ہوا کہان پائیے ایسا سبک اور ہاضم اور میٹھا پانی وہان کہان۔ خدا زردے تو اس سے بہتر اور کون مقام ہے ہمتو سرکار اسکو کلکتے اور لندن پر بھی ترجیح دیتے ہین۔

پہلی منزل

نوابصاحب کا تو منشاء تھا کہ کوچے اور سکھپال ساتھ لائین مگر لوگون نے سمجھایا کہ وہان سکھپال اور بوچون کو اُٹھائیگا کون اور چڑھائی پر کیونکر جا سکینگے۔ لہذا صرف ہلکے ہلکے ہوادار ساتھ لائے تھے۔ ریل پر پردہ کیا گیا۔ بی قمرن جھم جھم کرتی ہوئی درجے سے اُترین۔ اور گنگا جمنی ہوادار مین سوار ہوئین اس ہوادار پر رنگین رنگین اور ہلکے ہلکے پردے چارون طرف بڑی خوبصورتی کیساتھ لٹکائے گئے تھے۔ یہ داروغہ کی اختراع بدیع تھی۔ گلشن لیٹ کو رنگوا کر انہین بنت گوکھرو لچکا اور ہلکی ہلکی جھوبون مین مسہری کی طرح پردے لگا دیے گئے ہوادار پردہ نشین عورتون کے لیے ساتھ تھے۔ مہریان اور خواصین اور ساتھ کی وہ عورتین جو بلا پردے کے جا سکتی تھین ڈانڈیون پر سوار ہوئین۔ نوابصاحب اور کل رفقا گھوڑون اور ڈانگون پر سوار ہوئے کوئی چار گھنٹے مین یہ سب انتظام ہوا۔ اس اثنا مین اسٹیشن کے اہلکار اور پہاڑی اور مسافرون کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے انکی مہریون کی چال جیسے کڑی کمان کا تیر۔ ساتھ کی خواصونکی تراش خراش اور خادمہ عورتون کی چمک دمک اور ناز وادا اور عشوہ روح افزا اور لباس اور فوق البھڑک پوشاک اور زیور ان سب باتون کو لوگ غور سے دیکھتے تھے۔ ڈانڈی پہاڑی لفظ ہے۔ پہلے پہل لوگ سمجھتے ہین کہ شاید یہ کوئی انگریزی لفظ ہوگا۔ مگر یہ غلط ہے۔ یہ نہ انگریزی ہے نہ اردو بلکہ پہاڑ مین ایک نیا لفظ گڑھا گیا ہے۔ ڈانڈی کو ایک قسم کا ہوادار کہنا چاہیے۔ یا یون کہین کہ ایک بھونڈی قسم کا ہوادار ہے۔ یورپین لیڈیان اسی پر ہوا کھانے نکلتی ہین۔ اور سفر بھی اکثر اسی پر کرتی ہین۔ امیرونکی ڈانڈیان اچھی بنی ہوتی ہین۔ اور خوشنما معلوم ہوتی ہین مگر جو ڈانڈیان کرایہ پر چلتی ہین وہ ایسی ہی ویسی ہوتی ہین دونون طرف ڈنڈے رہتے ہین اور انمین رسی باندھکر اُٹھاتے ہین۔ عورتون اور بیمارون کیلئے اس سے بہتر سواری پہاڑ پر دستیاب نہین ہوتی۔ اکثر آدمی جو بہت زیادہ موٹے ہوگئے ہین یا جنکا توند نکل آیا ہے یا کاہل ہین یا گھوڑے پر سوار نہین ہو سکتے اُنکے لئے بھی ڈانڈی کی سواری آرام کی چیز ہے۔ مسون اور میمون کی ڈانڈی اکثر دو کہار اُٹھاتے ہین۔ ان نازک بدن خاتونون کے لئے دو کہار کافی ہین۔ مرد جب ڈانڈی پر سوار ہوتے ہین تو اگر دُبلے پتلے ہوئے تو چار کہار کافی ہین اور اگر لحیم و شحیم ہوئے تو چھ یا آٹھ کرایہ کی ڈانڈیون کے کہار بیچارے مزدور آدمی وردی کسکے گھر سے لائین۔ امیرزادیونکے

کہارون کی وردیان البتہ فوق البھڑک اور صاف
ستھری ہوتی ہین۔ جو لوگ ڈانڈی اُٹھاتے ہین اُنکو
کہار کہنا غلطی ہے وہ اصل مین راجپوت ہوتے ہین مگر
پہاڑ کے کل راجپوت افلاس کے سبب سے محنت مزدوری
خدمتگاری کرتے ہین اور برتن مانجنے اور جوتا صاف
کرنے مین بھی اُنکو عار نہین ہے۔ کہار اس پہاڑ کیطرف
نہین ہوتے۔ الغرض قافلہ روانہ ہوا۔ تھوڑی دُور
تک تو پہاڑ کسیقدر مسطح تھا اور چلنے مین خوف
نہین معلوم ہوتا تھا لہذا سب کے سب خوش وخرم
مزے مزے سے جاتے اور ہنستے کھلکھلاتے تھے
جدھر نظر جاتی تھی اونچے نیچے پہاڑ ہی پہاڑ دکھائی
دیتے تھے۔ نئی چیز دیکھکر حیرت ہوتی تھی کہ یا خدا ایسی
چیزین بھی تو نے خلق کی ہین۔

اس قافلے مین کسی کو یہ خیال نہ تھا کہ قادر مطلق
اور خداوند برحق نے پہاڑ سی چیز کو دنیا مین کیون
خلق کیا۔ پہاڑون کے کیا فائدے ہین اور اُنسے
دنیا کو کیا منفعت پہنچتی ہے۔ اسکا مفصل بیان بھی
آگے چلکر عرض کیا جائیگا۔

مہراج۔ یہ پہاڑی لوگ تو بے زینے اور سیڑھی کے
چڑھ جاتے ہونگے۔

رہبر۔ (بہت ہنسکر) اور آپ کیا سیڑھی لگا کر
چڑھیے گا۔ کوئی سیڑھی ساتھ ہے۔

راوی۔ سیڑھی کے لفظ پر اردگرد جو لوگ کھڑے تھے
ہنسدیے اور سمجھ گئے کہ یہ لکھنؤ کے اُن لوگون مین
ہین جو خشکے کا کھیت ڈھونڈھتے ہین۔

۱۔ کیا آپنے کبھی پہاڑ نہین دیکھے تھے۔
۲۔ زینے کی کیا کہی ہے (ہنستے ہوئے)
۳۔ پہاڑ کو بھی آپ اپنے مکان کی چھت یا کوٹھا سمجھے
ہوے ہین۔
۴۔ کل کو آسمان کا زینہ ڈھونڈھیے گا۔
۵۔ جناب آپکو اتنی عقل خدا نے نہین دی ہے کہ پہاڑ
پر چڑھنے کے لیے زینہ کیسا۔
۶۔ بے اختیار ہنسی آتی ہے۔
۷۔ یہ لطیفہ بھی عمر بھر یاد رہیگا۔

مہراج۔ (جھلاکر) یاد کیا رہیگا جی اور کاہے واسطے
یاد رہیگا۔ اور عقل کا ہماری ایک ادنی سا ثبوت یہ ہے
کہ جو فارسی ہم لکھنے سکتا ہے تم کوئی قلم دو زبان نہین
پکڑنے سکتا۔ کہ گفتہ اند ؎

تا مرد سخن نہ گفتہ باشد | عیب و ہنرش نہفتہ باشد

راوی۔ منشی مہراج بلی صاحب میونسپل کمشنر گرما گئے
وہ تو جہان اُنکی زبان سے رکا ہے واسطے نکلا اور
بس ہم سمجھ گئے کہ غصے کے تھرمامیٹر کا پارہ ایکسو گیارہ
درجے سے تجاوز کر گیا۔ اِن لوگون نے جو اُنکی گفتگو
سنی اور بوکھلاہٹ دیکھی تو اور بھی چھیڑنے کو جی
چاہا۔ مگر نوابصاحب کے سبب سے مسکرا کر خاموش
ہو رہے۔ یہ شعر منشی مہراج بلی صاحب نے خوب پڑھدیا
ع۔ تا مرد سخن نگفتہ باشد الخ۔ اس سے بڑھکر اپنے
اوپر پھبتی نہین کہہ سکتے تھے۔ اُن ظریفون مین سے
ایک بذلہ سنج نے آگے بڑھکر دبے دانتون پوچھا
کیون حضور، آپ تو فارسی کے محقق ہین۔ یہ مصرع
کس طرح ہے۔ ع۔ عیب و ہنرش نہفتہ باشد +
یا نہفیہ باشد۔ منشی مہراج بلی نے اکڑکر جواب دیا۔
یہ رباعی اسطرح پر ہے۔

تا مرد سخن نگفتہ باشد | عیب و ہنرش نہفتہ باشد

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست | شاید کہ پلنگ خفیہ باشد

اُسنے کہا درست۔ شعر اول مین نگفتہ اور نہفتہ ہے اور چوتھے مصرع مین خفیہ۔ سچ ہی پیر شور بیاموز۔

نوابصاحب نے دریافت کیا کہ یہانسے اب کسقدر فاصلے پر جانا ہوگا۔ اُسنے کہا کوئی بارہ تیرہ میل جانا ہی یا تو یہ کیجئے کہ یہانسے بیر بھٹی تک تانگے پر جائیے۔ اسمین دو گھوڑے جوتے جاتے ہین اور چار آدمی بیٹھ سکتے ہین۔ اگر دو ہی تین بیٹھین تو اور بھی آرام ہو۔ دو سیٹ آگے ہوتے ہین اور دو پیچھے اور اوپر ٹپ ٹمٹم کا سا ہوتا ہی مگر بیچارے گھوڑے جوکی جوکی بدلے جاتے ہین۔ ادھ مرے ہو جاتے ہین گھنٹون بیچارے ہانپتے ہین۔ اور پسینون کے شرانٹے بہنے لگتے ہین۔ بڑی اونچی چڑھائی ہی۔ یہانسے بیر بھٹی تک تانگا جاتا ہی اور پھر وہان سے ٹٹو پر جائیے یا ڈانڈی پر۔

نواب۔ بھلا کوئی خطرہ تو نہین ہی۔

رہرو۔ بالکل ڈر نہین ہی۔

نواب۔ مطلب یہ کہ ہم لوگ پہاڑ پر چڑھنے کے تو عادی نہین ہین عادی کیا معنی پہاڑون کی صورت تک تو دیکھی نہ تھی اب خواہ مخواہ خوف معلوم ہوتا ہی کہ کہیں نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ کی مثل نہ کہین صادق ہو۔ تو جو راہ سب سے سہل اور آسان ہو وہ بتائیے کہ نہ سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے۔

مہراج۔ یہ فرمائیے کہ یہانسے نینی تال تک کوئی مقام ایسا بھی ملتا ہی جہان ٹھہر سکین۔

رہرو۔ یہان سے ایک ہوٹل ہی رانی باغ مین اور وہان سے بیر بھٹی مین اور وہان سے کوس بھر نینی تال ہی۔

مہراج۔ بس بس یہی ٹھیک ہی چلو چلکے رانی باغ کے ہوٹل مین ٹھہرین۔

نواب۔ اور وہان سے کل بیر بھٹی۔

آغا۔ اور پرسون نینی تال۔

رہرو۔ اسمین تو بڑی دیر ہوگی۔

مہراج۔ عجلت ہمین ایسی کیا ہی۔

نواب۔ بس یہی ٹھیک ہی۔

منشی مہراج۔ بلی کی جان مین جان آئی کہ منزل بمنزل جائینگے۔ دیکھتے بھالتے قدم اُٹھائینگے خطرہ بھی کم ہو جائیگا اور سیر بھی کرینگے نواب بھی ناتجربہ کار آدمی تھے اور بیفکرے تو تھے ہی راضی ہوگئے یہانسے سواری چلی۔ تو سب کے سب پہاڑون کو اتنک نظر حیرت سے دیکھتے تھے اور ہر دم انکو پہاڑ نئے ہی نظر آتے تھے گو ناتجربہ کاری کے سبب سے کسیقدر ڈرتے ضرور تھے مگر قدرتی بہارنے اسقدر مسرت بخشی تھی کہ خطرہ اور ڈر منزلون دور تھا۔ اور اتنی چیزین طبیعت کی بہلانیوالی نظر آتی تھین کہ اور کسی بات کے سوچنے کا موقع ہی نہین ملتا تھا۔ کاٹھ گودام سے رانی باغ تک پہاڑ اسقدر دشوار گزار نہین ہی کہ ناتجربہ کار آدمی زیادہ خائف ہوسکے۔ ہان وہان سے بیر بھٹی تک البتہ خوف معلوم ہوتا ہی اور بیر بھٹی سے نینی تال تک تو معاذاللہ بڑی سخت چڑھائی ہی کہ کلیجہ منھ کو آتا ہی۔ نواب صاحب نے آغا محمد اطہر سے کہا یار عجب لطف کا مقام ہی جی خوش ہوگیا۔

نواب۔ ناحق لوگون نے ڈرا دیا تھا۔ واہیات۔

قمرن۔ ہمکو تو رتی برابر بھی ڈر نہین معلوم ہوتا۔

نازو۔ اے ڈر کیا بہن اور بھلا معلوم ہوتا ہے۔
ق۔ ہمین تو عمر بھر یہان کوئی رہنے دے تو ہم رہا کرین۔
نواب۔ اہاہا۔ بڑی خوش قسمتی تھی ہماری واللہ۔
ق۔ اِن موؤن نے ایسا ڈرا دیا تھا کہ اوئی مین کہتی تھی کہ یا اللہ یہ ہونا کیا ہے۔
نازو۔ چلو وہ تو جو ہوا سو ہوا۔
نواب۔ نینی تال بھی دیکھ لیا خیر۔
مہراج۔ ابھی کہان دیکھا یار عزیز۔
راوی۔ اِسقدر عرض کرنا بھول گئے تھے کہ منشی مہراج بلی صاحب بھی ڈانڈی ہی پر سوار ہوئے تھے۔ نواب صاحب نے اپنا ایک سمند گھوڑا انکو دیا پہلے تو بڑی دیر تک اِنھون نے قطعی انکار کیا کہ ہم نہ سوار ہونگے۔ آخر کار جی کڑا کر کے سوار ہونے چلے۔ ایک رکاب پر کانپتے ہوئے پاؤن رکھا تو دوسری ٹانگ گھوڑے کے پٹھون پر۔ گھوڑا سمجھا کہ کوئی بلا آگئی۔ فوراً بھاگا اب منشی مہراج بلی صاحب ٹنگے ہوئے چلے جاتے ہین لوگ دوڑ پڑے گھوڑے کو روک لیا یہ گڑبڑا کر اُترے تو بہت ہی خفا ہوئے۔
چھمن۔ آپ تو کہتے تھے ہم بڑے شہسوار ہین۔
چھٹن۔ اِسطرح ٹنگے ہوئے چلے جاتے تھے جیسے چیل مینڈھک کو لٹکائے لیے جائے۔
نواب۔ بہت بچے اِسوقت لاحول ولا قوۃ۔
مسخرہ۔ گھوڑا بھی سوچا کہ یہ کون بلا نازل ہوگئی۔
نواب۔ لے آؤ اب ہم سوار کرا دین۔
چھٹن۔ اے یار اب اِن کو ڈانڈی پر سوار کراؤ۔
آغا۔ ہان ہان جی۔ پردیس کا واسطہ ہے۔

نازو۔ رسالدار صاحب سلام۔ بڑی رسالداری کی لیتے تھے۔
قمرن۔ مجھے بڑی ہنسی آتی ہے۔ کیسے ٹنگے ہوئے چلے جاتے تھے۔
نواب۔ ہنسی تو نہین ہمارا تو خون خشک ہو گیا تھا جب منشی مہراج بلی صاحب گھوڑے پر ٹنگ گئے تھے تو اِن سب مین یہ باتین ہوتی تھین۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب سنیئے کہ پہاڑ جون جون زیادہ بلند ہوتے جاتے تھے منشی مہراج بلی صاحب کا خوف بھی زیادہ ہوتا جاتا تھا۔ آخر الامر نوبت بانیجا رسید کہ اتفاق سے ایک مقام پر اُنکی ڈانڈی کے ایک راجپوت نے ٹھوکر کھائی بس ستم ہو گیا۔ قیامت کا سامنا تھا۔ غل مچانا شروع کیا۔ روک لو روک لو بس اُتار دو۔ اُتار دو ہمکو کاہے واسطے تم دق کرتے مانگتا ہے دل ہمارے کو اپنا جان بھاری نہین ہے۔ جان ہے تو جہان ہے۔

رزق ہر چند بیگمان برسد	شرط عقل ست جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

جان بوجھ کے جان دینا چہ معنی دارد۔
نواب۔ تو اب تو یہانتک آگئے۔ اب کیا ہوگا۔
آغا۔ چلے چلو۔ ڈانڈی سے اُترے کیون چلئے چلو بھی
ممن۔ سب سے مزے مین تو آپ ہی ہین۔
مسخرہ۔ زن بروتی یعنی ڈاڑھی مونچھ کی عورت۔
نواب۔ لے سوار ہو جئیے۔ دیر نہ کیجئے اب۔
مہراج۔ بندہ تو اب نجائیگا جناب۔
آغا۔ کچھ خبط ہو گیا ہے۔ واہی ہوئے ہو گیا۔
مہراج۔ ہمین جان عزیز ہے۔ گھر سے فالتو نہین ہین

آغا - اور گھر سے فالتو کون ہے اتنے آدمیون مین -
مہراج - تو بندہ تو نہ جائیگا - آپ لوگ جائین -
نواب - ارے میان کچھ سٹری ہو گئے ہو کیا -
نازو - دُر موے بزدلے - ہم عورت ذات ہین
ہمکو خوف نہین معلوم ہوتا یہ بڑے مردوئے بنے ہین -
آغا - اے پھٹے سے مُنھ - اے لعنت خدا -
مہراج - آپکی بلا سے جان ہے تو جہان ہے -
چھٹن - تو کھائے آپ کو کون جاتا ہے -
نواب - کیا جانے شیر لگتا ہے - بھیڑیا اُٹھائے
لئے جاتا ہے - گلنگھے کا جنگل ہے - آخر خوف کا ہیکا ہے -
مہراج - مین تو ڈر گیا - ایک ٹھوکر مین ہڈی پسلی
چُور ہے -
آغا - تو جان کا خیال بس تم ہی کو ہے شاید -
چھٹن - ارے یار منزل کھوٹی ہوتی ہے بھائی -
نواب - یار تم بچون کی سی باتین کرتے ہو -
ممن - اے حضور ڈر ہیان کا ہیکا ہے -
آغا - لے اب سوار ہو جیے بس -
مہراج بندہ نہ جائیگا - بس آپ جائین -
نواب - یہ تو بڑی مصیبت پڑ گئی یارو -
آغا - اب اِنکے ساتھ سختی سے پیش آئیے -
مہراج - افوہ! آسمان پر چڑھنا ہے -
نواب - جی بلکہ اور آسمان کے بھی پار -
مہراج - بھائی صاحب - ع - مرد آخر بین
مبارک بندہ ایست -
نواب - اسکو آخر بینی نہین اِسکو خبط کہتے ہین -
آغا - نواب اب انکو سٹھیک بنانا پڑا -
اتنے مین منشی مہراج بلی صاحب بھاگے اور

نواب اور ممن اور آغا نے گھوڑے انکے پیچھے ڈالے
اور قمرن اور نازو نے زور سے قہقہہ لگایا -
ممن - لینا - لینا چور ہے - ادھوڑی استر کا چور ہے -
آغا - پکڑ لینا - تری استر کا چور ہے - جانے نہ پائے -
نواب - آخر بھاگ کے جاؤ گے کہان تم -
قمرن - (ہوا دار بڑھوا کر) اے یہ کیا اپنا فضیحتا
اُڑواتے ہو -
مہراج - (کھڑے ہوکر ہانپتے ہوئے) ہم نہ جانے کے -
راوی - نواب صاحب نے ممن اور آغا صاحب کو
اشارہ کیا یہ دونون گھوڑے سے اُترے - مہراج بلی
کو پکڑا تو انھون نے غل مچانا شروع کیا اِن دونون نے
مہراج بلی کو پکڑ کر ڈانڈی مین سوار کیا اور رسون سے
باندھ دیا -
مہراج - (بچون کیطرح روتے ہوئے) ہائے مین مرا
اس پردیس مین میری جان مفت مین گئی -
نواب - چلے چلو بس چپ چاپ - کان دبائے
ہوئے -
مہراج - ہائے میری اَمّا - اے مین کیا کرون -
آغا - (ہنسکر) ارے یار یہ تو بالکل گو کھا ہی ہے -
چھٹن - اسقدر لونڈا پن مزاج مین ہے!!!
آغا - لاحول ولاقوۃ! واللہ کچھ رنج تو ہے اور کچھ ہنسی آتی ہے -
مہراج - ہے پرمیشر - ان سب سے خدا سمجھے -
آغا - بس چپ چاپ چلے چلو -
مہراج - سیر ادم نکل جائیگا اب -
آغا - مرد - کل مرتے ہو تو آج ہی مر جاؤ -
مہراج - یا خدا تو صانع مطلق ہے - قادر برحق ہے
اور رسول خدا -

شفیع مطاع نبی کریم
قسیم جسیم نسیم وسیم

بلغ العلےٰ بکمالہ — کشف الدجےٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ — صلوا علیہ وآلہ

چہ غم دیوار امت را کہ دارد چون تو پشتیبان
چہ باک از موج بحر آنرا کہ باشد نوح کشتیبان

کرم ہین ولطف خداوندگار — گنہ بندہ کردست او شرمسار

قمرن۔ (ہنسکر) ارے۔ یہ اسکو ہو کیا گیا ہے۔
نازو۔ سزا اس مونڈی کاٹے کی۔
نواب۔ ان سے کوئی بولو نہین۔
مہراج۔ ہان ہم سے نہ بولو کوئی (رو رو کر) ہمسے کوئی کیون بولے۔ ہم کسی سے بولتے نہین تو کوئی ہمکو کیون چھیڑے۔
نواب۔ رودے بنیا گرد یگا ہنسدے بنیا چھین لیگا
آغا۔ واللہ بڑی ہنسی آتی ہے۔
نواب۔ ہنسی آتی ہے یا رونا آتا ہے۔
چھٹن۔ رونا نہین ہمکو تو ہنسی آتی ہے۔
مہراج۔ خدائے تبارک وتعالے۔ اعملوا آل داود شکرا وقلیل من عبادی الشکور۔

ورنہ سزاوار خداوندیش — کس نتواند کہ بجا آورد

اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور مہراج بلی اور بھی جھلائے مگر قہر درویش بر جان درویش جھلا جھلا کے رہجاتے تھے آخر کار جب پہاڑ اور بھی زیادہ بلند ملا تو پھر انھون نے آنکھین بند کرلین اور ایک سرے سے سب کو کوسنا شروع کیا۔ یا خدا ممن کمبخت کی ٹانگ ٹوٹ جائے۔ یا خدا مسخرا پاجی کسی کھڈ مین گر پڑے اسکی ہڈی پسلی چکنا چور ہو جائے۔ یا خدا چھٹن پر پہاڑ کی کوئی بڑی سی سل گر پڑے اور وہ دب کے رہجائے۔ یا خدا آغا محمد اطہر کا گھوڑا اسکو پھینکدے اور وہ گرتے ہی مر جائے۔ یا خدا نواب کا ہاتھ ٹوٹے۔ پہلے تو سب کے سب ہنستے اور ان کے کوسنے پر قہقہے لگاتے تھے مگر جب نواب کو انھون نے کوسا تو قمرن بگڑ گئین۔ کہا ہاتھ ٹوٹین تیرے۔ تیرے کنبے والون کے۔ تیرے ہوتون سوتون کے۔ تیرے عزیزون کے ہاتھ ٹوٹین آنکھے جو نواب کی طرف دیکھ نہ سکین۔ اور سنو موئے کی باتین۔ تو وہ درہو مونڈی کاٹے بزدلے۔ تجھ سے تو ہم عورتین ہی اچھے تجھے مرد کون کہتا ہے آنا ہی کیا ضرور تھا جو اب روتا ہے اپنی جان کو۔ تجھی کو جان پیاری ہے۔ ہمکو کسی کو جان نہین پیاری ہے۔ تو تو اپنی عمر تیر کر چکا ہے ساٹھ باسٹھ برس کا سن ہونے کو آیا۔ اور جان کو اسقدر عزیز رکھتا ہے۔ نازو نے بھی آڑے ہاتھون لیا ہاتھ ٹوٹین تیرے اور تیرے ہوتون سوتون کے۔ نواب اس مونڈی کاٹے گنوار کو پہاڑ سے گرادو۔ ایسے منحوس آدمی کا ساتھ رکھتا کیا۔

نازو کا اسقدر کہنا تھا کہ منشی مہراج بلی صاحب خوشامد کرنے لگے جناب من اگر خطا ہوئی ہو تو امیدوار معافی۔ یا سزا دیدو اور اس سے بڑھکر سزا اور کیا ہوگی کہ مجھے یہانسے رخصت کردو مین سیدھا گھر جاؤن۔
نواب۔ ایسی ہنسی آئی۔ بس بندھے چلے چلیے۔
نازو۔ اے تمکو کیا میٹھا ہے نواب۔ جانے دو۔
قمرن۔ اے ہے ایسے چڑچڑے کا ساتھ رکھنا کیا۔
نواب۔ واہ انھین کے تو دم سے تو رونق ہے۔
مسخرہ۔ یہ نہوتے تو بچون کی طرح روتا کون۔

قمرن۔ اور نحوست کا گھر۔ اسکو رخصت ہی کردو۔
نواب۔ انکو بس بندھے چلنے دو۔ چلا چل چپ چاپ
آغا۔ ارے یار کھلوا دو۔ مگر گھوڑے ساتھ ساتھ
رکھو جسمین نکل نہ بھاگ سکے۔
چھٹن۔ بھئی رسی کھلوا دو۔ کوئی دیکھتا ہوگا تو
کیا کہتا ہوگا۔
آغا۔ روک۔ لو۔ روک لے رے۔ رکھ دے ڈانڈی
رسی کھولدو۔
راوی۔ راجپوتون نے رسی کھولدی۔
مہراج۔ یا خدا ان سب کو غارت کر ان مردودون
نے میری آج بڑی دُرگت کی۔ خدا کرے ان
سب کی ٹانگین ٹوٹین اور یہ لنگڑاتے ہوے چلین
آمین۔ سب کے سب انکی اس بدحواسی اور سراسیمگی
اور وحشت اور بزدلی پر قہقہہ لگاتے تھے اور یہ
جھلاتے تھے نواب صاحب نے ممن سے آہستہ سے
کہا کہ انکی ڈانڈی کے کسی کہار کو سکھا دو کہ کاندھا
بدلتے وقت ذرا ڈانڈی کو ہلا دین۔ دو تین منٹ
کے بعد کاندھا بدلنے کیوقت دو آدمیون نے
ڈانڈی کو ذرا ہلا کر چھوڑ دیا تو منشی مہراج بلی صاحب
ڈانڈی ہی پر مُنھ کے بھل گرے اور کسی قدر چوٹ
بھی آئی۔ پہلے تو ان لوگون کو خوب گالیان
دین اسکے بعد اپنی ٹوپی اُتار دوہتڑ لگانا شروع
کیا اسپر مسخرے نے کہا استاد اسکی سند نہین ہے
ہم لگائین تو قدر عافیت معلوم ہو ممن نے پہاڑ
کیطرف دیکھکر کہا سرکار مین سمجھتا تھا کہ پہاڑ سیدھا
چلا گیا ہوگا مگر یہ بات نہین ہے۔ اور اگر یہ سڑکین
نہ بنی ہوتین تو بڑی مصیبت سے چلنا پڑتا بلکہ
شاید ہم لوگون سے تو چلا بھی نہ جاتا اختر نے جواب
دیا بھائی جان بس یہ سمجھ لو کہ جسطرح چیل چکر کھاتی
ہوئی چڑھتی ہے اُسی طرح پہاڑ کی چڑھائی کا بھی
حال ہے۔ ممکن نہین کہ چیل سیدھی ہوا مین چلے
کیا مجال۔ چکر کھاتی ہوئی جاتی ہے۔ اسی طرح چکر
کھاتی ہوئی سڑک بھی بنائی ہے ورنہ ممکن نہ تھا کہ
انسان دامن کوہ سے سیدھا باندھکر سیدھا قلہ
کوہ تک بخط راست جا سکتا۔ یہ تو خاص پہاڑی
تک نہین کر سکتے نہ کہ ما و شما۔ لاحول ولا قوة
قمرن۔ اب کتنی دور ہے۔ چلتے چلتے آندھی روگ آگیا۔
نازو۔ اب کہین چلکے دم تو لو نواب۔
نواب۔ بس اب آن پہنچے۔
آغا۔ وہ کیا سامنے رانی باغ کا ہوٹل ہے۔
ممن۔ کیون صاحب وہان ہر شے تیار ملیگی۔
نواب۔ دنیا بھر کی چیزین۔ ہوٹل ہے کہ نہین۔
ممن۔ یہ یہان مُرغی کے انڈے آئے کہان سے
ہون گے۔
مسخرہ۔ کیا بات پیدا کی ہے حضور نے۔
نواب۔ (ہنسکر) جی ہان نایاب بات نکالی۔
مسخرہ۔ اس ویلایت مین اور مرغی کے انڈے۔
ممن۔ تم تو۔
مہراج۔ بانس بریلی سے منگواتے ہونگے۔
آغا۔ جی نہین اور بلکہ شاہجہانپور سے۔
چھٹن۔ ہم تو جانتے ہین کلکتے سے منگواتے
ہون گے۔
ممن۔ اجی ہمکو تو کھانے سے مطلب ہے۔ چاء
اور مکھن روٹی تو سویرے سویرے اڑا ہی چکے ہین

اب کیا ہی۔
جب داخل منزل مقصود ہوئے تو دیکھا کہ ہوٹل مین پنکھے لٹکے ہوئے ہین اور خس کی ٹٹیان برآمدے مین رکھی ہوئی ہین اور ایک جانب کو ایک پالکی گاڑی رکھی ہی۔

نواب۔ این! خس کی ٹٹی اور پنکھا۔

چھٹن۔ منشی مہراج بلی سے کہیے جو جھول لاد کے آئے ہین۔

نواب۔ کیون بچہ اب اپنی حماقت کے معترف ہو یا نہین۔ تم لکھنؤ ہی سے سردی کے کپڑے اور گدھے کی جھول لادے آئے تھے۔

مہراج۔ بھائی صاحب اب واللہ جو کسی کی بات بھی مانون اور دیکھ لینا نینی تال مین اسقدر گرمی نہوگی یہ لوگون نے خواہ مخواہ کی گپ اڑا دی تھی۔ کہ نینی تال سرد مقام ہی اور لوگ لحاف اوڑھتے ہین اور کشمیر کا لطف آتا ہی یہ سب ڈھکوسلا ہے غضب خدا کا اسقدر اونچے پہاڑ پر تو آگئے اب سردی کیا خاک دھول ہوگی بھئی آغا یار تم اپنے کپڑے ہمکو دیدو۔ بس ڈھیلا پاجامہ اور کرتا خدا گواہ ہی مین تو مارے گرمی اور پسینون کے مرمٹا۔ کہین کا بھی نہ رہا۔ اف۔ گرمی ہی کہ موت کا سامنا ہی رونگٹے رونگٹے سے چنگاریان نکلتی ہین اور سر سے پاؤن تک پھنکا جاتا ہون مجھ بدبخت کو یہ کیا معلوم تھا کہ پہاڑ پر بھی آگ برستی ہی مگر آپ کے جھوٹے مصاحبون سے خدا سمجھے جنھون نے ہم سب کو جھانسا دیدیا۔

یہ کہکر منشی مہراج بلی ایک کمرے مین گئے اور دروازے بھیڑ کر کپڑے اتارے اور لنگی پہنکر بیٹھے اور پنکھا ہونے لگا۔ نازو اور قمرن اور آغا صاحب اور نواب چھٹن صاحب اور محمد عسکری بھی پہنچ اور کرسیون پر بیٹھے۔

مہراج۔ بھئی ہم تو اب کل لکھنؤ چل دینگے۔

نواب۔ اب رنگ لائی گلہری۔

آغا۔ کیا پہاڑ پسند نہین آیا۔

مہراج۔ موت کا سامنا ہی مارے گرمی کے۔

نواب۔ ابے تو موے وا اسقدر گرم کپڑے کیون پہنے

آغا۔ قصور اپنا اور گالیان دین پہاڑ کو۔

مہراج۔ دل لگی اسوقت نہ کیجیے۔

نازو۔ اے نواب تو پنکھا ہو رہا ہی۔

مہراج۔ تو پھر یہ کیون کہتے تھے کہ سردی ہوتی ہی

چھٹن۔ بھئی سُن تو چکے کہ سردی بیر بہٹی سے شروع ہوتی ہی اب جون جون بڑھتے جاؤگے سردی شروع ہوتی جائیگی۔

قمرن۔ کیا بھلا معلوم ہوتا ہی۔

نازو۔ واہ کیا کہنا۔

مہراج۔ خدا کی مار۔ اب تو ہمنے ٹھان لی کہ کبھی بھولے سے بھی پہاڑ پر نہ آئینگے۔

نازو۔ اے تو مونڈی کاٹے گدھے تجھسے کتنے کہا تھا کہ دو سوتی لادکے آ۔ آخر اتنے اور ساتھ تھے کسو نے بھی گرم گرم کپڑے پہنے تھے کہ تو ہی پہنکے آیا اور وہان جو ہم سب نے منع کیا تو کسی کا کہنا نہ مانا۔

جلو۔ (برآمدے سے) خداوند غلام نے بھی اسی لیے شروع سے انگرکھے ساتھ رکھے مین کہ نہ سردی ہوگی نہ پہنینگے مگر منشی مہراج بلی صاحب بہادر

تو سنتے ہی نہین جسنے جو کہدیا منظور اب اِسوقت گرمی کے سبب سے پریشان ہوگئے ہین شام کو جب اِدھر اُدھر سیر کو چلین گے تب پھر کیفیت دیکھیے گا کیا مجال کہ ذرا بھی جی گھبراے یہ مقام دل بہلانیکا ہے یا جی گھبرانے کا۔

چار کمرے نوابصاحب نے وہان لیے اور چارون مین خس کی ٹٹیان لگائی گئین اور پنکھا چلنے لگا۔ ایک کمرہ خاص نواب نامدار اور اُن کی معشوقہ لالۂ رخسار کے لیے اور ایک منشی مہراج بلی صاحب اور بی نازوجان کے لیے اور دو کمرون مین مجدو لوگ تھے۔ کھانے کا اہتمام ہوٹل ہی مین کیا گیا اور دو گھنٹے مین سوپ اور مرغ کے کٹلٹ اور اسٹو اور فرنچ بال اور فول کری اور آملٹ اور پڈنگ تیار ہوکر میز پر چنا گیا اور سب نے ملکر کھایا۔ منشی مہراج بلی نے دودھ اور فواکہ اور چاے پر قناعت کی اور ان سب کی چوری سے چار یا پنج پگ برانڈی کے اُڑائے۔ ایک تو یونہی گرمی تھی دوسرے زربفت کی چپکن اور دوشالے کی گرمی۔ تیسرے برانڈی نے اور بھی پھونکدیا لنگی باندھکر لیٹے تو گرمی کی شدت کے سبب سے کئی بار پانی پیا۔ آخر کار خس کی ٹٹی اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور برف کے پانی سے اِسقدر تسکین ہوئی کہ آنکھ لگ گئی۔

نواب صاحب اور انکی معشوقہ گلبدن کو بہت عرصے کے بعد ایک کمرے مین تخلیے مین صحبت نصیب ہوئی تھی۔ باہم گھل گھل کے یون باتین ہونے لگین۔

قمرن۔ نواب دیکھو اپنے سب عزیزو کو چھوڑ کے تمسے ملے ہین ہم۔ اسکا خیال رہے۔

نواب۔ تو خدا نخواستہ تکلیف کیا اُٹھائی۔

قمرن۔ اوئی۔ تکلیف دشمنون کو ہو۔ ہمارے تمھارے ساتھ اور تکلیف۔

نواب۔ ہم تو تم کو جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہین

قمرن۔ پھر دلکو دل سے راہ ہے۔

نواب۔ ہم نے تمھارے لیے سب کو چھوڑ دیا۔

قمرن۔ اے کیا ہم نادان ہین کوئی۔ اتنا بھی نہین جانتے ہمارے سبب سے کیسی کیسی بدنامی ہوئی تمھاری پھر ہم لونڈی کیطرح حاضر بھی تو ہین۔

نواب۔ (بوسہ لیکر) ہماری جان تک تمپر صدقے لونڈی کیسی۔ تمکو تو ہمنے دل مین جگہ دی ہے اب ہم اور تم تمام عمر علیحدہ نہین ہوسکتے۔

قمرن۔ (روتی صورت بناکر) یہ تمنے جدائی کا نام کیون لیا۔ ہمکو تو یہ سُننا ہی ناگوارا ہے۔ اب ہم مرکے اس گھر سے نکلینگے بس۔

نواب۔ (گلے لگاکر) اچھا اب اس ذکر کو جانے دو بُری بُری باتون کا خیال دلکو پریشان کردیتا ہے اب اچھی اچھی باتون کا دھیان کرو۔

قمرن۔ ایک بات کہین جو مانو۔

نواب۔ سر آنکھون سے۔ ایسی بات ہے بھلا۔

قمرن۔ ابھی تو گرمی ہے۔ دو گھڑی دن رہے ہم تم باجی سب کو سیر کرانے لے چلو۔ ذری ادھر اُدھر رسان رسان چہل قدمی کر آئین۔ یہان موے پردے کی کون ضرورت ہے

نواب۔ اچھا اور سب سے بھی صلاح لے لین۔

قمرن - یہان ہی کون جس سے پردہ کرین - ان موٹے جنگلیون سے پردہ کرنا بیکار ہی -

نواب - اچھا مہاراج بلی اور محمد اطہر وغیرہ سے دریافت کرلین تو شام ہوتے ہوتے پہاڑ کی سیر کو چلین

قمرن - اب اِتنی دور آئے ہین تو کچھ تو سیر کرین - پردہ تو پھر شہر مین ہوتا ہی رہیگا -

نواب - سچ کہنا کیا مقام ہے -

قمرن - کیا کہین نواب ہم سے بڑی چوک ہو گئی اپنی گوئیان کو نہ لیتے آئے - وہ سب بھی ہماری تمھاری بدولت دیکھ لیتین -

نواب - اب تو آنا جانا لگا ہی رہیگا - ابکی اور سبھی سامان سے آئینگے - اب تو آ ہی گئے - پہاڑ کا حال ایک دفعہ معلوم ہو جائے تو پھر برابر آئے گا ئین اور سب کو ساتھ لائین وہ بات ہی کیا ہے - مگر لوگون نے کیا کیا ڈرا دیا تھا کیا کیا گپین لوگ اُڑاتے ہین -

دو گھڑی دن رہے نواب صاحب اور منشی مہاراج بلی اور نازو اور قمرن اور آغا محمد اطہر اور میان جلو اور چڑا گلچیر و اور اختر اور ایک سپاہی اور دو مہریان یہ قافلہ پیادہ پا سیر کے لئے کو نکلا - قمرن سادی پوشاک زیب بدن کئے ہوئے چھم چھم کرتی جاتی تھی - اور نازو نے اسوقت صندلی رنگ کی ساری مہاراج بلی کی فرمایش سے پہنی تھی -

قمرن - نواب یہان کی بازار تو ہمکو دکھا دو -

نواب - بہت خوب - صدر بازار دیکھو گی -

نازو - اے یہان کا چوک کہان ہی -

آغا - معقول - چوک کی ایک ہی کہی -

مہاراج - یہان پہاڑ پر چوک کہان ڈھونڈھتی ہو

تلوک - یہان تو بس چوطرفہ پہاڑ اور کوہ و ہامون اور دشت و لالہ زار ہی اور نشیب کو یہ مقام و دو دام کا مسکن ہی -

نواب - بھئی کیا خوش بیان آدمی ہو واللہ -

آغا - فارسی کے محقق ہین نا - آدمی طبیعت دار ہی

نواب - ارے یار ہملوگون کو فارسی ہی پڑھا یا کرو آخر کچھ تو کام آؤ -

مہاراج - بھائی صاحب آپ لوگون مین مادّہ اور قابلیت ہی نہین ہی - آپکا تو یہ قول ہی کہ -

پڑھو گے لکھو گے تو ہو گے نواب	جو کھیلو گے کودو گے ہو گے خراب

اختر - سبحان اللہ کیا بتیل شعر پڑھدیا ہی اور کیون صاحب یہ لفظ نواب ہی یا داو مفرد ہی لوگ نواب کہتے ہین اسکی کیا تحقیق ہی -

مسخرہ - آپکو تحقیق اور تدقیق سے سروکار منشی مہاراج بلیا تو کہہ ہی چلے - ع - تربیت نا اہل را چون گردگان بر گنبد ست -

مہاراج - ہی تو ایسا ہی - میرے جی کی بات کہی جو کہین وہ بیٹھے کوئی مجھسے فارسی بولے تو زبان دان ہو جائے -

منم کہ دیدہ بدیدار دوست کردم باز	چہ شکر گویمت اے کارساز بندہ نواز

نازو - یہ پہاڑ سیدھا اونچا نہین ہوتا -

آغا - نہین بس اسی طرح نینی تال تک چڑھائی ملتی جائیگی - اگر الف وار بالکل سیدھا ہو تو چڑھنا محال ہو جائے -

نواب - ہم خدا جانتے پہاڑون کی نسبت دلمین

کیا کیا سوچتے تھے گدّے لگاتے تھے بس۔
مسخرہ۔ مگر خالی خولی گدّے بازی سے مطلب نہین نکلتا یہان آئے تو کچھ اور ہی بات پائی۔
قمرن۔ ہوئے پہاڑی ہمین عجب طرح سے دیکھتے ہین جیسے کھا جائینگے۔
سپاہی۔ حضور یہ بڑے سیدھے لوگ ہین۔
مہری۔ معلوم تو ایسے ہی ہوتے ہین۔ یہ تو کچھ ایسے سرخ وسفید نہین ہین۔
آغا۔ دن بھر تو دھوپ مین مارے مارے پھرتے ہین محنت و مزدوری کرتے ہین۔ دھوپ کے سبب سے کالے اور سانولے ہو جاتے ہین۔
قمرن۔ اور وہ موئی پہاڑنین ہی کون بڑی گوری ہوتی ہین جن پر تم شرط بدتے تھے نواب
نواب۔ تمہاری صورت سے انکی صورت اچھی ہوتی ہو کہنے سے تو بُرا مانوگی۔
قمرن۔ دو جوتیان گوری ہوتی ہین۔
نازو۔ چلو وہ پریان ہوتی ہین پھر کوئی کیا کرے
مہراج۔ جان من چھیڑنے کے لیے کہتے ہین۔
نواب۔ اچھا اس عورت کو دیکھو جو سامنے آرہی ہو۔ یہ کیا کالی ہو۔
آغا۔ یہ بھی سُرخ وسفید ہو اور وہ جسپر تم شرط بدتے تھے وہ بھی بہت اچھی تھی۔
قمرن۔ اچھی تھی تو تم دو ایک کو گھر ڈال لونا اور نہین تو چلے وہان سے باتین بنانے۔ گھر ڈال لو اگر ایسے ہی تیکھے ہو تو نکاح پڑھوا لو۔
نواب۔ ہم لوگ تو خدا لگتی کہین گے۔
قمرن۔ اب تم نگوڑی پہاڑنکو ایک آدھ کو میرے ہاتھ سے پٹواؤگے۔
نازو۔ انکو کون پیٹ سکیگا موئی دیو نیون کو۔
قمرن۔ کیسی گولاڈنگ ہوتی ہین۔
نازو۔ یہ تو اس قابل ہین کہ امیرونکے محل مین قلماقنیون اور حبشنون کی جگہ انسے پہرہ دلوائے
قمرن۔ ہان ہان باجی خوب کہی۔

جبتک ہموار زمین ملی تب تک تو یہ سب مزے مزے سے چلا کیے جب ذرا چڑھائی آئی تو چار پانچ قدم چلنا بھی دوبھر ہوگیا۔ اول تو ہموار زمین کے چلنے والے جب پہلے پہل پہاڑ کی چڑھائی پر چڑھتے ہین تو بڑی دقت پڑتی ہو۔ چلنا ہی نہین آتا پانون لڑکھڑانے لگتے ہین۔ اور بہت جلد انسان ہانپ جاتا ہو۔ تھوڑی ہی دور چلنے مین پسینے آجاتے ہین اور بُری حالت ہو جاتی ہو۔ قدم تو آشنا ہوتے نہین پہاڑ پر سے اجنبی آدمی پھسلا پڑتا ہو یہ معلوم ہوتا ہو کہ اب گرے اور اب گرے۔ یہی ان سب کی بھی کیفیت تھی جب یہ حال دیکھا تو اُترنے لگے ایسین بھی انکو دقت واقع ہوئی۔ مگر اُتار مین چڑھائی سے ذرا کم۔ جب ہموار زمین ملی تو ذرا سُستائے گویا بڑی کڑی منزل طے کرکے آئے تھے۔ آفتاب غروب ہوچکا تھا مگر میدان کے سبب سے اندھیرا بہت نہین ہوا تھا گو ہوٹل کی عمارت دور سے کسیقدر نظر آتی تھی مگر منشی مہراج بلی صاحب کے ہوش اُڑے ہوئے تھے کہ ایسا نہو بھیڑیے سے مڈبھیر ہو۔ بھیڑیے سے انکی روح فنا ہوتی تھی شیر سے یہ اتنا نہین ڈرتے تھے۔ جتنا بھیڑیے سے ڈرتے تھے۔ بدحواس ہوکر کہا بھئی اب قدم بڑھائے چلو جنگل کا واسطہ ہو

گھر نہین ہی۔
نواب۔ تم تو ایسے ڈرے جاتے ہو جیسے شیر کا
جنگل ہی لاحول ولا قوۃ۔
نازو۔ اسے موا بزدلہ بودا ہی۔
مہراج۔ جی ہان موا بزدلہ ہی۔ موت کے منھ
مین موا نہین گھس جاتا۔
نازو۔ تو آتے مین ایک ہمین کو جان بھاری ہی بس۔
مہراج۔ کچھ بسنت کی بھی خبر ہی جانی یہان جانور
لگتے ہین۔ ابھی کوئی نکل آئے تو قدر عافیت معلوم
ہووے۔ یہ ساری بہادری نکل جائے۔
نازو۔ (کانپ کر) اوئی کیا جانور بھی ہین یہان۔
قمرن۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔
نازو۔ پھر یہان آتے وخت آئی ہی کیا کرنے۔
آغا۔ یہ تو ہی سودائی۔ جانور کیسے۔
نازو۔ اے تو جنگل تو ہی ہی۔ سچ کہتے ہین یہان
آتے وخت آنے سے فائدہ؟
قمرن۔ نواب ہمارے ساتھ ساتھ چلو۔
مہری۔ پردیس کا واسطہ اور پھر جنگل اور موا پہاڑ
چلے ہین سیر کو۔ مگر کون کہے۔
نواب۔ یہ مہراج بلیا خود بھی ڈرتا ہی اور اورونکو بھی
ڈراتا ہی ملعون۔
مہراج۔ تم تو ہوا جلا اور جان کو ہتیلی پر لیے ہوئے
بندہ گھر بار سے فالتو نہین ہی۔ پھر گا جانتے ہوکہ
یہ وشت پر خار ہی جانورون کے رہنے کا مسکن۔
اگر ابھی کوئی جنگلی کتا آجائے تو غضب ہی ہوجائے
مسخرہ۔ این! جنگلی کتے سے جان نکلتی ہی۔ ہم تو
سمجھے تھے ہاتھی یا شیر یا گینڈے یا ارنا بھینسے کا
خوف دلائینگے مگر ٹائین ٹائین فش۔ یہ سارا خوف
بھیڑیے کا ہی۔
مہراج۔ (بہت جھلا کر) ادن۔ کیا بکتے ہو جی
اسکا نام رات کو نہین لیتے۔ ایک اسکا نام اور
ایک ماموں کا نام جسکو رسی کہتے ہین۔
نازو۔ کیا سٹری ہی موا۔
قمرن۔ واہی تباہی بکتے ہین۔
مسخرہ۔ تو بھیڑیے اور سانپ کا نام نہین لینا چاہیے
مہراج۔ (سر پیٹ کر) ارے نا معقول! انکا نام
رات کو لینے سے یہ دونون آجاتے ہین کس کمبخت
اجڈون کے ساتھ مین آیا ہون۔ ہاری مانتے ہین
نہ جیتی۔
نازو۔ اے ہان یہ تو سچ کہتے ہین رات کو رسی
کا نام امی جان بھی نہین لیتین۔
قمرن۔ اور نہ جنگلی کتے کا نام لیتی ہین۔
مہراج۔ بھلا خیر۔ کسی نے تو ہم سے اتفاق کرلیا
یہ لوگ تو بھلے چنگے آدمی کو دیوانہ بنا دیتے ہین
مہری۔ نہین منشی جی۔ آپ سچ کہتے ہین اسی سے
کہتے ہین کہ کوئی بڑا بوڑھا ضرور ساتھ ہونا چاہیے
کہ اونچ نیچ دکھلائے۔
مہراج۔ (آگ ہوکر) تیرا سر مردار۔ دور ہو یہان سے
جلاتی ہی مجھے۔ خبردار جو آج سے مجھسے بات کی ہو تو
تو جانے گی۔
مسخرہ۔ کیا! یہ اسیر کیون بگڑے بھئی۔
قمرن۔ مہری نے تو اِتھنین کی سی کہی تھی۔
آغا۔ سودائی تو ہی ہی جی۔
نازو۔ اور ہم تم سمجھ گئے۔

نواب - ہم بھی تاڑ گئے -

مہراج - کیا مجھ کمبخت کو سوجھی کہ ان باجیوں کے ساتھ آیا - افسوس - اسوقت آگ بھبھوکا ہوں -

نواب - (ہنسکر) مہری کی بدولت ہم سب بھی باجی بنے -

مسخرہ - اور ایک سرے سے سب باجی - سب دھان بائیس پنسیری لگا دیے - باجیوں کا ڈر ہی کھل گیا ہے -

نازو - ہم بھی کیا سمجھتے ہین -

قمرن - اچھا مہری نے کیا بھس ملایا تھا -

نازو - مہری نے ہمارے نوجوان چھٹے میان کو بڑے بوڑھون مین شامل کر دیا - واہ -

مسخرہ - ارے رے رے ! یہ جوگ پڑ گیا -

آغا - افوہ - یہ اسپر جھلائے کہ مہری نے انکو بوڑھا بنایا - نازو خوب سمجھین واللہ -

مسخرہ - کیون نہ سمجھین مثل مشہور ہی اپنے بچھڑے کے دانت سب پہچانتے ہین -

نواب - ایک ہوئی جدا گلچھرو -

جلو - اور ایک بات پر کسی نے دھیان ہی نہین کیا - نازو جان کیا کہ گئین -

نازو - اب مجھکو لڑوا دو انسے تم سب مل کے مین نے کچھ کہا وہا نہین - تم ان کے بھرے مین نہ آنا جی ہم نے تو اسوقت تمہاری سی کہی -

مسخرہ - ہان بس اتنا ہی کہا تھا کہ ہمارے جوان چھٹے میان کو بوڑھا بناتی ہے -

نواب - تو یہ چھٹے ہین یا ذمے کے پٹھے -

آغا - اصل مین تو چھٹے ہی ہین نرے -

مہراج - ابھی کوئی جانور نکل آئے تو یہ بڑھ بڑھ کے باتین بنانا معلوم ہو جائے -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالیست	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

جھلن - آدمی دور اندیش بھی ہین -

مہراج - ارے یارو آخر جنگل اور پہاڑ اور ہو کا عالم لق و دق میدان ہی یا نہین - یا اسکو بھی آپ اپنا گھر اور رانی کٹرہ اور نوازگنج سمجھے ہوے ہین - لکھنؤ کے گلی کوچے یہ نہین ہین -

مسخرہ - جی ہان میان بھیڑیا نکلتا ہے -

نواب - چپ نامعقول پھر اسی کا نام لیا -

آغا - جنگل کا کتا کیون نہین کہتا - کیون نہین کہتا کیون بی مہری - ہے نا -

مہری - حضور ایک دفعہ بول کے مردار بنی اب پھر گالیان کھاؤن آپ لوگ تو دل لگی کرتے ہین اور ہم گالیان کھاتے ہین -

نازو - گالیان تو گالیان تم نے تو جوتیان کھانے کی بات کی ہمارے جوان جہان میان کو بوڑھا بنائے دیتی ہو - ہم کو یہ سننا اچھا معلوم ہوتا ہے بھلا کہ ہم بوڑھے کے کھونٹے بندھے ہین بوڑھے کے کھونٹے بندھے تو -

مہری - میرا میان تو بارہ ہی برس کا ہے ابھی -

مسخرہ - ہان ! تو میرے سن کا ہی - مین بھی پونے بارہ برس کا ہون -

باتین کرتے ہوے ہوٹل کے قریب پہونچے ہی تھے کہ اتفاق سے بھیڑیا واقعی اسطرف سے گذرا اور جلو نے غل مچا کر کہا ارے بھیڑیا - بھیڑیے کی صورت دیکھتے ہی مہاراج بلی تو دھم سے گر پڑے

اور اسقدر غل مچایا کہ کوس بھر تک پہاڑ پر آواز گئی ہو گی۔ نازو نے کانپتے ہوے مہری کو پکڑ لیا اور کہا اے بوا بچاؤ۔ بی قمرن ڈر کر نواب صاحب کو زور سے لپٹ گئین اور دوسری مہری بھی کانپ کر غل مچانے لگی۔ سپاہی اور آغا صاحب اور جھلو بھیڑیے کیطرف دوڑے۔ چڈا انگلیز دیکھی ڈرنے لگا۔ وہ تو مسخرہ پن ہی تک تھے بس۔ بہادری اور جرأت سے اُن کو کیا کام تھا۔ جب بھیڑیا نظر سے غائب ہو گیا تو منشی مہراج بلی کو ہزار خرابی اُٹھایا۔ یہ زمین پر لیٹے ہوئے تھر تھر کانپتے تھے اور آنکھین بند کیے ہوئے گلا پھاڑ کے غل مچاتے تھے جسنے دیکھا ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے۔

نواب۔ منشی مہراج بلی صاحب ہوت۔

آغا۔ دوت۔ دوت جنگلی کتے دوت۔

مہری۔ انھین کا کہنا سچ ہوا۔

جھلو۔ اور یہ گر کیون پڑے تھے حضور۔

مسخرہ۔ جنگلی کتا آ ہی گیا۔ بڑے بڑے کان ہوتے ہین اسکے نام لیتے ہی مستعد۔

مہراج۔ دیکھ لیا یا اب بھی اجڈ پنا کروگے۔

آغا۔ مین یہ سوچتا ہون کہ اگر کوئی چیتا یا اور کوئی بڑا جانور آتا تو شاید یہ مر ہی جاتے۔

نواب۔ بڈھا ہی بودا ہے جی۔

مہراج۔ بڑے مردوے تھے تو مقابلے کو گئے ہوتے

آغا۔ گئے ہی تھے۔

مسخرہ۔ آغا صاحب کے ڈنڑ مل دیجیے گا ذرا۔ بڑا کام کیا گویا شیر کے پیچھے دوڑے تھے۔ اور پیادہ پا اور نہتے۔ نوشیروان بن گئے۔

آغا۔ اور تو اپنی تو کہیے۔ مارے خوف کے کانپنے لگا تھا۔

مہری۔ اِتّی بات تو ٹھیک کہی آپ نے دیکھے بیٹھے تھے۔

مسخرہ۔ کون قسم کھاکے کہتا ہون میرے ہی ڈپٹنے سے تگٹ بھاگا۔ نہین ضرور چوٹ کرتا۔

مہراج۔ اُف۔ خدا نے بہت بچایا واللہ۔

نواب۔ جی مہبت نکے۔ نہین تو قضا کے منھ مین تو پہونچ ہی گئے تھے۔ گویا قبر سے نکل آئے۔

مہراج۔ بڑے بچیا ہو۔ اور بڑے اجڈ اور گنوار ہو اب بھی نہین مانتے۔

نازو۔ نہین تم سچ کہتے تھے جی۔

قمرن۔ ہمارے پاؤن تلے سے مٹی نکلگئی تھی۔

نواب۔ تم عورتون کا خوف تو بیجا نہ تھا۔ مگر اس کمبخت کا کانپنا اور گر پڑنا تو ستم ہے۔ یہ ہاتھ پاؤن اور یہ خوف۔

آغا۔ بڑا بودا ہے ڈوب مرجا کے۔

مہراج۔ خدا کرے تمکو بھیڑیا ملے۔

آغا۔ ایک لٹھ مین ڈھیر کر دون۔

مہراج۔ جی بڑے تیس مار خان ہین۔ ڈھیر کرنے والے اب ایک آپ ہی تو بانکے رہ گئے ہین بس۔ چور اُٹھائی گیرا۔ چلیے وہان سے وہ بن کے۔

آغا۔ نہین تمھاری طرح سے لیٹ جاتے۔

مہراج۔ یہ ہم سے واقعی بے وقوفی ہو گئی ہم گھبرا گئے ورنہ وہ ہماری لاش کو اگر اُٹھا لیجاتا تو ہم کیا کر لیتے۔

مسخرہ۔ (بہت ہنسکر) اللہ اللہ اب ایسے نازک ہوگئے

آپ کہ بھیڑیا ائے تو بھر دگا لو یہ بھیڑ لگا کر جنگلی کتا آپ کو اٹھا لیجاتا۔ آپکی لاش اٹھانیکے لئے پہاڑ بھر کے جنگلی کتے جمع ہوں سا تارو ہیں تو شاید دو چار قدم کھینچ سکیں۔ کیا ننھے بنے جاتے ہیں۔

نواب۔ واللہ اس شخص کو تو جنون ہے۔ اسکی لاش بھیڑیا لاد کے اٹھا لیجاتا۔ اس اندھیر کو تو دیکھیے۔

جب ہوٹل کے زینوں پر پہونچے تو دیکھا کہ ہر کمرے میں لمپ روشن ہیں اور ایک لالٹین اوپر بھی جلتی ہے زینے پر پہنچتے ہی مسخرے نے غل مچا کر دفعتہً کہا (ارے بھیڑیا!) منشی مہراج بلی بوکھلا کے کمرے کے اندر جھپٹنے ہی کو تھے کہ دروازے سے ٹکرا کر گرے تو بڑا ہی قہقہہ پڑا۔ خانساماں دوڑ پڑے معلوم ہوا کہ دل لگی ہی دل لگی تھی۔

مہراج بلی سخت خفیف ہوئے۔ بہت ہی جھینپے بڑے نادم ہوئے اور ان سب کی یہ کیفیت کہ مارے ہنسی کے برا حال تھا مہراج دل میں کٹ گئے اور نازو نے اور بھی بنانا شروع کیا۔ واہ رے مردوے چوڑیاں پہن لے جا کے۔ ڈاڑھی مونچھ کی تو شرم رکھ کیسا اوندھا گرا منھ کے بھل۔ بیٹھے سے منھ۔ چل ہٹ ایسا۔ بھی بزدلہ پن کیا ہے آخر کسی اور کو بھی جانے ہے یا ابھی کو جانے ہے اکیلے کو۔ ذرہ ہی تو شرما دل میں۔

قمرن نے بھی بنانا شروع کیا۔ اے ہاں یہ ماجرا کیا ہے تم تو اب میں دیکھتی ہوں خواب سے چونک چونک پڑو گے۔ ذرا کسی نے کہدیا بھیڑیا اور بس اوندھے گر گئے۔

مسخرہ بولا اور دل لگی یہ ہوئی کہ میں ان سے

سایے کو اتفاق سے بھیڑیا سمجھا تھا جب یہ بھاگے تو میں سمجھا کہ بھیڑیا انکی لاش لاد کر بھاگا کیونکہ انکا سایہ انکے ساتھ ساتھ بھاگا جی میں تو آیا کہ دوڑ کے جھپٹ اوں پھر صبح کو لاش ڈھونڈھ لینگے۔ بھیڑیا بہت کریگا ٹانگ توڑ ڈالیگا۔ بس ان فقروں پر اور بھی قہقہہ پڑا۔ اور سب کے سب لوٹنے لگے سوچے کہ صبح کو لاش کو ڈھونڈھ لیں گے کیا بے پروائی ہے اور اس سے بڑھکر یہ فقرہ ہوا کہ (ماری تو ڈالیگا بس) یہ گویا کچھ ہوا ہی نہیں۔

مہراج بلی ایک تو نادم تھے۔ دوسرے ان کے ہنسنے سے اور بھی جھلا گئے۔ تیسرے بھیڑیے کے نام سے سہمے ہوئے تھے اور ایک بھیڑیے کو دیکھ ہی چکے تھے بڑے ہی غصے میں بھرے ہوئے تھے۔

مسخرہ۔ اسوقت شعر کہنے کو جی چاہتا ہے۔

نواب۔ ضرور کہو دل ہی بہلے گا۔

مسخرہ۔ دل تو کیا بہلیگا۔ یہ کہیے کہ موے پر سو درے۔

آغا۔ کیا منھ کے بھل گرا تھا واللہ۔

مسخرہ۔ حضور ہم تو یہ سمجھے کہ بھیڑیا انکی لاش لاد کے بھاگا۔ اب یہ پہونچے بھیڑیے کے پیٹ میں۔

چھٹن۔ جناب منشی صاحب قبلہ مزاج شریف۔

نازو۔ اے اب مرے ہوئے کو نہ مارو۔

آغا۔ کیا بھیڑیے نے ٹنگڑی لی تھی۔

قمرن۔ اے نہ کچھ نہ کچھ۔ واہی تباہی غل مچا دیا کیوں ڈراتے ہو۔

نواب۔ اچھا قمرن سچ کہو تم بھی ڈری تھیں۔

قمرن۔ نہیں۔ بچا سبھی سمجھ جاتا۔

نازو۔ یہ تو ایسا بدحواس ہوا کہ جیسے کوئی آکے

اسکو کھا ہی گیا۔

قمرن۔ کیا بُری بُری باتین بکتی ہو باجی جان۔

آغا۔ اسوقت بھلا سے نہین کچھ۔

نازو۔ سہا ہوا ہے موا۔ جیسے کبوتر کو بلی پکڑنے دوڑے اور وہ سہم جاے بس وہ اِنکی کیفیت ہے۔

آغا۔ اب رات کو باہر نہ نکلین گے۔

نازو۔ رات کیا اب دن کو بھی باہر نہ نکلیگا۔

نواب۔ سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے۔

مہری۔ حضور نے بھی رسی کا نام لیا۔ رات کو اس کا نام نہ لیا کیجیے۔

شام کو کھانا کھا کر اپنے اپنے درجون مین سب سو رہے۔ مگر شب کو منشی مہاراج بلی صاحب منکے تک نہین۔ نازو نے چھیڑا بھی مگر یہ نہ بولے نہ بولے۔

صبح کو آٹھ بجے تک یکے بعد دیگرے یہ سب بستر استراحت سے بیدار ہوے نازو نے تخلیے مین نواب صاحب سے کہا کہ شب کو مہاراج بلی بہت سہمے ہوئے تھے۔ رات بھر مجھسے نہین بولے چپ چاپ پڑے رہے مین نے کئی بار ہلایا نہ ہلایا۔ جگایا مگر نہ بولے۔ بڑے غصے مین تھے رات کو بھیڑیے سے بہت ڈر گئے۔ اب اِن لوگون کو منع کرو کہ انھین نہ چھیڑا کرین کسی روز بیمار ہو جائے تو نیکی برباد گناہ لازم۔ جو ساتھ لائے ہو تو بھر اچھی طرح رکھو۔ ورنہ رخصت کردو۔ نوابصاحب کو خود افسوس ہوا کہ ناحق اسقدر چھیڑا۔ کہا اچھا اب ہم سب کو منع کردینگے کہ انکو آج سے دق نہ کرین ہمین خود رنج ہوا۔ ہمین یہ نہین معلوم تھا کہ بھیڑیے سے انکی روح فنا ہوتی ہے نعوذ باللہ توبہ توبہ کیسا بے تحاشہ بھاگا تھا کہ مین سمجھا واقعی بھیڑیے نے اِن کی ٹانگ لی۔

غرض جب سب منھ ہاتھ دھو کر چلنے کو تیار ہوئے تو کیا دیکھتے ہین کہ منشی مہاراج بلی صاحب بوریا بدھنا لادے دو تین قلیون کو ساتھ لیے ہوے سر اٹھائے ناک کی سیدھ یہ کاٹھ گودام کی طرف چلے جاتے ہین۔ ہائین! ہائین۔ کہان کہان ارے میان یہ کیا وحشت ہے۔ اجی منشی جی۔ اجی منشی جی صاحب ذرا یہان تو آئیے۔ ارے میان سنو تو۔ او قلی روک لے بوجھا۔ یہ غل مچا کر نواب صاحب اور آغا صاحب اور میان اختر دوڑ پڑے۔ ارے بھائی منشی جی تمھین خدا کی قسم جو آگے بڑھو سن لو بات سن لو۔ بھئی قسم لو جو اب کوئی ذرا بھی تمکو چھیڑے اب ہم سب کو منع کردین گے کل واقعی بڑی بے لطفی ہو گئی تھی۔

نواب۔ خدا کے لیے لوٹ چلو بس کہنا مانو بھائی۔

آغا۔ ہاتھ جوڑتے ہین بھائی صاحب۔ اب قصور معاف کرو از براے خدا معاف کرو جو کچھ ہوا وہ ہوا مضی ما مضی۔

نواب۔ ہمکو واللہ یہ نہین معلوم تھا کہ تم بھیڑیے سے اسقدر خائف ہو۔ بھئی چھپکلی سے ہم بھی ڈرتے ہین۔

آغا۔ منشی مہاراج بلی بھائی اب پریشان نہ ہو چلو بس۔

نواب۔ بہت خفا ہو گئے ہین بھئی۔

مہاراج۔ اگر زیادہ چھیڑو گے تو پہاڑ سے کود پڑونگا۔

نواب۔ (ٹوپی اُتار کر) معاف کر دیا۔

آغا۔ (ہاتھ جوڑ کر) قسم لو بھائی جو اب کوئی تم سے ہنسے بھی۔

مہاراج۔ کیا پاجیون نے ہمکو اُلو سمجھ لیا ہے۔ ایسے تم سے ہزار کو اُلو کا باپ بنا کر چھوڑ دین۔

راوی۔ اِس فقرے پر یہ دونون بے اختیار ہنس پڑتے مگر سوچے کہ معاملہ بگڑ جائیگا ورنہ یہ حماقت کا فقرہ کہ (اُلو سمجھے ہو تو ہم تم کو اُلو کا باپ سمجھے ہین) واقعی ایسا مہمل فقرہ ہے کہ آدمی تو آدمی گدھون تک کو ہنسی آئے۔

آغا۔ ہم سب اسی قابل ہین۔ گر از خردان خطا و از بزرگان عطا۔ اوہ مطلب میرا یہ تھا کہ ہم تم ہمسن ہین بس جہان دو چار ہم عمر اور کم عمر بیٹھتے ہین وہان دل لگی مذاق ہوتا ہی ہے اسمین برا ماننا فضول ہے مگر ہان ہمسے حماقت ہوئی۔ اب معاف کرو۔

مہاراج۔ سر پھوڑ ڈالتا ہین ایک آدھ کا۔ یہ بھی خبر ہے کہ ہین پھکیت ہون اور بانک بھی جانتا ہون اگر جی چاہے تو لڑ لیجیے۔

اختر۔ نہین جناب لڑنا کیا معنی۔ ہم تو دست بستہ عرض کرتے ہین لڑنے تھوڑا ہی آئے ہین۔

مہاراج۔ بس اب ہم واپس جاتے ہین۔ ہم یہان اس لیے نہین آئے ہین کہ اپنی جان دین ع تو مرو در دہان اژدرہا۔ تو مت جا بیچ منھ اژدرہا کے اژدرہا جمع ہے اژدر کی۔

اگر اور کوئی وقت ہوتا تو نواب صاحب اور آغا محمد اطہر بے اختیار ہنس پڑتے کہ آپ باتین کرتے ہین۔ یا مکتب خانہ مین مولوی صاحب کو آموختہ سناتے ہین۔ ع۔ تو مرو در دہان اژدرہا + کہکر اسکا ترجمہ کیا ضرور تھا مگر اسوقت تو تالیف قلوب سے کام لینا تھا ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور زیر لب تبسم کرکے رہگئے۔

پورے ایک گھنٹے کی قیل وقال کے بعد منشی مہاراج بلی کو یہ لوگ راہ راست پر لائے۔ فرمایا کہ اول تو ابکی ہم کہ سیاف عرصہ جوانمردی ہین بات کرتے ہی جانثار سید کرینگے۔ بس بندے نے ٹھان لی کہ اب زبان سے کام نہ چلیگا لہذا آپ ذرا سمجھ بوجھکے چلیے گا۔ ع۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

کسواسطے کام کرے عاقل کہ پھر آئے پچھتاوا دوسرے ہم اس شرط پر چلتے ہین کہ ہماری ٹوانڈی تب تک سب سے آگے آگے چلے جب تک پہاڑ ملے اور ہموار زمین مین ہم سے آگے پیچھے دو دو نوکین ہون۔ کچھ مضائقہ نہین۔ اور بھٹیرے کا نام رات کو کوئی نہ لے۔ نواب صاحب نے کہا اگر اور کوئی شرط باقی ہو تو وہ بھی کہہ دیجیے۔ ایک ایک حرف کی تعمیل ہوگی۔

فرمایا بس اور کچھ ہمکو نہین کہنا ہے۔

الغرض بڑی جھوڑ کے بعد سے

لائے اس بت کو التجا کرکے	کفر توڑا خدا خدا کرکے

آغا محمد اطہر نے میان اختر کو دوڑایا کہ لپک کے وہان سب سے کہدو کہ یہ وحشی بھاگا جاتا تھا۔ بڑی دقت سے منایا ہے کوئی اسوقت اسکو چھیڑنا نہین ورنہ یہ بھاگ ہی جائیگا۔

دور سے انکو دیکھکر سب ادب کے ساتھ کھڑے رہے کہ ایسا نہو ابکی پھر رسیان توڑا کر بھاگ جائے

مگر آہستہ آہستہ آپسمین یون باتین کرنے لگے۔
نازو۔ ہمین بے اختیار ہنسی آجائے گی۔
قمرن۔ نا باجی جان ایسا غضب بھی نہ کرنا۔
مہری۔ تم ذرا منھ بنا کر روٹھی ہوئی رہنا۔
قمرن۔ ان تدبیر تو اچھی ہے باجی۔
مہری۔ گڑ سے مرے تو زہر کیون دو۔
مسخرہ۔ مجھے تم ذرا دو چار بار کو پٹ دینا نازو جان
اختر۔ مگر یار تم ذرا مسخرہ پن نہ کرنا۔
مسخرہ۔ کیا مجال۔ کہین پھر وحشت کی سلے تو غضب ہی ہو جائے۔

اتنے مین منشی مہراج بلی صاحب رئیس میونسپل کمشنر مع مصاحبین یعنی نواب صاحب و آغا محمد اطہر تشریف لائے تو نازو کو دیکھا کہ ہوٹل کے کمرے مین دروازے کے پاس منھ چھپائے اداس کھڑی ہے اختر نے کان مین کہا سرکار آپکی معشوقہ نے رو رو کے حشامت مچایا۔ چوڑیان ٹھنڈی کر ڈالین۔ چڈا گلیجر و کو برا بھلا کہا۔ بہت سے لے دے کی۔ وہ تو موقوف ہی کیے دیتی تھین مگر ہم نے تو کھمبو کر کے سمجھایا لیکن آپ کے چلے جانے سے سخت ناراض ہین۔ یہ تو سیدھے سادے آدمی۔ بھرے مین آگئے مگر نواب اور آغا دل ہی دلمین ہنسے کہ ان لوگون نے یہان اچھی کارستانی کی اور انکو سمجھانا شروع کیا کہ جا کے نازو کو مناؤ۔ آپ بہت خوش ہو گئے اور نازو کے پاس گئے جا کے قریب کھڑے ہوئے۔ کہا جانی نازو جان کیا تم روٹھ گئین خفا ہو گئین تم تو جانتی ہی ہو کہ ہم کتنے حلیم الطبع آدمی ہین مگر جو کوئی ہماری آنکھون نہین خواہ مخواہ نکالا کرے تو پھر ہم سے نہین رہا جاتا۔

کرتے جو ن کو نہین ہم تو سخن مین سبقت
پردہ کچھ ہم سے یہ سینگا جو کہے گا ہم کو

اب غصے کو تھوک دو تمھین ہمارے لہو کی قسم جو ہم سے نہ بولو ہماری روح پر صدمہ ہوتا ہے۔ نازو منھ بنائے ہوئے چپ چاپ کھڑی رہی آنکی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا بھی نہین۔ اب انھون نے اور بھی قسمین دینا شروع کین مگر وہ روٹھتی ہی گئی آخر کار جب انھون نے نازو کے قدمون پر ٹوپی رکھی تو نازو نے جھلا کر کہا۔ بس بس ہم سے نہ بولو پہاڑ پر ہمکو اسی لیے لائے تھے کہ چھوڑ کے چلدو واہ۔ ایسی طوطا چشمی! ہمکو یہان کس پر چھوڑے جاتے تھے۔ تمھارے بھروسے پر تو ہم نے گھر بار چھوڑا۔ اپنے آدمی کو چھوڑا۔ اما کو چھوڑا اور تم اسوقت ہمکو چھوڑ چھاڑ کے بھاگے جاتے تھے اگر خفا ہو گئے تھے تو ہمارا ہاتھ پکڑا ہوتا کہ چل ہمارے ساتھ۔ ہمارا جی خوش ہو جاتا۔ نہ کہ اپنے آپ تو بھاگے اور ہمکو یہان چھوڑ دیا۔ جیسے کوئی بے وارثی کو چھوڑ دیتا ہے اب ہمکو تمھاری وہ محبت نہین رہی جو پہلے تھی۔ نازو نے بآواز بلند یہ شکایت کی تاکہ سب سن سکین۔

منشی مہراج بلی نے اسکے جواب مین یہ فصیح و بلیغ اسپیچ دی سنو نازو جان اب تم ہماری اور ہم تمھارے۔ ہم اور تم سے

من تو شدم تو من شدی من تو شدم تو من شدی
تا کس نگوید بعد ازان من دیگرم تو دیگری

راوی۔ مصرعہ اولی کتنا فصیح ہے اور تکرار نے کیا لطف دیا ہے۔ مصرعہ ثانی مین بعد ازان اور دیگرم

کے بعد واد عطف یہ گویا شاعر کو حضور نے اصلاح دی
خیر۔ فرمایا کہ ہمکو تمھارا ویسا ہی عشق ہے جیسا
باپ بیٹی مین ہوتا ہے۔ اس سے بڑھکر عشق کوئی اور
ہو تو بتاؤ۔ تم میری راحت جان ناتوان قوت بازوے
برادران ہو۔ نور چشم ہو۔ فزوں کنندہ حشم ہو۔ تمھین
ہماری کل کائنات ہو معشوق ہو بدر ہو ہلال ہو
رفیع الدرجات ہو۔
مگر عاشق و معشوق مین تو اب تک کوئی رنجش
باہمی یا عداوت قلبی نہین ہوئی ہے اگر فساد کا دروازہ
کھلا بھی تو باہم اغیار کے نہ کہ مابین یار کے ۔

رعنا قدا و بجامہ زیبے	گلدستہ بدست دلفریبے
گیسوش بدان جگر سیاہی	پیچیدہ ہزار فتنہ در پیے
چشمش کہ جہان خراب کردہ	در چشم غزالہ خواب کردہ
شاہنشہ غمزہ فوج در فوج	طوفان کرشمہ موج در موج

یہ تمھاری شان مین صادق آتا ہے۔ ہم میان بیوی
آپس مین کیون لڑین۔ ہم تو ایک جان و دو قالب
ہین اب ہمارا ہی مردہ دیکھے جو منھ نہ دھوڈالے۔
اب ہم نہ بھاگین گے مگر تم ہماری ہی سی کہتی جانا
نازو کو سمجھا بجھا کر باہر آئے اور سب تیار ہو کر چلے
مہراج بلی کی ڈانڈی سب کے آگے آگے تھی۔

دوسری منزل

نواب۔ یار اسوقت تو نشان کے ہاتھی کی پھبتی
ہوتی ہے۔
مہراج۔ اچھی کہی۔ یہ پھبتی خوب ہوئی واللہ۔
آغا۔ آدمی قدردان ہین۔
مہراج۔ بھائی صاحب یہ تو آپ نے ٹھیک
کہا۔ چاہیے ہمین یہ پھبتی ہو ہم تعریف کرین گے
مگر ہان عمدہ پھبتی ہو۔
مسخرہ۔ بھلا ہم بھی کچھ کہین حضور۔
مہراج۔ (آنکھین نیلی پیلی کرکے) تو پھر بولا بے
مسخرے۔
مسخرہ۔ چاہے حلال کر ڈالو۔ یہ زبان نہ رُکیگی۔
مہراج۔ یہی زبان تو جوتے کھلواتی ہے۔
مسخرہ۔ پھر چاہے جو ہو۔ سچ کہیے کہ شیطان کے
ماہی مراتب کی کتنی ہوتی ہے۔
مہراج۔ (مسکراکر) بھئی اچھی کہی۔
نواب۔ واقعی خوب کہی۔ قدردانی شرط ہے۔
مہراج۔ ہم اسوقت فوج کے جنرل معلوم ہوتے ہین
مسخرہ۔ حضور کی فوج کی قواعد تو ہولی کے دن
ہوتی تھی آگے۔
مہراج۔ یہ بے تکی کہی (سمجھے خاک نہین)۔
آغا۔ (ہان مین ہان ملانیکو) واہیات۔
جبلو۔ یہ بالکل بے تکی ہوئی۔
نواب۔ جی ہان۔ ایسی پھبتی کا منھ کالا۔
مہراج۔ یہ خوب ہوئی۔
آغا۔ واقعی خوب ہوئی۔
مہراج۔ بیجا تو مین نے نہین تعریف کی حضور
نواب۔ تسلیم۔ قدردان ہو واللہ۔
مہراج۔ صحبت کن لوگونکی رہی ہے بھائی صاحب
مسخرہ۔ جی ہان۔ کیون نہین آپ آپ ہی ہین
مہراج۔ یہ لونڈہائی پھبتی ہے۔
نواب۔ بیٹا چلو مسخرے کو جب بے تکی کہے سے
مسخرہ۔ حضور آپ لوگون نے تو انکو اب دیکھا ہے
ہم نے شاہی کے زمانہ مین انکو دیکھا ہے جب یہ کیسے

رسالے کے افسر تھے۔ تلوار کتنی زیب دیتی تھی۔
مہاراج۔ (بہت خوش ہوکر) یاد ہی یاد ہی ہمکو یہ ابتک نہین معلوم تھا کہ تم ہمارے اوس زمانے کے دیکھنے والون مین ہو سچ کہنا گھوڑے پر کیسا سوار ہوتا تھا۔
مسخرہ۔ بس یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا زمین کسی نے لوہے کی میخ ٹھونک دی ہی۔
نواب۔ جیسے گھوڑے پر شیر ببر بیٹھا ہی۔
مسخرہ۔ گھوڑا نظر تھوڑا ہی آتا تھا۔ گھوڑا تو انکے تن و توش سے چھپ جاتا تھا۔ جیسے خاصہ اچھا ہنڈیلا سور گھوڑے کو چھاپ بیٹھے۔
مہاراج۔ (بے سمجھے) وہ زمانہ ہی اور تھا۔
مسخرہ۔ اور حضور کو شکار کا بھی تو شوق تھا۔
مہاراج۔ سپہ گری کا وہ کون شوق ہی جو ہمکو نہ تھا مگر اب وہ وقت کہان ہی یار۔
مسخرہ۔ میر شکار سرکاری خطاب ملا تھا اس پر آغا محمد اطہر اور اختر اور نواب صاحب کو بے اختیار ہنسی آئی مگر منشی مہاراج بلی اس اصطلاح کو خاک نہ سمجھے۔ فرمایا کہ ہنستے کیا ہو۔ یہین ہنسی کی کون بات ہی۔ ہم بڑے مشہور شکاری تھے نشانہ لگاتے تھے جتنے گل چلے تھے سب ہمارے تابع۔ نام سُننے سے کان پکڑتے تھے۔
نواب۔ تو منشی مہاراج بلی کے یہ جوہر تو آج کھلے چھپے رستم نکلے واللہ۔ اور ہمسے اسکا کبھی ذکر ہی نہ کیا کیون اُستاد یہ انکسار۔
مہاراج۔ بندے کے مزاج مین تعلی نہین ہی۔
جملو۔ جتنے باکمال ہین سب ایسے ہی ہوتے ہین۔
مہاراج۔ مین کس قابل ہون حضور۔ ایک بندہ ناچیز جاہل اجڈ آدمی۔ سب سے بدتر۔ بیوقوف۔
مسخرہ۔ یہی کمال ہی۔ اس کمال پر یہ عاجزی خدا کو بہت پسند ہی ہم تو سمجھے صاحب آپ کے اوس زمانے کے دیکھنے والون مین ہین۔
مہاراج۔ ارے یار تبھی تم اسقدر گستاخ ہو۔
مسخرہ۔ مگر تم تو بھولے ہوے ہو۔
مہاراج۔ بھئی صاف یون ہی کہ ہمکو تو ایک زمانہ جانتا ہی اب ہم کس کس کو پہچان سکین۔
مسخرہ۔ وہی مہاراج بلی تو ہو جنکی ڈیوڑھی پر اچھے اچھے چکلہ دارون کی اطلاع نہین ہوتی تھی۔
مہاراج۔ (اکڑ کر) ہم دیکھتے ہین تم ہمارے رگ و ریشے سے واقف ہو یاد ہی جب گردھارا سنگھ چکلہ دار تین دن دوڑے تب کہین ہمسے ملاقات ہوئی۔
مسخرہ۔ تم ایک گردھارا سنگھ کو لیے پھرتے ہو اور یہان ویسے بہتیرے یاد ہین۔ طوطی بولتا تھا۔
مہاراج۔ اب بھی کچھ بُرے نہین ہین۔ اب بھی خدا کے فضل سے میونسپل کے کمشنر ہین اور نیکنام بھی اب تو دشوار گزار راستہ آیا واللہ۔ اب ذرا ذرا خوف معلوم ہوتا ہی۔ اُتر پڑو۔ پیدل چلو۔
نواب۔ ہم سب تو آپ کے ہمراہ رکاب اور تابع فرمان ہین اگر آپ اُتر پڑین تو ہم بھی اُتر پڑین اور اگر آپ لکھنؤ واپس چلین تو بھی ہم تیار ہین۔
آغا۔ واقعی چڑھائی سخت ہی ذرا۔ مگر پہاڑون کا سلسلہ کیا لطف دیتا ہی۔ جدھر دیکھو آسمان یا پہاڑ جی خوش ہوتا ہی۔ اور ہرے ہرے درخت اور بھی لطف دیتے ہین۔ مگر کیون صاحب جن پہاڑون پر سبزہ نہین ہوتا وہ کیسے بھیانک معلوم ہوتے ہونگے

کہ الامان - اور اسی طرح برف کے پہاڑ اور بھی بھلے
معلوم ہوتے ہونگے - جی تو انسان کا یہان نہ گھبرائے
ہم تو اگر اکیلے بھی ہون تو دل بہلا رہے -

مہراج - یار نواب - بھئی یہان کسکا پردہ ہے - یہان
ہے کون ان دونون بیچاریون کی ڈانڈیون سے یہ
پردہ اور گھٹا ٹوپ تو اُٹھا دو - ان کو یہان بھی
ذرا آزادی نہ ملی تو پہاڑ دکھانے لائے ہی کیون
ہماری تو رائے ہے کہ پردہ اُٹھا دو - کہ می بیندان
جنگلیون سے کیا پردہ ہے - اور جب ہمسا شیر بچہ
ساتھ ہے تو مجال کیا کہ کوئی آنکھ اُٹھا کے دیکھ سکے
صورت دیکھے آنکھین نیچی کر لے - دل لگی ہے - آغا
تمھاری کیا رائے ہے -

آغا - بھائی صاحب رائے آپکی اور نواب صاحب
کی مقدم ہے جب ہم پہاڑ ن سے نکاح کرینگے تو
سمجھا جائیگا - تم جانو نواب جانین -

چلتے چلتے ایک مقام پر نواب صاحب نے ذرا
دیر کے لیے پڑاؤ بول دیا - یہ ایک عجب دلچسپ
مقام ہے - جوف کوہ مین ایک ندی بہتی ہے - اور
چارون جانب سبزہ اور انگریزون کے پانچ سات
بنگلے - یہان پر نازو اور قمرن کی ڈانڈیون کا پردہ
بھی اُٹھا دیا گیا - یہ تماشاے دلفریب دیکھکر عش
عش کرنے لگین یہان سے جانے کو د[illegible] نہین
چاہتا تھا - ندی سے اور بھی لطف آ[illegible] تھا قدرت
خدا کی یہ کیفیت مشاہدہ کرکے چلے تو تھوڑی دور
پر ذرا میدان ہموار ملا - یہان نوابصاحب اور
آغا صاحب اور میان اختر اور حلوا اُتر پڑے مگر
منشی مہراج بلی نے نازو اور قمرن کا ساتھ دیا -

اور باتین کرتے ہوئے ڈانڈیون پر سوار ہوا کھاتے
جاتے تھے - مسخر الدولہ بھی انکے مصاحب خاص
بنے ہوئے ڈانڈی پر سوار تھے -

جب بیر بھٹی کے ڈاک بنگلے مین پہونچے تو ٹھان
لی کہ شب کو یہین رہینگے - اس ڈاک بنگلے مین شراب
کی الماریان بہت سی نظر آئین اور ہر شے صفائی اور
قرینے کے ساتھ تھی -

آئی فصلِ بہار ساقی | اب قہر ہے انتظار ساقی
ہے وقت وداعِ ہوش ساقی | ہے موسمِ ناؤ نوش ساقی
ہر تختۂ گل مہک رہا ہے | ہر مرغِ چمن چہک رہا ہے
ہر گل کا ہے رنگ آفتابی | ہر غنچہ ہے صورتِ گلابی
ہر ساغرِ گل ہے سرکشادہ | شبنم کا بھرا ہوا ہے بادہ

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قمرن کی مادر پیر نے اپنی
دونون یاقوت رخسار چھوکریون کو ایک روز
سکھایا تھا کہ نواب کو راہ پر لاؤ اور شراب پلاؤ تو
دونون ہاتھون سے لوٹ لو - قمرن تب تک
اس نشے سے ناواقف تھی اور نواب صاحب کی
صحبت مین بھی اسکا چرچا تھا بھولے پن کے ساتھ
کہا امی جان کیا ہم مسلمان لوگ بھی کالا پانی پیتے
ہین - چرس کے دم لگاتے تو مسلمانون کو دیکھا ہے
مگر کالا پانی پیتے نہین سنا - زن پیر کے فقرے ہیں
خوب یاد ہین بابا تماشبینی مین یہ مردوے [illegible]
پاپڑ بیلتے ہین - آدمی تنکے چننے لگتا ہے [illegible] معشوقہ
کی کیا حقیقت ہے - نازو اور قمرن [illegible] درد و غم کا
بڑھائی کہ نواب کے گلے مین [illegible]
ہمارا خون پیے جو یہ نہ پیے [illegible] ی چیز - اور پھر انکا اظہار
قمرن کو تیار کیا کہ نواب [illegible] بار پچے مہراج بلی بر

صلاح دی کہ مہاراج جی کو زنگنا اس ضعیفہ کو کیسو کے سجھانسنے اور بلٹانے کی صدہا ترکیبین یاد تھین نازو نے کہا تھا کہ امی جان ابھی نیا نیا سابقہ ہے۔ انکا ایکی فرمایش کر بیٹھنا ٹھیک نہین سے شاید خفا ہو جائین مگر وہ تو خوب سمجھی تھی کہ یہ دونون یاقوت رخسار چھوکریان ایسی حسینہ اور سیہ چشم ہن کہ جو کہین گی وہی ہوگا۔ انکی بات ہرگز ہرگز نہ ٹلیگی چاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے خوب جانتی تھی کہ جب یہ پری پیکر نوعمر خوبصورت بھولے پن کے ساتھ کہین گی کہ ہماری خاطر سے تھوڑی سی پی لو نہ کبھی پیتے ہونگے تو پی لینگے۔

نازو نے جو اس ڈاک بنگلے مین بوتلین اس قرینے سے چُنی ہوئی دیکھین تو جی بھر بھرایا۔ قمرن سے کہا کہ نواب سے کہکے آج تو تھوڑی سی پلواؤ کئی دن ہو گئے اب بہت جی للچاتا ہے قمرن تو خود بادہ گلگون کی شائق تھی راضی ہو گئی اور نوابصاحب کو بلا کر یون گفتگو کی۔

قمرن۔ میرے اچھے نواب۔ ایک بات کہون جو مانو۔

نواب۔ (بوسہ لیکر) تم کوئی بات کہو اور ہم نہ مانین یہ ہو سکتا ہے بھلا۔ بے تکلف کہو جان من۔

قمرن۔ آج ہمارا بہت جی چاہتا ہے کہ (بوتلون کی طرف اشارہ کرکے) بس سمجھ جاؤ تھوڑی ہی تھوڑی

نواب۔ کیون اُستاد، حاضر ہے۔ سچ کہون میرا خود جی چاہتا

مہاراج۔ بندے۔ ہم یہی گفتگو کرتے تھے کہ تم نے

چملو۔ جیتنے باکمال،،

مہاراج۔ مین کس قابل ہی ادھر آئیے۔

آغا۔ حاضر ہوا۔ آج تو قمرن ہمارا جی چاہتا ہے کہ تمکو پلائین بولو کیا پیوگی۔

قمرن۔ نازو سے پوچھ لین۔ کیون باجی جان۔

نازو۔ اے نہین پردیس کا واسطہ ہے بہن۔

راوی۔ من بھاوے مُڑ یا ہلاوے۔

آغا صاحب تو خود ہی چاہتے تھے کہ ذرا گرما جائین کیونکہ ہوا سے سرد اور کسی قدر بدلی تھی اسی بہانے قمرن کی دعوت کردی۔ شری اور شامپین اور کلارٹ اور ہوسکی اور برانڈی کی بوتلین میز پر چنوا دین۔

نواب۔ شری اور شامپین تو نازو اور قمرن کے لیے ہے کلارک گرمی کے دنون مین پی جاتی ہے یہ آغا لیجاؤ ہوسکی ہم لوگ پئین گے برانڈی کوئی نہ پئے گا۔

نازو۔ کوئی شے اسکے ساتھ پینے کو تو لاؤ۔

قمرن۔ ارے! ابھی سے ہوش جاتے رہے۔ بدرقہ کہو۔

نازو۔ (جھیپ کر) ہان وہی۔

نواب۔ بدرقہ کے لیے کباب پہلے ہی سے حاضر ہین۔ کھانا پکنے مین ابھی عرصہ ہے۔

آغا۔ میان جملو ادھر آؤ اور اختر کو بھی بلاؤ اور مسخرہ کہان ہے اُسکو بھی آواز دو۔ سنو صاحب اسوقت پارسائی کی کوئی لیگا تو پکڑا ہو جائیگی۔

مہاراج۔ کیون بچہ ہمکو بھول ہی گئے۔

آغا۔ تمتو لنگوٹیے یار ہو اُستاد۔ آؤ لے جلد آؤ۔

مہاراج۔ لاؤ پہلے تو نازو اور قمرن کو پلائین۔

نازو۔ اور ہم تمکو پلائین۔

مسخرہ - کیا خوب شیر خورہ مقرر کیا ہی -

نواب - بھئی نازو سے اور تم سے مذاق ہوتا جائے

مہراج - ابھی نہین - ذرا پی لین -

اِس فقرے پر بڑا قہقہہ پڑا - اور مہراج جی خفیف ہوئے - نازو نے آہستہ سے مُنھ پر ہاتھ مارا کہا تجھے اپنی زبان ہی سے لہنا نہین ہی - اسکو ہم کیا کرین -

اس تمہید کے بعد شامپین کی بوتل کھلی اور ایک ایک گلاس نازو اور قمرن نے پیا تو سرخوش ہوگئین - نواب صاحب نے آغا اور آغا صاحب نے مہراج جی کو ہوئسکی دی اور جلو اور اختر نے بھی پی - اور تعریف کرنی شروع کی کہ واہ کیا عمدہ شراب ہی ایک نے کہا ڈکار کتنی اچھی آتی ہی - دوسرا بولا تیز کسقدر ہی تیسرے نے کہا پھر ہی بھی تو خاص لندن کی - اسپر آغا اور نواب صاحب کو ہنسی آئی -

نا تجربہ کار آدمی ہر قسم کی شراب ولایتی کو لندن ہی کی کھنچی ہوئی سمجھتے ہین - چاہے کوئی شراب ہو انکے نزدیک ولایت کی کل شرابین لندن ہی مین کھنچی جاتی ہین اسمین چاہے موزیل ہو چاہے اولڈ ھام - یعنی تال بیر بھٹی کی شراب کو بھی وہ لندن ہی کی شراب سمجھتے ہین - شاہجہانپور رم کو تو البتہ جانتے ہین کہ لندن کی نہین ہی لیکن اگر جمیکا رم بھی پلائی جائے تو وہ شاہجہانپور ہی کی سمجھینگے - رم انکے نزدیک شاہجہانپور ہی مین کھنچتی ہی مگر نوابصاحب تو خوب واقف ہوگئے تھے اور کیون نہ واقف ہوتے ہزارہا روپے کی

پی چکے تھے مگر بعض بعض مصاحب ابھی گھامڑ بنے ہوئے تھے مہراج جی کا قاعدہ تھا کہ پی کے شعر خوانی کی طرف بہت مائل ہو جاتے تھے اپنے اشعار پڑھنے شروع کیے -

کیف شراب مین ہو مزہ فکر شعر کا | رکھتا پیا دے سی ہو ارادہ سوا ردو
پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجو | آتش صبوحی کرتی ہی شب کا خمار دور

نواب - بھئی خدا لگتی تو تم بھی کچھ کہو - بہت دن کے بعد آج فرمائش کی ہی -

مسخرہ - حضور قربان جاؤن اپنے اُستاد کے طبیعت حاضر ہی برجستہ عرض کرونگا -

آغا - مگر یہی بحر اور ردیف و قافیہ ہو حضرت -

مسخرہ - یہی بحر یہی ردیف یہی قافیہ خدا وند سنیے گا

نازو نے دھب لگا کے کہا دور ہو موے

مین اور تجھکو پیار کرون نابکار دور
وعدہ کیا ہی موسم گل مین ملین گے ہم
یارب مین کیا کرون کہ ہی فصل بہار دور
نازو کو رات دن ہی غم ہجر دوستدار
اس درد دل کو کیجیو پروردگار دور

مہراج - بھئی یہ شعر مہمل ہوا ہی -

نواب - مہمل کیا خاک ہوا ہی - بد دعا دی ہی - کہنے لگے شعر مہمل ہوا ہی - غم ہجر دوستدار -

مہراج - پھر پروردگار سے دعا بھی تو مانگی ہی -

مسخرہ - اور اس حسن کو ایک نے نہ دیکھا کہ معشوق کیطرف سے اظہار غم ہجر ہی معشوق کہین درد و غم کا اظہار کرتے ہین -

اول تو انھین ہجر کا غم یعنی چہ - اور پھر انکا اظہار یعنی نازو ہمارے پرانے یار ہے مہراج جی پر

عاشق ہو گئیں۔
مہراج۔ ہم نے تو چھوٹتے ہی کہدیا تھا کہ یہ شعر بیمثل ہوا ہے یہ لوگ کیا سمجھیں۔

زشعر دلکش حافظ کسے شود آگاہ
کہ لطف طبع و سخن گفتن دری داند

ع۔ نہ ہرکہ سر بتراشد قلندری داندست۔
نواب۔ صاحب اور آغا بدانہ کانپ نہ ٹھنڈا بیچارہ کیا جانیں۔
مسخرہ۔ اسوقت تو طبیعت آپکی چرب ہے۔
نواب۔ حلق سے اُتری ہوا۔
آغا۔ ایک ہوئی قبلہ۔
مہراج۔ ابے ابھی سیکڑون ہی ہونگی۔
مسخرہ۔ مہراج بلی ہین کہ کوئی اور۔
مہراج۔ تم واللہ ہمین خوب پہچان گئے۔
نواب۔ بڑے کی بات بڑے پہچانا۔
مسخرہ۔ بھئی اس جنگلی کے لیے یہ پھبتی خوب ہوئی

بن کے راؤ بکٹ کے رانا	بڑے کی بات بڑے پہچانا

نواب۔ معلوم شد بافندگی۔
مہراج۔ ہم نہین سمجھے۔ یہ تابڑ توڑ کس پر ہوتین۔
آغا۔ سب حضور ہی پر ہوتین۔ مگر سمجھنا دل لگی نہین ہے کہ کاتا اور لے دوڑے۔ جی ابھی کچھ دن سیکھیے اور مٹھائی رکھیے استادون کی صحبت مین بیٹھیے جوتے سیدھے کیجیے تب کہین جا کے یہ باتین معلوم ہون گی۔
مہراج۔ (مسخرے کے کان مین) اسکو چڑھ گئی ہے ورنہ مجھسے محقق فارسی پر اپنے کو ترجیح دیتا۔
مسخرہ۔ صحیح ہے۔ مین پہلے ہی سمجھ گیا تھا جی۔

مہراج۔ تم نہ سمجھو گے تو کون سمجھے گا۔
نازو۔ یہ کباب تو کھا۔ بکری کے گوشت کے ہین بڑی احتیاط سے پکے ہین۔
مہراج۔ بس بس الگ رہیے۔ یہ نہوے گا۔
آغا۔ واہی ہو۔ یہان کون دیکھتا ہے۔ اور یہ پانی اور سوڈا برف اور ہوسکی کس برہمن کے ہاتھ کی بنی اور کھینچی ہوئی ہے۔
مہراج۔ یہ ادرتے ہے۔ یہ تو جائز کر دی ہے ہمنے۔
نواب۔ یار یہ تو پاگل بنا ہے۔ شراب مین گوشت نہین پڑتا وہ جائز ہے اور کباب ناجائز۔ پاگل کہین کا۔
نازو۔ گڑ کھائے گلگلون کا پرہیز۔
قمرن۔ یہ کلیجہ کاٹ دیگی۔ خالی خالی پینی ٹھیک نہین ہے۔
مہراج۔ ہر چہ بادا باد۔ تم لوگون کو اس سے کیا مطلب بھئی نواب یہ زبردستی اچھی نہین۔
نواب۔ اچھا بھئی جانے دو ورنہ چھیڑو۔ رو دیگا۔
مسخرہ۔ رونے دھونے کی سند نہین ہے بھائی جان اس کا ذکر مت برتن چھواؤ۔
اختر۔ سو کا ذرسے کو چھوئے نہ یہ منیر + گڑ کھائے گلگلون سے پرہیز۔
نواب۔ کیا خوب کیا فی البدیہ شعر موزون کیا ہے۔
آغا۔ صاد ہے واللہ۔ مثل کتنی صاف کھپائی ہے۔
نواب۔ بھئی مہراج بلی تم تو کم پیتے ہو یار۔ آج اس سرد ملک مین بادہ نوشی کی گھوڑ دوڑ ہے اور تم لدو کی چال چلتے ہو۔
مسخرہ۔ جی اور کیا شہ گام جائیے شہ گام سے

ٹٹو سی اپنی کر دو ذرا تیز	مہراج بلی کی دُم مین مہمیز

نواب۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) بھئی کیا خوب کہا ہی واہ چدا انگخیر (واہ۔ واللہ قلم توڑ دیے اور بحر اور ردیف بھی وہی ہی۔ ع۔ گڑ کھائے گلگلون سے پرہیز اور۔ ع مہراج بلی کی دم مین مہنیر۔

شب کا ایک حصہ اس ہو حق مین صرف کر کے آرام کیا صبح اُٹھے تو کہسار کا سمان دیکھکر عش عش کرنے لگے۔ یہ سمان نہین دیکھنا کہان نصیب ہوا تھا۔ کرورون روپیے صرف کرنے سے بھی تو نہین نصیب ہوتا وہ قدرتی سمان تھا سطح زمین کے ملکون مین کہان کوئی دیکھ سکتا ہی یہان سے روانہ ہوے تو اثنائے راہ مین اور بھی لطف فرید پایا۔

کہسار رشک بہار اور آبشار طرب بار

یون تو سفر نینی تال مین ہر مقام عشرت منزل اور طرب کا شانہ تھا۔ مگر بر بجتی سے جو نواب صاحب کی سواری مثل باد بہاری چلی تو تھوڑی دور پر ایک ایسا دلکش سمان دیکھا کہ روح بلا مبالغہ وجد کرنے لگی۔ اس دلاویز دلربا سمان نے روح کے ساتھ وہ کیا جو چاندنی چکور اور گھٹا مور کے ساتھ کرتی ہی۔ مشہور ہی کہ ایک زمانے مین ہندوستان مین ہنس موتی چگتے تھے لیکن ہمین ذرا بھی شک نہین کہ یہ وہ کوہی مقام ہی جہان پہاڑ موتی اُگلتے ہین۔ اگر اس پہاڑ کی شان مین ابوالفیض فیضی فیاضی کے یہ اشعار لکھین تو ہمی زیبد۔

عہد تو بعشرت دلا ویز	دوران تو زحسن عشق لبریز
رنگین جہیست روزگارت	گلہاست شگفتہ در بہارت

ایک ایک پھول نور کا بکا تھا۔ سبزے کا وہ رنگ و کہ زمرد دیکھ پائے تو ہیرا کھائے اور پھر آبشار صفا بار کا جلوہ نظر آیا تو گویا خدا کی قدرت کو مجسم روبرو پایا پہاڑی ندیون کا پانی بڑی دور سے پہاڑون سے ٹکراتا ہوا اس مقام پر کئی جگہ زور سے ٹکر کھا کر آواز بلند گرتا تھا اور پہاڑ اسقدر اونچے اور رفیع تھے کہ اگر چوٹی پر نظر ڈالتے تو ٹوپی اڑی پڑ آرہتی۔ اس بلندی اور رفعت سے نرمل پانی کا اِدھر اُدھر ٹکرا کر گرنا عجب کیفیت بخشتا تھا۔ پانی کیا آب حیات ہی بلکہ آب حیات بھی اسکے مقابلہ مین گرد اور رات ہی ان کالے کالے پہاڑون مین روح نے دم پایا۔ ع۔

آنچہ در ظلمت سکندر آرزو کرد و نیافت

در نہین اگر صفائی کا دعوی کرے تو بے آبرو ہو جائے زاہد صفائی کے دل کی طرح صاف ہی جس سلسبیل و کوثر پر روضہ رضوان کو ناز ہی اس سے کہین شفاف ہی۔ معلوم ہوتا تھا کہ صبح عید کے گھر مین حور و غلمان نے اپنے گورے گورے ہاتھون سے لوٹے لا لا سرمہ سا کر کے اس پانی مین ملائے ہین۔ نور دیدہ حور بھی گرد ہی آفتاب کی ضو بھی آب و تاب مین خجل ہی۔ چاندنی چاہے کیسی ہی نخفاف ہو اسکے سامنے میلی ہی معلوم ہوگی

وہ دونون پری تمثال یاقوت لب یعنی نازو اور قمرن بھی بیخود ہو کر اُتر پڑین۔ یہ بہار دیکھکر انکی وہی کیفیت ہوئی جو کالی گھری بدلی دیکھے سے مورنیلے کی کیفیت ہوتی ہی۔ اول تو پہاڑون کے دیکھنے کا تمام عمر مین اسی مرتبہ اتفاق ہوا تھا دوسرے یہ تمثیل سمان پہاڑ پر بھی شاذونادر ہی نظر آتا تھا۔

میان جلو نے لہرا لہرا کر بے اختیار گانا شروع کیا۔

لے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آج گل چلنے کو ہے باد بہاری تیار

اتنے مین آغا محمد اطہر صاحب نے میان محسن سے سانٹھ گانٹھ کر کے ایک جام ہوسکی ہاتھ مین لیکر سب کے روبرو آنکر کہا ؏

افطاری جام مے سحری ساغر شراب
مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

نازو نے ہنسکر کہا بس میرے دل کی بات کی۔ بھلا ایسے مقام پر اور شراب ندارد۔ مہراج بلی نے اس نازنین مشتری خصال کی ادائے شیرین دیکھکر کہا

سرمہ اندھیر تھا قہر قیامت مستی
فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال
بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار

نواب صاحب نے ایما اور بی قمرن جان کی اجازت سے تھوڑی سب نے پی اور پی کر جب سرور گٹھے تو کہسار پر بہار کی اس روح پرور سمان نے اور بھی زیادہ فرحت بخشی۔
چھٹن۔ عجب مقام دلکش ہے معشوقون کی سی لگاوٹ ہے واللہ۔ دُلھن ہے دُلھن۔

ہر سمت ہوائے روح افزا
دم جسکا بھرے دم مسیحا
جنبش وہ دست ہائے تصویر
تن پرور و جانفزائے تصویر
تکلیف کن سیاہ مستی
مفتی طلاق مے پرستی
بربادہ وہ نشان توبہ
رخنہ گر خانمان توبہ
زاہد کی ہو وہ ہوا ہو قسمت
کاہیکو ہے ہوائے جنت
اور اسپہ وہ فور ابر باران
ہنگامۂ عید بادہ خواران
ابر و گل و سبزہ طرب ریز
افلاک و زمین سرور انگیز
رخسار زمین سبزہ ہر سو
ریحان خط عذار گلرو
از بسکہ ہے سبزہ جلوہ آرا
ہے خاک طلسم چرخ خضرا

یون سبزہ گیاہ جانفزا ہے
گویا خط یار دلربا ہے
خودرو گل کوہ کیسے کیسے
شاید کہ بہشت مین ہون ایسے
ہر رنگ کے گل جو ہین نمودار
صحرا کی زمین ہے صحن گلزار
ہے سرخ تو رشک لالہ و گل
ہمرنگ ہے رشک خون بلبل
ہے کوئی اگر سیاہی مائل
سویدۂ اہل حسن کا تل
ہے زرد تو نور چشم گلزار
یا جلوہ حسن عاشق زار
اور ہے جو سپید تو وہ دلخواہ
جیسے شب ہجر کی سحرگاہ
ان پھولون سے ہے زمین جو رنگین
ہے کوہ نگارخانۂ چین
ترسا کے ہے بید نگون سر
فوارۂ آب حوض کوثر
گر کوہ نہین ہے غیرت باغ
ہے لالے کے دلمین کسلیے داغ
سنبل کو یہ پیچ و تاب کیون ہے
احوال چمن خراب کیون ہے
اسوقت عجب اک سمان تھا
ان سب پہ سپہر مہربان تھا

قافلے کا قافلہ اس بہار روح پرور پر لوٹ ہوگیا اور حکم ہوا کہ یہان ذرا ٹھہر جائینگے۔ شاید گلفام دلبر بے پروا خرام معشوقۂ نسرین بدن بی قمرن جو ہوادار زرنگار سے جلوہ فگن ہوئین تو قدرت کی بہار پر عش عش کرنے لگین چارون سمت سلسلۂ کوہ فلک شکوہ اور جوف کوہ مین ایک چھوٹی سی ندی کا چکر کھاتے ہوئے جانا۔ نرمل پانی کی تہ سے سنگریزون کا صاف نظر آنا۔ ہر طرف سبزۂ بیگانہ و خودرو کا لہرانا روح کے ساتھ وہ کرتا تھا۔ جو شب ماہ تدرو مست خرام اور ابر بہار طاؤس مرصع دُم کے ساتھ کرتا ہے۔ خصوصاً جب کوہ فلک تمکین کی آبشار کے صاف و شفاف پانی پر نظر پڑی تو روح کو واقعی بالیدگی ہونے لگی کئی میل سے پانی پہاڑون سے ٹکر کھاتا اور چکر کھاتا ہوا اس زور سے گرتا تھا کہ کان پڑی آواز نہین

سُنائی دیتی تھی اور ایسا صاف وشفاف اور بگلے کے پر سے کہین زیادہ سفید پانی تو اس چھوٹے سے قافلے مین کسی نے کبھی بیشتر نہین دیکھا تھا معلوم ہوتا تھا کہ حوران جنت اور راجہ اندر کے اکھاڑے کی پریون نے اپنے پیارے پیارے ہاتھون سے آب گوہر گران بہا کو جوے شیر مین غوطے دیکر حل کیا ہی اور ہماچل پربت کی اُن ندیون کے پانی مین ملا دیا ہی جنکی قرب وجوار کے پہاڑونکی کھوہون مین اہل ہنود کی روایات مذہبی کے مطابق رشی اور منی اور خدا شناس فقرا یاد الٰہی مین مصروف ہین - اور وہی پانی ٹکر کھاتا ہوا یہان گرتا ہی اس آبشار کا پانی طوفان کیطرح اُمڈا آتا ہی - سنگ مرمر کی ایک گائے بنی ہوئی ہی گومکھ یعنی اس گائے کے منھ سے پانی گر کر ایک خوشنما حوض مین جمع ہوتا ہی اور فیض عام پہونچاتا ہی - بخار کے لیے یہ پانی اگر کنائین کی خاصیت رکھتا ہی تو صفرا شکنی مین آب زلال آلوے بخارا کا کام کرتا ہے ایک گھونٹ پانی پی لیجئے سفر کی تھکاوٹ دور ہو جاے الغرض پانی کیا زندگانی ہی - حضرت خضر اگر اسکندر اعظم کو گمراہ نہ کرتے تو وہ اسی آبشار کا آب حیات پیتا - منکر و مشرک اور ملحد و مرتد تک تھوڑی دیر کیلئے تو صانع بیچون کی قدرت بالغہ کے ضرور قائل ہو جاتے - اور بے اختیار یہ اشعار زبان پر آتے -

فضل خدا اے را کہ تواند شمار کرد
تا کیست آنکہ شکر یکے از ہزار کرد

آن صانعی لطیف کہ بر فرش کائنات
چندان ہزار صورت الوان نگار کرد
ترکیب آسمان وطلوع ستارگان
از بہر عبرت نظر ہوشیار کرد
بر آفرید بحر و درختان و آدمی
خورشید و ماہ و انجم و لیل و نہار کرد
الوان نعمتے کہ نشاید سپاس گفت
اسباب راحتے کہ نداند شمار کرد
آثار رحمتے کہ جہان سر بسر گرفت
احمال منتے کہ جہان زیر بار کرد
مسمار کوہسار بہ قطع زمین بدوخت
تا فرش خاک بر سر آب استوار کرد
اجزاے خاک مردہ بہ تشریف آفتاب
بستان و میوہ و چمن و لالہ زار کرد
ابر آب داد بیخ درختان مردہ را
شاخ برہنہ پیرہنش نو بہار کرد
چندین ہزار منظر زیبا بیافرید
تا کیست کو نظر ز سر اعتبار کرد
توحید گوے او نہ نبی آدم اند وبس
ہر بلبلے کہ زمزمہ بر شاخسار کرد
اے قطرۂ منی سر بیچارگی بنہ
کابلیس را غرور منی خاکسار کرد

پہلے تو نواب صاحب اور اُنکے احباب و رفقا کا قصد تھا کہ بیر بھٹی سے سیدھے نینی تال جائین درمیان مین کہین نہ ٹھہرین مگر اس آبشار نے ایسا لبھایا کہ دیر تک ٹھہرے رہے -
نواب سقرن سچ کہنا کیا فرحناک مقام ہی -

ق - نواب یہین ایک کوئی محلسرا بنا کے رہا کرو۔
نواب - ہی تو ایسی ہی دلربا جگہ۔ کیون نازو جان
نازو - میرا تو جی چاہتا ہی کہ مین اس پانی کے
صدقے ہون۔
ق - پانی کا ہیکو ہی زندگی ہی۔ جی خوش ہو گیا۔
نواب - ہماری بڑی خوش نصیبی تھی کہ ہم نے
اس پہاڑ کو دیکھا۔
نازو - اللہ جانتا ہی سچ کہتے ہو۔ جدھر دیکھو
گل لالہ۔
ق - کیا کہون دگانا جان کو نہ ساتھ لیتی آئی۔
مغلانی - اے حضور یہ حال کسی کو کیا معلوم
تھا بھلا۔
ق - سچ کہتی ہو بی مغلانی۔ یہ تو بہشت ہی بہشت۔
نواب - بہشت ہی سچ مچ بہشت ہی۔

بہشت آنجا کہ آزاری نباشد	کسے را با کسے کارے نباشد

یہان رہے تو سب سے الگ تھلگ اور پھر نہ
جی گھبرائے۔
مغلانی - جی گھبرانا کیسا سرکار۔ بالکل اکیلا بھی
انسان تو کبھی جی نہ گھبرائے میری اتنی عمر آئی
مین نے کبھی ایسا پانی پیا تھا نہ دیکھا تھا نہ یہ بہار
کبھی عمر بھر دیکھنے مین آئی تھی۔ اسکی کریمی کے
صدقے۔
نازو - دو قدم پر نینی تال اور ہمکو معلوم ہی نہین کہ یہ
دنیا ہی دوسری ہی۔ اللہ نواب کو سلامت رکھے
جنکی بدولت بہار دیکھنے مین آئی۔
مغلانی - آمین۔ نہین ہمارے نصیب ایسے کہان
نواب - مین تو اب ہر سال یہان آیا کرونگا۔

مغلانی - سرکار یہ تنہا خوری اچھی نہین سب کو
ہمراہ رکاب لائیے تو بات ہی اکیلے آئے تو کیا۔
نواب - سب آئینگے۔ اکیلے تو گاتے بنتے
نہ روتے۔

نواب صاحب خیمے سے باہر تشریف لائے
تو دیکھا کہ منشی مہاراج بلی صاحب ناچ رہے ہین
این! ارے میان مہاراج بلی ارے یہ کیا خبط ہی
ابے کچھ سڑی ہو گیا ہی۔ اذ خبط الحواس لوگون نے
آڑ مین جا کر اشارے سے کہا کہ حضور نہ بولین
ذرا دل لگی دیکھیے اتنے مین نواب صاحب ممن کو
علیحدہ لے گئے اور کہا یہ کیا ماجرا ہی۔ کیا پی گیا ہی
یہ اسے اسوقت ہوا کیا ہی ممن نے کہا حضور اس
پہاڑ اور آبشار اور سبزے اور چشمہ سار کو دیکھکر سب
وجد کرتے تھے مگر منشی مہاراج بلی صاحب سب سے
زیادہ عش عش کرتے تھے تو ہم سب نے بنانا شروع
کیا کہ بھئی شاعر مزاج رنگین طبیعت صنم پرست
آدمی ہین انکو تو سب سے زیادہ لطف حاصل ہوا
ہی چاہیے۔ بس اتنا کہنا تھا کہ بننے لگے مسخرے
نے انگلیون پر نچایا۔ کہا ہم سنا کرتے تھے کہ فرط طرب
سے ٹوپی اچھالتے ہین۔ مگر دیکھا نہین۔ آپ نے
فوراً ٹوپی اچھالدی تو کھڈ مین گر پڑی پھر مسخرے
نے کہا ایران مین لوگ وفور مسرت سے ناچنے
لگتے ہین اور یہ شعر معاً پڑھا۔

زشعر حافظ شیراز می رقصند می گویند
سیہ چشمان کشمیری و ترکان سمرقندی

بس اتنا سننا تھا کہ خود بدولت ہی تھرکنے لگے
نواب - عجب بیوقوف آدمی ہی۔ لاحول ولا قوۃ

ممن۔ گدھے سے گدھا ہوتا تو بھی سمجھ جاتا۔

نواب۔ مگر یہ وہ گدھا ہی کہ خاک نہ سمجھا۔

ممن۔ حضور ہم لوگ چاہین تو اسی آبشار سے اسکا سر پھوڑوا دین یہ وہ فرمائشی گدھا ہی عقل تو چھو ہی نہین گئی ہی۔

نواب۔ واہ بھئی منشی مہاراج بلی واہ۔ اسوقت تو خوب ناچے ذرا پھر تھرکو۔

نازو۔ (پیچھے سے) نواب اِس موے سودائی کو منع نہین کرتے اور اُلٹے اور ہسکاتے ہو۔ واہ۔ عقل کا دشمن ہی نگوڑا۔ بڈھا ہوگیا اور عقل نہ آئی۔ یہ ذلیل کریگا تمھین۔

منشی مہاراج بلی نے جو یہ سُنا تو بگڑ کھڑے ہوے

این زن کہ زن جاہل العقل بود چہ داند بوزنہ لذات ادرک کہ گفتہ اند۔ ع

زنان را کید ہاے بس عظیم ست

بدان ارشد کہ اللہ تعالیٰ نی الکوہستان کہ

لیکن یاد این سخن از این گنہگار
زکید زن بود دانا گرفتار

مردم ایران زمین ہم از فرط خرمی گناہ برآسمان۔ ادن۔ برآسمان۔ ادن۔ می اُچھالند وہمہ مردم دینار از غایت خرسندی رقص کردہ اند۔ بندہ کہ دلدادہ کہ سیہ خیمہ لیلاے بہارست چون این کسار جانفزا اور بہار دلپذیر را مشاہدہ کردم روح بوجد آمدہ رقص کردن آغاز نمودم۔

بسے گل شگفتہ براطراف باغ
برافروختہ ہر یکے چون چراغ

ریاحین دمیدہ براطراف جوے
صبا عطر بیز و ہوا مشکبوے

درفشش زطوبیٰ دلاویز تر
گیاہش زسوسن زبان تیز تر

مایان راچنین شاید کہ ہرگاہ کہ ایزد متعال صاحب اقبال و دولت و مال و جاہ و جلال کردہ است درہچو مقام پرفضا و دلکشا موسم گرما بسر کنند۔ بود و باش مادولتمندان در موسم گرما بمقامات گرما گرم مثل لکھنؤ و آگرہ و ملتان وضع الشئ فی غیر محلہ کہ گفتہ اند

چار چیز ست تحفۂ ملتان
گرد و گرما گدا و گورستان

نواب۔ یار اسوقت تو تم بالکل شیرازیون کی سی بول رہے ہو ذرا فرق نہین معلوم ہوتا واللہ۔

چھمٹن۔ بھئی یہ تو مبالغہ ہی۔ گر ہان فارسی اچھی ہی انصاف شرط ہی۔ امرحق بولنا چاہیئے۔

مہاراج۔ (بگڑ کر) امرحق کیا خاک آپ بولتے ہین یہ عسکری نے اپنے نزدیک گویا مبالغہ کیا ہی کہ بالکل شیرازیون کی سی ہماری فارسی ہی۔ مبالغہ نہین ہماری ہجو کی ہی کہ اسوقت بالکل شیرازیون کی سی گفتگو ہی۔ یہ اسوقت کے کیا معنی۔ اور شیرازیون کی سی فارسی ہوتی کب نہین ہی۔

مسخرہ۔ ہمارے سرکار کہنے سے تو برا مانینگے وہی بات کہتے ہین جس سے حسد پایا جائے گو ہم نواب صاحب کا نمک کہاتے ہین مگر اسدلگتی کہینگے کہ یہ اسوقت حسد کے سبب سے آپ نے فرمایا کہ اسوقت تو شیرازیونکی سی فارسی بولتے ہین مجھے ایک معتبر شیرازی کہتا تھا کہ منشی

مہراج بلی سے بہتر بول چال اور روزمرہ اہل شیراز کا بھی نہین ہی۔

راوی۔ نشی مہراج بلی گدھے تو تھے ہی انکو فوراً یقین آگیا۔ اکڑ کر کہا۔ اے یار عزیزان جاہلون کے سامنے یہ نہ کہا کرو۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

نازو۔ اے نواب ایک دھول تو لگا دو اسکے سر پہ ٹٹا ولایتی بنکے آیا ہی۔

مہراج۔ آپ ہم بولین جنابہ بس۔

راوی۔ جنابہ کے لفظ پر بڑا قہقہہ پڑا۔

نواب۔ یہ جنابہ ہین آپ کی!!!

ممن۔ حضور اس رشتے کا حال نواب معلوم ہوا۔

مسخرہ۔ تو اس حساب نواب صاحب اور منشی مہراج بلی مین کیا رشتہ ہوا ذرا غور فرمایے گا۔

چھٹن۔ (ہنسکر) نواب صاحب کے سالے ہوئے۔

مہراج۔ اگر آپ لوگ ہم کو بنانے لائے ہین تو ویسا کیجیے۔ ہم مسخرے نہین ہین ہم بھی روپیے والے ہین۔ صاحب دول اور صاحب جائداد منقولہ و غیر منقولہ اور میبر مینو لسپل کمشنر بھی ہین اگر یہی مسخرہ پن ہی تو ہم بھاگ جائینگے۔

مسخرہ۔ تو ہم پھسپھیل ہی رہجائینگے سرکار۔

اسپر بھی قہقہہ پڑا۔ بی قمرن نے اس لطیفے کی بڑی داد دی۔

نواب۔ کیا انکو بھی تم مسخرہ سمجھتے ہو۔

مسخرہ۔ اے حضور کیسے کچھ۔ پشتینی پشت ہا پشت سے یہ جو گاؤن انکے پاس ہین یہ سب انکے دادا کو اسی مسخرے پن ہی مین تو ملے تھے۔

مہراج۔ سنو جی۔ مین دل لگی مذاق مین بند نہین ہون سمجھے حضور۔ مگر اپنے برابر والے سے۔ شریف زادے سے نہ کہ پواج سے۔

مسخرہ۔ یہ پوّاج مشدد کتنا مزہ دیتا ہی۔ منشی مہراج بلی صاحب بڑے عقلمند مردمان معلوم ہوتے ہین کہ گفتہ اند۔ ع۔

کہ کلام من ہیچ خطا ندارد

چھٹن۔ منشی مہراج بلی صاحب محقق فارسی ہین۔

نواب۔ ان سے چنڈا گلخیر دکی بیشں سنجا دگی۔

چھٹن۔ جعفر زٹلی ان سے البتہ بڑھے ہوئے تھے۔

کشتی جعفر زٹلی در بھنور افتادہ است
ڈگمگو ڈگمگو میکند از یک توجہ پار کن

نواب۔ منشی صاحب نے اشعار کسی روز سننے چاہئین۔

مسخرہ۔ واہ۔

تو کار زمین را نکو ساختی
کہ با آسمان نیز پرداختی

چہ خوش چرا بنا شد۔

مہراج۔ تم نہ کہو۔ تم سے وہ ایرانی کہہ چکا ہی بھول گئے۔

مسخرہ۔ حضور مین دل لگی کرتا تھا۔

مہراج۔ مین جانتا ہون جی۔ تم فہمیدہ آدمی ہو۔

مسخرہ۔ حضور وہ تو حضور کا لب ولہجہ ہی کہے دیتا ہے۔

مہراج۔ ارے یار ہم کس قابل ہین۔

مسخرہ۔ واہ مجھسے وہ ایرانی کہہ چکا ہی کہ اسوقت فارسی کے قطب ہین۔ مگر ایک بات وہ کہتا تھا

حضور کے سامنے عرض کرونگا۔

مہراج۔ (بے پروائی کے ساتھ) اجی کہہ بھی ڈالو

مسخرہ۔ وہ کہتا تھا کہ بول چال اور روزمرہ اور سلاست مین تو منشی مہراج بلی صاحب غالب دہلوی سے کہین بڑھے ہوے ہین مگر بلاغت اور کلام منظوم مین غالب انسے بیس ہے۔

مہراج۔ اول تو بھائی صاحب اسکو ہم اسوقت تک مستند نہین سمجھتے جب تک ہمارے اُسکے ہشت مشت کی نوبت نہ آئے مگر یہ البتہ اُسنے صحیح کہا کہ مرزا نوشہ کی بول چال ہماری بول چال کی سی پیاری نہ تھی۔ ہان ایک شخص البتہ ہمارا نقطۂ مقابل تھا۔ وہ کون میرزا فاخر مکین سلمہ اللہ تعالے۔

اختر۔ سلمہ اللہ تعالے یا علیہ الرحمۃ۔

مہراج۔ علیہ الرحمۃ! کیا کچھ زندہ ہین۔

راوی۔ اسپر بڑا فرمایشی قہقہہ پڑا۔

نواب۔ بھئی اختر یہ پاگل ہی رہے۔

اختر۔ حضور بہت شرمایا اسوقت۔ بہت ہی چوکا۔ علیہ الرحمۃ تو زندہ کے لیے کہا جاتا ہے۔

ممن۔ اب تو یاد رکھوگے۔ مُردے کے لیے سلمہ اللہ تعالی کہا کرو۔

اختر۔ حضور خوب یاد آیا۔ سودا کہہ گئے ہین۔

مین دشمن جان ڈھونڈھ کر اپنا جو نکالا
سو حضرت دل سلمہ اللہ تعالے

مہراج۔ یہ شعر ہمارا داماد علیہ الرحمۃ اکثر پڑھا کرتا ہے۔

نواب۔ ابے چپ کمبخت پاگل۔ بڑا ایرانی بنا ہے فارسی بولتے ہین صاحب۔ اپنا سر فارسی بولتے ہین۔ سلمہ اللہ تعالی مُردے کے لیے آیا ہے سلمہ اللہ تعالی کے کیا معنی۔

مہراج۔ سلمہ اللہ تعالے کے معنی سلامت رکھے اُسکو۔ (دانتون کے تلے انگلی دباکر) ارے!

نواب۔ اور علیہ الرحمۃ مُردے کے لیے نہین آتا!

مہراج۔ یہ اتفاق حسنہ ہے۔

گاہ باشد ز پیر دانشمند | بغلط بر ہدف زند تیرے

اسپر سب کے سب نے غل مچا دیا۔ واہ رے بے تکی کے اُڑانے والے۔ شیخ سعدی کو کیا اصلاح دیدی ہے۔ مانتا ہون چار مصرعون کو مخفف کرکے دو مصرع کر دیے کیا عمدہ شعر ہوا ہے۔ خدا غارت کرے تجھے ابے آخر کچھ عقل بھی ہے یا عقل کے پیچھے سونٹا ہی لیے گھومتا ہے۔ اسی برتے پر ایرانی بنتے ہو۔ اے لعنت خدا۔

مسخرے نے کہا حضور غلام نے اِنکے داماد کو دیکھا ہے۔ اگر اُسکے سامنے علیہ الرحمۃ کہتے تو اُٹھا کے دے مارتا۔ بندہ اُسکا لوہا مانے ہوئے ہے

یہ فقرہ سُنکر منشی مہراج بلی بہت بگڑے۔ چہرہ سُرخ آگ بھبوکا ہو گیا۔ لوگ تو اس مڑک سے واقف تھے ہی تجاہل عارفانہ کر کے پوچھنے لگے کہ بھئی اسمین تو کچھ بھید معلوم ہوتا ہے۔ ممن نے کہا خداوند یہ کوئی معما ہے۔ چھٹن صاحب بولے چیستان تو ضرور ہے۔ آغا صاحب آنکھ ملتے ہوئے اُٹھے تھے غل کی آواز سُنکر کہا یارو میان تو پاس کمبخت کو نہ بتاو۔ یہ بھلا کونسا موقع ہے۔ سنتے

مہاراج بلی انکا اتنا کہنا غنیمت سمجھیے اور بات
ٹال دی گئی -
نواب - آغا صاحب سچ کہئیے گا بہشت ہے
یا نہین -
آغا - بھائی صاحب نمونۂ بہشت تو ضرور ہے -
نواب - اگر فردوس بر روی زمین است -
آغا - سچ ہے یار - یہ فضا ہمارے شہر مین کہان -
نواب - توبہ کر بندے - یہ پانی - یہ ہوا !!!
قمرن - آغا صاحب اب نواب صاحب کو صلاح دیجیے
کہ یہین کوٹھی بنوائین -
آغا - اور نہین تو گرمی بھر تو انسان یہان ہے -
نازو - جی چاہتا ہے ان درختون اور اس پانی
کو پیار کر لون مگر راستے مین تو اللہ جانتا ہے
بڑا ڈر لگا -
قمرن - ادی وہ موا سیلان کیا ڈراؤنا تھا -
آغا - تم تو تم نواب صاحب ڈر کے بھاگے تھے -
مہاراج - بھائی صاحب یہان ابھی تک
خوف ہے -
مسخرہ - حضور ہم لوگون کو بناتے ہین - آپ کے
آبا جان تمام عمر پہاڑون پر رہے - خود بدولت
پہاڑ کی کھوہ مین پیدا ہوئے پھر خوف کیا -
مہاراج - پاگل ہو - تم سے کس نے کہا -
مسخرہ - آپ کی والدہ نے -
مہاراج - (بڑی حیرت کے ساتھ) کہنے لگے
جھک مارتے ہو ہماری والدہ نے تم سے کیونکر
کہا بھلا -
مسخرہ - جب ہمارے یہان ماماگری مین نوکر تھین

مہاراج - جھوٹے ہو - انھون نے تمام عمر آیاگری ہی
تک مین تو نوکری کی نہین ہم سے اڑتے ہو بچہ
یہ بتا دو کسی گنوار کو -
نواب - منشی مہاراج بلی جھگڑے مین نہین آنیکے
میان اختر نے کہا خداوند میرے دل کی تو اسوقت
کچھ عجیب ہی کیفیت ہے حق تعالے حضور کو
سلامت رکھے آپ کی جوتیون کے صدقے مین
یہ بہار روح افزا دیکھنے مین آئی - واللہ وہ
ہندوستانی بڑے بدبخت و بدنصیب ہین
جو باوصف ثروت و دولت اس کہسار لطافت بار
کی زیارت سے محروم رہتے ہین - مین نے
زیارت کا لفظ اسلیے استعمال کیا خداوند کہ
یہ سلسلہ کوہ نہین نمونۂ قدرت حق ہے - اسکے
مشاہدہ سے دل پر صناع حقیقی کی صنعت کاملہ کا
نقش اسطرح منقوش ہوتا ہے کہ اسکا مٹنا دل کی
فنا پر موقوف ہے - اگر دو چار مہینے انسان
اس پہاڑ کی ہوا کھائے تو زندۂ جاوید ہوجائے
جن لوگون کو یہ قدرتی بہار دیکھنی نصیب نہین
ہوئی وہ اسکے لطف کا حال خاک نہین سمجھ
سکتے - اور کیونکر سمجھین وہ تو مسطح زمین کے
دیکھنے کے عادی ہین - وہان مرزا پور اور چنار
کیطرف جو ذرا ذرا سی پہاڑیان ہین وہ بھی
ایک نمود کی چیز ہین اور اس پہاڑ اس کوہ عرش شکوہ
کے مقابل مین ان پہاڑیون کو بھلا کیا
نسبت ہے - ع - چہ نسبت خاک را با عالم پاک
اگر ہمارے شہر کے اہل دولت اور شہزادے
اور رؤسائے عظام ایک مرتبہ یہان آجائین تو

تمام عمر نہ بھولین۔ ہر سال نینی تال آئین۔ مگر وہ تو بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھنے کے عادی ہین۔ انکو یہ فکر کہان کہ حفظان صحت کے لیے پہاڑ پر چند روز قیام کرین۔ لاحول ولا قوۃ۔ ایک نوابصاحب سے ہمنے ذکر کیا کہ ہمارے سرکار پہاڑ پر جانیوالے ہین تو ناک بھون چڑھا کر فرماتے ہین کہ جی ہان آپ اپنے سرکار کی نہ کہیے۔ اُنکو ہمیشہ نئی نئی باتین سوجھتی ہین۔ ہمیشہ اپج ہی کی لیتے ہین۔ کیا پہاڑ پر دوسرا خدا ہی۔ کیا پہاڑ کے لوگ نہین مرتے پھر وہان جانا حماقت اور وحشت ہی۔ اپنے وطن اپنے گھر بار اپنے احباب کو چھوڑکر جنگل اور صحرا اور بیابانون کی خاک اُڑانا مجنونانہ حرکت ہی یا کچھ اور۔ حضور مین تو سنتے ہی آگ ہو گیا۔ مین نے کہا جب حضور کے دشمن علیل ہوتے ہین تو حکیم صاحب بلوائے جاتے ہین یا نہین۔ پارسال جب ہیضے کی شدت تھی تو حضور لکھنؤ سے بارہ بنکی کیون چلے گئے کیا وہان معاذاللہ کوئی دوسرا خدا ہی۔

نواب۔ ہمارے شہر کے رئیس نامدار آغا ابو صاحب ہر سال الموڑے جاتے ہین اور نینی تال مین بھی رہتے ہین۔ فہمیدہ اور تربیت یافتہ ہین نا۔

اختر۔ حضور ان کا کیا کہنا۔ وہ لکھنؤ کی ناک ہین۔

محسن۔ سرکار اکی شہزادہ مرزا سلیمان قدر صاحب عالم بہادر بھی نینی تال گئے تھے۔

نواب۔ وہ تو جو شخص اخبار پڑھتا ہوگا وہ اخبارون مین پہاڑون کے سامان اور بہار کا حال پڑھ پڑھکر اسقدر ضرور کوشش کریگا کہ جس طرح ممکن ہو پہاڑون کی سیر کرے۔

چھٹن۔ ہمین خود شرم آتی ہی کہ اتنے بڑے ہوئے اور ابتک پہاڑ نہین دیکھے تھے۔

آغا۔ علی ہذا القیاس۔ ہمارا بھی یہی حال ہی۔

مسخرہ۔ حضور یہ بھی تو نہین جانتے تھے کہ یہ کتنی دور۔

نواب صاحب نے کہا واللہ اعلم کیا سبب ہی کہ یہ جتنے پہاڑی ہین سبکی عادت ہی کہ کھڈ کیطرف چلتے ہین۔ اب اس سڑک کو ملاحظہ فرمایئے کہ ادھر تو کھڈ ہی اور ادھر پہاڑ چلا گیا ہی۔ مگر یہ لوگ جب چلینگے کھڈ ہی کی جانب چلین گے۔ اگر ذرا پاؤن پھسلے تو معاذاللہ ہڈی پسلی کا پتا نہ لگے آدمی ہی راہ مین مرغ روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے۔ محسن نے کہا سرکار ان لوگون کو تو مساوات ہی اور دل لگی بھی سنی کچھ حضور نے۔ یہ کہار رجو بی قمرن کے ہوادار کا ہی آپ فرماتے تھے کہ ہملوگ دیش مین تھوڑی دور چلنے سے تھک جاتا ہی نوابصاحب نے پوچھا دیش کیا معنی۔ کہا دیش ان لوگون کی اصطلاح مین مسطح زمین کو کہتے ہین۔ جہان پہاڑ نہون۔ چونکہ پہاڑون کے چڑھاؤ اُتار اور گھوم گھمیون کے عادی ہین انکو مسطح زمین پر چلنا دوبھر ہو جاتا ہی۔ اتنے مین ایک پہاڑی ہاتھ جوڑکر نوابصاحب کے روبرو کھڑا ہو گیا اور اپنی ٹوٹی پھوٹی اردو مین کہنے لگا کہ ہم کہار نہین ہین۔ اس پہاڑ پر کہار نہین رہتے ہم راجپوت

ہین ہلوگ غریب آدمی ہین۔ سب کام بجا لاتے
ہین۔ ڈانڈی ہم اُٹھاتے ہین۔ برتن ہم مانجتے
ہین۔ چوکا برتن ہم کرتے ہین۔ جوتا ہم صاف
کر دیتے ہین مگر کہار ہم نہین ہین۔ ممن ہنسا۔
اچھا اب کہار تمکو نہ کہینگے۔ دھوکے سے کہار کا
لفظ نکلگیا۔ ہمارے ملک مین راجپوت ڈولی نہین
اُٹھاتے نہ برتن مانجتے ہین۔

نواب صاحب نے پوچھا کیون بھئی اس پہاڑ
مین مسلمان تو بہت ہی تھوڑے ہونگے۔ اُنسنے
کہا اس پہاڑ مین مسلمان ہین ہی نہین۔ نام کو
نہین ہین۔ اب البتہ آنے اور رہنے لگے ہین
پہلے تو کوئی جانتا بھی نہ تھا۔ اس پہاڑ مین سب
ہندو ہی ہندو ہین۔ پوچھا آبادی زیادہ ہے
یا کم۔ کہا بہت کم دور تک بستی کا نام نہین ہے۔
بہت کم آبادی ہے۔ ممن نے کہا سرکار دیکھئے
کس مزے اور آسانی سے یہ پہاڑی لوگ پہاڑ
پر چڑھتے ہین کہ گویا مسطح زمین پر چل رہے ہین
واللہ ہنسی آتی ہے کہ دلیش مین تھوڑی ہی دیر
چلنے سے تھک جاتے ہین۔ اور یہان یہ کیفیت
ہے کہ پہاڑ کی صورت دیکھنے سے روح کانپتی ہے
کہ یا خدا یہ کیا بلا ہے۔ یہان سے اختر کو تو اس سے
زیادہ دلچسپ مقام نہین ملیگا۔ شاعر آدمیون کی
تو جان ہے آغا صاحب بولے بھائی صاحب شاعر
ہو تو مضامین رنگین خوب سوجھین۔ پرستش
کرنے کا اس سے بہتر اور کون مقام ہے۔ ع۔
کسے را با کسے کاری نباشد۔ ع تے غم وز دونے
غم کالا۔ شراب خوار ہو تو اس سے زیادہ لطف
بادہ گساری اور کہان حاصل ہوسکتا ہے۔ یار باشی
کا لطف ہو تو اس سے بہتر جگہ اور کہان ملیگی
غرضکہ واقعی نمونہ بہشت ہے۔ واللہ ہم لوگونکی
بڑی بدقسمتی تھی کہ ابتک ایسے دلکش و دلربا
مقام سے ناواقف تھے بحمد اللہ کہ اب تو اس
پہاڑ کے مشاہدے سے روح مسرور ہوئی۔ یہ کیا کم
غنیمت ہے ہم تو حضرت لکھنو جاکر کل احباب کو
صلاح دینگے کہ نینی تال ضرور جاؤ۔ ہزار کام چھوڑ دو
اور نینی تال پہونچو۔

قمرن۔ نواب اچھا قسم کھاؤ کہ ہر سال ہم کو لیکے
یہان آؤگے۔

نواب۔ مین کسی اور ہی منصوبے مین ہون جانِ

ق۔ وہ کیا۔ کہ یہان سے نیچے اُترو ہی نہین

ن۔ (قمرن کے سر پر ہاتھ رکھکر) واللہ صحیح ہے

نازو۔ اچھا تو یہان کبھی یہی گون ہے

ق۔ نکل نہ جانا نواب۔ دیکھو یاد رکھنا۔

ن۔ میری روح اس سمان اور قدرتی بہار پر
عش عش کر رہی ہے۔ مین اس پر لوٹ ہون
تم کہتی کیا ہو۔

ق۔ میرے اچھے نواب آج تو یہین پڑاؤ کرو۔

ممن۔ اے حضور آگے تو اس سے بھی زیادہ
دلچسپ فضا ہے۔

ق۔ کیا ابھی اور چڑھائی ہے۔ اُوئی۔

ممن۔ اور نہین تو کیا ابھی تو نینی تال یہان سے
دو کوس کے قریب ہے۔

ق۔ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔

نازو۔ بھلا جس جس سے ہم جا کے کہینگے اُسکی کیا

سمجھ مین آئیگا۔

ق۔ جب تلک اپنی آنکھون سے نہ دیکھے کوئی کیا سمجھے۔

ن۔ تم ہی سے کوئی کہتا کہ پہاڑ ایسا ہوتا ہے اور پانی کے جھرنے گرتے ہین اور چکر کھاتی ہوئی سڑک گئی ہے تو کیا سمجھ مین آتا۔

نازو۔ کہتے ہی تھے لوگ تو ہماری سمجھ مین کیا خاک آتا تھا۔

ن۔ چین تو صاحب لوگون کو لکھا ہے۔

ممن۔ حضور خدائی بھر کا عیش انھین کیلیے ہے۔

اختر۔ جب تو ساری خدائی کے بادشاہ بنگئے۔

مہراج۔ چکرورتی راج ہے۔

اختر۔ چکرورتی کیا معنی۔

مہراج۔ یعنی ربع مسکون کے شہنشاہ ہین۔

ممن۔ حضور کہتے ہین سکندر کے برابر بادشاہت ہے۔

ن۔ کیا عجب ہے۔ اے دیکھو کہان لندھن اور کہان کلکتہ اور کہان سپاٹو کا پہاڑ۔

مسخرہ۔ خداوند یہ تو اس طرح راج کرتے ہین جیسے بادشاہ لوگ۔

مہراج۔ بادشاہ لوگ! اور یہ ہین کیا۔ آپ بھی عجب پاگل ہو۔

مسخرہ۔ آپ بھی نرے گاودی ہو۔ آپ بات کو سمجھتے تو ہو نہین اور آپ دخل معقولات دے بیٹھتے ہو آپ آدمی ہو یا گھن چکر۔ آپ کی عقل گدی مین ہے۔

راوی۔ اسپر اسقدر قہقہہ پڑا کہ منشی مہراج بلی صاحب جھینپ گئے۔

قافلہ داخل بنیی تال ہوا

اس کہسار پر بہار اور آبشار لطافت بار کی سیر سے روح کا سیر ہونا محال تھا۔ مگر جب زیادہ عرصہ گذر گیا تو نواب چھٹن صاحب نے کوچ کی صلاح دی نازو اور قمرن ہوادارون مین سوار ہوئین اور قافلہ روان ہوا۔

نواب۔ ہم تو یہان سے نہ جانے کے۔

قمرن۔ یہین پر بنگلہ بنوا لو نواب۔

نواب۔ اب کیا یہان سے مرتے دم تک جاتا بھی ہون۔

قمرن۔ نہین ایک کوٹھی یہان بنوا لو میرے اچھے نواب مین صدقے۔

نازو۔ یہان تو ہم جلتے ہین آدمی مرے بھی دیتے ہین۔

نواب۔ اہاہا۔ کیا ہوا ہے۔

مہراج۔ ہملوگ بڑے بدنصیب ہین کہ گرمیون مین لون کھاتے ہین برسات مین اُمس مارے ڈالتی ہے اور یہ نہین ہوتا کہ دو قدم پر نینی تال ہے دو چار مہینے یہان آکے رہین۔

نواب۔ ہمارے ملک مین اسی سبب سے تو دار روز بروز بڑھتا جاتا ہے۔

مہراج۔ بھئی مین تو واللہ اگر دو ایک برس یہان رہجاؤن تو دماغ چاق ہوجائے۔

نازو۔ کیا کہین ہم منی کو اور اپنی گتیان کو نہ لیتے آئے۔

نواب۔ یہ صاحب لوگ اسی سبب سے تو ہر سال چھٹیان

لے لیکر یہان آتے ہین۔
قمرن۔ جی چاہتا ہی یہان سے قدم نہ اٹھاؤن
نواب۔ دیکھ لینا۔ کہدیا ہم تم سے۔
مہراج۔ خدا نواب کو سلامت رکھے۔ انکی بدولت ہم نے بھی نینی تال کو دیکھ لیا۔
نواب۔ افوہ۔ کن کن دقتون کے بعد آنا ہوا ہی۔
مہراج۔ یہ بھی ہمارے ادبار کی دلیل ہی۔
نواب۔ ہملوگ سوا اسکے اور تو کچھ جانتے نہین ہین کہ تہ خانے مین گھسے رہین اور دن رات چانڈو خانے کی سی گپ اڑا کرے۔ نہ ہمکو صحت سے مطلب۔ نہ تندرستی سے کام فضول اوقات ضائع کرنا ہم جانتے ہین۔ واللہ ہمکو عمر رفتہ پر اب افسوس آتا ہی اور ہمکو سخت رنج ہوتا ہی۔
قمرن۔ کیسا کیسا لوگون نے ہمکو ڈرا دیا تھا کہ توبہ ہی بھلی کوئی کہتا تھا کہ وہان بڑے یادی چور ہوتے ہین۔ وہان کے ڈاکو دور دور تک مشہور ہین پہاڑ کے ٹکڑے جب گرتے ہین لوگ مرجاتے ہین اور اللہ جانے کیا کیا بات کا بتنگڑ بناتے تھے وہ تو کہو اتفاق سے آنا ہوا۔ نہین ان لوگون نے تو اپنے نزدیک پہاڑ کو ہوا بنا ہی دیا تھا۔
نازو۔ مگر سچ کہنا جو سنتے تھے وہی دیکھا بلکہ اُس سے زیادہ پایا۔
مہراج۔ ایسین کیا فرق ہی ؎

می شنیدم کہ راحت جانی	چون بدیدم ہنوز حیدانی

نواب۔ یاد آگیا شعر۔
اتنے مین پہاڑی عورتون کا ایک غول سامنے آتا ہوا معلوم ہوا کہ یہ قلیون کی عورتین ہین اور بوجھا اٹھاتی ہین۔ سب حسین اور خوبرو اور خوش ادا۔
قمرن۔ کتنی اچھی صورتین ہین۔ نواب دلارے نے جو رکاب گنج کے پاس اُس حویلی کوٹھی مین رہتے ہین ایک عورت گھر مین ڈال لی تھی۔ اُسکی صورت اس پہاڑن سے کتنی ملتی ہی۔ یہ جو لال لال اوڑھے ہی مگر وہ اتنی گوری چٹی نہین ہی۔
مہراج۔ ہین تو بوجھا اٹھانیوالی مگر صورتین کیسی اچھی ہین۔ معشوق پن بھی ہی۔
نازو۔ گات کتنی پیاری ہی۔
قمرن۔ آنکھین کیسی کٹیلی ہین۔ بال کسقدر کے سیاہ ہین۔
نازو۔ کلائیان تو دیکھو۔ گوری گوری۔
نواب۔ قمرن جو کہین تم دو چار برس یہان رہجاؤ تو ستم کا جوبن ہوجائے اور یون ہی کیا کم جوبن ہی یہ پہاڑ کی آب و ہوا کا وصف ہی کہ مزدورنیان اور یہ جوبن۔
نازو۔ جوبن! اسے تم مردون کی بھی کیا اروا ہی ایڑی چوٹی پر موئی کو وار دون۔
قمرن۔ کہنے لگی جوبن! آفتابہ تک تو رکھوا ئین نہ ہم۔
نازو۔ اے موئی پہاڑن گنوار نین۔
نواب۔ (چھیڑنے کے لیے) تم دونون سے اچھی ہی۔
مہراج۔ لاحول ولا قوۃ! کہین ہونا۔

نواب ۔ کیا نازو اور قمرن اس سے اچھی ہین۔

مہراج ۔ یہ بکتے کیا ہو اہی ہو کچھ۔

نواب ۔ (بیوقوف بنانے کیلیے) اچھا کچھ کچھ بدتے ہو۔ آئیے سو سو روپیے بدتے ہین۔

مہراج ۔ (کنجوس آدمی) بدکے پاس ہم کھڑے نہین ہوتے۔

نازو ۔ اے بدلو۔ بدلو جی۔

قمرن ۔ بدلو۔ آدھے کے ہم شریک ہین۔

نازو ۔ جو ہاروگے تو بھر لینگے ہم۔

نواب ۔ ہم بھی بھر لینگے۔ دیکھو کہدیا ہی۔

نازو ۔ بیش باد۔

مہراج ۔ تو شرط یہ ہی کہ اگر دس آدمی کہدین کہ نازو اور قمرن سے یہ پہاڑن اچھی ہی تو سو روپیے ہم ہارین۔ نہین نواب ہارین۔

نواب ۔ منظور روپیہ لیبا دو۔

مہراج ۔ کیا چورون سے بہار ہی۔

نواب ۔ آپکا اعتبار کیا۔ چوٹٹون کا۔

مہراج ۔ آپ بڑے ساہوکار ہین۔

نازو ۔ اے ہم تو ذمہ دار ہین۔

قمرن ۔ چپ رہو باجی جان ۔ انکو یہ موئی کھر کنجی پہاڑ کی مزدورنین ہی پسند ہین تو بسم اللہ۔

نازو ۔ واہ کیسا ارداح ہی۔

نواب ۔ ہم تو خدا لگتی کہتے ہین۔

قمرن ۔ بڑے خدا لگتی کے وہ بنکے آئے ہین۔

نازو ۔ اچھا صاحب ہم بُرے ہی سہی۔ بس۔

نواب ۔ سچ کہے سو ڈاڑھی جار۔

قمرن ۔ اچھا تم ہی بڑے سچے سہی۔

نازو تھوڑی دیر کے بعد تاڑ گئی کہ نواب چھیڑنے کے لیے کہتے ہین ۔ ہنسکر کہا نواب سچ کہنا وہ سامنے جو پہاڑی بوجھ رکھ کے سامنے کھڑا ہی کیسا خوبصورت ہی کہ واہ واہ ہم نے تو آجتک ایسا مرد نہین دیکھا۔

نوابصاحب بھی سمجھ گئے کہ نازو نے جواب ترکی بہ ترکی دیا۔ مسکرا کر کہا۔ (ہمکو اسکا کیا خیال ہی) کچھ بھی نہین ۔ تم نے جو ایک پہاڑی کو پسند کیا تو اسکی فکر منشی مہراج بلی کو ہوگی ۔ ہم سے کیا واسطہ ۔ تم ایک چھوڑ دس کو پسند کرو ۔ ہم کو تو مطلب اپنی قمرن جان سے ہی۔

مہراج بلی نے کہا ہمکو خوب یقین ہی کہ نہ ہمارا سا مرد انکو ملیگا اور نہ یہ کسی اور کو پسند کرینگی ۔ ہم کو تو اس بات کی تسلی ہی ۔ یہ بھلا پہاڑی پر کیا ریجھینگی ہم کیا کچھ کم خوبصورت ہین ۔ بھلا مارد تنگ کر لولی گھر کی ٹیکلی اور باسی ساگ ۔ اپنے چہرے پر سے نون رائی اُتروا ڈالو منہ پر پھٹکار برس رہی ہی ۔ چلے ہین بڑے وہ بنکے اس پہاڑی سے مقابلہ کر سکتا ہی۔

مہراج ۔ نیکی کا زمانہ نہین ہی ۔ ہم نے انکی طرف سے نوابصاحب سے شرط بدی اور یہ اُلٹا ہمین کو بنانے اور برا بھلا سُنانے لگین ۔ واہ کیا زمانہ ہی۔

قمرن ۔ اے ہان باجی یہ کیا اُلٹی گنگا بہاتی ہو۔

نازو ۔ (شرما کر) اے بہن یہ سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین ۔ مین خوب پہچانتی ہون ۔

نواب ۔ یہ مہراج بلیا ایسا ہی ہی۔ مگر نازو نے آج انھین خطاب خوب دیا ہی۔ مہراج بلی کے عوض بلیا اب ہم بھی انکو مہراج بلیا کہینگے۔

مہراج۔ آپ کون کہنے والے ہین۔ تازہ وجہ جانین
کہین اُنکی دس باتین ہمبھی ہم سُن لینگے۔
مسخرہ۔ جی ہان وودھارسی گنگا سے ہے نا۔
جب خاص نینی تال پہونچے تو وہ لطف مزہ
حاصل ہوا کہ حیز تحریر سے خارج اور حیطہ بیان سے
باہر ہے ہرسمت اونچے اونچے پہاڑ اور انپر بنگلے
اور کوٹھیان یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہوا مین مکان
بنے ہین۔ اور جھیل کو جو دیکھا تو روح کو بالیدگی
ہونے لگی۔ اور اسمین نمونہ قدرت بیچون
پر ہزار جان سے عاشق ہوگئے۔ عش عش
کرتے تھے کہ واہ کیا صنعت کاملہ اور قدرت بالغہ
ہے۔ اختر نے کہا ؎

دریا دیکھون کہ کوہ و صحرا دیکھون
یا معدن دولت کا تماشہ دیکھون
ہر سو تری قدرت کے ہین لاکھون جلوے
حیران ہون کہ دو آنکھون سے کیا کیا دیکھون

ٹٹو کو روک کر نواب صاحب بڑی دیر تک
جھیل کی سیر دیکھا کیے۔ کسی نے کہدیا کہ آج
کشتیون کی گھوڑدوڑ ہے نواب صاحب نے
کشتیون کی دوڑ کبھی کاہے کو دیکھی تھی کمال
اشتیاق سے حکم دیا کہ جس رخ سے اچھی طرح
نظر آئے اُدھر چلو۔ مگر ایک خانسامان نے
جو نواب صاحب کی دعوت یورپین کے دن
اُنکے یہان کرائے پر آیا تھا اور انکو بخوبی
پہچانتا تھا جھک کر سلام کیا اور کہا حضور
آپ اسوقت چلے آتے ہین ذرا آرام کرین
پھر دیکھ لیجیے گا۔ یہان تو روز یہی حال رہتا ہے
نواب صاحب سمجھے تھے کہ جسطرح لکھنؤ مین سال بھر
دو ایک بار گھوڑدوڑ ہوتی ہے اسی طرح یہان بھی
ہوتی ہوگی مگر انکو یقین دلایا گیا کہ یہان کشتیون کی
دوڑ ہفتے مین دو تین بار ہوتی ہے کوئی ایسی بات
نہین ہے کہ اب فصل بھر دیکھنے ہی مین نہ آئے
اس خانسامان سے آغا صاحب نے پوچھا کیا
لکھنؤ مین تمھارا مکان ہے۔ اُسنے کہا ہان خداوند
غلام تو حضور کو اور نواب صاحب بہادر کو خوب
جانتا ہے۔ جب نواب صاحب کے ہان صاحب
لوگون کی دعوت ہوئی تھی تو غلام بھی موجود تھا۔ اس
تقریب سے یہ ساتھ ہولیا تھوڑی دور جا کر اُسنے کہا
سرکار یہ لکھنؤ والے مرزا صاحب کی دوکان ہے
حضور یہ اُس تصویر والے کی دُکان ہے جو ڈاکخانہ
کے پاس رہتے ہین۔ ان سب کو دیکھتے ہوئے قافلہ
جا رہا تھا کہ اُس خانسامان نے کہا حضور اسی
جگہ اُس سال پہاڑ گرا تھا۔ کیا کہون سرکار
سیکڑون آدمی جوج گئے۔ اور وہ دیکھیے اس جگہ
سے جو پہاڑ پھٹا تو وہان جاکے جھیل مین ہو رہا
مہراج۔ (کانپتے ہوئے) افوہ! غضب
ہو گیا تھا۔
آغا۔ جھیل کے اندر ہو رہا۔ اللہ اکبر۔
رخ۔ (خانسامان) اسے خداوند دیکھیے
تو گرا کہان سے تھا۔
آغا۔ آسمان سے گرا بھی تھا۔
مسخرہ۔ پھر تحت الثریٰ کو تو جایا ہی چاہیے۔
مہراج۔ یار ہم سے یہ ناحق کہا۔
نواب۔ کیون جی بڑا دھماکا ہوا ہوگا۔

خ - نہین حضور آواز بھی نہین ہوئی -

مہاراج - یہ جبھی اتنا پہاڑ کٹا ہوا معلوم ہوتا ہے -

غ - جی ہان بڑا ہلڑ مچ گیا تھا سرکار -

مہاراج - (او ڈانڈی والا) یہان سے بھاگ چلو ارے کمبختو تم سے خدا سمجھے یہان تیز قدم چلو -

راوی - ڈانڈی والے ہوش - وہ یہ گفتگو کیا سمجھین - کم بخت اور تیز قدم یہ لفظ اُنھون نے کبھی کاہے کو سُنے تھے - سمجھے کہ شاید ٹھہرنے کا حکم دیتے ہین رُک رہے -

مہاراج - او سور کا بچہ !! ارے خدا کیواسطے اس مقام مخدوش سے بسرعت تمام چلو -

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

راوی - اسپر لوگون نے بیساختہ قہقہہ لگایا اور ڈانڈی والے ہکا بکا کہ یہ کیا ماجرا ہے - اتنے مین مسخرے نے ڈانڈی والون کو اشارہ کیا کہ جسطرف پہاڑ پھسل پڑا تھا اُسی طرف جاؤ وہ گنوار کے لٹھ - ڈانڈی لے کے اُسی رُخ چلے تو منشی مہاراج بلی کفن پھاڑ کے غل مچانے لگے اور ادھر زور سے قہقہہ پڑا تو وہ اور بھی تیز گام دوڑے اور مہاراج کے حواس غائب کہ پہاڑ اب گرا اور اب گرا - زور سے چیخے - کہا - وہان اجل مین کاہے واسطے لیے جاتا ہے - خدا تم لوگون کو غارت کرے - اب روک لو - وہ سُنتے کس کی ہین - اور بھی تیز چلنے لگے تو منشی مہاراج نے آؤ دیکھا نہ تاؤ تصور کیا کہ فوراً کود پڑین مگر ڈانڈی والون نے یہ خیال دیکھکر انکو روک لیا - آدھے ٹنگ گئے تھے اور گرنے ہی کو تھے کہ روک لیے گئے -

نواب - لاحول ولاقوۃ - بھئی یہ ہوا کیا - یہ لوگ اس رُخ کیون بھاگے - ان کو اور بھی ڈرا دیا توبہ توبہ -

مہاراج - ڈرتے کوئی اور ہونگے (کانپتے ہوئے) جی - یہان خوف پاس بھٹکنے نہین پاتا جیسے ہی دیکھا کہ یہ لوگ بدی پر ہین معاً کو دپڑا - کچھ آٹا دال بیچنے والے تھوڑا ہی ہین - فوج مین رہے ہین -

مسخرہ - ہم سے کہتے ہو - گویا ہم جانتے ہی نہین آپ کو -

مہاراج - ہان تم تو اُس زمانے کے دیکھنے والون مین ہو نا -

لوگ تو سمجھتے تھے کہ منشی مہاراج بلی صاحب (کاہے واسطے) کی ہانک لگا کر بگڑ جائینگے اور صدہا صلواتین سنائینگے مگر اُنھون نے بھیڑ دیکھکر خلاف معمول اور ہی قسم کی گفتگو کی - اور بہادری دکھانے لگے یہ دل لگی ہو کر ڈانڈی والے پھر ایک پہاڑ کی طرف جانے لگے اور قبل اسکے کہ نوابصاحب یا مہاراج بلی اسکی وجہ دریافت کرین ساتھیون نے کہدیا کہ جو کوٹھی لیگئی ہے وہ اسی پہاڑ پر ہے -

نواب - اللہ اللہ اب پہونچتے پہونچتے ایک اور پہاڑ ملا -

آغا - جی ہان پھر پہاڑ تو ہے - مگر واہ ری جھیل -

چھٹن - سچ کیسے گا کیا لطف ہے -

آغا - زندگی بخش مقام ہے بندہ پرور -

چھٹن - یہان بہشت کا لطف آتا ہے -

چھلو - آپ تو اس طرح فرماتے ہین کہ گویا بہشت دیکھ آئے ہین -

مہراج - بہت صحیح کہتے ہین -

ترا دیدہ و یوسف را شنیدہ	شنیدہ کے بود مانند دیدہ

نازو - یہ کیا واہیات بات ہی نواب - کیسا مہراج جی کا ہاتھ پاؤن توڑواؤ گے - اسی واسطے اپنے ساتھ لائے ہو جی - ہم کو یہ دل لگی ایک آنکھ نہین بھاتی -

نواب - لو اور سنو - یہ مجھی کو ڈانٹتی ہین - معقول!

نازو - کیا خوب - کیا نرم زمین کا بیلدار سمجھ لیا ہے -

مہراج - کیون خفا ہوتی ہو جان من ہم کچھ موم کے بنے ہین - وقت پڑے تو پہاڑ کی چوٹی سے پھاند پڑین -

نازو - اے دور دفعیے -

جس طرف دیکھتے تھے پہاڑون کی اونچی اونچی چوٹیان اور سبزہ اور لالہ زار ہی نظر آتا تھا اور نیچے جب نظر ڈالتے تھے تو جھیل اور اسکی روانی اور صاف چمکتے ہوے پانی سے جی خوش ہو جاتا تھا اور آدمی بہت ہی چھوٹے چھوٹے دکھائی دیتے تھے گھوڑے بکری کے برابر نظر آتے تھے پہاڑ و نکو دیکھ دیکھکر خدا کی قدرت پر لوٹ تھے کہ پہاڑ بھی اللہ نے کیا شے پیدا کی ہی کہ واہ -

پلا ساقیا بادۂ مشکبو	کہ ہی سیر کہسار کی آرزو
لبو نپر ہی جان تو جلا لے مجھے	مجھے روح پرور پلادے مجھے
پہاڑو نکی ہی سیر منظور اب	نہ رکھ ساغر مے کو تو دور اب

نواب نامدار و با وقار نے شفیق با تحقیق نے انکے قیام کے لیے ایک پرفضا و دلکشا مقام اپنی ایک فرح بخش کوٹھی سجوادی تھی آئین ایک دولتخانہ تو ایک کمرہ یو ہین حکام اور جنٹلمینون کے لیے بہت خوب سجا گیا تھا - اُسی کے قریب آفس روم یعنی دفتر کا کمرا تھا - اسمین نواب کے دوست نے کہ لکھنی صاحب تھا تقریباً ایکہزار کتابین فارسی عربی اردو الماریون مین چنوادی تھین - مگر کسی کو امید نہ تھی کہ نوابصاحب ایک منٹ کیلئے بھی اس کمرے مین تشریف لیجائینگے مطالعہ کتب سے انکو کیا علاقہ تھا - کبھی تمام عمر سیر کتب کی ہی نہین - اور آفس روم یعنی دفتر کے کمرے کا تو کبھی انھون نے نام بھی نہین سنا تھا کہ دفتر کا کمرہ کہتے کسکو ہین ان کی عالیشان کوٹھی گو دلھن کی طرح سجی سجائی تھی اور کل اشیا اسمین موجود تھین مگر کتابون کا قحط تھا اور قلم دوات کی بھی کبھی ضرورت نہین پڑتی تھی - اگر کبھی کسی رقعے یا خط یا چٹھی مین دستخط کرنیکی ضرورت واقع ہوتی تو دارو غہ کا قلمدان منگوا لیا یا دلوا ہی سے لیا - شعر شاعری کا نوابصاحب کے یہان اکثر چرچا رہتا تھا مگر صرف دفع الوقتی کے لئے - دیوان ندارد - ایک دیوان بھی نام کو نہ تھا انکے والد کے وقت کی کچھ کتابین زنانے مکان کے ایک کونے مین پڑی تھین اور اسی کی طرف ایک کوٹھری مین کچھ کتابون کا ڈھیر لگا ہوا تھا - انکے والد کو جو بڑے نواب صاحب مشہور تھے سیر کتب کا بڑا شوق تھا - انکے کتب خانے مین

ایک بہت ہی خوشخط دیوان حافظ تھا جسکی تقریظ سے پایا جاتا تھا کہ لسان الغیب کی وفات کے دو ہی چار برس کے بعد لکھا گیا تھا۔ کسی نامی گرامی خوشنویس کے ہاتھ کا لکھا ہوا ایک قرآن انکے کتب خانے کی جان اور تمام ہندوستان مین مشہور تھا۔ گلستان اور بوستان کی ایسی مطلّا و مذہب جلدین انکے کتب خانہ مین تھین کہ اگر عندلیب شاخسار سحر طرازی حضرت شیخ مصلح الدین شیرازی علیہ الرحمۃ دیکھتے تو عش عش کرنے لگتے۔ انکی روح ضرور وجد کرتی ہوگی۔

حضرت ظہیر فاریابی کا دیوان فصاحت عنوان اس زمانے مین بڑی ہی وقت سے دستیاب ہوتا تھا بلکہ وقت سے بھی نہین دستیاب ہوتا چنانچہ یہ شعر بہت مشہور ہے ؎

دیوان ظہیر فاریابی	در کعبہ بدزد اگر بیابی

مگر ان کے کتب خانے مین دیوان مذکور کی دو قلمی جلدین ایسی خوشخط لکھی ہوئی تھین کہ اچھے اچھے یاقوت رقم سواد خامہ سحر ختامہ کے صدقے ہوتے تھے ؎

قطعت می بینم و گرد سواد نامہ میگردم
فدائے جنبش آن دست از نامہ میگردم

شعرا کے نایاب تذکرے اور متقدمین کے دواوین لاجواب انکے کتب خانے مین کثرت سے تھے۔ مذہبی کتابون سے بھی کئی الماریان بھری ہوئی تھین کُل کتابین مجلد تھین۔ اور جلدین مختلف قسم کی اور ازبس خوشنما۔ کُل جلدین پرانے فیشن کی تھین اور قیمتی۔

لیکن انھون نے جانڈو بازی اور نشہ بازی اور بدمعاشی اور عیاشی مین اپنے کو ایسا مستغرق کیا کہ کبھین کا نہ رکھا مطالعہ کتب کا کیا ذکر تھا۔ ایک کمرا نواب صاحب کے آرام کے لیے آراستہ کیا تھا جہین بھی ایک میز اور دو کرسیان تھین اور میز پر دس بارہ کتابین اور قلم دوات۔ اسی طرح کئی کمرے نواب صاحب اور انکے احباب و مصاحبون کے لیے آراستہ کیے گئے تھے نواب صاحب کوٹھی کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور انکے رفقا نے بھی بڑی تعریف کی۔

محسن۔ حضور مکان دیکھکر تو جی خوش ہوگیا۔

نواب۔ سچی مکان کیا درجات بہشت ہین۔

اختر۔ خداوند واقعی طبقات ارم ہین۔

مسخرہ۔ پھر حضور ان دو نوابون پریون کے لیے (قمرن اور نازو کیطرف اشارہ کرکے) بہشت کی ضرورت ہی تھی۔

نواب۔ اب ہم یہان چین سے رہینگے۔

مسخرہ۔ چین جان خوش گذران۔

نواب۔ یہ بنگلے تو ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے ہوا مین لٹکے ہوئے ہین۔

آغا۔ اور لیمپ کس قدر لطف دکھاتے ہین بھائی

نواب۔ معلوم ہوتا ہے کہ ستارے آسمان سے اتر آئے ہین کہ نینی تال کی بہار چلکر دیکھین۔ کیا مقام ہی واللہ۔

چھٹن۔ سچی واللہ ؎

اگر فردوس بر روئے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

دنیا کی بہشت تو یہی ہی-

مہاراج - ہم کچھ اور ہی سوچ رہے ہین - ہم ادہی اودہیڑبن مین ہین -

نواب - آپ بھی کہڑا لیے قبلہ-

چھٹن - دور کی سوجھی ہو گی حضرت -

مسخرہ - آسمان کا زینہ تو نہین ملگیا کہین -

مہاراج - ہم کو یہ فکر پیدا ہوئی ہی کہ اگر ہم کہین بہی گئے اور پہاڑ سے لڑھکے تو کیا ستم ہو جائیگا-

مسخرہ - لاحول ولا قوۃ - یہ کون مشکل امر ہی- ارے بھائی ہوگا کیا- گر پڑے گر پڑے - بس-

مہاراج - کیا مختصر کر دیا ہی آپنے ماشاء اللہ حضرت آغا- گویا گرنا ان کے نزدیک کوئی بات ہی نہین ہی-

مسخرہ - حضور آخر ہوگا کیا - ہاتھ پاؤن ٹوٹ جائینگے نا پھر ٹوٹ گئے ٹوٹ گئے - مانگے کے تو نہین ہین-

آغا - ہمکو تو ہنسی یہ آتی ہی کہ ہمارے حضور کو بھی کیا دور کی سوجھی کہ اگر پی گئے اور پی کے گرے تو کیا ہوگا-

چھٹن - ارے یار کہان کا جھگڑا نکالا ہی- ذرا جھیل کو تو یہان سے دیکھو- کیا لطف دکھاتی ہی واللہ-

نواب - حضرت یہ تو قدرتی بہار اِس قابل ہی کہ انسان لوٹ ہو جائے مگر اس جھیل نے واقعی جان ڈال دی ہی-

اختر نے قطع کلام کر کے کہا پیر و مرشد سیر کہسار ہو تو ضرور ہی کہ ساغر مشکبار ہو - اس سے بڑھکر نعمت عظمیٰ انسان کے لیے اور کیا ہی- مگر ہان اِسکے ساتھ ہی معشوق چست و چالاک شوخ و بیباک ہو اور عشق پاک ہو بے بادۂ جان بخش و جام گلفام سیر کہسار کا لطف کیا- اودی گھٹا اور ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا مین شراب ناب کا جام آب حیات کی خاصیت رکھتا ہی یہی مقام تو شراب پینے کا ہی- شراب گلفام ہو اور دلارام ہو مسخرے نے اِنسے اتفاق رائے کر کے کہا- غلام نے عرض کیا ہی کہ ؎

وہ محفل بیرنگ جہان بادہ نباشد
وہ بادہ بے لطف جہان بادہ نباشد

گر بادہ ہو تو مستی مہاراج بلی کی سی - اسپر منشی مہاراج بلی جیسا کو غصہ آگیا- سنو نواب یہ ٹکڑگدے مسخرے جو تمھارے ساتھ ہین اِنکو بھائی صاحب سمجھا دیجئے اب یہان ہم آپ پردیس مین ہین - یہان مل جلکے رہنا چاہیے نہ کوئی لڑائی جھگڑا مول لین - اتنا ذہن اقدس مین رہے-

نوابصاحب مسکرانے لگے - مگر آغا صاحب نے جواب دیا کہ حضرت یہان اسلیے نہین آئے ہین کہ مہذب بنین بلکہ اسلیے آئے ہین کہ ہنسین بولین لطف اٹھائین - دو گھڑی غم غلط کرین- اگر آپکی بادہ کی کسی نے تعریف کی تو بُرا کیا ہجو کرین کیا آپ اپنی بیوی کو ہجو کے قابل سمجھتے ہین - کچھ غور کر کے فرمایا بھائی صاحب سچ تو یون ہی کہ ہمنے اتنی صفتین ایک عورت مین نہین دیکھین خوبصورت ایسی کہ یہان ایک نہ ہوگی حسن کیا ہی خدا کی شان ہی بس شان خدا کی ہی- وہ جو یہ ہائی آپ نے دیکھی تھی بس جوانی مین انیجانب کی بیوی بھی ایسی ہی

ہونگی اور ہونگی کیا معنی یقینی ہی۔ گال ایسے سرخ تھے جیسے انار کا دانہ۔ اور ہونٹھ ایسے لال لال جیسے شہاب۔ آنکھین نشیلی رسیلی کٹیلی۔ رسیلی متوالیون نے جادو ڈالا۔ اور نشیلی متوالیون نے جادو ڈالا جادو ڈالا اے رسیلی متوالیون نے جادو ڈالا۔ منشی مہراج بلی اپنے کو بڑا خوش گلو سمجھتے تھے اور ادھر مسخرے نے اسطرح گردن ہلا ہلا کر وجد کرنا شروع کیا کہ اور بھی بنگئے ممن اور اختر نے بھی انکو چمکا دیا۔ نوابصاحب بھی تعریف کرنے لگے پھر کیا تھا۔ اب تو گلا پھاڑ پھاڑ کر گانا شروع کیا اور ہر مقام پر اپنے آپ ہی وجد کرنے لگے۔

مسخرہ۔ حضور ایسا دیکھا گیا ہی کہ مرد یا عورت خوش گلو ہی تو واقفکار نہین۔ اور اگر واقفکار ہی تو خوش گلو نہین۔ یہ نہین دیکھا گیا کہ خوش گلو بھی ہو اور علم موسیقی سے بھی واقفیت رکھتا ہو۔ یہ بات منشی مہراج بلی صاحب ہی مین دیکھی۔ بہت مشکل بات ہی۔

ممن۔ حضور کیا گلا پایا ہی کہ واہ وا ہی وا۔

نواب۔ اس کو خدا کی دین کہتے ہین میان ممن صاحب۔

ممن۔ کیا شک ہی خداوند۔ برسون ریاض کیا ہوگا حضور۔

مہراج۔ ارے نہین یار۔ کیسا ریاض۔ برسون گاتا ہی نہین۔

مسخرہ۔ اس کا تو حضور کسی گنوار ہی کو یقین آئے گا۔ ہان۔

مہراج۔ (مسخرے کے سر پر ہاتھ رکھکر) بھائی کے سر کی قسم۔

مسخرہ۔ تعجب ہی حضور۔ یہ معلوم ہوتا ہی کہ برسون کا ریاض کیا ہوا ہی۔

منشی مہراج بلی صاحب نے پھر اپنی بیوی کی تعریف شروع کی۔ فرمایا۔ کھانا ایسا پکاتی ہین کہ بایدو شاید۔ دودھ کی روٹی۔ دہی کی روٹی۔ بانس کا اچار۔ گنڈیری کا اچار۔ نکوری کا مربا۔ مین کیا کیا تعریفین کرون۔ بھونی کھچڑی وہ پکتی ہی کہ عالمگیر بھی انگلیان چاٹتے اور انکے نام خط لکھتے کہ کھچڑی برائے شما در زمستان بیاد می آید۔ الحق کہ قبولی پلاو بھی رسد زیادہ کیا تعریف کرون۔ اور گانا اگر سنئیے تو مجکو بھول جائیے۔

دو چار چیزین تو انکے حصے کی ہین۔ ایک تو کروندے کی چھیان چھیان۔ دوسری ڈلائے جا دنبیان۔ ارے جیو ڈلائے جا دنبیان۔ اور بہاگ تو انکا واقعی حصہ ہی۔ بہاگ اور بہاگڑے مین کوئی انکا مقابلہ کر سکے کیا مجال مگر آستائی ہائے ہائے۔ ارے یار لوٹنے لگو۔ پکا گانا بھی گاتی ہین اور ٹھمری ٹپا بھی۔ علم موسیقی پر تو حاوی ہو گئی ہین۔

مسخرہ۔ کیون صاحب بھلا صادق علیخان سے تعلیم پائی ہی یا حیدر علی خان سے۔

مہراج۔ آپ کی ایسی تیسی۔ جھک مارتا ہی مردک۔

آغا۔ یہ تو خواہ مخواہ کی خفگی ہی خداوند نعمت۔

نواب۔ بیشک۔ اسے بھی پوچھتے ہین کہ کس سے تعلیم پائی ہی۔ آخر کسی نہ کسی ہی سے سیکھا ہوگا پھر صادق علی خان اور حیدری خان سے بڑھکر اور کون ہی۔

مہراج۔ سیکھنا کیا معنی۔ سنتے سنتے گانے لگین
مسخرہ۔ ماشاء اللہ طبیعت دار معلوم ہوتی ہین۔
نواب۔ طبیعت داری ہین کیا فرق ہی جناب۔
مسخرہ۔ کیون منشی مہراج بلی صاحب ہم جانتے ہین آپکی بیوی ناچتی بھی خوب ہون گی۔
مہراج۔ (آگ ہوکر) خدا تجھکو غارت کرے سور ابے کہین شریف زادیان بھی ناچتی ہین۔ نامعقول
مسخرہ۔ قبلہ جو شریف زادیان بجا گاتی ہین وہ ناچتی تھرکتی بھی خوب ہین۔ ہم سمجھ گئے آپ لاکھ جھوٹ بولیے۔ بندہ کب مانتا ہی۔ (نوابصاحب کیجانب مخاطب ہوکر) حضور سمین شک نہین کہ کالکا بندہ سے انھون نے ناچ ضرور سیکھا ہوگا۔

یہ فقرہ سنتے ہی منشی مہراج بلی صاحب فرش سے اٹھ کھڑے ہوے اور آدمی سے کہا باندھو اسباب اور چل سرا۔ اب ہم اس منحوس اور کم بخت صحبت مین نہین رہین گے۔ اگر کوئی دوسر کہتا تو کھود کے دفنا دیتا مردود کو۔ نوابصاحب اور آغا صاحب نے تو تھمبو کر کے ذرا سمجھانا چاہا تو مسخرے کیجانب بگڑ کر آپنے فرمایا۔ بشنواے مسخرۂ ناہنجار کہ اگر بار دوم از من نابکار اینقدر مذاق بھونڈا ناشنودنی خواہی نمود فرق آواز تیغ سطوت خویش جدا دوتا ہم خواہم نمود کہ گفتہ اند ع۔ دست بگیر دستم شیر تیز

برسر این کوہ کہ فلک پیش او کاہ ست اور عرش برین بمقابلہ او خس وخاشاک۔ این مجادلہ کردن خلاف تجربہ ست کہ این کوہ سرا پا بہار کہ سدا بہار ست برای این خالق ما دشما و ہر دو جہان آفرینش کردہ کہ ہر ہمہ از ین کوہ فائدہ بردارند و آب وہوا را ذریعۂ ترقی جسمانی قوت مقصود شوند۔ و از آب خنک کہ سردی را باد وگرمی را اعتدال ہست ہر رگ جسم را خواہان و غذا دہند کہ ترقی جسم و خون تولید اینان را میگوید۔ کہ خالق دو جہان را سرایند۔ ع۔

| نعمت ست بعد زوال |

گو منشی مہراج بلی صاحب کی یہ مجذوبانہ بڑ ایسی نہ تھی کہ لوگ سمجھتے اور ہنسی کو ضبط کر سکین مگر چونکہ اسوقت منشی مہراج بلی صاحب بہت بگڑے ہوئے تھے لہذا ادا اور رقصہ گر لوگون نے ہنسی کو بہت ضبط کیا۔ اور مسخرے نے جان بوجھکر گردن نیچی کر لی۔

نواب۔ اچھی قابلیت فارسی مین ہی منشی صاحب کو
ممن۔ حضور بلبل چہک رہا ہی۔
چھٹن۔ لکھتے تو اور لوگ بھی ہین مگر بول نہین کوئی سکتا۔
آغا۔ صاحب یہ خوب نویس ہین۔
مرزا۔ حضور بیان اور زیادہ بولینگے۔
نواب۔ یہ یہان پر کیا فرض ہی۔
مرزا۔ حضور واقعی یہان زیادہ بولینگے۔
مسخرہ۔ چھینٹا پڑے بولینگے ہمارے حضور
مہراج۔ (مسکرا کر) بڑا مسخرہ ہی۔
مسخرہ۔ سرکار بڑے تو حضور ہین۔
نواب۔ بس اب جاہے جسقدر سا دکھی آوے اب یہ نہ برا مانینگے۔
مسخرہ۔ خوب آدمی ہین صاحب۔ واللہ خوب

آدمی ہین۔
آغا۔ مگر اسوقت بہت ہی بگڑے تھے۔
نواب۔ مین نے بھی کیسے پچھاڑے دیئے۔
مہراج۔ سر کچی گالیان دیتا ہے یہ۔
نواب۔ بس یہی تو بُرا معلوم ہوتا ہے کہ خواہ مخواہ کو تم بگڑتے ہو ائس نے کیا بُرا کہا تھا۔ اگر ناچ انھون نے سیکھا تو کیا بُرا کیا۔ اسمین گناہ ہی کیا ہے۔ مگر تم عجب قطع کے آدمی ہو۔
مسخرہ۔ حضور غلام نے تو کوئی بات اُنکی عفت کے خلاف نہین کہی تھی۔ مگر آپ کا تو وہی قاعدہ ہے کہ گاہے بسلامے برنجند و گاہے بدشنامی خلعت دہند۔
مہراج۔ بھئی جب کوئی ہم کو بناتا ہے تو ہم کو فی الحقیقت رنج ہوتا ہے اور بُرا معلوم ہوتا ہے۔
چھٹن صاحب نے کہا کہ اس جھگڑے کو اب دور کرو اور پہاڑ کو دوربین سے دیکھو۔ آغا صاحب اور نواب صاحب نے رائے دی کہ اب اسوقت کھانا کھا کر سو رہو۔ کل سے پھر پہاڑ کی سیر کے سوا اور کون کام ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد آغا صاحب اور سیان اختر اور محسن اور نواب چھٹن صاحب نے شغل میکشی کیا اور جب سرور گھٹے تو نواب صاحب کے ساتھ سب نے بیٹھکر کھانا کھایا۔ نوابصاحب کے حکم اور آغا صاحب کی تجویز کے مطابق اسوقت صرف پلاؤ اور بورانی اور تلی اروی کی قتلین اور درجہ ادنیٰ کے ہمراہیون کے لیے دال اور قلیہ اور چپاتیان۔ کھانا کھانے کے بعد نوابصاحب بی قمرن کے کمرے مین گئے اور مزے مزے سے باتین ہونے لگین۔
قمرن۔ واہ رے نینی تال۔ جی خوش ہوگیا۔
نازو۔ بہشت ہے نینی تال بہشت ہے۔
قمرن۔ اب تو نواب یہان ہی رہو۔
نازو۔ میرے اچھے نواب یہین رہا کرو۔
نواب۔ ہمارا جی خوش ہوگیا کہ قمرن نے نینی تال کو بہشت کا نمونہ بنایا۔ واللہ جی خوش ہوگیا۔
قمرن۔ اب ہم اپنے دل کا حال کس سے کہین۔
نواب۔ قصد ہے کہ یہان ایک کوٹھی خرید لین۔
نازو۔ ایسی ہی کوٹھی خریدو۔ نہ بہت اونچی پہاڑ پر نہ بہت نیچی ہو۔ ہے ہے مین جب اس چوٹی کی طرف دیکھتی ہون تو مجھے بڑا ہی خوف معلوم ہوتا ہے۔ آسمان سے باتین کرتا ہے۔ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کا بھی باپ۔
اتنے مین نواب صاحب کے دوست یعنی سیٹھ جی کا ایک اہلکار آیا۔ نواب صاحب کو اطلاع دیگئی باہر آئے۔ اہلکار مذکور نے سلام کیا۔ کہا سیٹھ جی تو شکار کو گئے ہین مگر کل صبح کو آجائینگے۔ حضور کو جس شے کی ضرورت ہو حکم دین۔ نوابصاحب نے سیٹھ جی کا شکریہ ادا کیا۔ کہا ہمکو کسی شے کی ضرورت نہین ہے جھاڑو تک موجود ہے۔ دو آدمی تعینات ہین۔ فرش و فروش اسباب جھاڑ کنول شیشہ آلات میز کرسی دنگل و مسہری پلنگ وہ کون شے ہے جو نہین ہے اہلکار نے عرض کیا۔ حضور سرکار نے تو کھانے کا بڑا سامان کیا تھا حضور کے داروغہ صاحب نے کہا کہ آج اسقدر سامان کی ضرورت نہین ہے جو حکم دیا وہ پکا۔ اب کل

ہماری راے سے کھانا پکے گا۔ سیر صاحب کو حکم دیا گیا ہی۔ یہ کہکر اہلکار مذکور رخصت ہوئے اور نواب صاحب اپنے احباب مین بیٹھے۔

آغا۔ ارے میان قمرن اور نازو کو بھی یہین بلوالو۔

نواب۔ بھئی بک بک مین ترمکا ہو جائیگا۔

ممن۔ تو حضور رات اپنی ہی۔

آغا۔ ہان ہان جی۔ یہان بھائی صاحب دن کو تو کیجیے رات اور رات کو کیجیے دن۔ آیا ذہن اقدس مین۔

نواب۔ اچھا پھر جو دوستون کی صلاح ہو۔

بی قمرن اور نازو بلوائی گئین۔

آغا۔ سچ کہنا بی نازو شہر مین یہ بات کہان نصیب تھی بھلا کوئی سمجھ سکتا ہی کہ پہاڑون کے قیام سے انسان کو کیا لطف حاصل ہوتا ہی۔ واہ رے موسم کیا خوشگوار موسم ہی۔ فصل گل اور فصل بہار دونون کو اس سیر سے نثار کرون۔

خوش آمد ابر و زان خوشتر نباشد
کہ در دستم بجز ساغر نباشد

اختر۔ دستم کی ایک ہی ہوئی۔ ہان دستت کیون کہین۔

نواب۔ ارے یارو۔ کسی کے ساتھ دیوان حافظ بھی ہی۔

اختر۔ حضور اس کمرے مین منجملہ اور کتابون کے دیوان حافظ بھی ہی۔

نواب۔ میان جلو۔ کل سے گانا کھانے کیوقت سنایا کرو۔

جلو۔ بہت خوب حضور۔

ابر ست و موسم گل ساقی بیار بادہ
ہنگام گل کہ دیدست بے مے قدح نہادہ

نواب۔ اہاہاہا۔ بے مے قدح نہادہ۔

ممن۔ حضور اسیمن میان جلو بھی یکتا ہین۔

نواب۔ کیا شک ہی۔ ہم اپنی سرکار مین ایسے ویسے کو تو رکھنا ہی نہین چاہتے ہین۔ یہ ہو فرد ہو۔

ممن۔ اور اپنے فن مین اختر بھی یکتا ہین۔

نواب۔ کسی سرکار مین اتنا بڑا زبردست شاعر نہین ہی۔

اختر۔ (آداب عرض کرکے) حضور کی قدردانی ہے۔ کیون

آغا۔ واقعی اچھا کلام ہی۔

اختر۔ خداوند خلام کو شعر شاعری سے کیا سروکار ہی۔

نواب۔ اب اسوقت کسی اور رئیس کے دربار مین ان کا جواب دینے والا شاعر نہین ہی۔ اور نہ اتنا بڑا محقق فارسی کا ہی کوئی۔ اور پھر کلام مین عجب سلاست ہی واللہ۔ سحبان وائل ہین اپنے وقت کے۔ کوئی انکا مثل ڈھونڈھ تو دے

ممن۔ حضور بجا ہی۔

آج بے مثل ہو سخن مین نسیم
چار دن مین مثل سمجھ لین گے

اے خداوند ان سے کہیے کہ پہاڑون کی شان مین کچھ فرمائین واللہ بڑا لطف ہوگا۔ کہ آبشارون اور پہاڑون کی شان مین کچھ منظوم کرین۔ شب کو بڑی دیر کے بعد سب نے آرام کیا صبح کو اٹھے تو موسلا دھار مینھ برس رہا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ آسمان پھٹا پڑتا ہی۔ ان سب نے

کوٹھی سے چوطرفہ کے پہاڑون اور کوٹھیون اور بنگلون کو دیکھنا شروع کیا چونکہ پہلا پہل کا واسطہ تھا بڑی حیرت سے کل چیزون پر نظر ڈالتے تھے سب سے زیادہ لطف انکو اسی حال ہوتا تھا کہ جھیل مین چوطرفہ سے پانی بڑے زور سے گرتا تھا ایکبار اس پہاڑ کا ایک چھوٹا سا کونا پھٹ پڑا تھا مگر اس چھوٹے ہی سے کونے نے یہ آفت ڈھائی کہ چار پانچسو آدمیون کو ہلاک کرڈالا۔ وجہ یہ کہ ایک مقام پر پہاڑ شق ہوگیا اور برسون تک اسمین پانی مرا کیا۔ نوبت بانیجا رسید کہ اُس حصے کے آخر تک اندر ہی اندر شگاف ہوگیا اور پہاڑ پھسل پڑا۔ جسقدر کوٹھیان اور بنگلے اور مکان اور آدمی تھے سب کو لیتا ہوا جھیل مین ہو رہا۔ معلوم بھی نہین ہوا کہ وہ مکانات کہان تھے پہلے تو حکام کی یہ راے ہوئی کہ صدر مقام نینی تال سے منتقل کردیا جاے مگر انجینیرون نے یہ تدبیر نکالی کہ پہاڑ کے جو حصے کسی قدر بودے معلوم ہون اور جن پر پانی بہت جمع ہوتا تھا اُنمین آبشار کاٹ دین۔ تاکہ پانی رکنے نہین اور صاف جھیل مین چلا جائے۔

بادل اور مینھ کی یہ کیفیت اُنھون نے پہلے کبھی کاہے کو دیکھی تھی۔ اِس لطف بے اندازہ اور کیفیت تازہ سے یہ بہت ہی خوش ہوئے۔ سب نے سردی کے کپڑے پہن لیے اور نواب صاحب اور نواب چھٹن صاحب نے پوستین پہنین۔

اختر نے جھیل کیطرف اشارہ کرکے کہا حضور وہ دیکھیے وہ صاحب لوگ بجرے پر جا رہے ہین۔

ممن۔ ان لوگون کو برسات مین بھی چین نہین آتا

اختر۔ کتنی اچھی ورزش ہی بھائی صاحب سبحان اللہ۔

نواب۔ اِس ورزش کا کیا کہنا سب ورزشون سے بہتر ہی۔

مرزا۔ حضور کشتی کی گھوڑدوڑ بھی ہوتی ہے بد بد کے۔

چھٹن۔ کشتی مین بڑی دل لگی ہوتی ہی جب دوڑ ہوتی ہی۔

مرزا۔ لاٹھ صاحب جاتے ہین۔ اور تماشا دیکھتے ہین اور جب کوئی کشتی نکل جاتی ہی تو حاضرین تالیان بجاتے ہین اور بندوق داغی جاتی ہی۔ بس معلوم ہوجاتا ہی کہ ایک فریق جیت گیا۔ حضور اب ذرا کھل لے تو پھر دیکھیے گا۔ ہر کشتی پر ایک پری بیٹھی ہوتی ہی۔

نواب۔ چین انھین کے لیے ہی۔ چین ہی چین لکھا ہی۔

ممن کیا شک ہی۔ اسوقت خدائی کا دعوی کرین تو بجا ہی۔

نواب۔ اور لطف یہ کہ کھیلتے بھی ہین تماشا ناچ رنگ بھی دیکھتے ہین کلب مین بھی جاتے ہین ہوا بھی دو دفعہ کھاتے ہین۔ سیر بھی کرتے ہین شکار پر بھی جاتے ہین اور پھر بھی اپنا کام کرتے ہین اور کتابین پڑھتے ہین اور مطالعہ اخبار کرتے ہین۔ اور کتابین بھی تصنیف کرتے ہین اور آرٹکل بھی لکھتے ہین۔

اِس روز تمام دن مینھ برسا کیا۔ ان لوگون نے

گنجفہ شطرنج چوسر سے دل بہلایا مگر طبیعت پریشان تھی کہ یا خدا ذرا کھلے تو ہوا کھائین۔ لطف اُٹھائین۔ مگر مسخرہ کہتا تھا کہ مینہ برسون کا نہ آج ہی برسونگا اور اس زور سے بارش ہوئی تھی کہ الامان۔ انھون نے اس زور کی بارش کم دیکھی تھی۔

مہراج۔ بی نازو جان صاحب ذری ادھر آئیے۔

نازو۔ اے دُر موئے۔ تیری جان صاحب چولھے مین جائے۔

مہراج۔ بے رحمی! ہائے وفا نہین دنیا مین۔

نازو۔ تیری جان کہین چرخہ کات رہی ہوگی۔

مہراج۔ اور تم نہین ہو۔ یہ ظلم ڈھاتی ہو۔

نازو۔ اے دُر ہو پڑے مرے مین آئے۔

آغا۔ ان دونون مین جب چلتی ہی تو بڑا مزہ آتا ہے۔

مسخرہ۔ حضور مگر منشی مہراج بلی صاحب کا سا عاشق زار بھی نہ کوئی ہوگا۔ اول تو بے حیا بے شرم جوتی خور ہے۔

مہراج۔ (بہت بگڑ کر) پہلی خطا دوسری خطا۔ نازو بی۔ کچھ اور کہنے کو تھے کہ مسخرے نے یون جواب دیا۔

مسخرہ۔ تو عاشقی کر چکے بس۔ سنا نہین ؎

عاشقان کشتگان معشوق اند	برنیاید ز کشتگان آواز

مہراج۔ ارے لاحول۔ تمہارا یہ منشا تھا۔ بھائی صاحب چاہے جوتے مارین چاہے وہین لگائین بی قمرن۔

قمرن۔ کیا کچھ سٹری ہوا ہی سودا ہی کاٹے۔ ہمارا نام کیون لیتا ہی شامتین آئی ہین۔

مہراج۔ بی بی زبان سے نکل گیا۔ معاف کرو۔

نازو۔ تو مین وہین اور چپتین لگاؤن نہ پھر۔

مہراج۔ (ٹوپی اتار کر) سر حاضر ہی۔

نازو۔ لاؤ تو جوتا۔ لکڑ توڑ جوتی ہو۔

مسخرہ۔ کسی گورے سے لو۔ تو بجانے کا ہو۔

مہراج۔ تم ہیر بوٹے جی۔ کیون صاحب۔

مسخرہ۔ حضور مار ڈالیے مگر یہ زبان نہ رہیگی۔ چاہے جو ہو مگر یہ ہنسی کی باتین اسلیے کہتا ہون کہ بی نازو خوش ہوجاتی ہین اور خصوصاً جب آپ پر پھبتی ہوتی ہی تو اور بھی زیادہ خوش ہوتی ہین اب مین کیا کرون۔

مہراج۔ نازو کے تو غلام ہین ہم۔

الغرض اُس روز شام تک پانی برسا کیا اور نواب صاحب باہر نہ نکلنے پائے۔

کاٹھگودام سے تار آیا تو بیگم صاحب کے دل کو قرار آیا

نواب صاحب کو نینی تال مین پہونچکر اب ذرا کوٹھی مین پہاڑ کی بارش اور لطف چشمہ سار اُٹھانے دیجیے اور اب ذرا بیگم صاحب بیچاری کا حال سنیے کہ جس شب کو نواب نامدار روانہ نینی تال ہوے نواب نادر جہان بیگم ازبس بیقرار تھین دل ہی دل مین دُعا مانگتی تھین کہ یا اللہ خیر و عافیت سے واپس آئین۔ جسطرح پیٹھ دکھائی ہی اُسی طرح منہ بھی دکھائین۔ ان کو نواب صاحب سے معمولی اُلفت سے کہین زیادہ

محبت تھی - اور اِنکی دم بھر کی جدائی بھی بہت ہی
شاق گذرتی تھی - برس بھر تک تو نواب صاحب
عزم ہی کیا کیے جانے کا اتفاق نہ ہوا - آخر کار
جب بیگم صاحب کی بخوبی تسلی ہوگئی کہ یہ سفر
خطرناک نہین ہی تو اُنھون نے ٹھان لی کہ ضرور
جاؤنگا اور سامان کرکے مصاحبون کو ساتھ لیکر
روانہ ہوئے - وعدہ کر گئے تھے کہ بریلی اور
کاٹھ گودام سے اپنے پہونچنے کا تار بھیجونگا - بریلی
مین چاء پانی اور ریل سے چڑھنے اُترنے مین
اِس قدر وقت نہ ملا کہ تار بھیجے - کاٹھ گودام
سے البتہ تار بھیجا کہ ہم مع الخیر داخل کاٹھ گودام
ہوے اور اب نینی تال روانہ ہوتے ہین -

بیگم صاحب کو شب کو نیند نہین آئی - ذرا
آنکھ نہین جھپکی - دل بہلانے اور وقت کاٹنے
کے لیے اُنھون نے پچیسی کھیلی - کبھی گنجفہ کھیلا -
مگر ہر پھیر کے نواب یاد آتے تھے چونکہ سنجیدہ
رئیس زادی تھین اُنھون نے اپنے دردِ دل
اور بیتابی و بیقراری کو بہت چھپایا اور بڑا ضبط
کیا - مگر شب بیداری صاف اسپر دال تھی کہ
نوابصاحب کی مفارقت کا اِنکو بڑا صدمہ ہی -
لاڈو اور نبو اور مغلانی اِنکو باتون باتون مین
سمجھاتی تھین اور یہ بات کو ٹال دیتی تھین -
کہ ہان ہان کیا مین جانتی نہین ہون کہ مرد
سیر اور تفریح طبع کے لیے جاتے ہین - کوئی
شکار پر مہینہ دو مہینے رہتا ہی - کوئی ہوا کھانے
پہاڑ جاتا ہی - جو نوکری پیشہ ہین وہ برسون
گھر سے جدا رہتے ہین اور یہ پہلا ہی مرتبہ نہین ہی
کہ ہم سے نواب جدا ہوئے ہین -

گو کہنے کو تو یہ کہتی تھین مگر دل بیچین تھا کیونکہ
یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ نواب صاحب پہاڑ کے سفر کو
گئے تھے اور لوگون نے اِنکو ڈرا بھی دیا تھا یہ
خدا سے دعا مانگتی تھین کہ کہین جلد تار آئے تو
جان مین جان آئے - اتنا معلوم ہو جائے کہ
نواب خیر صلاح سے پہاڑ پر داخل ہوگئے سویرے
کے وقت اِنکی آنکھ ذرا لگ گئی تو خواب دیکھا کہ
نواب صاحب پہاڑ پر ناچ دیکھ رہے ہین اور یہ
اِنکے ہمراہ ہین اور بشیر الدولہ اِنسے اشارے سے
کہہ رہے ہین کہ ہمارا حال نواب سے نہ کہنا اتنے مین
اِنکی آنکھ کھلی تو لاڈو سے اُنھون نے یہ بیان کیا

لاڈو - حضور اللہ کرے خیر صلاح سے پہونچ
جائین تو ہم اب کی جمعے (جمعہ) کو سید جلال کا
کونڈا کرین گے -

بیگم - اپنے اپنے خیال کے موافق سب نذر
نیاز کرتے ہین -

مغلانی - حضور یہ سب اِس موئے ممن کی
شرارت تھی -

لاڈو - اے ہے یہ تم کیا کہتی ہو بوا - ممن کی تو
جان کھسکتی ہی پہاڑ جاتے ہوئے یہ مرزا نے کہہ کے
پہاڑ پر بھجوایا -

بیگم - میرا بس چلے تو موے کا کورے استرے
سے سر منڈاؤن

مغلانی - حضور یہ ہونڈی کاٹے تو اپنے ادھی کے
فائدے کے لیے رئیسون کی آبرو پر پانی پھیر دین -
ب - ممن کا تو نواب کے دربار مین سکندر نصیبا ہی

مغلانی۔ بس حضور یہان کے شہزادون مین ایک وہ چھٹنے والے تو راہ چلتے ہین دیکھ بھال کے۔ باقی تو اور سب لکھ لٹ ہین۔

ب۔ کیون منے مرزا انہین دیکھ بھال کے چلتے ہین۔

مغلانی۔ اوئی حضور نے کس کا نام لیا۔ اے وہ تو مکھی چوس ہین۔

ب۔ کون؟ منے مرزا۔ الیو اور سُنو۔

مغلانی۔ اے بیگم صاحب آپ کے نمک کی قسم ایک جھنجھی تو خرچتے نہین کہ جھنجھی خرچین کوئی بھوٹی کوڑی تو اُنسے لے لیجے۔

لاڈو۔ دلی تو اللہ نے دیا ہی ہماری بیگم صاحب کو

مغلانی۔ کیا بات ہی۔ بیگم صاحب بڑی فیاض ہین۔

لاڈو۔ کیا کہنا ہی۔ بیگم صاحب کی فیاضی مشہور ہی

ب۔ اب تو کہین نواب کا خط آئے تو ہمارے کلیجے مین ٹھنڈک پڑے۔

مغلانی۔ اللہ کرے آج ہی آئے۔ دت جگا کیجیے گا۔

ب۔ ضرور۔ ایسی بات ہی بھلا۔

مغلانی۔ حضور کو خود ہی جانا چاہیے تھا۔

ب۔ اب ہم بھلا پہاڑ پر کہان کہان ساتھ رہتے بی مغلانی لوگ ہنستے کہ نواب پہاڑ پر بھی جانے لگین۔ یہی تو خرابی ہی نہین ہم بھلا کب چوکنے والے تھے۔ اور سنا وہ موئی ساتھ لگی ہی۔

مغلانی۔ اے نہین۔ یہ لوگون نے باندھنو باندھا ہی ایسے کیا نواب صاحب کچھ وہ ہین۔ وہان بڑے بڑے صاحب لوگ رہتے ہین۔ اس موئی چوڑی والی کو وہان بدنامی کے لیے ساتھ لیجاتے جگت ہنسائی رسوائی کیلیے۔ یہ کہا کس نے کہ قمرن ساتھ گئی ہی ہمکو تو یقین نہین آتا حضور۔

بیگم صاحب سے تھوڑے فاصلے پر جا کے لاڈو اور نبّو مین آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی۔ نبو نے کہا۔ رہ گئین نا منہ دیکھ کے۔ پچھلے سے منہ۔ ہم جو کہتے تھے وہ مانتین تو آج نصیبا سکندر ہوتا بیگم صاحب بنکے راج کرتین۔ اور نواب ہاتھ جوڑتے رہتے۔ یہ امرن قمرن ایک موئی گھٹنے پاتی مگر تمنے ہمارا کہنا کیا ہی نہین۔ ہم اسکو کیا کرین ہاے بڑی بُرد گئی ہاتھ سے۔ اور یون دال دلیا کھانیکو سبھی کو ملتی جاتی ہی۔ مگر مین نے وہ بات سوچی تھی کہ تم بیگم بنکے رہتین۔

لاڈو نے تھوڑی دیر ذرا غور کر کے جواب دیا اے تو نہین ہمارا کیا قصور ہی۔ نواب ریجھے ہوے تو تھے ہی ہمپر۔ نظر انکی ہمپر پڑتی تھی ہی۔ ہم کیا اُنکے ہاتھ جوڑتے پاؤن پڑتے نبو بولی ہمنے تم کو سمجھا دیا تھا کہ نواب جب تم کو گھورین تم آنکھین لڑا کر نیچی نگاہ کر لینا۔ اس لگاوٹ بازی سے انکے کلیجے پر سانپ لوٹنے لگتے ہم نے لکھو کھا روپیے کی باتین تمکو بتائین مگر تم نے ذرا خیال نہ کیا۔ کسی بات پر تم نے دھنیان ہی نہین کیا۔ تم کہنے لگین کہ مین چاہون تو نواب صاحب ڈھب پر نوآجائین مگر بیگم کو کیا منہ دکھاؤنگی۔ دیوانیون کی سی باتین کرتی ہو۔ مزے سے بیگم صاحب بنی رہین۔ نواب خرد محل کہلائین اور اُلٹا ہم کو

ڈانٹتی ہین کہ بہن تم ہمکو بناتی ہو۔

ناظرین کو یاد ہوگا کہ نذیر نے جب دیکھا کہ لاڈو پر نواب ریجھے ہوئے ہین اور اب کچھ گل کھلا ہی چاہتا ہی تو لاڈو کو وہ پٹی پڑھائی کہ بیگم صاحب کی نظرون سے بھی گر جائے اور ادھر جاکے بیگم صاحب سے یہ کہدیا کہ حضور لاڈو نواب اترا چلی ہی۔ ہمکو تو ڈیپے بڑے دعوے ہین اور نواب صاحب [illegible] جو اسکو ذری منہ لگایا تو لبس سر چڑھ گئی۔ اب مین ہی مین ہون کہتی تھی کہ کس سے ایک اٹھوائے مین اگر نکاح نہوا تو منہ نہ دکھاؤن اب عقد ہوا داخل ہی۔ مین مارے ڈر کے عرض نہین کرسکتی تھی۔ اتو حضور وہ غزلین یاد کرتی ہین۔

اثر ایسا کہانسے نالۂ شبگیر مین آسے
کہ جس سے فرق جور آسمان پیر مین آسکے

اتنے مین مصحفی خانم آئین۔ یہ کیا سنتے ہین آیا ہی۔ یہان سب مین افواہ اڑی ہی کہ نواب اور بیگم مین جھگڑا ہوگیا اور بیگم نے نواب کو نکال دیا۔ مین ایک ایک سے لڑتی ہون کوئی مانتا ہی نہین۔ کہتے ہین کہ بشیر الدولہ سے کچھ شک ہوا اسپر نواب بھاگ گئے۔

نواب نادر جہان بیگم نے مسکرا کر جواب دیا تم کاہے کو سب سے لڑتی ہو جتنے منہ اتنی باتین۔ مجھے تو روتے روتے اتنا وقت گذرا۔ میری مرضی کے تو خلاف تھا۔ مجھ سے لوگون نے آن کر کہا کہ پہاڑ کا رہنا اچھا نہین ہوتا۔ مین تو ہاتھ جوڑتی تھی کہ تم نہ جاؤ۔ تب تو مصحفی خانم بولین کیسا پہاڑ! کیا پہاڑ پر گئے ہین ہم نے تو سنا تھا خفا ہوکے نکلتے چل دیے کیسے کیسے جھوٹے جمع ہین۔

ب۔ جسکا جی چاہے وہ کہے ہم کو کیا۔

مصحفی۔ کہنے دو لوگون کو۔ کہتے ہین تو کہین۔

ب۔ مین نے تو پہلے ہی سے یہ ٹھان لی ہی۔

مغلانی۔ حضور یہ تو سوت دشمنون کی باتین ہین بھلا کیا مرد گھر ہی مین گھسے رہتے ہین۔ باہر نہین سیر کو نہین جاتے نواب صاحب۔ اگر پہاڑ گئے تو کیا برا کیا۔ کیا مرد کے قید ہی ہوتی ہی۔ کچھ خدا نخواستہ بدھوے تو ہوتے نہین کہ کہین جائین نہین آئین نہین۔ اور ان لوگون کی نہ کہو جو خواہی نخواہی کسیکی بدی کرتے ہین۔ اور بدی کی تہمت لگاتے ہین۔

لاڈو۔ حضور تار ابھی نہین آیا۔ یہ کیا؟

نبو۔ وعدہ تو کر گئے تھے نواب صاحب۔

مغلانی۔ اب پہونچ تو لین۔ تار بھی آئے ہی گا۔

اتنے مین دربان نے مہری کو آواز دی "تار آیا ہی"

لاڈو مہری تار آیا ہی۔

لاڈو۔ اے تو کہنے ہی کی دیر تھی تار آگیا۔

نبو۔ پڑھواؤ کسی سے۔ داروغہ کو دو۔

لاڈو۔ داروغہ محمد حسین سے کہو تار کو پڑھوائین۔

دربان۔ پڑھوا چکے ہین۔ سرکار کاٹھ گودام پہونچ گئے ہین۔

ب۔ چلو شکر ہی۔ کاٹھ گودام تک پہونچ گئے۔

لاڈو۔ وہ کہان ہی حضور۔ دھر پہاڑ؟

ب۔ کاٹھ گودام تک ریل جاتی ہی۔ وہان سے تین چار انتہا پانچ گھنٹے کا راستہ ہی۔ کوئی تین ساڑھے تین گھنٹے تو تانگے پر جاتے ہین اور باقی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ گھوڑے یا ہوادار پر۔

مغلانی۔ چلو اتنا اچھا ہوا کہ مصحفی خانم کے سامنے ہی تار آگیا۔ اب تو تشفی یقین ہوگیا کہ نواب صاحب لڑائی جھگڑے نہیں گئے ہیں۔

مصحفی۔ اسے جی ہمیں تو پہلے ہی یقین تھا۔

مغلانی۔ اور لڑائی بھڑائی کا تو کوئی ذکر بھی نہ تھا۔

لاڈو۔ نہ نواب صاحب کا مجاز لڑائی جھگڑے کا ہے نہ سرکار کا۔

ب۔ ایک برس ہوا سے تیاری کر رہے تھے کہ پہاڑ جائیں جب باجی جان کے بھائی موچھوں کا کونڈا ہوا تھا۔ مگر بہت سے لوگوں نے کہا تھا کہ پہاڑ پر بڑا خطرہ ہے لوگ گر پڑتے ہیں مر جاتے ہیں۔ ڈوب جاتے ہیں۔ اور نینی تال کا پہاڑ ہو تو ہے۔ اس سبب سے ہم نے انکو نہیں جانے دیا۔ اب انہوں نے ہماری تشفی کر دی کہ لکھو کھا آدمی وہاں رہتے ہیں اور بڑے بڑے صاحب لوگ۔ ڈر کاہے کا ہے۔ جو ڈر ہی ہوتا تو کاہے کو کوئی وہاں جاتا اور ہمیشہ لاٹ صاحب بھی وہیں رہتے ہیں۔ تب ہم نے جانے دیا نہیں تو ہرگز اُدھر کا رخ نہ کرتے۔ اب جسکا جی چاہے وہ کہے۔ کوئی کہتا ہے لڑائی ہوتی ہے۔ اجی یوں ہی سہی۔ کوئی کہتا ہے شیر اور دل سے کیا جانے کیا کیا جھک مارتے ہیں جھک مارا کریں۔

لاڈو۔ مارے حسد کے یہ باتیں مشہور کیجاتی ہیں مگر حسد کرنیوالے کو سدا خوار ہی دیکھا۔

نبو۔ وہ تو حسد کی آگ میں جلا کرتا ہے۔

مصحفی۔ حسد کرنیوالا سدا عمر بھر جلتا ہی رہیگا ہم نے بہت دیکھا ہے کہ جو حسد کرتا ہے وہ آپ خوار ہوتا ہے کسو اور کا نقصان نہیں ہوتا۔ اُس کا آپ ہی نقصان ہوتا ہے۔ اسکا برا ہی مانا کیا۔

بیگم صاحب نے اپنی بڑی بہن عفت آرا بیگم کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ پہاڑ سے تار آیا ہے خیر صلاح ہے۔ لاڈو نے کپڑے بدلے اور بن ٹھن کے چلیں پہلے دربان سے چہل ہوئی پھر بڑے پھاٹک کے سپاہیوں سے ہنسی بولیں۔ یہاں سے تنتی ہوئی چلیں تو راستے میں سیکڑوں آدمیوں سے جگت لڑتی بدتی نواب رونق جنگ بہادر کے مکان پر پہونچی کہا حضور بیگم صاحب نے بھیجا ہے۔ نواب صاحب کا تار آیا ہے خیر یا عافیت سے پہاڑ کے نیچے تک پہنچ گئے اب پہاڑ پر بھی پہونچ گئے ہونگے حضور کو بلایا ہے۔ نواب عفت آرا بیگم جسطرح بیٹھی تھیں اسیطرح اُٹھ کھڑی ہوئیں جلد پالکی لگاؤ۔ دو مہریاں ساتھ بیٹھیں ڈولی پر پردا اختاران اور مہرا اور سپاہی تھوڑی دیر کے بعد نواب محمد عسکری کی ڈیوڑھی پر پہونچی اور عفت آرا بیگم اندر تشریف لائیں۔

ع۔ پہاڑ سے خط آیا۔ خط کیسی ہوتا۔ وہ تار۔

ب۔ ہاں باجی جان تار آیا کہ کاٹھ گودام تک پہونچ گئے۔

ع۔ اب وہاں سے پہاڑ کتنے فاصلہ پر ہے بہن۔

ب۔ اسے ہوگا کوئی پانچ چھ کوس لیں۔

ع۔ تو تو پہونچ گئے ہونگے۔

ب۔ ہاں۔ مگر چڑھائی ہے شاید دیر لگے۔

ع۔ چلو تسلی تو ہوئی۔

ب۔ کچھ ڈر نہیں ہے باجی جان۔

ع۔ کچھ نہین ڈر کا ہے کا ہی۔

ب۔ لوگون نے خواہی نخواہی ڈرا دیا تھا۔

ع۔ اتنے ہزارہا آدمی ہر سال چلا جاتا ہی جبھی تو اور لوگ صحیح تندرست ہو کے آتے ہین۔ مگر لوگون کی باتون کا کون ٹھکانا۔ واہی تباہی جو جی چاہا بکتے ہین اب کوئی کس کس سے لڑتا پھرے۔

ب۔ کہہ تو گئے ہین کہ ہم تم کو بلا لینگے اور تم کو اور دولھا بھائی کو بھی بلانے کو کہہ گئے ہین۔ اور ہمین یقین ہی کہ بلا لینگے۔

ع۔ ہمارا تو بہت جی چاہتا ہی کہ کہستان تو ذرا ہم بھی دیکھین۔

ب۔ اب وہان سے خط آئے۔ دو ہفتہ تو ہوا ہے تو پھر ہم لکھین کہ ہم کو اور باجی اور دولھا بھائی کو بھی بلا لو۔

ع۔ کل وہ آپا بڑی تعریف کرتی تھی۔

ب۔ ہم سے بھی کہتی تھی۔

لاڈو۔ اے حضور اسی کے کہنے سے تو بیگم صاحب کو تسلی ہوئی۔

مغلانی۔ وہ تو کہتی ہی کہ جو ایک دفعہ پہاڑ جائیگا پھر ہر سال جانے کی خواہش کرے گا۔ ایسی جگہ پہاڑ ہی۔

لاڈو۔ چلیے سرکار اور ہم کو بھی لے چلیے۔

ب۔ ضرور۔ خط وہان سے آئے۔

ع۔ ہمارے یہان تو تیار بیٹھی ہین۔

ب۔ وہ تو اب کی ہی جاتی۔ مگر جاتے جاتے رہ گئی۔

ع۔ وہ مردار بھی تو ساتھ گئی ہی۔

ب۔ اب اسکا کہنا تنک ختم کر دن۔ مگر وہ لونڈی لونڈی ہی ہی وہ اس شرط پر اسکو لے گئے ہین کہ ہمکو ضرور بلا لینگے اور وہ لونڈی بنکر رہیگی۔

لاڈو۔ یہان تو بیگم صاحب پہاڑ کے نام سے ڈرتی تھین اور کہان اب یہ حال ہی کہ خود جانیکا شوق ہی۔

الغرض نواب صاحب کے تار آنے سے بیگم صاحبہ کو تسلی ہوئی اور اب فکر ہونے لگی کہ خود بھی نینی تال کی سیر کرین۔

نئے اور پرانے خیالات کا جھگڑا

گلہاے نو دمیدہ اور میوہ نو رسیدہ سبزہ نوخیز اور باغ آراستہ نونہالان چمن اور سبزان گلشن طیور خوشنوا کی خوش الحانی آب رود بار کی روانی ہوا کی عطر بیزی نسیم عنبر شمیم کی لخلخہ ریزی جھیل کے صاف شفاف پانی کی جھلک اور اس کی لہرون پر شعاع شمس کی چمک آب و ہواے جانفزا اور نظارۂ خوبان خورشید لقا بینڈ باجے کی دلکش آواز اور مجمع بتان طناز نے نواب ہلال رکاب کو نینی تال پر اسقدر مفتون کر دیا کہ انھون نے ٹھان لی کہ گرمی اور برسات کی فصل بھر اسی سرزمین مینو آئین مین برابر مستقامت گزین ہونگے اگر کوئی اُنسے کہتا کیا اب لکھنؤ کا قیام ترک فرمایئے گا کہسار ہی کو صدر مقام بنایئے گا تو جواب دیتے کہ ہم تو سمجھتے تھے کہ۔ ع

کیا حقیقت چرخ کی ہم سے چھڑاے لکھنؤ
لکھنؤ ہم پر فدا ہے ہم فداے لکھنؤ

اور یقین کامل تھا کہ ؎

سُنا رضوان بھی جس کا خوشہ چین ہے
وہ بیشک لکھنؤ کی سر زمین ہے

مگر اب اگر لکھنؤ جاؤن تو نینی تال کے مقابل مین خواجہ حافظ شیرازی کا یہ شعر زبان پر لاؤن۔

چمین قفس نہ سزاے من خوش الحان ست
روم بگلشن رضوان کہ مرغ آن چمنم

حق یون ہے کہ دلکش بہشت و خلد بھی نینی تال ہے اور یہ بیت اسکے حسب حال ہے۔

چہ نینی تال رشک صفت کشور | نسیم خوردہ آبش آب کوثر

اس کہسار کو ہر بار کی شان مین یہ کلام صادق آتا ہے اور ہر شعر چسپان ہو جاتا ہے۔

چہ نینی تال وضع بیمثالش | خداوندا نگہدار از زوالش
کہ نام قند مصری برد آنجا | کہ شیرینان نداد ند انفعالش
مکن بیدار ازین خوابم خدارا | کہ دارم عشرتے خوش با خیالش

ہاے حق یون ہے کہ۔ ع۔ عبیر آمیز مے آید شمالش
اور اسمین بھی شک نہین۔ ع۔ کہ عمر خضر می بخشد زلالش ۔

میان کی عورات حسین و زہرہ جبین اس قابل ہین کہ انسان گھنٹون گھورا کرے۔ اور معاذ اللہ زاہد ملکوتی صفات بھی دیکھے تو انھین بتون کا کلمہ پڑھنے لگے۔

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر
نشہ کا ڈورا بلاے جان ہے اس تلوار پر
شرم سے وہ سرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین
بات بیماری ہو گئی ہے مردم بیمار پر
خوشنما ہے چہرہ محبوب پر زلف سیاہ
عالم آب دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر

آغا۔ یار تم نینی تال پر لٹو ہوے گئے ہو اور ہے بھی اسی قابل واللہ۔

ٹھراج۔ پہلے تو ہم بہت گھبراتے کہ بُری گرمی ہے

نواب۔ آپ تو کہتے ہین۔ خواہ مخواہ جھول لادکے آیا گرمی لگا ہی چاہیے۔

ٹھراج۔ اب ایک بات اتفاق سے ہو گئی بار بار کیون دُہراتے ہو یا جی بنا۔

آغا۔ گریا گیا۔ منیونسپل کمشنر۔ کا ہے واسطے تم لوگ نواب کا دُم تبر بڑے کنے مانگتا۔

قمرن۔ ایسی ہوا تو لکھنؤ مین کرورون خرچ سے بھی نہ ملیگی مین تو لوٹ ہون اسپر۔

ناتھو۔ جو گنا تو کھانا کھاتے ہین اور لبشاش رہتے ہین۔ اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔

ٹھراج۔ بیشک جان من بیشک۔ ع۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد

دو تین ہفتے جو نواب صاحب نے بصد شوق اس مقام طرب مسکن کی سیر کی اور دو چار تربیت یافتہ آدمیون سے ملے اور مختلف امور کی نسبت گفتگو ہوئی تو انکے بہت سے خیالات بدل گئے لکھنؤ کی صحبت اور اپنے اشغال بیہودہ پر نفرین کرنے لگے۔ ہوا کھانے اکثر انھین لوگون کے ساتھ جانے لگے۔ اور گھنٹون انسے سوشل اور پولٹکل امور کی نسبت بحث رہنے لگی ان مین زیادہ تر بابو امر کمار بوس ام اے مسٹر نہال الدین احمد بیرسٹر پنڈت شیوناتھ مصنف۔ اور مولوی محمد علی خان بی اے سے زیادہ تر ملاقات کا موقع ملا۔ اور ان

تعلیم یافتہ نوجوانون کی صحبت نے انکو تھوڑے ہی عرصے مین جانور سے آدمی بنا دیا۔

نواب صاحب خلقی ذکی الطبع اور سلیم المزاج رئیس تھے مگر صحبت بد نے ان کو کہین کا نہ رکھا تھا۔ یہان جو اچھی صحبت پائی اور خوش طالع سے ایسے ایسے پڑھے لکھے اور معزز آدمی ہاتھ آئے اور اُنسے ملاقات اور گفتگو کا عہد و موقع ملا تو آنکھین کھل گئین اور پڑھنے لکھنے اخبار اور کتب کے مطالعے کا شوق پیدا ہوا۔ ایک دوست سے جو اُنھون نے تذکرہ کیا کہ ہم بھی کلکتے کی نمایش گاہ دیکھنے گئے تھے تو اُن سے وہان کی اشیاء غریبہ کی نسبت کچھ سوال کیے یہ بالکل کورے تھے تب اُنسے ان کو ایک رسالہ دیا جسمین نمایش گاہ کے متعلق کل امور درج تھے۔ گو خود کلکتے کی نمایش گاہ دیکھنے آئے تھے مگر بجز نظارہ بازی کے اور کچھ وہان نہین دیکھا تھا۔

ایک روز نواب صاحب نے میان اختر کو بلایا اور کہا آؤ باہم مشورہ کر کے مرزا بندہ حسن کے نام خط لکھین۔ اور اِس مضمون کا خط لکھا وہو ہذا۔

بھائی صاحب برسون سے بہشت اور روضۂ رضوان اور باغ نعیم اور خلد اور فردوس برین اور جنت کا نام سُنا کرتے تھے۔ مگر یہ معلوم ہی نہ تھا کہ بہشت کہان ہے۔ یہ راز تو اب کھلا کہ بہشت لکھنؤ سے دس قدم پر نینی تال کا نام ہے سبحان اللہ سبحان اللہ عجب دلکش مقام ہے۔ خدا کی شان مجسم نظر آتی ہے واللہ روح کو بالیدگی ہوتی ہے۔ فرحت اس مقام کی نوڈی کا نام ہے۔ بہشت اگر نینی تال نہین تو بہشت کا نمونہ تو ضرور ہے۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد	کسے را با کسے کارے نباشد

اور حور و غلمان کی مجسم صورت اگر اسی دُنیا مین دیکھتی ہو تو نینی تال کی عورتین دیکھ لے ایسی ایسی صورتین دیکھنے مین آتی ہین کہ دل قابو سے جاتا رہتا ہے۔ وہ وہ چلبلے معشوق نظر سے گذرے کہ جی بے چین ہو گیا۔

یہان کی آب و ہوا سبحان اللہ سبحان اللہ مردے کو زندہ کر دے اور مریض کے لیے تو یہان کی آب و ہوا اکسیر کی خاصیت رکھتی ہے۔ بخار کے لیے واقعی کونین ہے اول تو عوارض کا نام بھی یہان کوئی نہین جانتا کہ بیماری کہتے کسے ہین اور اگر بیماری ہو بھی تو چٹکیون مین جاتی ہے۔ دور دور سے لوگ یہان اسلیے آتے ہین کہ بیماری نینی تال کی صورت دیکھتے ہی ففرو ہو جائے حکیم نسخے مین ہو الشافی بھی نہین لکھنے پاتا اور مریض چنگا ہو جاتا ہے اِسوقت بندلب جو بیٹھا ہوا قدرت حق کی بہار دیکھ رہا ہے۔

صبر وحشت اثر نہ ہو جائے	کہین صحرا مین گھر نہ ہو جائے
ہجر پردہ نشین مین مرتے ہین	زندگی پردہ در نہ ہو جائے
اے دل آہستہ آہ تاب تسکن	وہ بت آزردہ گر نہ ہو جائے

حق تو یون ہے کہ نینی تال کا لطف اور یہان کی آب و ہوا اور قدرتی بہار اور گل و لالہ اور آب روان کی جھلک کا حال حیطۂ بیان سے خارج ہے۔ اسکی پوری کیفیت لکھنے کے لیے

اچھے زبردست منشی کی ضرورت ہے اور اسکو بھی خدا سے دعا مانگنی پڑیگی کہ۔

خامے سے زبان نکتہ چین روک
رکھ لے مری اہل خامہ مین توک

چوطرفہ پہاڑ اور سلسلہ کہسار ہی نظر آتا ہے۔ جدھر دیکھیے پہاڑ کی اونچی اونچی چوٹیاں ہی دکھائی دیتی ہین سر بفلک کشیدہ اور بیچون بیچ مین ایک جھیل ہے۔ جسکا طول ایک میل ہے اسکے پانی کی جھلک انسان کی روح کے ساتھ وہ کرتی ہے جو مار گزیدہ کے ساتھ تریاق فاروق کرتا ہے۔

افسوس صد افسوس کہ ہمارے احباب لکھنؤ بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھنے کے عادی ہین نخاس کے باہر قدم رکھنا گالی ہے اگر جی کڑا کر کے کبھی چھاؤنی تک گئے تو گویا بڑی کڑی منزل طے کی۔ اپنے حساب سے دنیا دیکھ آئے مگر ع۔

بسیار سفر باید تا پختہ شود خامے

اُن کو کیا معلوم کہ نینی تال کیا شے ہے۔ اسکی ہوا کا لطف وہ کیا جانین جو تازگی بخشتی ہے اور جس سے مردے کے جسم مین بھی از سر نو جان آجاتی ہے کسی شاعر نے اپنے معشوق کے لب حیات بخش کی شان مین کہا ہے ؎

جان تازہ یافت قالب پژمردہ سخن
این طرفہ جنبش لب معجز بیان کیست

یہ شعر اگر ہم نینی تال کو معشوق قرار دیکر اس کی شان مین کہین تو بھی زیبندہ غالب دہلوی نے کلکتے کی تعریف مین لکھا ہے کہ یہان کل اشیا بجز دوائے موت مہیا ہین۔ مگر نینی تال وہ مقام جان بخش ہے کہ یہان دار وے موت بھی بہم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ یہان کی آب و ہوا روح پرور ہے۔ یہان جو شے ہے جانفزا اور فرح بخش اور دلکشا ہے۔

اور یہان کے بتان ماہ سیما اور لعبتان یوسف لقا کے حسن و جمال کا کیا کہنا۔ وہ وہ کافر صورتین نظر سے گزرتی ہین کہ خدا کی خدائی یاد آتی ہے۔

مومن اگر نینی تال آتے تو یہ رباعی کہنا بھول جاتے۔

مومن شوق گناہگاری کب تک	
اے تیرہ درون سیاہ کاری کبتک	
ہان اپنے خدا کو باز آ بہر خدا	
اے دشمن دین بتون کی یاری کبتک	

اسوقت ایک زنکہ پانزدہ سالہ نظر کے روبرو ہے ہائے ستم وائے ستم۔

کشتہ ہون اُنکی چشم فسونگر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعوی اعجاز دیکھنا

وہ پری بصد دلبری مندر کا طواف کر رہی ہے اور یہان جھیل کے کنارے بیٹھے ہوئے گھورتے ہین۔ گھورا گھاری مین تو کسی کا اجارہ نہین ہے۔

بھائی صاحب ہم تو اب یہین کے ہو رہے جنت اور روضۂ رضوان سب کو دور سے سلام ہے۔

مومن خدا کیواسطے ایسا مکان نہ چھوڑ
دوزخ مین ڈال خلد کو کوئے بتان نہ چھوڑ

ان سرکھلے واعظون اور کٹ ملاؤن سے خدا سمجھے کہ دوزخ اور جہنم اور قیامت اور یوم الحساب

اور روز جزا اور بعث و نشر اور خدا جانے کیا الم غلم بک بک کے رندون کو ڈراتے ہین اور اگر بہشت کا ملنا تارک الدنیا ہی ہونے پر منحصر ہی تو بہشت اُنھین زاہدان خشک کو مبارک ہو۔ ع۔ ایسی جنت پڑے جہنم مین + ہم نینی تال چھوڑ کر جنت کیطرف رُخ کرنیوالے کو اپنے حساب کچھ کہتے ہین۔ یہ وہ سعح افزا مقام ہی جہان ایام گل ہر فصل مین جوانی پر رہتا ہی جہان پیری جوانی اور شیب شباب سے بدل جاتا ہی۔ جہان صحت کی فتح اور عملداری ہی شکست ہماری ہی۔ اِس آب و ہوا کے صدقے کہ مریض آیا اور بات کرتے چنگا ہو گیا حق یون ہی کہ یہان کی جھیل نے دنیا مین بہشت کا نمونہ دکھا دیا ہے۔ اور جبھی ہم تو یہی کہینگے کہ۔ ع۔

بہشت اِک باغ ہی دوزخ بھی اِک شرعی وطیرہ ہی

زاہد خشک بہشت اور اعراف کے دم جھانسون مین ہم لوگون کو دنیا کے لطف نہین اُٹھانے دیتے بھائی یہ جھیل واقعی نمونۂ سلسبیل ہی۔ نینی تال کو اِسپر اسی قدر ناز ہونا چاہیئے جس قدر ملاؤن کی بہشت کو کوثر پر ناز ہی یہان صبح کو لوگ عموماً پیدل ہوا کھانے نکلتے ہین۔ صاحبان یورپ مین خواتین مہ پارہ کے ساتھ اور ہندوستانی ٹٹرون ٹٹو اور ساتھ بھی ہوئے تو وہی دیوزاد ریشائیل۔ اِنکی زندگی یہان بھی بے خط ہی۔ دن کو لوگ اپنے دھندے سے لگتے ہین مگر ساڑھے پانچ بجے سے پھر کسی بنگلے مین انسان کی صورت نہین نظر آتی سب ہوا کھانے ہین۔ ادھر بینڈ باجے کی صورت دیکھی گھوڑ دوڑ کے میدان سے آئی اور طبیعت لہرائی کہ چلین جھیل پر۔ اِسکا پانی دو گھڑی دن رہے سے اور بھی سرد اور خنک ہو جاتا ہی اور بیچ کوثر مانا اور لب چشمہ سار کھڑے رہنے سے اور بھی سردی معلوم ہوتی ہی ادھر اُدھر کوہ فلک شکوہ۔ اور اُنکے بیچ مین گویا برف اور ریخ کا سمندر ہی۔ ان پہاڑون مین ایک بڑی خوبی یہ ہی کہ سدا بہار ہین پھول اور بیلین اور ہرے ہرے درخت اور پودے اور بھی جوبن دکھاتے ہین۔

یہان کے معشوق واقعی پیار کرنے کے قابل ہین۔ مگر لکھنؤ کے سے چونچلے اور نخرے اور حیلہ بازی اور چھل اور فریب تو جانتے ہی نہین۔ اِنکو پاتر کہتے ہین۔ شادی کرنا ان پاترون کے رسوم کے مطابق حرام ہی۔ مگر جب لڑکی کسی قدر سن بلوغ کو پہونچتی ہی یعنی دس بارہ برس کی ہوتی ہی تو انار یا کسی اور درخت کے ساتھ اُسکی شادی کر دیتے ہین جیسے گڑیا گڈون کا کھیل ہوتا ہی۔ الموڑہ۔ کہار رِل نینی تال۔ رام گڑھ۔ اور کاشی پور مین ان کی کھان ہی۔ مگر خرابی یہ ہی کہ عیسائیون اور مسلمانونکے سایے سے بھاگتی ہین مین اس فکر مین ہون کہ روپیے کے زور سے کسی کو مسلمان کر کے لے بھاگون دو ایک پر تو بے اختیار میری طبیعت آتی ہی اگر دس بارہ ہزار بھی صرف ہو تو خرچنے کو موجود ہون دیکھنے سے بھوک پیاس بند ہوتی ہی صبح سے ابتک بھولا ہوا تھا اب اسوقت پھر یاد آگیا۔

پھر آئی فصل گل پھر شوق عریانی ہوا مجھکو
چڑھائی آستین دست جنون نے پھر گریبان پر

بتان سیمبر کا وصل دنیا مین غنیمت ہے
یہ وہ دولت نہین جو چھوڑ دیسے زاہد کے ایمان پر
صبا دست جنون موج ہوا کا کام کرتا ہے
اگر یہان صورت گل پھٹ کے رہتا ہے دامان پر

مگر بھائی صاحب جہان گل ہے وہان خار ہے ایک مصیبت یہان یہ بری ہے کہ چڑھائی مارے ڈالتی ہے معاذ اللہ کا مقام ہے اف رے چڑھائی - الامان الامان واللہ کلیجہ منہ کو آتا ہے اور یہان ماہولال کی چڑھائی کو پہاڑ کا بھی باپ سمجھتے تھے لکھنؤ کے لوگ ہمکو چڑھائی سے کیا واسطہ - بس انتہا یہ ہے کہ چھ سات گھنٹے کی چڑھائی ہے - کچھ ٹھکانا ہے ہوش اڑتے ہین دیکھتے ہوئے - خدا کرے لکھنؤ کے دو ایک افیمی یا چنڈو باز یہان آجائین تو پھر دل لگی دیکھیے کہ قدم قدم پر ہانپنے لگین اور لکھنؤ مین جا کے وہ وہ گپین اڑائین کہ توبہ ہی بھلی زمین آسمان کے قلابے ملائین - مگر اچھے کو یلے یہان وقت سے ملتے ہین - فہیمون کے لیے یہ بڑی مشکل کی بات ہے -

اس مرتبہ ابھی تک پچھتر مریض آچکے ہین ہوٹلون اور ڈاک بنگلون اور کوٹھیون اور سرکاری سرا مین تل رکھنے کی جگہ نہین ہے - مگر ہندوستانی صرف دو آدمی آئے ہین - اور اور کامون کے لیے تو روز روز دس پانچ دو چار آتے ہین - اور خاصکر اہلکار لوگ حکام سے ملنے کی غرض سے - اور اہل معاملہ وغیرہ - مگر مریض ایک بھی نہین تو وجہ کیا ان کو یہ خفقان صحت کا خیال ہی نہین اور اگر خیال ہے بھی تو اسقدر دل ودماغ کہا کہ نینی تال کا سفر گوارا کرین واللہ ہندوستانیون کی ان حماقتون پر افسوس آتا ہے

آغا محمد اطہر سے بہت دل بہلتا ہے - مہاراج بلی نو بس دمش جو بر داشتم مادہ بر آید - بوڑھے آدمی سے ہم جوانون کو کیا لطف صحبت -

ہے عہد شباب زندگانی کا مزا　　پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزہ
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا　　ہاتو نہین جو رہ گیا کہانی کا مزہ

ہان ہان ایک بڑے قلاوزیے کو مارا - بڑی پارسائی کی لیتے تھے پارسائی دارسائی سب نکل گئی اب ہمارے انکے بے تکلفی ہوگئی ہے -

اے مومن آپ کب سے ہوئے بندہ بتان
ارے ہمارے دین مین حضرت بھی آگئے

یہ مقام ہی ایسا ہے کہ زاہد اور عابد کو رند شاہد باز بنا دے - ہندو ہو یا مسلمان - کسے باشد - اور دل لگی یہ ہے کہ ایک دوسرے کا ناصح بنتا ہے - مگر - ع - ناصح خود یافتم کم در جہان -

ناصح نادان یہ دانائی نہین　　دل کو سمجھاؤ نہین سودائی نہین

افسوس ہے کہ ہمارے لکھنؤ والون نے نوابی کے عہد مین اسقدر بیفکری سے بے پروائی سے بسر کی کہ ابتک محنت کر کے روٹی کھانا اچھا نہین معلوم ہوتا اور ہم کسی اور کو کیا کہینگے - ہم بھی اسی فشن کے ہین - باپ کی کمائی پر ہمکو بھی ناز ہے - اپنے زور بازو سے ہمنے بھی نہین ثروت پیدا کی اور نہ آبا جان نے پیدا کی تھی - مگر اس شہر نے ہمکو آدمی بنا دیا آنکھین کھل گیئن واللہ - ورنہ بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہوئے وہی چانڈو بازون کی گپ سنا کرتے تھے اور اسکا ہمکو یقین آتا تھا کہ سب سچ ہے -

پہاڑون کی نسبت جو جو چھٹی گپین لوگون نے اڑائی تھین انکا حال آپ کو بھی معلوم ہے - کل باتونکو

غلط پایا۔ سمجھ مین نہین آتا وہ لوگ اس قدر
جھوٹ کیون بولتے تھے یہان ہم نے بہت سی
باتین سیکھین۔ منجملہ اُنکے ایک یہ بھی سیکھی کہ جبتک
خوب محنت نہ کرینگے کھانا ہضم نہوگا اور نہ سونیکا
لُطف آئیگا۔ یہان بندہ سات ساڑھے سات
بجے سوکے اُٹھتا ہے منھ دھوکر حقہ پیا۔ اور آٹھ
بجے تک حمام کیا۔ اور گرم گرم کپڑے پہن کر
گھوڑے پر سوار ہوکر جاکر پہونچا وہان سے نو بجے
تک واپس آیا۔ تھوڑی دیر دم لیا اور سستا کر
کپڑے بدلے اور کھانا کھایا۔ بازار مین یہان
بکری کا گوشت اچھا نہین ملتا لہذا کلب گھر سے
جو گنی قیمت دیکر منگواتا ہون اور جو ہندوستانی
یہان ٹکے ہین وہ بازار کا خراب گوشت کھاتے
ہین۔ ادھر ادھر ہزارون روپیے صرف کرتے ہین
مگر یہ توفیق نہین ہوتی کہ صحت کا خیال کرکے
دو چار آنے کا منھ نہ دیکھین۔ پوچھیے نینی تال مین
آنکے بھی اگر کھانے پینے کا لطف نہوا تو پھر یہان
آنے سے کیا فائدہ۔ یہان رہنے کا لطف دو باتو پر
منحصر ہے۔ ایک مشی اور گھومنے اور سیر کرنے سے
دوسرے عمدہ غذاے مقوی اور فرحناک
مقام دلکش مین رہنے سے یہ دونون باتین خدا
کے فضل سے خاکسار کو نصیب ہین۔ ایک
ڈپٹی صاحب یہان تشریف لاے تھے۔ چھ سو
کی تنخواہ اور ڈھائی ہزار روپیہ سالانہ علاقے
کی آمدنی۔ سرا مین جاکے آپ قرد کش ہوے۔
اور اس خست سے یہان رہے کہ الامان لوگ
تو یہان آکے بشاش اور خوش وخرم رہتے ہین

وہ نینی تال سے بیزار تھے۔ شکایت تھی کہ کھانا
ہضم نہین ہوتا۔ رات کو نیند نہین آتی۔ پسو کاٹتے
پیٹ مین درد ہوتا ہے صدہا شکایتین۔ تو وجہ کیا
ٹکے جاکے سرا مین اور کھانے مین کنجوسی کی اور
مشی کی نہین۔ چلنے پھرنے سے اجتناب رہا کسی سے
ملے نہ جلے۔ پھر زمانیٔ صحت کہان سے ہو۔ یہ تو
ہمین دعوے ہے کہ اگر امراے لکھنؤ ایکبار نینی تال
آئین تو پھر ہر سال گرمی بھر یہین بسر کرین اور جانیکا
نام زبان پر نہ لائین۔ یہان کی آب و ہوا اور جھیل
اور ہاضمہ اور سبک اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی اور حسن
صبیح اور زندکارا اور سردی سے ایسا لطف حاصل ہوتا
ہے تو بلا مبالغہ مردہ زندہ ہو جائے مگر اس سے زیادہ
افسردہ دل اور کون ہوگا جو یہان آنکر بھی خوش
نہو سمجھ لو کہ بڑا بدنصیب آدمی ہے۔
لکھنؤ کا دوسرا تمباکو اور عظیم اللہ خانی حقے اور
وہ تراش خراش یہان کہان۔ مگر واہ سب روپیہ
صرف کرنے سے یہان بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ یہان کی
قدرتی اشیا اور آب و ہوا کرورون صرف کرنیسے
بھی وہان نہین دستیاب ہو سکتین یہ ہوا وہان
ہزار اشرفی تولہ بھی نہین ملسکتی واہ رے نینی تال
بڑے بدنصیب وہ امرا ہین جو باوصف بیفکری و
تمول گرمی کے دنون مین اس مقام دلربا کی آب و
ہواے روح پرور کے لطف نہین اٹھاتے اور لکھنؤ
کے پہاڑ مین پڑے رہتے ہین۔
آپکا دوست عسکری

یہ خط نواب صاحب نے میان اختر کے
مشورہ سے لکھا اور رجسٹری کرکے اپنے شفیق با تحقیق

کے نام روانہ کیا جو تھے روز اُس خط کا جواب آیا

وہو ہذا

بھائی نواب۔ تمھارا طویل و عریض اور دبیز خط پڑھنے مین میرے وقت کا ایک قیمتی حصہ ضائع ہوا۔ آپ نینی تال کو بہشت اور جھیل کو سلسبیل وکوثر سمجھے۔ آپ کو یہ بہشت وکوثر مبارک۔ ہم تو لکھنؤ کی گلیان چھوڑکر جنگل اور پہاڑ کیطرف رُخ نہ کرینگے۔ آپ بھی اپنے وقت کے مجنون اور فرہاد ہوئے اب دو دن مین سُن لینگے کہ نواب محمد عسکری صاحب نے بھی قیس کیطرح ہرن اور چکارونکو رام کر لیا اور نینی تال کے پہاڑ پر ایک قدرتی جھیل کے مقابل مین جوئے شیر کاٹ کے لائے ہ

قیس صحرا مین اکیلا ہے مجھے جانے دو
خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

قیس کے بعد آپ اسکے سجادہ نشین ہوئے۔ مجنون کی روح زبان حال سے اگر یہ مصرع کہے تو می زیبد۔ ع۔

نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

آپ بھی وہان کسی نہ کسی محمل نشین کے پھیر مین ضرور ہونگے۔ خدا مبارک کرے۔ جبھی نینی تال کی آپ نے اسقدر تعریف کی ہے۔ اب انا لیلی کی صدا سُنکر ٹلسے دشین بلند کیجیے گا۔ مگر مجھے خوف ہے کہ مبادا لکھنؤ کی نظیر جان رقاصہ کے عاشق دلگیر کیطرح آپ بھی (فریاد رس آلہی) کی ہانک نہ لگانے لگین اور پھر لونڈے آپ کے پیچھے غل مچائین۔ (ڈبیا دیا سلائی) فوج طفلان مفت۔ سواری خران مفت۔

نینی تال کی آب وہوا کی آپ نے بہت تعریف کی ہے اور ہندوستانیون کو بُرا بھلا کہا ہے۔ بلی بخشنے چوہا بیچارہ لنڈورا ہی ہوکے جیے گا ہم ہندوستانیون کو لکھنؤ مین کون مارے ڈالتا ہے جو خواہ مخواہ ہم جنگل اور پہاڑ مین جان بچانے کو جائین اور گھر بار چھوڑکر جلا وطن ہون۔ ہمارے دادا صاحب پچاسی برس کے ہوکر جان بحق تسلیم ہوئے۔ خدا کی قسم جو لکھنؤ کے محلے بھی اچھی طرح جانتے ہون۔ جس محلے مین رہتے تھے اسمین بھی کوئی نہین جانتا تھا کہ کون رہتا ہے۔ اب جب سے انگریزی ہوئی تب سے یہ حال ہے کہ اگر کوئی صاحب باہر نوکر ہوے تو جورو کو بھی لیکر لد پھند کے چلدیے آگے عورتون کا گھر سے نکلنا اور سفر کرنا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ اب میان تراب علی جو رام گنج والے ٹھاکر زمیندار کے مختار ہوگئے تو گھر بار سمیت وہین رہنے لگے۔ کیا ہمارے آبا و اجداد سب بیوقوف تھے۔ کیا اُنکے وقت مین نینی تال اور شملہ اور پہاڑ نہ تھے۔ کیا وہ سب بیمار ہی رہتے تھے۔ کیا وہ سب کم سنی ہی مین مرجاتے تھے پھر ہمکو کیا کتے نے کاٹا ہے کہ خواہ مخواہ لڑکے بالون کو چھوڑکر پہاڑ مین جا کے بسین۔

آپ کلب گھر سے گوشت منگوا کر کھائین چاہے ہوٹل کا پکا ہوا کھانا نوش جان فرمائین آپ کو اختیار ہے۔ ہم تو اس قسم کے کھانے سے ضرور پرہیز کرینگے۔ اور جس مقام پر شراب اور لحم خوک کا استعمال ہوتا ہے وہان اگر نعمت بھی مفت ملے تو دور ہی سے سلام ہے۔ ہم رکابی مذہب

نہیں ہین کہ گوشت کی طمع پر ایمان کو بیچ ڈالین۔ ع۔

کیا وہ دنیا جسمین ہو کچھ بھی نہ دین کیواسطے

نوابی کے عہد کی جو آپ نے ہجو کی ہے وہ آپکی حماقت ہے۔ نوابی مین ایک ایک اہلکار دس دس آدمیون کی پرورش کرتا تھا یہ ادنیٰ ادنیٰ اہلکارون کا تذکرہ ہے۔ اور چکلہ دارون اور ناظمون کی بدولت تو ہزارہا بندگان خدا کی روٹیان چلتی تھین اب جسکو دیکھو ٹرون ٹون۔ ایک آپ اور دوسرے خدمتگار اسد اللہ خیر صلاح۔ اور آگے نہ تو اسقدر لون چلتی تھی نہ اسقدر گرمی ہوتی تھی خس کی ٹٹی اور پنکھے سے نینی تال کی سی سردی ہوجاتی تھی۔ سبھر بھلا کونسی عقلمندی تھی کہ اپنے شہر اور اپنے وطن اور اپنے بال بچون اور دوستون کو چھوڑ کر پہاڑ پر بسیرا کرتے۔ ہم لوگ ابابیل اور مرغابی نہین ہین کہ گرمی کے دن کہین بسر کرین اور سردیون مین پہاڑون سے نیچے اُتر آئین۔ یہان تو اسپر عمل ہے۔

حب الوطن از ملک سلیمان خوشتر
خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر
یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد
میگفت گدا بودن کنعان خوشتر

آپ فرماتے ہین کہ بے محنت کیے نہ نیند آتی ہے اور نہ کھاتے کا لطف حاصل ہوتا ہے۔ یہ آپکا تجربہ ہوگا کہ جبتک چھ گھنٹے چکی نہ پیسیے یا دوپہر تک ڈلیا نہ ڈھوئیے تب تک کھانا ہضم نہوگا تو آپ کو ڈلیا ڈھونا مبارک۔ ع۔

ہر کسے را بہر کارے ساختند

یہان تو خوب تنکے پلاؤ اور قورمہ اور بورانی اور کباب اور خمیر مال اور باقر خانی اور رگن لا قلیہ چکھتے ہین۔ اور برف کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی برفاب ناب پیکر جو خسخانے مین لمبی تان کے سوتے ہین تو بارہ بجے سے چار بجے کی خبر لاتے تھے۔

حضرت اسرافیل بھی سرہانے پر صور پھونکین تو کوئی مرد ہی خواب راحت اور بستر استراحت سے اُٹھے۔ اور ایک آپ ہین کہ بے محنت نہ کھانا ہضم ہوتا ہے نہ نیند آتی ہے۔ بہتر ہو کہ آپ جب یہان آئین تو روز تڑکے اُٹھ کے چنے کا بورا سر پر رکھکر جینٹ یا بخشی کے تالاب تک دوڑتے جایئے اور واپس آیئے اس تدبیر سے شاید کھانا بھی ہضم ہوجائے اور نیند بھی آئے میرے نزدیک کھانا تو آپ کو ضعف معدہ کے سبب سے نہین ہضم ہوتا ہے اور نیند اس سبب سے نہین آتی ہے کہ دماغ مین خشکی ہے اسکا علاج نینی تال مین محال ہے کسی سے رجوع لایئے۔

غالباً اب آپ وہان سے ترش ترشا کر صاحب لوگ بنکر آئینگے اور ہم لوگون کو کالا آدمی اور گدا میر بنائینگے خیر۔ ع۔

ہرچہ از دوست میرسد نیکوست

اور کیون بندہ نواز وہ جو دو نیک بخت آپکے ہمراہ تشریف لے گئی ہین وہ بھی میم صاحب بن گئین یا ابھی تک ہندی ہی بنی ہین۔ لطف تو یہی ہے کہ انکو بھی سایہ پہنایئے آپ ہی خالی خولی نہ صاحب

لوگ بن بیٹھے ہ

الفت کا یہ مزا ہے کہ ہون وہ بھی بیقرار
دونون طرف ہو آگ برابر لگی ہوئی

بھائی صاحب اب اس وحشت سے باز آئیے اور آدمیت کو ہاتھ سے نہ دیجیے۔ صاحب لوگونکی تقلید ہم کو زیبا نہین ہے۔

ع - چلا جب چال کوا ہنس کی اُسکا چلن بگڑا۔

پہاڑ کے قیام پر پتھر پڑین۔ اب اپنے شہر آئیے۔

راقم بندہ بندہ حسن

یہ خط پڑھکر نواب صاحب بہت بد دماغ ہو گئے اور دو تین بار سب کو پڑھکر سنایا۔ جسنے سنا اُسکو رنج ہوا کہ یہ کیا فضول بک رہا ہے۔

نواب - بٹیر باز آدمی ان باتون کو سمجھے۔

جمالو - ایسا ہی ہے خداوند۔

آغا - واہی ہے۔ مین تو اُس سے پہلے ہی سے واقف تھا۔

نواب - وہ تو گالیان بکنے لگا جی۔

اختر - حضور گالی گلوج پر آمادہ ہو جانا خاص دلیل اس امر کی ہے کہ مخاطب کا دعوی بے دلیل ہے۔

آغا - انکو تو بس بٹیر کی کابک ہوا اور دو چار پرانے جنادری بٹیر باز۔ میاں کلن اور مرزا فدائی اور حسو ہاشمی اور لالہ گبرے لال اور بے تکی گپ اُڑتی ہو کہ آصف الدولہ نے لاٹ صاحب کو خواب مین کہا کہ ہمارا امام باڑہ خالی کردو اور جمنا مین عید کے دن توپ نکلتی ہے اور پوچھتی ہے کہ کسکی عملداری ہے۔ اسی طرح فضول تقریر سے یہ حضرات دل بہلاتے ہین۔

نواب - ایک دلیل بھی معقول پیش کرتے تو ہم کہتے خیر مجھے تو لکھا اسنے تو قلم اُٹھایا اور شتر بے مہار کیطرح ریگستان قرطاس پر دوڑا دیا۔

مسخرہ - یہ شتر غمزے! بلبلانے لگے۔

آغا - اسکا جواب خاموشی ہے۔

نواب - نہین صاحب وہ دندان شکن جواب دون کہ عمر بھر یاد کرین۔

اختر - ضرور۔ حضور نے تو محبت مین لکھا کہ یہ مقام نہایت ہی فرحناک اور روح افزا ہے۔ جیسا دستونکا قاعدہ ہے کہ جب کسی نئے مقام پر جاتے ہین تو وہان کے کل حالات دوستون کو لکھ بھیجتے ہین۔ یہ آپ کو کیا معلوم تھا کہ وہ بگڑ کھڑے ہونگے۔

مہراج - آپ بھی تو بٹیر بازون اور جنڈو خانے والون کو مخاطب صحیح سمجھتے ہین۔ اُنکو آب و ہوا اور پہاڑ کی سیر اور صحت و تندرستی سے بھلا کیا سروکار ہے۔ اور آپکو لکھنا ہی کیا فرض تھا لاحول ولا قوۃ!

نواب صاحب نے میان اختر کے مشورے سے خط کا جواب بلکہ جواب الجواب یون لکھا۔

دیے جو کتّرے انھین چالکے فقرہ بازون نے
اُڑائی پر کٹی کیا کیا بٹیر بازون نے

آپ تو حضرت بے پر کی اُڑاتے ہین۔ اور حق یون ہے کہ مجھی سے غلطی ہوئی۔ آپ نے تمام عمر تو بٹیر مٹھیایا اور تُوری لڑایا کیے۔ آپکو دنیا و مافیہا کی کیا خبر ہے کہ زمانے کا رنگ کیا ہے اور دنیا مین کیا ترقی ہو رہی ہے۔ تو وجہ کیا آپ کی دنیا تو بس بٹیردن کی پالی ہے۔ آپ تو کاکن کی ماہیت اور

خواص سے البتہ خوب واقف ہین - دن رات بھانڈ و بازون اور واہی تباہی آدمیون کی اول جلول تقریر سننے کے عادی۔ ایسی آپ کے مشیر اور اٹھائی گیرے آپ کے وزیر۔ ع ۔

وزیرے چنین شہر یارے چنان

ارے نادان اب وہ زمانہ نہین ہے کہ اگر میان مفصل مین نوکر ہو جائے تو برسون بیوی کی صورت ہی نہ دیکھے۔ اُس زمانے مین جسکا آپنے ذکر کیا ہے بدنظمی اور طوائف الملوکی کا ڈنکا بجتا تھا زمیندار اپنی اپنی گڑھی مین گلی کے کتے کیطرح شیر بنے ہوئے تھے۔ بے فوج کشی کے مالگذاری کا وصول ہونا محال تھا۔ ایسی صورت مین جب کہ امن کا کہین نام بھی نہ تھا لڑکے بالون کو کوئی کہان کہان لیے پھرتا۔ قدم قدم پر خوف تھا کہ مبادا کوئی آکے لوٹ لے۔ بال بچون کو قتل کرڈالے اور انواع واقسام کی مصیبتون مین گرفتار ہون۔ اب امن کا زمانہ ہے کوئی چون تک نہین کرسکتا۔ جہان چاہیے سونا اچھالتے چلے جائیے مگر یہ باتین تو وہ سمجھے جو سمجھدار ہو۔ آپ کو سمجھ سے کیا بحث اُس بدنظمی کے زمانے کو اس عہد معدلت مہد سے مقابلہ کرنا عین دلیل حماقت ہے آپکے کرم خوردہ خیالات پر شیطان کی پھٹکار۔ آپ سیر و سیاحت کے اسقدر خلاف ہین کہ ایک محلے سے دوسرے محلے جانا بھی وضعداری کے خلاف تصور کرتے ہین۔ آپ کے دادا صاحب کو خدا بخشے تمام عمر لکھنؤ ہی مین رہے اسی اور پانچ پچاسی برس کے ہوکے انتقال کیا اور لکھنؤ کے گلی کوچون سے بھی واقف نہ ہوئے۔ عجب نہین کہ وضع نباہنے کے لیے مرکے بھی لکھنؤ ہی کے گلی کوچون مین رہ گئے ہون آپ کے دادا صاحب جس تکیے مین مدفون ہین اُسمین گوندنی کا بھی ایک درخت ہے اور چونکہ اُنکو گوندنی بہت مرغوب طبع تھی لہذا غالباً اُسی درخت کی کسی پھننگی مین انکی روح اٹک رہی ہوگی۔

آپ کے آبا و اجداد کے وقت مین اول تو نینی تال کو کوئی جانتا بھی نہ ہوگا کہ کہان ہے۔ دوسرے نینی تال اس عملداری مین قائم ہوا ہے انگریز سیاحون نے اس پہاڑ کو ڈھونڈھ نکالا اور آباد کیا۔ ورنہ نینی تال بھی مثل اور بہت سے کوہی مقامون کے اجاڑ پڑا تھا۔ یہ اتنے بنگلے اور کوٹھیان اور سڑکین جواب ہین یہ صرف چالیس برس کے اندر تیار ہوئی ہین علاوہ برین اُس زمانے مین بادشاہ اور حاکم وقت ہمیشہ اور ہر فصل مین اپنے پایۂ تخت ہی مین رہا کرتے تھے۔ اگر کوئی نینی تال جانے کا قصد کرتا تو کہان رہتا۔ یہ تو دد و دام کا مسکن اور پہاڑی جنگل تھا۔ ہو کا عالم۔ آپ شاید یہ سمجھتے ہین کہ ابتداے آفرینش سے نینی تال ایسا ہی آباد ہے جیسا اب ہے یہ تو آپکی عقل ہے۔ ع ۔

برین عقل و ہمت بباید گریست

اب یہ مقام گلزار ہے اور قدرتی بہار اور آب و ہواے جانفزا نے اور بھی اسکو دوچند رونق دیدی ہے۔

آپ تو پہاڑ کے قیام کو جلاوطن ہونا سمجھ بیٹھے ہین

جب ہی آپ بار بار لکھتے ہین کہ کیا مجھے کتے نے کاٹا ہی کہ گھر بار چھوڑ کر پہاڑون اور جنگلون مین جا کے رہون گویا نینی تال آئے اور گھر بار چھوٹ گیا! کلب گھر کو آپ شراب کی بھٹی اور سور کے گوشت کی دوکان سمجھے ہوے ہین۔ کلپ گھر مین بھی گوشت اُسی احتیاط سے بکتا ہی اور اُسی طرح بکرے ذبح کیے جاتے ہین جسطرح لکھنؤ مین پھر کلب گھر سے گوشت منگوانے مین کیا گناہ ہی کہتے برسون جوا کھیلا کیے۔ چرس اور مدک کے دم لگایا اور کلب گھر کے گوشت پر اعتراض بڑے کوستے ہوٹل کا پکا ہوا کھانا کون نہین کھاتا میرے یہان جب صاحب لوگون کی دعوت ہوئی تھی تو کتنے آدمیون نے انکے ساتھ بیٹھ کے کھایا تھا اور بے ادبی معاف انکا پس خوردہ آپ نے بھی مزے مزے سے چکھا تھا اور ہان خوب یاد آیا کیون صاحب پارسی کے ہوٹل مین آپ میرے ساتھ نہین کھا چکے ہین بڑھ بڑھ کے باتین بناتے ہو۔

واعظان کاین جلوہ بر محراب و منبر می کنند	
چون بخلوت میروند آن کار دیگر می کنند	
مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس	
توبہ فرمایان چرا خود توبہ کمتر می کنند	

خود را فضیحت و دیگران را نصیحت (آپ فرماتے ہین کہ ہم رکابی مذہب نہین ہین)۔ وہ دن بھی یاد ہی جب مرغ کے کٹلٹ مانگ مانگ کے پارسی کے ہوٹل مین کھائے تھے اب ہوٹل کے نام سے اتنی نفرت ہی۔ ع۔

دلم ز صومعہ بگرفت و خرقہ سالوس	

آپ فرماتے ہین کہ (ہم لوگ ابابیل اور مرغابی نہین ہین کہ گرمی مین کمین بسر کرین اور سردیون مین پہاڑون سے نیچے اتریں)۔ بجا ارشاد ہوا مگر آپ گولر کے کیڑے ضرور ہین کہ اُسی مین پیدا ہوتے ہین اور اُسی مین مرتے ہین۔

حق یون ہی کہ آپ ہی ایسے جہلا اور متعصب اور کاہل بے ایمانون کے سبب سے سلطنت گئی سے

جو عدو سے باغ ہو برباد ہو	
ہین یا گلچین ہو یا صیاد ہو	

تم ہی ایسے بے فکرے ہنون نے تمام عمر کبھی نوکری نہین کی اور بٹیر بازی اور مدک بازی اور صحبت فسق و فجور مین زندگی بسر کی ملک کے ساتھ دشمنی کرتے ہین۔

محمد عسکری از نینی تال

نواب صاحب نے خط میان اختر کے مشورے سے لکھا اور جلو اور آغا صاحب کو سنایا ان دونون نے بڑی تعریف کی کہ واقعی جواب ترکی بترکی لکھا ہی منشی مہاراج بلی نے کہا کہ لاؤ اسکے آخر مین ہم کچھ فارسی مین بھی لکھدین تاکہ انکو معلوم تو ہو کہ نشیاں بھی انکے ہمراہ ہین۔

اسی نشیان کے لفظ پر بڑا قہقہہ پڑا اگر منشی مہراج بلی تو سمجھ کے نیچے سونٹا لیے گھومتے تھے انکی سمجھ مین خاک نہ آیا کہ یہ کس پر ہنسے۔ قلم دوات کاغذ انکو دیا گیا کہ لکھیے اور آپنے فارسی زبان کی یون ٹانگ توڑی۔

سیاف عرضہ حماقت مقفن مرزا بندہ حسن صاحب ام

ملاقات من سبب گذارش سلام که مافوق آن نیست بنده مهراج بلی محقق زبان فارسی دہلوی و دری زبان که رواج داشته در بلدهٔ ایران و در آب حیات ملک که عبارت از ظلمات بود زیاده چه بطرازم - الاچونکه درین دیار کوہسار و رفعت آثار و حوالی مرغزار الالہ بار و حشت که از در و دیوار است نموده می آید - مقامی ست الطف و حسن چه که بنده از مدتے بہ تلاش سیه خیمه لیلای انشاء مجنون وار در بدر و کوہ بکوہ چشمه چشمه جوبجو حیران و سرگردان بوده است باری از فضل باری در ینجا که کوه خاص الخاص نام اوست بیر بہیر و دیو تا بے قابلہ زیب مقام او رسیدم و چشم کشودم و برگیاہ سنبل زار او کہ پیچ و تاب خوبان نوشاد دار و غنودم بسیار خواب دیدم - آب و ہوایش چنان که کسی که مردن شده از زندگی در قالب مرده و در آب رفته جوی باز در آمد که گفته اند -

خجا سبہ چہرہ جان سے شود غبار تنم	خوشا دمے کہ ازین چہرہ پردہ برفگنم

اگر کسے که گرفتار امراض مزمنه و بیمار بہاے پرانی برسون کی باشد در اینجا آمدن کند و درین مقام عشرت و حمام ماند خوش و در یک روز چنگا و خاصه ہٹا کٹا شود و طرفہ اینکه ہوا ہر وقت سرد ٹھنڈک پذیر میشود و آب که عربی دانان آنرا ماء گویند او ہم ہمبران نسق ٹھنڈک پذیر ست و خدا کند که باد -

اکنون تعریف دیگر شنو که در عہد نوابی آبا و اجداد

یعنی اپ صاحب و دادا جان و الا ہجی من محقق فارسی و دری سواری رتھ نشستندے و گاہی که در فرق تالی ست ندانستندے که کدام جانور بود و ہاستا و باشد و آبا و اجداد را چه خبر که پہاڑ چه جانورست مگر درین پہاڑ سگ صحرائی که عبارت از ان جانورست که ورندہ ست و دو ارو و بسر بود بسیارست مگر آخر جنگل ست و شہر شہر که گفته اند -

در بیشہ گمان مبر خالیست	شاید که پلنگ خفته باشد

الغرض خوبان کہسار ہم از طالقان لکھنو بہتر و حبہ الحسن می باشند که گفته اند -

بسیار خوبان دیده ام اما تو چیزے دیگری	

حررہ مہراج بلی محقق فارسی دہلوی و دری وغیرہ المعروف بہ نشان

یہ خط پڑھکر منشی مہراج بلی صاحب نے سب کو سنایا سامعین ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئے - اور بنانا شروع کیا کہ واہ فارسی لکھنا کیا معنی آپ تو فارسی کی ٹانگ توڑتے ہین اور ایرانیون کا منھ چڑھاتے ہین اور دہلوی و دری زبانون کو از سر نو زندہ کرتے ہین - یہ گو نکلے مارے زعم کے اکڑنے لگے - ذرا بھی نہ سمجھے کہ یہ بناتے ہین - اکڑ کر فرمایا کہ بھائی صاحب برسون ریاض کیا ہی تب جا کے یہ بات حاصل ہوئی ہی - دل لگی نہین ہی کہ کاتا اور لے دوڑا - اسکے لیے طبع خداداد بھی چاہیئے -

یہ سب خط ہمنے عمداً ایک مقام پر لکھدیے تاکہ ان لوگون کے خیالات بخوبی ظاہر ہو جائین جو لکھنؤ کے سوا اور کہین نہین گئے اور جنکو حال کی ترقی اور مغربی خیالات و شائستگی کے اثر سے

ذرا بھی واقفیت نہین ہی۔ اور بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہوئے اول جلول بکا کرتے ہین۔

نواب صاحب وغیرہ کے خیالات پہاڑ پر آتے ہی بالکل بدل گئے اور ابھی کیا ہی چند روز رہنے تو دیجیے پھر انکی کیفیت دیکھیے گا۔

سیر نینی تال

کنارِ جوے چمن جھومتے ہین مست ترے
بطِ شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

گوہی نازو اور قمرن نے ان سب کی زبانی کنارِ چشمہ سار اور میدان فرح بار کی کیفیت من و عن سُنی تھی اور کوٹھی پر سے بھی ہر روز کچھ نہ کچھ لطف اُٹھاتی تھین مگر ایک روز باصرار تمام نواب صاحب سے کہا کہ ہمین یہان لائے ہو تو از برائے خدا اس موئے پردے کی قید سے آزاد کرو اور سیر کہسار کا حظ حاصل کرنے دو۔ یہ نہین کہ یہان بھی پردے اور گھٹا ٹوپ کی قید مین جکڑ دو۔ پھر یہان کیا کرنے کو لائے ہو۔ اگر یہی قیدین ہین تو خدا ہی حافظ ہی۔ ہم اللہ جانتا ہی یہ سختیان نہین اُٹھائینگے۔

نواب صاحب نے کہا اچھا آج میدان کیطرف جاؤ مگر گھوڑ دوڑ کے چکر مین نہ جانا جھیل کیطرف رہنا۔ ساری کیفیت وہین سے حاصل ہوگی۔ اور ہم کسی کو تمھارے ساتھ بھیجدین گے اس مین ایک بجوگ ہی۔ وہ تم سے تخلیے مین کہہ دین گے۔

شام کو تین چار گھڑی دن رہے نازو اور قمرن پردہ دار ہوادارون پر سوار ہوئین۔ ہوادار اُٹھانیوالے زرق برق نئی نئی وردیان پہنے ہوئے تھے ہر ہوادار کے ساتھ چار چار آدمی ایک ایک شوخ و طرار خوش پوش مہری اور ایک ایک روٹا اور ایک سپاہی ہری ہری بانکی ترچھی باندھے سبز غلاف کی تلوار لیے ساتھ تھا۔ پہاڑی اس ٹھاٹھ کی سواری کے عادی تو تھے نہین جسطرف ہوادار نکلجاتے تھے ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ جاتے تھے صاحبان یورپین اور لیڈیان مشرقی امرا کے تزک و احتشام اور اُنکی پیش خدمتون کی زرق برق پوشاک اور زیور اور پردے کی رسم کی نسبت گفتگو کرتے تھے اور ہندوستانی باہم کہتے تھے معلوم ہوتا ہی کوئی بیگمات آئی ہین جبھی اس ٹھسے سے ہوا کھانے نکلی ہین کہ مہریان ڈانڈی کا کونا پکڑکر چلتی ہین ایک ایک سپاہی ہر ڈانڈی کے ہمراہ ہی اور ایک ایک جوان شمشیر سبز غلاف لیے ہوئے ساتھ ساتھ جاتا ہی جب گھوڑدوڑ کے چکر کیطرف سے یہ سواری گذری تو لوگ تماشا دیکھنے لگے۔

ان بیبیون نے یہ سیر کبھی پہلے کا ہیکو دیکھی تھی۔ پہلے تو لائن ٹینس کے کھیل کو غور سے دیکھا اور حیرت ہوئی کہ میمین اور مسین بھی اس بے تکلفی کے ساتھ کھیلتی ہین کہ اُنمین اور مردون مین ذرا فرق نہین دور تک لان ٹینس ہی کا کھیل اُنکو نظر آیا۔ اور شاذ ہی ایسا مقام پایا جہان کوئی لیڈی شریک نہو پھر کیا دیکھتی ہین کہ چند گھوڑون پر صاحب لوگ سوار زور زور سے چکر کے میدانمین گھوڑے دوڑا رہے ہین۔ پورب اور پچھم کے کونون پر دو دو جھنڈیان نصب ہین اور ہر سوار

کے داہنے ہاتھ مین ایک بڑا ساڈنڈا ہی جس کے
سرے پر موٹھ عجب طرح سے لگی ہوئی ہی اور ایک
گیند زمین پر پڑا ہی۔ ہر سوار گھوڑے کو دوڑا کر
اس گیند کو اپنے ڈنڈے سے زور کے ساتھ
تھپکی دیتا ہی اور گیند لڑھکتا جاتا ہی اور ہر ایک
سوار نے پھینکا تو لڑھکتا ہوا وہ گیا اور ویسے ہی
دوسرے سوار نے تھپکی دی تو دوسرے رُخ
لڑھکتا ہوا پہونچا اسیطرح ادھر سے اُدھر اور
اُدھر سے اِدھر لڑھکتا جاتا ہی اور گھوڑون کو
سوار اس زور سے کڑکڑاتے اور دوڑاتے ہین
کہ اچھا شہسوار وقت سے ران پکڑی جا سکے
اور اینڈا یا کم سوار تو فوراً گر کے کچل جائے۔ اس
گھوڑ دوڑ مین ان دونون کو بڑا ہی حظ وافر حاصل
ہوا۔ اور بی قمرن نے ایک نوجوان لفٹنٹ کو
جسکی مسین بھیگتی تھین اور جسکا یابو سب سے زیادہ
تیزی کے ساتھ جاتا تھا بہت پسند کیا۔ اور
دیر تک اسی کو گھورا کین اور خدا سے دعا مانگا
کین کہ اللہ کرے اسکا گھوڑا جلدی جلدی
ہماری طرف آجایا کرے۔
یہ لطف اٹھا کر جھیل کی طرف گئین تو یہ
کیفیت تھی کہ۔ ع

کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

یہان انھون نے بڑی دیر تک کشتیون کی سیر
کی اور ہر کشتی پر ایک میم ضرور بیٹھی دیکھی۔ دونون
اور دونون جانب کے اونچے اونچے پہاڑون
اور بنگلون اور کوٹھیون کا سایہ اور بھی جوبن دکھاتا
تھا اسی مقام پر نازو اور قمرن کی ڈانڈیان ملا کر
لگائی گئین تو ان کو مکالمے کا خوب موقع ملا۔
قمرن۔ باجی جان کیا بہشت مین اس سے بڑھکر
لطف ہوگا۔ کیا ٹھنڈی ہوا ہی واہ واہ۔
نازو۔ یہان سے جانے کو بھی نہین جاہتا ہی بہن
قمرن۔ یہ جھیل جواتی جان دیکھین تو گھنٹون عش
عش کرین۔ کیا پانی جھلکتا ہی کہ واہ۔
نازو۔ اور یہ ڈونگیان کیسی بھلی معلوم ہوتی
ہین۔
قمرن۔ اور پیڑون اور بنگلون کی چھانون کیا
اچھی معلوم ہوتی ہی۔ ہم تو اب روز روز آیا کرینگے
بہن واہ کیا جگہ ہی۔
نازو۔ جھیل بھی ہی کشتیان ہین۔ باجا بھی بجتا
جاتا ہی گھوڑ دوڑ بھی ہو رہی ہی اور کیا جانے وہ
ہاتھ مین لیکر کیا کھیلتے ہین۔ اور بے میم کے تو کوئی
کام ہوتا ہی نہین۔
قمرن۔ زندگی کے مزے انھین کو ہین۔ ہندوستانی
مُوئے سب پھٹیل نکلتے ہین۔ مردون کے ساتھ
کالے آدمی کو یہان کبھی لطف نہین۔
جب شام قریب ہونے کو آئی تو سواری روانہ
ہوئی کیونکہ روشنی کا سامان غلطی سے ساتھ نہ تھا
خوف تھا کہ مبادا اندھیرا ہو جائے تو ان ناواقف
آدمیون کو راستہ چلنا مشکل ہو جائے چراغ جلنے
سے کچھ دیر پہلے سواری ہونچ گئی اور تھوڑی ہی
دیر مین نواب صاحب اور انکے احباب اور رفقا
کی سواریان بھی آگئین۔
قمرن۔ نواب آج تو ہم اور بھی اس پہاڑ پر
لوٹ ہو گئے بہشت کو بھی بھول گئے اب

تم چاہے چلے بھی جاؤ ہم یہاں سے نہ جائینگے یہان تو خدائی ہی دوسری ہی۔ شہر مین بھلا یہ بات کہان۔ توبہ۔ شتر لون پتہ نہین۔ گھوڑدوڑ تمنے دیکھی تھی۔

نواب۔ وہ گھوڑ دوڑ نہین تھی۔ پہلے ہم بھی نہین سمجھے تھے اب سنا کہ وہ گیند کی کثرت ہی کہ دو جھنڈیان ادھر اور دو جھنڈیان اُدھر لگا دین اور دو دو تین تین آدمی ٹٹوون پر سوار ہو کر آپس مین کثرت کرنے لگے۔ آدھے اِدھر آدھے اُدھر جو گیند کو اپنی جھنڈیون کے اندر سے نکال لیجائے وہ جیت گیا۔

نازو۔ مگر جان جو کچھ ہی۔ گھوڑے ہوا سے باتین کرنے جاتے ہین۔ ریل گاڑی ہنجاتے ہین۔

نواب۔ میان اختر کچھ شعر خوانی ہو اسوقت بہت تھکے آئے ہین واللہ۔

اختر۔ حضور غلام تو جدت پرمرتا ہی۔

رہتی ہی فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آ نکلتے ہین مہمان نئے نئے

مہراج۔ اور نازو جان کی شان مین آتش زبان شاعر کچھ اور ہی فرماتے ہین۔ فرمایا ہی کہ

سانپ کا زہر وہ گیسو ہین اُگلنے والے
آہوئے چشم جھلاون کو ہین چھلنے والے
کشتۂ عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منہ پھیر کے چلنے والے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہی
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے
آئینہ رکھکے کیا ہی جو کبھی تم نے بناؤ
خاک مین مل گئے ہین دیکھ کے جلنے والے
پاؤن تک تیرے جو پہونچے نہین اے مایۂ ناز
کف افسوس رہی ملتے ہین سننے والے
اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نہ رہے
جگر و دل ہین لہو ہوکے نکلنے والے

نازو۔ اب تو کل سے ہم بھی کھلی ڈانڈی پر جایا کرینگے۔

قمرن۔ یہان ہمکو جانتا پہچانتا ہی کون ہی۔

آغا۔ نواب صاحب کو تو لوگ جانتے ہین۔ وہ بدنام ہون گے تم کو کوئی نہ جانتا سہی۔ اُنکی بدنامی تو ہوگی۔

قمرن۔ اے تو ہم کیا کہنے بیٹھینگے کہ ہم نواب محمد عسکری کے ہان کی عورتین ہین۔ یا ہماری پیشانی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ نازو ہین اور یہ قمرن ہین۔

آغا۔ ہم نے تو کہدیا کہ جب ہم پہاڑن کو پا جینگے تب سمجھ لین گے۔ ابھی ہم کو اسکی کیا فکر ہی۔ ہان ہمین انجناب کو عذر نہین ہی کہ جسطرح ایک صاحب دوسرے صاحب کی میم کا ہاتھ پکڑکر ہوا کھانے جاتے ہین اُسی طرح ہم بھی قمرن اور نازو کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر سیر کو جائین ایک جانب بی نازو جان۔ دوسری جانب قمرن۔

نازو۔ میرے دولون میٹھے۔

قمرن۔ منہ تو بنواؤ۔

مہراج۔ اب آپ پیٹینگے کا حضرت۔ ذرا نازو جان کیطرف نظر بد نہ ڈالیے گا۔ جی اتنا کہدیا ہے ہم نے۔

آغا۔ اپنی نیت اپنے آپ خراب کر گیا ہوا۔

نواب۔ آغا یار تم یہان کوئی پہاڑن تجویز دو اور
ایک چھٹن صاحب بہادر کے لیے تجویز دو۔
مہراج۔ اور ایک ہمارے لیے۔
نازو۔ (سروتے کی ڈنڈی لگا کر) مونڈی کاٹا۔
آغا۔ خوب شد۔ ایک ہماری خاطر سے۔
نازو۔ (آغا کو آہستہ سے سروتا لگا کر) تم بھی لو۔
آغا۔ (مسکرا کر) منشی مہراج بلی صاحب ان کو
سمجھائیے۔ دیکھیے انھون نے پہل کی ہے۔ اب ہم سے
بھی بے ادبی ہوگی۔
نازو۔ کیا مجال ہے تیری۔ تیری تاب وطاقت کیا
ہے۔ اب اور دونگی الٹا ہاتھ۔ سنیے کیا مہراج کو
مفت کا پایا ہے بیچارے کو تجھ کو نہ اس کے
عوض مارون۔
آغا۔ اچھا تو پھر انکے عوض بوسے بھی ہم لین گے
چلو یون ہی سہی۔ کیون مہراج بلی کیا کہتے ہو۔
مہراج۔ نازو ہی جواب دیگی۔
نازو۔ ابھی ہم جوتے سے جواب دینگے۔
آغا۔ خدا کی قسم اچھل کے چوم لون تو سہی۔
اسپر نازو جھلا کر اٹھی۔ ٹھہر تو جا مونڈی کاٹے
تیرا منھ جھلسون آغا صاحب ہنستے ہوئے بھاگے
اور یہ سروتا لیے ہوے پیچھے پیچھے وہ غل مچاتے
جاتے ہین دہائی قمرن جان کی۔ دہائی ہے قمرن کی
قمرن نے بہن کو پکڑ لیا۔ ہمارے دہائی اب پکارتے ہین
اب بس جانے دو۔
نازو۔ نہین مین دیکھون تو کہ اچک کے بوسہ
کیونکر لیتا ہے۔
مہراج۔ اب تم کو تو خواہ مخواہ چومواسنے کا جی
چاہتا ہے اسکی تو بات ہی اور ہے۔
نواب۔ یار ہمارے دل کی بات کہی۔
چھٹن۔ اچھا بھئی آغا کے لپّڑ فی بوسہ کھاؤ گے۔
آغا۔ ہم بڑے بیحیا ہین۔ ہماری نہ پوچھو۔ ہم تو
نازو جان کے گال کا بوسہ لینے کے لیے فی بوسہ
ایک جوتا کھانے پر بھی راضی ہوجائینگے۔
نازو۔ دُر جوتی خور سے۔ اللہ جانتا ہے اب مین
اٹھ کے دھنک ہی ڈالونگی۔
آغا۔ کہین ٹھہرو تو۔
نازو۔ اٹھون پھر نواب اسکو سمجھاؤ۔
نواب۔ پھر تو بازی دیتے ہو آغا۔ اپنے دانون تو
روتے ہو وہ آئی ہے۔
قمرن۔ اے یہ باتین چھوڑو جی۔ کچھ ہنسی دل لگی
کی باتین کرو بائی اور اربیٹ اور یہ سب پنگے
سے ہمارا جی گھبراتا ہے۔ مین یہ سوچتی تھی کہ یہان آئے
ہو تو کیا بس اسی لیے کہ دن بھر اس کوٹھی مین
رہے اور دو گھڑی کے لیے نیچے اترے۔ ذرا
میدان مین گئے اور پھر یہان آگئے۔ اسے آئے
ہو تو ذری اور اور پہاڑون کی بھی سیر کرو ادھر
ادھر گھومو۔ دیکھو بھالو۔ برف کے پہاڑ لوگ
کہتے ہین یہان سے پاس ہین وہان چلو۔
نواب۔ درست۔ برف کے پہاڑ یہان سے پاس
ہین؟ یہ حضور سے کس نے گپ اڑائی۔ برف کے
پہاڑ یہان سے پندرہ دن کی راہ پر ہین اور
پہاڑ ہی پہاڑ جانا ہے بس۔ کیا دل لگی سمجھ لی ہے اور
پندرہ دن مین بھی تب پہونچین جب پہاڑیون کی
طرح سے جائین اور جو آرام کے ساتھ منزل منزل

جائین تو مہینون کی راہ ہی کتنے نگین برف کے پہاڑ یہان سے نزدیک ہین -

روتا - ہجور برف تو ان پہاڑون پر بھی گرتا ہی مگر وہان ہر مہینے مین دن رات برپ ہی برپ رہتا ہی اور پاس نہین ہی دور ہی - ہان جو دیکھنا چاہین تو یہین بیٹھے بیٹھے آپ دیکھ سکتے ہین

نازو - یہان بیٹھے بیٹھے کیونکر دیکھ سکتے ہین -

آغا - دور بھی ہین اور یہین بیٹھے بیٹھے دیکھ بھی سکتے ہین اسکے کیا معنی ہین میان -

روتا - اجی ہجور آگا صاحب ہان -

نازو - (ہنسکر) یہ موا سٹھیا گیا ہی کیا -

نواب - ابے تو ہی کہان آ سوقت -

آغا - دوا ور دو کے ہوتے ہین جی - بتا تو دو -

روتا - ہجور ہین تو یہان سے کئی سو کوس - کچھ سامنے ہین کیا؟ مگر اونچے اونچے پہاڑ سے صاف نجر آئی دیتے ہین - کل ہی سویرے سویرے اُٹھیے تو چل کے دیکھ لیجیے -

قمرن کو برف کے پہاڑ دیکھنے کا بڑا شوق ہوا اور نواب صاحب کی خوشامد کرنے لگی کہ میرے نواب آج رات سے اُٹھو اور ہماری خاطر سے تڑکا ہوتے ہوتے وہان پہونچ جاؤ جسمین اچھی طرح سے دیکھ سکین - نوابصاحب نے روتے سے کل حال دریافت کیا تو اُسنے کہا سرکار یہان ایک پہاڑ کی چوٹی سامنے ہی - کل تڑکے چلیے تو کوئی دس منٹ مین وہان داخل ہو جائیے - وہان پہنچ پڑے ہین اُنپر بیٹھیے اور سیر دیکھیے - آفتاب نکلتے نکلتے برف کے پہاڑ صاف نظر آتے ہین جہانتک وہ پہاڑ سوجھتے ہین بالکل سفید - برف اُن پر ہمیشہ اور ہر فصل مین رہتی ہی - دن ہو چاہے رات ہو - اور ایسے بھلے معلوم ہوتے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی - صاحب لوگ اور خود لاٹ صاحب اور میمین اور مسین اکثر دیکھنے جایا کرتی ہین -

نواب صاحب نے دریافت کیا کہ بھلا وہان کچھ روک ٹوک تو نہین ہی - اُسنے کہا خداوند یہان اسکا ہرگز ہرگز ذرا بھی خیال نہ فرمائیے گا - یہان جانیکی روک ٹوک نہین ہی سب لوگ یہان دیکھتے ہین - جہان خوشی ہو وہان چلے جائیے -

نواب چھٹن صاحب نے ایک پہرے والے کو بلوایا اور حکم دیا کہ گھڑی بھر رات رہے ہمکو جگا دینا - آمین عدول حکمی نہونے پائے شب کو حسب معمول سب سوئے پہرے والے نے دو گھڑی رات رہے اُنکو جگا دیا اور منھ ہاتھ دھو کر کپڑے پہنکر سب لیس ہوئے مرد تو دس منٹ کی راہ سبکر پیادہ پا چلے اور نازو اور قمرن پردہ دار ڈانڈیون مین سوار ہوئین - منشی مہراج بلی صاحب نے فرمایا بھائی گو ہم چلنے مین قاصر نہین ہین مگر وضع کے خلاف جوتیان چٹخاتے نہ جائینگے - یہ بھی ڈانڈی پر لدے - مسخرے نے کہا اسوقت بی نازو تو ہوادار کے عوض ڈانڈی پر سوار ہین - منشی مہراج بلی صاحب ہی کو اس ڈانڈی پر نہ سوار کر دیجیے تاکہ لوگ سمجھین کہ اُنکے ساتھ تین مساۃ ہین - منشی مہراج بلی نے مسخرے کو کچھ جواب نہ دیا جس مقام سے برف کے پہاڑ دیکھے جاتے ہین اُسکو وہان برف کی چوکی کہتے ہین نوابصاحب کی کوٹھی سے قریب تو تھی ہی تھوڑی

دیر مین قافلہ چوکی پر پہونچگیا یہ مقام پہاڑ کی ایک چوٹی پر واقع ہی۔ پہاڑیون نے انگلی کے اشارے سے بتایا کہ وہ برف کے پہاڑ ہین۔ سبنے غور سے اس جانب دیکھنا شروع کیا۔ نازو اور قمرن بھی ڈانڈیون سے اتر آئین۔ سحر کاذب کا وقت تنہائی کا مقام۔ بالکل خلوت انکو خوب موقع ملا کہ بیگمین بے نقاب سیر کہسار کرین اور برف کے پہاڑ دیکھین۔ دس بارہ منٹ دیکھا کیے لیکن برف کے پہاڑ نظر نہ آئے۔ جب پو پھٹنے کا وقت آیا تو سب سے پہلے قمرن نے کہا ہم نے دیکھ لیے۔ سفید لکیر سی چلی گئی ہی آغا محمد اطہر نے بھی خوش ہوکر کہا بھئی سچ کہتی ہین۔ اہاہا۔ دور تک سلسلہ چلا گیا ہی۔ بالکل سفید بگلے کے پر کی کیا حقیقت ہی۔ مگر اونچے نیچے بہت ہین اور ایک سلسلے کے بعد پھر دوسرا سلسلہ چلا گیا ہی۔ انکے قریب کھڑے ہوکر اور اور لوگون نے بھی سلسلہ برفستان دیکھے۔ اور خدا کی قدرت کاملہ پر عش عش کرنے لگے۔

نواب۔ کیا عظمت ظاہر ہوتی ہی سبحان اللہ۔

آغا۔ حضرت یون تو ہر شے سے قدرت خدا نمودار اور عیان ہی مگر پہاڑون کی عظمت سے دل پر اس کی قدرت کا نقش اور بھی جم جاتا ہی۔ اور خصوصاً یہ برف کے پہاڑ۔ واہ وا واہ۔

چھٹن۔ اور ہم لوگون نے نئے نئے دیکھے ہین نا۔ اس سبب سے ہم اور بھی زیادہ عش عش کرتے ہین۔ جو لوگ برفستان کے رہنے والے ہین انکو اسقدر عش عش کرنیکی وجہ نہین ہی جسقدر ہمکو۔ وہ اگر ہمارے بڑے بڑے شہرون مین جائین جیسے لکھنؤ۔ کلکتہ۔ بمبئی دہلی۔ وہان کے امیرون کے ٹھاٹھ اور سواریونکے تزک اور احتشام اور براتون اور سوگیون کے جلوس اور دھوم دھام کو دیکھین تو دنگ ہو جائین۔

نواب۔ بھلا ایک بات تو بتائیے جسقدر لطف ہمکو پہاڑون اور برفستان کے دیکھنے سے ہوا ہے اُسیقدر لطف ان پہاڑیونکو شہرون کی دھوم دھام دیکھنے سے ہو یا کم و بیش۔

چھٹن۔ اس سے زیادہ۔

آغا۔ جی نہین۔ لاحول ولا قوۃ۔ اسکا کروڑوان حصہ لطف نہ حاصل ہو۔ سطح زمین انکو بڑی بُری معلوم ہو پہاڑون کے رہنے والے بھلا شہرون کو کب پسند کرینگے۔ یہ تازی تازی ہوا۔ اور پھولون کی بوباس اور سبزہ و گل یہ قدرتی ٹھنڈا ٹھنڈا پانی اور پہاڑی ندیون کی روانی اور یہ پہاڑ وہان خواب مین بھی تو انسان کو نصیب نہین ہوتے۔

نواب۔ اور فرض کیجیے کہ وہ عش عش بھی کرین تو یہ فرق کیا کم ہی کہ پہاڑون کو دیکھکر ہم خدا کی قدرت پر عش عش کرتے ہین اور اسکی شان کبریائی کا نقش ہمارے لوح دل پر مرتسم ہوتا ہی اور وہ ہمارے شہرون کی دھوم اور امرا کا تزک اور ٹھاٹھ دیکھکر انسان کی صناعی کی تعریف کرینگے۔ کتنا فرق ہو گیا۔

جب واپس چلنے کی تیاریان ہونے لگین تو نازو نے کہا ہم لوگ اپنے گھرون کی چار دیواری مین بیٹھکر دنیا کو جانتے ہی نہین تھے کہ دنیا کیا ہی ایک دن کی راہ پر نینی تال ہی ایک دن نہین سوا دن بھی مگر اتنے ہی سے سفر مین کیا کیا دیکھ ڈالا

اور یہ برف کے پہاڑ تو بس - انکو دیکھکر قدم نہین اُٹھتا جی چاہتا ہی یہین ٹھٹک جائین -

اِن سب نے یہ پہاڑ پہلے ہی مرتبہ دیکھے تھے مگر تمام عمر یہ کیفیت یاد رہیگی -

خواب کی تعبیر

مسافران کوہسار تو پہاڑ پہ گلچھرے اُڑاتے اور قدرت حق پر عش عش کرتے اور نینی تال کی بہار روح افزا کا لطف اُٹھاتے تھے مگر ادھر نواب نادرجہان بیگم اس پیچ و تاب مین تھین کہ کہین میان اس نازک کمر جوڑی والی کے دام زلف عنبرین مین گرفتار نہو جائین - ایسا نہو کہ وہ قمر طلعت انکو اپنے بس مین کرلے کہین عاشق ہوکر گھر نہ ڈال لین - ایسا نہو کہ اُسکا چاہ زنخدان انکو کنوئین جھکائے - دل مین خوب سمجھتی تھین کہ قمرن ایسی مہ جبین اور نوخیز ہی کہ جوان مرد ایک نظر دیکھتے ہی فریفتہ اور شیفتہ ہوجائیگا - نہ کہ نواب محمد عسکری سا جوان جسنے اتنی عمر شاہد بازی ہی مین صرف کی ہو - انکو یہ بھی معلوم تھا کہ حسن اور کمسنی کے علاوہ قمرن خوش ادا اور خوش انداز زیبا اندام اور تدرو خرام بھی ہی اور جتنی صفتین معشوق مین ہونی چاہئین سب جناب باری نے اسکو عطا کی ہین - لیکن ایک امر سے انکو تشفی ہوتی تھی کہ قمرن با این ہمہ جمال مبین و ادا سے شیرین ایک ادنی سی جوڑی والی کی چھوکری اور بدتمیز و بےشعور ہی - امیرزادون کی صحبت کے قابل نہین ہی اور یہ معلوم ہی نہ تھا کہ - ع

اگر نغمہ کند ور نکند دل بفریبد

جوڑی والی ہو چاہے چماری دل کا آنا بُرا ہی عشق کا کوئی قاعدہ کوئی قانون نہین ہی - پری ہو خواہ چڑیل جسپر دل آگیا وہی معشوق ہی اُسکے ناز ضرور اُٹھانے ہونگے لیکن کچھ تو دل کی تسلی اور خاطر غمگین کی تشفی کے لیے بہانا چاہیے اُس کا حُسن انکے حسن سے کہین بڑھ چڑھ کے تھا - عمر بہت ہی کم - قد بالا تدرو - جوبن پھٹا پڑتا تھا لب جان بخش قدرتی سُرخ زلف چلیپا طول مین طول امل سے بھی دوہا تھ بڑھی ہوئی سیاہی مین سویدائے دل لیلی کی شرمانیوالی چال متوالی ادا این بناوٹ کا نام نہین - خلقی لگاوٹ جو مزہ دیجاتی ہی وہ مصنوعی مین کہان پایئے - شیرین بیانی مین بھی لطف اور تلخکلامی مین بھی لطف - وفا اور جفا ہر حال مین عشاق راضی - تیر نظر سینہ گداز دل کے مرغ دل کو چھوڑتا ہی نہ تھا اور طرہ یہ وہی قاتل اور وہی مسیحا -

زندہ کنی عطائے تو ور بکشی فدائے تو
دل شدہ مبتلائے تو ہرچہ کنی رضائے تو

مگر نواب نادرجہان بیگم دل کے خوش کرنے کو یہ خیال کرلیا کرتی تھین کہ کہین زربفت مین ٹاٹ یا کمخواب مین سوتی کا پیوند لگتا ہی - امیرزادونکی صحبت مین امیرزادیان ہی رہتی ہین - پیچ تو ہم عورتین - ع -

اگر با دیگرانش بود میلے چرا ظرف مرا بشکست ساقی

جبتک تارا نہین آیا تھا انکی طبیعت بہت ہی بیقرار تھی اور اس کھٹکے سے کہ مبادا نواب اُسکو گھر ڈال لین اور ہماری سوت پیدا ہوجائے انکی

نیند شب کو اُچٹ گئی تھی۔ جب دوسرے روز
تار آیا تو اُنکے قلب کو ذرا تسلی ہوئی کہ نواب ابھی
ہمکو بھولے نہین ہین۔ پہاڑ پر چڑھنے کے پہلے ہی
ہم کو تار دیدیا کہ خیر صلاح سے وہان تک پہونچگئے
اس سے اِنھون نے یہ نتیجہ نکالا کہ ابھی تک نواب
کا دل بے قابو نہین ہو گیا ہے۔

اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ خود بھی کسی طرح نینی تال
پہونچین اور نواب کو اپنے بس مین کرلین تاکہ ان
چھوکریون کا رنگ نہ جمنے پائے۔ بی مغلانی انکے
مزاج مین بہت ورخور تھین اور اکثر درد دکھ کے
وقت مشورہ بھی دیا کرتی تھین بیگم صاحب کے
دل کا حال چیونٹون سے تاڑ جاتی تھین۔ جب
انکو پریشان حال اور کسی قدر مضطرب دیکھا تو
تسلی کرنے لگین کہ حضور گھبرائین نہین اللہ رکھا کر
رہین ہمین سب قدرت ہے۔ جو ابھی اٹھوارے
مین بلوتے کا خط پہاڑ سے نہ آیا تو جبھی کہیے گا۔
دیکھیے جاتے ہی جاتے تار دیا کہ نہین وہ ان
دونون کو حضور فقط ذری ہی دل بہلانے کیلیے
لیگئے ہین۔ حضور تو جانتی ہی ہین کہ ہمارے شہر
کے رئیس سب عورتون کی صحبت کے دم بھر بھی
بیچین سے نہین رہ سکتے۔ حضور کو بے بند دلبست
کیے ہوے پہاڑ پر لیجانا کیا کچھ دلگی تھی ہان
اب گئے ہین دیکھین گے بھالینگے مکان اچھا سا
دیکھ کے لینگے تو ضرور ضرور بلوائین گے۔ بھلا نازو
اور قمرن بازاری عورتین کیا جانین کہ سلیقہ اور
شعور کس شے کا نام ہے۔ کہین نواب صاحب کی
طبیعت اُنسے بہل سکتی ہے۔ یہ عمدہ عمدہ کھانے
پکوائین گی جو امیر رئیس شہزادے کھاتے ہین انکو
بیر کٹ میٹھے اور چنے کے ساگ کھانے مین ذائقہ
نہ آئیگا۔ اور کیا تعجب ہے کہ عطر مین بوآے اور
تیل کی مچھلی اور تیل کا اچار اور دہی کا توڑ کھیرے
کی چٹنی کی فرمائش کرین۔ جو عورت ایسی دیدے
کی نڈر ہو کہ بازار مین نکلکر گنڈیری والے کو
پکارے بھلا وہ کہین امیرون کے محل مین
رہ سکتی ہے۔

بیگم صاحب نے کہا ہان اسقدر تو ہمارا دل
بھی گواہی دیتا ہے کہ اگر ہمکو نواب نے پہاڑ پر
بلایا تو ہماری بیقدری کرنیکی ان کو جرأت نہوگی
اور اس موئی کی تو کیا مجال ہے کہ ہمارے سامنے
زبان کھول سکے۔ وہین پر جیتے جی جنوا دون۔
اگر نواب کا دل اُسپر آگیا اس سے ہم بھی لاچار ہین
ہم نے تو باجی جان سے کہا تھا کہ باجی یہ سب
تمھارے کانٹے بوئے ہین نہ تم اس ڈھڈو چنو کی
جورو کو بلواتین نہ اسکی چھوکریان تمھارے گھر
آتین اور نہ ہم کو یہ دن دیکھنا پڑتا۔ میرا تو اُسی
وقت ماتھا ٹھنکا تھا جب قمرن کو نواب سب کے
سامنے دیر تک گھورا کیے اور گھور گھار کے چلے
بھی تو پھر پیٹھ پھیر کے نظر بھر کر دیکھا۔ مگر مجھے یہ
نہین معلوم تھا کہ اسکے پیچھے اسقدر لٹو ہوجائینگے
کہ پہاڑ پر بھی ڈولا لیکر پہونچین گے۔ اور دولہا بھائی
سے ہین گلے کی گنجایش ہے کہ انکو معلوم تھا اور
انھین کے گھر سے یہ ساری باتین ہوئین اور
کان مین تیل ڈالے بیٹھے رہے۔

مغلانی۔ حضور یہ مرد مرد سب ایک ہین۔

ب - ایسا کہین ہوتا ہی بھلا - وہ سمجھاتے
مگر مجھ تک تو اسکی اطلاع پہلے ہی سے دیتے کہ
مین ہوشیار رہتی -

لاڈو - اور سرکار ہمارے نواب صاحب تو
ایسے تھے نہین کبھی آنکھ اٹھا کے بھی کسی کیطرف
نہین دیکھتے تھے -

راوی - بجا - اور کسی کیطرف دیکھتے ہون یا نہ دیکھتے
ہون مگر بی لاڈو پر کبھی نظر بد اُنھون نے ڈالی ہی
نہین - اسکی تو ہم سچی قسم کھا لینگے - مغلانی تو
واقف راز تھی - لاڈو کی زبانی یہ کہانی سنا دل
ہی دل مین خوب ہنسی -

ب - مگر ایک بات تو ہم بھی کہینگے ہمارے نواب
کسی ایسی ویسی پر پھسل پڑنے والے آسامی نہین
ہین مگر اس قمرن نے جو انکے دل مین جگہ کر لی
اسکا سبب یہ ہی کہ وہ ہی ہی خوبصورت اور
پھر ابھی عمر بھی بہت کم ہی - نہین تو بھلا نواب
صاحب اور چوڑی والی پر اس قدر سے
ریجھ جائین -

مغلانی - خبصورت و بدصورت تو اللہ کا نام ہی
ہان سن وسال مین البتہ اچھی ہی صورت کیا ایسے
کچھ اچھی ہی -

لاڈو - توبہ کرو بوا - ہماری بیگم صاحب کے لونکو
تو پہونچتی نہین - اور یون جوانی مین تو گدھی بھی
وہ کیا مثل ہی بھلی معلوم ہوتی ہی -

ب - نہین - یہ غلط ہی صورت شکل اچھی پائی ہی
اور ناک نقشہ سے کبھی درست ہی گو منہارن پھر
منہارن ہی -

لاڈو - چوڑیون کا ٹوکرا لے کے گھر گھر جھکائے
پھرتی تھی اب نواب صاحب کے ساتھ پہاڑ پر پہونچین
اللہ کی شان -

مغلانی - وہ تو زمانہ بھر مین ہر کوسے جُگت
لڑاتی تھی -

لاڈو - اور کیا پہاڑ پر وہ نیک ... پارسا بنی رہیگی
سُن لیجیے گا کوئی نہ کوئی گل ضرور کھلائیگی - اسکی
تو گانٹھ گانٹھ مین بس کھوٹ کوٹ کے بھرا ہی -

مغلانی - اور وہ موئی ناز و ادا اُس سے بھی
چار ہاتھ بڑھ کے ہی بڑی بی تو بڑی بی چھوٹی بی
سبحان اللہ -

لاڈو - وہ بڑی چھپتیسی ہی -

مغلانی - دیکھ لیجیے گا بیگم صاحب یہ نگوڑیان اسطرح
سے نواب کے محل سے نکالی جائینگی ساتھ بے عزتی
کے جیسے دودھ سے مکھی اور انکے میان بھی انکو
اب نہ لیجائینگے - ایسن آباد مین کوئی ٹوٹا سا کمرا
لے کے ایک دیا جلا کے مونڈھون پر بیٹھین گی
بس یہی ان کا حشر نہ ہو تو میرے منہ پر تھوک
دیجیے گا -

اتنے مین مغلانی نے کہا - آہا خوب یاد آیا -
لو مین تو بھول ہی گئی تھی - کل رات ہم نے ایک
خواب دیکھا تھا - اچھا اب اتنے دن چڑھے دن کو
نہ کہین گے - رات کو عرض کرونگی - دن کو
خواب کا حال کہنے سے مسافر بیچارے راستہ
بھول جاتے اور بھٹکتے پھرتے ہین - لاڈو نے
اسکی تردید کی - اے بوا یہ سب پُرانے لوگون کی
واہیات باتین ہین کہ مسافر راستہ بھٹک جاتے ہین

اور ایک پگ ڈنڈی سے دوسری پگ ڈنڈی پر چلنے لگتے ہین۔ بیگم صاحب نے بھی اصرار کیا کہ کہو کبھی راستہ کوئی اندھے بھولجاتے ہین جنکے اللہ نے آنکھین دی ہین وہ اورون کو راستہ بتاتے ہین۔

مغلانی نے حسب اجازت بیگم صاحب سے خواب کا حال یون بیان کیا۔

اے حضور رات کیا جانے کیا سبب تھا کہ نیند نہین آتی تھی کروٹون پر کروٹین بدلتی تھی اور پلک تلک نہین جھپکتی تھی لاکھ لاکھ جتن کیے کہ ذری آنکھ لگے مگر نیند اُچٹ گئی۔ گیارہ بجے بارہ بجے ایک بجا۔ دو بجے۔ تین کے عمل مین ذری ذری نیند آنے لگی اور کہین چار بجے جاکے بے غافل سوئی توکیا دیکھتی ہون کہ جیسے ایک بڑا سا میدان ہی اور اسکے چوگردہ درخت لگے ہین ہرے ہرے اور اونچے اونچے درخت آسمان سے باتین کرتے ہوئے اور سامنے ایک تلاؤ ہی۔ منہا منہ پانی بھرا ہوا اور لال لال مچھلیان اُسکے بیچ تیرتی ہین اور حضور جھولا جھول رہی ہین اور ایک مرد جھُلا رہا ہی۔ اور دو تین عورتین گاتی جاتی ہین (جھولا کن ڈالیو امریان) ایسی بہار تھی اور وہ سان بندھا تھا کہ لونڈی کیا عرض کرے۔ اتنے مین جھولا جھلانیوالے نے کہا حضور اتی دیر کے جھولا جھلانے مین توہمنے امیرون سے لکھوکھا روپیے لیے ہین حضور سے تو بہت کچھ امید واری ہی۔ مین نے اسکو سمجھایا کہ تو گھبراتا کاہے کو ہی سرکار تجکو خوش کردینگی تو اُسنے کہا اگر ہمکو خوش کردینگی تو ہم تمھاری سرکار کو بھی اونچی اونچی زمین دکھائینگے۔ اب اسکے بعد کا حال مجھے یاد نہین کہ کیا ہوا مگر اتنا یاد ہی کہ وہ جو آپ کو جھُلا رہے تھے اُنھون نے کہا تم اُترو اب ہم خود جھولینگے اور ہم جواب پینگین لینگے تو آسمان تک کی خبر لائینگے۔ بس اس پر حضور تو اُتر گئین اور وہ جو پینگین لینے لگے تو ہم سب نے دیکھا کہ آسمان کو چھو ہی لینے کو تھے اُنھین اور آسمان مین بس یونہی سی کسر تھی جنے غل مچایا کہ جھُولا روک لو۔ یہ کیا کرتے ہو۔ وہ سنتے کسکی تھے۔ اکبار آسمان کو اس اللہ کے بندے نے چھو ہی تو لیا۔ آسمان مین چھید ہوگیا اور منہ برسنے لگا۔ تو ہم سب بھاگے اور بس آنکھ کھُل گئی۔

ب۔ پھر اس خواب کا حال کسی مولوی سے دریافت کرو۔

لاڈو۔ سرکار کا حکم ہو تو ابھی ابھی ساتھ لوا لاؤن۔

مغلانی۔ اے یہ کیا رہتے ہین مسجد کے نکڑ کے پاس

لاڈو جاکے ایک مولوی کو بلا لائی اور ساتھ پھر مین اس کو پٹی پڑھاتی آئی۔

لاڈو۔ سرکار مولوی صاحب حاضر ہین۔

ب۔ چپکے سے پردے کے پاس بلا لو۔ اور تعبیر پوچھو۔

مولوی۔ بہت خوب سب حال غور سے سن لون تو عرض کرون۔

راوی۔ مغلانی نے بڑی چرب زبانی سے خواب کہہ سُنایا تو مولوی صاحب کہ سکھائے پڑھائے آئے تھے یون چہکنے لگے وہ بڑا سا میدان پہاڑ سے مراد ہی اور درخت اُن درختون سے مطلب ہے جو پہاڑ کے ارد گرد ہوتے ہین اور تالاب اُس جھیل سے مطلب ہے جو نینی تال کے بیچ مین واقع ہی۔

راوی۔ نینی تال کا لفظ سنتے ہی بیگم صاحب کی باچھین

کھل گئین اور مغلانی کیطرف دیکھکر مسکرائین -

مولوی - اور جھولا جو آپ کو جھلاتے تھے وہ نواب صاحب بہادر ہین اسکے یہ معنی کہ وہ آپ کو دل وجان سے عزیز رکھتے ہین اور چاہتے ہین جھولا جھلانے کے معنی خواب مین یہی ہوا کرتے ہین کہ جسکو جھولا جھلائے اُسپر عاشق ہو اور وہ عورتین جو گاتی تھین اُنمین ایک تو مغلانی تھین دوسری لاڈو مہری ہین - اور وہ مرد جو جھولا جھولنے لگے اور اُنھون نے کہا کہ آسمان کی خیر لاوینگے وہ آسمان پہاڑ سے مراد ہو اب اُنھون نے آسمان کو چھو لیا اِسکے یہ معنی کہ جو عروج انسان کو دنیا مین حاصل ہو سکتا ہو وہ اُنکو حاصل ہوگا منھ برسنا عین علامت رحمت خدا ہو اور اونچی زمین دکھائینگے اسکے یہ معنی کہ نواب صاحب حضور کو جلد پہاڑ پر بلائینگے -

مغلانی - خدا کرے یہ پیشین گوئی ٹھیک اُترے مولوی صاحب -

لاڈو - آمین اللہ اور ضرور کرے ٹھیک اُترے گی بوا مغلانی سرکار اُنکا کہنا کبھی بیکار نہین جاتا - جو جس کو کہدیا وہی ہوا -

مولوی - جو کہدین وہی ہو پتھر کی لکیر - ہمارا علم جھوٹا نہین ہو صاحب -

ب - منھ برسنے سے کیا مطلب ہو اللہ اچھا ہی اچھا کرے گا -

مولوی - منھ برسنا خواب مین دیکھنا بہت اچھا ہوتا ہو - اور پھر جھولا جھولنا تو اس سے بھی بڑھا ہوا ہے -

ب - ہان جھولا تو آدمی جبھی جھولے گا جب ہر چہار طرف سے بفراغت بیٹھے گا - یہ خوب ہی بنائی بات ہے -

مولوی - ایسے خواب بڑے خوش نصیب لوگ دیکھتے ہین -

مغلانی - خواب مین رونا کیسا مولوی صاحب -

مولوی - اسمین کئی شقین ہین - جو ہاتھی کو خواب مین دیکھے تو بُرا اور دیکھکر روئے تو اور بھی بُرا -

لاڈو - اچھا تو ہاتھی کو دیکھ کے روئے کیون - اور جو نہ روئے -

مولوی - نہ روئے تو کچھ ہرج نہین مگر ہاتھی کا خواب مین دیکھنا بُرا ہی لکھا ہو - ہان اگر ہاتھی سونڈ سے کھیلے تو بُرا نہ اچھا اور جو ہاتھی پیچھے دوڑے تو بس گئے گذرے فوراً مر جائے - آدمی بچ ہی نہین سکتا -

لاڈو - اوئی بڑا منحوس خواب ہے - اللہ پناہ مین رکھے -

مغلانی - اللہ دشمن کو بھی ایسا منحوس خواب نہ دکھائے -

مولوی - ایک آدمی کو کسی نے خواب مین ایک شعر سنایا تھا تڑکے ہی مر گیا - ایک نے جو بیمار تھا ایک اور شعر سُنا جس سے اُسکی بیماری جاتی رہی - جان تو اس سے گئی -

خدا ہاتھی اگر دیوے تو ایسا
نہ فیل راجہ نربت سنگھ جیسا

دوسرے نے خواب مین یہ شعر سُنا چھ مہینے سے علیل تھا فوراً تندرست ہو گیا - اُٹھتے ہی خاصہ ہٹا کٹا بھلا چنگا ہو گیا -

قیامبند خیال شاہ گدا | کردہ ملک امین از زیان وخطر

ہاتھی کا لفظ دونوں میں ہے مگر اس شعر سے یہ فائدہ ہوا کہ بیمار جو جان بلب تھا اُٹھ کھڑا ہوا اور اُس منحوس شعر نے زندہ آدمی کو جو صحیح و سالم تھا مار ڈالا - وجہ یہ کہ پہلے شعر میں راجہ تربت سنگھ کے ہاتھی کی ہجو تھی اور دوسرے میں بادشاہ کے ہاتھی کی تعریف - پہلے میں سچ مچ کے ہاتھی کا ذکر ہے اور دوسرے میں شطرنج کے ہاتھی کا تذکرہ ہے - اور جو کہیں انسان خواب میں دیکھے کہ ہاتھیوں کے بیچ میں پھنس گیا تو بھی بُرا ہوتا ہے - ہاتھی کا خواب میں دیکھنا ہی بُرا -

لاڈو - تو انسان جان بوجھ کے ہاتھی کو کاہیکو دیکھے -

مغلانی - کیسی باتیں کرتی ہو - خواب میں ہاتھی کسو کا تابع رہتا ہے کہ جو خوشی ہو وہ دیکھے اور جو خوشی نہ ہو وہ نہ دیکھے واہ -

مولوی - ابھی الّھڑ پنے کے دن ہیں اِنکے -

راوی - چہ خوش - عاشق مزاج بھی معلوم ہوتے ہیں -

مغلانی - بھلا کیوں مولوی صاحب کتنے ایک خوابوں کا آپ نے حال بتلایا ہوگا - کوئی دو ڈھائی سے -

مولوی - ہاں کم سے کم دس بارہ ہزار -

مغلانی - اوئی دس بارہ ہزار؟

لاڈو - یہ اِتنے خواب روز روز دیکھتا کون ہیگا -

مغلانی - اے شہر بھی تو لق و دق شیطان کی آنت ہے -

مولوی - آنت کا بھی نام سُنّا خواب میں بُرا ہوتا ہے -

لاڈو - اوئی یہ تو بڑی بُری بچ ہے - اب زیادہ نہ کچھ کہو مولوی صاحب ہم کو رات کو ڈر معلوم ہوگا -

مولوی - ہمارا نام لیکر سو رہیئے گا - خوف منزلوں دُور دُور رہیگا - جب سوئے تو خوف کاہے کا اور خواب کچھ انسان کا امر اختیاری نہیں -

بیگم صاحب نے جو اِنکی تقریر سُنی تو سمجھیں کہ بڑا واقف کار آدمی ہے - لاڈو کو پاس بلا کر چپکے سے پوچھا اِن کو کیا دیا جائے کچھ اِنکا معمول ہے - اس نے کہا حضور غریب غربا کے گھر جاتے ہیں تو آنہ دو آنے چار آنے پاتے ہیں جو لوگ خود ان کے گھر پر چلتے ہیں انہیں کوئی دو پیسے دیتا ہے کوئی چار پیسے کوئی پیسا ہی دیتا ہے کوئی کچھ بھی نہیں دیتا - اور امیروں رئیسوں کے ہاں جو جس نے دیا سو لیا کسی سے زبردستی نہیں کرتے - لڑتے جھگڑتے نہیں -

بیگم صاحب نے حکم دیا کہ پانچ روپے نقد دیدو -

مولوی - اسکی کیا ضرورت تھی -

مغلانی - واہ آپ ایسا فرماتے ہیں -

مولوی - میں آخر کہا تا کسکا دیا ہوں -

مغلانی - وہ سب کچھ صحیح سہی -

مولوی - حضور تو بہتر یہ ہے کہ جب اِس خواب کی تعبیر صحیح نکلے تب حضور اپنی حیثیت کے موافق مجھے خوش کر دیں -

مغلانی - بیشک - اب اسوقت اس سے منہ تو میٹھا کیجیے -

مولوی - مجھے کوئی عذر نہیں لائیے -

مغلانی - یہ تو فقط مٹھائی کھانے کو دیا ہے -

لاڈو۔ مولوی صاحب اگر خواب صحیح نکلیگا تو مالا مال کر دیے جایئے گا۔

مولوی۔ انشاء اللہ۔ ہم لالچی آدمی نہین ہین۔ ہمین چاہیے کچھ دیجیے چاہیے نہ دیجیے۔

لاڈو۔ مین تو پہلے ہی عرض کر چکی ہون۔

مغلانی۔ وہ آپ کا حال یہان سب کو معلوم ہے جسنے جو دیا لے لیا۔

مولوی۔ اسی مین اللہ برکت دیتا ہے۔

مغلانی۔ کیون نہین۔ جو قناعت کرے گا اُس کا پھل پائے گا۔

مولوی صاحب تو پانچ روپیہ کنکھناتے ہوئے گھر گئے یہان بیگم صاحب اور مغلانی اور لاڈو مین مولوی صاحب کی تعریفین ہونے لگین۔ یہ تعریفین ہو تی ہی تھین کہ نواب صاحب کا خط آیا۔

لاڈو۔ حضور سرکار کا خط آیا۔

مغلانی۔ شکر ہے اللہ کا۔ خط کا نام تو سُنا۔

لاڈو۔ حضور پڑھلین۔ داروغہ صاحب کے بھائی کہتے ہین کہ صاف لکھا ہوا ہے۔ بیگم صاحب نے خط پڑھا۔

برادر عزیز و اقر تمیز سلامت۔ بعد ادعیہ وافرہ مطالعہ نمایند کہ حضور پر نور آقائے نامدار مع ہم سب کے بفضلہ خیریت سے داخل نینی تال ہوئے۔ یہ مقام بہشت کا نمونہ ہے۔ بلکہ بہشت سے بھی بڑھا ہوا ہے۔ اس مقام کی تعریف سوا منشی کے اور کوئی نہین کر سکتا سچ تو یون ہے کہ فردوس بر روئے زمین ست کا مصداق ہے ہمارے تو بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہم نے یہ کوہستان دیکھا۔ اسکے لیے بڑا نصیبا چاہیے یہان آنے سے جی بہت خوش ہوا۔ نوابصاحب بہت جلد بیگم صاحبہ کو بلوانے والے ہین۔ تم سرکار کی خدمت مین عرض کر دینا کہ تیار رہین۔ غلام کو حکم ہوا اور غلام چلا۔ تم بھی ضرور آنا۔ یہان ہم سب سمجھتے ہین کہ جیتے جی بہشت کو پہونچ گئے۔ وہ سب باتین جو سُنی تھین جھوٹ نکلین۔ یہان کوئی ڈر ہے نہ خوف ہے۔

ب۔ مولوی کا کہنا تو بہت سچ نکلا مغلانی۔

مغلانی۔ حضور نہ کیونکر سچ نکلے جیسے تیر نشانے پر لگا جاتا ہے اسی اٹھوارے کے اندر ہی اندر سفر ہو تو سہی۔

اس خط سے بیگم صاحب کو بڑی تشفی ہوئی کہ نواب ہم کو بھولے نہین ہین اور ان چوڑی والیونکی رنگت ابھی نہین جمنے پائی ہے۔

نینی تال کی باتین

تیسرے روز مرزا صاحب نے منشی مہراج بلی صاحب سے کہا کہ حضرت آج پندرہ بیس روپیہ کا خون ہوگا بیس چہرہ شاہی نکال رکھیے۔ پوچھا کیون یہ بیس روپیے چہرہ شاہی کا خون ہونا کیا معنی۔ مسخرے نے کہا معلوم ہوتا ہے مرزا صاحب علم غیب پڑھے ہین شاید آپ سے کوئی جرم سرزد ہوگا اور آپ پر مجسٹریٹ صاحب جرمانہ کر دین گے۔ اسپر منشی مہراج بلی صاحب ذرا اگڑے۔ سبھی یہ بدشگونی بُری ہے بندے کو پسند نہین۔ ع۔ مزن فال بد کہ آرد حال بد۔ بُری بات زبان سے نکالنا بُرا ہوتا ہے سمجھیے صاحب۔ جرم ہمارے دشمنون سے سرزد ہو۔ جو ہمارا بُرا چاہین۔ اور ہم پر کیا جرمانہ

ہوگا۔ ہم تو خود میونسپل کے کمشنر ہین کچھ تمھاری طرح سے تھوڑا ہی ہین۔ مرزا صاحب نے کہا حضور یہانکی یاترین انعام مانگنے آتی ہونگی۔ بیس پچیس سے کم ہرگز ہرگز نہ لین گی۔ منشی مہراج بلی صاحب مسکرائے معقول۔ ہم سے واسطہ۔ ہم سے سرکار۔ ہم تو اپنے نوابصاحب کے ساتھ آئے ہین۔ انھین سے لین۔ ہمتو سستے چھوٹین گے۔ مرزا صاحب نے اسکی تردید کی۔ جی۔ کہین سستے چھوٹتے ہون آپ۔ یہان کی یاترین ہندوؤن سے انعام لیتی ہین۔ اگر مسلمان کے ہان جائین تو برادری سے خارج کردی جائین۔ مگر یہ اسی پہاڑ کے قیام تک قید ہے پہاڑ سے نیچے اُترین پھر برائے نام یہ خیال رہتا ہے۔ یہان تو اگر بیٹھنے کو بھی ہم بُلوائین تو وہ نہ آئین آپ ہندو ہین۔ آپ کے پاس انعام لینے آئینگی۔ یہ سُنکر منشی مہراجبلی صاحب چکرائے۔ آدمی کنجوس اور بخیل تو تھے ہی خون خشک ہوگیا۔ اور بیس روپیے کا انعام سُنکر اور بھی چراغ پا ہوئے۔ سوچے کہ یہان سے بھاگ چلین دو ایک روز سرا مین رہین۔ بلا سے روپیہ سوا روپیہ خرچ ہوجائیگا کچھ پروا نہین مگر بیس روپئے کی دھپ تو نہ لگیگی۔ اس سے تو بچینگے تھوڑی دیر کے بعد آپ نے اپنے باری بودھی کو ساتھ لیا اور چپکے سے چل دیے۔ صرف کپڑون کا بیگ اور دو لوٹے ساتھ لیے سرا مین جاکر دریافت کیا کہ کرایہ کیا ہے۔

بھٹیاری۔ آٹھ آنے روز۔ یہ سرکاری سرا ہے۔

مہراج۔ آٹھ آنے روز۔ کیا اندھیر ہے کچھ۔ ا!!

ب۔ اے حضور یہ سرکاری سرا ہے۔

مہراج۔ ہم ایک کمرے کے دو آنے روز دینگے۔

ب۔ تو کیا ہم اپنی گرہ سے چھ آنے دین گے۔ حضور سرکاری نرخ سے یہان لیا جاتا ہے۔ ہم اس نرخ سے کم لینگے نہ زیادہ یہ دیکھیے لکھا ہے۔ اس سے گھٹا بڑھا نہین سکتے۔

مہراج۔ قہر درویش برجان درویش۔

بھٹیاری۔ آپ دریافت کرلین پھر دین۔

مہراج۔ اچھا تو ایک پلنگ بھی لاؤ۔ مگر ہم اسباب تو مختصر سا لائے ہین۔ ایک بیگ اور دو لوٹے بستر نہین لائے ہین۔

ب۔ حضور مین دری اور چادر بچھا دونگی سفید سفید تکیے رکھدونگی۔ آرام سے سوئیے تکلیف نہونے پائیگی۔

آٹھ آنے روز کا نام سُنکر منشی مہراج بلی صاحب کی نانی مرگئی۔ باری کو علیحدہ لیجا کر کہا۔ یار بودھی۔ یہ بڑا غضب ہوگیا یہ تو صریح دوالا نکالنا ہے۔ رات بھر کے چار پیسے۔ حد دو آنے نہ کہ آٹھ آنے روز۔ مگر اب کرین تو کیا کرین۔ تم جانتے ہو ہم وہانسے کیون بھاگ آئے۔ ارے کمبخت۔ وہان یاترین ہم سے انعام مانگنے آئینگی۔ اور پندرہ بیس کے ماتھے جائیگی اس سے ہم یہان بھاگ آئے۔ بلا سے آٹھ آنے روز دینگے۔ بلا تو ٹل جائیگی۔ یہ کتنی بڑی بات ہے آجکل مین یاترین ہمکو ڈھونڈھتی ہوئی جائینگی۔ ہم وہان ہونگے نہین۔ چلو اللہ اللہ خیر صلاح۔ پھر کون جاتا ہے کون آتا ہے۔ روپیے سوا روپیہ خرچے سے پندرہ بیس بچ جائینگے۔

بودھی نے بھی انھین کی تائید کی کہ دو ایک

روپیے سے جو پندرہ بیس کی کھپت ہو تو کیا کہنا۔ مجھے جانے دیجیے تو ڈھونڈ بھی لاؤن۔ انھون نے اجازت نہ دی کہا ذرا دو گھڑی دل لگی دیکھو۔ وہ لوگ کیا جانین اپنے دل تو نہین کیا سمجھین گے کوئی کچھ کہیگا کوئی کچھ کہیگا۔

اب سنیے کہ منشی مہراج بلی صاحب سنے تو ادھر بستر جمایا اور ادھر نوابصاحب کے ہان انکی تلاش ہونے لگی کہین پتا نہین۔ آدمی بھی ندارد۔ انکے برہمن سے پوچھا کہ کہان گئے ہین۔ کہا مجھے نہین معلوم مین خود ڈھونڈ رہا ہون رسوئی ٹھنڈی ہو گئی کیا معلوم کہان چلے گئے دوسرے آدمی سے دریافت کیا اُسنے بھی یہی جواب دیا ادھر اُدھر آدمی بھیجے گئے۔ کہین پتا نہین۔ یا خدا کہان چل دیے۔

نواب۔ کسی کھڈ وڈ مین تو نہین گر پڑے کہین۔

مرزا۔ کون تعجب کی بات ہے۔ گر پڑے ہونگے۔

ممن۔ حضور وہ کسی اور ہی پھیر مین گئے ہونگے۔

برہمن۔ سرکار کپڑون کا بیگ بھی نہین ہے۔

ممن۔ این! یہ تو سمجھ مین نہین آتا۔

نواب۔ گئے تو ہوا ہی کھانے ہین۔ پھر بیگ لیجانا کیا معنی اور انکا باری بھی نہین ہے۔ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

مسخرہ۔ حضور ممن کی رائے ٹھیک ہے کہین لمبے ہو گئے ہین آدمی ہین حسن پرست نکل گئے کسیطرف بی نازو سے کہیے کہ میان کی فکر کرین۔

نازو۔ اے دور ہو۔ میان ہوگا اپنی جورو کا۔

نواب۔ بھئی بیگ لے کے جانا خالی از علت نہین ہے کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے بے وجہ نہین ہے۔ اور دیکھتی ہوئی۔ بازار مین بھی ڈھونڈھوایا کہین نہین ملے۔

آغا۔ ہماری سمجھ مین خود نہین آتا کہین جھیل مین نہانے تو نہین گئے ہین۔

مرزا۔ توبہ توبہ۔ جھیل کے تو نام سے کانپتے ہین۔

آغا۔ پھر کہان۔ فو پھکر ہو گئے۔ آخر کہین ٹھکانا بھی ہے۔

اتنے مین حسین علی خدمتگار آیا۔ اُسنے ہنستے ہوئے نواب صاحب سے کہا کہ سرکار مین بتا دون۔ مین تلی تال گیا تھا وہان انکا باری ملا۔ ہاتھ مین پوریونکا دونا لیے تھا۔ مین نے کہا یہان کہان اور یہ پوریان کیسی ہین مجھے دیکھتے ہی ہکا بکا ہو گیا۔ گھبرا کر کہا مین نے یہ پوریان اپنے لیے لی ہین مجھے یقین نہین آیا مین نے کہا مین سانہے ندونگا۔ صاف صاف بتاؤ کہ منشی مہراج بلی صاحب کہان ہین بڑی دیر تک آئین بائین شائین بکا کیا۔ مین اُڑان گھائیون مین کب آنیوالا تھا آخر کو مین نے قبولوا ہی چھوڑا۔ کہنے لگا کہ مرزا جی نے جو اس سے کہا کہ باتر مین آن کے گھیرینگی تو چکرائے اور کنجوس تو پرلے سرے کے ہین سوجھی کہ ٹل جاؤ سرا مین جا کے ٹکے ہین۔ ایک بیگ کپڑون کا ساتھ ہے۔ اور دو لوٹے بستر سرا مین بھٹیاری سے لیا ہے۔ دو ایک روز وہین رہین گے آٹھ آنے روز سرا کا کرایہ سُنکر بڑے چکر مین آئے۔

ممن اور دارو غہ نے قہقہہ لگایا۔ کہا حضور حکم دین تو ہم ایک دل لگی دکھائین۔ یہ کہکر یہ دونون

چلے - دوپہر کے قریب منشی مہراج بلی صاحب پوریان کھا کے ناریل پی رہے تھے کہ سا بین چھاچھم کی آواز آنے لگی سنتے ہی منشی مہراج بلی کے کان کھڑے ہوئے کہا تے ہین انکے باری نے کہا سرکار وہ سب کی سب آگئین پاترین چھم چھم کرتی ہوئی منشی مہراج بلی صاحب کی کوٹھری مین دراتی آئین تو دیکھتی کیا ہین کہ خالی چارپائی بچھی ہوئی ہی اور نریل گرا پڑا ہوا ہی اور بچھونے پر ایک جوتی اور کچھ پیسے پڑے ہین باری سے پوچھا تمھارے مالک کہان ہین اُسنے کہا ابھی تک تو بیٹھے تھے اب کیا معلوم کہان چلدیئے - پاترون نے انکا بیگ لیا اور جوتی اور پیسے لیے اور خفرو ہوئین -

باری - ہائین ! ہائین - یہ کیا لوٹ ہی - بیگ کہان لے چلین -

پاتر - بیگ نہ ملیگا - جب تمھارے مالک انعام دینگے تو بیگ بھی ملجائیگا -

باری - تو ہم اپنے مالک سے کیا کہینگے -

پاتر - یہی کہدینا کہ نینی تال کی پاترین آن کے لوٹ لے گئین انعام بھیجو تو بیگ ملجاے - بیس پچیس روپیے مین بلا ٹلتی ہی -

باری - بیگ یہین رکھ جاؤ (چپکے سے) جو بیگ یہان رکھ جاؤگی تو پھر انعام اُنسے نہ ملے گا -

راوی - ایسے نمک حلال خیر خواہ آدمی کبھی نہ دیکھے ہونگے یہ باری بوڑھا اور چرچرا اور مسخرا آدمی تھا اور منشی مہراج بلی صاحب سے اس سے کم بنتی تھی جب موقع پاتا تھا اُنکو فوراً دھروا دیتا تھا - پاترین ایک تو ممن اور داروغہ کی شہ سے یون ہی شیر ہوگئی تھین دوسرے اس باری نے اور بھی شہ دی پھر کیا تھا - بیگ لیا اور لمبی ہوئین منشی مہراج بلی صاحب ایک گوشہ عافیت مین چھپے ہوے یہ سیر دیکھ رہے تھے - سیر تو ضرور تھی مگر انکی جان پر بنی تھی کہ کپڑے لتے کپڑے گئے - اور الو کے الو بنے - اور اب بے بیس پچیس روپیے خرچ کیے ہوئے مفر نہین - جب پاترین چلی گئین تو آپ برآمد ہوئے اور باری کو آتے ہی ایک لپڑ دیا - باری جھلّا اور چرچرا تو تھا ہی بگڑ کھڑا ہوا (دھوبی سے جیت نہ پائے گدھے کے کان اینٹھے) سہاگ کاہے کھویا ہے - نکل کے چھین کاہے نہ لینہیو - وہ چالیس پچاس ہم اکیلے - اُٹھائے لیگئین اب پچیس روپیے بھیجو تو بیگ ملے) جھلّا کر پھر دوڑے باری بھاگا اور قہقہہ کی آواز بلند ہوئی تیکھے پھر کر دیکھتے ہین تو ممن اور داروغہ - ع - کاٹو تو لہو نہین بدن مین -

اور بھی زیادہ جھلائے بہت ہی خفا ہوئے - کاہے واسطے تم ہمارے کو اس پردیس مین ذلیل دینے مانگتا ہی - یو بلڈی فول - ہم اسوقت ان سب کو چالان کردے گا - ایک دم سے چالان بول دے گا -

ممن - کیا ہوا سرکار - کیا ہوا کیا آخر -

مہراج - تمھارا سب کا سر ہوا -

داروغہ - حضور خیر تو ہی - کیا ہوا کیا -

مہراج - یہ سب تمھارا ہی فساد ہی -

داروغہ - بی بھٹیاری یہ کیا ماجرا ہی -

بھٹیاری - (سکھائی پڑھائی) اے حضور مجھے

کیا معلوم ہوا انھون نے مجرا دیکھا گانا سُنا اُنکو انعام
نہین دیا وہ جھلا کے چل دین۔
مہراج ۔ مجرا کیسا اور گانا کیسا۔ تم قسم کھاتی ہو کہ
ہم نے گانا سنا تھا اور مجرا دیکھا تھا۔
بھٹیاری ۔ پھر میان بے سبب تو کوئی کسی کوسے
نہین مرتا ہے۔
مہراج ۔ اور کپڑون کا بیگ بھی چورا لے گئین۔
بھٹیاری ۔ اے ہوش کی دوا کرو دے۔ لو اور
سنو۔ ہماری سرا کو بدنام کرتے ہو۔ چوری کیسی۔
ممن ۔ ہم نے آج تک اس سرا مین چوری ہوتے
نہین سُنا تھا۔
بھٹیاری ۔ اے تم سلامت رہو۔ تمھارا بیٹا جیسے
مفت مفت مین بدنام کرتے ہین۔ اے واہ۔ لاکھون
کی چیزین لوگون کی پڑی رہتی ہین تمھارے بیگ
مین جواہرات بھرے تھے کہ کوئی چوری کرتا۔ بڑے
آئے وہان سے وہ بنکے۔
داروغہ ۔ منشی مہراج بلی صاحب اب اس امر کا۔
مہراج ۔ تم لوگ اور ہم کو پریشان کرتے ہو جی
ہم جاکے نواب صاحب سے شکایت کرینگے۔
بھٹیاری ۔ (دگلے کا دامن پکڑ کر) پہلے کرائے
کے آٹھ آنے دہنے ہاتھ سے رکھے جاؤ۔
منشی مہراج بلی اسکے عادی تو تھے نہین کہ
کوئی بھٹیارن یا پاسن یا مہری انکے دگلے کا دامن
پکڑے اور نہ یہ حمیت تقاضا کرتی تھی کہ عورت
سے کشتی لڑین مجبور ہوکر باری کو حکم دیا کہ بستر مین سے
چونی اور چار آنے پیسے لاکے اسکو دے دو اُسنے
کہا صاحب وہ سب اُٹھا لے گئین۔ اِسکے مارنیکو
جھپٹنے ہی کو تھے کہ دگلے کے پھٹنے کا خیال آیا۔ اب
کیا کرین روپیے اور نوٹ تو بیگ مین تھے اب
دین کیا۔ کہا اچھا وہ جو تمھارے پاس روپیہ تھا
اُسمین سے دیدو۔ اُسنے کہا وہ روپیہ تو بھُنایا گیا
دو آنے صرف ہوے ہین۔ آٹھ آنے اسکو دیدو۔
اُسنے جواب دیا (صاحب وہ بھی چھین لے گئین)
دگلے کے پھٹنے کا خیال نہ کیا اور دوڑے کہ باری کو
پیٹین۔ دگلے کا دامن تو بھٹیاری کے ہاتھ مین
تھا۔ اِدھر انھون نے اُدھر اُسنے زور کیا تو دامن
جڑ سے بولا اور آپ دھم سے گرے اور سرا مین
قہقہہ پڑا۔ جھلا کر انھون نے ایک نرکل اُٹھا لیا
اور لپک کر ایک گاڑی بان کو دو تین نرکل لگائے
جھپٹ کر دوسری جانب دوڑے تو بھٹیاری کو
دو تین نرکل لگائے۔ ایک آدمی اور کھڑا ہنس رہا
تھا اُسکی طرف جھپٹے تو اُسنے کوٹھری کا دروازہ
بند کر دیا۔ ہنستے ہنستے لوگون کے پیٹ مین بل
پڑ پڑ گئے۔
داروغہ ۔ تم سب کا چالان بول دیا جائیگا۔
ممن ۔ سب کو کانجی ہوس بھجوا دینگے۔
بھٹیاری ۔ تو آدمی کاہے کو ہم سب بیل
یا گھوڑے ہوئے۔
مہراج ۔ مین ابھی جاکے نواب سے کہتا ہون
کہ یا داروغہ اور ممن رہین یا ہم رہین بس۔
داروغہ ۔ (ہاتھ جوڑ کر) خدا کے لیے ہم کو
موقوف نہ کراؤ۔
ممن ۔ (ٹوپی قدمون پر رکھکر) حضور
جانے دین۔

مہاراج ۔ پھر کاہے واسطے تم لوگ ہمارا ساتھ
دشمنی کیا ۔
ممن ۔ اچھا اب یہان سے چلیے ۔ بس اُٹھیے ۔
داروغہ ۔ حضور چلین تو بندوبست کیا جائے ۔
مہاراج ۔ ہم تھانے پر رپٹ لکھائینگے جاکے ۔
داروغہ ۔ پہلے سرکار سے مشورہ لے لیجیے ۔
جو وہ فرمائین وہ کیجیے بیگ آپکا کہین جا نہین
سکتا ۔ مجال ہو بھلا کہین جا سکتا ہو ۔
ممن ۔ حضور چلیے اب ٹہلتے ہوئے چلین بی بھٹیاری
کو آٹھ آنے ہم دیدینگے ۔
بھٹیاری ۔ ہان یہ مانا نہین مین تو گلا اُتروا
لیتی میان کا ۔ کیا دل لگی ہو ۔ ہمارے پیٹ ہی
نہین ہو اور یہ کرایہ تو کرایہ ہمکو تو بھاگوان لوگ
انعام دیجاتے ہین ۔
ممن ۔ ملیگا ۔ ملیگا ۔ وہان سے بھیجدینگے ۔
بھٹیاری ۔ واہ ۔ ایسے ہی تو بڑے فیاض ہین
ممن ۔ لاکھون روپئے خرچ کر ڈالتے ہین انکے نزدیک فیاض ہی نہین ہین
داروغہ ۔ برت کے دن پرسون صبح شام چار آنے کھا گئے ۔
بھٹیاری ۔ (ہنسکر) ادئی چار آنے ۔ تو تو بڑے
فیاض ہین ایسے فیاض کاہے کو پیدا ہونگے جب
جانین کہ ہمین آٹھ آنے کے بدلے روپیہ دیجائین
وہ روپیہ درکنار یہان تو اُس آٹھ ہی آنے کے
لالے پڑے ہین وہی مِلجائین تو ہم سمجھین بڑا
نصیبا تھا ۔
الغرض ممن اور داروغہ نے منشی مہاراج بلی صاحب
کی طرف سے بھٹیاری کو ایک اٹھنی دی اور انکو
نواب صاحب کے یہان لے گئے نواب محمد عسکری صاحب
کو پہلے ہی سے خبر ہو گئی تھی ۔ آغا محمد اطہر اور
نواب چھٹن صاحب بہادر اور اختر اور مسخرے کو
تو معلوم ہی تھا کہ یہ کیا گل کھلنے والا ہو مگر خوف صرف
اتنا ہی تھا کہ مبادا منشی مہاراج بلی صاحب ٹلجائین
یا با ترین ممن اور داروغہ کے چکمے مین نہ آئین ۔
یا خوف مین آجائین تو کھیل بگڑ جائے مگر تدبیر بہدف
ہوئی ۔ آپ تشریف لائے تو ناک بھون چڑھا کر ٹہلنے
لگے ۔ ارے ہنسی کے لوگون کا بُرا حال تھا ۔ مگر سب
نے ضبط کیا اور نازو کو بھڑوا دیا ۔
نازو ۔ یہ تو آج سویرے سے کہان غائب
غُلّہ تھا ۔
مہاراج ۔ (قہر کی نظر ڈالکر خاموش)
نازو ۔ ارے اب بولتا ہو کہ سور کا سا مُنھ
بنائے ہو ۔
مہاراج ۔ (بہت خفا ہوکر) بس خاموش رہو ۔
نازو ۔ (ٹیپ لگاکر) مونڈی کاٹا ۔
مہاراج ۔ (بہت بگڑکر) مین اس وقت اپنے آپے
مین نہین ہون ۔
نازو ۔ ہان لاتو جھاڑو ۔ ایک دو جھاڑو دے ن
مار دُنگی ہان ۔ بڑا وہ بنا ہو (کان پکڑکر) تو تھا
کہان مونڈی کاٹے کسکی تلاش مین گیا تھا ۔
مہاراج ۔ تلاش مین کس کمبخت کی گیا تھا ۔
نازو ۔ اپنی کسی اگلی پچھلی کی فکر مین گیا ہوگا ۔
مہاراج ۔ مین اسی سے تو آتا نہین تھا ۔
نازو ۔ تیری خوشامد کس نے کی تھی ۔
مہاراج ۔ اچھا تو اب آج سے ہمسے اور تم سب سے
ملاقات ترک بس ۔ پیچ بی ہزار لعنت پائی ۔ ابے آکے

گھر سے آئے۔

نازو۔ (چپت جما کر) چل پچھے دور۔ مثلین بہت یاد ہین۔

نواب۔ ائے بھئی یہ کیا تکرار ہو رہی ہی۔

نازو۔ یہ صبح سے کہان تھا کہان۔

نواب۔ یہ ہم نہ بتا سکینگے۔ یہ بہت چل نکلے ہین۔

نازو۔ پیٹ سے پاؤن نکالے۔

نواب۔ بہت چل نکلے ہین۔

مہاراج۔ سب کے سب ہمارے دشمن ہوگئے ہین۔ کوئی اپنا دوست ہمکو نظر ہی نہین آتا۔ ہاتھ پاؤن تک دشمن ہوگئے افسوس کا مقام ہی۔ ع۔

من نکردم شما حذر بکنید

اختر۔ مصرع کیا موقع پر پڑھ دیا ہی۔

نواب۔ اور یہ سب کے سب آپ کے دشمن کاہے سے ہوگئے۔ یہ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

مہاراج۔ آج رات کو مجھے یہان نہ پائیے گا۔

مسخرہ۔ کیا ڈوب مریئے گا۔ ایک چلو کافی ہی مگر۔

ممن۔ جو حیادار ہوتا۔

مہاراج۔ دور ہو مردک۔ یہ سب تیرا ہی فساد ہی۔

نواب۔ ممن تم لوگ کیون ان کو دق کرتے ہو۔ بھئی منشی مہاراج بلی ہم سے کل حال بیان تو کرو۔

منشی مہاراج بلی صاحب نے کل حال بیان کیا کہ مین سوچا کہ پچیس بیس روپیے دینا حماقت ہی آؤ چلین دو ایک روز چھپ رہین۔ دو ایک دن کے بعد بات ختم ہو جائیگی۔ چلو آئی گئی بات ہوگئی۔ ہم کپڑون کا بیگ لیتے گئے اسی مین نقدی بھی ہی اور دو لوٹے بھی لے گئے۔

مہترانی نے اپنا بستر دیا ہنسنے بچھایا۔

مسخرہ۔ اسے لعنت خدا۔ حضرت ہم انکے بستر پر نہ بیٹھینگے۔

بارتی۔ اسے ہجو رہی کے بستر پر تو ن پوری کھائین۔

نواب۔ اسے لاحول بھئی اسسے علٰحدہ بیٹھو۔

داروغہ۔ لاحول ولاقوۃ۔ غضب کیا واللہ۔

آغا۔ بھائی صاحب اب ہم کو آج سے نہ چھوئیے گا۔

چھنٹن۔ ارے میان آخر یہ تمکو سوجھی کیا۔

مہاراج۔ بھائی صاحب میرے ہوش ٹھکانے نہ تھے۔

نازو۔ اسے ذوف۔ مہترانی کے بچھونے پر بیٹھ کے کھانا کھایا اب جا اسی کا ٹوکرا اٹھا۔ مہتر کہین کا۔

نواب۔ اچھا اب ذرا الگ بیٹھین آپ۔ ہمکو کسی کو چھونا نہین خیر۔ ہان صاحب پھر کیا ہوا۔

مہاراج۔ ہم نے بوریان منگوائین اور بستر سے علٰحدہ کھائین۔

مسخرہ۔ جھوٹے کی ایسی تیسی۔ کمو بیش یاد۔

مہاراج۔ اب نہ ہم کہین گے۔ لوگ خواہ مخواہ کو چھیڑتے ہین۔ بس صاحب ہم ٹرپل پی رہے تھے کہ چھم چھم کی آواز آئی۔ مین کھٹکا۔ اتنے مین بارتی نے کہا کہ وہ سب آگئین اور بندہ جوتیان چھوڑ کے سجاگا بھائی صاحب۔ مین ایک کائیان اور بھاگ کے باہر ایک کونے مین چھپا۔ آڑ مین مین سب کو دیکھتا ہون مجھے کوئی نہین دیکھتا۔ وہ

مجھے ڈھونڈھکر چلدین - ہم سمجھے کہ ہمین اچھے رہے
مگر وہ ہماری بھی اُستاد نکلین - باہر آن کے دیکھتا
ہون تو ہیگ غائب - جوتی اور پیسے تدارد - وہ
تو خوب ہوا کہ جوتیان چھوڑ گئین - مگر یار کیا کیا
صورتین تھین واللہ -

آغا - اب البتہ ایک بات کی مطلب کی -

مسخرہ - ریشہ خطمی ہوگئے ہونگے ہر جیڈا گلخیر و ریشہ خطمی
دونون اچھے ملے -

نواب - پھر تم نے منھ کیون چھپایا -

مہاراج - بیس کے ماتھے جاتی یار عزیز -

نواب - اور اب جو سو کے ماتھے گئی -

مہاراج - تھانے پر رپٹ لکھوا کے وصول کر لینگے -

آغا - وصول ہوجائیگا - جی ہو چکا -

چھٹن - اے میان اب اس سے ہاتھ دھو دو -

یہ گفتگو ہوتی ہی تھی کہ جھماجھم کی آواز آئی
باری نے کہا حضور پھر سب کی سب آئی ہین
لوگون کے قہقہہ لگایا اور منشی مہاراج بلی صاحب
نے فرمایا -

دلربایانہ دگر بر سر ناز آمدہ
از دل ما چہ بجا ماند کہ باز آمدہ

اتنے مین اندر کا اکھاڑہ سامنے کھڑا ہو گیا -

نواب - بھئی انکو بٹھاؤ - تمھارے پاس آئی ہین -

پاتر - سرائین تو یہ جوتیان چھوڑ کے بھاگ گے تھے -

دوسری - ہمارا انعام لاؤ -

تیسری - ہم دو سو روپیے لینگے -

مہاراج - ہمارا ہیگ تو لاؤ - ہمین کچھ ہی نہین - میلے
کپڑے ہین بس اُس مین سے کیا اور اسکو لے کے
کیا کروگی -

مسخرہ - بس اب یہ خود قبول دیے کہ ہمین کچھ نہین
ہے اب اگر تھانے پر لکھوائین بھی تو ہمارا کیا ہرج
ہے لکھوایا کرین - خود ہی قبول دیے کہ ہمین کچھ نہین
ہے - اور ہم سے کہتے تھے کہ نوٹ ہین اور نقدی ہے
اور کپڑے ہین - کوئی دو چار سو کی مالیت
بتاتے تھے -

چوتھی - (پاتر) چلو وہ سو تھے تو ہمارے ہین اور
دو کا مال تھا تو ہمارا ہے - مگر وہ تو ہم کو پڑا ہوا مال
ملگیا - اب ہمارا انعام تو دو -

مہاراج - بڑا پاپا کیا معنی - اور جو ہم کہین کہ ہمنے
تم سب کو پڑا پایا -

پاتر - ہم سب کو روئی کپڑا دے سکوگے -

مہاراج - چکی پسوائینگے اور خدمت لینگے -

پاتر - تو گھر مین بھی چکی پسواتے ہو کیا ؟

مہاراج - ہمارا ہیگ دید وہان -

منشی مہاراج بلی کی تو جان پر بنی تھی - مگر نواب
نامدار اور آغا محمد اطہر صاحب اور نواب چھٹن صاحب
اور میان اختر اور حسن اور داروغہ صاحب اور میان
جلو تلکلی باندھکر ان بتان عربدہ جو رلیجا جمال
کے حسن کا جوبن لوٹتے تھے خصوصاً آٹھ نو تو واقعی
اِس درجہ حسین و مہ جبین تھین کہ پرستان کی پریونکی
کیا حقیقت ہے - ایک معشوقہ چار دہ سالہ کے دست
حنائی کا جوبن دیکھکر نواب صاحب نے یہ شعر پڑھا

مہندی ملتے ہین نہ زینت نہ بہلنے کے لیے
مشق کرتے ہین کلیجہ مرا ملنے کے لیے

اختر نے کہا پیر و مرشد خوب فرمایا ہے - ایک شعر اور

مہندی کا سینے گا۔

وان نزاکت سے اجازت نہین مہندی کی ملے
یان نقاہت نہ کہ ہاتھ بھی ملنے کے لیے

نوابصاحب انہین سے کئی پاترون پر لٹو ہو گئے۔ دو ایک کو اشارہ کیا کہ ادھر آن کے بیٹھو انھون نے مسکرا کر انکار کیا۔ کہا ہم منشی مہراج بلی صاحب سے ملنے آئے ہین اسپر نواب نا مزا رہے ٹھنڈی سانس بھری اور یہ شعر پڑھے۔

نہین ہی پاس عاشق کا ذرا بھی
مٹے تجسے کوئی ادہیو فا کیا
نکر میر اعلاج اد چارہ گر تو
مریض عشق کی نادان دوا کیا

قمرن نے ارٹین سے دیکھا کہ نواب کی طبیعت بیطور آئی ہی تو پہلے توان کو کئی بار بلوایا مہری نے آنکر کہا حضور سرکار یاد کرتی ہین ذری کھڑے کھڑے ہو لیجیے۔ فرمایا تو عل مین آتا ہون۔ جب کئی بار انھون نے ٹال دیا تو بی قمرن اور ناز و جھلا کے خود نکل آئین۔ کہا نواب ہم بھی یہان کی پاترون کو دیکھین الموڑے کی عورتون کی بڑی تعریف سنی تھی دیکھتی ہین تو نور کا عالم ہی اور چار پانچ کم سنون پر تو واقعی وہ جوبن تھا کہ قمرن بھی جھیپ گئین۔ نازو کے ہوش اڑ گئے۔ کہ اب قمرن نواب کی نظرون سے گر جائیگی۔ ان مین سے دو چار کو پاس بلا کر بٹھایا۔ اور باتین کرنے لگین تو جتنی کم سن نوعمر پاترین تھین وہ تو اردو کے محاورے مین چندان برق نہ تھین بلکہ بات کرتے ہوئے شرماتی تھین مگر جوبن مین ذرا زیادہ تیس تیس تیئیس برس کی تھین وہ فر فر اردو بولتی تھین اور صاف صاف۔ اور بعض بعض ضلع جگت مین بھی طاق تھین مگر ایسی شاذ و نادر ہی تھین

نواب صاحب کو انکی صورت زیبا اسقدر پسند آئی کہ انکے بول چال اور روزمرہ اور گفتگو کی جانب ذرا توجہ نہ کی اور قمرن کو بھی صاف معلوم ہو گیا کہ نواب کا بے طور دل آیا ہی اب خدا ہی مالک ہی۔

ان پاترون نے آخر کار منشی مہراج بلی صاحب کا بیگ جو ممن اور داروغہ کے اشارے سے لے لیا تھا انکے حوالے کیا اور کہا حضور ہمارا انعام لائیے۔ دیکھیے ایک تو یون ہمارا انعام چاہیئے۔ دوسرے یہ کیا کم انعام کا کام کیا ہی کہ آپکا بیگ آپکو واپس دیدیا۔ اگر ہم لیجاتے تو آپ کیا کرتے اور ہم لوگون کے ڈر سے آپ کو سرا مین چپ رہنا تھا بھلا۔ لکھنو کا نام آپ بد کرتے ہین۔ ہمارا انعام کون بڑی بات ہی۔ بیس نہین پچیس روپیے۔ بس اور کیا اس کے واسطے آپ اتنے بڑے رئیس منہ چرانے لگین تو ہملوگون کو پھر کون پوچھے اور آپ لوگ لکھنو کے رہنے والے تو بڑے فیاض مشہور ہین ذرا ذرا سی بات پر آپ لوگ ہزارون روپیے خرچ کرتے ہین۔ پچیس تیس روپیے کی کیا اصل و حقیقت ہی۔

نواب۔ بڑے شرم کی بات ہی منشی مہراج بلی۔

چھٹن۔ ارے کم بخت پچیس روپیے کے لیے بدنام ہوتا ہی۔

آغا۔ لے پچاس کا نوٹ اسی بات پر نکالدو۔

مسخرہ۔ سرکار بھی غضب کرتے ہین وہ اِس تاک مین ہین کہ دھکا دھکو کے دو ایک روپیے الٹے اِن پاترون سے وصول کرلیوین۔

پاتر۔ ہم سے کہین تو ہم دو دو آنے چندہ کر کے

وے دین۔

نواب۔ مہراج بلی۔ تم پر لعنت خدا۔ ڈوب مر جاکے۔

چھٹن۔ (نواب کے کان مین) بلواؤ مہراج کے نام سے اور خرچین ہم لوگ۔

نواب۔ (مہراج بلی کے کان مین) نہین سے دو چار کو مجرے کے لیے اپنے نام سے بلواؤ۔ روپیہ ہم صرف کرینگے۔

مہراج۔ ہم سے اُڑتے ہو۔ اُستاد۔ ع مجکو نادان نہ سمجھ دور ہوتا ہون مین۔ بندے کو معاف کیجیے اور اُلٹی آنتین گلے پڑین۔

نواب۔ بھئی کیا شخص ہو واللہ۔ عجب بدظن اور بدگمان آدمی ہو مین تمھین تیس چالیس روپیے کے لیے چکما دونگا میری عادت سے واقف ہو یا نہین۔ پھر کیون خواہ مخواہ رنج بڑھاتے ہو۔

داروغہ۔ منشی مہراج بلی صاحب آپ ناحق کو فساد مول لیتے ہین لیجیے یہ سو روپیے کا نوٹ۔ بس تو ٹھنڈک پڑی۔

الغرض بڑی دقتون کے بعد منشی مہراج بلی نے لوگون کے کہنے سننے سے شرما شرمی مین ایک روپیہ نکالا اور ایک بوڑھی پاتر کیطرف مخاطب ہو کر کہا دس آنے تو تم نے پلنگ پر سے پاہی لیے ہین ایک روپیہ یہ لو۔ پونے دو کے قریب ہو گئے۔

پاتر۔ (بوڑھی) واہ وا۔ پچیس نہین اسکے پونے دو۔

دوسری۔ (جوان) گہون بھر وار کھو اِس روپیے کا۔

تیسری۔ روپیہ رہنے دو کام آئیگا اور چاہیے دو چار آنے ہم سے لے لو۔

آغا۔ بس اتنی ہی اوقات ہے۔

پاتر۔ جب آپ لوگ دو دو آنے کو ستر گرہون مین رکھنے لگے تو ہم لوگ حیثیت کہان سے بنائین۔

دوسری۔ آپ لوگ ہمکو دین تو ہماری اوقات ہو۔

آغا۔ یہ ہمارے ساتھ بڑا کم بخت آدمی آیا ہے۔

پاتر۔ اب یہ تو آپ کہین ہم اپنے مُنھ سے نہ کہین گے۔

اب سنیے کہ جون جون اِن پاترون کے جانے مین دیر ہوتی تھی اُسی قدر قمرن کی پریشانی بڑھتی جاتی تھی اور دعا مانگتی تھی کہ خدا کرے کہین یہ سب چل دین تو مین اِنکی ہجو کرون۔ نازو بھی شرمائی ہوئی تھی کہ جب قمرن کے حسن اور جوبن کی اِنکے حسن اور جوبن کے مقابل مین کوئی وقعت نہین ہے تو پھر ہمارے حسن کو کوئی کیا پوچھیگا قمرن تو اپنے کو پرستان کی پری سمجھتی تھی اور واقعی تھی بھی ایسی مگر ان پاترون کو جو دیکھا تو خود عش عش کرنے لگی۔ کہ الموڑے کی پریون کی جسقدر تعریف سنی تھی اُس سے زیادہ پایا۔ ناحق یہان آئے۔ اب اگر نواب کے دلمین آگئی تو پھر ہم کو نہ پوچھینگے۔ بڑا غضب ہوا خدا ہی خیر کرے۔

نواب صاحب نے منشی مہراج بلی کو سکھا دیا تھا کہ بغیر ہماری راے کے اِنکو انعام نہ دینا۔ جسقدر زیادہ دیر تک بیٹھین اُسیقدر بہتر ہے۔ غرضکہ اِن حورون کو گھورینگے الغرض قمرن اور نازو کی بیقراری کہ یہ پاترین جلد روانہ ہون اور

نواب صاحب اور رفقا کی خواہش کہ دیر ہین جائین عجب لطف دکھاتی تھی۔

قمرن۔ اے اب ان بیچاریون کو رخصت کرو۔

نازو۔ اے ہان کب سے تھک رہی ہین بیچاریان۔

قمرن۔ جو کچھ انعام دینا ہو دل کھول کے دیدو نا۔

نازو۔ ل ل کے پیسا نکالتا ہو۔ ع۔

کہ ل ل کے پیسے کو بھینسا کیا

نواب۔ جائینگی۔ جائینگی۔ جلدی کیا ہو۔

آغا۔ ابھی تو آئی ہین۔ انعام لینا کیا دل لگی ہو کچھ۔

چھٹن۔ یہان آئے ہوئے تو تھوڑی ہی دیر ہوئی ہے۔

ممن۔ اجی اب رخصت کرو۔

راوی۔ ممن تاڑ گیا کہ قمرن اور نازو کے خلاف انکا بیٹھنا ہو لہذا قمرن کے جی خوش کرنے کو کہا کہ اب انکو رخصت کرو۔ اور نواب صاحب کیطرف اشارہ کیا۔

قمرن۔ ہان ہان اب رخصت کرو۔

نازو۔ ناحق دق کر رکھا ہو بیچاریون کو۔

نواب۔ آغا صاحب فہیدی۔ مطلب سعدی دیگر ست۔

اختر۔ جی ہان ظاہر ہو۔ آغا صاحب بھی خوب سمجھتے ہین۔

درین ورطہ کشتی فرو شد ہزار
کہ پیدا نہ شد تختہ بر کنار

نازو۔ (مہراج بلی کو علیحدہ لیجا کر) کیا اپنے تئین ہنسولتے ہو۔ اے جو دینا ہو وہ دیدو نا۔

مہراج۔ ہم تو پونے دو سے زیادہ نہ دینگے۔

نازو۔ پانچ روپیے دو۔ اور بس ٹنٹا ر دو۔

مہراج۔ تمھاری خاطر سے چار آنے اور بڑھ دون گا۔

نازو۔ اے دور ہو۔ پھٹے سے منھ چار آنے بڑھیگا اور وہ بھی ہماری خاطر سے۔

منشی مہراج بلی صاحب کو بیٹھے بیٹھے خیال آیا کہ یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی پہلے چلکے بیگ کو تو دیکھو کہ خیریت ہو یا لٹ گئے علیحدہ جا کر کنجی سے کھولا دیکھا تو ڈھارس ہوئی کہ نقل آلمی ہو۔ جان مین جان آئی۔ اب جی کڑا کر کے چار روپیے چھ آنے لیگئے فرمایا دس آنے تو تم پاہی گئی ہو۔ باقی رہے چھ آنے ایک روپیہ ہوا اور یہ چار روپیے۔ پانچ روپیے ہوئے۔ بس اب ہم آدھی نہ دینگے تم لوگ لوٹنے آئی ہو کہ ہنسی خوشی کا سودا ہو ہنستے ہی گھر بستے ہین اور ابھی تو ہم یہان رہینگے جلدی کیا ہو پھر لینا۔ اور کل جلسہ بھی ہوگا۔ نواب صاحب نے کہ ولدادہ جمال و فریفتہ حسن بتان پری تمثال تھے بات کاٹی اور کہا جلسہ کل پر موقوف رکھنا کیا معنی۔ آج شب کو بلوائیے۔ (ایک پاتر کیطرف اشارہ کر کے) تمھارا کیا نام ہو۔ اسنے کہا چنی دوسری سے پوچھا تمھارا نام۔ بولی رمیا۔ تیسری سے دریافت کیا اسنے کہا۔ پیاری۔ چوتھی نے بتایا کملی۔ ان چارون کا نام دارو غہ نے حسب الحکم نواب صاحب لکھ لیا۔ تو محمد عسکری نے مہراج بلی کے کان مین کہا کہ دارو غہ سے چار روپیے

کھچڑی کے تم اپنے نام سے دلواؤ۔ تاکہ یہاں آنے مین یہ بکھیڑ کہین نہین۔ اب کیا تھا اب تو شہ ہو گئی۔ داروغہ کو حکم دیا کہ کھچڑی کے چار روپیے ان چارونکو دیدو۔ ایک بوڑھی پاتر نے کہا اسکی کیا ضرورت ہی یہ ہمارے پہاڑ کا قاعدہ نہین ہی۔ آج شام کو یہ چارون آئینگی۔ اب آپس مین یون صلاح ہونے لگی۔

نواب۔ یاران کو بٹھالو۔ باتین کرین گے۔ دل بہلائین گے دو گھڑی۔

مہراج۔ جیسا جی چاہے گر کہین بیٹھنے کا نہ کچھ مانگین۔

نواب۔ کیا آدمی ہو بھئی۔ بیٹھنے کا کیا مانگینگی بھلا اور مانگین بھی تو کیا پروا ہی۔

آغا۔ اور اگر مانگین بھی تو تمھاری جان کیون کھسکی جاتی ہی ہملوگ باہم سمجھ لین گے۔

چھٹن۔ تم تو صرف آڑ کے لیے ہو۔

مسخرہ۔ حضور ہماری خالق باری مین یہ برائے وزن بیت ہین۔ ع۔ چیل ہی درگوش کن گفتار من تو بہ درگوش کن گفتار من ہین۔

چھٹن۔ کتنا سیانا ہی واللہ۔ اے لعنت خدا۔

مہراج۔ یہان پانچ روپیے کی دھپ پڑ گئی آپکے نزدیک کچھ ہوا ہی نہین۔ آداب عرض ہی۔

مسخرہ۔ حضور یہ تو جوتیون کے عادی تو ہین ہی یاد نہین چپت لگا کر نازو بولی بیاہ وارے کچھ کھیل نہین مین ہون جوان اور تو ہی بوڑھا میرا تیرا میل نہین۔

مہراج۔ نواب۔ اس مسخرے مردود کو سمجھاؤ۔

اگر ہم کو چھیڑے گا یا برا بھلا کہے گا تو ہم ہزارون سنائین گے۔

زبان در دہان خردمند چیست	
	کلید در گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے	
	کہ جوہر فروش ست یا شیشہ گر

اگر دروازہ بند ہو کیا جانے کوئی کہ جوہر بیچنے والا ہی یا شیشہ بنانیوالا۔

مسخرہ۔ آپ مجھے گالیان دینگے تو مین خاموش ہو رہونگا۔ ع۔ جواب جاہلان باشد خموشی۔ جاہلونکا جواب یہ ہی کہ خاموش ہو رہے۔

پاترین پانچ روپیے لیکر رخصت ہوئین اور جن جن کو بلایا تھا وعدہ کر گئین کہ سات بجے شام کو حاضر ہونگی نواب صاحب نعمت خانے مین تشریف لے گئے مگر نازو اور قمرن نے اُس دن کچھ بہانا کر دیا کھانا ساتھ نہین کھایا نواب صاحب مع احباب کھانا کھا ہی رہے تھے کہ موسلادھار مینھ برسنے لگا۔ اور اسقدر سردی چمکی کہ دروازے بند کر لینے پڑے۔ ادھر منشی مہراج بلی صاحب بی نازو اور قمرن سے مشورہ کر رہے تھے۔ نازو نے جو دیکھا کہ منشی مہراج بلی اسوقت ان لوگونکے شریک نہین ہین۔ وہ سب کھانا کھا رہے ہین۔ اور یہ علٰحدہ ان پانچ روپیون کو رو رہے ہین۔ جو پاترونکو دیے تھے تو اشارے سے انکو بلایا اور کہا دیکھو ایک بات یاد رہے جو تم نے یہان کی ان موئی گنوارنون کی تعریف کی تو پھر ہم سے نہ بنے گی۔ کیا انھین نئی کیا بات ہی۔ ہم کیا برے ہین

کچھ۔ لاکھ دو لاکھ نہین تو ہزار دو ہزار ہین تو اچھے ہین گورا چٹرا ان سب کا ہے یہ مانا گر پھیکا شلغم ہوا تو کیا نمکینی مقدم ہے۔ ہمکو تو ان مین ایک بھی اچھی نہین معلوم ہوتی۔ مگر ممن چھٹ اور سب کے سب ان موئی پھپل پائیون پر لٹو ہوگئے ہین۔ آغا صاحب تو اب شاید لکھنؤ نہین جانے کے۔ چھٹن صاحب بھی ریجھے ہوے ہین۔ داروغہ موا کشمیری تو نواب کی سی کہا ہی چاہے۔ نہین تو شب دیگی گھر مین کیونکر پکے مسخرہ تو نگوڑا مسخرہ ہی ہے۔ ان ایک ممن البتہ اللہ لگتی کہتا ہے اور اس سے تعجب ہے۔ کیا جانے کیا دنیا دیکھی نازو کو جو بڑا شگفتہ مزاج اور بد دماغ پایا تو مہراج بلی بھی انھین کی طرف ڈھلک گئے۔ اے تو یہ۔ بد قطع پھونڈی عورتین۔ گورے چمڑے سے کیا ہوتا ہے بقول تمھارے نمکینی تو چھو نہین گئی ہے۔ اور ہم تو برابر یہی کہتے آئے ہین کہ جو بات نازو اور ممن مین ہے وہ بات یہان بہار بھر کر کسی مین نہین ہے۔

نازو نے مسکرا کر ان کے اس کلام کی تردید کی کہ منھ دیکھی کی تم ہی رائے دیتے ہو ہمارے سامنے انکی ہجو کرنے لگے اور پیٹھ پیچھے انکی تعریف کرتے ہو سب کے پہلے تمھین نے کہا تھا کہ مزدورنین نازو سے اچھی ہین اور آج بھی کہا کہ بعض یا ترین ستم کی ہین اور اب ہمارے سامنے۔ یہ باتین بناتے ہو خبردار خبردار اب کسی کے سامنے نہ کہنا نہین تم جانوگے یہ دو غلا پن کیسا۔ یا ادھر یا اودھر مگر تم لوگون کی کیا جانے کیسی روح ہے کہ ان موئی گوار یون کو آسمان پر چڑھا دیتے ہو۔ الموڑہ الموڑہ۔ کوئی جانے الموڑہ پرستان ہے کیا بلا ہے۔ بھلا ایمان سے کہو ان مین ایک بھی اچھی تھی۔ کوئی نہین۔ سب پھیکے شلغم کی سی۔

منشی مہراج بلی نے بگڑی ہوئی بات بنا لی۔ بی نازو جان صاحب آپ سمجھین نہین مین ذرا ان لوگون کو چٹکلے اور فقرے دیدیا کرتا ہون اور دور بیٹھا ہوا اپنے مزے سے دل لگی دیکھتا ہون اور ذرا تم کو بھی چھیڑتا ہون تم گالیان دیتی ہو۔ کوستی ہو برا بھلا کہتی ہو اور ہمکو مزہ آتا ہے۔

نازو تو چاہتی ہی تھی کہ نواب کے سامنے منشی مہراج بلی انھین کی سی کہین اور نواب صاحب کی رائے سے اتفاق نہ کرین مسکرا کر جواب دیا تو میان اگر ایسا ہی گالیان کھانیکا جی چاہتا ہے تو سویرے اُٹھکے روز دو چار سو گالیان دیا کرونگی۔ میرا کیا ہرج ہے۔ اور جو اور زیادہ جی چاہے تو کہو کان بھی اُمیٹھ دیا کرون بلکہ کہو تو دو چار جوتیان لگا دیا کرون اگر تمھاری خوشی اسی مین ہے تو اس سے کیا بہتر ہے۔ جیسین تمھاری مرضی ہو۔ لے اب مین روز اُٹھکے ہزارہا سنایا کرونگی۔

اتنے مین نواب صاحب اور رفقا نے کھانے سے فراغت پائی اور بی ممن کے سجے سجائے کمرے مین سب کے سب پایہ پایہ آن کے بیٹھے چھٹن صاحب ان کے پلنگ پر لیٹے۔ نواب صاحب نے گلوریان کھائین اور حقہ پیتے ہوئے منشی مہراج بلی صاحب کی جانب مخاطب ہو کر کہا۔ کہو یار تمکو آج اتنی باترون مین کون سب سے زیادہ پسند آئی۔ منشی مہراج بلی کو تو میاؤن کا خوف تھا لگے بغلی جھانکنے کہا نواب یار سچ کہون۔ بھائی صاحب ہمین تو نین

ایک بھی پسند نہ تھی - وہ پھیکا شلغم ہوا تو کیا - آن نہین
ہے مقدم آن ہے آغا صاحب کہ ہزار جان سے اُسکے عشوہاے
روح افزا اور اداے دلربا کے عاشق زار تھے -
یہ فقرہ سنکر جل گئے - کہا جی بجا ہے - ایک آپ اور
دوسری آپکی شناخت - چور زمانے بھر کا - پھیکا
شلجم بتاتے ہو - سر پھرا را - اگر کہین لکھنؤ وغیرہ کیجانب
چلی جائین تو لوٹ لین - لوٹ لین - ان کے نزدیک
بدقطع ہین - آن نہین - چورا اُٹھائی گیرا - بڑے مبتصر
بنکے آئے ہین - اُلو کی دم فاختہ -

نواب چھٹن صاحب نے بھی ان کے کلام کی
تائید کی - واہ بھئی واہ - منشی مہراج بلی واہ - چہ خوش
چراغ نباشد - کیا شناخت ہے حضور - خدا غارت کرے
ایسی شناخت کو اسے لعنت خدا - نواب محمد عسکری
نے اِن دونون سے اتفاق راے کیا - یا رجی چاہتا
ہے تمھین توپ دم کر دون بس - کھڑے کھڑے
چنوا دون - گدھا کہین کا - ابے اِن مین آن نہین
ہے ؟ ان مین جو کچھ ہے خلقی ہے - نیچر - پورا پورا نیچر
آن ایسے قربان - تم اندھون کو آن کا کیا حال
معلوم - داروغہ نے بھی اتفاق کیا - سرکار پریان
ہین پریان - واللہ میرے دل کا عجب حال تھا
اور کیسی بھولی بھولی باتین اور پیاری پیاری
صورتین ہین - میان اختر باہر ٹہل رہے تھے وہ بھی
بلوائے گئے اُنسے دریافت کیا گیا -

نواب - منشی اختر صاحب - آج کی صورتین
کیسی تھین -

اختر - پیر و مرشد چندے مہتاب چندے آفتاب

نواب - منشی مہراج بلی کے پسند نہ آئین -

اختر - اُنھون نے تو سب کے پہلے تعریف کی تھی -

آغا - ہان واللہ خوب یاد آیا اُنھون نے تو سب کے پہلے تعریف کی تھی -

نواب - کیون صاحب یہ کیا - کبھی تعریف کبھی ہجو -

مہراج - اب آپ لوگون کی جو راے ہو -

نواب - راے کیا معنی - چاند پر کوئی خاک ڈال سکتا ہے -

آغا - اجی پاگل ہے - یہ کیا جانے -

چھٹن - ان سے راے کن صاحب نے لی تھی -

آغا - نواب محمد عسکری صاحب نے -

چھٹن - ان کا نام بھی لکھ لیجیے -

نواب - بھائی جان - سب کے پہلے درج فہرست کیجیے - ہم سے واقعی ایسی ہی حماقت سرزد ہوئی - پوچھیے اِس پاگل مردک سے پوچھنا ہی کیا فرض تھا -

اختر - تو کیا فرماتے کیا ہین - سیاہ فام ہین - بدقطع ہین بدشکل ہین اعتراض کیا ہے -

نواب - آن نہین ہے -

اختر - این ا مجسم آن - اور آن اب اِس سے بڑھکر کیا ہوگا اور لطف یہ کہ خلقی آن ہے - ع -

سکھائے سے کہین انداز معشوقانہ آتا ہے

نواب - عجب پاگل ہے بخدا - لاحول ولا قوۃ - کہکے پچھتائے -

چمپا کا چمپئی رنگ اور مہراج بلی کا قافیہ تنگ

منشی مہراج بلی صاحب ایک پاتر پر عاشق ہو گئے تھے مگر کھل کے عشق نہین ظاہر کر سکتے تھے - میاؤن کا ڈر تھا تا زو پر نہ ظاہر ہونے پائے - نواب صاحب اور اُن کے ہمراہیون کو نہ معلوم ہو - کہین ایسا نہو کہ

نازو سے بڑ دین تو لینے کے دینے پڑین - اول تو معشوق خوبرو دوسرے بد مزاج جنگ جو تیسرے ہٹ چھٹ - ایک نیگی کو انھون نے بلوایا اور چپکے سے کان مین کہا کہ ہم تمکو انعام دینگے - ہمین شام کو چمپا کے یہان لیچلو - نیگی کا لفظ اکثر ناظرین کی سمجھ مین نہ آئیگا - نیگی الموڑے اور کمایون اور نینی تال کی اصطلاح مین ان لوگون سے مراد ہی جو پاترون کو ناچ گانے مجرے وغیرہ کے لیے امرا کے ہان لیجاتے ہین نیگی نے کہا آج شام کو آپ میرے ساتھ چلیے - تلی تال مین اُسکا مکان ہی - یہان سے میل بھر ہی - شام کو چپکے سے اُسکے ہمراہ گئے - اور پاتر کے مکان پر پہونچے -

مہراج - آپکا نام کیا ہی بی چمپا صاحب -

چمپا - (ہنسکر) ہم تو سمجھے تھے پہاڑ ہی مین سیدھے سادھے لوگ ہوتے ہین مگر اب معلوم ہوا کہ دیس مین بھی بیوقوف ہوتے ہین -

م - یہ آپ نے اپنا نام بتایا - بڑا لمبا چوڑا نام ہی -

چ - اور آپ کا نام کیا ہی -

نیگی - (پہاڑی بولی مین) اِتنے روپیے لائی ہو اور انھین کو بھولی جاتی ہو -

چ - ارے یہ وہی ہین - یہ لوگ بھگوڑے ہین

م - کیا مجال جان جاتی رہے مگر عشق کے میدان سے قدم باہر نہ نکلے -

چ - (نیگی سے) کیا کہتے ہین میدان سے نکلے -

نیگی - یہ تو مین بھی نہین سمجھا کیا جانے کیا کہا -

م - جی - سمجھنا دل لگی نہین ہی - ہم عربی فارسی اردو ترکی انگریزی بولتے ہین پانچ زبانین ہم بول لیتے ہین

چ - پہاڑی بولی بھی سیکھ لو -

م - بندہ پارسی زبان را دانستہ و برمی گویم ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات ست و مفرح ذات -

زبان در دہان خرد مند چیست
کلید در گنج صاحب ہنر
چو در بستہ باشد چہ داند کسے
کہ جوہر فروش ست یا شیشہ گر

یہ تو فارسی زبان بولے ہم اب عربی سنو - ما عبدناک حق عبادتک ما عرفناک حق معرفتک - بدان اسعدک اللہ تعالی فی الدارین - یہ عربی ہوئی اب انگریزی سنو - ان او نواس اُو سوی او نوٹ بوٹ ہٹ گٹ - گٹ بٹ - پارلیمنٹ - دی کیٹ بٹ دی ریٹ - سیٹ بیٹ - یہ انگریزی ہوئی -

چمپا کے ہان اب اسوقت دو تین پہاڑی اور دیسی بھی بیٹھے ہوئے تھے - اِنکی اس وحشت پر اسقدر ہنسے اسقدر ہنسے کہ پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے - لوٹنے لگے - سب سمجھ گئے کہ عقل سے خارج ہین - اور پہاڑی زبان مین یون باتین کرنے لگے -

چمپا - یہ سڑی ہو گیا ہی - باگلون کی طرح بک رہا ہے -

پہاڑی - دیسی تو کہتے ہین کہ دیس مین سب عقلمند ہی ہوتے ہین -

دیسی - کیا کابل مین گدھے نہین ہوتے -

چمپا - آخر یہ اس گٹ بٹ سے مطلب کیا ہی -

پہاڑی - سڑی سودائی کی باتون کا مطلب کیا -

دیسی - ہم جانتے ہین بھنگ پی ہی انھون نے

چ - اچھا ہوا یہ نینی تال آگئے - اب ہم دیسیون کو خوب ہنسینگے -

دلیسی - بڑی آفت ہوئی - یہ کمبخت کہان سے
آگیا -
چمپا - آپ نے اپنا کیا نام بتایا سرکار -
مہراج - ہم کمشنر ہین منیوسپل کے -
چ - کبھی پہلے بھی پہاڑ دیکھا تھا -
م - اس ملک کے بیچ مین کبھی پہلے نہین
آئے تھے -
چ - آپ کو پہاڑ پسند آئے -
م - ہمکو تو پہاڑ بھر مین تم پسند آئی ہو -
چ - ہمارے نصیب کہ آپ ایسے رئیس اور ہمکو
چاہین -
م - رئیس اور پڑھے لکھے عالم اور شاعر -

خدا سر دے تو سودا دے تری زلفِ پریشان کا
جو آنکھین دے تو نظارہ ہوا دے سنبلستان کا

چہ خوش گفتہ است کہ - ع - دل من داند و
من دانم و داند دل من -
چ - ہم فارسی زبان نہین سمجھتے -
م - مگر اردو تو صاف بولتی ہو -
چ - آپ ہی لوگون کی صحبت مین رہے ہین اور
پاترین جو رام گڑھ اور الموڑے ہی مین رہی ہین
اس طرف نہین آئین وہ ٹوٹی پھوٹی اردو بولتی ہین
صاف نہین بول سکتی ہین -
م - تم مین سب صفتین موجود ہین -
چ - صفت کا لفظ نہین سمجھی مگر مطلب سمجھ مین
آگیا -) یہ آپ کی مہربانی ہے -
م - آپ ہمارے ساتھ ہمارے شہر چلیے -
چ - اس فصل مین اگر کوئی لاکھ روپیہ بھی دے
تو نہ جائین وہان تو آجکل آگ برس رہی ہوگی پہاڑی
لوگ وہان نہین رہ سکتے - ہان چار مہینے
رہ سکتے ہین -
م - ہم آپ کو خوش کر دینگے اور ناچ مجرے مین
بھی آپ کو خوب ملا کریگا - یہان تم لوگون کو کچھ
وصول نہین ہوتا - وہان چلو تو لوٹ لو - لوگ بڑی
قدر کرین - مگر تم لوگون کو کیا جانے کیا سبب ہے
کہ وہان جانے سے ڈرتی ہو - ہمارا ذمہ ہے تم چلو
تو سہی - ہمارے کئی مکان باغ اور کوٹھیان ہین
ایک کوٹھی سجوا دینگے اور دوہری دوہری خس کی ٹٹیان
لگا دینگے - پندرھوین دن ٹٹیان بدلوا دیا کرینگے
تم کو معلوم بھی نہو گا کہ گرمی ہوتی کیسی ہے اور گرمی
کہتے کس کو ہین تم ایک دفعہ چل کے دیکھ تو لو - خوشی
ہو رہو خوشی ہو چلی آؤ یہ تو اختیاری بات ہے - کچھ
زبردستی تھوڑا ہی ہے - اچھا سردی ہی کے چار پانچ
مہینے رہو - یون ہی سہی - ہم خدا کے فضل سے امیر
آدمی ہین - آپ کو خوش کر کے بھیجینگے -
چ - ہان یہ بات مانی - سردیون مین چلینگے -
م - مارو ہاتھ پر ہاتھ - بس فیصلہ ہو گیا -
چ - سردیون مین تو کوئی کوئی پاتر ناچنے گانے
کے لیے وہان جاتی بھی ہے - ایک سال ہم بھی متھرا
گئے تھے - وہان پیدل چلنے مین ہم تھک جاتے
ہین ہمین برابر زمین پر چلنے کی عادت نہین ہے -
م - یہ عجب بات ہے ہم لوگ پہاڑ پر چلنے مین
تھک جاتے ہین تم دیس مین تھک جاتی ہو - ہم کو
چڑھائی پر چڑھنا مشکل ہو جاتا ہے - ہم تو ذرا سی
چڑھائی چڑھنے مین بھی تھک جاتے ہین - اور

یہان کے لوگ اس طرح دوڑتے ہوئے چڑھتے اُترتے ہین کہ انکو ذرا خوف ہی نہین معلوم ہوتا۔ عادت کے تعلق ہی تو اب چلوگی نا ہمارے ساتھ۔

چ۔ جی ہان مگر وہی سردی کے دنون مین۔

م۔ ایک بات اور ہی۔ ہمارے ساتھ بھی کچھ لوگ آئے ہین انکو ہماری تمھاری گفتگو کا حال نہ معلوم ہونے پائے۔ وہ دل لگی باز آدمی ہین۔ بس ہمارے تمھارے سوا اور کوئی نہ جاننے پائے۔ اور جو اُن لوگون پر یہ بات کھلجائے گی تو ہمارا خاکہ اُڑائینگے اور تمھارا مدعا بھی فوت ہوجائیگا۔

چ۔ کیا ہوجائیگا؟

م۔ تم یہ فقرہ نہین سمجھی ہوگی۔ مدعا فوت شدن کنایہ از مطلب بدست رفتن ست یعنی تمھارا مطلب فوت ہوجائے گا۔ جو آرزو تمھاری ہے وہ نہ بر آئے گی۔

چ۔ (پہاڑیون کی طرف مخاطب ہوکر) کیا جانے کیا کہتے ہین۔

م۔ مطلب یہ کہ ہم اور تم جو چاہتے ہین کہ تم ہمارے ساتھ چلو۔ یہ بات نہ ہونے پائیگی۔ وہ لوگ اڑنگا مارینگے اور مخل اور سد باب ہونگے۔ اور یہان مطلب سعدی دیگر ست۔

چ۔ تم تو وہ بولی بولتے ہو جو ہم اچھی طرح نہین سمجھ سکتے۔

م۔ تم تو خود بول لیتی ہو۔

چ۔ اور بہت سے دیسی آئے مگر ایسی بولی نہین بولتا جو سمجھ مین نہ آئے۔

م۔ (بہت خوش ہوکر) ہم فارسی محاورات بولتے ہین وہ لوگ بھلا کہین ہمارے نقطۂ مقابل ہین۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب۔ یہ ٹھیٹھ عربی ہم بولے اسوقت۔

دیسی۔ تو ایسے بولنے سے کیا فائدہ کہ یہ تو خیر پہاڑن ہین ہم دیس کے رہنے والے ہین ہماری سمجھ تک مین تو آتا نہین۔

م۔ تم خواندہ اور تربیت یافتہ نہین ہو۔

چ۔ تو ایسی بولی کیون بولو۔ جو ہم سمجھ نہ سکین۔

م۔ اچھا اب ہم سہل ممتنع عبارت مستعمل کرینگے۔ کل ہم اب پھر آئین گے اور کل آپ کو خوش بھی کردین گے۔

نیگی۔ تو پھر آج انکا گانا تو سُنتے جاؤ۔

چ۔ ہان ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ کوئی رئیس آئے تھے گانا سُن لیجیے۔

م۔ (پاکٹ مین ہاتھ ڈالکر) اِس وقت تو جیب خالی ہے۔

چ۔ اچھا انعام پھر دیجیے گا۔ سُنتے جائیے۔

اسپر منشی مہراج بلی صاحب نیم راضی ہوئے مگر پھر سوچے کہ نیگی دوسرے روز تقاضے کو آئیگا تو نواب کے ہان سب لوگون کو معلوم ہوجائے گا۔ اور ہم اس راز کو مخفی رکھنا چاہتے ہین کہ کسی کو کانون کان خبر نہو کہا اب آج تو دیر ہوگئی ہی جو آج گانا موقوف پھر کسی روز آن کے سنینگے۔

بولو کہ تمھین شتاب کیا ہی	پھر سن لینگے اضطراب کیا ہی

برجستہ یہ شعر بندۂ درگاہ نے موزون کردیا اس طبیعت داری کی داد دینے والا کوئی نہین ہے۔ افسوس۔

راوی - کیا بلا کی طبیعت پائی ہے کسقدر جلد مصرع غیر موزون موزون کر دیا - موزون تو اور شاعر بھی مصرع کر سکتے ہین آپ مین یہ صفت ہے کہ آپ مصرع غیر موزون کیا کرتے ہین خدا چشم بد سے بچائے معلوم ہوتا ہے دیوان خواجہ کمند ہوا حفظ ہے -

چ - تو آج نہ سنیئے گا - ایسی جلدی کیا ہے -

ہم - اور لوگ بھی تو ہمارے ہمراہ آئے ہین -

نیگی - تو وہ سب وہان اچھی طرح بیٹھے ہین اور چاہے یہان بلوا لیجیے -

م - لو اور سنو - ہم نے ابھی ابھی سمجھا دیا کہ اُنہین سے کسی کو کانون کان خبر نہونے پائے اور تم ابھی سے بھول گئے ہم کو جا کے ان لوگون کو کھانا کھلانا ہے ابھی -

چ - تو کیا تم اُنکے رسوئیان ہو -

م (مسکرا کر) نہین وہ ہمارے مہمان ہین - کئی رئیس ہمارے ہمراہ آئے ہین - اُن سب کا کھانا پینا ہمارے سر ہے ہم کیا کچھ باورچی ہین -

چ - تو آپ کے ساتھ بہت سے لوگ آئے ہین - پھر وہین بلوا کر ہمارا ناچ دیکھیے - بہار پر آکر کچھ خرچ کیا چاہیے -

م - (اپنے دلمین) اتنے روپے کی تو ایک دُھپ لگ چکی ہے - اب اور لٹوانا چاہتی ہو - (باواز بلند) خرچے مین تو ہم آندھی روگ ہین -

چ - کیون نہ خرچ - رئیس ہو کر ایسے ویسے -

اتنے مین منشی مہاراج بلی نے آدمی کو حکم دیا کہ لالٹین روشن کرو - خدمتگار نے لالٹین روشن کی چھپا سے رخصت ہو کر منشی مہاراج بلی صاحب چلے تو راستے مین خدمتگار سے مشورہ ہونے لگا ہم - پوچھا کیون جی اسوقت ہم نے اچھا کیا ناکہ گانا نہین سُنا - مفت مین کٹنے سے کیا فائدہ - کل ضرور آئینگے - مگر کل گانا بھی سُن لینگے - اور کچھ تھوڑا بہت دے بھی دینگے - اگر ساتھ چلے تو ہم تو ضرور لیچلین کہان کا جھگڑا - ع -

کسکی رہی اور رہیگی کسکی

ہم فیاض آدمی ہین - دو چار روپے تشد نشد کون بڑی بات ہے - اور پھر ہم ایسے فضول خرچ آدمیون کے سامنے - مگر آدمی معقول ہے - خوبرو اور تمیز دار - اور بولی کتنی پیاری ہے خدا کرے نواب کو نہ معلوم ہو اور جو کہین کمبخت سن پائیگا تو بس غضب ہی ہو جائے گا وہ سارے مین ڈھنڈورا پیٹ دیگا اور نواب چھٹن صاحب کو دل لگی ہاتھ لگے گی اور نازو جان ہم کو مار ہی ڈالینگی کہین کا نہ رکھینگی اور ہم بڑی مصیبت مین پڑ جائینگے اور کرتے دھرتے کچھ نہ بن پڑیگی - اس سے بہتر یہی ہے کہ چپ چپاتے کُل کارروائی کیجائے لوگون سے فرشتہ خان کو بھی خبر نہ ہو -

خدمتگار نے یہ بحر طویل سُنکر کہا - پھر اس نیگی کو کچھ دیدینا تھا - تھوڑے سے انعام مین یہ لوگ بہت خوش ہو جاتے ہین - دھیلی بارہ آنے دلوا دیتے تھے یقین کل پھر پچکے سے دوڑا آتا -

منشی مہاراج بلی کو یہ صلاح ناگوار گذری - دینے لینے کا ذکر کیا معنی - یہ خدمتگار تو ہم کو لٹوا دے گا اب آج سے اسنے مشورہ ترک - اچھی صلاح دی کہ دھیلی بارہ آنے دیدینے تھے - کچھ قرضہ چاہتے ہین

کسی کے باوا کا۔ خدمتگار نے کہا سرکار کل کچھ دلوا دیجیے گا نہین کہین ایسا نہو کہ کچھ نہ آئے تو سارا کھیل ہی بگڑ جائے۔ انھون نے (ہون) کرکے سکوت اختیار کیا۔ جب نواب صاحب کی کوٹھی مین پہونچے تو تھکاوٹ کے سبب سے جان پر بنی ہوئی تھی۔ پانچ سات منٹ تک کوچ پر لیٹ کر سستائے۔ اسکے بعد چا نوش کی اتنے مین حوالی موالی سب جمع ہو گئے۔

نواب۔ یہ آج کہان گئے تھے حضور۔

م۔ جی کہین نہین ذرا ادھر ہی ادھر۔

چھٹن۔ ہوا لگی پہاڑ کی شاید۔ ع

لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلاتا گیا بھول

م۔ ذرا ہوا کھانے گئے تھے۔ خوب مقام ہے واللہ

آغا۔ بھائی صاحب ہوا کھانے نہین گئے تھے۔ یہ ہوا کھانیکا وقت نہین ہے۔ پہاڑ کا مقام۔ اور اسقدر سردی اور ٹھرن اور رات کا وقت اور اتنی چڑھائی چڑھنا یہ ہوا کھانے کے لیے نہین کوئی اور ہی سبب معلوم ہوتا ہے۔

مسخرہ۔ حضور دل لگی کی بات نہین کرتا۔ یہ اچھا نہین ہے اول تو اگر سردی بیوست ہو گئی تو مانڈے پڑ جائیگا اور یہ پردیس ہے۔ یہان حکیم سید محمد خان اور ڈاکٹر نوبن چندر کہان سے لائیگا اور رات کا وقت اور پہاڑ کی چڑھائی ایکدن زک اُٹھائیے گا اور پھر پچھتائیے گا۔ آیندہ آپکو اختیار ہے۔ سر شام سے سب کو آجانا چاہیے یہان جو چاہے سو کیجیے۔

نواب۔ ہمکو اس رائے سے بالکل اتفاق ہے۔

آغا۔ منشی مہراج علی صاحب آپ یہ اچھا تہوین کرتے تھے۔

مسخرہ۔ اور خدانخواستہ کہ پہاڑ کی سردی بیوست ہو جائے معاذ اللہ یکا مقام ہے۔ خدا بچائے کہین پاؤن پھسلا تو گئے گذرے تھے۔

آغا۔ اسمین پتا آپکا نہین۔

نواب۔ اسوقت سے عہد ہو جائے کہ شام کے بعد کوئی باہر نہ نکلے اور اگر باہر جائین بھی تو شام کے پہلے ہی چلے آئین۔

مسخرہ۔ یہ کوئی بہادری نہین ہے کہ صاحب ہم پہاڑ سے نہین ڈرتے۔ یہ انگریز ہین ہم آپ کوئی اُجڈ نہین ہین ہم لوگ اس چڑھائی کے عادی نہین اس سردی اور آب و ہوا کے بھی عادی نہین رات کو جانا آنا عقل کے خلاف ہے آیندہ آپکو اختیار ہے۔

م۔ جناب مین نے تو آج قسم کھا لی ہے۔ اب دو گھڑی دن رہے سے نہ دبک رہون تو قسم لیجیے آج جو کچھ مجھپر گذری ہے میرا دل ہی جانتا ہے ایسی مصیبت مین کبھی کاہیکو پڑے تھے۔ مگر اُف تک نہین کی۔ اور جو کہین مینھ برستا یا بجلی چمکتی تو معاذ اللہ ستم ہی ہوجاتا واللہ۔ اب کان پکڑے اب نہین جانے کے۔

نواب۔ خیر یہ تو سب ہوا۔ اب صاف صاف بتاؤ کہ کہان گئے تھے۔ مگر سچ سچ۔

مہراج۔ یہان سے گئے تلی تال۔ وہان سے گورکھا پلٹن کیطرف گئے۔ وہان سے تلی تال کے گندھک کے کنوئین کو دیکھا۔ اُسکا پانی پیا۔ ذرا نون ہی سی ہیک آتی ہے مگر ہاضم بہت ہے وہان بیٹھے تالاب کی سیر دیکھا کیے اُٹھے تو مزے مزے

ٹہلتے ہوئے چلے ۔ راستے مین شام ہوگئی ایک جگہ
ان ٹنس دیکھنے لگے ۔

نواب ۔ چل جھوٹے یہ فقرے کسی اور کو دینا ۔

م ۔ نہین فقرے نہین مین سچ کہتا ہون ۔

ن ۔ کیون آغا صاحب آپ کی کیا رائے ہے ۔

آغا ۔ جی یہ سب فقرہ بازی ہے اور کچھ نہین ۔

م ۔ اب آپکو یقین ہی نہ آئے تو کوئی کیا کرے ۔

نواب ۔ یار حمن ایک بات ہے ۔

حمن ۔ سرکار جو حکم ہو ۔

ن ۔ پتا لگاؤ کہ یہ اسوقت کہان سے آتے ہین ۔

حمن ۔ بہت خوب سرکار ۔ ابھی پتا لگائے دیتا ہون ۔

یہ کہکر حمن اُٹھے اور کہا سرکار ذرا پانی پیلون تو حاضر ہون ۔ منشی مہراج بلی صاحب نے کہا نواب یار تم مین یہ بڑا عیب ہے کہ ہاری مانتے ہو نہ جیتی ۔ جھوٹ بولنے سے کیا فائدہ تھا ۔ اتنے مین نازو اِنکی آواز سُنکر دوڑی آئین کیون مونڈی کاٹے کہان تھا ۔ یہ اتنی دیر کہان تھا تو یہ بڑ بھس اچھا بتا کہان تھا ۔ سات بجا چاہتے ہین اندھیاری رات ہے ۔ تو تھا کہان ۔ بولتا نہین ۔ اب نانی مر گئی ۔ سچ بتا ہے کہ آپ ابتک تھے کہان ۔ حضور کہان تشریف رکھتے تھے ۔ مہراج بلی نے کہا ۔ تم تو بڑی تسلی ہو نازو ۔ اب کوئی قیدی ہے تمہارا نازو نے جھلا کے جواب دیا ۔ قیدی نہین تو ہے کون موئے ۔ منشی مہراج بلی صاحب مسکرانے لگے ۔ کہا اچھا صاحب قیدی ہی سہی ۔ نواب آج تو معاف فرمائیے کل سے جسوقت کہیے گا اسوقت واپس آؤنگا ۔ ہوا کھانے تو جانے دوگی یا ہوا کھانے بھی نہ جانے دوگی ۔ بھلا یہ کیا اندھیر ہے دور یہان اگر خوب چلے پھرے نہین تو بیمار ہو جائے کہا بلا سے بیمار ہو جائیگا تو ہو جا ۔ مگر کل سے سمجھے ہم کہین جانے آنے نہ دینگے ۔ آئین چاہے جو ہو ۔ اور یہ ابھی تک نہ بتایا کہ تھا کہان ۔ حمن جو تھوڑی دیر کے لیے نواب صاحب سے اجازت لیکر پانی پینے کے بہانے گئے تھے چار پانچ منٹ کے بعد تشریف لائے ۔ نازو سے بی نازو جان کچھ گانا وانا بھی جانتی ہو ۔ یہ تو گاؤ ۔ (رہے کن سوتنیان کے اور کدر سیان آئے نہ سجیا مورا)

اسپر نواب صاحب اور آغا محمد طاہر مسکرائے اور منشی مہراج بلی صاحب کا رنگ فق ہو گیا اور نازو تاڑ گئی کہ دال مین کچھ کالا ضرور ہے ۔ اور حمن نے ہنس ہنس کر گانا شروع کیا ۔ (رہے کن سوتنیان اور کدر سیان آئے نہ سجیا مورا) پوچھا کچھ سمجھین بی نازو ۔ نازو نے کہا اس مونڈی کاٹے کا سر سمجھی ۔

مہراج بولے اجی یہ تمکو سب بناتے ہین تم انکے پھیر ون مین نہ آنا کہین ۔ یہ بڑے ذات شریف ہین ۔ مفت مین لڑوا کے دل لگی دیکھینگے اور تم کو کیا جانے کیا بات ہے کہ ہمارے خلاف ہر امر کا یقین آجاتا ہے ۔ یہ کچھ عجیب بات ہے ۔

حمن ۔ جناب منشی مہراج بلی صاحب بندگی عرض ہے ۔

مہراج ۔ وہ جا ہے نہ بھی ہنسین اب ان کو ضرور یقین آجائے گا ۔

ممن - نو ناز و کوئی بیوقوف عورت تو ہین نہین - بڑی ہوشیار اور سمجھدار ہین ایسی ویسی بات بھلا وہ کب ماننے لگین بے سمجھے بوجھے تو وہ مانینگی نہین کہ جس نے جو کہدیا وہ صحیح ہی سمجھ لین - اور ہم تو ثبوت دینگے

مہراج - کیون اسقدر واہی تباہی بکتے ہو جی -

ممن - گھڑی دو مین مرلیا جائیگی -

نازو - ممن ہمین قسم ہے سچ سچ بتا دو -

ممن - منشی مہراج بلی صاحب خفا ہو جائینگے -

نازو - کیون صاحب آپکو انکے خفا ہونیکا خیال ہے اور ہمارا خیال نہین ہے -

مہراج - (جھلا کر) تم لوگ بڑے بدذات بے ایمان اور لڑوانے والے ہو - واہ - کاہے واسطے یو لبڈی تول لوگ ہم کو لڑوانے مانگتا -

ممن - حضرت اب انکی سی نہ کہین وہ برا مانین - آپکی سی نہ کہین آپ برا مانین فرمائیے ہم کیا کرین اور کیا نہ کرین -

مہراج - جو حق امر ہو وہ بیان کرو کہ ہمین کچھ نہین معلوم -

ممن - حق امر تو یہ ہے کہ تلی تال مین ایک چمپئی رنگ ہے -

مہراج - کیا بکتے ہو خرافات - مرد بسیار لغو کہ گفتگو یاد رہو اکہ معنی بر آسمان و زمین قلابہ است بسیار خشمگین چین بہ جبین آدم -

نازو - پھر وحشت کی لی اسے یہ موا بات ٹالتا ہے - مطلب کا بڑا ہوشیار - ایک ہی کائیان ہے -

اب سنیے کہ ممن چالاک آدمی تو تھا ہی - نواب صاحب کا حکم پاتے ہی سوچا کہ مہراج بلی کا حال کیونکر دریافت ہو - معاً بات سمجھ مین آگئی - پانی پینے کے بہانے اٹھا اور باتون باتون مین منشی مہراج بلی صاحب کے خدمتگار سے پوچھ آیا اور اس نے بھی از سرتا پا کچا چٹھا کہ سنایا - ممن خوش خوش آئے اور شیر ہو گئے - چمپئی رنگ کے اشارے سے سمجھ گئے کہ ممن کو ہمارے حال کی ضرور اطلاع ہے - رنگ فق ہو گیا اور دل ہی دل مین کانپنے لگے کہ خدا ہی خیر کرے اب دھر لیے گئے خوشامد کرنے کا موقع تو تھا نہین ورنہ ضرور ممن کی خوشامد کرتے اور ادھر ممن نے آوازے کسنے شروع کیے - کہیے منشی مہراج بلی صاحب ہمنے سنا آج حضور کی جیب خالی ہے - (وہ چپ سناٹا) - کہیے جناب اب کسی چمپئی رنگ معشوق کا گانا کبھی سنوائیے گا (کاٹو تو لہو نہین بدن مین) کیون حضرت فارسی تو آپ خوب بولتے ہونگے - (جواب ندارد) کیون قبلہ اب یہانسے کسی کو ساتھ بھی لے چلیے گا - وعدہ تو کسی سے ضرور ہی ہوا ہوگا مگر جاڑون مین (چہرہ سرخ ہو گیا) -

نواب - کبھی کسی بات کا تو جواب دیا ہوتا -

آغا - حالانکہ ابھی ہماری سمجھ مین نہین آیا کچھ -

نواب - اور ہم کیا خاک سمجھے - مگر ہان کچھ کچھ مطلب سمجھ مین آگیا - کہین گئے ضرور سے تھے منشی مہراج بلی صاحب - اور شاید ساتھ لیجانیکا وعدہ بھی کر لیا ہے -

آغا - اس قدر تو ہم بھی سمجھے تھے مگر یہ چمپئی رنگ کیا معنی -

چھٹن - چمپئی رنگ کا معشوق ہوگا - اور کیا معنی -

مسخرہ - اسوقت تو ان بچرو کا رنگ فق ہے -

داروغہ۔ حضور کھڑی کھڑی ہوئی نہ۔
مسخرہ۔ کیسی کچھ۔ اب دل ہی دل مین گالیان دے رہے ہونگے۔ اچھی اچھی ہکو اور بری بری ہکو۔ اجی یہ ممن نے کہانی شروع کی ہے۔ آپ ایسے نہین ہین یہ سب ان کی فقرہ بازی ہے اور بس۔
ممن۔ کیون حضور مہراج صاحب یہان کوئی رقاصہ چمپا بھی ہے۔ چمپا نام کی بھی ہے کوئی کچھ آپکو معلوم ہے۔
مہراج۔ (بہت ہی خفا ہوکر) آپکا سر ہے چمپا اور آپ سب جنلخوروں نے خدا سمجھے۔ کاہے واسطے جھک مارتا ہے یہ سور۔
نواب۔ کیون حضرت۔ یہ سب پر ایک سرے سے لاحی آگئے۔
نازو۔ کیا یہ جھگڑا کیا ہے۔ یہ بوڑھا کس پر بگڑ رہا ہے۔
مہراج۔ آپ ان بدمعاشون کی باتون مین نہ پڑین جنابہ۔
مسخرہ۔ والدہ شریفہ بنائے دیتا ہے۔ جنابہ!
نواب۔ بی نازو جان صاحبہ اب آپ ہمارا انکا فیصلہ کرین ہم انسے پوچھتے ہین کہ یہ کہان غائب ہوگئے تھے اور کس چمپئی رنگ والی کے ہان ابتک گھل گھل کے باتین کر رہے تھے۔ چمپئی رنگ کے لفظ پر یہ خواہ مخواہ بگڑتے ہین۔
نازو۔ اخاہ! مین بھی کہون یا اللہ یہ ماجرا کیا ہے جبھی کہا تھا رہے کن سوتنیان کے اور)۔ کیون رسے تو کہان تھا ابتک۔ اور وہ چمپئی رنگ والی کون موئی ہے ذری کسی خدمتگار کو حکم دو نواب کہ رونے سے کہے کی نہیگی کہ جاکے بلالائے نہ ابھی بھی اسکا فیصلہ کرتی ہون۔ اپنا اسکا خون ایک کردونگی۔ یہ سمجھا کیا ہے۔ بس بہیگی سے اتنا پوچھ لو کہ یہان چمپا کون ہے۔
مسخرہ۔ گھڑی دو مین مرلیا باجے گی۔
اختر۔ کبھی آخر بات کو کیون بڑھاتے ہو بتیا کیون نہین دیتے۔ چمپا کے ہان گئے تھے۔
نازو۔ اسکے اس بوڑھے آدمی کو تو بلاؤ ممن۔
ممن۔ بہت خوب حضور۔ میان ذرا ادھر آنا او جھرا۔
نازو۔ (جھرا سے) ارے بڈھے یہ آج کہان گئے تھے۔
جھرا۔ کو جانے کہان گئے کہون ناہین گئے۔
نازو۔ جو سچ سچ نہ بتائیگا تو اتی گرگا بیان پڑینگی کہ کھوپڑی پر ایک بال نہ رہے گا۔
نواب۔ بتا دے سبے۔ بتا دے صاف صاف۔
جھرا۔ اسے ہجور ہمکا مار کے ادھیڑ ڈالین۔
اتنا کہنا تھا کہ سامعین سنے قہقہہ لگایا۔ بوڑھے کہار کے بیان سے مہراج بلی صاف مجرم بنگئے کوئی ایسی ہی بات ہوئی ہے کہ کہار کو صاف صاف بتانے مین پٹنے کا ڈر ہے۔ نازو نے مہراج بلی پر قہر کی نظر ڈالی اور انھون نے کہار پر۔ اگر بس چلتا تو مار ہی ڈالتے۔
کہار۔ ہونہہ! اس گھورت ہین جانو لیل جھین۔
نازو۔ کیون جی یہ کیا بات تھی۔ یہ کہار کیا کہہ رہا ہے۔
مہراج۔ ابے ہم کہان گئے تھے بے۔ ابے ہم ہوا کھانے

گئے تھے یا کہین اور گئے تھے - ابے بولتا کیون نہین -

کہار - اجی صاحب جہان چاہو جاؤ ہم کا کا کریکا ہے -

نازو - ارے یہ کس کے ہان گئے تھے وہ کون ہے -

کہار - سرکار یو ہمکا لیل ہی جہین -

مہراج - ابے سور کے بچے بتا تا کیون نہین ہی جو اور شک بڑھاتا ہی ہم ہوا ہی کھاتے گئے تھے نا - یا اور کہین گئے تھے -

کہار - کاہے گئے تو ضرور کرکے راہیو - ہما ہم بتایب نا مارکو کھائے -

نازو - مارینگے نہین ہمارا ذمہ - بتادے کہان گئے تھے -

کہار - ابے اُس سُسری کا نام کا جانون - ٹل ہی اہین جوان - (درام کریا)

نازو - ہان - جوان ہی - اور ان سے باتین کیا ہوئی تھین -

کہار - ہان ہو ترکی پارسی چھانٹنے لاگے - گٹر پٹر بورہن کے نیائی - بکٹ راہین - کو دہلا کا سمجھے -

منشی مہراج بلی ابتک بہت ضبط کیے بیٹھے رہے مگر اب اُن سے نہ رہا گیا - اُسنے جو کہا کہ ترکی پارسی چھانٹنے لگے اور سودا اُسون کیطرح گٹر پٹر بکتے تھے تو یہ آگ ہو گئے اور کہار کی طرف لپکے پہلے دست پنا اُٹھایا پھر جلانیکی ایک لکڑی اُٹھائی اور اس کی طرف پھینکی اور وہ بھاگا اور یہ اسکے پیچھے گالیان دیتے جاتے ہین جب پلٹے تو نازو نے اِنکے کان لیے دو ہاتھون سے دونون کان پکڑے ہوئے کمرے مین لائی اور بٹھا کر کہا کیون رے یہ کیا بات ہی اور ہمارے سر کی قسم کہا تا تھا کہ کیسیکی طرف آنکھ اُٹھا کے بھی نہ دیکھونگا - کیون بولتا نہین -

مہراج - جنابہ اگر - اب -

نازو - (زور سے ٹیپ جاکر) مونڈی کاٹا -

مہراج - جنابہ یہ کہار جھوٹا گردن زدنی ہی -

نازو - (جھلا کے اور لگائی) اور تو موے گردن زدنی نہین ہی -

مسخرہ - آواز ذرا کم ہوتی ہی - گھن گرج چوٹین نہین پڑتی ہین - ذرا ہاتھ کو پھونک لوبی نازو -

نواب - اور سُنیے - موئے پر سو دُرّے -

نازو - جب تک صاف صاف نہ بتائیے گا مین اُٹھنے کیا معنی تجھے ہنسنے تو دونگی نہین -

مہراج - مین تو کسی کے پاس بھی نہین گیا دیا تھا -

نازو - (دانت پیسکر) گیا تھا تو یہ تیرا باوا کیا کہہ رہا ہے -

مہراج - یہ بڑا حرامزادہ اور بدمعاش ہی آج مین اِسکو ذبح ہی کرڈالونگا -

مسخرہ - ہاتھ آپ کے دُکھنے لگین گے - گوری گوری کلائی مین کہین موچ نہ آجائے یہ رول لے لیجیے - آغا صاحب وہ رومال پڑا ہی - ذری اُٹھا دیجیے گا -

نازو - رول کیا جی مین تو اِسکا خون کرونگی -

مسخرہ - سب زبانی داخلہ ہی آپ کا -

نازو - اِسکی لاش نکلیگی آج -

مسخرہ۔ ہم بھی کہینگے فی النار والسقر شد۔
نازو۔ کیا بھیگی بلی بنا بیٹھا ہے۔
مہراج۔ تو کون مردود کسی کے ہان۔
نازو۔ (حلق مین رول ڈالکر) اور اوپر سے ٹراتا ہے بیحیا شرم نہین آتی خدائی خوار۔
مہراج۔ اب تم اسے کہے کون۔ حق ناحق کو مارتی جاتی ہو۔ اسکے کہنے مین جاتی ہو۔ گنگا جلی کہو اٹھالون کہ وہ بچہ سور جھوٹ بولتا ہے۔
مسخرہ۔ جب تک اپنی نانی کی قسم نہ کھائے ہرگز باور نکرنا نانی جان کی قسم کھلواؤ وہ بڑی روپیے والی عورت ہے اسکا ترکہ سب انھین کو ملیگا۔ مگر سُنا ایک آنکھ کی کانی ہے ایک لکڑیا سے کی۔ کانی آنکھ تماشا کی۔
نازو۔ اچھا اپنی کانی نانی کے مرنے کی قسم کھا۔
آغا۔ واہ۔ اچھی قسم کھلواتی ہو۔ وہ تو چاہتا ہی ہوگا کہ نانی مرے تو ترکہ ملے۔
مہراج۔ نانی بھلا اب تک زندہ ہے۔
نواب محمد عسکری صاحب نے کہا۔ بھئی اب ہم ان دونون کے درمیان مین پڑینگے۔ تاکہ فیصلہ ہو جائے۔ بات کاہے کو بڑھے۔ سُنو صاحب آج سے منشی مہراج بلی قید کیے جائین۔ بس۔ جہان کہین جائین ہمارے ہمرکاب۔ اپنے یا کی اردلی مین اور شام سے ہم سب کوٹھی مین آجائین۔ یہ کسی حالت مین اکیلے نہ جانے پائین۔ آج جو کچھ ہوا اُسکو جانے دو۔
نازو بولی ہم تو اِس بات پر راضی ہین مگر جب یہ بھی تو ہان نہین کچھ کہے۔ اور تمکو مین ذمہ دار بناؤنگی ایسا نہو یہ کہے کچھ اور کرے کچھ۔
منشی مہراج بلی صاحب نے نواب صاحب کی راے سے اتفاق کر لیا کہ جہان جائینگے نواب کے ہمراہ۔ اکیلے گھر سے باہر قدم رکھین تو کاٹ ڈالو۔
نواب۔ اب ہماری خاطر سے نازو فوراً مہراج بلی کو بوسہ تو دیدو۔ آج تم نے بہت مارا ہے مہراج بلی نے بوسہ لیلو۔ اب لجاؤ۔
مہراج۔ عناب توجنابہ کیجانب سے تھا۔
آغا۔ ابے یہ جنابہ تجھے کس نے سکھایا ہے۔
مہراج۔ شمارا چہ وقوف۔ در فارسی زبان بندہ رائج الوقت ست نہ کہ مردم شل شماچہ دانی کہ فارسی کہ زبان ست۔

نازو اور قمر۔ چودھوین کا چاند اور چوتھی کی دلھن

مہاراج بلی کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر نواب صاحب ٹہلتے ہوئے باہر آئے اور علحدہ لیجاکر پوچھا کہ کیون یار کہان گئے تھے یہ الگ ہی الگ معاملے لگتے ہین۔ بھائی صاحب یہ تنہا خوری اچھی نہین ٹھیک ٹھیک بتاؤ چھپا کون ہے اور کیسی ہے۔ انھون نے مسکرا کر کہا۔ یار نواب وہ پاکیزہ صورت ہے کہ مین کیا بتاؤن۔ بندہ تو لٹو ہو گیا ہے مگر اس ملعون نامعقول آدمی نے دھروا دیا۔ اب کل تلی تال چلو تو دکھا دون اُسکے گھر پر جانا تو شاید آپ کی وضع کے خلاف ہوگا مگر ہم کسی نہ کسی ترکیب سے دکھادین۔ تمھارے ساتھ جانے مین نازو جان کو بھی شک نہوگا اور بات بھی بنجائیگی اور حکم دو تو آج ہی شب کو مجرے کیلیے اُسکو بلوالون خرچ کا

کچھ بڑا معاملہ نہین ہے۔

خرچ کے لفظ پر نواب صاحب بد دماغ ہو گئے یا تم بڑے ہی حق ہو۔ ارے کم بخت اتنا روپیہ تیرے پاس ہے اسقدر جائداد اور مکان باغ لوٹ یہ سب تو چھاتی پر رکھ کے تو لیجائیگا نہین۔ پھر یہ جا کیا ہے کہ دمڑی تک خرچتے مین تیری جان نکلتی ہے۔ آخر تو کبھی سوچتا بھی ہے۔ اور ہم نے تو پہلے ہی کہدیا تھا کہ تم ہندو ہو یا آؤ اپنے نام سے اور روپیہ ہم صرف کرین مہاراج بلی نے بات ٹال دی مگر خوف تھا کہ مبادا چمپا بلوائی جائے اور ناز و بدظن ہو جائین یہ بھی انھون نے صاف صاف نواب صاحب سے بیان کر دیا۔ انھون نے تسلی کی کہ جس کام مین ہم سب شریک ہونگے اسمین کبھی کوئی بدظن نہین ہو سکتا ناز و بولینگی نہ قمرن تم نیگی کو بلواؤ ہم اپنے سمجھ لینگے۔ اسیوقت نیگی حاضر ہوا منشی مہاراج بلی نے حکم دیا کہ آج تو جلسہ ہی ہے۔ مگر چمپا کو نہین کہا تھا۔ اسکو بھی جاکے کہدو کہ آج شام کو ناچ ہے ضرور آئے ادھر تو انمین یہ گفتگو ہوتی تھی اور ادھر قمرن اور ناز و مین کچھ اور ہی ہنڈیا پک رہی تھی۔ ان دونون کو خوف تھا کہ ایسا نہو کہین پہاڑونکی باترون پر نواب صاحب ریجھ جائین اور ہم کو نکال باہر کرین۔ گو قمرن جنسے آفتاب خجل سے ماہتاب نہایت ہی حسین و خوبرو نازک کمر نازک اندام نازک بدن رشک پری اور بہت ہی کمسن اور نوخیز تھی اور ناز و بھی سو پچاس مین ایک مگر پہاڑی عورتون مین بھی دو ایک غضب کی خوبصورت تھین۔ اور پھر یہ بھی خوف تھا کہ رئیسون کی طبیعت جدت پسند ہوتی ہے ایسا نہو کہ پہاڑنون کا عشق چرائے اور انھین کے پیچھے لٹو ہو جائین تسلی فقط اتنی تھی کہ مسلمانون سے یہان کی باترونکو بہت پرہیز ہے مگر ایکدن نوابصاحب ایک اٹھے تھے کہ جی چاہتا ہے بے شمار روپیہ خرچ کر کے ایک آدھ کو مسلمان کر لون اور لے بھاگون۔ یہ بات قمرن اور ناز و کو بہت کھٹکی تھی۔

ناز و نے منشی مہاراج بلی کو اسی سبب سے اسقدر سخت سست کہا اور دانت پیس پیس کر جھلا جھلا کے بیٹا۔ چمپا کا نام سنتے ہی آگ بھبوکا ہو گئی۔ اب سنیے کہ نوابصاحب و منشی مہاراج بلی نے جو نیگی کو حکم دیا کہ چمپا بھی آج شب کو ناچ کیلیے آئے تو ایک مہری نے جو یہ باتین سن رہی تھی قمرن سے یہ جڑا کہ چمپا بھی آج شام کو ناچنے کیلیے بلوائی گئی ہے یہ سوچین کہ بڈھب بات ہوئی۔ چمپا کا نام ٹھیک نہین ہے۔ قمرن نے مغلانی سے مشورہ لیا اسنے غور کر کے کہا مین پہلے ہی سمجھی تھی کہ ان مردارونکا چھم چھم کرتے آنا اچھا نہین ہے۔ یہ لسر کا ہی برا ہے مگر کیا کیا جائے اور اسمین بھی شک نہین ہے کہ انمین بعض بعض ایسی خوبصورت اور رنگیلی ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ مردونکی نگاہ بڑی کافر ہوتی ہے آنچل کے اٹھاتے ہی پر پہلے پڑتی ہے لا دلی کے پہاڑون ہی پر سیر کرتی ہے جو نیا مال ہوگا تو سب کو پسند آئیگا۔ مگر جو لونڈی کی صلاح مانیے تو ایک کام کیجیے کہ آج حمام کیجیے اور مین مشاطہ بنون خوب نکھر کے بناؤ چناؤ کر کے بن ٹھن کے کنگھی چوٹی سے لیس ہو جیے اور بھاری بھاری جوڑے پہنیے اور بالون مین خوب عطر

ڈالیے اور کپڑے ذنکو بھی عطر سے بسائیے اور معطر
ہو کر دلہن بنکے محفل مین جھمکڑا دکھائیے۔ یہ سب بڑی
گنوارنیان از خود مارے شرم کے غرق غرق
ہو جائینگی ہماری تو یہی صلاح ہے۔ آیندہ جو حضور
کی رائے ہو سوچ سمجھ لیجیے۔

نازو اور قمرن دونون کو یہ صلاح پسند آئی
اور اُسیوقت سے نہانے دھونے تیل پھلیل عطر
اور بناؤ چناؤ کا سامان ہونے لگا۔

نازو۔ اچھی بی مغلانی حنا کے عطر سے
بسائین کپڑے۔

قمرن۔ باجی وہ تو ذری ذری چکٹ گیا ہے۔

نازو۔ اوئی کیسی باتین کرتی ہو۔ عطر نہوا موا
وہ ہو گیا۔ ابھی گنتی کے دن تو ہوئے
ہی ہین۔ ابھی سے چکٹ گیا۔ اور پھر عطر
پانچ روپے تولہ والا۔

مغلانی۔ اے حضور بھلا کوئی بات ہے۔ کیا کوئی
گھٹیا عطر مقرر کیا ہے جیسا کم پونجی کے آدمیونکے
ہان شادی بیاہ کے لیے آتا ہے۔

قمرن۔ ہم تو موتیے کا عطر لینگے۔

نازو۔ تو تمھارا ہاتھ کون پکڑتا ہے۔

مغلانی۔ (نازو سے) حضور شہناز کا عطر لین اور
چھوٹی حضور موتیے کا۔ دو رنگ کے۔

قمرن۔ یہ شہناز کا ہے کا بنتا ہے۔

نازو۔ اُف کتنی حجت اس چھوکری کے مزاج
مین ہے کہ کچھ ٹھکانا ہی نہین۔ آم کھانے سے
مطلب ہے یا پیڑ گننے سے۔ چاہے جاہے کا بنتا ہو
پسند ہو لو نہ پسند ہو نہ لو۔ اور کوئی پسند کرو۔ کچھ
عطر کا بھی خدا نخواستہ کال ہے۔

قمرن۔ بی مغلانی کے ہاتھ بھی خوشبودار ہو جائینگے
کپڑون مین بھی مل لینا۔

مہری۔ ہان جبھی چوطرف سے لپٹین آئین۔

مغلانی۔ زیور بھی پورا پہن لیجیے گا۔

نازو۔ ضرور۔ تو زیور ہی رکھ چھوڑینگے۔

قمرن۔ ان باتون سے ہوگا کیا۔

مغلانی۔ آپ ابھی ماشاء اللہ سے کل کی لڑکی ہین
یہ رُکانے کی باتین بھلا آپ کو کیا معلوم۔

نازو۔ اسے بالی ہے سمجھے نہ بوجھے کچھ۔

قمرن۔ جو کوئی کی صورت نواب کے دل مین کھب
گئی تو ان باتون سے ہوتا ہوتا معلوم۔ کیا کبھی
نواب نے ہمین نکھرے ہوئے نہین دیکھا ہے یا زیور پہنے
نہین دیکھتے ہین۔

نازو۔ اچھا تو تم اور میلی کچیلی ہو کے رہو بس۔

قمرن۔ نہین۔ بات کہتی ہون باجی۔

مغلانی۔ جب سرکار کی بغل مین ناز سے اِترا کے
بیٹھو گی اور سر سے پاؤن تک زیور سے گوندنی کیطرح
لدی ہوگی اور عطر مین ڈوبی ہوئی تو نواب صاحب
اُن سب کے حسن کو بھول جائینگے۔

نازو۔ ہان اسمین کیا فرق ہو سکتا ہے۔

مغلانی۔ آج ہی تو امتحان ہے۔

قمرن۔ ہان یہ کہو ہمارے محلے مین پادری خانیکی
ایک ماسٹرنی دو تین گھرون مین لڑکیون کو پڑھانے
جاتی ہین وہ کبھی کبھی لڑکیون کا امتحان لیتی
ہین تو ہمارا اور یہان کی بیاہتون کا بھی آج امتحان
ہوگا۔ ہماری کجھوری چوٹی سب سے بڑھ چڑھ کے ہو تو سہی

نازو- احتلام نہین- امتحان کہو- اب کہین نواب کے سامنے یہ کچی بولی بول دینا- وہ یونہی ٹوکتے رہتے ہین-

قمرن- پھر اب اپنی بولی کو کیا کرین اور پھر ہم بہت سنبھل کے ایسے باتین کرتے ہین- اور اب اسکے دو تین ساتھ رہنے اور سننے سنانے سے ذری زبان بھی ٹوٹی ہی- آگو ہم مجاز کہتے تھے اب مزاج کہتے ہین جیسی عادت پڑیگی اور جیسا سنگ ساتھ ہوگا ویسی بولی بھی ہوگی یہ تو بنی بنائی بات ہی-

نازو- دیکھین تو یہ موئی چنیا کیسی ہی جس پہ مزاج بلبلا رکھا ہوا ہی-

قمرن- آج ہم سے اور باجی سے بھی مقابلہ ہوگا-

نازو- مین بچاری بڑھیا کیا کسو سے مقابلہ کرون گی-

قمرن- اوئی اے یہ ابھی سے بوڑھی ہو گئین اُنیس ہی برس کی عمر مین بوڑھی بنجا دگی- ہم سے کمسن معلوم ہوتی ہو ابھی- اور ہم مین تم مین ایسی چھوٹائی بڑائی کیا ہی دو برس سے بھی کم-

نازو- امی جان کہا کرتی ہین کہ قمرن رجب کی نوچندی کو پیدا ہوئی تھی اور ہم پیدا ہوئے تھے جس روز نواب رونق جنگ کے ہان بھیا کی بسم اللہ تھی-

قمرن- ہم کو معلوم ہی- جس روز تم پیدا ہوئی تھین پیدا ہوتے ہی تم بہت روئی تھین- چہان چہان چہان-

مغلانی- (بہت ہنسکر) بڑی بہن کی پیدائش یاد ہی حضور کو کہ یہ چہان چہان کرتی تھین-

مہری- ابھی الڑھ پنے کے تو دن ہی ہین ماشاءاللہ ست-

مغلانی- ابھی کے آدمی کے پیر سُنتری-

نازو- اور تم ہنستی ہوئی پیدا ہوئی تھین قمرن-

قمرن- ہم کو اتنا یاد ہے کہ پیدا ہوتے ہی ہم نے دودھ پیا تھا-

مغلانی- مین صدقے ہو جاؤن دو باتین فرمائین- دونون سچی- روتے ہوئے اور چہان چہان کرتے ہوئے تو سبھی پیدا ہوتے ہین وزیر بادشاہ ہو چاہی گدا- اور بچہ پیدا ہوتے ہی دودھ بھی پینے لگتا ہی ہی-

مہری- تو اپنا پیدا ہونا بھی یاد ہی اور بڑی حضور کا بھی (ہنستی ہوئی) بڑی یادداشت ہی-

نازو- آج فجر کا کھانا تو یاد نہین ہوگا- پیدا ہونیکا دن یاد ہی-

قمرن- اُف بھئی ہم سے تو سردی مین یون نہین رہا جاتا پانی اب ٹھنڈا ہوتا چلا ہی- اب جلدی جلدی نہالو باجی- بس گرم دوشالے اوڑھکے بیٹھین-

راوی- سچ ہی اللہ میان اپنے گدھے کو بھی خشکہ کھلاتے ہین اب وہی قمرن اور نازو جو اچھی رضائی کو بھی ترستی تھین دوشالے پھڑکاتی ہین- گرم گرم دوشالے اوڑھکے بیٹھین- اللہ اللہ- سچ ہی خدا دیتا ہی تو دونون ہاتھون سے دیتا ہی اور چھت پھاڑ کے دیتا ہی- ان دونون بہنونکا نصیبا خوب جاگا- لکھپتی عورتونکو وہ عیش و آرام نہ ہوگا جو انکو حاصل ہے-

مغلانی- تو آج کھجوری چوٹی لہرائیگی-

ق - دیکھنا کس جوبن پر ہوتی ہو۔

نازو - کونسا جوڑا پہنو گی بہن -

قمرن - ہم تو اوڑہین زرد دوشالہ کا مدار اور تم سبز چادر حاشیہ دار اوڑھو۔

راوی - کسی نے خوب کہا ہی -

دو اسلائی جو بیچے تھے یا کہ سرکنڈا
بنے ہین صاحب لشکر بنا کے اک جھنڈا

نازو - نواب کی بدولت نینی تال بھی دیکھ لیا اور یہ سردی بھی دیکھ لی - کلیجے کی ٹھٹھرانے والی۔

قمرن - نواب کی بدولت تم نے دیکھا ہوگا ہم نے تو اپنے جوبن اور اٹھتی جوانی کی بدولت دیکھا۔

نازو - ہان ہو تو یہی مگر یہ نہ بک دیا کرو - ہمین یہ بدتمیزی کی باتین بڑی بُری معلوم ہوتی ہین - اور تم کو ان باتون سے عشق ہو - کیا کیا جائے ابھی وہ سُن لین تو -

قمرن - اونھ! اونھ! سُن لین تو کیا کرین (انگوٹھا دکھا کر) یہ اُنکے باپ کے منہ پر کہون وہ بچارے کیا شے ہین - ڈنکے کی چوٹ کہون -

نازو اور قمرن نے ایک گھنٹے مین حمام سے فراغت پائی - اور مغلانی کی مشاطگی مین ایسی نکھرین کہ واہ دونون پر وہ نور عالم افروز کہ آفتاب کی نظر بھی خیرہ ہو جائے اور وہ جمال مبین کہ چاند اُسکے سامنے شرمائے خصوصاً قمرن کی کھجوری چوٹی تو واقعی وہ کالی ناگن تھی جسکے کاٹے کا منتر نہین - جسکا کاٹا منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے - پانی بھی نہ مانگے - ایک تو بال قدرتی بھونرا سے سیاہ تھے - دوسرے حنا کے تیل کی چمک سے اور بھی سیاہی جھلکنے لگی تھی - اور اُبھر چھپکا ایسا نظر آتا تھا جیسے کسوٹی پر کوئی سونا کسے - اور شب دیجور مین بجلی لپکے

جب بیش بہا لباس زیب بدن نازک کر کے زیور و جواہرات سے آراستہ ہو کر کشمیر کے قیمتی دوشالے اوڑھے ہوئے یہ دونون مہ پارہ عالم آرا حور لقا ماہ سیما مہجبین ایک انداز دلربا کے ساتھ قدم دھرتی اور غرور حسن سے اتراتی ہوئی اس کمرے مین آئین جہان نواب صاحب مع رفقا و احباب مشکبو پیچوان اور حقے پی رہے تھے تو جس نے دیکھا غش غش کرنے لگا

آغا - آج تو کٹاؤ ہو - نکھار کیا ہو یا ستم ڈھایا ہو۔

ممن - حضور چشم بد دور کیا جوبن ہو کہ دیکھا نہ سنا۔

مسخرہ - چاند سورج کی جوڑی اصل مین یہی ہو۔

مغلانی - بیگم صاحب نظر ی کالا دانہ ———

مسخرہ - (بات کاٹ کر) کالے دانے کی کیا ضرورت ہو مہاراج بلی کو نہ دونون پر سے صدقے کر دو۔

نازو - اے واہ کیا کالا بھجنگا مقرر کیا ہو۔

نواب - دل لگی تو ہو چکی حقیقت حال یون ہو کہ اسوقت یہ دونون اِس قابل ہین کہ پریونکو انپر سے نچھاور کر دے۔

مہاراج - نازو جان تمہارے سینے کا اُبھار مارے ڈالتا ہے۔

مسخرہ - بھوکے کی نظر ہمیشہ دودھ ہی پر پڑتی ہو۔

راوی - اِسپر بڑا فرمایشی قہقہہ پڑا - اور سب کے سب لوٹنے لگے - بڑی دیر تک ہنسا کیے۔

نازو - کیا بکتا ہو واہیات - یہ مسخرہ موا روز انکو چھیڑتا ہو شامتین آئی ہین کیا پٹیگا کیا؟

مسخرہ - چاہے توپ دم کر دو یہ زبان تو نہ رکیگی۔

مہراج۔ واہی سے فحش کی سند نہین ہے
بھائی صاحب۔
چھٹن۔ بی قمرن جان صاحب جو یہی نکھار ہین تو
ہم لوگون کی خیر صلاح نظر نہین آتی۔
اختر۔ حضور قسم ہے جناب والد کی روح کی ہم نے
تو آجتک یہ شکل و شمائل اور یہ حسن صبیح اور ادا اور
آن اور حسن اور انداز و ناز کی اتنی باتین ایک معشوق
مین کبھی نہین دیکھی تھین۔
چھٹن۔ ان کو سامنے بٹھالے اور مثنوی تصنیف کرے
نواب۔ بھئی ہمارے دل کی کہی واللہ۔
مہراج۔ ہم کہتے ہی کو تھے۔
مسخرہ۔ خواجہ کمند ہوا کے دیوان کا جواب فرمایئے
منشی مہراج بلی صاحب۔ ایسا موقع پھر نہ پایئے گا۔
مہراج۔ واقعی یہ ہے کہ اس سے بڑھکر حسن کبس
خدا کا نام ہے۔
نواب۔ آمین بی مغلانی کی بھی کاریگری ہے۔
مغلانی۔ (بہت جھککر سلام کرکے) سرکار مشاطہ کی
کاریگری تو جب ہو جب کوئی بات اللہ میان نے
جان بوجھکر چھوڑدی ہو کہ بندے مین کوئی نہ کوئی
نقص نہوگا تو وہ اترا چلیگا اور جو اللہ ہی نے کسی کے
حسن مین کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا ہو تو کوئی بھلا اُسمین
اپنی کاریگری کو کیا دخل دیگا۔ توبہ کر بندے اور
پھر مشاطہ کا حال مشاطہ جانین مین بیچاری تو موٹا جھوٹا
سوئی کا کام کرنیوالی ہون۔
نواب۔ قمرن تم نے اسوقت مارڈالا۔
مغلانی۔ حضور نہ ایسا فرمائین انکی ادا جان بخش ہے۔
سچ کہیے گا چوتھی کی دُلھن بھی شرماجائے یا نہین۔

نواب۔ چاند مین داغ ہے انمین نہین ہے۔
مغلانی۔ حضور تو خود منصف ہین۔
اختر۔ جو کچھ انکی شان مین کہیے سب صحیح ہے۔
قمرن۔ اے یہ باجی نے آج بن ناحق کو اتنا زیور
لاد دیا گرمی لگتی ہے۔
مسخرہ۔ یہ گرمی زیور کی نہین ہے۔ یہ جوانی کی گرمی
ہے حضور یہ شباب کی گرمی ہے۔ یہ گرمیِ حسن گلوسوز ہے
زیور سے کہین گرمی لگا کرتی ہے۔
اختر۔ اور مین جب سے چوٹی اور مانگ کی طرف
دیکھ رہا ہون شان خدا نظر آتی ہے۔ واقعی آج تو
انھون نے حوران جنت اور چودھوین کے چاند کو
بھی اپنے حسن سے بے وقعت کردیا جو آج کہین
ہوادار پر سوار ہوکر بے نقاب باہر نکلین تو سیکڑون
بسمل نظر آئین۔

کردیے اس رُخ نے حیران سیکڑون
اور سنبل نے پریشان سیکڑون

جملو۔ حضور پرستان کا دھوکا ہوتا ہے واللہ۔

چون تلخ سخن ہائی تنگ شکرت خوانم
چون کار بجان آری جان دگرت خوانم
زہر غم خویشم دہ تا جان خوشت گویم
خاک در خویشم کن تا تاج سرت خوانم
اشک دل من ہر دم سر خست و کبود از تو
خوش رنگی زین بس تو عیسی ہنرت خوانم

اختر۔ اس فن کے تو تم بادشاہ ہو۔
جملو۔ (بندگی کرکے) سرکار کی قدردانی ہے کہ ہم
ایسون کا بھی پیٹ پلتا ہے ورنہ ہمکو کون پوچھتا۔
حمن۔ بس کہدیا نا کہ عالمونکی قدردانی وہی جگہ ہوتی آئی

یا رامپور مین یا ہماری سرکار مین۔
اختر۔ کیا شک ہو بھائی جان کیا فصاحت ہے۔
چمن۔ بس یہی دو قدردان ہین باقی خیر صلاح۔
چھٹن۔ خاقانی کا عمدہ کلام استاد۔
جھلو۔ بہت خوب خداوندہ

اتر کے سن گوہی تو سن خوی سوسن موسے ہین
اگر بگہ کردی بسوسے من نیرزی سوسے من

نازو۔ اب کے بجے سے گانا شروع ہوگا۔
نواب۔ وہی معمولی وقت۔ کوئی ۹ بجے سے۔
نازو۔ انکی چمپا تو ضرور ہی آئیگی۔
قمرن۔ چمپا تو کاٹا جاتا ہی باجی۔
نازو۔ وہ چمپا ہین اور مہراج بلی موگرا ہین۔
قمرن۔ نہین یہ موگرا نہین ہے۔۔۔
اختر۔ یہ چھوئی موئی کے پیٹر ہین۔
مسخرہ۔ اجی یہ نہ موگرا ہین نہ چھوئی موئی کے پیڑ یہ میرے گیندا ہین۔
راوی۔ گیندا میان مسخرے کے کتے کا نام تھا اور چونکہ میان گیندا کبھی کبھی جڈا گلخیرو کے ساتھ بھی رہتے تھے اور سب لوگ اُس سے واقف تھے اور گیندا اور شیرا وغیرہ کتون کے نام ہوتے بھی ہین اس فقرے پر بڑا قہقہہ پڑا مگر مہراج بلی اس پر جھلائے نہین۔
مہراج۔ آپ میری چہیلی ہین۔
نازو۔ خوب کہی۔ لڑنہ پڑا کرو جو کوئی تم کو کہے تم اسکو کہو ہنسی مین لڑنا کیسا۔
مہراج۔ کیون چہیلی کی کتنی ہوئی۔
نازو۔ یہ تم نے کیا کہا (میری چہیلی۔ ارے کیا تیری نانی کا نام چہیلی ہے۔
مسخرہ۔ ہماری طرف سے اچھا جواب دیا بی نازو۔
مہراج۔ آپ تو جناب انھین لوگون کی طرف ہوجاتی ہین۔
نواب۔ یار خدا کے لیے جنابہ تو نہ کہا کرو۔ ہزار بار سمجھایا مگر ایک نہین مانتا دشمن عقل۔
مہراج۔ یہ بھی یہ تو لفظ تعظیمی ہے۔
نواب۔ ابے تو یہ کوئی تیری دادی جان ہین نامعقول۔
مہراج۔ اچھا صاحب اب کہین تو گنہگار۔ ع۔

وز گفتہ ناصواب توبہ

جب شام کا وقت قریب آتا گیا اور نواب صاحب کا اشتیاق چمپا پاتر کے دیکھنے کا بڑھتا گیا تو اتفاق سے بادل گھر آیا۔ نواب اور اختر اور چھٹن صاحب کو تو سخت افسوس ہوا کہ ناچ کا مزہ کرکرا ہوگیا اور اب اُن معشوقون کی نظارہ بازی کا بھی موقع نہ ملیگا مگر نازو خوش ہوئی کہ چلو آج کا دن تو ٹل گیا قمرن کو البتہ اس بات کا افسوس تھا کہ اُس روز پاترون نے انکو معمولی وضع مین دیکھا تھا آج اگر دیکھتین تو شرما جاتین عرق عرق ہوجاتین اور دل مین سوچتین کہ ہان کسی سے مقابلہ ہوا تھا۔ الغرض اسی امر مین نازو اور قمرن کے خیالات مین اختلاف تھا تھوڑی دیر مین مینھ جھاجھم برسنے لگا اور اسی مینھ مین بیگی دوڑا آیا کہ سرکار پانی موسلا دھار برس رہا ہے اسوقت اتنے اونچے پہاڑ پر بھیگتے اور پریشان ہوتے پاترون کا آنا مشکل ہے اور خود اگر پریشانی اور خرابی برداشت کرکے آئین بھی تو پیشواز اور کپڑے خراب ہوجائینگے دوشالے

رضا کی چادر کل اسباب سب بھیگ جائیگا۔ اگر حکم ہو تو ڈانڈی پر سوار کرا لاؤن۔ نواب صاحب تو راضی ہو گئے مگر نازو نے کہا اب اسوقت اس مینھ مین لت پت بھیگتے ٹھٹھرتے آنا واہیات ہے ایسا ہی ہے تو کل پر رکھو۔ ایکدن مین کیا ہوا جاتا ہے۔ نواب چھٹن صاحب اور نازو کی راے سے ناچ ملتوی ہو گیا مگر قمرن اس التوا سے خوش نہ ہوئین کیونکہ انکی دلی خواہش تھی کہ پاترین آنکا حسن دیکھین اور مقابلے مین یہ اُنسے بڑھ جائین مینھ کمبخت نے انکی آرزو پوری نہونے دی۔ انھون نے کئی بار نازو اور چھٹن صاحب کی بات کاٹی بھی کہ ابھی سے کیون موقوف کیے دیتے ہو شاید کھُلجائے۔ ناچ تو کوئی ۹ بجے سے شروع ہوگا۔ ابھی تو موے چھ بھی نہین بجے ہین مگر انکی کچھ شنوائی نہ ہوئی۔ نازو نے آسمان کیطرف دیکھکر کہا آثار تو رات بھر کھُلنے کے نہین ہین۔ تمام شب جھڑی لگی رہیگی۔ اُن بیچاریونکو اس مینھ مین کاہیکو تکلیف دو گے۔

گو مہاراج جی کی بھی دلی خواہش تھی کہ چپا ضرور آئے مگر زیادہ بیقراری نہین دکھا سکتے تھے کہ مبادا نازو سمجھ جائے اور بگڑ کھڑی ہو تو آج پھر لینے کے دینے پڑین اور انکا یہ بھی نشانہ تھا کہ آج نازو کو خفا کردین کیونکہ وہ اسقدر نکھرکے بناؤ چناؤ سے تھی کہ انکی جان جاتی تھی۔

نواب صاحب تو چپا کے حسن وجمال کا حال سُن ہی کر فریفتہ اور شیفتہ ہو گئے تھے بار بار آسمان کے رُخ دیکھتے تھے اور جھلا جھلا کے رہجاتے تھے

کیا برستا ہے یون برس کم بخت
کوہ سے لیکے ڈوب جائین درخت

گھڑی گھڑی پوچھتے تھے کیون جی کچھ کچھ تو کم ہوتا جاتا ہے اب تو اسقدر تیز نہین ہے عجب نہین کہ گھنٹے آدھ گھنٹے مین کھُل جائے۔ نازو انکی بات کا اُلٹا جواب دیتی تھی کھُل چکا۔ اب آج تو یون ہی موسلا دھار برسا کریگا۔ اور ہمارے شہر کیطرح یہ نہین ہوتا ہے کہ رات بھر گھرا ہوا ہے اور ٹپکا ٹپکی ہو رہی ہے ٹپس ٹپس ٹپس ٹپس۔ یہان تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے آسمان مین چھید ہو گیا ہے اور جیتا پڑتا ہے۔ یہ کھیل کا ہیکو کھُلنے والا ہے۔

نواب صاحب نے کہا اتنے دن سے پہاڑ پر ہین پاترونکو تو خیر دیکھا ہے اور دیکھتے ہین مگر افسوس ہے کہ ہمارے ہان اور گانا نہو۔ ناچ نہو۔ کل جا ہے جو کچھ ہو ضرور ناچ ہوگا۔ مگر ہم دیکھتے ہین کہ یہان مجرے کا بہت چرچا ہے اور ہمارے شہر مین مجرے اور ناچ دونون کی ایک شرح ہے۔ مگر اور اور شہر دنین بھی مجرے کی شرح اور ہے اور گانے کی شرح اور۔

نازو نے کہ اسوقت انکی بیقراری دیکھکر ساتھ ساتھ رہی جواب دیا کہ جب یہان کی پاترین سوا ہندؤون کے مسلمان اور صاحب لوگون کے ہان جاتی ہی نہین تو پھر تمکو ایسی اُنکی کونسی غرض ہے

نواب صاحب نے کہا وجہ اسکی یہ ہے کہ اس پہاڑ پر مسلمانون کی بستی نہین ہے۔ کوئی چالیس بیالیس برس سے مسلمان یہان آنے لگے ہین۔ اسی سبب سے میل جول کم ہے۔ ہمارے شہر مین ہندو مسلمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ اسمین بُرا ماننے کی کیا بات ہے۔

اتنے مین نواب چھٹن صاحب اپنے کمرے سے برانڈی کی بوتل لائے اور نواب کی اطلاع کے بغیر وہ

اور منشی مہراج بلی اور بی قمرن جان اور اختر شغل مے کرنے لگے نازو نے جو پیچھے پھر کے دیکھا تو کہا اپنی ادھر تو اور ہی شغل ہو رہا ہی۔ نوابصاحب بھی نازو کو لیکے پہونچے۔ یار اسوقت پینا حرام نہین ہی۔ فرشتونکی راہ ابر نے بند کر دی چاہیے جو گناہ کیجیے جبین لکھتا ہی آج مہراج بلی کو دعوت کر دیجئی۔

مہراج بلی نے ہاتھ جوڑ کر کہا ہمکو تو خیر تم ایسے لونڈے کیا دعوت کرینگے مگر ایک التماس البتہ ہی کہ بی نازو کو ذرا سمجھ بوجھ کے دیجیے گا۔ ورنہ ہماری مرن ہوگی۔ یہ ذرا ہی سی ہین بہت بہکنے لگتی ہین اس کا خیال رکھیے گا اور ہماری نازو حالا تو خود فہمیدہ ہین۔

نازو کو یہ گفتگو ناگوار معلوم ہوئی معشوقون کا مزاج اور انکا لون مشہور ہی۔ تنک کر اٹھ کھڑی ہوئین ہمکو بڑا برا لگتا ہی جو کوئی ہتے ہی پر ٹوکتا ہی۔ لیکن ذرا تیز ہوگئی تو اب گھڑی گھڑی اسکا طعنہ دینا کیا معنی نواب چھٹن صاحب نے انکو زبردستی بٹھایا اور بڑی خوشامد اور منت سماجت سے قسمین دے دیکر تھوڑی سی برانڈی پلائی اور نواب صاحب نے مہراج بلی کو للکارا تاکہ نازو خوش ہوجائین تم مین یہ بڑا عیب ہی جی۔ اگر زیادہ تیز ہوجائیگی تو کیا ہرج ہوگا۔ مہراج بلی نے کہا لو بھئی ہم کان پکڑتے ہین اب کہین تو گنہگار۔ نازو نے جھلا کے اپنے ہاتھ سے کان امیٹھا اور کہا یون امیٹھتے ہین اسپر سب کے سب ہنس دیئے اور نازو بھی مسکرا دین۔

چھٹن۔ معشوقون کی بھی کیا باتین ہین واللہ۔

اختر۔ معشوقون کا اور شاہون کا ایک مزاج ہوتا ہے۔

محسن۔ بادشاہ تک انکی ناز برداری کرتے ہین۔

نواب۔ اسمین کیا شک ہی۔ مگر سچ کہنا اسوقت نازو جان کا تنکنا اور روٹھنا کیا مزہ دے گیا ہی۔

مہراج۔ میرے دل کی بات کہی واللہ۔ جی خوش ہوگیا۔

نواب۔ کس شیرین ادائی کے ساتھ ترش رو ہوئی تھین۔

مسخرہ۔ کیا خوب۔ شیرین ادائی کے ساتھ ترش رو ہونا کیون نہ مزہ دے حضور شربت انارین کا مزہ آگیا۔

اختر۔ بھئی خوب کہی۔

مسخرہ۔ نازو جان کیا کھٹ مٹھے بیر ہین۔ یا کمرک۔

اختر۔ یہ اس سے بھی بڑھ گئی۔

مہراج۔ ہمکو تو کسی کبڑن کا لونڈا معلوم ہوتا ہی۔

راوی۔ اس لطیفے پر سب کھلکھلا کے ہنس پڑے اور نازو نے سب سے بڑھکر قہقہہ لگایا۔

نواب۔ بھئی چڑا گلخیر۔ اسوقت ہمارے منشی مہراج بلی کی طبیعت بھی جولانی پر ہی۔

اختر۔ جہان ذرا سی انھون نے پی اور بہر کھل گیا

مہراج (نازو جان ذرا کان مین ایک بات تو سنو ضروری بات ہی جانی سن لو۔

نازو۔ (کان جھکا کر) کیا بات ہی؟

مہراج۔ (بوسہ لیکر) ص

یارو کرو معاف خطا مین نشے مین ہون
شیشے مین مے ہی مے مین نشہ مین نشے مین ہون

نازو۔ اے دور موئے۔ مین بھی کہون کونسی بات ہی

مہراج - کس قدر صاف نکل رہی ہین کہ واہ -
اختر - وہ موسیقی کی مستی ہوئی - ؎

کیا جو بوسہ تو ہنس کر یہ اُس صنم نے کہا
خُدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی

مہراج - بھئی اسوقت نازو کے ہونٹھ ایسے شیرین ہین کہ اللہ مجھے چھٹی کے ——

راوی - (چھٹی کے) کہکر زبان روک لی - دودھ کا لفظ اُنکے مُنہ سے نہین نکلنے پایا تھا کہ سب بے اختیار لوٹنے لگے - مارے ہنسی کے بُرا حال تھا -

منشی مہراج بلی اس مرتبہ بہت جھیپے اور بات ہی ایسی بیجا کہی تھی - کوئی شخص کوٹھی بھر مین ایسا نہ تھا جسکا مارے ہنسی کے بُرا حال نہو - اور جب ہنستے ہنستے انکی صورت پر نظر ڈالتے تھے تو اور بھی زیادہ ہنسی آتی تھی - انکی اسوقت کی بیکسی دیکھنے کے قابل تھی بالکل سکتے کا عالم - خاموش مسخرے نے کہا - ؎

شکل تصویر ہو خاموش تماشا کیا ہے
بیٹھے بیٹھے کھنچے جاتے ہو یہ نقشہ کیا ہے

نازو کئی بار ہنستی ہوئی اُنکے قریب گئی مگر انھون نے ذرا گردن تک نہ اٹھائی جام ہاتھ مین - شراب جام مین - کان لوگون کے قہقہہ پر نظر ترش کیجانب - یہ قطع اور بھی زیادہ باعث خندہ زنی ہوتی تھی -

مسخرہ - بیر اور کھرک اور شربت انار ترش و انار شیرین جسکے یہ فقرہ پڑھ گیا - واقعی شیرینی کی تعریف اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگی مگر ہم تو اس یادداشت کی تعریف کرتے ہین - کب کا قافیہ لیا آیا -

اختر - بھئی اب سمجھے شرم -
نواب - مہراج بلی فرما ہنس دو جی میاں بہت ہین ایسے ایسے لفظ زبان سے نکلتے ہی ہین اور پھر اس وقت -

مہراج - نہین - وہ - اب - اتفاق سے اسا کچھ تھا اور کہا کچھ -

حسن - اور یہ بے شرمی کچھ ہوئی ہی نہین کہ سب کے سامنے بوسیدن کا صیغہ گردانے لگے -

اختر - آپ تو نازو کی حفاظت کرتے تھے خود ہی بہکے اپنے آپے مین نہ رہے - اور دل لگی یہ کہ وہ بیچاری شرما گئی اور اس بیحیا کو نہ شرم آئی - ؎

شراب انکو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بیحجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

مہراج - تو کیا بد لحاظی ہمنے کیا کی جناب -
اختر - آپ چوما چاٹی سبکے سامنے کرنے لگے - اس سے بڑھکر اور کیا بد لحاظی ہوگی -

مہراج - بھائی صاحب پینے کا لطف تو یہی ہے اور بد لحاظی کر کہو تو کیا یان کوئی میرا بزرگ بیٹھا ہے - مگر تم سمجھتے ہو کہ ہمین شاعر ہین اور ہم اپنے سامنے تمھاری دھری بکبری اصل و حقیقت نہین سمجھتے آپ نے جو شعر پڑھے اسی ردیف اور بحر و قافیہ کا شعر ہمارے حسب حال سن لیجیے ذرا حضور بھی سنین نواب چھٹن صاحب - ؎

بہار گل مین ہین دیوانے جامے سے باہر
پری کا سایہ ہی کہ ہم سے ہوئے بلا آئی

یہ شعر پڑھکر منشی مہراج بلی صاحب اکڑ گئے کہ اور شعر تھا بھی کسیقدر حسب حال اور ایک ہی غزل کا

اختر نے کہا بہ قہقہہ۔ چونکہ مذاق تھا خود تعریف کی
اور سب بے تحاشا ہنسی۔ تو مہاراج پھلی اور کبھی اکڑ بیٹھے اور
اترانے لگے۔

مسخرہ۔ حضور تمام نے شہر کے انجر پنجر ڈھیلے کر دیے
اصلاح تو نام کا عصہ ہے بندہ شعر کے ارنگ برنگے
بلا دیتا ہے سنیے گا۔

سر وہیان ہین یہ نازو کے ابرو خمدار
جو منہ چڑھیگا تو مہاراج کی قضا آئی

مہاراج۔ ہمین یہ شعر ہین بس۔ ہر شعر کے مہاراج۔
اختر۔ حضور کیا خوب فرمایا ہے۔ ع

لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اسنے
جو کوے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی

جب رات بھیگی تو سب اپنے اپنے بستر پر گئے۔
نوابصاحب اور قمرن مین بعد مدت یون گھل گھل کے
باتین ہونے لگین۔

سالی کی چاہ اور سوتیا ڈاہ

قمرن۔ اگر کسی نامحرم پر ہم نظر ڈالین تو آنکھین ہی
پھوٹین۔

نواب۔ اور ہم اگر کسی اور عورت کو چاہین تو
خدا سمجھے۔

قمرن۔ تم مین کون بات نہین ہے نواب جو ہم کسی
اور کے پاس جھک مارنے جائین۔ دولت اللہ اور
دے ہمارے پاس۔ پھر کنجوس بھی جو ہو نہین۔ فیاض
آدمی ہو جسکو دینے پر آئے نہال کر دیا۔ اور ماشاء اللہ
سے جوان جہان ہو۔ خوبصورت دیدار و جوان ہو۔
دس بارہ ہزار مین ایک ہاتھ پاؤن سانچے کے
ڈھلے ہوئے۔ جو دیکھتا ہے تعریف کرتا ہے۔ خوش خور
بھی ہو۔ خوش پوش بھی ہو۔ سواری شکاری کا شوق
کوٹھی باغ مکان بنگلہ آراستہ۔ بیش بہا آلات فرش
فروش سے لیس۔ جاگیر بھی اچھی ہے۔ پھر مجھے کیا کتے
نے کاٹا ہے کہ تمکو نہ چاہون۔

نواب۔ جان من جتنی باتین معشوق مین ہونی
چاہئین وہ سب خدا نے تمھین عطا کی ہین۔ جوانی
پھٹی پڑتی ہے۔ ع

کیون رک سکی امنگ دل کی
پستان بن کر شباب نکلا

اس اٹھتی جوانی کا کیا کہنا۔ اور حسن تو خدا نے
وہ عطا کیا ہے کہ ہماری نظر سے ایسی پری گذری
ہی نہین۔ گال پھولون کی پنکھڑیان ہین۔ بلکہ
برگ گل سے بھی نازک تر آنکھین وہ کٹیلی کہ صفونکی
صفون کو گھائل کر دین۔ قتل عام بول دین۔ ع

اگات جس طرح قمقمے روشن

قمرن۔ چلو اب بہت بناؤ نہین۔
نواب۔ جو ذرا بھی بناوٹ کرتا ہون تو چاہے
جو قسم لو۔
ق۔ تم کو محبت کے سبب سے ہم اچھے معلوم
ہوتے ہین۔
ن۔ جی بجا۔
ق۔ ایک سے ایک اچھی عورت دنیا مین
پڑی ہے۔
ن۔ ہان یون ہونے کو ایک سے ایک اچھی ہوتی
ہے۔ مگر تم بھی لاکھ دو لاکھ مین ایک ہو۔
راوی۔ قمرن کو یہ بھی ناگوار گذرا کہ نواب نے یہ
کیون کہا کہ ایک سے ایک اچھی ہوتی ہے۔ یہ کیون نہ کہا

کہ تم سے اچھا۔ پھر خدا کا نام ہے۔

ن۔ اور اس حسن پر طرہ یہ کہ غرور نہیں اور بیوفائی کا نام نہیں حسن اور وفا مشکل ہے۔

ق۔ اے تو جب حسن ہوتا حسن یہاں کہاں۔

ن۔ لیلیٰ را بچشم مجنون باید دید۔

ق۔ نواب ایک بات کہیں جو مانو۔

ن۔ دل وجان سے پیاری نہ ماننا کیسا۔ جو حکم دو بجا لاؤں۔

ق۔ (گلے میں ہاتھ ڈالکر) میرے نواب ہم کو میموں کا سایہ بنوا دو میں صدقے دو جوڑے بنوا دو۔ مگر جس رنگ اور قطع کے ہم کہیں۔

ن۔ پانچسو بلکہ ہزار روپے تک کا جوڑا ہوگا۔ پھر کون بات ہے۔ ہمیں منظور ہے۔

ق۔ گوٹا پٹھا یا نات کرن بانکڑی لچکا تو ٹانکا نہیں جاتا کامدانی کی بیل اور بوٹیاں تو ہوتی نہیں ہاں ریشمی کپڑا البتہ قیمتی ہوتا ہے اور سلائی۔

ن۔ لاحول ولاقوۃ ارے جانی کوٹھی کی کوٹھی خرید دون کپڑا ابھی کوئی نعمت ہے۔

ق۔ بات کہتی ہوں جی۔

ن۔ کل ہی لو۔ دو نہیں دس جوڑے۔

ق۔ ایک تو سایہ ہوتا ہے اور کیا جانے موا کیا کیا ہوتی ہیں۔ کسی انگریزی درزی سے کہنا۔

ن۔ اجی صبح ہی کو یہاں حاضر ہو۔

ق۔ بھلا دو دن میں تیار کر دیگا۔

ن۔ ایک جوڑا تو کل شام کو پہن لو۔

ق۔ کل شام کو۔ سویرے کب کپڑا لاؤ گے کب ہونٹیگا کب قطع کریگا کب ناپیگا کب بنائیگا۔ تم تو اندھیر

کرتے ہو۔

ن۔ چار بجے پہن لو گی۔ اچھا دیکھ ہی لینا۔

ق۔ جھنٹن صاحب وغیرہ دیکھیں گے تو بڑی دل لگی ہوگی۔

ن۔ باجی جان کے لیے بھی بنوا لو۔

ق۔ تم بنوا دو۔ دام مہراج بلیا سے وصول کر لینگے

ن۔ تو پھر چپکے سے بنواؤ۔

ق۔ اور نہیں کیا ڈھنڈھورا پٹواکے۔

ن۔ سچ کہنا ہم لوگوں کی کیسی خوش قسمتی تھی کہ یہاں آنا نصیب ہوا۔ بھلا یہ بات لکھنؤ میں کہاں۔

ق۔ اے تو یہ خواب وخیال میں نہیں۔

ن۔ تمھارے سبب سے ہماری زندگی سدھر گئی۔

ق۔ ایسی باتیں نہ چکنا یا کرو۔ غیروں کی سی۔

ن۔ بھلا کیوں جانی وہ وقت بھی یاد ہے جب ہمنے نواب رونق جنگ کے ہاں تمکو پہلے پہل دیکھا تھا اور بہانہ کرکے پانی مانگا تھا۔

ق۔ (ہنسکر) اور میں دیکھتے ہی تاڑ گئی۔

ن۔ میرا جی چاہتا تھا کہ وہیں پر گلے لگا لوں اور چوم لوں۔

ق۔ (ہنسکر) پھر منع کس نے کیا تھا۔

ن۔ جو وقت سے دیکھا پھڑک گیا تھا کہ کیا پریزاد چھوکری ہے جی بے قابو تھا۔ طبیعت لوٹ ہوئی جاتی تھی کہ واہ کیا مال ہے۔ تمھارے بغیر زندگی بیکار سی معلوم ہوتی تھی۔

ق۔ آغا اور تم دونوں پیچھے ہو لیے تھے۔

ن۔ اور لطف یہ کہ رونق جنگ کی بھی تم پر نظر تھی۔

ق۔ مگر کبھی ہم سے کوئی بیجا بات نہیں کہی۔ کوئی

بات کوئی اشارہ کیا مجال دل مین جا سہے۔ جو
کچھ ہو۔
ن ۔ کس ادا سے تمنے باتین کی تھین کہ اور بھی
تیر مارا بلکہ زخم دلپر نمک چھڑکا۔
ق ۔ پیچھے پھر کے دیکھتی ہون تو رئیس زادے
سفید پوش امیر آدمی اور سر بازار ساتھ ساتھ سمجھ گئی
کہ عاشق مزاج آدمی ہین اور دل کے چالاک۔
ن ۔ بگڑین نے بھی کیسا شپّہ لڑایا۔
ق ۔ تم امی جان ہی کے پاس پہونچ گئے۔
ن ۔ خدا جانے وہ کدرا کہان ہی۔
ق ۔ ہوگا مُوا کہین ۔ کس کا نام لیتے ہو۔
ن ۔ تم بھلا اُس گنوار مردود کے قابل تھین لاحول ولا
ق ۔ نازو کو کچھ مہراج بلی سے ملتا ملاتا نہین۔ بڑا
کنجوس آدمی ہی۔ ذرا اسکے مزاج مین حمیت نہین۔
ن ۔ کل ہم چھیڑینگے۔
ق ۔ کچھ تو نکلے۔ کل کٹوا دو۔
ن ۔ کل ہی لو۔ یہ کون بڑی بات ہی۔ یہ تو بائین
ہاتھ کا کھیل ہی۔ ذرا بھڑا دیا اور راہ پر آگیا۔
ق ۔ واہ ایسا کچا نہین ہی۔ بڑا گھاگ ہی موا۔
ن ۔ نازو تو ہمارے قابل ہین۔
ق ۔ کیا بکتا ہی۔ چپ۔ شرم نہین آتی۔
ن ۔ اب ایک کام کرو۔ مہراج بلی کو تو دھتا بتاؤ اور تم
دونون ہماری ہوکے رہو۔
ق ۔ اب تم پٹوگے نواب۔
ن ۔ مار ڈالو۔ پیٹ لو۔ مگر نازو کو اب ہم سالی
اور بیوی دونون بنائینگے۔ مہراج بلی کو دھتا ہی۔
ق ۔ (مسکرا کر) دیکھو نواب اب تمنے پیٹ مین سے

پاؤن نکالے ہین۔ واہی تباہی اول جلول بک رہے ہو
ن ۔ تمھارا کیا ہرج ہی۔ دونون بہنین چین کرنگی
ق ۔ بڑے بے شرم ہو جی۔ الگ ہٹو۔
ن ۔ سنو سنو تمھین قسم ہی جانی۔
ق ۔ ہم ایسون کی نہین سنتے۔ بس چلو۔
ن ۔ دل لگی کرتے ہین۔ تم تو دل لگی دل لگی مین رو
دیتی ہو کیا نازو جان اگر ہماری ہوکے رہینگی تو تمھارا
کیا ہرج ہی۔
ق ۔ اب مین سُناؤنگی ہان۔
ن ۔ اور چھیڑتے کسلیے ہین۔
ق ۔ باجی جان۔ اے باجی۔ اے باجی۔
ن ۔ چپ چپ خدا کا واسطہ کہین اُنسے نہ کہنا۔
ق ۔ کیون۔ جب جورو بناؤگے تو ڈر اور شرم کاہیکی
ہی ہم پیغام کہدین کہ تمھارے بہنوئی کی تم پر بھی اب
طبیعت آگئی ہی ریجھے ہوئے ہین۔
ن ۔ برا مان جائینگی۔
ق ۔ واہ چاہے جو ہو۔ ہم تو کہینگے۔ ہوشیار تو ہوجائین
ن ۔ دیکھو کہین ایسا غضب بھی نہ ڈھانا بگڑ جائینگی۔
ق ۔ مین کہونگی باجی جان مبارک۔ اب تک ہم تم
بہنین بہنین تھے اب سوتین سوتین ہوکے رہین گے وہ
پوچھینگی کیون کیون یہ بکتی کیا ہی۔ سوتین سوتین کیسی مین
کہونگی نواب کا تمپر بے طور دانت ہی۔ بہت ریجھے
ہوئے ہین۔ بس وہ ہوشیار ہو جائین گی بہنون بہنون
مین لڑائی تو نہو۔
ن ۔ قمرن اچھا تم ایمان سے کہو کہ اگر تم دونون کی
دونون ہماری ہوکے رہو تو اسمین کیا ہرج ہی۔
ق ۔ اول تو ہم بہنین بہنین بھلا سوت ہو کر کیونکر

ره سکتے ہین سوتیا ڈاہ بری ہوتی ہے۔ عورت گو کہ مشہور
دیکھے گر سوت کا منہ نہ دیکھے۔ سوت [illegible] بری ہوتی
ہے۔ آگ مین جل مرنا گوارا مگر سوتیا ڈاہ [illegible] آپ سچ
نہین گوارا۔

ن۔ ہم تم دونون کو برابر زیور بنوا دینگے تم کو اناو
دونون کو برابر روپیہ دینگے پھر لڑائی ہونے کا کیا
سبب ہے۔

ق۔ وہ تم ہمین موتیون اور ہیرے اور جواہرات
مین تولو چاہے اور قارون کا خزانہ بخش دو مگر
سوت کا نام نگوڑا برا۔

نواب اپنے دلمین سوچنے لگے کہ جب قمرن کا سوت
کے نام پر یہ حال ہے تو بیگم کے دلپر کیا گذرتی ہوگی
چوڑی والی ٹکے کی عورت۔ چوڑیون کا ٹوکرا لیکر
بازار مین نکلنے والی جب وہ سوت کے نام پر اسقدر
چونکتی ہے اور صرف اس خیال سے کہ ہماری سوت
کبھی کوئی ہوگی اسکے چہرہ کا رنگ فق ہوا جاتا ہے تو
بیگم جنکی سوت یہی قمرن ہمارے ساتھ بہا کے آئی ہے
کیسی افسردہ خاطر اور غمگین ہونگی قمرن کو یہ تک
سننا ناگوار ہے کہ اسکی خاص بہن اسکے ساتھ سوت بنکے
رہیگی۔ اور بیگم کو تو ہمنے بالفعل گویا چھوڑ ہی دیا ہے۔
وہ وہان ہم قمرن کو لیکر یہان۔ انکے دلپر کیسی چوٹ
لگی ہوگی۔ انکو تو یہ خیال تھا اور ادھر قمرن اپنے دلمین
سوچتی تھی کہ۔ ع۔

پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

مین تو ان موئی باتون ہی سے ڈرتی رہتی
تھی کہ کہین نواب کی آنکھ نہ پڑ جائے یہ گھر ہی مین
شکار کھیلنے کو تیار ہوگئے۔ اسکا کیا علاج ہے۔ باجی میرا
ساتھ چھوڑ نہین سکتین۔ مین اکیلے رہنے کی عادی
نہین۔ اور اکیلا [illegible] گذرنا پڑا۔
[illegible] بیان کرے۔
گو کہ [illegible] معاملہ تھا۔

الغرض ان دونون عاشق و معشوق کے مختلف
خیالات تھے۔ وہ بیگم کی بیکسی اور افسردہ دلی پر
افسوس اور اپنی حرکت اور بدوضعی پر اپنے نفس
کو ملامت کرتے تھے اور یہ اس سوچ مین تھین کہین
نازو اور یہ سوت نہ بنجائین کہ بہنون ہی بہنون مین
جوتا چلے اور بنا بنایا گھر تباہ ہو اور سارا کھیل بگڑ جائے
اور کیے کرائے پر پانی پھر جائے۔

نواب صاحب نے ایک دفعہ پھر قمرن سے کہا کہ
جانی تم ابھی بہت کمسن ہو اپنے نیک و بد کو
نہین سمجھ سکتین ہمارا کہنا مانو اس امر مین بیوقوفی
نہ کرو تم دونون بہنین چین کرو گی۔ ہماری تو نازو
پر طبیعت آئی ہے۔ اور ہمکو اسکی ایک ادا دل سے
پسند ہے۔ کل جب مہاراج بلی نے کہا تھا کہ نازو کو
زیادہ نہ پلا دینا اور وہ ٹھنک کر چلی تھین اسوقت
کی ادا دل مین کھپ گئی۔ بے اختیار جی چاہتا تھا
کہ نازو کو چمٹ کر چوم لون۔

انکی گرمجوشی اور عشق دیکھکر قمرن آبدیدہ ہوگئی
کہا بس اب ہم سمجھ گئے نواب کہ ہماری تمہاری
نہ بنے گی۔ تمہارے کارن بدنام ہوئے۔ گھر چھوڑا۔
میان کو چھوڑا اور اب تم ہی ہم سے اس طرح پر
پیش آتے ہو۔ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیرا
پاکھ۔ اگر تمکو جدا ہی کرنا منظور تھا تو ہم کو تم نے
ستیاناس کیون کیا۔ اگر باجی ہی پر تمہارا دانت تھا

تو انھین کو پسند کر لیا ہوتا۔ ہم نے کیا سمجھا اُسے ہاتھ جوڑے سنتے تھے تیتیون نے ہمارا اچھا کیا تھا یہ سب کے بدولت۔ ہم ساری دنیا مین طعنون شہر بھر مین بدنام ہوئے مانا کہ ہم ایک غریب آدمی کی لڑکی ہین مگر دال روٹی سے تو خوش تھے۔ صبح سے شام تک محنت کرکے با فراغت سے گوشت روٹی تو کھاتے تھے عزت آبرو تو قائم تھی۔ اب تو سب کوئی جانتا ہی کہ میان کو چھوڑ کر فلانی کسی کے ساتھ بھاگ گئی کسی نے اس موئے پان والے لونڈے للتوا کے ساتھ بدنام کیا کسی نے کہا کا نبور کسی گبھرو کے ساتھ چلدی ہی۔ کوئی کہتا ہی اجی وہ تو پہلے ہی سے بدبختی محلے کے چھوکرون کو گھورا کرتی تھی۔ کوئی کچھ کہتا ہی کوئی کچھ کہتا ہی۔ جتنی زبانین اتنی باتین اب ہم کس کس سے لڑتے پھرین اور کس کس کی زبان روک سکتے جائین اور اپنے منھ سے کہنا تو اپنے منھ میان مٹھو بننا ہی مگر سارا شہر جانتا ہی کہ لکھنو مین کوئی امیر رئیس ایسا نہین جو ہماری خواہش نہ رکھتا ہو۔ وہ جوہری جو چھتے کے پاس رہتے ہین ان کا منجھلا لڑکا مجھپر جان دیتا ہی۔ جان ہی جاتی ہی اسکی۔ ایکدن مجھے راستے مین ملا تو کئی اشرفیان دکھا کے کہا (یہ تمپر سے صدقے ہین۔ اور جو کہو حاضر کرون) مین بگڑ کھڑی ہوئی مین نے کہا ہوش کی دوا کر و لالہ۔ مجکو اب چھیڑوگے تو دو سو گالیان دونگی۔ خبردار جو بیجا بات زبان سے نکالی ہوگی بس بھاگ کھڑا ہوا اسی طرح وہ وثیقہ دار جو مرزا باقر بیگ کے رشتہ دارون مین ہین۔ بھلا ہی سا نام ہی۔ گورے گورے ہین۔ گلمچھے رکھائے ہوئے ابھی بہت کم عمر ہین۔ مہری کو کھیچ کے چوڑیون کے بہانے بلوایا ہم عورت دیکھکر چلے گئے۔ اسکے بس ڈیوڑھی مین پہونچتے ہی دیکھتی ہون کہ پیچھے کھڑے ہین مین سمجھ گئی نیت نیک نہین کھڑے ہین جب تک مین بھاگون بھاگون جھٹ کے لپٹ گئے۔ چوڑیون کا ٹوکرا بھی گر پڑا چوڑیان بھی ٹوٹین ڈوپٹہ کھسک پڑا اور کچھ مسک بھی گیا۔ میرا دم اس چھینا جھپٹی مین ٹوٹ گیا ہاتھ ٹوٹین موئے کے۔ تب مین چیخ اُٹھی تو ہاتھ جوڑنے لگا کہ میری ایک بات سُن لو۔ مین نے کہا اپنا تیرا لہو ایک کر دونگی مونڈی کاٹے۔ الگ کھڑا ہو تو بات وات سب سنونگی۔ یقین کیجیے گا کوئی ساتھ آٹھ سے کے سونے کے کڑے کی جوڑی دینے لگا کہ تم اپنی ہنسی خوشی ایک بوسہ لینے دو۔ مین تاڑ گئی کہ موا نٹ کھٹ ہی۔ پہونچا دیتے ہی ہاتھ پکڑ لیگا۔ مین نے کہا بس اپنے کڑے کی جوڑی رہنے دے۔ ہم کوئی بیسوا بازار کی رہنے والی نہین ہین ہم بہو بیٹیو نسے یہ باتین نہ کرنا۔ اور اس نگوڑی مہری مردار کو سیکڑون ہی سُنائین کہ دُور ہو میرے سامنے سے شتہ کُٹنی کُٹنیالی کا روپیہ کمانیوالی۔ تیری اور تیری کمائی پر (لعنت) ہم کو جھانسا دیکر بلا لائی کہ بیگم صاحب جوڑیان پہنینگی بیگم صاحب نے بلایا ہی فلانا ہی ڈھماکا ہی اور یہان لاکے ایک موا سنڈا سامنے کھڑا کر دیا۔ مجال کیا تھی کہ وہ مہری یا خود وہ جدن تو کر سکتے۔ مین نے خوب آڑے ہاتھون لیا۔ اور جو جوڑیان لے گئی تھی اُن سب کے بھلے چنگے من مانے دام بھر لیے اور میان کو دیتے ہی بن پڑے۔ نہین تو مین ڈیوڑھی ہی مین ایسا منہ منتھ مچاتی کہ یاد ہی کرتے۔

اب تک ہم اپنا نام بچانے کے ساتھ عزت آبرو سے رہتے تھے - کوئی آنکھ اٹھا کے ہماری طرف نہین دیکھ سکتا تھا - پان والے لونڈے سے مجھے محبت تو ضرور تھی مگر جیسے بہن بھائی - اسکی صورت اور نقشہ مجھے بہت پسند ہے - اور ہاتھ پاؤن بھی اچھے ہین - چھوٹا چھوٹا گول گول منہ مگر دور دور کی بات چیت (کہ جان گلوری نہ کھاؤ گی محبت کی گلوری دیتے ہین جان تو نہ مانو گی) بس اتنی ہی بات چیت ہوتی تھی - ہان خوب یاد آیا ایک دفعہ اور ہمکو ایک کٹنی پھانسا دیکے لیگئی اور ہم اسکے چکمے مین آگئے کوئی سوداگر ہے - دس ہزار روپیہ لکھے دیتا تھا - مین نے کہا دس لاکھ دے گا تو نہ مانونگی ایک میان کو چھوڑکر دوسرے میان کو لیکر کیا کرونگی - ابھی وہ سوداگر زندہ ہے دریافت کر لو - وہ رکاب گنج مین رہتا ہے - اور کوٹھی بھی اسکی وہین ہے مگر تمھاری خوش قسمتی تھی کہ تمھاری صورت اور ریاست دیکھ کے ہم پھسل پڑے قسمت کے دھنی ہو کہ مجھ ایسی پری کو پایا جو آج تک کسو کے ہتھے چڑھی ہی نہ تھی - مگر اب تم لگے نٹ کھٹ پنا کرنے - کہین پاترونکو بلاتے ہو اور انپر عاشق ہوتے ہو - کہین مزدورنیونپر ریجھتے ہو کہین نازو کو گھر مین ڈالنے کا قصد کرتے ہو اب بتاؤ ہم کیا کرین شہر مین تو منہ دکھانیکے قابل رہے نہین اور تمھارا یہ حال ہے -

یہ کہکر قمرن کا دل بھر آیا اور بے اختیار رونے لگی اور روتے روتے ہچکیان لیتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا کہ اچھے اچھے لکھ پتی اور کروڑپتی اور جوہری اور مہاجن اور نواب لوگ اور وثیقے والے ہماری چاہ کرتے تھے اور ہمکو آنکھ اٹھا کر بھی انکی طرف دیکھنا قسم تھا اور کٹنیان برابر لگی رہتی تھین اور تم ہمارے ساتھ ایسی بے اعتنائی کرتے ہو -

قمرن نشے مین اسقدر بکی کہ تڑکا ہو گیا - ایک ہی بات کو بار بار دہراتی تھی اور رو دیتی جاتی تھی - نواب صاحب خود بھی نشے مین تھے انکو بھی یہ خیال نہ رہا کہ بکتے بکتے بھور ہو جائیگا - جب میان اختر اور مسخر الدولہ بہادر نماز صبح کیلیے اٹھے اور فارغ ہو کر اختر نے مناجات باواز بلند پڑھنا شروع کی اور میان جلو بھی لہرا لہرا کر بستر ہی سے بھیروین اڑانے لگے تب انکو ہوش آیا کہ تڑکا ہو گیا جلو نے بہت دل لگا کر ایک غزل گائی جس کے پیارے شعر بی قمرن نے بہت پسند کیے گو مطلب نہ سمجھی ہون مگر گانیکا طرز بہت ہی اچھا معلوم ہوا -

بشگفد گل از بہار روے تو	در چمن بوہست از خوشبوی تو
بادہ نوشان چمن را در بہار	مست وار نرگس جادوے تو
بر فلک قوس قزح ای رشک مہ	سرنگون شد پیش ابروے تو
از حرم صد درجہ باشد محترم	سجدہ گاہ قدسیان شد کوے تو

قمرن - کیا اچھی غزل ہے اور اسوقت کتنی بھلی آواز معلوم ہوتی ہے - کیا سہانا سمان ہے -

نواب - اب بھوت حضور کے سر سے اترا - خیر شکر ہے -

قمرن - تو تم ایسی بات کیون کہو جو تیر کیطرح کلیجے کو چھلنی کر دے - اول تو جب تم ہمارے سامنے عورتونکی تعریف کرتے ہو تو ہم جل بھن کے خاک ہو جاتے ہین -

نواب - (بوسہ لیکر) تمھارے دشمن جلین تم ہمارے روبرو ایسے کلمے منہ سے نہ نکالا کرو - بات ساری یہ ہے

کہ ہمکو بھی نشہ تھا اور تمکو بھی - ورنہ جب تم اسقدر خفا ہوتی تھین اور بگڑتی تھین تو ہمکو خاموش ہو رہنا لازم تھا ہم نے اور دہرانا شروع کیا کہ نازو پر ہم مرتے ہین اور ہماری جان جاتی ہے اور تم بھکنے لگین -

قمرن - جب تمنے قسمین کھا کھا کر کہا کہ نازو کو بھی ہم پیار کرتے ہین اور ہماری جان اُسپر جاتی ہے تو ہم سمجھے کہ تم ڈکری ہانکنا چاہتے ہو بس ہمارے دلمین آگ لگ گئی -

نواب - افوہ کسقدر بکتی رہی ہو تم کہ ترکا کر دیا - فلانے جوہری نے ہمکو اشرفیان دکھائین اور ہمنے اسکو ڈانٹ بتائی اور اُس وثیقہ دار نے ہمکو کپڑے کی جوڑی دی ہمنے کہا یہ جوڑی جاکے بیسوا اُن کو دکھا اور مہری جو ہمکو جھانسا دیکے بلا لیگئی تھی اُسکو بھی ہم نے للکارا کہ یہ ہم سے تو کہا تھا کہ بیگم صاحب چوڑیاں پہنینگی اور ایک موا سنڈا لا کے سامنے کھڑا کر دیا خدا جانے کیا کیا کہا کین اور ہم بھی چپ چاپ سُنتے رہے -

قمرن - اب کہین ان سب سے نہ پرچہ چڑ دینا کہ ہماری تمہاری دونون کی ہنسی ہو اور باجی الگ بُرا مانین جو ہوا سو ہوا -

نواب - توبہ توبہ - بھلا یہ آپس کی باتین کسی سے کہنے کی ہوتی ہین - اور پھر یہ نازو جان کا جھگڑا لیکن از برلے خدا کہین اپنی باجی سے نہ کہہ بیٹھنا تمہارا ہی سراسر نقصان ہے میرا نقصان نہین ہے -

جب کسیقدر دن چڑھا اور یہ عاشق معشوق شکوہ شکایت اور روٹھنے منانے ہی مین پڑے رہے تو حسن نے کمرے کے باہر سے آواز بلند کہا - کیا سرکار - ابھی آرام ہی مین ہین - حضور اب باہر تشریف لائین - تڑکا ہو گیا - نواب صاحب مع بی قمرن جان کے باہر آئے تو دیکھا کہ نازو اور مہراج بلی جھیل کی سیر دیکھ رہے ہین قمرن اس صبح فرحت نشان کے سمان پر لوٹ ہو گئی - کہا نواب بھلا لکھنؤ مین یہ سہانا سمان کہان نصیب ہو سکتا ہے ننھی ننھی پھوہار اور بھی مزہ دے رہی - نازو نے انکو پکارا اور کہا جھیل کو ذرا آنکے دیکھو ننھی ننھی بوندیان کس مزے سے پانی مین پڑتی ہین کہ واہ وا - اور چوطرفہ کے درختون کے ہرے ہرے پتے کیا بھلے معلوم ہوتے ہین یہی معلوم ہوتا ہے کہ دولہنون کو ہرا ہرا لباس پہنا دیا ہے - اور پہاڑ و نیز بادل کیسے دل بادل جمع ہین دھوان سے نظر آتے ہین - اور سردی کسقدر خوشگوار ہے - مسخرہ بولا سردی تو خوشگوار ضرور ہے مگر گھڑی دو مین مر لیا یا جیگی نواب چھٹن صاحب نے پوچھا کہ یہ معمّا آپ کیا بولے - کہا جوانی کے زعم اور برانڈی کی گرمی اور حُسن کے گھمنڈ اور شباب شراب کی مستی مین سردی اسوقت مزیدار معلوم ہوتی ہے لیکن جو کسی روز سردی اور پہاڑ کی برسانی ہوا اثر کر گئی تو پھر دل لگی دیکھیے گا - آپ لوگ جوانی کے زعم مین سردی کو نہین مانتے مگر ضرور پچھتائیے گا اس بات کو خوب یاد رکھیے - مین ہی تو ایک بوڑھا آدمی آپ کے ساتھ ہون -

نصیحت گوش کن جانا کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادتمند پند پیر دانا را

اور مہراج بلی صاحب تو سینگ کٹا کے بچھڑون مین

داخل ہوگئے ہین۔ سکندر کی فوج مین وہ پیر مردہی عقل کی بات بتلانے مین کام آیا تھا جسکا اڑکا اسکو پٹارے مین بند کرکے لے گیا تھا۔

نازو نے کہا (ہوگا کبھی) سردی اثر کر جایگی تو ابھی آپ جھول کہان تک لادے لادے پھرینگے۔ شالون کو تو پہنتے ہین دُہرا۔ اب لحاف کے اندر تو سردی کے کپڑے پہن کر نہین سویا جاتا۔ جتنے جوان تھے سبنے انکی راے سے اتفاق کیا اور منشی مہراج بلی بھی جوان بننے کیلیے بول اُٹھے کہ بھئی یہان تو شب کو لحاف بھی بعضے روز نہین اوڑھا جاتا۔ مسخرہ جل گیا۔ کہا جی ہان آپسے لحاف کاہیکو اوڑھا جائیگا۔ مین تو کہہ ہی چکا ہون کہ آپ بھی سینگ کٹاکے بچھڑون مین داخل ہوئے ہین۔ مگر خدا نے چاہا تو ایک روز فالج ضرور گریگا۔ دیکھ لینا مفلوج نہو جاؤ تو سہی۔ لقوہ یا فالج دونون مین سے ایک نہ ایک بلا ضرور نازل ہوگی۔

منشی مہراج بلی نے کوسنا شروع کیا بلا نازل ہو تجھپر اور تیرے تمام کنبے پر اور تمھاری جورو اور عزیزو نپر بدمعاش کاہے واسطے یوبلاہی قول ہمسے اول فول بکتی ہی گا۔

زبان وردہان خردمند چیست
کلید در گنج صاحب ہنر

مسخرہ۔ یہ سب باتین رکھی رہینگی کہ تھیا یا لقوہ یا فالج ضرور مزاج پرسی کو آئیگا۔

نواب۔ یار تم ان بیچارے کے پیچھے کیون پڑے رہتے ہو۔

مسخرہ۔ حضور مین ذرا ان سے یونہی مذاق کیا کرتا ہون ورنہ یہ کیا جانتا نہین کہ اس شخص کا بدن ترکچور کی لاڑتی کا بنا ہوا ہے۔ کابل مین جب یہ فوج کے ساتھ گیا تھا تو شہر بتی کا نہین آتا کہلینے ہوئے یہ بڑا جری سپاہی ہے خدا نے لقوہ اور فالج تو اسکی صورت دیکھنے سے ہزار کوس بھاگتا ہے۔ اسکو سردی کیا اثر کریگی۔ وہ بیچیا ہے یہ شخص۔

راوی۔ گو مسخرے نے آخر آخر مین بیچیا بھی بنا دیا مگر منشی مہراج بلی انکی اس تقریر سے بہت خوش ہوئے اکڑ کر کہا۔ بھائی صاحب کابل تو کابل ہمارا جیالا پن اُسوقت آپ دیکھتے جب ہمنے رنجیت سنگھ کے ساتھ ساتھ جہیلم مین گھوڑا ڈالدیا تھا اور اسطرح ہمارا سر سر تک گھوڑا پانی مین جاتا تھا کہ معلوم ہوتا تھا۔ ع۔

کبھی ڈوبی کبھی اُچھلی مہ نو کی کشتی

قلزم زخار مین کبھی سمجھے تر نہین ہوئے اور مین خود سر پہ رکھے ہوئے دیوزاد کی شکل بنائے ہوئے تھا۔ اور اس شوخی کے ساتھ گھوڑا بل کھاتا ہوا جاتا تھا کہ دور تک جہیلم کے پانی مین تلاطم تھا اور بندۂ درگاہ اسطرح ران پٹری جمائے اکڑے بیٹھے تھے کہ گویا کسی نے میخ گاڑدی ہے۔ رنجیت سنگھ تک کی انگلیان اُٹھنے لگی تھین اور دریا کا پاٹ اسوقت اتنا ہوگا جیسے یہانسے کاٹھ گودام۔

مسخرہ۔ بس اتنا ہی بھولتے ہین آپ کاٹھ گودام نہین بلکہ جیسے یہان سے سہرام گھاٹ اتنا بڑا پاٹ تھا۔

نواب۔ (مسکرا کر) تو یہ کیسے بڑے بڑے معرکے

دیکھے ہوئے ہین آپ۔ کیون جی اُسوقت کیا حال ہوگا۔

مہراج۔ (بہت اکڑکر) حال کیا تھا۔ دل شیر تھا۔

چمن۔ بھلا کیون صاحب جو اُسوقت کہین بھیڑیا نکل آتا تو حضور جرنیل صاحب کیا کرتے۔

نازو۔ (قہقہہ لگاکر) نانی ہی مرجاتی انکی۔ اے موا گپ اُڑاتا ہے۔ دریا کا پاٹ اِتنا بڑا تھا جیسے یہانسے کاٹھ گودام تو دریا کا ہیکو سمندر تھا۔

چھٹن۔ یار مہراج بی بی نازو کی نظرون مین آپ جیسے کچھ جچتے نہین۔ یہ کیا سبب ہے جہان آپ نے بہادری کی لی اور انھون نے بنانا شروع کیا۔

مہراج۔ اجی ہمارا حال رن کی زمین مین دیکھو۔

نازو۔ گھر کی پھلکی اور باسی ساگ۔ موا ڈینگیا۔ بڑے سپاہی کے دہ بنے ہین۔

جسوقت یہ مزے مزے کی باتین ہوتی تھین ننھی ننھی بوندین پڑتی جاتی تھین مگر ابر بطریقہ گھرا ہوا تھا اور بقول نازو جان کے (منہ لدا ہوا کھڑا ہے کچھ دیر مین موسلا دھار برسا ہی چاہتا ہے) ایکدفعہ اور بھی کالی کالی گھٹا جھومتی ہوئی آئی اور واقعی آناً فاناً موسلادھار منہ اِس زور سے برسنے لگا کہ کان پڑی آواز کا سننا محال تھا۔ اور سیاہی ایسی کہ معلوم ہوتا تھا رات ہوگئی۔ داروغہ نے حکم دیا کہ لیمپ فوراً روشن کیے جائین اور عرض کیا کہ خداوند یہان برآمدے مین ہوا بڑے زناٹے کی چلتی ہے اور سردی بھی زیادہ ہے حضور اندر چلکر گرم کمرے مین بیٹھین اور گرم گرم کپڑے پہن لین۔ نواب مع احباب اور مہوشان مہ جبین اندر کے ایک کمرے مین فرش پر آکے متمکن ہوئے اور نازو نے رضائی اوڑھ لی۔ اُسی رضائی کا ایک کونا نوابصاحب نے اپنے پاؤن پر بھی ڈال لیا۔ یہ امر بی قمرن کے خلاف گذرا۔ انکو رات کی بات اور نواب صاحب کے عشق کی حکایت اور باہمی رنجش وشکایت کا حال خوب یاد تھا۔ سمجھین کہ آغاز عشق اور بسم اللہ محبت ہے۔ چھیڑ چھاڑ شروع ہوگئی۔ اب شک اور واہمے نے طرح طرح کی باتین پیدا کردین گو نوابصاحب نازو کو چاہتے ضرور تھے اس کے حسن وجمال اور رخسار زیبا اور نازک کمری اور طراری اور حاضر جوابی اور جوانی کی اُمنگ پر دلدادہ اور فریفتہ تھے مگر ہوقت نازو کی رضائی جو انھون نے اپنے پاؤن پر ڈالے لی تو اس مین ذرا بھی بدی کا خیال نہ تھا۔ لیکن قمرن کے لوح دل پر نقش ہوگیا کہ نواب نے اب نازو سے پینگ بڑھانے کا لگا لگایا۔ ذرا بھی اگر ہوا سے رضائی کے کونے نے جنبش کی تو یہ سمجھی کہ نواب نے پاؤن سے ٹہوکا دیا۔ نازو ذرا مسکرائی اور اُنکو شک کی جگہ یقین ہوگیا کہ نواب نے اشارہ کیا ہوگا۔ تھوڑی دیر مین نازو جان اتفاق سے نواب کے زانو پر سر رکھکر لیٹین اور نوابصاحب نے اپنا دوشالہ اوڑھ لیا تو بس غضب ہی ہوگیا۔ چہرہ مارے غصے کے سرخ۔ لال بھبھوکا۔ ایک تو گال یون ہی لال لال قدرتی سرخ تھے غصے نے اور بھی بیر بہوٹی کردیے اور لطف یہ کہ نازو کے وہم وگمان مین یہ بات نہ تھی کہ قمرن اسوقت رنجیدہ بیٹھی ہے کیونکہ گو نوابصاحب

کبھی بار قمرن سے نازو کی چاہ اور اپنے عشق کا
حال بیان کیا تھا اور یہ بھی کہا تھا کہ اگر دونون
بھنون کا مل جل کر ایک ہی جگہ رہنا ہو تو کیا اچھی
بات ہو لیکن قمرن نے اپنی بہن کو اسکی اطلاع نہین
دی تھی ایک دفعہ لیٹے لیٹے نازو کے کسی چیونٹی
نے کہین پر کاٹا تو وہ اوئی کہہ کے ذرا یونہی سی
اُٹھ بیٹھی اور جس مقام پر کاٹا تھا وہان کھجلا کر پھر
نواب صاحب کے زانو پر سر رکھکر بدستور لیٹ رہی
دیوانہ را ہوے بس ست قمرن کو یقین کامل ہو گیا کہ
نواب نے دست اندازی کی تھی۔ اور بھی دل ہی دل مین
بگڑی۔ سوچی کہ باجی جان تو آستین کا سانپ نکلین
اب تو دن دہاڑے کھلم کھلا نوچ کھسوٹ ہونے لگی
یہانتک تو نوبت آگئی اب باقی کیا رہا مگر کبھی کبھی
بہن کی محبت کے سبب سے سوچتی تھی کہ خیر جو ہو سو ہو
ضبط کرنا چاہیے۔ بڑی بہن کہان ملیگی۔ اس سے
تو اچھا ہے کہ اس موے کلمہے قدرا کے گھر مین رہون
اور دن رات محنت کے مارے پسی جاؤن اور
موٹی موٹی روٹیان اور چھینڈے کی ترکاری کھاؤن
یہان کا ساچین کبھی خواب مین بھی تو نصیب نہ ہوگا
یہ پلاؤ اور قورمہ اور کباب اور کندن قلیہ اور ساری
خدائی کی نعمتین کہان نصیب ہونگی آج فرمایش
کی کہ انناس پلاؤ پکے۔ کل کہا خاگینے کھائینگے
کبھی حلوا سوہن بنوایا۔ یہ انار اور انگور اور سیب
کہان نصیب ہونگے۔ جھربیری بھی دقتون سے
نصیب ہوتی تھی یہ دوشالے اور بھاری بھاری
کپڑے کبھی خواب مین بھی دیکھے تھے۔ یہ زربفت
اور اطلس اور کمخواب کہان نصیب تھا یہ گوکا جمنی
ہوادار اور پنس کی سواری کا بھلا ہمارا نصیبہ تھا یہ
اتنی مہریان اور پیشخدمتین اور مغلانی اور خادمہ
ہماری ستر پشت مین بھی کسی نے نوکر رکھی تھین
یہ سب نواب کی جوتیون کا صدقہ اور رہا یہ حسن
اور جوانی کا طفیل ہے اگر نازو پر انھون نے بری
نظر ڈالی بھی تو ہمارا کیا نقصان ہے۔ ہماری گرہ سے
تو کچھ نہین جاتا ہے۔ اور اگر نازو کی ہم سے زیادہ
خاطرداشت بھی کی تو پھر اپنی بہن ہے۔ کوئی غیر
تھوڑا ہی ہے۔ قدرا کے یہان سے تو ہر حالت
مین اچھے رہینگے۔ اور اب اگر اُسکے گھر گئے بھی
تو اور بھی بیقدری ہوگی۔ پاس پڑوس کی عورتین
طعنے دینگی کہ ستر کھسمی ہے۔ میان کو چھوڑ کے
بھاگ گئی تھی۔ ٹکٹ لیکے کماتی تھی ساس مردار
سے روز جوتا چلیگا۔ قدرا بوٹیان نوچ نوچ
کے کھائیگا اور یہ ہوسکیگا نہین کہ کمرا لیکے چوک
مین بیٹھین۔ لاج آئیگی۔ اور اگر سسرال مین
ساس اور میان نہ بھی لڑے۔ اور پڑوسیون مین
کسی نے طعنہ بھی نہ دیا تو اس عیش و آرام کے
بعد اس مصیبت مین رہا کس سے جائیگا۔ پلاؤ
وہان کہان۔ وہان دہی تیل کی مچھلی اور وہ
بھی روز ہو نہین۔ جھینگا۔ یہان کی مہاشیر مچھلی
وہان کہان اور پھر ایسے ایسے باورچیون کے
ہاتھ کی پکی ہوئی۔ وہان دودھیا چاول اور قند
کہانسے لائینگے۔ یہ پانچ پانچ روپیے تولے کا
عطر کس کے گھر سے آئیگا۔ دھوبی تلی کا تیل بھی
تو ساس ہزارون نکتورون کے بعد دے گی
یہ زری ساٹن اور کامدانی اور جامدانی قدرا

موذی کا ٹاٹ کہان سے پہنا سکیگا۔ رنگا ہوا ڈوپٹا جو تین آنے گز کی تنزیب کا بنوا دیا تو گویا مول ہی لے لیا دن رات چوڑیان بنانا اور بیچنا۔ اور بیچ قوم اور شہدون کے آوازے سُننا اور بازار والون کی چھیڑ چھاڑ اور للتوا سے آنکھین لڑانا۔ یہ گدگدا بستر اور ہوائی تکیے اور مخملی گدے کون دیگا۔ وہی پھٹی پُرانی دری اور بابا آدم کے وقت کا غالیچہ جسمین ایک رُوان تک نہین باقی رہا ہے۔ یہ سواری پر چڑھ کے وہان کون نکلیگا۔ وہان وہی بازار کے دھکے کھانا اور جوتیان چٹخاتے جانا۔

پہلے تو قمرن بہت ہی خفا تھین۔ نہایت بگڑی ہوئی۔ نواب سے بھی ناراض۔ نازو سے بھی بد دماغ۔ اپنی قسمت کی بھی شاکی۔ مگر جب ذرا غور کیا تو رائے بدل گئی اور واقعی اچھی سوچین اور خوب رائے قائم کی ورنہ یہ نتیجہ یہ ہوتا کہ ادھر نازو سے چل جاتی بہنون بہنون مین جھگڑا ہوتا اور ادھر نواب صاحب کی نظرون سے گرجاتین اور اگر بات رفتہ رفتہ پھوٹتی تو نواب اور انکے پُرانے دوست منشی مہراجبلی مین بھی دلی عداوت ہوجاتی کیونکہ اگر محمد عسکری ان کی معشوقہ سوسن موبتی نازو کو اپنے بس مین کر لیتے اور نازو مہراج بلی کو چھوڑ کر نواب صاحب سے بغل گرم کرتین تو مہراجبلی کو ضرور شاق گذرتا اور جانی دشمن ہوجاتے۔

نوابصاحب کی بیقراری اور نازو کی نازبرداری

اس روز پھر نازو اور قمرن خوب نکھر بن کہ نینی تال کی باترون کے مقابل مین انکا حسن ماند نہو جائے۔ نوابصاحب کا دل تو نازو پر آیا ہی تھا یہ جوبن ٹھن کے سامنے آن کھڑی ہوئین تو طبیعت ہاتھ سے جاتی رہی اور بیقرار ہوئے نوابصاحب نے بہانہ کرکے فرمایش کی کہ ذرا اُس کمرے مین جاکر اپنی صندوقچی سے عطر تو نکال لاؤ۔ نازو کو کیا معلوم تھا کہ نواب کس تاک مین ہین قمرن اُسوقت مغلانی اور مہری سے باتین کرتی ہوئی جھیل کیطرف کھڑی ہوئی سیر دیکھ رہی تھی۔ نازو جو کمرے مین جاکے عطر کی شیشی نکالنے لگی تو نوابصاحب نے موقع پاکے چھیڑنا شروع کیا۔

نواب۔ (نازو کے سر پر ہاتھ پھیر کر) آج تو خوب پٹیان جمائی ہین نازو جان۔

نازو۔ (متحیر ہوکر) جی ہان۔ جیسا بُرش پھر جائیگا ویسا ہی پٹیان جمینگی۔

نواب۔ (گالون پر ہاتھ پھیر کر) اور گال بھی آج چکنے ہین۔

نازو۔ (اور بھی متحیر ہوکر) اچھا ذری ہٹو تو۔

نواب۔ اچھا ایک بوسہ دیدو۔

نازو۔ اے واہ۔ بیٹ سے پاؤن نکالے۔

نواب۔ ہم زبردستی چوم کے بھاگ جائینگے۔

نازو۔ اے ہٹو۔ آج تمھین یہ ہو کیا گیا ہے۔

نواب۔ نازو جان۔ قسم خدا کی تم پر جان جاتی ہے۔

نازو (باین قہقہہ لگا کر) اور دل لگی دیکھنا سبزی پی ہے کیا۔

نواب۔ ہم تھوڑی مین لپٹ کے چوم لینگے۔

نازو۔ پھر دھمکاتے کیا ہو۔

نواب۔ ہان پھر برا نہ ماننا۔ مین اپنے سر کی قسم

لپٹ کے دو ہی سو بوسے لونگا۔

نازو۔ جو گرجتے ہین وہ برستے کم ہین۔

راوی۔ نازو ایک ہی استاد دل سے چاہتی تھی کہ نواب اسپر بھی بچھین اور دو نون کونے آباد ہو جائین جب نواب صاحب نے کئی بار کہا کہ مین لپٹ کے چوم لونگا تو تنک کر بولی کہ (پھر دھمکاتے کیا ہو) یعنی چوم لوگے تو ہوگا کیا۔ (کوئی تمھارے چومنے سے ڈرتا ہی) اور جب دیکھا کہ نواب کا زبانی داخلہ ہی تو جھلا کر کہا (جو گرجتے ہین وہ برستے نہین) جب نواب صاحب نے اتنی شہ پائی تو ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف کھینچا اور نازو سے دھینگا مشتی ہونے لگی نوبت باینجا رسید کہ اُنکا ڈوپٹا اِنکے ہاتھ مین آگیا اور نازو نے بدن چھپانے اور جرانے کیلیے ایک شالی رومال جو وہان پڑا ہوا تھا اُٹھا کے جلدی سے اوڑھ لیا اور دوسرے دروازے کی جانب سے بھاگتے ہوئے نواب کے گال مین زور سے چٹکی لی۔

نواب۔ یاد رکھیے گا بی نازو جان صاحب۔ ایک بوسے کے لیے بیمروتی کرتی ہین آپ۔

نازو۔ اوئی ایک بوسہ انکے نزدیک کوئی چیز ہی نہین ہی کیا مفت کا سمجھتے ہین۔

نواب۔ اچھا خیر یاد رکھیے گا۔ اور یہ گال مین چٹکی بھی لی ہی آپ نے۔

نازو۔ خوب کیا۔ کسی کے دبیل ہین کیا۔ جو جی چاہا وہ کیا۔

نواب۔ اچھا پھر رونا نہین۔ خیر فہمیدہ خواہد شد۔ کیا مضائقہ ہی۔

نازو۔ اے ہے تم ہمکو دھمکی کیا دیتے ہو۔ تم ہم سے دھینگا مشتی مین جیت پاؤگے بھلا۔ اے لاحول۔

نواب۔ اخاہ اب تو خوب قرأت کے ساتھ فضول گفتگو کرنے لگین۔

نازو۔ اُف۔ ہانپ گئی اللہ جانتا ہی ہم مین ہاتھا پائی کا دم نہین ہی یہ دل لگی کسی ہُڑدنگی سے کیا کرو صاحب۔

نواب۔ کبھی نزاکت کی لیتی ہو کہ ہانپ گئی اور یہ ہوا اور وہ ہوا۔ اور کبھی سر ہنگی کی لیتی ہو کہ معلوم ہو بڑی کراری ہو۔ بڑی پہلوان ہو۔

نازو۔ تم لوگون کا جو اعتبار کرے وہ بیوقوف تم تو ہم عورتون کو بدنام کرتے ہو کہ رہے تو آپ سے نہین تو سگے باپ سے۔ اور خود جو اِدھر اُدھر پھاندتے پھرتے ہین اُسکا کچھ نہین۔ اچھا اچھا۔ ہپ ہپ بُرا بُرا ابھو تھو۔ تمکو لازم نہین تھا کہ ہم سے اسطرح سے برتاؤ کرتے۔

نواب۔ ہم تو سالی کو نصف جورو سمجھتے ہین۔

نازو۔ ایک بہن تو تمھارے حوالے کر دی۔

نواب۔ ہم تو دُکڑی ہانکنا چاہتے ہین۔

نازو۔ اے پھٹے سے منہ۔ شرم نہین آتی چھوٹی بہن تو ہم نے تمھارے سپرد کر دی اور کیسی بہن چاند سا مکھڑا ہی جسکا۔

نواب۔ اب تم ہمسے بچ کے کہان جا سکتی ہو۔

نازو۔ دیکھو نواب وحشت کی بہت نہ لینا نہین مفت مین بدنام ہو جاؤگے۔ اب تم کو قمرن اور قمرن کو تمھارے ساتھ عمر بسر کرنی ہی۔

نواب۔ ہم چاہتے ہین کہ ہم اور تم اور قمرن

ایک ہی ساتھ رہین اور جو رشتہ ہم سے اور قمرن سے ہے وہی تم سے بھی ہوجائے اور قمرن ہماری بیوی کی بیوی ہون اور تم سالی کی سالی۔

نازو۔ ایسی تیسی تمھاری۔ بہت وحشت کی نہ لو بس۔

نواب۔ دل مین تو خوش ہوگئی ہوگی۔

نازو۔ اے کیون نہین۔ ایسے ہی تو بڑے خوبصورت ہین۔ آپ سالی کی سالی اور جورو کی جورو۔ شرم نہین آتی بیہودہ۔ ہمارا لحاظ کیا کرو (مسکرا کر) تم ہمارے چھوٹے ہو۔

نواب۔ ہم تو کہہ ہی چکے ہین کہ ہم بڑی سالی کو نصف جورو سمجھتے ہین۔

اس تقریر اور بوسے کی طلب اور گالونکی تعریف اور بیٹیون کی توصیف سے نازو سمجھ گئی کہ نواب صاحب بے طور ریجھے ہوئے ہین۔ یہ باتین کرکے قمرن کے پاس جاکے بیٹھین اور جھیل کو دیکھکر کہا۔ اسکا پانی تو بڑا مست کرنیوالا ہے۔ قمرن بولی۔ باجی یہان پہاڑ پر جو شے ہے مست کرنیوالی ہی ہوا الگ مست کرتی ہے۔ پانی الگ مست کرتا ہے۔ بدلی الگ مست کرتی ہے۔ بجلی چمکتی ہے تو وہ بھی مست ہی کرنیوالی ہے۔ اللہ کرے سب کو توفیق ہو کہ یہان آیا کرین۔ اب دیکھو یہان جب سے آئے نہ بدہضمی ہوتی ہے نہ پیٹ مین درد۔ نہ بیماری نہ بخار۔ مزے سے دو تین وقت تر مال چکھتے ہین۔ اور دو ہی تین بار میوہ کھاتے ہین اور مٹھائی کھاتے ہین مگر پانی پیا اور ہضم ایسے ڈکار تک جب آتی ہے تو خوشبودار۔ کھانے پینے سونے اُٹھنے بیٹھنے کا مزہ بس یہان ہی ہے۔

اتنے مین نواب صاحب اور آغا محمد اطہر بھی آئے۔ آغا نے کہا۔ جھیل کی سیر ہو رہی ہے بی قمرن جان صاحب۔ سچ کہنا کیا مقام ہے۔ بھلا ایسی ہوا کبھی لکھنؤ مین خواب مین بھی آتی تھی۔

وہان گرمیون مین اگر ایسی ہوا چلے تو لوگ سمجھین زندگی ہوگئی۔ لاکھ خس کی ٹٹی لگاؤ اور دہری دہری ٹٹی لگاؤ اور پنکھا چل رہا ہو اور ٹٹی برابر چھڑکی جائے اور اندھیرا بھی ہو اور مکان دو منزلہ چاہے چو منزلہ ہو یہ بات کہان۔ یہ قدرتی ہوا کہان۔ نہ ٹٹی ہے۔ نہ پنکھا ہے۔ نہ پنکھا قلی ہے۔ نہ چو منزلے مکان کی ضرورت ہے دروازے سب کھلے ہوئے ہین اور ہوائین چل رہی ہین اور جھیل کا پانی لہرین مار رہا ہے۔ خدا کی قدرت تو یون بھی ہر مقام اور ہر در و دیوار سے عیان ہے مگر یہان تو ناخدا ترس اور دہریہ اور مشرک بھی آئے تو خدا کا قائل ہو جائے۔

چار گھڑی دن رہے نواب صاحب مع احباب و رفقا گھوڑون اور ڈانڈیون پر سوار ہو کر ہوا کھانے گئے۔

نواب۔ بھائی چھٹن صاحب یار یہان تو جسطرف نکل جاتے ہین لال ٹنس ہی لال ٹنس کا کھیل دکھائی دیتا ہے۔

چھٹن۔ خوب کثرت ہے بھائی صاحب۔

آغا۔ حضور اگر یہان رہ کے اتنا بھی نہ کھیلنا سیکھا تو کیا۔ وہان جاکے کچھ تو نئی بات سیکھے ہون۔

نواب۔ سکھائے گا کون۔
آغا۔ بھئی کوئی نوکر رکھو۔ مگر بیقسم کھا لو کہ روز معمول کے وقت کھیلا کرینگے۔ یہ نہین کہ ایکدن سیکھا اور دس دن سناٹا۔ ہمنے سال بھر تک تو خوب جم کے کثرت کی۔ ڈنڑ اور مگدر اور لیزم اور بیٹھکین۔ مگر پھر جو کاہلی نے گھیرا تو کسی روز ڈنڑ ہی خالی کر لیے کسی دن مگدر ہی۔ صرف جوڑی کے ہاتھ ہلائے۔ کبھی پچاس ساٹھ بیٹھکین لگائین غرض پوری کثرت کسی روز نہ کی۔ اور رفتہ رفتہ بالکل چھوٹ گئی۔ اب برسات بھر تو سو سوا سو ہاتھ جوڑی کے ہلا لیتے ہین باقی اللہ اللہ۔ اور اسکا روز روز بنا ہنا مشکل ہی کثرت کرنا لوہے کے چنے چبانا ہی۔ خالہ کا گھر نہین ہی۔
مسخرہ۔ حضور اس جھیل پر کسی روز ضرور شغل ہو۔
آغا۔ جی ہان جس مین پولیس مین چالان کیا جائے۔
نواب۔ واہ۔ چالان کی ایک ہی کہی ہی وجہ کیا۔
مسخرہ۔ کسی کا اجارہ ہی۔

زٹلکنگے یہ غط کی آج داڑھی کسی کے بابا کا ڈر نہین ہی
بیٹھینگے ہم جھیل کے کنارے کسی کے خالہ کا گھر نہین ہی

نواب۔ اے شاباش۔ یہ رندی ہی۔ رند ہون تو ایسے جی۔ ع۔ بیٹھینگے ہم جھیل کے کنارے کسی کی خالہ کا گھر نہین ہی مگر ہم تو جانتے ہین ہمین کوئی خوف نہین ہی۔

اتنے مین انکے انگریزی خوان احباب بیرسٹر صاحب اور پنڈت صاحب اور بی۔ ال۔ اور ام۔ اے ملے۔ سب پیادہ پا بیرسٹر کا پہاڑی پابو البتہ اس وجہ سے ساتھ تھا کہ یہ دور کا دھاوا کر کے آئے تھے۔ نواب صاحب بھی گھوڑے سے اتر پڑے اور انکے احباب و رفقا بھی پیدل چلے۔ مگر منشی مہراج علی صاحب ڈانڈی سے نہ اترے بیرسٹر نے کہا نواب صاحب یہان جہانتک ممکن ہو پیدل چلا کیجیے۔ منشی یہان بہت ہی مفید ہی۔ اور یہ آپ کے دوست ڈانڈی پر لدے رہتے ہین۔ یہ تو بڑی کاہلی ہی۔ ابھی تو ایسے بوڑھے نہین ہین۔ انسے کہیے اس ڈانڈی کو خدا کے لیے چھوڑین۔ یا بویا گھوڑے پر سوار ہوا کرین ڈانڈی تو عورتون کے لیے ہی۔ یا بیمارون کے لیے یہ ہاتھ پاؤن اور ڈانڈی کی سواری۔ بھئی واہ
منشی مہراج علی صاحب بھی شرما کر اتر پڑے تو ام۔ اے نے انسے پوچھا کیسے حضرت یہان آج کل کون کتاب حضور زیادہ تر مطالعہ فرماتے ہین۔ کچھ پہاڑ کی کیفیت آپ نے احباب کو لکھی یا نہین۔ لوگون کو خوب ترغیب دیجیے کہ پہاڑ پر آیا کرین۔ اپنے اپنے احباب کو ضرور لکھیے انھون نے گپ اڑانا شروع کی کہا جی ہان حضرت ہم نے اپنے کل احباب کو لکھا ہی کہ پہاڑ جسنے نہین دیکھا اسنے دنیا کی سیر ہی نہین کی۔ پہاڑ پر سردی ہوتی ہی اور مینھ برستا ہی اور ٹھنڈا پانی ہوتا ہی اور درخت ہین سب کیفیت یہان کی لکھدی۔
اسپر وہ سب ہنسنے لگے اور نواب صاحب اور آغا محمد اطہر نے بھی قہقہہ لگایا۔ ایک صاحب نے

کہا آپ نے تو وہ باتین لکھدین جو دنیا بھر مین اور کہین ہوتی ہی نہین ہین۔ نہ مینھ کہین اور برستا ہے نہ ٹھنڈا پانی ہوتا ہے نہ سردی ہوتی ہے۔ نواب صاحب تو دل سے نازو کی ادا پر ریجھے ہوئے تھے ہی جب دیر تک نازو سے جدا رہے تو تدبیر سوچنے لگے کہ احباب محل جو لکچر دینے آئے ہین اور عمدہ عمدہ فعال کی تعلیم دینے کا بیڑا اُٹھایا ہے وہ کہین جلد دفان ہون تو یہ نازو جان کی صحبت کا لطف حاصل کرین۔

نواب۔ اسے یار اسوقت تو نیند آتی ہے۔

آغا۔ کل شب کو سوئے نہین۔ نیند تو آیا ہی چاہے۔

مہراج۔ سو رہیئے تھوڑی دیر آرام کیجیے۔

چھٹن۔ ہزار بار کہا کہ بھائی صاحب کم سے کم چھ گھنٹے روز سویا کیجیے۔ رات کا جاگنا بڑا بُرا ہوتا ہے مگر آپ لوگ مانتے ہی نہین۔

ام اے۔ اب آپ آرام کیجیے۔ کل انشاءاللہ تعالیٰ ملاقات ہوگی۔ مگر شب کو زیادہ نہ جاگا کیجیے۔

بی ال۔ رخصت۔ کل گھوڑدوڑ مین ملینگے۔

یہ سب صاحب رخصت ہوئے تو مہراج بلی نے کہا یہ کہان کا جھگڑا لگایا ہے نواب۔

چھمن۔ حضور اب کیا عرض کرین۔

آغا۔ اُنکی صحبت کو ہم ہزار غنیمت سمجھتے ہین۔

نواب۔ اسمین کیا شک ہے۔ گدھے کو آدمی یہ لوگ بناتے ہین۔ اکسیر ہے انکی صحبت۔

مسخرہ۔ تو جونپور کے قاضی تو انھون نے بہت سے بنائے ہین۔ بے ادبی معاف حضور۔

مہراج۔ خدا کرے نواب صاحب کو بھی جونپور کا قاضی بنا دین بس یہی کسر ہے۔

نواب۔ مگر گستاخی معاف آپ مین یہ کسر بھی نہین رہی آپ تو پیدایشی قاضی ہین۔

مہراج۔ بُرا نہ مانا کرو بھائی۔ ہم لوگ بڑے ہو چکے ہوئے اللہ والے لوگ ہین۔

نواب۔ فقط دم کی کسر ہے۔

مہراج۔ یہ بے تکی ہے بھائی صاحب بولو جی نازو جھوٹ کہتے ہین ہم۔

نازو۔ اے یہ ہوئے ہین کون خدائی خوار۔ گدھے اسوار اِنکو گھر مین بیٹھنے کی جگہ نہین ہے معلوم ہوتا ہے اے ہان جب دیکھو موجود۔ اور سب کے سب ساتھ پلٹن کی پلٹن لیکے آن موجود ہوئے۔

قمرن۔ نواب نے منھ لگایا ہے تا منھ لگائی ڈومنی ناچے تال بے تال۔

نازو۔ اور راجا توڑا ایسے کہ بیٹھے تو بس جم گئے جب تک کائی نہ لگ لے گی تب تک اُٹھنے کا نام نہ لین گے۔

قمرن۔ اللہ کرے دیمک لگے۔

مہراج۔ ہمکو بھی اِن کا یہان آنا بُرا معلوم ہوتا ہے۔

نواب۔ آپ ایسے گدھون کو تو بُرا معلوم ہی ہوگا پڑھے لکھے آدمیون کی صحبت سے تو آپ کو نفرت ہوا ہی چاہے شُہدون کی صحبت کے بیٹھنے والونکو بھلے مانس کا ساتھ ہمیشہ بُرا معلوم ہوتا ہے۔

مہراج۔ (ہنستے ہوئے) بجا۔ تو پڑھے لکھے بس ایک حضور ہین۔ شان خدا۔ ہمارے سامنے غالب اور صہبائی تو زانوے ادب نہ کرتے تھے آپ کس کھیت کی مولی

ہین۔ غالب نے اپنی ایک مثنوی مین کہا تھا۔

خوک شد و پنجہ زدن ساز کردہ
از سر و دم شعبدہ آغاز کردہ

ہمنے فوراً ٹوک دیا کہ (خوک را پنجہ کجا)۔

اختر نے کہا واہ حضرت واہ۔ اِس جھوٹ مین کیا سچ۔ یہ مرزا ناطق مکرانی نے اعتراض کیا تھا آپ اپنے نام سے مشہور کرتے ہین۔

مسخرہ۔ یہ میان جلو کے چچا پیدا ہوئے۔ کیون نشی مہراج بلی صاحب حضرت حضور کے دادا تھے نا۔

مہراج بلی کو اختر کا ٹوکنا اور مسخرے کا بنانا ناگوار گذرا تو اُٹھ کے برآمدے مین چلے گئے اور قمرن کو بُلا کر چھٹن صاحب اور ممن وغیرہ کو لیکے گنجفہ کھیلنے لگے۔ تخلیہ پاکر نواب صاحب نے نازو سے پھر وہی گفتگو شروع کی۔

نواب۔ نازو جان۔ اس امر مین غور کیا تمنے۔

نازو۔ پھر تم نے بک بک لگائی جی۔

نواب۔ مار ڈالو۔ قتل کر ڈالو۔ کوسو۔ بُرا بھلا کہو۔ اختیار ہی۔ مگر ہان ناکچھ تو جواب دو۔ یہ خاموشی بُری معلوم ہوتی ہی۔

نازو۔ تم کو یہ کیا ہوگیا ہی نواب۔ ہزار دفعہ کہدیا کہ ایک بہن تو تم کو دیدی ہی اب بار بار کاہے کو چھیڑ خانی کرتے ہو۔

نواب۔ (نازو کے سر پر ہاتھ رکھکر) اس سر کی قسم تمھاری ایک ایک ادا پر جان جاتی ہی۔

نازو۔ اے آخر ہم مین ہی کیا۔ قمرن سے ہم بھلا بڑھکر ہین۔

نواب۔ قسم کھا کے کہتا ہون کہ قمرن تمھارے پاسنگ کو نہین پہونچتی ہی۔ یہ ادا یہ شوخی یہ دلبری اُسمین کہان تم لاکھون مین ایک ہو۔ جواب نہین رکھتین۔ ہم چاہتے ہین کہ تم دونون بہنین ہماری سالی اور بیوی بنکے رہو۔

نازو۔ دُر ہو۔ خبردار جو اب یہ بات زبان سے نکالی ہو گی (آہستہ سے کان اینٹھ کر) سٹری ہو گیا ہے کیا۔

نواب۔ تمھارا حرج کیا ہی۔

نازو۔ تیرا سر حرج ہی (دوسرا کان زور سے اینٹھکر) جوتیان کھانے کو جی چاہتا ہی؟

نواب۔ اچھا بوسہ ہی دیدو۔

نازو۔ لو۔ ایک نہین دس۔ کیا چوما چاٹی مین گال گھس جائینگے مگر خبردار جو کوئی ایسی ویسی بات منہ سے نکالی تو تو جانیگا۔

راوی۔ تو تکار کی نوبت تو آگئی۔ اور کیون نہ آئے ع۔

ناز بر آن کن کہ خریدار تست

اب تو نواب کہنے لگے۔ کان کبھی اینٹھے۔ چٹکی بھی لی لیکن کبھی آہستہ سے جما دیا۔ سٹری پاگل واہی سبھی بنایا۔ ع۔ آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا۔

نازو۔ تم لوگون کا کوئی اعتبار نہین ہی عورتون کو لوگ ناحق وق کرتے ہین۔ مردون سے بڑھکر بُری نیت عورتون کی نہین ہوتی۔ ایک بہن تمھارے سپرد کردی اب تم جوڑی ہانکنا چاہتے ہو۔

نواب۔ مین کیا کرون نازو۔ مجھپر تو تم نے ایسے دفعتہً جادو کردیا۔ مین جب تک تمکو نہین دیکھتا روح بیقرار رہتی ہی اور جب تک دیکھ نہین لیتا زندگی

تلخ ہوتی ہے - میرا بس یہی جی چاہتا ہے کہ تم کو کسی طرح کلیجے مین رکھ لون - ان سب کو یہان سے نکالدون اور بس ہم تم دو آدمی رہجائین - اب بتاؤ مین اپنے دلکو کیونکر سمجھاؤن - لاکھ لاکھ سمجھاتا ہون - مگر دل کو قابو مین نہین پاتا تم جب میرے سامنے آتی ہو تو معلوم ہوتا ہے کہ سچ مچ کی پری روبرو کھڑی ہو گئی -

یہ فقرے نواب صاحب نے اس بیکسی اور حسرت کے ساتھ کہے کہ نازو کا دل بھی پسیجا - آخر عورت کیسی ہی آوارہ کیون نہ ہو پھر عورت ہی ہے - منھ سے کچھ جواب نہ دیا لیکن آنکھون کے اشارے سے خدا جانے کیا سمجھایا کہ نواب کی باچھین کھل گئین اور ادھر ادھر دیکھکر بڑے جوش مین نازو کے لال لال گال کاٹ لیے اور بوسے کی سرخی کا نقش دیر تک اُس پریوش کے رخسار پر منقوش رہا - نازو بھی سوچی کہ نواب کو آزردہ کرنا عقل دور اندیش کے خلاف ہے - گو معشوقہ زرین کمر رشک نسرین ترکی قمرن اور انکی رنگین ادا ہمن دلبر غنچہ دہان نازو جہان کے حسن عالم آرا اور ادائے جانفزا کا عشق تو دن دونی رات چوگنی ترقی پر تھا اور دونون لعبتان طرحدار غیرت خوبان خلخ و فرخار کے دلون مین بھی نواب ہلال رکاب کی محبت جگہ کرتی جاتی تھی لیکن انکے نئے احباب تربیت یافتہ مہذب و شایستہ کی صحبت نیک نے انکے ساتھ وہ کیا جو باد مراد جہاز کے ساتھ کرتی ہے - جبھی تو استادون نے کہا ہے - کہ ؎

ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دین بیفزاید

گو حسینان نینی تال اور دہان کی لولیان زہرہ تمثال کی نظارہ بازی اور چشم جادو کی فسونسازی اور ہنسی مذاق دل لگی چہل پہل سب باتین بدستور تھین مگر خیالات مین البتہ زمین و آسمان کا فرق ہو گیا تھا - ان لوگون کی ہر دم کی صحبت اور اٹھنے بیٹھنے سے نواب صاحب نے بہت سی نئی باتین سیکھی تھین - اور انکے پرانے خیالات خرف مین بڑا تبدل واقع ہو گیا تھا پہلے تو انکو بجز اسکے اور کوئی فکر نہ تھی کہ عمدہ عمدہ قسم کی ولایتی شرابین نوشجان فرمائین اور پلاؤ قورمہ چکھین اور معشوقون کے ساتھ بسر کرین اور دو چار فقرہ باز خوش گپ مصاحب صحبت مین ہون اور رنگین طبع یار دوست - اخبار بینی اور مطالعہ کتب سے شوق نہ تھا اور نہ یہ معلوم تھا کہ دنیا مین کیا ہوتا ہے اور یورپ کی قومون نے کیا کیا ترقیان کی ہین - ان باتون سے کوئی بحث ہی نہ تھی - کبھی جلسے یا انجمن مین شریک نہین ہوئے اور کسی جلسہ تہذیب یا انجمن رفاہ کے ممبر نہ تھے - اب ان دوستون اور نئی روشنی والون نے جو انکو نئی تہذیب و شایستگی کی باتین سکھائین تو انکی آنکھین کھل گئین اور سمجھنے لگے کہ دنیا مین کیا کارروائی ہوتی ہے اور یورپ اور امریکہ مین کیا کیا ترقیان زمانہ حال مین ہوئی ہین نواب صاحب آدمی طبیعت دار تھے انکے دلپر نئی تہذیب نے بہت جلد اثر کیا اور انکو یقین واثق ہو گیا کہ ترقی قومی کا بیّن ذریعہ اور بہترین وسیلہ یہی ہے کہ اہل انگلستان کے نقش قدم پر چلین دوبارہ عام جلسون مین لکچر سننے بھی گئے - ایک لکچر کسی ہندو نے اہل ہنود کے خیالات پست کی نسبت دیا تھا اور اپنے ہموطنون کو صلاح دی تھی

کہ اب اِن خیالات کی پابندی سے کنارہ کش ہون جو زمانے اور وقت کے خلاف ہین اور جنکی پابندی سے اب سراسر زیان ہے۔ دوسری اسپیچ ایک مسلمان کی دی تھی اور اُسمین اہل اسلام کی حالت موجودہ وگذشتہ کا مقابلہ کرکے افسوس ظاہر کیا تھا کہ مسلمان ترقی کے عوض ادبار کیطرف جاتے ہین۔ یہ پہلا ہی موقع تھا کہ نواب صاحب کو اسپیچ سننے کا شوق ہوا ہو۔ اور وہ بھی دوبار۔ ایک ہی ہفتے مین۔ ان دونون لکچرون نے اِنکے خیالات مین بڑا تبدل کردیا۔ خصوصاً دوسرے لکچر نے جو خاص اہل اسلام اور زیادہ تر امراء لکھنؤ کی حالت زار کی نسبت دیا گیا تھا اور جس سے ہمدردی اسلام ٹپکتی تھی۔ نواب صاحب نے اِس اسپیچ کو بڑے غور سے سُنا اور گھر پر آن کر احباب سے بڑی تعریف کی۔ اگر لکھنؤ مین کوئی شخص ان کے سامنے اِس قسم کے خیالات ظاہر کرتا تو ضرور اِس کو مشرک اور کافر اور نامسلمان قرار دیتے اور اِسکے نام سے اِنکو نفرت ہوجاتی مگر یہان خیالات مین اسقدر ترقی ہوگئی تھی کہ اُس لاجواب اسپیچ کو اُنھون نے صرف غور سے سنا ہی نہین بلکہ اُسکے مطالب پر بھی قرار واقعی غور کیا اور سوچے کہ اسکے مطابق اپنے خیالات کو آراستہ کرین اور جو نقص اپنے چال چلن مین ہو اُسکو دُور کردین اسپیچ کے ایک ایک لفظ سے نواب صاحب کو اتفاق تھا اور اِنکے سُنے احباب نے تقریر مذکور کے اکثر خیالات کی عمدہ طور سے تشریح و توضیح کی تو اِس وضاحت سے نواب صاحب کے دل پر اِسکی رزانت کا نقش اور بھی جم گیا کہ واقعی ہم کو اب ترقی کی طرف مائل ہونا چاہیے۔

اہل ہنود کیحالت زار اور تقریر فصیح آنرود کار

چل دے میری خبر لے ساقی
نام کو مجھ مین ہی اب دم باقی
پھر کہان مین اور کہان گردش جام
تیری غفلت نے کیا کام تمام
صدمۂ درد و ہجوم غم ہے
تیری فرقت مین لبون پہ دم ہے
دور آخر ہے پلا ساغر مے
اسطرح محو تغافل کیون ہے
ہوش آئے تو بصد رنج و الم
کہ سناؤن تجھے افسانۂ غم

ساقی اُس مرشد کامل سے عبارت ہے جو راہ نیک بتاتے ہین نصرفرخ پے کا کام دیتا ہے مرید اپنے پیر کیطرف مخاطب ہوکر کہتے ہین کہ ہملوگ عرصہ دراز سے حضیض تنزل و ادبار قومی مین پڑے ہوئے ہین کوئی ایسا جرعۂ روح پرور اور جام کیمیا پلا کہ ہم لوگ مخمور بادۂ حب الوطنی ہوکر اوج ترقی کیطرف پھر عود کرین۔ اب ہند کے نوجوانون کی طبیعتین امنگون پر ہین اب اِنکے دلونمین ولولہ پیدا ہوا ہے کہ یورپ کی قومون کیطرح ہم ہندی بھی ترقی کرین۔ ہندو اور مسلمان دونون اِس سوشل گھوڑ دوڑ کے لیے تیار ہو رہے ہین۔ اب انکی دلی آرزو ہے کہ یورپ کے خیالات اور شائستگی سے بہرہ ور ہون۔ یورپ کے جدید اور عتیق سائنس یعنی علوم سے فیض پائین اور اُن امور کو اخذ کرین جو یورپ کی ترقی علم و فضل کے باعث تھے۔ اور جنکے ذریعہ سے اقوام یورپ کا آفتاب آج نصف النہار ترقی پر ہے۔ یہی انکو شوق ہے اور اسی کا انکو عشق ہے اور عرصہ دراز سے وہ اِسی اُدھیڑ بن مین ہین۔ یہی اِنکا معشوق ہے۔

روزگاریست کہ سودائے بتان دین منست
غم این کار نشاید دل غمگین منست

جن نوجوانون کو اپنی خوش نصیبی اور خوش طالعی سے اپنے اس معشوق کی ہم آغوشی نصیب ہوئی وہ اپنے بخت رسا پر جسقدر ناز کرین می زیبد۔

گل در بر و می در کف و معشوقہ بکام ست
سلطان جہانم بچنین روز غلام ست

عوام خصوصاً پرانے فشن کے لوگون مین مشہور ہی کہ اس زمانے مین علم و فضل کا کوئی قدردان نہین ہی کسی اور زمانے مین کم ہوئی ہوگی۔ ہان اگر کوئی بزرگوار بیکار اور فضول باتون مین کمال حاصل کرین تو اُنکی قدردانی البتہ اس زمانے مین محال ہی۔ مثلاً زید نے ناخن نویسی مین کمال حاصل کیا۔ بکر کو مادۂ تاریخ نکالنے مین بڑا مادہ ہی۔ خالد نے قصیدہ گوئی مین کمال پیدا کیا۔ ممدوح کے فیل فلک شکوہ اور شمشیر خون آشام اور توسن ضرغام پر طولی پر اور شجاعت و سخاوت اور قہر و مہر کی تعریف مین پل باندھنے کا ملکہ حاصل ہی۔ حامد نے رمل مین وہ مشق بڑھائی ہی کہ فن رمل کو محو ہی کرلیا۔ کوئی بزرگوار نجوم مین ید طولیٰ رکھتے ہین۔ ایسے کملا کی قدردانی اب انھین پرانے خیالات کے بزرگوارون اور پرانے فشن والون مین ہو تو ہو۔ زمانہ حال کے تربیت یافتہ نوجوان اِن بیکار باتون کو کب دھیان مین لاتے ہین۔

در مذہب عاشقی حسابے دگر ست
رسمی دگر ست و احتسابے دگر ست
در مذہب ما نماز باشد نہ نیاز
پیغمبر عشق را کتابے دگر ست

حقیقت حال یون ہی کہ جسقدر قدردانی علم و فضل اس زمانے مین ہی اسقدر اور زمانے مین نہ تھی۔ اول تو برٹش گورنمنٹ کو تعصب مذہبی نہین۔ بلکہ اسکی یہ خواہش اور کوشش ہی کہ سنسکرت اور عربی اور فارسی روز بروز ترقی پائے۔ کوئی کالج ایسا نہین جسکے متعلق سنسکرت اور فارسی اور عربی کی ایک ایک شاخ نہو۔ ممکن ہی نہین۔ پنجاب مین ایک یونیورسٹی خاص اسی غرض سے قائم ہوئی ہی کہ السنۂ مشرقی کو ترقی دیجائے اور علوم و فنون خاص اسی ملک کی السنۂ مروجہ مین سکھلائے جائین۔

گو ہندوستان مین اسوقت چار یونیورسٹیان یعنے دار العلوم قائم ہین۔ کلکتہ۔ بمبئی۔ مدراس۔ لاہور۔ اور انکے ذریعے سے اعلے درجے کی ترقی علوم ہو رہی ہی لیکن ہندوستان کے اولوالعزم اور تربیت یافتہ نوجوانون کی طبع ارجمند کا میلان اِس طرف ہوا کہ خاص ولایت مین جاکر علوم والسنۂ مغربی حاصل کرین۔ یہ اولوالعزمی واقعی قابل ہزاران ہزار تعریف و توصیف ہی۔ جو بات ولایت کی تعلیم مین حاصل ہوسکتی ہی وہ یہان کہان۔ ع
چہ نسبت خاک را با عالم پاک + زمین و آسمان کا فرق بعد المشرقین ہی۔ الول تو السفر وسیلۃ الظفر ایک مشہور عربی جملہ ہی۔ دوسرا اس سیاحت سے جو تجربہ اسکو حاصل ہوتا ہی وہ بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے رہنے سے ہرگز نہین حاصل ہوسکتا۔

وہان کے علماء اجل اور فضلاء اکمل کی صحبت یہان کہان نصیب ہوسکتی ہی۔ اور پھر وہ بے تکلفی

اور ملتی یہان کہان جس بےتکلفی سے ہندی وہان
یوروپین علماء سے مل سکتے ہین وہ بےتکلفی یہان
کہان نصیب ہوسکتی ہی۔ پھر وہان کے علمی جلسے
اور سوسائٹیان جیسی ہین ویسی یہان کہان۔ وہ
آرٹیکل اور زبردست سفرنامے اور اعلی اخبار
دینے والے یہان کہان۔ پھر ہر دم وہر لحظہ انھین
لوگون کی صحبت۔ ہرطرف وہی وہ۔ وہ باتین بھلا
یہان کہان۔ خیالات کی ذہانت اور فکر کی متانت
اور علم وفضل کا چرچا جسقدر وہان ہی اُسکا عشر عشیر
بھی تو یہان نہین ہی۔ یہ ظاہر ہی کہ اگر کوئی ہندی
دو برس شیراز مین رہکر فارسی زبان تحصیل کرے
تو ہندوستان مین دس برس مین بھی وہ نہین حاصل
کرسکتا ہی۔ مکۂ معظمہ اور مدینہ منورہ مین جو تحصیل
علم عربی ہوسکتی ہی وہ ہندوستان مین بھلا ممکن ہی
ہرگز نہین۔ علاوہ برین اکثر علوم وفنون تو ایسے
ہین کہ یہان انکی تعلیم ہی نہین ہوتی۔ مثلاً اعلے
درجے کی انجنیری۔ یا فن ڈاکٹری۔ یا فنون زراعت
یا بیرسٹری۔ یا مثلاً سول سروس۔ یا جیالوجی اندرونی
حالات طبقہ ارض کی تحقیقات وغیرہ وغیرہ ہندوستان
کی تعلیم سے سول سرجن اور اگزیکیوٹیو انجنیر اور بیرسٹر
اور ناظم زراعت ہونا محال ہی۔ اگر دماغ یا کسی نے
عہدۂ اعلی پایا بھی تو کیا۔ جو درجہ اور اعزاز ولایت
کے تربیت یافتہ نوجوانون کو حاصل ہوسکتا ہی
وہ اورون کو حاصل ہونا محال ہی۔

پُرانے فیشن کے ہندو ولایت جانے کے کئی
نقص بتاتے ہین ایک یہ کہ دھرم جاتا رہتا ہی۔
اس اعتراض کی وقعت ظاہر ہی اول تو ہماری
سمجھ مین کسی طرح نہین آتا کہ دھرم جانے کے کیا معنی
دھرم کسی ایسی شی کا نام تو ہی نہین کہ سمندر کی ہوا سے
پیدا ہوکے اڑ جاتا رہے یا جہاز پر بیٹھنے سے
انسان کے جسم مین سے دھرم جدا ہو جائے۔
دھرم تو عقیدے کا نام ہی۔ عقیدے کو جہاز اور
ولایت سے کیا سروکار۔ مگر بعض جہلا نے یہ
پخ لگا دی کہ سمندر مین گئے اور سیدھے نرک لوک
پہونچے جہاز پر سفر کیا اور دین گیا گزرا۔ ع۔

برین عقل و دانش بباید گریست

لاحول ولاقوۃ۔ کوئی لاکھ زنا کرے فسق وفجور
مین غرق ہو۔ بےایمانی کرے۔ منہیات ومعصیات
سے باز نرہے۔ کل افعال خلاف شرع ہون۔ مگر
کس نمی پرسد۔ کوئی ایسے شخص سے ہرگز مواخذہ
نہ کریگا۔ لیکن ولایت جانیکا خیال ذرا بھی دلمین
آیا اور لوگون نے اُسکو مورد طعن لسانی بنایا۔ اب
کوئی پوچھے کہ ولایت جانے مین کیا قباحت ہی مگر
پوچھے تو اُس سے جو عقل کے ساتھ بحث کرے اور
جہان عقل سے کوئی بحث ہی نہین وہان دلیل
اور برہان پیش کرنا فضول ہی۔ وہ آنکھ بند کرکے
یہی فتوے دینگے کہ ولایت گیا اور گیا گزرا۔

یہ اعتراض کیا جاتا ہی کہ ولایت جاکر ہندو
لوگ انگریزون اور عیسائیون کے ہاتھ کا پکا ہوا
کھانا کھاتے ہین اور نلون کا پانی پیتے ہین۔ اب
فرمایئے کہ نلون کا پانی کہان نہین پیتے۔ کلکتے مین
بڑے باجپئی اور بڑے بڑے برہمن نلون کا پانی
پیتے ہین یا نہین۔ راجپوتانہ مین اکثر مقام ایسے
ہین جہان ہندو پانی کی چھوت نہین سمجھتے۔ دہلی

ہین بعض برہمنون کے ہان ابتک سقے پانی بھرتے تھے۔ اور اب بھی اگر کوئی سقے کا پانی پیئے تو کوئی اعتراض نہین کرسکتا۔ باقی رہا یہ امر کہ ہیساہوسکے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا کھا سکتے ہین۔ ہم پوچھتے ہین کیا ہندو لوگ جو ولایت نہین جاتے اس سے بری ہین کیا بنگال کے ہندو کھلے بندون ہوٹلون مین کھانا نہین کھاتے کیا عجب وہ لوگ مرتے ہین تو برہمن اور پنڈت انکا کریا کرم نہین کرتے۔ اسکو بھی جانے دیجیے۔ اکثر مقامات پر ایسا بھی ہوا ہی کہ مسلمان عورتون کے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوے انکو برہمنون نے ہندو بنا لیا اور برہمنون نے اسکو جائز قرار دیا۔ اب اس سے بڑھکر بیدھرمی اور کیا ہوگی کہ بی محبوب جان کا لڑکا اور ٹھاکر بنا پھرے۔ اللہ رکھی کا چھوکرا اور ہندو وہ تلک لگائے اور ہندو اس کے ہاتھ کا پان کھائین۔

یہ سب جائز ہو مگر ولایت جانا ناجائز ہی۔ ولایت جانے سے دھرم جاتا رہتا ہو مگر مسلمان عورت کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا ہو وہ صرف اس بنیاد پر ہندوؤن مین شامل ہو جاتا ہو کہ اُسکا باپ ہندو ہو۔ واہ رے مذہب اور واہ ری پابندی مذہبی۔ بظاہر ہو کہ ولایت مین جن لوگون نے تعلیم پائی ہو وہ فخر ہندوستان ہین انھین سے اُمید ہوسکتی ہو کہ ہندوستان کو حضیض ادبار سے اوج اقبال پر پہونچائینگے۔ اُن لوگون سے ہندوستان کو ترقی کی امید نہ رکھنی چاہیے جو دنیا کو ترک کرکے پہاڑون کی کھوہ مین جا کے بیٹھے ہین یا جو رام رام کی گولیان دن دن بھر لکھا کرتے ہین تاکہ مچھلیون کو نفع پہونچے اب ان مدعیان خرد سے کوئی پوچھے کہ مچھلیون کو تمھاری مدد کی کیا ضرورت ہو۔ خدا نے مچھلیون کے لیے اس قدر ذخیرہ پیدا کیا ہو کہ حضرت انسان کی مدد کی ضرورت نہین ہے۔ رام رام کی گولیون سے فائدہ کیا خاک ہوگا۔

اب واقعی انھین لوگون سے ہندوستان کو فائدے کی امید ہوسکتی ہو جو مغربی تہذیب اور شایستگی سے واقف ہین اور ظاہر ہو کہ مغربی تہذیب اور شایستگی سے انھین لوگون کو زیادہ تر واقفیت حاصل ہوسکتی ہو جو یورپ کے ملکون کی سیر کر آئے ہین اور جنھون نے یورپ مین قیام کیا ہو۔

اہل ہنود کو اب ولایت جانیکی اشد ضرورت ہو۔ ورنہ وہ اپنے برادران ملکی اہل اسلام سے بالکل گھٹ جائینگے۔ اب تک اہل ہنود نے اہل اسلام کی نسبت انگریزی زبان اور علوم مغربی مین زیادہ ترقی کی ہو وجہ یہ کہ اہل اسلام کے لڑکے انگریزی مدرسون مین کم بھرتی ہوتے ہین لیکن چونکہ مذہب اسلام کی رو سے سفر بحری سے مذہب جاتا نہین رہتا لہذا وہ برابر اپنے لڑکون کو ولایت بھیجنے لگے۔ پہلے تو لوگ سمجھتے تھے کہ ہندو ہین اہل اسلام سے کم رہینگے کیونکہ رسم و رواج کے مطابق وہ سفر بحری نکر سکین گے۔ جہاز پر سفر کرنا انکے مذہب کے خلاف نہ ہو مگر بعض حضرات نے غلبۂ ذکاوت سے اسکو ناجائز کردیا اور سقدر

مخالفت کی کہ ولایت جانے کو ہنر قرار دیا لیکن تربیت یافتہ ہندوؤن نے ان لوچ خیالات کی پابندی نہ کی اور برابر ولایت جانے لگے۔

یہان تک کہ اب اسوقت کوئی پندرہ سولہ ہندو نوجوان لندن مین تعلیم پاتے ہین الحمدللہ ۔ع۔

ہزار شکر خدا صد ہزار شکر خدا

نوبت باینجا رسید کہ دو ہندو لیڈیان بھی اپنے فہمیدہ اور تربیت یافتہ اعزہ کے ہمراہ لندن مین موجود ہین اپر انڈیا کے ہنود سے اسقدر جرات اخلاقی کی امید نہ تھی بنگالے کے ہندو جو علم وفضل مین اقوام ہندوستان سے بڑھے ہوئے ہین تو بہت عرصے سے ولایت جاتے ہین مگر اپر انڈیا یعنی اودھ اور ممالک مغربی وشمالی اور پنجاب کے ہندوؤن کی یہ جرات قابل تعریف ہے۔ع۔

آفرین باد آفرین ہمت مردانہ تو

آپ ملاحظہ فرمائیے کہ جب ہندو اور مسلمانون کے لڑکے کثرت سے ولایت جائینگے تو ملک کو کسقدر فائدہ کثیر حاصل ہوگا۔ اسمین شک نہین کہ جب تک ہندو اور مسلمان دونون ترقی نہ کرینگے تب تک ممکن نہین کہ اصلی فائدہ ہندوستان حاصل ہو۔ وہ ہندو جو اہل اسلام کی ترقی پر حسد کرتے ہین اپنے ملک کے دشمن ہین۔ اسیطرح جو اہل اسلام ہندوؤن کے ولایت جانے کے خلاف ہین وہ بھی برسر غلطی ہین۔

اکثر صاحب یہ بھی فرماتے ہین کہ کیا علمیت ولایت ہی جانے پر منحصر ہے۔ کیا جو لوگ ولایت نہین گئے وہ عالم نہین ہین۔ کیا ہندوستان مین رہکر انسان علم وفضل نہین حاصل کرسکتا۔ کیا وہ لوگ ہائی کورٹ کے جج اور چیف جسٹس نہین مقرر ہوئے جنھون نے ولایت کی صورت بھی نہین دیکھی تھی۔ اور اس سے وہ یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ جب کہ ہندوستان کی تعلیم سے بھی وہی بات حاصل ہوتی ہے جو ولایت کی تعلیم سے حاصل ہوتی ہے تو پھر مذہب کو ترک کرکے لامذہب ہونیسے کیا فائدہ۔

اتنا نہین سمجھتے کہ پیشتر کے زمانے اور اب کے زمانے مین زمین آسمان کا فرق ہے اب قیدین بڑھتی جاتی ہین پہلے فرسٹ نمبر ریڈر پڑھنے والے لائق انگریزی دان سمجھے جاتے تھے۔ شاہی کے زمانے مین وہ لوگ بڑے قابل انگریزی خوان متصور ہوتے تھے جو نوٹون کے نمبر پڑھ سکتے تھے رفتہ رفتہ انٹرنس پاس کیے ہوئے طلبہ کی بڑی قدر ہوتی تھی۔ پھر ایف۔ اے۔ اور بی۔ اے عالم فاضل سقراط و بقراط سمجھے جاتے تھے اب اچھے اچھے ایم۔ اے۔ مارے مارے پھرتے ہین اور علم وفضل کو روز بروز ترقی ہوتی جاتی ہے شائستہ خیالات روزافزون ترقی پاتے جاتے ہین۔ اب ان لوگون کے علم وفضل کی قدر زیادہ تر ہوتی ہے جو ولایت سے تعلیم پاکر آتے ہین۔ اور بیشک انکی دستگاہ قابلیت بہت بڑھی ہوتی ہے۔ انکی قابلیت مین کوئی شک نہین۔ ولایت کی تعلیم اور ولایت کے سفر سے

ایک تو تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ اور جو تجربہ اس سے
حاصل ہو سکتا ہے وہ ہندوستان کے قیام سے
ہرگز ہرگز حاصل نہین ہو سکتا۔ اور تجربہ انسان
کے لیے ایک ضروری امر ہے۔ تجربہ کے علاوہ
توسیع استعداد ہوتی ہے خیالات کی شایستگی اور
پختگی حاصل ہوتی ہے اور علماء اجل اور فضلاء
اکمل کی صحبت اور میل جول سے جو فائدہ وہ
اُٹھاتے ہین وہ ہندوستان کے قیام مین قیامت
تک نہین حاصل ہو سکتا ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ
جو محاورات فارسی انسان فصحاء ایران اور
اہل شیراز کی صحبت مین ایک برس مین سیکھ سکتا
ہے وہ تمام عمر فارسی کتابون کے پڑھنے سے
نہین سیکھ سکتا۔ اسیطرح انگلستان کے قیام اور
تعلیم سے جو بات تین برس مین حاصل ہو سکتی ہے
وہ ہندوستان مین بیس برس کے قیام مین بھی نہین
حاصل ہو سکتی۔

خوب یاد رکھیے کہ جو لوگ اس امر کا سدباب
کرتے ہین وہ ملک کے ساتھ دشمنی کرتے ہین۔ گو
اُنکی نیت خراب ہو مگر اُنکی مخاصمت ملک کے
حق مین زہر کی خاصیت رکھتی ہے ظاہر ہے کہ تعلیم
اور صحبت کا انسان کے دل پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے۔
ہمنے اکثر ہندوون کو دیکھا ہے کہ محرم کے دنون مین
عاشورے تک پان نہین کھاتے۔ اکثر اہل ہنود
عزاداری کرتے ہین اور تعزیہ داری کرتے ہین۔
درگاہ مین شربت پلاتے ہین۔ لڑکون کو امام حسین
کا غلام بناتے ہین اسیطرح اہل اسلام کے
ہان چیچک مین مردونکی چوری سے عورتین مالنون
کو بلاتی ہین۔

اب یہ کون نہین جانتا کہ اہل ہنود کے
مذہب کے مطابق عزاداری کرنا خلاف ہے
اسیطرح چیچک مین مالنون کی ہدایت کے
مطابق کارروائی کرنے کو اہل اسلام بدعت
تصور کرتے ہین مگر یہ صحبت کا ثمرہ ہے۔ اب یہ
بھی دیکھنا چاہیے کہ اُنھین ہنود اور اہل اسلام
پر اسکا اثر ہوتا ہے جو اَن پڑھ یا جاہل ہین۔ ممکن
نہین کہ تربیت یافتہ ہندو عزاداری کرے یا
کوئی مولوی اس بدعت کو اپنے ہان جائز رکھے
اب وہ زمانہ نہین ہے کہ ہم لوگ پرانے ڈھرّے
پر آنکھ بند کرکے چلے جائین پرانی لکیر کے فقیر
ہون۔ اب وہ زمانہ نہین ہے کہ اگلی باتون کو
بیوجہ بے سبب تسلیم کر لین۔ اب زمانہ اور ہے
اور زمانہ کا رنگ بدلا ہوا ہے اب ہمکو یہ تعلیم ہوتی
ہے کہ شایستگی کے میدان مین قدم بڑھائے چلو
دیکھو اور غور کرو کہ زمانہ سلف کی باتون اور رسم
رواج قدیم مین کون کون اُمور قابل تبدیل ہین
یہ کچھ فرض نہین کہ جو بات قدیم سے ہوتی آئی
ہے وہ خواہ مخواہ اچھی ہی ہو۔ خذ ما صفا دع ما کدر
پر عمل کرو۔

بادہ در جوش ست و رندان منتظر
ساقیا خذ ما صفا دع ما کدر

اکثر صاحب فرماتے ہین کہ رسوم قدیم کی پابندی
ہم پر اسوجہ سے فرض ہے کہ ہمارے باپ دادا
انکے موجد تھے۔ کیا وہ لوگ بیوقوف تھے۔ کچھ
تو سمجھکر اُنھون نے یہ رسمین ایجاد کی تھین۔

یہ خیالات محض خرف ہین۔ اپنے باپ دادا کو بیوقوف کہنا اپنی بیوقوفی کا ثبوت دینا ہی اس سے بڑھکر حماقت اور کیا ہوگی۔ مگر ایک امر قابل تسلیم ہی کہ زمانہ بدلتا رہتا ہی ہمکو زمانے کے مطابق کاروائی کرنی چاہیے۔ ہمارے آبا و اجداد کے زمانے مین شاید وہی رسوم عمدہ ہون مگر ہمکو دیکھنا چاہیے کہ ہمارے زمانے مین انکی پابندی کہان تک مفید ہی۔ یہ کچھ فرض نہین کہ جو باتین انکے وقت مین مفید مطلب تھین وہی اب بھی مفید مطلب ہون اس زمانے مین رعایا کو اس شعر کے مطابق عمل کرنا پڑتا تھا۔

اگر شہ روز را گوید شب ست این
بباید گفتن اینک ماہ و پروین

اب ہم کو یہ سکھایا جاتا ہی کہ اپنے خیالات آزادانہ طور پر ظاہر کرو اگر گورنمنٹ کی کسی تجویز سے تمکو اتفاق نہوا تو فوراً اوسکے ساتھ اس پر جرح کرو۔ اور نکتہ چینی کرو۔ نہ یہ کہ اگر گورنمنٹ کی حکمت عملی خلاف ہو تو بھی اوسکے مداح ہو۔ اس خوشامد کو اب انتہا سے زیادہ معیوب سمجھتے ہین۔

آخر مین مین سب صاحبون سے معافی چاہتا ہون کہ آپ کا اسقدر قیمتی وقت مین نے ضائع کیا۔ لیکن اگر میری اس خادمانہ تقریر سے آپ لوگون کو کسی قدر فائدہ ہوا ہو تو زہے نصیب مجھے امید ہی کہ آپ سب صاحب میرے عاجزانہ مشورے پر غور کرینگے گو مجھے خوب معلوم ہی کہ اکثر اہل ہنود میری اس آزادانہ تقریر پر نفرین کرینگے اور مجھے برا بھلا کہینگے اور گالیان دینگے مگر مجھے نہ گالیون کا خوف ہو نہ لعن طعن کا مین صدق دل سے اپنے ہموطنون کی بہبود کا خواہان ہون اس کے صلے مین مجھے خلعت فاخرہ عطا ہو یا گالیان بیجا ملین میرا کوئی نفع نقصان نہین ہی۔ میرا خدا گواہ ہی کہ میری دلی خواہش یہی ہی کہ میرے ہموطنونکو فائدہ پہونچے اور وہ راہ راست پر آئین اور مین صدق دل سے کہتا ہون کہ میرے نزدیک اب وہ زمانہ نہین ہی کہ ہندو دھرم دھرم پکارتے رہین اور زمانہ حال کی ترقیون سے منہ موڑین دور رہین اگر دھرم کی چھوٹی باتونکی پیروی کی تو ہندوستان کی ہر دوڑ مین سب سے پیچھے رہ جاینگے۔ جن باتون کو وہ دھرم سمجھے ہین وہ اصل مین دھرم سے کوئی تعلق ہی نہین رکھتین اب آپ لوگونکا دھرم صرف کھانے پینے پر رہگیا ہی افسوس صد افسوس!

من نگویم کہ این مکن آن کن
مصلحت بین و کار آسان کن

حضرات ناظرین۔ آپ کو استعجاب ہوگا کہ کہان نوابصاحب کا سفر نینی تال اور داخل منزل مقصود ہونا اور ادھر بیگم صاحب کا تار پانے سے تشفی حاصل کرنا اور کہان لندن کے سفر کی تعریفین۔

چہ خوش گفت ست جامی در آئیو لہو
ندارم غیر از تو فریاد رس

مارون گھٹنہ پھوٹے آنکھ۔

اصلیت اسکی یون ہی کہ نوابصاحب کے حباب

نینی تال نے اِنکو مجبور کیا کہ اُنکے ہمراہ لکچر سننے جائیں۔ اور کہا کہ منشی مہتاب رائے نامے ایک عہدہ دار پنشن خوار سفر اور تعلیم ولایت کی نسبت لکچر دینے والے ہین ضرور چلیے۔

خیر۔ جب لکچر ختم ہوا تو حاضرین جلسہ نے نعرہ توصیف بلند کیا اور تالیان بجائین اور گھر پر نواب صاحب کے ہان یون باتین ہونے لگین۔

حمن۔ حضور کیا جانین کیا واہی تباہی بکتا تھا۔

مسخرہ۔ ہم کو تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے ہمارے منشی مہراج بلی صاحب فارسی بول رہے ہین۔

آغا۔ بھئی ہم تو دیر کو ہوپچے ہنے کچھ سنا نہین۔

چھٹن۔ بہت لائق آدمی ہی جناب۔

مہراج۔ لائق کیا اپنا سر ہی۔ پہلے ہی سے مذہب کو دیٹھے دیتا ہی۔

چھٹن۔ یار کہتا تو سچ ہی۔

نواب۔ بھائی صاحب آپ لوگ غور کر کے سنتے ہی نہ تھے۔

مہراج۔ جی ایک آپ ہی تو سمجھدار ہین بس۔

چھٹن۔ تم کو ان باتون سے کیا سروکار ہی۔

مہراج۔ جی ہان مین تو بیوقوف آدمی ہون نا۔

چھٹن۔ بیوقوف نہین تو ہو کون۔

مہراج۔ ارے تو نامعقول اِسکے کہنے سے کوئی اپنا مذہب بدل دے۔

نواب۔ وہ مذہب آپکا جاتا رہیگا تو کیا ہوگا۔

مہراج۔ بجا ہی۔ مذہب گیا تو پھر رہا کیا۔

نواب۔ تو جو لوگ ولایت گئے ہین۔ وہ سب لامذہب ہوگئے۔

مہراج۔ اور نہین تو کیا۔ لامذہب تو ہوہی گئے

نواب۔ گدھے ہو خاصے۔ ارے وہ ہندو جو ولایت گئے اور وہان سے تعلیم پاکر واپس آئے وہ تم سب ہندوؤن کے فخر ہین۔

مہراج۔ ایسی تیسی آپ کی۔ وہ ہمارے ننگ ہین۔

نواب۔ کیا پٹیان آنکھون پر بندھی ہین۔

چھٹن۔ انھین ہندوؤن پر تم کو بھروسا رکھنا چاہیے۔

مہراج۔ وہ لوگ ہمارے آزار باعث ہین۔

رکھ بھروسا نہ دلا اُس سے تو دلداری کا کام ہی آٹھ پہر جسکو دل آزاری کا
وہ مردم آزار ہین۔ ہم لوگون کے دل دکھاتے ہین۔
حکم دیدیتا ہی عاشق کی گرفتاری کا یہ چلن یار نے سیکھا ہی دل آزاری کا

نواب۔ بھئی کیا اچھا لکچر دیا ہی۔ اسکا لکچر مرقعہ ارژنگ ہی۔

اُسے دیکھے جو مشتاق مضامین و معانی ہی جہانین دھوم ہی جسکی یہ وہ ارژنگ مانی ہی

مہراج۔ مردود کہتا ہی کہ اب انھین لوگون پر ترقی منحصر ہی جو ولایت مین تعلیم پاتے ہین۔

نواب۔ بہت سچ کہتا ہی بھائی صاحب۔

مہراج۔ جھک مارتا ہی مردود۔

چھٹن۔ یہ تو جاہل ہی۔ اِس سے کیا کہتے ہو۔

حمن۔ حضور معلوم تو عالم ہوتا ہی۔

آغا۔ افسوس ہی ہم نہ سن سکے۔

مہاراج- کہتا تھا کہ مذہب کو ترک کردو اور
ولایت جاؤ-
آغا- مذہب کے معنی کیا- ارے میاں ولایت
جانے سے مذہب کو کیا واسطہ- عجب دشمن عقل ہو-
مہاراج- جی بجا ہے- آپ بڑے دانشمند آدمی ہین
نواب- بیشک ہین- اور نہین تو کیا تمھارے سے
گدھے ہین-
مہاراج- تم اپنے مذہب کے خلاف کوئی فعل کروگے بھلا
ہرگز نہ کروگے- پھر کیا-
نواب- بھلا یہ تمھارے مذہب مین جائز ہے کہ مسلمان
عورت کے بطن سے جو اولاد ہو اُسکو ہندو کرلو-
مہاراج- ہرگز نہین- ہندو وہ اولاد کیون کر
ہوسکتی ہے-
نواب- پھر اُسوقت کیون نہ تردید کی- وہ تو
مثالین دیتا تھا کہ ایسا ہوا ہے اور بیشک ہوا ہے- اب
آپکا دھرم کہان رہا-
آغا- سنیئے قبلہ اب ترقی قومی کا وہ جوش وخروش
ہے کہ آپ پرانے خیالات کے آدمیون کی ایک
نہ چلنے پائیگی-
نواب- ارے یار خوب یاد رکھو کہ اب ترقی کا دارومدار
انگریزی تعلیم پر ہے- آپ چاہیے کہ عربی کے ملا ہوکر
ترقی کیجیے یا محقق فارسی بنکر یا سنسکرت کے عالم ہوکر
ترقی کیجیے- ع-

این خیال است ومحال است وجنون

آغا- ہم ایک بات آپ سے دریافت کرتے ہین
مہاراج- ابھی ہم کسی بات کا جواب نہ دینگے- آپ
ایک بات کا جواب دین- جتنے انگریزی خوان
آپ نے دیکھے اُن سب کو عموماً لامذہب پایا یا
نہین- جسنے کوٹ پہنا اور ولایتی پانی پیا اور
جھوٹا پیا اُسکے ایمان کا کیا ٹھکانا- وہ ہندو
کہان رہا-
چھٹن- تو آپ کے مذہب کا دارومدار صرف
لباس پر ہے- اگر دھوتی پہنے تو مذہب باقی رہا ورنہ
جاتا رہا- گیا گذرا-
نواب- اب یہ بتائیے کہ کتنے ہندو دھوتی پہنتے
ہین- فارسی خوان ہندو گھرون مین دھوتی
پہنتے ہون تو پہنتے ہون باہر تو دھوتی پہنکر نہین
نکلتے- گانون کے ہندو پاپجامہ نہین پہن سکتے
انگریزی خوان ہندو کوٹ پتلون پہننے لگے-
آغا- اب اِس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جسقدر
علم وفضل کی ترقی ہوگی اُسیقدر لباس مین بھی
تبدل اور شائستگی واقع ہوگی- تربیت یافتہ ہندو
دھوتی پہنکر ہرگز کچہری یا دفتر یا ہواکھانے نہ جائینگے
لباس کو مذہب سے کیا واسطہ ہے کچھ نہین- مگر
آپ لوگون کے ادبار نے آپ کو یہ ہدایت کی کہ
مذہب کو عقیدے سے کوئی بحث نہین ہے- مذہب
کا دارومدار صرف لباس پر ہے- کیون صاحب
ولایتی پانی پینے سے تو مذہب جاتا رہتا ہے اور
ڈاکٹرخانے مین جو دوا بنتی ہے اُسمین مسلمان
کمپونڈر پانی جو ملا دیتے ہین وہ پینا جائز ہے
گلاب اور کیوڑا مسلمان کے ہان کا پینا
جائز ہے-
نواب- اُسنے ثابت کردیا کہ اکثر مقامات کے
ہندو برابر مسلمانون کے ہاتھ کا پیتے ہین-

چھٹن - اور کیون صاحب کلکٹے مین جو ہندو علانیہ ہوٹلون مین کھاتے ہین اور جب مرتے ہین تو برہمن انکا کریا کرم کرتے ہین یہ کہان جائز ہے۔

مہراج - یہ بھی بدعت ہے - یہ سخت بدعت ہے۔

نواب - پھر جب ہندوستان مین علانیہ یہ فعل سرزد ہوتے ہین جب مسلمان کمپونڈر آپکے سامنے ناند سے پانی ملاتا ہے اور آپ پیتے ہین - جب مسلمان عورتون کے بطن کے لڑکے ہندو بنالیے جاتے ہین تو اُس شخص کو کیون مورد لعن سمجھے ہو جو بیچارہ محض نیک نیتی سے علم حاصل کرنے ولایت جاتا ہے - وہ تو بدیا سیکھنے جاتا ہے۔

مہراج - واہ - کیا بدیا سیکھنے جاتے ہین۔

آغا - بھائی صاحب ہونا وہی ہے جو وہ کہتا تھا۔

مہراج - یہ کون نہین جانتا۔

آغا - کیون صاحب جو آپکی وضع آج ہے وہی آپکے دادا کی پردادا کی وضع بھی ہوگی یا کوئی تغیر تبدل واقع ہوا ہے۔

مہراج - نہین وہ کیونکر ہو سکتی ہے - ضرور تبدل و تغیر ہوا ہے۔

آغا - بس تو اب اس سے ظاہر ہے کہ لباس اور وضع مین تغیر و تبدل سلف سے ہوتا آتا ہے - پھر اگر اس زمانے کے نوجوانون نے پاجامے اور گھٹنے کے عوض پتلون اور کوٹ پہنا تو کیا گناہ کیا۔

مہراج - ہماری وضع کیا بری ہے جو ہم اور ونکی وضع اختیار کرین۔

آغا - آپ سے بحث ہی کرنا فضول ہے - ابھی خود تسلیم کر چکے ہو کہ وضع مین تبدل تغیر ہوتا آیا ہے - یہ کوئی نئی بات نہین ہے اور پھر کہتے ہو کہ ہم اپنی وضع کو کیون بدلین۔

نواب - دور کیون جائیے - ابھی کل کی بات ہے کہ وضعدار بزرگوار گھیتلے جوتے پہنتے تھے - شملے زیب سر کرتے تھے - اب انھین بزرگوارون نے زمانے کا رنگ بدلا ہوا دیکھکر گول ٹوپیان اور مندیلین پہننا شروع کین اور گھیتلے جوتون کے عوض وارنش کے بوٹ پہننے لگے - پیشتر وضعدار لوگ انگرکھے کے نیچے کرتا نہین پہنتے تھے - اب سینہ کھلا رکھنا معیوب سمجھا جاتا ہے۔

ممن - کیا خوب مثال دی ہے حضور نے۔

مسخرہ - منشی مہراج بلی کے فرقدان نامبارک پر بھی اسوقت ایک اوگی - دو - لاحول ولا قوۃ - ٹاٹ پھر ارے نہین کیا کہتے ہین اُسے - بھلا ہی سا نام ہے مندیل دھری ہوئی ہے - جیسے انگریزی کے پہلے کبھی بھی مندیل پہنی تھی۔

مہراج - پہلے منڈیل کا رواج کہان تھا۔

آغا - چہ خوش - اپنے منہ سے آپ قائل ہوئے۔

نواب - اب تو منھ کی کھائی۔

مسخرہ - یہ چکنے گھڑے ہین حضور۔

نواب - ارے میان تو اب اسکے یہ معنی ہوئے کہ رواج کے مطابق انسان کو کارروائی کرنی پڑتی ہے - بس ہمارا مطلب حاصل ہوگیا۔

مہراج - اجی ہم تو سمجھے ہی ہوئے ہین کہ اب بیدھرم کا زمانہ آگیا۔

نواب - یہی ترقی کا زمانہ ہے۔

آغا - مہراج بلی کی آنکھو نپر تو پٹی بندھی ہوئی ہے۔

مسخرہ۔ حضور یہ غلط ارشاد ہوا۔ ابھی انکی آنکھین کھلی کہان۔

ممن۔ اچھا فقرہ چست کیا۔ ہی جڑا گلہرو۔

مہراج۔ اِنکی ایسی تیسی۔ فقرہ اپنا سر چست کیا۔

نواب۔ اگر ولایت جانے کو سب ہندو ناجائز اور معیوب قرار دیتے تو آج بابو لال موہن گھوش اس درجۂ اعلےٰ کو نہ پہونچتے۔ سر اندر ناتھ انگریزی تقریر مین ایسا فصیح البیان نہ ہوتا۔ لندن مین اور ہندوستان کے فوائد کی بحث مین اسقدر سرگرمی نہ ظاہر کیجاتی۔

مہراج۔ یہ گئے دن کے فاتے مین سیکھے ہو۔

آغا۔ اخاہ آپ بھی جرح کرنے لگے ماشاء اللہ۔

یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ نواب صاحب لکچر سننے تشریف لیگئے تھے اِس کل قافلے مین صرف نواب چھٹن صاحب نے البتہ ایک مرتبہ لکچر سناتھا تالیان بجانے پر اکثر رفقاء نواب صاحب متحیر ہوئے مگر اس لکچر نے نواب کے دِل پر بہت بڑا اثر ڈالا اور اِس سے اِنکے دل مین جوش پیدا ہوا کہ ترقی کرین اور تحصیل علوم کیطرف مائل ہون۔

منشی مہتاب رائے صاحب کی جادو طرازی اور نکتہ پردازی نے اِنکے دلکو مسخر کر لیا۔ اور یہ سوچنے لگے کہ کیون بھی نواب بھلا ایسا بھی کوئی دن ہوگا کہ ہم بھی اسی لیاقت کے ساتھ لکچر دیتے ہونگے اِنکو اسکا یقین نہین آتا تھا اور اِنکی رائے تھی کہ اس فصاحت کے ساتھ لکچر دینا ہر شخص کا کام نہین ہی اور چونکہ کم استعداد آدمی تھے انکو اور بھی مایوسی تھی کہ لاکھ پڑھ لکھ جائین اب اس سن مین اس قدر قابلیت نہ حاصل ہوسکے گی۔

نواب صاحب گو کم استعداد آدمی تھے اور بہت پڑھے لکھے نہ تھے مگر بڑے ہی طبیعت دار تھے اگر انھون نے عمدہ تعلیم پائی ہوتی تو آسمان مین تھگلی لگاتے۔ انکو لڑکپن ہی سے بڑی بُری صحبت تھی۔ خوشامدی اور بد وضع آدمی انکو گھیرے رہتے تھے۔ پڑھنے لکھنے کا شغل براے نام تھا ان کبوتر بازی اور بٹیر بازی مین البتہ بہت وقت ضائع ہوتا تھا اور انکی صحبت مین جسقدر آدمی بیٹھتے تھے وہ سب فقرہ باز اور جھوٹے اور بے ایمان تھے۔ اگر لڑکپن سے عمدہ تعلیم پائی ہوتی تو یہ بے مثل اور بے نظیر رئیس ہوتے اور انکی ذکاوت طبع اور جودت خلقی پر اس تعلیم سے جلا ہو جاتی۔ مگر صحبت ہوئی اُن لوگون کی جو تعلیم اور تحصیل علم کے دشمن تھے۔ پھر بھلا کیونکر راہ راست پر آتے اب اگر ممن اور ناز کی ادا اور نخرون سے مہلت پائین اور عمدہ اشغال کی جانب متوجہ ہون تو فہوالمراد ورنہ۔ ع۔

پھر وہی کنج قفس پھر وہی صیاد کا گھر

دو چار انگریزی خوان دوستون کی صحبت مین دنیا کے حالات سے کچھ واقف ہوگئے تھے بابو لال موہن گھوش اور بابو سرندر ناتھ بنرجی کے نام سے بھی واقف ہوگئے تھے۔

ممن۔ کیون حضور یہ منشی مہتاب رائے بھی ولایت گئے تھے۔

نواب۔ اب لے ہین کیا معلوم۔ شاید گئے ہون۔

چھٹن۔ قطع سے تو پایا جاتا ہی کہ نہین گئے۔

نواب - ہان اگر گئے ہوتے تو کوٹ پتلون ضرور ہوتا -

چھٹن - کیا کوٹ پتلون مین ہرج کیا ہے -

نواب - کچھ نہین - ہم تو کوٹ پتلون کے خلاف نہین ہین -

آغا - واللہ بہت ہی عمدہ وضع ہے -

نواب - ہمکو تو بہت ہی پسند ہے - مردانہ لباس ہے

آغا - اور چستی کتنی رہتی ہے - یہ نہین دیکھتے -

مسخرہ - اور حضور سر کے اوپر وہ ڈلیا کتنی اچھی معلوم ہوتی ہے - اور بعض ٹوپیان تو بالکل جیسے پٹاری کا ڈھکنا ہوتا ہے -

مسلمانان درگور و مسلمانی درکتاب

اہل اسلام کے ادبار اور حالت زار - ان کی فتوحات زمان باستان اور پچھلی عظمت وشان کی نسبت جو فصیح و بلیغ اسپیچ اور تقریر پر تنویر نواب صاحب نے نینی تال مین بڑے ذوق اور ولی شوق سے سنی تھی اسکی نقل نذر ناظرین اولی الابصار کیجاتی ہے - وہو ہذا -

ایہا السامعین - جو اسپیچ خاکسار اسوقت عرض کرنیوالا ہے اسکو ہر بہی خواہ اسلام نوحہ سمجھیگا اور ضرور اہل اسلام کی موجودہ حالت زار اور تنزل وادبار پر ماتم کریگا کہ ہم کیا تھے اور اب کیا ہین کجا وہ اوج - کجا یہ حضیض - کجا وہ عروج - کجا یہ ادبار - کجا وہ اقبال - کجا یہ پتلا حال -

کیا یاد نہین تمھین وہ ایام
جب قوم تھی مبتلای آلام

وہ قوم جو جان تھی جہانکی
جو تاج تھی فرق آسمان کی

تھے جسپہ نثار فتح و اقبال
کسرے کو جو کرچکی تھی پامال

گل کر دیے تھے چراغ جسنے
قیصر کو دیے تھے داغ جسنے

وہ نیزہ خون فشان جو چلکر
ٹھہرا تھا فرانس کے جگر پر

دریا کے دھوئین اڑا دیے تھے
اٹلی کو کنوئین جھنکا دیے تھے

یہ قوم کہ تاج آسمان تھی
اب کوئی گھڑی کی میہمان تھی

اسلام کی جان پر بنی ہے
دم توڑ رہی ہے جان کنی ہے

ماتم تھا کہی کہ آئی ناگاہ
اک سمت سے اک صدا جانکاہ

دیکھا تو وہان بجاہ و تمکین
آیا نظر ایک پیر دیرین

نالان ہے کہ اب بھی تو جاگو
اے خواب گران کے سونیوالو

تا چند رہو گے مست و سرشار
اٹھو کہ سحر ہوئی نمودار

وہ کشتہ قوم وہ فدائی
اٹھا لیے کاسۂ گدائی

ایک ایک سے عرض حال کرتا
در در وہ پھرا سوال کرتا

ہر بزم و ہر انجمن مین پہونچا
ہر باغ مین ہر چمن مین پہونچا

حضرات سامعین - یہ اشعار آبدار ان حضرت محمد شبلی نعمانی سے ہین - یہ بزرگوار علی گڈھ کے مدرسۃ العلوم للمسلمین کے پروفسر عربی ہین - آپ نے حال مین حضرت نثار لکھنوی مہتمم پیام یار کے اہتمام مین صبح امید نام سے ایک مثنوی لطافت محتوی شائع کی ہے اور اسمین مصنف باوقار اہل اسلام کے سرمایہ ناز وافتخار نے مسلمانون کی حالت موجودہ اور گذشتہ کی تصویر کھینچدی ہے اور واقعی لائق داد و قابل صاد ہے فرماتے ہین کہ -

با این ہمہ جاہ و شوکت و فر
اقلیم سخن بھی تھا مسخر

ہیئت مین بلند پایہ اسکا
تھا فلسفہ زیر سایہ اس کا

منطق مین ہوا جو گرم جولان
تھامے تھے رکاب مصر و یونان

میدان سخن جو روبرو تھا
فارس کی زبان پہ طرفہ تھا

مگر افسوس صد افسوس کہ ؎

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

اب ہم لوگون کا یہ حال ہے کہ۔

باطل پہ فدا تو حق سے بیزار — تقلید پہ کس بلا کا اصرار
دیندار برائے نام ہین ہم — وابستۂ رسم عام ہین ہم
ہین رسم و رواج پر فدا سب — تحقیق سے کچھ غرض نہ مطلب
سمجھے نہ ذرا کہ وقت کیا ہے — کس سمت زمانہ چل رہا ہے
نیرنگیون پر نہ کچھ نظر کی — یعنی کہ ہوا ہے اب کدھر کی
کیا پیش ہے کیسی صورتین ہین — کیا وقت ہے کیا ضرورتین ہین
رنگ و روش سپہر کیا ہے — اب طرز تمام دہر کیا ہے
ہین چرخ کی اب نئی ادائین — چلنے لگین اور ہی ہوائین

اب یہی لیل و نہار ہے اور ہماری کاہلی اور ہمارا اصرار در تقلید یون ہی بڑھتا گیا تو ابھی ہماری حالت اور بھی زیادہ ابتر اور تباہ ہوگی اور ہندوستان کی کل قومین ہم سے گوے سبقت لیجائینگی اور ہم مُنھ دیکھتے رہجائینگے۔ افسوس ہے کہ کسی طبقے کے مسلمان ترقی نہین کرتے غریب غربا کے پاس کھانے کو نہین وہ نان شبینہ کو محتاج و درماند ہین انسے ترقی کی بھلا کیا اُمید ہوسکتی ہے۔ اوسط درجے کے مسلمان سوداگری اور سود اور انگریزی تعلیم کو جو خاص ذریعۂ عروج و ترقی ہین گناہ و کفر قرار دیتے ہین اور امراء اہل اسلام عیش و عشرت اور سستی و کاہلی کے ہاتھ ایسے بک گئے ہین کہ انسے اُمید بہبود رکھنا خیال خام ہے۔ مین بھی لکھنؤ کا ایک امیرزادہ ہون۔ گو مدت مدید سے وطن چھوڑا مگر ماوا و ملجا وہی ہے مجھے وہان کے امراء کی حالت پر افسوس ہے۔ باستثناء چند شہزادگان و عمائد سبکو اسی حال مین پایا ہم لوگون کی زندگی بھی کوئی زندگی ہے۔ زندگی کا لطف انگریز اُٹھاتے ہین۔

ہم تو زندگی کو تباہ کرتے ہین باپ دادا پردادا حرام حلال کا روپیہ چھوڑ گئے یا وثیقہ کہین سے بیش قرار مقرر ہوگیا بس اسی مین گلچھرے اڑاتے ہین اور اہل مین دیکھو تو گلچھرے تو کیا خاک اُڑاتے ہین ہان روپیے کو بیکار اور بے مصرف لٹاتے البتہ ہین اور بیوقوف الگ بنتے ہین۔ دولت کی دولت لٹائین اور اُلّو کے اُلّو بنین۔ یکے نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ۔ گدھے نے کھیت کھایا پاپ نہ پُن۔ اور ستم یہ ہے کہ جو ذات شریف ہماری دولت کے مزے اُٹھاتے ہین وہی اُلٹا ہم کو بیوقوف بناتے ہین اور سارے زمانے مین کہتے پھرتے ہین کہ ہم تو فلان شخص کو خوب اُلّو بنا بنا کے مال چیرتے ہین مگر ہماری عقل کی آنکھون پر ایسی پٹی بندھی ہوئی ہے کہ ہمین کچھ سوجھتا ہی نہین۔ اور اگر کوئی خیر خواہ دوست ہمکو سمجھائے کہ یار تم کس تباہی کے جہاز مین گرفتار ہو تو ہم اُسکو اپنا دشمن سمجھنے لگین اور پھر اُسکو اپنی صحبت مین نہ بیٹھنے دین۔ افسوس ہے کہ ناصح مشفق کو ہم دشمن سمجھ بیٹھتے ہین اور خوشامد خورون اور یاران نانی اور یاران زبانی کی خوشامد اور تملق اور جھوٹی تعریفون پر اس قدر ریجھ جاتے ہین کہ ان کی دشمنی ذرا نہین سوجھتی ہے۔ ع

بُرے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم بُرا سمجھے
پڑین پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

اسکے کئی اسباب ہین۔ منجملہ ان سببون کے ایک سبب خاص یہ ہے کہ ہماری تعلیم ناقص ہوتی ہے یا یون کہین کہ ہمکو تعلیم دی ہی نہین جاتی ہے۔ ہم سب عموماً اس مصرع کے مصداق ہین۔ ع خود غلط

املا غلط انشا غلط۔ کوچے کو ہم کوچہ کہتے ہین۔ ورنہ کے عوض اکثر (و الانہ) استعمال کرتے ہین (کہ) یعنی کاف بیانیہ کو (کی) کیسطرح پر لکھتے ہین۔ انگریزی پڑھنے کا بھی اگر شوق کیا تو اسے بی سی پڑھکر فاضل ہوگئے۔ اور جو فرسٹ نمبر ریڈر پڑھ لی تو زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ گویا منشی ہوچکے۔ ظاہر ہے کہ جب ہم بھی گنوارون کی طرح جاہل اور ان پڑھ ہونگے تو ہم اپنی سوسائٹی مین کیا خاک ترقی کرسکین گے۔ لفاظی اور فقرہ بازی اور شے ہے اور علم شے دیگر۔ اگر زبان کا (لقلقہ) ہوا تو کیا خالی خولی فقرہ بازی سے مطلب برابری معلوم۔

دوسرا نقص یہ ہے کہ ہماری صحبت بڑی خراب ہے۔ ہماری صحبت مین وہ لوگ بیٹھتے ہین جو ہماری طرح مورکھ اور جاہل ہوتے ہین اور الف کے نام بے بھی نہین جانتے۔ بلکہ تمام زمانے کے کائیان اڑیمار۔ بد وضع چلبلے۔ ذات شریف ہوتے ہین۔ جو اپنی تمام عمر کاہلی اور سستی اور جعلسازی مین صرف کرتے ہین جو کبھی کوئی کام نہین کرتے بجز اسکے کہ آج ایک رئیس کی صحبت مین ہین۔ کل وہان سے نکالے گئے کسی اور کی صحبت مین بیٹھے دس پانچ روپیہ ماہواری تنخواہ مقرر ہوگئی دسترخوان پر کھانا کھانے لگے۔ ان لوگون کو ہمیشہ یہی فکر رہتی ہے کہ کیسطرح رئیس کو دھوکا دیکر کچھ اینٹھین۔ شراب خواری یہ سکھائین۔ بدکردار اور بد وضع عورتین یہ پیش کرین۔ قماربازی مین انکو دخل۔ چانڈو پلانا یہ سکھائین۔ مدک کا شوق یہ دلوائین

الغرض۔ یہ حضرات اِس مثل کے پورے پورے مصداق ہین (سب گن پورے، اِنھین کون کہے لنڈورے)۔ اگر کوئی ان سے پانچ انگلیان ملائے تو پوری پانچ پھر اسکے ہاتھ نہ لگین ایک آدھ اُنگلی یہ ضرور اڑا لینگے اسمین فرق ہی نہین پڑسکتا۔ ایسی گھاتین اور وہ وہ داؤن پیچ یاد ہین کہ مارین چارون خانے چت معاملہ پٹ تو پڑ ہی نہین سکتا۔ اور کمسن رئیسون کو اپنی راہ پر لانا اور جھکا دینا تو بائین ہاتھ کا کرتب ہے۔ یہ تو کوئی اِنکے شاگردون سے سیکھ جائے چٹکیون مین رنگ چڑھا دین اور اپنے رنگ پر لے آئین اور وہ رئیس زادہ اِنکا دم بھرے۔ وہ یہی سمجھے کہ ان سے بڑھکر دوست دوسرا پیدا نہین ہوا ہے۔

ان حضرات سے ہم لوگون کو بہت احتراز کرنا چاہیئے اور حتی الوسع یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ ہمارے لڑکے اُنکی صحبت سے بچین ورنہ اگر اُنکی صحبت ہوئی تو بس پھر یہ ضرور جنگ پر چڑھا لینگے اِن کے ادنی ادنی ہتکھنڈے یہ ہین۔

ا۔ پہلے رئیس زادے کو ٹٹولا کہ کتنے پانی مین ہے۔ پھر اسکی خوشامد کرنی شروع کی دو ایک مرتبہ لسانی کے ساتھ گفتگو کی۔ کبھی ہوا کھانے ساتھ گئے بس قابو مین کرلیا۔ جب تک اِس سے روپیہ مل سکا خوب دل کھولکر اڑایا۔ جب دیکھا کہ گھر سے نہین ملتا۔ بیوی کا زیور منگوایا اُسکو اونے پونے پر بیچلا۔ سو کا مال پچاس پر اسکے کوڑے کیے۔ دس رئیس کے ہاتھ دھرے چالیس خود اُڑائے۔ جب زیور بھی قید مین رہنے لگا اور ہرطرف سے ناجائز

آدمی کا دروازہ بند ہوا تو رئیس زادے کو اِدھر اُدھر اِس وعدے پر قرض دلوانے کی کوشش کی کہ جب اُنکے باپ مرینگے تو ادا کرو نیگے سو دیجیے ہزار کا تمسک لکھوا لیجیے۔ دس روپیہ سیکڑہ سود دینے پر موجود انٹی سیفی پڑھ رہے ہین کہ با امرین تو بھل ہین۔ اکثر لالچی آدمی پھنس بھی جاتے ہین پچاس دیکے دو سو لکھوا لیے۔ اپنے نزدیک گویا جوا کھیلا۔ ملے تو پچاس کے دو سو اور اگر ڈوبے تو گھر سے بھی گئے۔ ملنا ملانا اور سو کے دو ہزار ہونا تو بجیر۔ اکثر ایسی رقمون کو ڈوبتے ہی دیکھا ہے۔

۳- یا یہ کارستانی کی کہ کسی عورت سے عقد کر لیا اور اُسکی چھوکری رئیسوں کے پیش کش کرنے لگے۔ چھوکری بھی قابو مین اور اسکی امّان بھی۔ نوعمر رئیسون کو بھرّے دینے شروع کیے حضور پری کی کیا حقیقت ہی۔ اور شوخی کی تو قسم کھانی چاہیے سنجلی تو بیٹھتی ہی نہین۔ بس حضور ہی کے قابل ہی اور سن دن نک سک بات چیت سب طرح اچھی۔ ایکدن حضور ملاحظہ کر لین نا۔ یہاں سے قدم بھر پر بیرونی خندق مین تو مکان ہی۔ نوعمر رئیس بھلا ایسی باتون پر کیون نہ پھسل پڑے۔ ع۔ نہ تنہا عشق از دیدار خیزد۔

گیا اور بلا مین پھنسا۔ متعہ کرا دین نکاح کرا دین کچھ لکھوا پڑھوا دین۔ جو ستم چاہین ڈھائین۔ اختیار ہی۔ اگر ہم لوگون کو اچھی تعلیم دیجائے اور ہمارے ہمنشین لائق اور مہذب اور روشن ضمیر لوگ ہون تو ممکن نہین کہ ہم ترقی نہ کرین اور ہمارے خیالات اعلےٰ درجے کے شایستہ نہ ہو جائین۔ افسوس ہی کہ نہ تو گھر پر کو فارسی عربی پڑھائی جاتی ہی اور نہ اسکول مین انگریزی کی تعلیم دیجاتی ہی۔ لڑکپن سے ہمکو وہ وہ باتین سکھائی جاتی ہین جو سراسر آئینہ مضرت بخش ہین۔ پتنگ بازی کے جو پتنگ بڑھے تو اُسی کے ہو رہے۔ دو دو چار چار پانچ پانچ روپیے اشرفی پیچ لڑ رہا ہی خوشامد خورے شہ دے رہے ہین کہ حضور کا آج تمام لکھنؤ مین نام ہو رہا ہی کہ اشرفی اشرفی پیچ فلانے رئیس کے ہان لڑ رہا ہی۔ کوئی کہتا ہی سرکار میدان لڑا ہے تو ایسا۔ ملکون ملکون مشہور ہو گیا۔ رئیس زادہ پھولے نہین سماتا۔ مصاحبون سے پوچھتا ہی کیون جی بھلا گوہربان کو بھی خبر ہو گئی ہی کہ ہمارے ہان اشرفی پیچ بد بد کے لڑ رہا ہی۔ انھون اور بڑھانا شروع کیا۔ اے حضور بس یہ سمجھ لیجیے کہ تمام چوک کے کمرے سونے پڑے رہتے ہین جتنی ہین چھوٹی اور بڑی سب کوٹھون پر سے حضور کے میدان کی سیر دیکھتی ہین۔ پہر دن رہے سے چوک کے کمرے سب سونے ہو جاتے ہین اور کوٹھے پرستان بنجاتے ہین۔ معلوم ہوتا ہی دن رہے ہی سے کئی چاند نکل آئے ہین۔ ایسا میدان تو جنرل صاحب نے بھی نہین لڑایا تھا۔ اور حضور یہی رہجاتا ہے۔ روپیہ پیسا کوئی چھاتی پر رکھ کے تو لے نہین جاتا بیرومل نے سوکھی دھوم سے نکالی آجتک نام ہی سارا زمانہ تعریف کرتا ہی کہ بھئی سوکھیان تو بہت دیکھین مگر ہی کیا کہ بیرومل کی سی سوکھی نہ سنی نہ دیکھی نواب سعید الدولہ بہادر کو خدا بخشے مر گئے مگر نام چھوڑ گئے۔ آجتک لوگ نیکی سے اور ساتھ تعریف کے اُنکا نام لیتے ہین۔ تو کس سبب سے۔

اُنکی فیاضی کے سبب سے۔ اور بہت رئیس بھی مرے مگر کوئی نام بھی نہین لیتا اور جانتا بھی نہین کہ کون تھے اور کون نہین تھے اور حضور کو تو حق تعالیٰ نے وہ ریاست مزاج مین عطا کی ہی کہ تعریف کرنا محال ہی اور کیون نہو پوتڑون کے رئیس ہین یہی باتین تو یادگار رہجاتی ہین ؎

نہ زندہ است نام فرخ نوشیروان زعدل
گفتند بسے گذرد کہ نوشیروان نمرد

پڑھے لکھے تو یہ لوگ ہوتے ہی نہین اور اگر اکا دکا کوئی جانتا بھی ہوا تو شُد بُد۔ لہذا (بہ سبب) اور (زندہ ست) کو زندہ است کہنے لگے شیخ سعدی کو بھی اصلاح دیدی۔ نوعمر رئیس اِن بھرون مین کیون نہ آئے۔ ع۔

خوشامد ہر کرا کردی خوشش آمد

اور جو چانڈو بازی کی لت لگادی تو اور بھی گئے گذرے دن رات بخت اندھون کی طرح اوندھے پڑے چانڈو اُڑا رہے ہین۔ صبح ہی تو اور شام ہی تو بجز اس کم بخت چانڈو کے اور کوئی شغل ہی نہین مکان کثیف۔ کپڑے میلے۔ ہر وقت لمپ اور تیل اور قیم کے سٹ کا شغل ہی۔ بیٹھے تو اُٹھا نہین جاتا۔ لیٹے تو پھر بیٹھنے کی سکت نہین۔ صحبت بھی اُنھین ہیچ قوم آدمیون کی رہتی ہی۔ باتین بھی ہوتی ہین تو وہی جیسی چانڈو خانے مین ہوا کرتی ہین۔

جن کا سر نہ پیر

ہم یہ نہین کہتے کہ ہم اس سے خود بری ہین ہرگز نہین ہم بھی کم و بیش اِسی قسم کے آدمی تھے مگر ہان اب یہان آنے سے آنکھین کھل گئین

مجھے خوب یاد ہی کہ جب کلکتے کی نمایش گاہ دیکھنے مین گیا تھا تو میرے ساتھ سب بھلا اور اَن پڑھ آدمی تھے اور اگر پڑھے لکھے دو ایک تھے بھی تو وہی دقیانوس کے وقت کے لوگ۔ یہان نینی تال مین مین نے ایک مختصر رسالہ دیکھا جسمین کلکتے کی نمایش گاہ کا کچھ تھوڑا سا ذکر مذکور ہی۔ ایک مقام پر کلون کا ذکر کیا ہی۔ اور ایسی ایسی مفید باتین لکھی ہین کہ مجھے اب اتنے دن کے بعد افسوس ہوتا ہی کہ مین نے کلکتے مین وہ کلین کیون نہ دیکھین۔ خدا جانے مجھے وہان کیا ہوگیا تھا۔ مین نے آنکھین بند کرلی تھین یا میری عقل کی آنکھو پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔ غضب خدا کا۔ اتنی بڑی بڑی کلین مجھے نہ سوجھین۔ مین نے اُس رسالے مین یہ بھی پڑھا کہ کانچ اور شیشے کے برتن بنانے والے بھی ولایت سے آئے تھے۔ جو عمدہ عمدہ مصالح اور نئی نئی ترکیبون سے گلاس اور آبخورے اور طرح طرح کے برتن بناتے تھے۔ خدا کی قسم جو یاد بھی ہو کہ یہ سب سامان کہان تھا حالانکہ پورے ایک مہینے وہان رہا۔ مگر بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ ہی جھونکا کیے۔ واہ رے ہم۔ یہ بھی اُس رسالے سے منکشف ہوا کہ نمایش گاہ مذکور مین کسی شخص کے میدان کے تالاب کے سامنے جہان کلین تھین ایک ایسا بنگلہ بنایا تھا جسمین تین ملکونکی مختلف آب و ہوا کا۔ ایک ہی مقام پر لطف حاصل ہوتا تھا پہلے درجے مین گئے تو معمولی آب و ہوا۔ دوسرے مین گئے تو افریقہ یعنی حبش کی سی گرمی۔ اِسکے بعد ایک اور درجہ تھا جسمین سردی بہت تھی اور آخری درجے

ہین گئے تو معلوم ہوا کہ نئی ہیر زمستان دیکھ سکتے
ہین وہ سٹھٹرن کہ اللہ ان اب ہین جو غور کرتا ہون
تو ذرا خیال ہی نہین ہوتا کہ وہ کون بنگلہ تھا یہ مقام
قابل دید ہوگا مگر ہم اس سے بالکل محروم رہے۔
وجہ یہ کہ ہم وہان نمایش گاہ دیکھنے تو گئے
مگر یہ نہین سمجھتے تھے کہ یہ نمایش گاہ کیون منعقد
ہوئی ہے۔ اس سے ہمین کوئی بحث ہی نہین تھی
ہم تو وہان اس فکر مین تھے کہ تمام دنیا کی عورتون کو
دیکھین۔ دن رات یہی جستجو تھی کہ حسین حسین بنگالنین
کہان رہتی ہین۔ جرمنی کی خوبصورت خوبصورت
چھوکریون کا محلہ کون ہے۔ آج کسی (امٹی ہوئین)
چلین جسکو خالی گھر کہتے ہین اور جو فسق اور فجور
کا گھر ہے۔ مچھوا بازار کی گشت کر رہے ہین کبھی کسی
یہودن پر عاشق ہوئے۔ کبھی کسی ارمن کا عشق
چرایا۔ تھیٹر دن اور سرکس مین پہونچے۔ ہوٹل ڈی
یورپ مین مزے اڑائے۔ بجرون پر کلکتے کی کھٹے
والیون کو نچایا۔ احباب کو انکا ناچ دکھایا۔ ہمین
اپنی اُس حالت پر شرم آتی ہے مگر از ماست
کہ بر ماست۔

کبھی کلکتے کے کسی باکمال آدمی کی صحبت مین
نہ بیٹھے۔ یہان اخبارون مین تعریفین پڑھتے ہین
کہ وہان کے اسپیکر ایسے ایسے زبردست لوگ
ہین کہ تمام ہند مین نظیر نہین رکھتے۔ ٹون حال
مین فلان فلان لائق فائق بنگالی نے جو اپنے
وقت کا سحبان وائل ہے نمایش گاہ کے زمانے
مین بڑی بڑی دھوان دھار اسپیچین دی تھین۔
اسپیچونکا سننا درکنار ہمین یہی نہین معلوم کہ
ٹون حال کرن بنانوذ کا نام ہے ہم سنتے ہین کہ وہ انکے
علما جدید سائنس کی نسبت علمی لکچر دیتے ہین مگر
ہمارے نزدیک یہ سب کہانیان ہین۔ افسوس
صد افسوس)۔

کلکتے کے پل کی بھی بڑی تعریف سنتے
ہین کہ بڑے مشہور اور نامی انجنیر وان نے اپنے
فن کے جوہر اُسکی تعمیر مین ظاہر کیے ہین۔ ہمکو یاد ہی
نہین کہ وہ پل کہان تھا۔

اگر ہمارے ہمنشین پڑھے لکھے لوگ ہوتے
اور زمانۂ حال کی تہذیب سے انکو واقفیت ہوتی
تو وہ ضرور ہمکو فائدہ پہونچاتے۔ اور ہمارا کلکتے
کا جانا بیکار نہوتا مگر ہمارے ساتھی بے فکری
اور عیاشی اور کاہلی مین ہم سے بھی بڑھے
ہوئے تھے۔

اور ایک ہمیر کیا فرض ہے۔ خیر سے جتنے
ہندوستانی گئے تھے سب قریب قریب ایک ہی
خشن کے۔ اور لکھنؤ والون کو تو نمایش گاہ کا
کوئی لطف ہی نہ تھا۔ وہ تو صرف عورتون کے
گوہر حُسن کے جوہری بن گئے تھے۔ باقی اللہ
اللہ خیر صلاح۔

سید احمد خان جو عقل کی بات سکھاتے ہین تو
انکو ہماری قوم کے حضرات بُرا بھلا کہتے ہین۔ انپر یہ اعتراض
ہے کہ حج عتبات عالیات کے لیے کیون نہ گئے۔
ولایت کے سفر اور قیام کو انھون نے حج پر کیون
ترجیح دی۔ آنریبل سید احمد خان کہلانے اور نجم الہند
کا خطاب پانے سے دنیا مین نیکنامی ہوئی تو کیا۔
حاجی حرمین الشریفین ہوتے تو عاقبت سدھرتی۔

پوچھیے آپ کو اس جھگڑے سے کیا مطلب ہے۔ وہ حج کو نہیں سگئے آپ کوئی قاضی ہین۔ یہ نہین دیکھتے کہ وہ کشتۂ قوم اپنی قوم کے لیے کیا کر رہا ہے۔ کن کن حکیمانہ تدبیرون سے اسلام کی حالت کے ترقی دینے مین ساعی بالخیر ہے۔ اپنی عمر اُس نے بہبودی اسلام ہی مین صرف کی اور اب تک صرف کر رہا ہے۔ گویا اپنے آپ کو وقف کر دیا ان باتون پر ہمارے مسلمان بھائی نظر نہین ڈالتے اعتراض بیجا اور مہمل نکتہ چینی کرنے کو موجود اور یہ سر گئے ملا اور بھی عظمت اسلام کی گردن پر چھری پھیرنا چاہتے ہین اور اہل اسلام کو تقلید کے پھندے مین جکڑے دیتے ہین یہ نہین دیکھتے کہ زمانے کا رنگ کیا ہے۔ اب مسلمانو نکی عملداری تو ہے نہین۔ اب تو ہم ملکہ معظمہ انگلستان کی رعایا ہین اور ہماری عظمت قومی اسمین ہے کہ اس عملداری اور اس زمانے کے مطابق اپنی سوشل حالت مین ترقی کرین نہ کہ اسکے برعکس اول جلول اور فضول باتون مین وقت ضایع کرین اور ہندوستان کی اور قومون سے بتنزل ہو جائین۔

ہمارے مسلمان بھائی روم مین کیسی ترقی کر رہے ہین۔ وہان یہ فضول قیود مذہبی نہین ہین کہ عیسائیون کی چھینٹ پڑی اور ناپاک ہو گئے۔ انگریز کے ساتھ کھانا کھایا اور دین و دنیا دونون سے گئے گذرے۔ یہ مہمل باتین وہان نہین ہین انکے خیال ایسے مزخرف اور لچر نہین ہین وہ آزادی کے ساتھ انگریزون اور فرانسیسون اور ہر ملک کے عیسائیو نکے ساتھ ایک میز پر کھانا کھاتے ہین جو لوگ زیادہ تر محتاط ہین وہ صرف اسقدر احتیاط کرتے ہین کہ جب انگریزون یا فرانسیسون کے ساتھ کھاتے ہین تو اتنا لحاظ رکھتے ہین کہ شراب اور لحم خوک نہو بس۔ مگر یہان تو ہم لوگون کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ جو اصول ہمنے قائم کر لیے ہین چاہے ساری خدائی کے اصول انکے خلاف ہون اور چاہے کابل اور فارس اور روم سبکے نرالے اصول ہون مگر ہم انکی پابندی اپنے اوپر فرض سمجھتے ہین۔ سبسے زیادہ افسوس یہ ہے کہ مسلمان مسلمان ہی آپسمین سکٹے مرتے ہین۔ سُنّی شیعون کے جھگڑے ستم ڈھاتے ہین انکو ان سے نفرت۔ انکو انسے تنفر۔ وہ انکے بدخواہ۔ یہ انکے دشمن۔ اب فرمایئے ستم ہے یا نہین کہ مسلمان مسلمان کا دشمن جان۔ اگر روم اور ایران مین بھی باہم اسی قسم کی عداوت ہے تو بھی افسوس کا مقام ہے۔ اور یہان ہندوستان مین تو اور بھی زیادہ تاسف و تلہف کا مقام ہے۔ اور اسپر طرہ یہ کہ سُنّی سُنّی کا دشمن شیعہ شیعہ کے خلاف۔ ہفتاد و دو فرقے قائم کر کے اور بھی رہی سہی مٹی خراب کر دی۔ اگر اہل اسلام مین باہم اتفاق ہوتا تو سبحان اللہ مگر اس پھوٹ سے خدا سمجھے جس نے کہین کا نرکھا۔ ع۔

بُرا ہو اس پھوٹ کا خدایا کہ لا کے رکھا نہین کہین کا

اور ان ملاؤن نے اور بھی ہمارے بہتر بگاڑ دیے

ان حضرات نے مذہب کی آڑ مین اپنی جہالت کو خوب رواج دینے کی کوششین کین اور اسلام کے ساتھ برائی کی

لکھنؤ مین ہم لوگون کی حالت شاید اور بہت سے

مقامون کی نسبت خراب ہوگی۔ اول تو وہان کوئی
پیشہ ور نہین۔ اور اگر پنجہ بند یا تارکش یا چکن دوز
ہوئے تو کیا صنعت و حرفت کی ترقی کی جانب
ہملوگ ذرا بھی مائل نہین ہوتے۔ اور تجارت کو
عیب سمجھتے ہین۔ ہماری جہالت نے ہمکو یہ پٹی پڑھائی
ہے کہ سوداگری بنیون کا کام ہے۔ رئیس سوداگری
نہین کرسکتا۔ اگر رئیس ہوکر سوداگری کرے تو اسکی
بڑی سبکی اور بیعزتی ہو۔ رئیس چاہے فاقہ کرکے
سورہے مگر یہ ممکن نہین کہ سوداگری کرے۔ تجارت
جس سے زیادہ شریف پیشہ دنیا کے پردے پر اور
کوئی نہین ہو اسکو ہم اپنی جہل مرکب کے سبب سے
ایک نہایت ہی ذلیل پیشہ سمجھتے ہین اور یہ نہین دیکھتے
کہ کسی قوم نے آجتک دنیا کے پردے پر بغیر تجارت
کے ترقی ہی نہین کی۔ ہر ملک بڑھا تجارت کے
سبب سے جس ملک کی تجارت کو ترقی ہوئی وہی ملک
خوب پھلا پھولا فرانس کی حالت موجودہ اسکی ادنی سی
مثال ہے لوگ سمجھتے تھے کہ جنگ جرمنی کے بعد فرانس
تباہ ہو جائے گا مگر فرانس نے جنگ اور شکست کے
تھوڑے ہی دن بعد وہ فروغ پایا کہ جرمنی کو بھی
گرد کردیا۔ اب فرانس جرمنی کو کئی بار مول لے کے
چھوڑ دے سکتا ہے یہ سب کس کی جوتیون کا صدقہ
اور کس کا طفیل ہے۔ تجارت کا۔ جن ملکون مین تجارت
نہین ہے وہ عسرت کی حالت مین ہین رعایا مفلس
خزانہ عامرہ معمور نہین۔ لوگ پریشان حال۔ اور اسکے
برعکس جن ملکون مین سوداگری کو فروغ کامل ہے وہ
رونق پر ہین۔ انگلستان کی دولت اور مرفہ حالی اور
آسودگی اور رعایا کی ثروت اور ملک کی ترقی کا
کیا کہنا۔ اہل لکھنؤ کو عموماً تجارت سے نفرت ہے
اور سوداگری کو صرف مارواڑیون کا حصہ تصور
کرتے ہین۔ اور یہی وجہ اُنکے افلاس کی ہے۔ تجارت
کے عوض ہمارے شہر مین وہ وہ باتین ہوتی ہین جو
ترقی ملکی کی دشمن۔ خانہ برانداز ترقی آتش زن
کا لائے آسودگی اور فروغ بازار تباہی اور پریشان
حالی ہین۔ مثلاً بٹیر بازی۔ اسکا اہل لکھنؤ کو بڑا شوق
ہے بڑے نامی وثیقہ دار ہین۔ بڑے معزز آدمی۔
صدہا آدمیون کی روٹیان آنکی بدولت چلتی ہین
گرمٹیر بازی پر جان دیتے ہین۔ اور پالیون مین بٹیر
لے لیکر مع خدم و حشم پہونچتے ہین۔ نواب صاحب
ہین بڑے نامی گھرانے کے۔ شجرہ تیمور سے ملاتے ہین
لیکن بٹیر بازی کا شوق بدرجہ غایت۔ اُن کا بٹیر
تمام لکھنؤ مین مشہور ہے پانچ پانچ سو کی بازی بدبدکے
لڑاتے ہین۔ محرر یا متصدی ہے وہ بھی بٹیر باز ہے سنار
ہے لہار ہے وہ بھی بٹیر باز مہرا ہے وہ بھی بٹیر باز اڈے پر بیٹھے
بٹیر مٹھیا رہے ہین۔ ڈولی کاندھے پر بٹیر ہاتھ مین اسکے سوا
کبوتر بازی کی وہ کثرت ہے کہ الامان۔ جدھر دیکھیے
کو اور کا کی آواز بلند ہے۔ جہان جایئے چھیپی مل رہی
ہے۔ کٹی کی جان عذاب مین ہے۔ ہزارہا آدمیون کی
روٹی اسی پر ہے۔ اور یہی نہین کہ کسی خاص قوم کا
شغل ہو نہین۔ امیر اور غریب اور ہندو مسلمان
کسی کی خصوصیت نہین ہے۔ کیسے باشد۔ دن بھر
غل مچایا کرتے ہین۔ اسکے علاوہ تینگ بازی بھی
ایک بہت بڑا شغل ہے۔ میدان بدے جاتے ہین
ہزارون کے وارے ہوتے ہین۔ تینگ باز نوکر
رکھے جاتے ہین لنڈورے پیچ بدے جاتے ہین

مرغ بازی کا شوق ان سب سے بڑھا ہوا ہے۔ گھنٹوں
اٹھے پڑے ہوئے ہین۔ خون کے شراٹے بہ رہے ہین
سٹھٹھ کے سٹھٹھ لگے ہوئے ہین ایک ایک پہ دس دس گرے
پڑے ہین۔ ہنگامۂ محشر بپا ہے۔ اور اس چانڈو بازی
نے اور بھی رہی سہی مٹی خراب کردی۔ مدک بازی کا
شوق تو شہر مین پہلے ہی سے تھا اور چرس کی بھی
گرمی بازار تھی۔ لو آسمان کی خبر لاتی ہے۔ ساقنو نکی
بن آتی ہے جو آیا بی بی ساقن کے دمون کی خیر۔ مگر
چانڈو بازی نے ان سب نشون کے کان کاٹے
بخت داژدون کی طرح پہلے ہی اوندھے ہوگئے۔

اب فرمائیے جس شہر مین بیفکرے پن کی اسقدر
گرم بازاری ہو وہان افلاس اور عسرت کیون نہ
ترقی کرے۔ جہان اتنے اشتغال عدد سے ترقی
قومی ہون وہان ادبار کیون نہ در در اور گھر گھر نظر
آئے۔ نہ کوئی منڈی ہے نہ صناعی۔ کامدانی اور
چکن تو خیر معدودے چند کا پیشہ ہے بھی مگر اس سے
کیا ہوتا ہے کانپور کو دیکھیے تجارت کی بدولت
کسقدر ترقی کی کہ آج ممالک مغربی و شمالی واودھ
مین دوسرا شہر اسکا نقطۂ مقابل نہین ہے۔

اگر شعر شاعری کی طرف متوجہ ہوئے تو کیا۔
اول تو اس زمانے مین شعر شاعری کوئی کارآمد شے
نہین۔ اور اگر ہو بھی تو اسمین بھی زمانہ حال
کے مطابق ہم ترقی نہین کرتے۔ پرانے ڈھرے
پر چلتے ہین۔ اور اسی پرانی لکیر کے فقیر ہین وہی
تنگ بندی۔ وہی گل بلبل کا جھگڑا اور عشق و
حسن کی بحث وہی مجنون اور لیلی۔ فرہاد و شیرین
اور وامق وعذرا کے عشق کی کہانی اور سرے مستی
اور پان اور آواز خلخال اور معشوق کے لب لعل اور
بوسۂ روح پرور کا ذکر مذکور اور منصور کا سولی پر چڑھنا
فرمایئے اس سے دنیا یا عقبی کا کونسا فائدہ ہے۔ بیٹھے
ٹھالے مین تک ملایا کیجیے۔ پھر اس سے مطلب۔

اب بتدریج شاعری کی طرف لوگ زیادہ تر مائل
ہوتے جاتے ہین اور انکی کوشش یہ ہوتی ہے کہ شاعری
کو ایک کارآمد شغل بنائین۔ غزل کے پڑھنے سے
بجز اسکے اور کیا نتیجہ نکلے گا کہ اگر شاعر نے تشبیہ اور
رعایت کا پہلو اچھا رکھا ہو تو ایک ساعت کے لیے
پڑھنے والے کا جی خوش ہو جائے گا۔ مثلاً

میر ؎

قصد کعبے کا خیال خام ہے | کچھ نہین وان بھی خدا کا نام ہے

یا مثلاً اسیر مبرور نے کہ اپنے عصر کے میر تھے واقعی
کیا خوب فرمایا ہے اور داد سخن دی ہے۔

تیغ قاتل کو دیا سر جان عزرائیل کو
تنگدستی مین کہان قاصر مری ہمت ہوئی
مفلسی بھی کیا کسی زردار کی دولت ہوئی
جب ہوئی ہمکو تلاش رزق بے منت ہوئی

اس غزل مین کیا کیا شعر نکالے ہین کہ زمین
غزل کو رشک آسمان بنایا ہے۔ اور اس مطلع مین
کہ واقعی روکش مطلع خورشید ہے کسقدر زور طبع بلکہ نور طبع
دکھایا ہے۔

یا مثلاً جناب حکیم نے جو اسیر مغفور کے خلف اکبر
ہین کیا خوب فرمایا ہے۔

جو جانور حرام نہین ہے حلال ہے | ادکھو یہ پھنسنے کے رفیقونکا حال ہے

اور انکے برادر اصغر افضل نے۔

مثل مسیح ہو کہ جھونکے نیند کے سولی پہ آتے ہین

خواجہ حیدر علی آتش آنجہانی نے کہ رشک خاقانی اور غیرت قاآنی تھے کیا موتی پروئے ہین۔

ورد زبان جناب نجف کا نام ہی	قابل درود پڑھنے کے اپنا کلام ہی
زنجیر ہی وہ زلف مشکین نہ دام ہی	شاعر کہا کرین انھین سودائے خام ہی
صبح بہار ہی مجھے ساقی پلا شراب	سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہی
ہم چشم ترکو سامنے کرتے ہین ابر کے	ہم ہنس پڑے تو برق کا قہقہہ تمام ہی
غافل یہ یار سے آتی ہی یہ صدا	مردے سے لیجیے وہ جو زندے کا کام ہی

یہ سودائے شہادت ہی ہمارے سرکو لے قاتل
تری تلوار کا دم بھرتی ہی جو رگ ہی گردن مین
پلاتا ہے نہین ہون دوستی سے اس ستمگر کو
چھری پیتا ہون اپنے ذبح کو ہین سب دشمن مین
کھلا زلفون کے لہرانے سے اس تصار نگین پہ
زرگل ہی کہانی کو دو کالے ہین گلشن مین

یا مثلاً ذوق نے سہرے کی شان مین جو جو کلام بلاغت التیام کہا ہی اسکا ایک ایک شعر موتیون مین تولنے کے قابل ہی۔

آج وہ دن ہی کہ لائے دُر انجم سے فلک
کشتی زر مین مہ نو کے لگا کر سہرا
وہ کہے صل علےٰ یہ کہے سبحان اللہ
دیکھین مکھڑے پہ جو تیرے مہ و اختر سہرا
ایک کو ایک پہ تزئین ہی دم آرایش
سر پہ دستار ہی دستار کے اوپر سہرا

جب لکچر سُنکر گھر واپس آئے تو یون باہم مکالمہ ہوا

نواب۔ سبحان اللہ کیا اسپیچ ہی۔ مین تو اس اسپیچ پر عاشق ہوگیا سبھی اور اکثر باتین بندہ درگاہ ہی کے حسب حال ہین۔ ہم بھی تمام عمر ایسی ہی صحبت مین بیٹھے ہین یہ نواب صاحب بیٹھے تھے۔ نمایش گاہ مین اینجانب بھی اسی جگہ مین رہے تھے جس کا ذکر کیا گیا۔

چپٹمن۔ دنیا تو اس رنگ سے جتنے آدمی پاؤگے سب ایک فیشن کے۔

آغا۔ مگر واللہ اس شخص نے خوب ترقی کی ہی جینے انکو اکثر کبھی کی مسجد کے پاس ٹہلیا اور۔

مہراج۔ انکی فصد کھلوائیے۔

نواب۔ نجد ایسے گدھون کی سمجھ مین یہ باتین نہ آئنگی جی۔ ع۔ کار بوزینہ نیست نجاری۔

مہراج۔ چہ داند بوزنہ لذات ادرک۔

مسخرہ۔ حضور یہ تو مسخرا پنے ہی اور یہ پھبتیان کہنے لگے۔

نواب۔ سید احمد خان کی یہ بھی تعریف کرتے ہین اور وہ قابل تعریف ہین ہی مگر ہم لوگون مین یہ خرابی ہی کہ عقل کی بات کسی نے کہی اور ہم نے اسکا ٹٹو الیا۔ چاہے دنیا بھر کے چھلیے اور دغاباز اور بدمعاش اور جواری اور کاذب اور تارک الصوم والصلوٰۃ ہون کس بھی پرسد۔ مگر انگریز کے ساتھ کھانا کھایا اور مورد طعن بنگیا۔ میز کرسی پر کھاتے ہی کافر ہوگیا۔ یہ بیچارہ ہماری طرح یہ سب باتین خود بھگتے ہوئے ہی۔ مگر واللہ شعر شاعری کا تو اردو ہوتے سنا تھا۔ کسی کے حال اور سوالخمری کا دوسرے کے حال اور سوالخمری سے توارد ہوتے آج ہی دیکھا۔

مسخرہ۔ حضور یہ انھون نے سرقہ کیا ہی۔

آغا۔ دہ ایک حضور یہ کیا فرض ہی ہم جتنے ہین سب ایک فیشن کے ہین۔ انکا حال صرف آپ ہی کے

حال سے دو چار ہونا نہین ہوا بلکہ ہم سب اسی حال مین گرفتار ہین۔

دن عید رات شب برات

اس دلکش تقریر کے سننے سے نواب صاحب کے بہت سے خیالات بدل گئے۔ کئی دن تک آغا صاحب اور نواب چھٹن صاحب اور وہ چارون تربیت یافتہ احباب ذی لیاقت سے جنسے پہاڑ پر حسن اتفاق سے ملاقات ہوئی تھی اس اسپیچ کی نسبت گھنٹا دو گھنٹے روز باہم گفتگو اور بحث کرتے تھے اس بحث اور علمی گفتگو سے نوابصاحب اور انکے دوستون کو بڑا فائدہ حاصل ہوا اور آخر نواب صاحب نے صاف صاف کہدیا کہ لکھنؤ مین نہ ہمارے یہ خیالات ہوتے اور نہ ایسی عمدہ صحبت وہان ملتی۔ کیونکہ ہمارا میلان طبیعت وہان ان باتون کی جانب کبھی ہوا ہی نہین۔ یہان جو جو باتین مین نے سنین اور دیکھین اُنسے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ ہم لوگونکو ابھی بہت کچھ سیکھنا ہی۔

اور اگر ہم اپنی حالت مین ترقی کرنا چاہتے ہین تو ہمپر فرض ہی کہ اکثر باتون مین شایستہ قومون کی تقلید کرین اب وہ زمانہ واقعی نہین ہی کہ ہم مسجد کے ملاؤن کے بہکانے مین آئین اور انگریزی تعلیم کو گناہ سمجھین۔ اب بے انگریزی پڑھے کشود کار محال ہی۔ پرانے خیالات کی اگر پوری پابندی کرینگے تو کسی مصرف کے نہ رہین گے چھٹن صاحب اور آغا صاحب بھی اُنسے متفق الراے تھے مگر منشی مہراج بلی صاحب دونون لکھنؤ والون کے خلاف۔ نواب صاحب کے

خیالات مین شایستگی اور آراستگی تو ضرور آگئی تھی مگر لڑکپن سے جن باتون کے عادی تھے وہ بھلا کہان چھوٹ سکتی تھین اور وہ بھی دفعۃً جبتک اِنکے تربیت یافتہ احباب نینی تال انکے ساتھ رہتے تھے تب تک تو مزاج مین انہا کی آراستگی رہتی تھی مگر جب نازو اور قمرن اور اختر وغیرہ کی صحبت ہوتی تھی تو پھر وہی وارستگی۔ وہی دھاچوکڑی۔ وہی پرانے اشغال۔ وہی سب باتین۔

ایک روز صلاح ہوئی کہ کل دو تین میل پر چلکے پہاڑ کی سیر کرین اور دن بھر وہین رہین اور کھانا بھی وہین پکے اور شام کو واپس آئین چھولداریان اور شامیانے جو ہمراہ تھے اسی روز وہان روانہ کردیے اور نصب کرادیے گئے۔ دوسرے روز دو گھڑی رات رہے تارون کی چھاؤن مین قافلہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاتا روانہ ہوا۔ منشی مہراج بلی صاحب حسب معمول ڈانڈی پر لدے اور لوگون کے ساتھ گھوڑے تھے مگر پیدل ہی چلنے کی صلاح ہوئی۔

مسخرہ۔ خدا کرے اسوقت بھیڑیا نہ نکلے نہین تو آفت ہی ہوجائے گی۔ بھاگتے راستہ نہ ملے گا۔

مہراج۔ (ڈانڈی والے قلی سے) اے او۔ کیا شب کے وقت یہان بھی جنگلی کتا بھولا بھٹکا نکلتا ہے۔

قلی۔ ہون۔ کیا بولا۔ سید ھا چلا ہی۔ ابھی دور یہان سے ہیگا۔ ہکو ڈرکا حال جانتا ہوا ہی۔

مہراج۔ من چہ می سرایم و طنبورہ من چہ می سراید

ابے کیدی، خر سمجھا کہ نہیں سمجھا - نرا گیدی ہی ہے -

قلی - گدہی - گدہی کیا ہوگا - جبلا جیل - ہے گدہی چلا ہے - ایسا بولتا ہیگا -

مہراج - اپنی مسخرہ بناتا ہی ہین - اے عدوے، خر جنگلی کتا تو اس جنگل مین نہین لگتا ہی کہین بات سمجھتا نہین اور اول جلول بکتا ہی -

راوی - ڈانڈی کے قلی سمجھ گئے کہ واہی ہین - ابکی کسی نے جواب نہین دیا - تو یہ اور جھلائے اور چونکہ مسخرے نے بھیڑیے کا نام لیا تھا اور انکے دلپر جمی ہوئی تھی کہ رات کو بھیڑیے کا نام لیا اور وہ آن موجود ہوا اس سبب سے یہ دل ہی دلمین خوف کرنے لگے کہ مبادا بھیڑیا آجائے مگر یہ انکو خوب یقین تھا کہ قافلے بھر مین کسی کو انکے ساتھ ہمدردی نہین ہی لہذا قہر درویش بر جان درویش - خاموش ہو رہے - تھوڑے عرصے مین تڑکا ہوا تو جان مین جان آئی - اب تو یہ شیر ہو گئے اور لگے نبکارنے کہ اگر چیتیا کبھی راہ مین ملتا تو کود کے ٹیٹوا ہی لیتا - آواز بھی نہوتی ڈھیر کر دیتا - راستے مین سب بہار جانفزا دیکھکر نینی تال کی توصیف گل و لالہ و آب و ہوا مین عذب البیان تھے اور قمرن بار بار کہتی تھی کہ نواب از براے خدا اب لکھنؤ چلنے کا نام زبان پر نہ لاتا - یہ بہار یہ آب و ہوا یہ لطف وہان کہان یا اللہ وہ لوگ کیسے بدنصیب ہین جو روپیہ ہوتے ساتھی نینی تال نہین آتے اور گرمی کے دنون مین وہین بھاڑ مین پڑے رہتے ہین - اللہ رکھی سو کبھی روٹی بھی دے تو یہان سے جانیکو جی نہ چاہے -

جب ایک پہاڑ کی چوٹی پر داخل ہوئے یہان چھولداریان نصب تھین اور قلہ کوہ سے دامن کہسار تک نظر کی تو ادھر ادھر کی چوٹیان دیکھین تو اور بھی خوش ہوئے دور تک پہاڑ ہی پہاڑ دکھائی دیتے تھے - اور سب پر سبزہ اور درخت - چھولداریون سے باہر کرسیان اور دریان اور غالیچے بچھ گئے - اور اپنی اپنی پسند کے موافق سب بیٹھے جس طرف نظر جاتی تھی طبیعت بشاش ہو جاتی تھی - نو دس بجے ناشتہ کیا - کوئی لیٹا ہوا باتین کرنے لگا کسی نے لمبی تانی - کوئی بیٹھا حقہ پیتا ہی - مہراجی ایک دری پر لیٹتے تو نیند آگئی - آغا صاحب کی بھی آنکھ لگ گئی قمرن بھی چھولداری مین جاکے سو رہین موقع غنیمت نواب صاحب نے نازو کو اشارہ کیا اور وہ بھی گویا موقع ہی تاک رہی تھی اشارہ کرتے ہی اُٹھ کھڑی ہوئی اور ٹہلنے لگی - نواب صاحب نے دیکھا کہ سب اپنے اپنے دھندے مین مصروف ہین تو پہاڑ کی ایک جانب کو چلے اور نازو کو بھی بلا لیا جب سب کی نظرون سے اوجھل ہوئے تو نازو نے بڑھکر نواب کے کاندھے پر ہاتھ رکھدیا اور کمر لچکاتی اٹھلاتی ہوئی چلی - نواب صاحب اسقدر مسرور و محظوظ تھے کہ گویا انکو کسی نے لکھو کھا روپیہ دیدیا - اور نازو کی زلف عنبر بار سے بو جو لپٹین آتی تھین انھون نے انکو اور بھی مست کر دیا - گویا دیوانے کے ہاتھ مین عین جوش جنون کے وقت

کسی نے تلوار دیدی۔ نازو کیطرف دیکھکر بڑی عاجزی سے کہا جانی اپنی خوشی سے کوئی بات ایسی کرو کہ ہمارا جی خوش ہوجائے مگر زبردستی نہین ہے۔ اس دلبر شوخ وبیباک نے کہا۔ تم تو اب پہیلیان بجھوانے لگے۔ یہ کیا کم احسان ہے کہ تمکو لپٹ کر چل رہے ہین۔ احسان فراموشی کرتے ہو۔ اِنھون نے گڑگڑاتے ہوئے کہا یہ احسان ہمارے سر آنکھو نپر۔ مگر۔ مگر کے بعد کا لفظ نہین کہنے پائے تھے کہ نازو نے اِدھر اُدھر سناٹا ہوکا عالم پاکر انکا سر ذرا جھکا کر دو گالو نکے گرم گرم بوسے لیے اور انکو جواب دینے کی مہلت بھی نہین ملی تھی کہ ذقن بھر کر دس قدم پر ہو رہی اور کہا بس اب پلٹو۔ نوابصاحب کو عدولِ حکمی کی مجال نہ تھی فوراً واپس آئے۔ یہان دیکھا کہ کچھ تو سو رہے ہین اور کچھ مزے مزے سے لیٹے ہوئے باتین کر رہے ہین اور ممن اور آغا اور مہراجبلی شیری شراب ڈھال رہے ہین۔ ممن کو تو سب حال معلوم ہی تھا وہ تو تاڑ گئی مگر اور کسی کو نازو اور نواب کی جانب سے ذرا بھی شک نہ گذرا۔ اور دو گھڑی دن رہے تک بادہ گساری اور عیش وعشرت اور فقرہ بازی اور سیر کوہ فلک شکوہ کرکے شام کے قبل سوار ہوئے اور چلے۔ نازو اور ممن کے ہوادار ذرا دور تھے اور کبھی کبھی یہ لوگ گھوڑے اور ٹٹو روک لیتے تھے کہ ہوادار والیون کو کوئی اُڑا نہ لیجائے۔ مگر جس راستے کیطرف سے صبح کو آئے تھے اُسکو بدل دیا۔ تاکہ اور نیا راستہ بھی دیکھ لین۔ اثنائے راہ مین ایک حسینہ وجمیلہ پہاڑن نظر سے گذری۔ جتنے دیکھا ناوک نگاہ کا گھائل ہوگیا۔ اور اِس طرح سے نکل گئی جیسے تیر۔ بلکہ کڑی کمان کا تیر۔

آغا۔ اِسکی ادا دیکھی آپ نے۔ آنے دارد۔

ممن۔ حضور صحیح ہے واللہ عجب آن ہے۔

چھٹن۔ اور اِس حسن پر یہ آن۔

ممن۔ چھلا واہے چھلاوا۔ ع۔

| بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد |

نواب۔ حافظ شیراز ہین۔ میان جلو۔ کچھ کہتے چلو۔

جلو۔ حضور راہ مین نامناسب ہے۔

نواب۔ (بد دماغ ہوکر) خیر تو مناسب اور نامناسب آپ ہی سمجھتے ہین شاید۔

ممن۔ یہ تو جلو مین عادت ہے کہ خواہ مخواہ اپنی مشیخت ضرور جتائینگے۔

آغا۔ عدولِ حکمی ہمکو بھی سخت ناگوار گذرتی ہے

نواب۔ اس شخص کی عادت مین داخل ہے۔

جلو۔ سرکار عرض کرتا ہون۔ نئی غزل سنیے۔

| دوش در حلقۂ ما قصۂ گیسوے تو بود |
| اول شب سخن از سلسلۂ موے تو بود |
| عالم از شور وشر عشق خبر ہیچ نداشت |
| فتنہ انگیز جہان نرگس جادوے تو بود |
| بوفاے تو کہ بر تربت حافظ بگذرد |
| کز جہان میشد ودر آرزو روے تو بود |

نواب۔ ہم تو اِسکے کلام پر عاشق ہین۔

اختر۔ حضور تغزل مین ایسا کوئی تھا ہی نہین۔

بو فاے تو کہ بر تربت حافظ بگذرد
کز جہان بشنید و در آمد بسے تو بوید

نواب - یہان نینی تال مین ان چیزون کی کمیا ... ۔
منشی - حضور یہان پہاڑی رہتے ہین ان کو کیا ... ۔
اختر - کوہستانی ملکون مین صرف ایک کشمیر مین تو البتہ فارسی پڑھائی جاتی ہے اور وہان عدالت کی زبان بھی فارسی ہے - باقی گنوار ہین -
نواب - ابکی انشاء اللہ کشمیر بھی دیکھینگے -
اختر - انشاء اللہ! انشاء اللہ -

اتنے مین قمرن نے ہوادار سے کہا اے نواب ... اس اونچی چوٹی کی طرف دیکھنا - افوہ کتنی بلندی پر ہی - وہان سے جو کوئی جھانکے تو سچ نہ سکے گر ہی پڑے - افوہ کچھ ٹھکانا ہے کیون نواب ان چوٹیون تک ہم پہونچ سکتے ہین نہین ایک دن وہان بھی چلین گے - اسیر قلی کی ایک عورت بولی کہ اس سے کہین اونچی اونچی چوٹیان ہین - اس چوٹی کی کیا اصل و حقیقت ہے - اسنے اپنی زبان مین اسطرح ادا کیا کہ قمرن بخوبی اسکا مطلب سمجھ سکی - کہا نینی تال سے کسقدر فاصلہ پر ہین - کہا کوئی آدھ میل ہی کوئی میل بھر کوئی دو تین میل - پاس ہی پاس ہین - بی قمرن نے اس عورت سے کہا کہ تم ہماری نوکری کرنا پسند کروگی - اسنے کہا ہان ہمکو ... روز دو تو ہم ... رہا کرین - قمرن نے اگر دو روپیے روز بھی مانگتی تو وہ منظور کرلیتی فوراً راضی ہوگئین - اور ایک روپیہ ابھی سے انعام کا دیدیا - یہ چھوکری بڑی سرخ و سفید اور خوبرو کشیدہ قامت بالا بلند اور چست و چالاک شوخ و بیباک تھی نوابصاحب بھی اسپر ریجھے اور رفقا بھی -

ممن - کیون نیک بخت تمھارے میان کہان ہین
عورت - ہمارے میان پہاڑ پر ہین - المونڑے پر -
ممن - تمھارے میان کی عمر کیا ہے -
ع - کوئی اٹھارہ برس کے ہونگے -
م - اور تمھارا سن کیا ہے -
ع - سن کسکو بولتے ہین -
م - تم کے برس کی ہو -
ع - (شرماکر) کوئی چودہ برس -
م - تم ہمارے ساتھ عقد کرلو -
مسخرہ - میان ممن کا نام بھی گدھون کی فہرست مین لکھ لیجیے - مگر سر فہرست - حضور (منشی جی کیطرف اشارہ کرکے) کا نام دوم نمبر پر لکھیے - میان ممن کا نام اول نمبر پر درج فرمایئے -
نواب - ارے میان وہ سن تو سمجھتی نہین ہین عقد کیا سمجھین گی -
مسخرہ - اور دو چار ترکی لفظ بولو -
اختر - عقد! واللہ کیا بنسری لفظ بولے ہو -
نواب - قمرن سنتی ہو - ممن سٹھیا گئے -
قمرن - خوب سمجھتی ہون - وہ بیچاری یہ باتین کیا جانے -
نازو - اے عقد تو شہر کی عورتین نہ سمجھینگی ہندنیان کیا سمجھینگی - وہ بھونڑی جاتی ہین -

اتنے میں ایک پہاڑی ٹانگھن سامنے سے
نظر آیا۔ ممن نے کہا حضور مجھے تو مرزا صاحب سے
معلوم ہوتے ہیں۔ پہلے تو کسی نے باور نہیں کیا۔
کہا یہاں مرزا صاحب کہاں اُنکا تو پتا بھی نہیں
ہے۔ مگر آغا صاحب نے کہا بھئی بیشک مرزا ہی
ہیں۔ یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ مرزا صاحب نے
جھک کر سلام کیا۔

مرزا۔ آداب عرض کرتا ہوں خداوند کورنش۔

نواب۔ ابلو۔ ائے یار مرزا تم یہاں کہاں۔

مرزا۔ حضور کے استقبال کو حاضر ہوا ہے۔ غلام
جناب آغا صاحب کی خدمت میں مجرا عرض ہے۔

آغا۔ ہمارے منشی مہراج بلی صاحب بھی ہیں۔

مہراج۔ تم نے تو جیسے پہاڑ کا ٹھیکہ لے لیا ہے
مرزا صاحب۔

آغا۔ بھئی انھیں کے سبب سے تو ہم لوگوں کو بھی
شوق ہوا پہلے تو انھوں ہی نے پہاڑوں کی
تعریف کی تھی۔

مرزا۔ حضور کو یاد ہوگا کہ جب غلام نے
عرض کیا تھا کہ پہاڑ نو ہزار فٹ بلند ہوتے ہیں تو
میاں کو یقین نہیں آیا۔

ممن۔ جی ہاں پہلے پہل تو ہمیں بھی یقین
نہیں آیا۔

مرزا۔ آپ اپنی نہ کہیں۔ آپ تو کٹے مرتے تھے
کہ خداوند اگر یہاں سے کوئی گرے تو کہاں
جائے۔ مجھے خوب یاد ہے کہ آپ بڑے خلاف
ہو گئے تھے آپ کہتے تھے کہ حضور پہاڑی تو
وہاں رہنے کے عادی ہیں وہ کون لوگ ہیں
جو زمستان میں مزے مزے سے رہتے ہیں وہ کون
لوگ ہیں جو حبش میں رہتے ہیں اگر ہم لوگ
برفستان میں رہیں تو ٹھٹھر کے مرجائیں اور اگر حبشیوں کے
ملک میں جائیں تو جھلس جائیں۔ یا نہ جھلس جائیں۔
اب تو خیر سب صاحبوں نے اپنی آنکھوں دیکھا۔

ممن۔ آپ تو کہتے تھے کہ مینہ نیچے برستا ہے اور لوگ
اوپر سے دیکھتے ہیں۔

مرزا۔ کیا کچھ جھوٹ بھی ہے۔

ممن۔ ہم کبھی پہاڑ کاہے کو آئے تھے۔

مرزا۔ اب چینا پہاڑ چلکے دیکھیے گا۔

نواب۔ ہاں سُنتا بہت اونچا ہے۔

ممن۔ مرزا صاحب ہی نے تو بیان کیا تھا۔

مرزا۔ اب چلکے دیکھیے گا کیفیت۔

ممن۔ خدا گواہ ہے یہاں سے جانے کو جی نہیں
چاہتا۔

مرزا۔ ابھی ابھی چینا پہاڑ چلکے دیکھیے قبلہ۔

ممن۔ کیا وہاں اس سے زیادہ سردی ہے۔ تو تو
قبلہ ہم ٹھٹھر ہی جائینگے۔ ابھی تو راستہ چلنے کی
گرمی کے سبب سے سردی نہیں معلوم ہوتی جب وہاں
پہونچینگے تب البتہ ٹھٹھرن ہوگی۔

مرزا۔ کیا ہمیں شک بھی ہے کچھ۔

نواب۔ ہمیں خوب یاد ہے کہ جب مرزا صاحب نے
بیان کیا تھا کہ منہ نیچے برستا ہے اور لوگ اوپر سے
دیکھتے ہیں تو ممن نے کہا تھا کہ یہ تو کسی پاگل کو
یقین آئیگا۔ اور حضرت سچ تو یوں ہے کہ ہمیں خود
بھی شک تھا کہ بادل نیچے اور انسان اوپر
اسکے کیا معنی۔

مرزا۔ حضور یہ تو دو دو من خربوزے بدتے تھے۔
نواب۔ اجی یہ تو ناک ناک بدنے کو تیار ہو جاتے۔
مرزا۔ نکٹا کر کے نہ چھوڑا ہو اسکو تو سہی۔
نواب۔ اب یہ تو بتاؤ کہ یہان حسن کیسا ہے۔ بھئی ہمکو تو یہانکی عورتین بہت پسند ہین۔
مرزا۔ خداوند۔ ع۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔ ملاحظہ فرما لیجیے گا۔ اور آپ نے دیکھی ہی ہونگی حضور کو یہان کتنا عرصہ ہوا۔
نواب۔ یار یہ قلی کی عورتین تو واقعی حسین ہوتی ہین۔
مرزا۔ خداوند بھوک پیاس بند ہو جائے۔

اوسان شیخ بھولا یہ اس بت کو دیکھکر
سبحہ کہین عمامہ کہین اور عصا کہین

وہ وہ پیاری پیاری صورتین مٹی کی مورتین ہین کہ انسان دیکھ کے دنگ ہو جائے۔

کر دیے اس رخ نے حیران سیکڑون
اور کاکل نے پریشان سیکڑون

نواب۔ بات چیت کیسی پیاری ہے۔
مرزا۔ جو عورتین الموڑے یا رام گڑھ سے آتی ہین انکی بولی کچی ہے مگر جو بریلی مراد آباد علیگڈھ مین رہتی ہین وہ فرفر بولتی ہین یہان ایک عورت ہے واقعی ایسی اچھی اردو بولتی ہے کہ مین کیا عرض کرون تو جہ کیا۔ وہ دلیسون مین رہی ہے۔
نواب۔ دلیسی کیا معنی۔ آپ بھی دلیسی کہنے لگے۔
مرزا۔ ہلوگون کو دلیسی کہتے ہین۔ ہان تو ایکمرتبہ کہنے لگی کہ کیا میرے ہی سر سہرا ہے۔ مین پھڑک گیا۔

نواب۔ تو قابل صحبت ہے۔
مرزا۔ اے حضور کیسی کچھ۔ گدڑی پہنے ہو تو بھی نور برستا ہے حسن کیا بلاے بے درمان ہے۔ گھنٹون صورت دیکھا کیجیے اور سیری نہو۔ غلام نے تو عرض کیا تھا کہ ساری خدائی کی نعمتین ایک طرف اور پہاڑ کا قیام ایک جانب۔ جبتک حضور نے پہاڑ نہین دیکھے تھے تب تک اصلی کیفیت سے واقف نہ تھے اور کوئی لاکھ بیان کرے بیان سے کیا ہوتا ہے یہ تازہ تازہ ہوا اور خوشگوار موسم اور ہاضم پانی اور سبزہ کوہی اور آب و ہوا شہر مین کہان پایئے۔
نواب صاحب نے کہا ہماری سمجھ مین پہلے نہین آتا تھا کہ ۹ ہزار فٹ کی بلندی پر کوئی کیونکر چڑھ سکتا ہے رسون کی مدد لیجاتی ہے یا زنجیرین ہوتی ہین مگر اب یہ عقدہ کھلا کہ اس جگہ سے جانا پڑتا ہے بھلا پہاڑ کی چوٹی پر کوئی سیدھا بخط راست کیا جائیگا۔ مرزا صاحب نے اپنی چشم دید ایک روایت بیان کی۔ کہا خداوند ایک مرتبہ ایک نواب صاحب یہان تشریف لائے۔ لکھنؤ کے آدمی ماہولال کی چڑھائی کو کوہ ہمالیہ سمجھنے والے شاید نواب کجن صاحب کی اولاد سے تھے۔ خیر۔ اُنکے ساتھ کئی مصاحب گئے تھے۔ رئیس آدمی۔ ایک خدمتگار اور ایک مصاحب کو بیر بھٹی مین چھوڑ گئے کہ سب انتظام کر کے آنا۔ انھون نے پہلے تو چانڈو کا شغل کیا ایک گھنٹے کے بعد جب نشے گھٹے تو سواری کی فکر ہوئی۔ اب وہان سواری کہان اور اتفاق سے اُس روز مسافر بھی کثرت سے آئے تھے کہ سواری نہ ملی۔ لوگون سے دریافت کیا

کہ کتنی دور ہی - کسی پہاڑی نے کہدیا کہ پاس ہی - آپ افیم کی پینک مین چل کھڑے ہوئے ایک چھوٹی سی چڑھائی چڑھے تھے کہ دم ٹوٹ گیا - سانس پھولنے لگی - ایک ٹیکرے پر بیٹھکر ستانے لگے - جب ذرا جان مین جان آئی تو پھر چلے بیس پچیس قدم جاکے پھر گرے - پوچھا کیون یارو اب کتنی دور ہی - لوگون نے کہا حضرت ابھی تو دس قدم بھی آپ نہین چلے ہین - آپ کو وہ جانا ہی - (انگلی کے اشارے سے دکھاکر) تب تو انکے ہوش اُڑ گئے - وہ جانا ہی ؟ وہ تو آسمان ہی - اسنے کہا اور آپ سمجھے کیا ہین - آسمان نہین تو کیا زمین پر جانا ہی - اب ایک ایک کی خوشامد کرنے لگے کہ ٹٹو یا ڈانڈی لادو - وہان ٹٹو اور ڈانڈی کہان - ناچار قہر درویش بر جان درویش - اُٹھے اور طوعاً و کرہاً چلنا پڑا اور ایک چڑھائی طے کی مگر پسینے مین شرابور ہیجان - بڑی دیر ہانپا کیے - پیاس بشدت کی لگی تھی - ایک آبشار سے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو ذرا تسکین ہوئی - پھر چلے مگر پہاڑ کی اس چوٹی کو دیکھتے جاتے تھے جہان پہاڑی نے اشارے سے بتایا تھا - یا خدا یہ کڑی منزل کیونکر طے ہوگی - آج برے پھنسے خدا ہی پہونچائے تو پہونچین - جی کڑا کرکے پھر اُٹھے چلے تو بدحواس - قلیون کی عورتون نے جو انکے آقا کا اسباب لیے جاتی تھین انکی بدحواسی دیکھکر ہنسنا شروع کیا - پانچ چھ جوان جوان عورتین انکے ہمراہ تھین گو یہ بڑے ہنسوڑ اور ٹھٹھول آدمی تھے مگر اسوقت جان پر بنی تھی - ورنہ یہ کب چوکنے والے تھے - ہنستے بولتے چہل کرتے آتے - لیکن وہان اِس وقت جان کے لالے پڑے تھے - کس کی ہنسی اور کسکی دل لگی وہ اِنکو ہنستی تھین اور یہ اپنی حالت زار پر روتے تھے - آخرکار ایک نوخیز جمیلہ نے کہ کپڑے بھی اور دن کی بہ نسبت صاف پہنے ہوئے تھی آگے بڑھکر اِنسے کہا کہ آؤ مین تمکو کاندھے پر چڑھا کر لے چلون - یہ اُسکی صورت دیکھکر رہ گئے - وہ سب چہل کرتی تھین اور یہ اپنی جان کی خیر مناتے تھے - دوسری عورت جھک کر انکے قریب آئی اور ٹوٹی پھوٹی اُردو زبان مین کہا تم اچھے مردوے ہو - کہ چل نہین سکتے - دو قدم چلے اور ہانپ گئے - ہم عورتین ہی تم سے اچھے کہ بوجھ لیکر برابر اکڑتے ہوئے چلے آتے ہین یہ بیچارے سُنکر خاموش ہو رہے ہر بار اُس چوٹی کیطرف دیکھتے تھے جہان انکو جانا تھا اور ہر بار اِسکو آسمان کے قریب ہی قریب پاتے تھے چلتے چلتے ایک مقام پر انکو چکر آیا اور یہ گر پڑے - ان عورتون نے انکو مدد دی اور اُٹھایا - اِنھون نے ذرا سُستا کر ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا اور پھر چلے تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹانگھن انکو ملا - انھون نے سائیس سے کہا کہ بھائی جو تو مانگیگا ہم دینگے - ہمین نینی تال تک پہونچا دے اُسنے کہا حضور تو کمپن کے رئیس معلوم ہوتے ہین - بھلا اِس اونچے پہاڑ پر پیدل کیون آئے - ہم نیچ محنت مجوری کرنیوالے تو تھک ہی جاتے ہین نہ کہ حضور - یہ ٹانگھین ایک صاحب کا ہی اور وہ پاچھو آرہے ہین - نہین تو ہم

آپ کو بن دامون پہونچا آتے۔ آئین بھی یہ مایوس
ہوے۔ اب اُن عورتون نے اور بھی بنانا شروع کیا
مگر انھون نے کسی کو کچھ جواب نہ دیا اور جواب
بھلا کیا دیتے جان پر بنی ہوئی تھی چپ چاپ
آہستہ آہستہ جاتے تھے۔ ہر قدم پر خوف معلوم
ہوتا تھا کہ اب گرے اور اب گرے۔ اب ٹھوکر لی
اور اب ٹھوکر کی کھڈ کیطرف دیکھتے تھے تو روح تھرا اُٹھتی تھی
اور پہاڑ کی چوٹی کیطرف رخ کرتے تھے تو کانپ
اُٹھتے تھے۔ بارے خدا خدا کرکے نصف راستہ طے
کیا۔ کچھ دیر سستائے اور پھر چلے۔ اسی طرح
راستے مین ٹھہرتے اور دم لیتے ہوئے بڑی دیر
مین گورکھا پلٹن کی چھاؤنی کے پاس پہونچے
اب قدم نہین اُٹھتا۔ ساتھیون نے کہا اب تو بہت
قریب آگئے ہین جی کڑا کرکے چلے چلیے۔ کہا اب
تو بے پہیے لگائے جنبش کرنا محال ہے۔ اب ایک
قدم بھی نہ چلا جائیگا۔ اگر کوئی شخص ڈانڈی لادے
تو ایک روپیہ انعام دون۔ اُن عورتون مین سے
ایک عورت فوراً دوڑ گئی اور چار کہار اور ایک
ڈانڈی لے آئی۔ ڈانڈی پر آپ لد لیے۔ تین
دن تک بخار آیا۔ تیسرے روز کھانا کھانا
نصیب ہوا۔

نواب۔ یہ اُن کی حماقت کہ پہاڑ پر اتنی دور
پیدل چلے۔

مرزا۔ حضور بھگتے بھی تو۔ تکلیف بھی تو اٹھائی۔

نواب۔ مگر کمال کیا واللہ کمال کیا۔

ممن۔ حضور کرتے کیا۔ چارہ کیا تھا۔

نواب۔ یہ بھی صحیح ہے۔ ع۔

برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد

مرزا۔ (ہوادارون کو دیکھکر) سرکار کیا نئی
بیگم صاحب بھی آئی ہین۔

ممن۔ کیا تمکو یہ حال نہین معلوم۔

نواب۔ (مسکراکر) اِنکو کیا معلوم۔

مرزا۔ حضور مجھے کیا معلوم۔ میرے سامنے کی
بات تو ہے نہین۔

آغا۔ آئین نوابصاحب کی مخدومہ محترمہ ہین۔

نواب۔ اور آغا صاحب کی ہمشیرہ عزیزہ۔

مرزا۔ (ہنسکر) سرکار حضور کو کہین۔ حضور سرکار
کو۔ ہم تابعدارون کو بولنے کا کیا منصب ہے بھلا

ممن۔ کیسی آئین بہت اچھا مال ہے۔

مرزا۔ حضور ایک جھلک غلام بھی دیکھ لے۔

نواب۔ کیا مجال تلوے تو دیکھ نہ سکوگے۔

مرزا۔ یہ حضور نے خوب کیا۔ بے اِسکے لطف
نہین۔ مگر حضور ممن کے وہ فقرے بھی حضور
کو یاد ہین کہ جب میان نور نے مجھسے اتفاق رائے
کیا تھا کہ سیر کوہستان ضرور فرمائیے تو ممن نے
آپکو پٹی پڑھائی تھی کہ سرکار یہ سب نور اور
مرزا صاحب کی لفاظی ہے۔ اول تو حضور سے
کوسون کی چڑھائی بھلا کاہیکو چڑھی جائیگی
درگاہ تک جاتے ہوئے تو آپ ہانپ جاتے
ہین نہ کہ پہاڑ کی چڑھائی اور پھر ذرا سی پگڈنڈی
اور راہ مخدوش اور کوسون منزلون کا نشیب و فراز
جسے دیکھتے ہی آدمی تھرتھرائے گر پڑتا ہے اور یہ
پٹی خوب پڑھائی تھی کہ اگر پہاڑون مین لگے
تو بس ستم کا سامنا ہے۔ جل بھن کے کباب ہوگئے

اور حضور نے فرمایا تھا کہ ٹٹو پر ہم سے نہ جایا جائیگا - پھر اب آج کیون ٹٹو پر چڑھے جاتے ہین آپ - حضور کو یاد ہوگا حضور منڈیرین ڈھونڈتے تھے۔

اختر - اور سرکار ممن کے دوست مولویصاحب کی گفتگو بھی یاد ہی - جنھون نے کہا تھا کہ وہان رہنے سے گٹھیا ہوجاتی ہی اور حضور کو ایسا ڈرا دیا کہ عزم ہی فسخ کردیا تھا۔

مرزا - گٹھیا نہین گھینگا کہا تھا - لاحول ولاقوۃ

نواب - ہان خوب یاد آیا گھینگا کہا تھا۔

ممن - سرکار مرزا صاحب تشریف لائے ہین اب دیکھ لیجیے گا روز جوتی پیزار بڑھے تو سہی - یہ انکا قاعدہ ہی۔

مرزا - ہم کھرے آدمی ہین صاف گو۔

ممن - تم سے بڑھکر بے ایمان کوئی نہین -

آغا - یہ کیا خرافات تقریر ہی جی۔

نواب - اور ہمین اس تقریر سے نفرت ہی۔

چھٹن - ہمارا دم الجھتا اور جی گھبراتا ہی۔

نواب - اچھا اب اسوقت سے اگر کوئی لڑے گا تو وہ جانے گا۔

مرزا - حضور غلام اس ممن کے جھوٹ اور نمکحرامی کا ثبوت دیتا ہی کہ کسقدر لغو یہ بکا تھا۔

نواب - ہان ڈرایا تو اسنے ضرور تھا - اسمین شک نہین ہی اور محض لغو اور دروغ۔

ممن - سرکار تو جو غلام نے سنا وہ عرض کیا -

اختر - کچھ حضور عداوت تھوڑا ہی تھی۔

ممن - ستھارا بیٹا جیے - دیکھو تو سہی -

نواب - حضرت ہم نے یہ سفر دو سبب سے اختیار کیا تھا ایک آب و ہوا کی لطافت دوسرے عورتون کے حسن کا شہرہ سنکر۔

ممن - حضور غلام نے کیا برا کہا تھا کہ دو تین من کوئلے لیتے چلین۔

نواب - اسکا اسوقت کیا ذکر تھا۔

ممن - حضور مجھے یاد آیا کہ میان اختر بہت بگڑے تھے کہ کوئلے لیکر سفر کرنا منحوس ہوتا ہی شاعر و ذہین جب ہم کسی کو ضعیف الاعتقاد پاتے ہین تو بڑا رنج ہوتا ہے۔

آغا - بیج ! ہم تو اسکے قائل نہین ہوتے۔

ممن - جی ہان - شاعری اور ملاگری مین فرق ہی

مرزا - میان ممن کو ہماری بات بری لگتی ہوگی -

ممن - (اپنے دلمین) پاؤن توکھا ہی جاؤن کچا۔

آغا - اچھا اب اس نفسانیت سے کیا مطلب ہی -

نواب - ابکی جسکی طرف سے پہل ہوگی اس کو ہم نکال دینگے۔

آغا - بس اس بات پر قائم رہیے گا۔

نواب - قول مردان جان دارد - اور میان ممن کی نہ کہیے وہ تو مولوی بدر کو پٹی پڑھا کر لائے تھے کہ پہاڑ کی ہوا خراب ہوتی ہی اور خیر سے نینی تال کی صورت بھی کبھی مولوی صاحب نے نہین دیکھی تھی۔

راوی - ممن اب تک نواب صاحب کے بڑے مشیر تھے مگر مرزا صاحب کا آنا تھا کہ انکا رنگ پھیکا پڑگیا۔

نواب - تم کو ہمارے آنیکی کیونکر خبر ہوئی مرزا۔

مرزا۔ جی حضور وہان تو ایک ہفتے سے دھوم ہے۔ غلام المو‌ڑے مین نوکر ہے۔ رخصت لیکر آیا ہون۔
اختر۔ میان ممن صاحب ذرا اس وقت اُداس ہوگئے ہین۔
نواب۔ آپ نے پھر وہی ذکر چھیڑا۔
آغا۔ عجیب شخص ہین آپ بھی۔ آپکو کسی کے اُداس ہونے سے کیا واسطہ
نواب۔ ہمارے گھر مین عورتون نے جاکے یہ گپ اُڑادی کہ پہاڑ پر بڑی بیماری ہے جو جاتا ہے علیل ہوجاتا ہے اور دست آنے لگتے ہین۔ عورتونکی عقل کتنی۔ اُنکو یقین آگیا اب گھر بھر مین کھلبلی مچ گئی۔ اب مین بیگم سے لاکھ لاکھ کہتا ہون کہ بیگم کے سر کی قسم یہ سب گپ بازاری ہے ہرگز ہرگز اسکا یقین نہ کرنا مگر وہ مانتی کب ہین۔ وہ کہتی ہین ہم سے نہ بہت اُڑو۔ تم نے اُڑائی ہین تو ہمنے بھون بھون کھائی ہین۔ وہ کسی طرح مانتی ہی نہین۔ وہ کہتی ہین کہ یہ نہوئیگا۔ قسم کھاؤ کہ پہاڑ کیطرف نہ جاؤنگا۔
مرزا۔ حضور عورتون سے برتاؤ کرنا بہت مشکل ہے
چھٹن۔ ہمارے ہان کیا حال تھا۔ بڑی بیگم صاحب کی بھی یہی کیفیت تھی دو دن تک رویا کین۔ پھر مجبور ہوکر ہمنے چچی امان کو بلوایا انھون نے سمجھایا کہ ہمارے دونون دیور پارسال وہان چھ مہینے تک رہے۔ جب وہانسے آئے تو بڑی تعریف کی تب کہین اُنکی تشفی ہوئی۔
آغا۔ ہمارے گھر مین تو نینی تال کا حال سبکو معلوم ہے کوئی معترض نہین ہوا۔ کیونکہ اکثر ہم نے سفر کیے ہین اور دور دور تک گئے ہین ہمارے ہان تو مساوات ہے۔
نواب۔ ہمکو تو حضرت یہ پہلی ہی مصیبت تھی۔
مرزا۔ حضور مبارک ہو نینی تال تو پہونچ گئے۔ پہاڑ پر قیام تو کرلیا۔
نواب۔ ہمارا قصد تھا کہ گھر کے لوگون کو بھی لیتے آئین۔
آغا۔ اب بلوا لیجیے۔
مرزا۔ خداوند۔ حکم ہو غلام ابھی چلا جائے۔
نواب۔ بھئی بڑی پریشانی اور دقت ہوئی۔
مرزا۔ جو غلام کو پیشتر سے خبر ہوتی تو کوئی دقت نہ تھی۔
نواب۔ اچھا تو جو رجاتے رہے کرا ندھیاری۔
چھٹن۔ اگر تم بلواؤ تو ہم بھی بلوائین اپنے گھر سے۔
نواب۔ قصد تو ہے۔ نیت شب بخیر۔ اب تو پہونچ گئے ہین حقہ بہت دیر سے نہین پیا۔ جھولداری نصب کرادیجائے یا ایک کام کرو۔ میان حسین علی ذرا کچھ بچھادو۔
حسین علی نے ایک دری بچھائی اور اُس پر غالیچہ اور اُسپر سوزنی اور فوراً فیک پیچوان بھرا گیا اور ایک حقہ۔ سب بیٹھکر پینے لگے۔ اِسی کے قریب ہوادار بھی لگائے گئے۔ حکم ہوا کہ میان جلو کچھ سُنائین جلو نے گلا صاف کرکے عرض کیا

یہ قدرت ضعف مین بھی ہے فغانکو	کہ دے ٹپکے زمین پر آسمانکو
وفا سکھلا رہیگا دل ہمارا	تمہاری خاطر نامہربان کو
پڑی ہے اس گلی مین نعش دشمن	اُٹھاؤن کیونکر اس بار گران کو

کہان ہے تاب نازبرق ای کاش	جلائے آتش گل آشیان کو

نواب۔ بھئی کیا عمدہ شعر ہوا ہے۔ اہاہا۔
مرزا۔ حضور واقعی خوب کہا ہے۔ سبحان اللہ۔
اختر۔ نازبرق کون سہے۔ کیا کہا ہے خدا کی قسم۔
جلو۔ حضور سنیے گا۔

نہین آتا وہ لیلی وش سکھاتے	کوئی مجنون کا قصہ ساربان کو
دل مضطر کی بیتابی نے مارا	کہانسے لاؤن اُس آرام جان کو
سُن اے مومن یہ ایمان ہے ہمارا	نہ کہنا کفر پھر عشق بتان کو

نواب۔ ہیلو یہ مومن خان مومن ہین۔
اختر۔ کیا کلام سحرطراز ہے۔ ہاے جادو ہے جادو۔

سُن اے مومن یہ ایمان ہے ہمارا
نہ کہنا کفر پھر عشق بتان کو

کیا زبان ہے روزمرہ کتنا پیارا ہے۔ کیا بول چال ہے۔ کچھ دیر بیٹھکر نواب صاحب نے حکم دیا کہ اب کوچ ہو۔ دو چار منٹ مین بستی مین داخل ہوئے۔ مرزا صاحب نے کہا حضور اِسکا نام تلی تال ہے۔ وجہ تسمیہ اِسکی یہ ہے کہ تال تالاب کو کہتے ہین اور تلی نیچے کے حصے کو۔ اوپر کے حصے کا نام مُلّی تال ہے۔ حمن نے کہا میان کچھ واہی ہو یہان مہینون سے نینی تال مین جو طرفہ کی جک جھیان کرتے ہین آپ ہمین مُلی تال اور تلی تال سکھانے آئے ہین۔

اتنے مین نواب صاحب کی نظر ایک کمرے پر پڑی۔ دیکھا تو ایک پری بصد شان دلبری جلوہ فگن ہے نظر اُسپر پڑی۔
نواب۔ آغا صاحب چیز نیست۔ کیون نہ کہوگے۔
آغا۔ آسنے دارد برادر۔ آسنے دارد۔

مہراج۔ از ناز و معشوقئہ من بسیار خوشرو نبود۔
اختر۔ اسے سبحان اللہ۔ واہ ری فارسی معلوم شد بافندگی۔
چھٹن۔ واقعی اچھی صورت ہے۔ اچھی ادا ہے دلربا ہے اور آگے بڑھے تو ایک کمرے پر دو اور صورتین نظر آئین۔
نواب۔ ایک سے ایک بڑھکر ہے حسن خیز مقام ہے۔
اختر۔ بھئی واللہ اندر کا اکھاڑہ ہے نینی تال کیا ہے آگے بڑھکر تین چار کمرون پر دو دو یہ پریان نظر آئین۔ نواب چھٹن صاحب نے کہا یارو ہم تو یہین بستر جمائے دیتے ہین چاہے جو ہو۔ اب تو قدم نہین اُٹھتا۔ پرستان ہے پرستان۔ کیا کیا صورتین ہین۔ جی خوش ہوگیا۔ خدا مرزا کو سلامت رکھے۔ یار رونگٹا رونگٹا دعائین دیتا ہے۔ بندۂ درگاہ تو اب یہان سے نہ جانے کے۔ نواب لو یار اب گھر بار تجا۔ بس اب ہم ہین اور یہ مقام ہے۔ کوئی مرکے جنت پاتا ہے ہمین جیتے جی بہشت مل گئی بہشت ملے یا نہ ملے۔ حورون کو تو دیکھ لیا۔ نواب صاحب اور یہ سب کسی بہانے سے اِس جگہ پر کھڑے ہوگئے اور گھورنے لگے ایک سے ایک پری تمثال زہرہ جمال۔ یوسف لقا۔ ماہ سیما انھون نے جو دیکھا کہ یہ امیرزادے ہم پر ریجھے ہوئے ہین تو اور بھی غرور کی لینے لگین اب کوئی اِنکی طرف نظر اُٹھا کر نہین دیکھتی اور یہ ہین کہ ٹکٹکی لگائے گھوڑون پر سوار کھڑے ہین کہ ایک نظر تو دیکھ لین۔ ان مین کی دو چار یا تین کو انھون نے پہلے بھی دیکھا تھا

نواب۔ نواب چھٹن صاحب۔ اس غزل کو ملاحظہ فرمایا آپ نے۔ آپ تو لاکھ گھر بار چھوڑیے مگر یہان ٹھکانا نہین ہی۔

آغا۔ بھائی صاحب ہم تو اسکے عادی ہوگئے ہین

کہ دیر مین تھا لقب یگانا اپنا	سمجھے بت سے خفا
کعبہ ہے مضمون کو ہم نے جانا اپنا	اللہ ری خطا
سب دیر وحرم کی خاک چھانی مومن	کیا خاک کہین
دیکھا تو کہین نہین ٹھکانا اپنا	جی بیٹھ گیا

مہراج۔ بعض از ایشان گوش ناز و می تراشند۔

نواب۔ یاد رکھیے گا سب صاحب گواہ رہین۔ آج ان پر بے بھاؤ کی پڑین گی۔ دیکھیے تو ذرا دل لگی۔

آغا۔ ہم نہین سمجھے بھئی۔ کیا انکا مطلب کیا ہی۔

مسخرہ۔ مجھے انکا فقرہ خوب یاد ہی۔ بعضے از ایشان گوش ناز و می تراشند۔

آغا۔ کیا اس سے مطلب کیا۔ ہم نہین سمجھے بھئی۔

چھٹن۔ ارے یار تم تو مسخ ہوگئے ہو۔ تم بھی اس وقت مہاراج بلی نکلے۔ مطلب یہ کہ انہین سے بعض بعض تو نازو کے بھی کان کاٹتی ہین۔ گوش می تراشند

آغا۔ ارے یار سپھڑ کا دیا۔ خدا کی قسم سپھڑ کا دیا۔

نواب۔ بھائی صاحب اب چلیے وہ لوگ تو آپکی طرف دیکھتی بھی نہین ہین۔

آغا۔ تو ہم بھی اُن عاشقون مین نہین جو لٹو ہو جائین۔

مسخرہ۔ واہ۔ تو تو اچھے عاشق ہن آپ۔

جب پاس وفا اُسے ہمارا نہ رہا	
ہم کو بھی خیال دوستی کا نہ رہا	

قربان مین کس اَدا سے کہتا ہی حسین۔

اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نہ رہا	

اختر۔ کیا برجستہ رباعی پڑھی ہی واللہ۔ ع۔

اتنے ہی مین عاشقی کا دعوی نہ رہا	

مہراج۔ ہماری طرف سب دیکھ رہی ہین۔ کیون نہ کہو گے۔

آغا۔ یہ اپنی اپنی خوبی قسمت ہی۔

اس طالع نحس کا تو چارا ہی نہین	دنیا مین علاج اک ہمارا ہی نہین
اغیار کو نوشجان مے وصل کہ یان	جز شربت مرگ کچھ گوارا ہی نہین

مہراج۔ یہ اپنی اپنی قسمت ہی۔

ہی جنبش نگاہ لطف منظور	کیا خوب نظر ہی چشم بد دور
خوش کیون نہون بات بات پر آپ	ہی اُسکی زبان پہ میر اغذ کور
ہون حسن مین ہیلنا اور رفرجا	دعوی ہین مرے جہانین مشہور

مسخرہ۔ کیا کہنا۔ آپکی شکل وصورت ایسی ہی ہی۔

گر دیکھے ہی مہراج بلی آئینہ	اور ٹپکی ہی صورت مبارک پہ نگاہ
ابلیس کے شبہہ مین پڑتی ہین آپ	لاحول ولاقوۃ الا باللہ

یہان سے آگے بڑھے تو ایک مقام پر مرزا صاحب نے انکو روک لیا۔ کہا ذرا ٹھہر جایئے گا۔ اس کھان کو بھی دیکھتے چلیے گندھک کا سوتا ہی اتنے دن رہ کے اب تک نہین دیکھا۔ شرم کی بات ہی۔ نواب صاحب نے کہا۔ اجی اب چلو بھی۔ آغا صاحب نے گھوڑے کو اسطرف موڑا تو کہا بھئی واللہ گندھک کی تو بو آتی ہی۔ اتنا سننا تھا کہ سب کے سب اُسی جانب مڑ پڑے۔

آغا۔ صاحب گندھک کی بو آتی ہی۔ سونگھ لیجیے۔

چھٹن۔ گندھک کی کھان ہی ہی۔ بو کیسی۔

نواب۔ بھلا اسکا پانی پیا جاتا ہی کہ نہین۔

مرزا۔ حضور بڑا ہاضم ہی۔
نواب۔ مگر تو ضرور آتی ہوگی۔
مرزا۔ حضور بس یون ہی سی۔
نواب۔ تو ہم روز پیا کرینگے۔
مرزا۔ بندہ تو جب ادھر آتا ہی پی لیتا ہی۔
مہراج۔ اسمین کچھ اسرار ضرور ہی ورنہ گندھک یہان کہان آغا صاحب نے ایک کٹورا بھر پانی پیا۔ منشی مہراج بلی صاحب نے بھی ڈانڈی سے اُترکر تھوڑا پانی چکھا یہان سے چلنے ہی کو تھے کہ دو قتالۂ عالم ہوش اس جماعت کو دیکھکر کھڑی ہو گئین تو آغا صاحب نے پھر آہ سرد بھر کر کہا بھائی صاحب ہم تو اب کافر بنگئے یہ دونون ستمگر مسلمان کش ہین۔ مجھسے پرہیزگار کو تمنے کافر کر دیا۔ نہ نینی تال آتے نہ ان بتونکا کلمہ پڑھتے۔ دین بھی گیا ایمان بھی گیا۔

وہ نوجوان عابد و زاہد کہ سب جسے
کہتے تھے مومن اور بہت دیندار تھا
کل ایسے حال سے نظر آیا کہ کیا کہون
جو تھا سو اُسکو دیکھ کے زار و نزار تھا
عبرت کی جا ہی ان صنمون نے کیا خراب
ملنے سے جنکے معتقد تنگ و عار تھا
بیمار کر دیا شب ہجر بتان نے آہ
کیا ہو گئے وہ روز کہ پرہیزگار تھا
یا تو ہمین ڈراتے تھے خورشید حشر سے
یا اپنے سر پہ داغ جنون شعلہ بار تھا
اختر شماری شب غم نے بھلا دیا
جتنا خیال پرسش روز شمار تھا
ہر ایک کی طرف نگہ یکسانہ تھی
اُس کی نگاہ لطف کا اُمیدوار تھا
ہر دم ہوائے آہ سے اُڑتی تھی منہ پہ خاک
جتنی کہ سر مین گرد تھی دل مین غبار تھا
زخموں سے لبکہ مشک بھرا تھا مین کیا کہون
عالم بدن کا اُس کے عجب لالہ زار تھا

نواب۔ اگر آپ کا یہی حال ہی تو آپ گھر بار کو جلد استعفا دیدین گے۔
مہراج۔ یہ تو جس کو دیکھتے ہین اُس پہ ان کا دل آجاتا ہے۔
چھیٹن۔ جی ہان ہر دگی چیجے ایسے ہی ہوتے ہین۔
مہراج۔ مگر یار یہ صورتین بھی ایسی ہی ہین۔
نواب۔ لے اب چلیے حضرت۔ دیر ہوتی ہی۔

دو قدم چلے تو جھیل نظر آئی۔ نواب صاحب نے کہا بھئی ہزار ہا بار اس جھیل کو دیکھیے مگر پھر بھی روح سیر نہین ہوتی اور کیونکر ہو۔ چو طرفہ سر بفلاک کشیدہ کوہ عرش تمثیل اور بیچون بیچ مین جھیل ایک میل طول نصف میل کے قریب عرض پانی روانی اور موج زنی عجب لطف دکھاتی ہے اور ارد گرد کے پہاڑون کا سبزہ نومیدہ اور اشجار عظمت بار سے آنکھونکو خضارت و نظارت حاصل ہوتی ہی اِدھر اُدھر پہاڑون پہ بنگلون اور کوٹھیون اور مکانون کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ گویا یہ عمارتین ہوا مین لٹکی ہوئی ہین مرزا صاحب نے کہا یہ جھیل پہاڑون کے جوف مین جو واقع ہی تو اِدھر اُدھر سرنگ کے ذریعے سے پہاڑ کو اُڑا کر دونون جانب سڑک بنائی گئی ہی۔ شام کو اس سڑک پر آپ لوگ روز ہوا کھاتے ہونگے۔ اور صبح کو

بھی ہوا خوری کے لیے یہی مقام موزون سمجھا گیا ہے۔

مرزا۔ حضور وہ لاٹھ صاحب کی کوٹھی ہی۔

نواب۔ ہان ہان جی دیکھی ہوئی ہی۔

آغا۔ فلک مقیم ہی کہ کوٹھی ہی۔ اللہ ری بلندی۔

چھٹن۔ اس سے اونچی تو اور کوئی کوٹھی نہ ہوگی۔

مرزا۔ بس وہ کوٹھی سامنے والی اس سے اونچی ہی ٹانکن صاحب کی کوٹھی۔ یہ دونون بلند ہین اور ایک وہ کوٹھی ولیم صاحب والی وہ بھی بہت اونچی ہے۔

مہراج۔ اپنر جاتے ہوئے ہمین تو ڈر معلوم ہوتا ہی۔

مرزا۔ چھ گھنٹے کے راستے کی بلندی پر آنکر دس منٹ کی بلندی سے خوف معلوم ہوتا ہی حضور کو۔

مہراج۔ دیکھنے سے ڈر معلوم ہوتا ہی بھائی صاحب۔

نواب۔ ہمین تو شک نہین۔ بیشک خوف معلوم ہوتا ہی۔

مہراج۔ اور خصوصاً ناواقف آدمیون کو۔ مگر اب خوف کم ہوگیا ہی۔ یہ گفتگو ہو تی ہی تھی کہ ایک زن جادو جمال قیامت خرام چھم چھم کرتی ہوئی اُدھر سے گذری۔ جسنے دیکھا لوٹ ہو گیا۔ آغا صاحب نے تو گھوڑا ٹھہرالیا اور عاشقانہ اشعار پڑھنے لگے۔

ہلاک جنبش ابرو ہے کس کا
اسیر حلقۂ گیسو ہے کس کا
یہ کی کس چشم میگون نے خرابی
کہ ہے خود رفتہ جون رند شرابی
جلایا اس طرح کس شعلہ خو نے
یہ دن دکھلائے کس خورشید رو نے
یہ فتنہ کس کے قامت نے اُٹھایا
بلا مین کس کی زلفون نے پھنسایا
یہ کس دست نگارین کے ہین نیرنگ
کہ رنگ خون نیا نیا لائے ہی رنگ
یہ فکر باطل آشفتہ سری کی
بلا لائی ہوئی ہی کس پری کی

نواب۔ بھائی صاحب آپ اُلٹے پائون بھاگیے یہان سے۔

مرزا۔ اور حضور ابھی انھون نے اچھی صورتین دیکھی ہی نہین ہین۔

نواب۔ یہ اور ستم ہی۔ سب کو دیکھ چکے ہین جی۔

آغا۔ کیا اکیا اِس سے بھی اچھی صورتین ہین۔ اب خدا کا نام ہی۔

مرزا۔ اجی آپ نے دیکھا کیا ہی۔

ایک ہی جلوے مین بیخود ہوئے ہمین آکر
آپ نے حضرت موسیٰ ابھی دیکھا کیا ہی

آغا۔ یہ تو قبلہ سب ڈھنگ ہی ڈھنگ ہے۔ یہ صورتین جو ہم نے اِسوقت دیکھی ہین ان سے بہتر بس باتین ہین جناب اور وہ کون بات جو نہین دیکھی۔

زہر ٹپکے ہی نگاہ یار سے
موت سوجھی نرگس بیمار سے

بھائی صاحب اگر ایسی ہی صورتین ہین تو مزار شریف بندے کا یہین بنے گا بس یہ دری اور یہ سر ہی۔ عشقبازی تو اپنا دین ایمان ہی ہمارا مذہب بس عاشقی ہی۔ اور اس سے بہتر

مقام ملنا معلوم۔ خدا کرے نواب کی ہر آرزو بر آئے
واللہ اسی کے بدولت یہان آئے اور چین
کرتے ہین۔

کوّے کی بولی کا نرالا شگون اور خط کا دل خوش کرنیوالا مضمون

عرصہ دراز سے نواب نادر جہان بیگم کا حال
معرض بیان مین نہین آیا۔ یہ امیرزادی عفیفہ
نوابصاحب کی سرد مہری کی از بس شاکی تھین
مگر دل ہی دل مین کڑھا کرتی تھین زبان پر
حرف شکایت نہین لاتی تھین کاٹھ گودام سے
جو تار نوابصاحب نے بھیجا اور پھر دو ایک خط
بھی انکے اور نواب رونق جنگ بہادر کے نام
آئے تو انکے دلکو اس سے ذرا ڈھارس ہوئی
مگر خوف یہ تھا کہ مبادا قمرن دل مین جگہ کرلے
یا نازو اپنا رنگ جمالے۔ پہاڑنون کی بڑی تعریف
سنی تھی کہ حسن و جمال مین فرد اور فقید المثال
ہوتی ہین ایسا نہو کسی پہاڑن پر دل آجائے
ایک نت دو شد کا نقشہ ہو۔ اسی قسم کے
خیالات دن رات اِن کے دلمین جاگزین ہوتے
تھے مگر اللہ رے ضبط۔ اُف تک نہین کرتی تھین
اگر کبھی کوئی ہمجولی کہتی بھی کہ تمھارے نواب نے
تو ابکی دفعہ بڑا لمبا سفر کیا تو یہ کہکر بات ٹالدیتی
تھین کہ بہن مرد سفر کرتے ہی ہین کلکتے بمبئی
سیر کے لیے جاتے ہین شکار کھیلنے کا شوق ہوا
تو سال مین تین چار مہینے غائب رہتے ہین۔
کوئی حج کرنے جاتا ہے کوئی کربلاء معلا کی زیارت
کو جاتا ہے۔ اور زیادہ مقدرت نہ ہوئی تو
کچھوچھے شریف یا اجمیر شریف لوگ جاتے ہین سنی
شیعہ اپنے اپنے عقیدے کے موافق جاتے ہی
آتے رہتے ہین۔ اور یہ پہاڑ تو یہان سے دن
بھر ہی کے راستے پر ہے۔ بریلی پہونچے اور دو تین
گھنٹے مین پہاڑ ہی پہاڑ دکھائی دینے لگے۔ خط
تو برابر آتے رہتے ہین خیر صلاح کا حال معلوم
ہوتا رہتا ہے۔ ہمکو بھی دو ایک بار لکھا تھا کہ اگر
یہان آنیکا قصد ہو تو ہم زنانے مکان کی فکر
کرین ہمنے لکھا جب سب بند و بست ہوجائیگا
جیسا لکھوگے ویسا کرینگے اسطرح پر خوبصورتی
کے ساتھ بات ٹال دیتی تھین اور اگر کسی بزم
والی رئیس زادی نے قمرن کا ذکر کیا تو وہ
چار رئیسونکا نام لیتی تھین کہ اُنکے دو محل
ہین۔ اُنکے چار محل ہین۔ کسی نے کسی کو گھر ڈال
لیا کوئی کسی سے نکاح کرنیوالا ہے اگر ہمارے
میان بھی پہاڑ کے شغل کے لیے کسی کو ساتھ
لیتے گئے تو کون ایسا گناہ کیا۔ اِنکی ہمجولیون کو
تمنا ہی رہگئی کہ کبھی اِنکی زبان سے نواب کی
شکایت سنین۔

ایک روز مہری نے انکو اُداس دیکھکر کہا حضور
آج دو دراز حال کیا کچھ مزاج بے لطف ہے
سویرے سے مین غور کرکے دیکھ رہی ہون کہ
حضور کچھ نصیب اعدا اُداس سی ہین۔ انھون نے
ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ادھر کئی دن سے
نواب کا حال نہین معلوم ہوا۔ اس سے ذرا
تردد سا ہے۔ خدا جانے کیسے ہین وہ بولی
اللہ نے چاہا تو سب اچھا ہی اچھا ہوگا مگر یہان

حضور کو نہ خیال ہوگا تو اور کس کو خیال ہوگا۔
ایک بات ہی سرکار جو خط روز روز بھیجتا ہی اُسکا
خط اگر دیر مین آئے تو بڑا تردد ہوتا ہی اور جو کبھی
کبھار مہینے مین ایک دفعہ دو دو دفعہ خط بھیجتا ہی
اُسکا خط نہ آنا ایسا کچھ بہت نہین کھلتا۔ بس بات
ساری اتنی ہی۔ اتنے مین مہتابی پر ایک کوا بیٹھکر
زور زور سے بولنے لگا۔ مغلانی نے کہ یہ گفتگو سُن
رہی تھی کہا سرکار کوے کی بولی خط آنے کا بڑا
شگون ہی۔ یہ سویرے سے آج کئی بار کاؤن کاؤن
کر چکا ہی ضرور خط آئیگا۔ ایک اور عورت
نے بھی مغلانی کے کلام کی تائید کی۔ کہ ہم نے
خود بہت تجربہ کیا ہی اور پورا اُترا۔
ب۔ اے یہ کوے کے بولنے سے کیا ہوتا ہی۔
مغلانی۔ یہ بہت اچھا شگون ہی۔ خط لانے کی
خبر یہی دیتا ہی جا سرکار کا خط پہاڑ سے لا تو
دودھ بتاسا کھلائین۔ جا جا کے خط لا۔
ب۔ جیسے کوا سنتا ہی تو ہی۔ آدمی مقرر کیا ہی۔
لاڈو۔ سرکار ایک ہوش بنگالی کل ادھر سے
کہتا جاتا تھا کہ ہمارا محلہ مین کوا لوگ بڑا گول
مچایا کال۔
راوی۔ اس فقرے نے بیگم صاحب کو لٹا دیا۔
کئی بار فرمایش کی کہ ہان لاڈو کیا کہتا تھا (کوا
لوگ) لاڈو بار بار اُسکی نقل کرتی تھی۔ حضور ایک
آدمی سے باتین کرتا جاتا تھا تو باتین کرتے کرتے
کہنے لگا کہ (ہمارا محلہ مین کال کوا لوگ بڑا گول
مچایا) بیگم صاحب ہر بار کھلکھلا کے ہنس دیتی تھین
اور گھر بھر مین قہقہے پڑتے تھے۔

نیو۔ کوا لوگ! ہم ہوتے تو کہتے۔ بابو تم بلی لوگ
کو کیون نہین پالتا۔ اے ہوش تو ہوتے ہی
ہین موئے۔
لاڈو۔ اور کل کو کال بڑھا کر کہتا تھا۔
مغلانی۔ کال بڑے اُسکے گھر مین۔ اے ہان۔
لاڈو۔ غل مُنہ سے نہین نکلتا۔ گول کہتا تھا حضور
اسکی زبان سے سنیے تو بڑا لطف حاصل ہو۔
مغلانی۔ پھر کوا بولا۔ سرکار جو آج خط نہ آئے
تو ہمارا ذمہ کوا بار بار بول رہا ہی۔
لاڈو۔ اے باکے خط تو لا پھر کانون کانون کرنا۔
مغلانی۔ کوا کاہن ہوتا ہی۔
لاڈو۔ سرکار کا خط آئے تو ہم جانین کوا کیسا
ہوتا ہے۔
مغلانی۔ ہمارے مکان کے پڑوس ایک لالہ
رہتے ہین اُنکے لڑکے کا خط کئی مہینے سے نہین آیا
تھا۔ ایک دن وہ بیچارے بڑے اُداس بیٹھے
ہوئے تھے تو کوا بولنے لگا۔ اُسنے کہا کاگا بھیا
کی چیٹھی لا تو تجھے دودھ کھلاؤن۔ بس ویسے ہی
کوا اُڑ گیا اور دوسرے دن شام کو داروغہ دار خط
لے کے آ پہونچا۔ ہم کئی بار آزما چکے ہین۔
لاڈو۔ بھنا شگن بچار۔ یہ آپ کوے پر کہا ہوگا۔
راوی۔ واہ کیا دور کی سوجھی ہی۔
ب۔ خط لکھنے مین نواب بڑے کاہل ہین۔ مگر
اس داروغہ کو کیا ہو گیا۔ وعدہ کیا تھا کہ روز
روز خط بھیجون گا۔ اُسکے اتنے دن ہو گئے خط
کا پتہ نہین۔
مغلانی۔ سب ایک سے ساتھ ملے ہین۔ ہو حق

مین پڑے ہونگے خط لکھنے کی فرصت کہان اور
داروغہ جی اہتمام مین رہتے ہونگے۔ مگر اباتی بھی
فرصت نہین ملتی۔

ب۔ (کوا پھر بولا) اتنی دیر سے کانون کانون
کر رہا ہے یہ نوچ کے چھینکدونگی نگوڑے کے
مطلب کی بات ایک نہین۔ کان کھا گیا مُوا۔

لاڈو۔ کہتے ہین لوگ اِنکی بولی بھی پہچانتے ہین۔

مغلانی۔ تاجب (تعجب) کی کون بات ہے۔ ایک
دفعہ کا ذکر ہے کہ کوئی آدمی اپنی بیوی سے لڑا۔
بیوی نے دو چار لینڈی بینڈی سنائین تو مسٹ
مار کے چپ ہوگیا۔ اِسپر ایک عورت جو اسی گھر
مین رہتی تھی بہت زور سے ہنسی یہ اِن میان
بیوی دونون کو ناگوار گذرا کہ ہم مین تو لڑائی
ہوتی ہے اور یہ ہنس رہی ہے۔ تھوڑی دیر مین
جب دونون کی گرمی اور غصہ کم ہوا۔ غصہ
تو حرام ہوتا ہی ہے تو میان نے بیوی سے کہا
کہ یہ عورت ہماری لڑائی پر بیچ بچاؤ کرنے تو
نہ آئی کہ ہان بھئی بیچ بچاؤ کردین مگر اور الٹی
ہنسنے لگی اسکی بیوی نے بھی اس عورت سے
شکایت کی کہ واہ بوا تم تو بڑی اچھی معلوم
ہوتی ہو۔ یہ تم ہنسی کیا سمجھ کے تھین۔ اب تمسے
اور تمھارے میان سے جو جھگڑا ہوگا تو ہم بھی تالیان
بجائینگے۔ اسنے کہا نہین مین اس بات پر تھوڑا ہی
ہنسی تھی۔ ہنسی تو مین کچھ اور ہی بات پر تھی
مگر مین بتاؤنگی نہین۔ اسپر ان دونون نے
بڑی خوشامد کی کہ نہین لوا ضرور بتاؤ ہم بھی سنین
کہ وہ کیا بات تھی۔ جب بڑی دیر تک خوشامد کی

تو لاچار ہو کے اُسکو کہنا پڑا اُس نے کہا جب تم
بہت بگڑی تھین اور یہ بھیگی بلی بنکے دبک رہے
تھے تو اسوقت گھر کا مرغا بولا تھا یا نہین یاد ہے۔
میان نے کہا ہمین خیال نہین مگر بیوی نے قبولا
کہ ہان ہمین اچھی طرح سے یاد ہے۔ بہت تنکے
مرغا بولا تھا اور کئی دفعہ بولا تھا۔ اور تم مرغی
کیطرف دیکھ دیکھ کے ہنستی جاتی تھین اُسنے
کہا ہان ہم مرغے کی بولی سُنکے ہنسے تھے۔ تب تو
انکو اور بھی وہ ہوا کہ بڑے تاجب (تعجب) کی
بات ہے کہ جناوروُن تلک کی بولی یہ سن لیتی ہے
کہا خدا کا واسطہ بتاؤ مرغا اپنی بولی مین کیا
کہتا تھا۔ تب اُسنے سارا حال بیان کیا کہ مرغا
اپنی مرغیون سے بہت اکڑکے کہتا تھا کہ دیکھو
یہ مرد کیسا مرد ہے کہ ایک جورو اس سے نہین
دبتی وہ جب ڈانٹ بتاتی ہے تو مردوا بھیگی بلی
بنکے دبک رہتا ہے اور عورت شیر ہو جاتی ہے۔ بڑے
شرم کی بات ہے کہ مرد ہو کر عورت سے دب جائے
ایک یہ مرد ہے زن مرید کہ اسکی عورت اِسپر شیر ہے
اور ایک ہم مرد ہین کہ سولہ بیویان ہماری ہین
اور سولھون چون نہین کرسکتین سب حکم مانتی ہین
اور سب پر ہم شیر ہین۔ مرد ہوکے عورت سے
ویلے تو چلو بھر پانی مین ڈوب مرے۔ تو اس پر
مرغیون نے کہا وہ مرغیان کون ہوتی ہین جو
اپنے مرغون کو دبا لیتی ہین ہمارا مرغا تو ہم کو
کچا ہی کھانے۔ اِسی پر ہمین ہنسی آئی تھی۔

ب۔ میان تو سن کے کٹ گیا ہوگا۔

نبو۔ اور بیوی کی کیا بڑی آبرو ڈیڑھ گئی ہوگی۔

لاڈو - واہ اُسکا مرغے کی ایسی تیسی جو مرغیون پہ ظلم کرے ہم تو ایسے مرغے کو مار ڈالتے لاتون سے بولا دیت کیا دل لگی بازی ہو کچھ -

بنو - چل چھوکری بہت بڑھ بڑھ کے باتین نہ بنا کسو قصائی سے پالا پڑیگا تو یہ باتین بھول جائیگی -

سبا -

مغلانی - ہان یہ لاتین واتین سب رکھی رہینگی -

لاڈو - جی تو وہ کوئی اور ہوتی ہونگی - ہم ان مین نہین ہین - میان کی دم مین موٹا سا رسا - ہم میان کی کیا اصل حقیقت سمجھتے ہین - میان کو راہ چلتے دیکھے تو ہان بھئی اُسکا کہنا حق سے ہو اور جو یون سیچلتے بیل کا سینگ پکڑا ہے تو کوئی دبیل تو ہم ہین نہین -

سبا - نہین نہین - تمھارا دشمن دبیل - تم بڑی سرہنگ ہوسیاہی ہو - موچو بیز لڑنے والی -

اتنے مین ایک مہری خوش خوش زنانخانے مین آئی یہ انکی بہن کے ہان سے آئی تھی - بندگی کرکے کہا حضور یہ خط نواب صاحب کے نام پہاڑ سے آیا ہو - سب خیر صلاح سے ہین اور شاید حضور کا بھی بلوا ہو - خط بیگم صاحب نے خوشی خوشی لے لیا - اور کہا بی مغلانی کی بات صحیح نکلی مغلانی تو اب شیر ہوگئی تھی - کہا سرکار لونڈی نے اتی عمر بسر کی ہو - بوڑھے ہونیکو آئی - کیا اتنا بھی نہین سمجھ سکتی ہوت -

سبا - او ئی - بوڑھی ہونے کو آئی - شاید ابھی بوڑھی ہوئی نہین ابھی جوان ہی بنی ہوئی ہو -

بنو - اے ابھی تو انکی کوئی بارہ ہی برس کی عمر ہوگی -

مغلانی - مگر حضور سچ کہیے گا کیا ٹھیک بات اُتری ہو جیسے نشانے پر تیر پڑتا ہو جاکے -

سبا - اب اس کوّے کو دودھ ملائی تو کھلاؤ -

مہری - کیا کوا سویرے سویرے بولا تھا -

مغلانی - ان ہان بڑی دیر تک بولا کیا - ہم نے تو کہدیا کہ سرکار آج نواب صاحب کا خط ضرور کرکے پہاڑ پرسے آئیگا - سو وہی ہوا بس -

سبا - ہم تو اب اسوقت سے کچھ کچھ قائل ہوگئے -

لاڈو - بھلا کبوتر کی بولی کا بھی کچھ شگن ہو یا کوّے ہی کا ہو -

ابھی یہی باتین ہو ہی رہی تھین بیگم صاحب نے خط پڑھنے کی کوشش کی مگر اسقدر بد خط لکھا ہوا تھا کہ اُنسے پڑھا نہین گیا گو خط پڑھنے والے ڈیوڑھی پر بہت سے تھے مگر بیگم صاحب کی خواہش تھی کہ جو شخص خط پڑھے اسکے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی پڑھتی جائین - اور اسکے لیے کسی پڑھی لکھی عورت کی ضرورت تھی اور پڑھی لکھی عورت اِسکے محلے بھر مین نہین - بلوائین تو کسکو بلوائین آخرکار مغلانی نے سوچکر کہا کہ اسکول کی اُستانی کو بلوا لیجیے ڈولی بھیجکر اُستانی جی طلب کی گئین - یہ بڑی ہوشیار اور پڑھی لکھی عورت اور مدرسۂ نسوان کی افسر معلمہ تھی خط لیکر پڑھنا شروع کیا -

جناب نواب رونق جنگ صاحب بہادر -

بعد تسلیم عرض ہو شکر ہو کہ تا دم تسطیر عریضہ خیریت طرفین حاصل ہو - خاکسار آپ احباب کی دعا سے کوہ نینی تال پر چین کرتا ہو - محمد عسکری اور آپکے

دوست آغا محمد اطہر صاحب بھی خوش ہین اور
زیادہ تر لطف اِس سبب سے رہتا ہی کہ منشی مہراجبلی
صاحب بھی ہمراہ ہین - یہ طرفہ معجون اور عجیب
بزرگوار ہین - اِنکی باتین اور حرکتین سنیئے تو ملے
ہنسی کے لوٹ لوٹ جایئے نازو اِنکی خوب مرمت
کرتی رہتی ہین - یہان کی آب دہوا کی تعریف کرنا
چھوٹا مُنھ بڑی بات ہی - سردیوان مین جو لطف
لکھنؤ مین نہین ہوتا وہ گرمیون مین یہان حاصل
ہوتا ہی نے غلطم - یون کہنا چاہیے کہ جو لطف
گرمیون مین یہان حاصل ہوتا ہی اُسکا عشر عشیر
بھی سردی کی فصل مین وہان نہین حاصل ہوسکتا
پنکھے اور خس کی ٹٹی کے نام سے یہان جوڑی
چڑھتی ہی - ہر دم جاڑا رہتا ہی - ہر وقت اسطرح
کی سردی کہ روح تک اور جگر تک کو سردی ہوتی
ہی لطف یہ کہ لکھنؤ سے چوگنا کھاتے ہین اور
ادھر پانی پیا اُدھر سب ہضم - پانی کیا چورن ہی
یا عرق جامن کہ پتھر تک کو گلا اور پچادے -

نواب صاحب اب وہ محمد عسکری نہین ہین
جو لکھنؤ مین تھے اب اِنکے خیالات بہت اچھے
ہو گئے ہین - بُری صحبت سے پرہیز ہی اور ہر شئے
کو ایک قرینے کے ساتھ کرتے ہین - تفریط وافراط
نہین ہی - نازو اور قمرن تو آپ جانتے ہی ہین
سانپ کیطرح ساتھ رہتی ہین - مگر بھائی صاحب
یہ کانٹے آپ ہی کے بوئے ہوئے ہین قمرن
ابتک نوابصاحب کی مطبوع طبع ہی اور بھائی
وہ ہے ہی ایسی - ع -

آہو چشم چھلاوے کو ہین پچھلے والے

لیکن اب بیگم صاحب کو بہت یاد کرتے ہین
اور عنقریب بُلوانے والے ہین - آپ اپنی سالی
کو ضرور تسلی دین کہ اب قمرن کا رنگ نواب پر
ایسا نہین ہی کہ انکو بالکل بھول ہی جائین -
بلکہ جب وہ یہان آئین گی تو خود ہی دیکھ لینگی
کہ قمرن اُنکی برابری نہین کرسکتی - اسکی بہن نازو
کو بڑا افسوس ہی کہ نواب اب بیگم کو بلانیوالے
ہین کئی بار کہہ چکی کہ پھر ہم کو رخصت کر دیجیے
جو انکو بلانے کا قصد ہی تو پھر ہمین ہنسی خوشی
جانے دیجیے مگر نواب ان باتون کی پروا نہین
کرتے - بیگم صاحب کے لیے قیامگاہ کے قریب
ایک کوٹھی بکی جاتی ہی - اسمین نواب صاحب
اور آپکی سالی رہا کرینگی اور نازو اور قمرن اور
ہم سب علیحدہ کوٹھی مین جسمین آج کل رہتے ہین
یہ دونون ملی ہوئی ہین بیگم صاحب کا خط جو
آتا ہی تو نواب کی باچھین کھل جاتی ہین -

یہان کی عورتین بہت حسین ہوتی ہین
اور نواب ضرور دو ایک کو گھر ڈال لیتے - گو
وہ سوائے ہندوون کے اور کسی قوم کے ہان
نہین جاتین لیکن نوابصاحب کے گنگا جمنی
ہوادار اور فوق البھڑک وردیان اور مہریونکی
بیش بہا پوشاک اور زیور اور سپاہیون کے
زرق برق لباس اور سواری کے ٹھاٹھ اور
روپیے کے خیال سے ضرور پھسل جاتین - اور
نوابصاحب ہزارہا روپیہ بلٹا دیتے مگر شکر ہی
کہ انکی صحبت بہت ستھری صحبت ہوتی ہی اور
عالم و فاضل اور فہمیدہ و تربیت یافتہ آدمی

شریک صحبت ہوتے ہین جنہین دو ایک حکام بھی ہین اور یہ لوگ نواب صاحب کو ہمیشہ صلاح نیک دیا کرتے ہین۔ اب وہ اشغال انکے نہین ہین جو پیشتر تھے زمین و آسمان کا فرق ہے اب سپھرتی اور چستی بھی طبیعت مین زیادہ آگئی ہے وہ کاہلی اور سستی اب نہین باقی رہی۔ دو ڈھائی گھنٹے روز گھوڑے کی سواری کرتے ہین اور دو تین میل روز پیدل بھی چلتے ہین۔ بھلا لکھنؤ مین یہ بات کہان تھی۔ دوپہر کو تو سوکے اُٹھتے تھے۔ شام کو ہوا کھانے لگے تو ساتھ وہی خراب کرنیوالے لوگ۔ صحبت مین جتنے تھے سب بدوضع یہان وہی صحبت کے لوگ جو لکھنؤ مین ہردم ساتھ رہتے تھے راہ راست پر آگئے ہین اور اپر بھی یہان کی صحبت سے کے تربیت یافتہ آدمیون کا اثر پڑا اور انکے خیالات اب شایستہ اور آراستہ ہوگئے۔ نواب کو بڑا افسوس ہے کہ وہ قمرن کو کیون ساتھ لائے کیونکہ اب انکے یہ خیالات ہین کہ انسان کو ایک ہی شادی پر کفایت کرنی چاہیے۔ اسکے علاوہ انکو اس امر کا بھی افسوس ہے کہ قمرن ایک نیچ قوم بازاری عورت ہے اور یہان کے کل باشندے اور عملے کے لوگ اور حکام قمرن اور نازو کو نوابصاحب کی بیگم اور سالی سمجھ بیٹھے ہین۔

الغرض ہمارے ہیرو لف کو اس پہاڑ کے قیام اور صحبت نیک نے آدمی بنا لیا۔ اپنی سالی کو مبارکباد دینا اور کہدینا کہ انشاءاللہ بہت جلد وہ بھی اس کوہستان کی ہوا کھا رہی ہونگی اور قمرن اور نازو اُن کے پانون دبا رہی ہون گی۔

نیازمند چھٹن صاحب

مغلانی۔ حضور مبارک۔ سب کی طرف سے ہم مبارکباد کیے دیتے ہین۔ کوے کے بولنے سے خط کا خط آیا اور بلوے کا پیام الگ لایا۔

اُستانی۔ کوے کا شگن ہندو بہت مانتے ہین

لاڈو۔ حضور لونڈی بھی ہمراہ چلیگی۔ کہین ایسا نہو کہ ہمکو یہین چھوڑ جایے۔

ب۔ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔ ابھی چلنے کی تیاریان کرنے لگین۔

لاڈو۔ اب تو ایک اٹھوارے مین پہاڑ پر ہونگے دیکھ لیجیے گا حضور۔

ب۔ ہان یقین تو آتا ہے کہ بلائین مگر وہ دونون ساتھ ہین۔ انکا ساتھ چھٹنا ہی اب مشکل ہے۔

لاڈو۔ اونھ وہ موئی منہا زین بھی ایک کونے مین پڑی رہینگی۔ وہ ہین کیا مال۔

ب۔ نہین وہ چھٹکی ضرور مال چیرتی ہوگی۔ اُسپر نواب کا دل آیا ہے۔ اور ہے بھی ابھی چودہ پندرہ برس کی اور کامنی بھی ہے۔

مغلانی۔ سرکار کی بھی کیا باتین ہین۔ ہماری لاڈو اُس سے اچھی ہے۔

نبو۔ لاڈو کو تو ہم پہاڑ لے بھی نہین جائینگے۔

لاڈو۔ یہ کیون ہمارا قصور۔

نبو۔ بیگم صاحب سمجھ گئی ہونگی۔ کیون حضور۔

ب۔ ہم تو کچھ بھی نہین سمجھے۔

نبو۔ لاڈو واڈو کسی کو ساتھ نہین لیجائینگے حضور بس سب بوڑھی بوڑھی عورتین خدمت کیلیے

چلین گی۔

ب۔ (مسکرا کر) اِس بات کا ہمین ڈر نہین ہی چاہے لاڈو کو گھر ڈالین چاہے قمرن کو۔

نبو۔ لاڈو کی سی بات قمرن مین کہان پائیے۔

لاڈو۔ (جھیپ کر) لاڈو تو ابھی باتین جانتی ہی نہین بیچاری۔ ہان نبو زمانہ دیکھے ہوئے ہی۔ وہ چاہے تو نواب صاحب کو رِجھالے۔

نبو۔ نبو بیچاری بڑھیا کو سوائے اُس کے میان کے اور کون پوچھے گا۔ ہان جو تیرہ چودہ برس کی کنواری ہو اُسکو البتہ سب کوئی پوچھین گے۔

لاڈو۔ جب تم تیرہ چودہ برس کی کنواری تھین تو سارا لکھنؤ تمکو پوچھتا ہوگا۔

نبو۔ تو تنکتی کیون ہو۔

لاڈو۔ جبھی اپنی بیتی کہہ رہی ہو۔

مغلانی۔ ہو نگی جوانی پر نبو بھی اچھی۔

نبو۔ اے نبو اب سو پچاس مین اچھی ہی۔

لاڈو۔ اپنی بوڑھیا کا صدقہ۔ ذری شکل تو آئینہ لے کے دیکھو شکل چڑیلون کی ناز پریونکا۔

نبو۔ ہم تو اپنے آپ کہتے ہین کہ ہم کو کوئی بھلا کا ہے کو پوچھنے لگا امیر روپیے والے لاڈو کو پوچھینگے کہ ہم کو۔

لاڈو۔ تمھارے پوچھنے والے تمکو پوچھینگے پشالچی (مشعلچی) خانساماں۔ باورچی۔

نبو۔ چاہے تمکو چاہے لڑو تم اب پہاڑ پر نہ جانے پاؤ گی۔

لاڈو۔ جائین اور بیچ کھیت جائین۔

مغلانی۔ اے تو ابھی سے کاہیکو کٹی مرتی ہو۔

ب۔ خدا واسطے کو۔ اب ہمارے نواب ایسے گئے گذرے کہ ہر کوئی کو گھر ڈال لین گے۔ قمرن چوڑی والی کو کیا منھ لگایا کہ اب نبو اور لاڈو اور مغلانی سب جیسے گھر ہی پڑ جائین گی ایسے گئے گذرے۔

مغلانی۔ (ہنسکر) ایلو آئی گئی ہمارے ماتھے گئی مجھ بڑھیا کھپٹ کو تو اپنے صدقے مین آزاد ہی کر دیا ہوتا۔ نبو تو بھلا خیر۔ جوان نہین تو ادھیڑ بھی ابھی نہین ہین۔ ابھی بارہ سال ہی لڑکی ہوئی تھی۔ مین تو اللہ جھوٹ نہ بلائے چار بیسی سے کسو طرح کم ہو ہی نہین سکتی۔

چھری۔ مغلانی کو بھی سب کے ساتھ سان ڈالا۔

ب۔ چھری تمھاری ہوی بھی چلینگی۔ ہم کہینگے تو اپنی طرف سے ضرور۔ مگر اِس خط سے اور بھی یقین ہو گیا کہ دولھا بھائی نے ہمارے حق مین یہ کانٹے بوئے ہین۔ اچھا سلوک کیا۔ دیکھو ملین تو سہی۔

چھری۔ سرکار جو پہاڑ پر قمرن نہ جاتی تو ہمارے نواب صاحب ان دونون بہنون مین سے ایک کو ضرور نوکر رکھ لیتے یا چوری چھپے آیا کرتی یا گھر ہی پڑ جاتی۔

نبو۔ ہمین اس بات کا خیال نہین ہی کہ قمرن ساتھ کیون ہی جن لوگون کو اللہ نے دیا ہی وہ ایک جورو پر تو رہ نہین سکتے۔ یہ تو غریب غربا کے لیے ہی۔ مگر ہمکو اِسکا بڑا اندیشہ ہی کہ کہین اُس سے نکاح نہو جائے۔

مغلانی۔ اِسکا میان نگوڑا موجود ہی نکاح کیسا۔

اور ہو بھی جائے تو کیا۔ ہماری قسمت تو وہ لے نہ جائے گی۔ جن جن کے میان نے دو دو چار چار نکاح کر لیے اُنھون نے آخر کیا کیا جو ہم کرینگے یہ تو ان مردون نے جوہر سمجھ لیا ہے پھر اب ہملوگ اسکا کہانتک خیال رکھین۔ جو ہونا ہوگا وہ ہوگا مگر جو بلائینگے تو کچھ سمجھ ہی کے بلائینگے۔

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ نواب رونق جنگ بہادر گاڑی پر سوار تشریف لائے اور دربان نے اطلاع دی کہ نواب صاحب تشریف لائے ہین تھوڑی دیر تک داروغہ صاحب کے بھائی سے گفتگو کرکے اندر تشریف لے گئے۔ معمولی باتونکے بعد یون مکالمہ ہوا۔

ب۔ واہ دولھا بھائی ہمپر بڑا احسان کیا۔ اس احسان سے ہم کا ہیکو کبھی سبکدوش ہونگے۔

رونق۔ چھٹن صاحب تو ہین پاگل اور تم بھی اُسکے فقرے مین آگئین۔ اتنا نہین سوچتی ہو کہ مینے کیا کیا وہ میرے بیان کے ہین۔ ہمپر تو خود تمھاری بہن تہمت باندھتی ہین کہ نازو کو پیغام بھیجا تھا اپنے بہنوئی کا سا آوارہ مزاج وہ سب کو سمجھتی ہین۔

ب۔ بھائی تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو کہنے سے تو برا مانئیے گا ہم تو خدا لگتی کہین گے۔

رونق۔ یہ خواہ مخواہ کسی بھلے مانس پر الزام لگاتا ہے۔

ب۔ جی ہان ہم آپ سب کی بھل منسی سے خوب واقف ہین بھل منسی کا نام نہ بدنام کیا کیجیے۔

رونق۔ اب تمکو تو یقین ہی نہین آتا۔

ب۔ ہمکو کیونکر یقین آئے صاحب۔ آپ لوگ تو قرآن کا جامہ بھی پہنین تو بھی ہمکو یقین نہ آئے گا اچھا کھائیے تو قسم کہ آپکے علم یقین مین نہین تھا۔ آپ ہی کے گھر مین یہ تو سب گل کھلا نہ وہان جاتے نہ اُس موئی قمرن کو دیکھتے۔

رونق۔ (مسکراکر) تو کوستی کیون ہو اُس بیچاری کو۔

ب۔ (ہنستے ہوئے) اوئی اُسکی اُتی محبت ہے وہ بیچاری ہے سارے خدائی کی آوارہ۔ کالے سر کا ایک محلے مین نہ چھوڑا۔ بیچاری بناتے ہین ایسی ہی دو ایک اور بیچاریان ہون تو لکھنؤ تباہ ہی ہوجائے۔

رونق۔ اچھا اب تو وہ بیچارہ تمھارے بلانیکی تیاریان کر رہا ہے۔ اب تو بُری صحبت سے پرہیز ہے اب تو قمرن تمھاری لونڈی بن کے رہیگی۔

ب۔ بیچ بی ہزار رحمت پائی۔ ہم ایسی لونڈی نہین چاہتے ہر دم کا ناسور۔ ایسی لونڈیان آپ ہی لوگون کو خدمت کے لیئے مبارک رہین۔ مگر تم لوگون کی طبیعت بھی ماشاء اللہ سے کتنی ستھری ہے۔ گرے بھی تو کہان جاکے۔ واہ چوڑیوالی مچھلی والی۔ کنڈے والی۔ دہی والی۔ گھی بیچنے والی گدن۔

راوی۔ اس (گدن) کے لفظ پر گھر بھر مین قہقہہ پڑا بیگم صاحب خود بھی ہنس دین اور نواب رونق جنگ بہت جھینپے۔

رونق۔ مطلب۔ اب ہم۔

ب۔ کیا کیا۔ ہان ہان کچھ کہو صاحب۔ یہ جا جا کے
کیون باتین کرنے لگے۔ کچھ پانی مرتا ہی۔
رونق۔ تمھاری بھی کیا باتین ہین۔
ب۔ لیجیے پان لیجیے۔ ہماری تو ایسی ہی باتین
ہوتی ہین۔
رونق۔ گلوری لینے مین تو عذر نہین۔ مگر تم
اسوقت ذرا چھلائی ہوئی ہو۔ ہمین خوف ہی
کہ مبادا مرچین جھونکدی ہون۔ (گلوری لیکر)
کھا لون؟
ب۔ اب یہ اپنے جی سے پوچھو۔ مگر مرچین ہمنے
ضرور جھونکی ہین۔ اور سب تتیا مرچین ہین۔
رونق۔ (گلوری کھا کر) یا قسمت یا نصیب۔
یا بخت۔ ہمین بڑی خوشی ہوئی کہ تم کو بلوائینگے
اگلی سال تو ہمارا جانا نہ ہوسکیگا مگر ہان دوسرے
سال ضرور جانیکا قصد ہی قابل دید مقام ہی۔
ب۔ تعریفین تو بڑی سنتے ہین دیکھین تو معلوم
ہو۔ نازو اور قمرن کی بھی کیا قسمت کھلی ہی۔ جوڑ نیکا
ٹوکرہ لے کے کرتی تھی اب ہوادارون پر چڑھکے
نکلتی ہین اللہ کی شان ہی۔ کہان وہ دن تھے
کہ پاس نہین بیٹھ سکتی تھین اور کہان ہم پہاڑ
دیکھنے کو ترستے ہین اور وہ گنگا جمنی ہوادارون پر
سیر کو نکلتی ہین۔
رونق۔ ہمکو پورا پورا یقین ہی کہ تم وہان داخل
ہوئین اور وہ دونون نکالی گئین۔ دونون کو
دھتا بول دینگے۔ آثار سے ہمکو ایسا معلوم ہوتا ہی۔
ب۔ یہ تو سب فقرہ بازی ہی۔ چھٹن صاحب
لکھتے ہین۔ ابھی تک قمرن کا عشق کم نہین

ہوا ہے۔
رونق۔ وہ یہ بھی تو لکھتے ہین کہ بیگم صاحب جلد
یہان آئینگی اور نازو اور قمرن اُن کے پاؤن
دبائینگی۔
ب۔ یہ تو انکی شاعری ہی۔
رونق۔ نہین شاعری نہین۔ وہ بہت سمجھدار
آدمی ہی ہمنے بھی دو تین آدمیون سے سُنا تھا کہ
اب محمد عسکری کے خیالات بالکل بدل گئے۔ اب
وہ بالکل سیدھے ڈھرے پر چلتے ہین۔ اگر قمرن
کا عشق باقی بھی رہا تو کیا حرج ہی۔ وہ کہین ایک
علحدہ مکان مین پڑی رہیگی۔ اتنا نہین غنیمت
سمجھتی ہو کہ تمکو بلاتے تو ہین۔ تمھارا خیال تو یہ
قمرن کے ہاتھ بک تو نہین گئے۔ یہ کیا کم ہی اپنے
پڑوس کا حال نہین دیکھتی ہو۔ ۱۳۔ برس سے
میان بیوی مین آمد و رفت بول چال نہین ہی
میان بیوی کی صورت سے اور بیوی میان کی
شکل سے واقف نہین ایک تو سقے کی جورو گھر
پڑی ہی۔ اور ایک اُس ڈومنی کی چھوکری۔ وہ
دونون چین کرتی ہین اور جورو کو ایک مکان
رہنے کو دیدیا ہی۔ ایک سپاہی کی تنخواہ ملتی ہی
ایک ماما اور ایک مہری۔ اور پچاس روپیہ لڑکے
انور حسین دلواتے ہین ورنہ زیور بیچ بیچ کے کھاتین
اپنی پھوپھی اماں کی نظر بھول گئین کہ چالیس برس
تک میان الگ رہے باپ اگر روپیہ والا نہ ہوتا تو
فاقون کی نوبت آجاتی تم وہان جاکے سب پر
دخل اکے مزے سے بیگم بنکے بیٹھو اور کبھی عسکری
کو ذرا نہ چھیڑو۔ قمرن کا تو ذکر ہی نہ کرو۔ ایسین

انکو بھی لحاظ رہیگا اور بات کبھی نہ بڑھنے پائیگی مگر کم سے کم ایک وقت کا کھانا اپنے ہی ساتھ کھلایا کرنا۔ شام کا کھانا تو وہ وہین کھائینگے یہ تو ہم کو خوب یقین ہی مگر صبح کو تم یہ معمول رکھو کہ گھر ہی پر کھائین اور شام کو بھی تم اپنے ہان سے گوشت یا مرغ یا کھیر یا کبھی مرغ پلاؤ یا کباب ایک نہ ایک چیز روز بلاناغہ پکواکے بھیجا کرو۔ یہ ایک معمول کر لینا اور کبھی بھولے سے بھی طعن طنز کی باتین نکرنا۔ اسکا ضرور خیال رہے۔ جب ملو ہنستے ہوئے۔ اب تو اپنا وقت گانٹھنا ہی نا۔ بس وہ راہ چلنی چاہیئے جسمین کوئی خطرہ نہو۔ سید صاحب کو انکو شکایت کا کوئی موقع ہی نہ ملنے پائے وہ تو فعل مختار ہین نہ تمرن اس بات کی کوشش کریگی کہ تمھاری طرف سے کان بھرے اور نہ انکو سمجھائے خلاف ہونیکا موقع ملے گا۔

بیوی۔ مین نے بڑے غور سے سب باتین سنین اور مین ایسا ہی کرونگی۔ مگر جب کوئی بلوائے بھی۔

رونق۔ یہ ہمارا ذمہ۔ اسکے ہم ذمہ دار ہوگئے بس

مغلانی۔ اے حضور بلائین اور ہیچ کھست بلائین

رونق۔ نہ بلانے کی وجہ کیا۔

مغلانی۔ حضور کو خدا سلامت رکھے کیا کیا اونچ نیچ کی حضور نے سمجھائی ہین کہ واہ واہ۔ بس یہی چاہیے۔ بات کو مختصر کرنا چاہیے اور یون چاہے جتنی بڑھا دیجیے۔

رونق۔ حیدر جان گاتی ہین ناسہ

بات ہی جسقدر بڑھاؤ بڑھے	طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے

مغلانی۔ اور کیا۔ جب بات نہ بڑھا اپنا بس ہی کہین

اسکو بڑھانا اپنا ہی نقصان کرنا ہی۔ اور جو طرح دی تو لحاظ بھی رہا اور اپنا نقصان بھی کم ہوا۔

رونق۔ تم جہاندیدہ ہو۔ دنیا کا نشیب و فراز دیکھا ہی ان باتون کو خوب سمجھتی ہو۔

بیگم صاحب نے کچھ دیر تک مشورہ کرکے کہا دولہا بھائی اگر نامناسب نہو تو ایک خط اسیوقت لکھکے رجسٹری کرکے بھیجدیجیے دیکھین کیا جواب لکھتے ہین۔ انھون نے کاغذ قلم دوات مانگا اور یون خط لکھا۔

مائی ڈیر عسکری۔ گڈ مارننگ۔ ارے یار تم پہاڑ پر بھی جاکے کاہل ہی بنے رہے۔ خط بھی بھیجا تو چھٹن صاحب سے لکھوا کر۔ اگر خود لکھتے تو شاید حضور کے ہاتھ کی مہندی چھوٹ جاتی۔ لہذا حضور نے چھٹن صاحب کو اپنا سکتر اور میر منشی بنایا۔ خیر ع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست۔ یہ بھی غنیمت ہی کہ یاد تو رکھا بھائی صاحب آپ پہاڑ پر زنگ رلیان مناتے ہین۔ اور مزے اڑاتے ہین اور ہم یہان ترستے ہین۔ مگر پارسال انشاء اللہ اینجانب بھی کوہستان کی سیر کرتے ہونگے نیت شب بخیر۔ مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ اب آپ کے خیالات مین وہانکی عمدہ اور چیدہ صحبت سے شایستگی زیادہ آگئی۔ شکر خدا۔ مین نے کئی معتبر آدمیون کی زبانی سنا کہ اب آپ لکھنے پڑھنے اور مطالعہ اخبارات اور کتب بینی کیطرف زیادہ تر مائل ہین۔ اس سے زیادہ مسرت والی اور کس بات سے حاصل ہو سکتی۔ نینی تال کے قیام نے آپ کے ساتھ

واہ کیا جو کسی اچھے زبردست مسیحا دم طبیب کی دوا مرض مزمن کے ساتھ کرتی ہے۔

بی قمرن صاحب کا بناؤ کرنا اور سنورنا اور نکھرنا ستم ڈھاتا ہوگا ہماری طرف سے اور نہین تو خسار انور کے بوسے ہی لیے لینا یار تم بڑی نرد مار لے گئے۔ نازو ہی ہمارے لیے چھوڑ دی ہوتی آپ تو میرے دونون میٹھے کتتے ہوئے پہاڑ پر چل دیے اور ہمین یہان بیپٹیل چھوڑ گئے۔ قمرن پر واقعی وہان اور بھی جوبن ہوگا۔ یار واللہ بڑا ستم ڈھایا کہ لکھنؤ کی پری کو پہاڑ پر اڑا لے گیا کبھی وہانسے ایک فوٹو تو کھچوا کے بھیجو۔ مگر نازو اور قمرن دونون کا فوٹو ہو۔ قمرن کی تصویر کھڑی کھچوائیے گا تا کہ قد و قامت کا بھی پورا پورا لطف حاصل ہو اور پتلی کمر کی خوبی بھی نظر آئے۔ مگر مین سوچتا ہون کہ انکا فوٹو کھینچ کیونکر سکیگا شوخی کا عکس کہان اُتریگا۔ اور وہ انکو اجازت کب دیگی کہ دو منٹ بھی ایک پہلو پہ قرار لین۔ کل ہمنے کدرا کو دیکھا تھا ہمارے تو محلے ہی مین رہتا ہے۔ مجھے بڑی ہنسی آئی۔ للتوا پٹوے اور کدرا سے روز جج چلتی ہے۔ روز جوتی پیزار ہوتی ہے۔ اسکو لوگون نے خوب یقین دلا دیا ہے کہ للتوا ہی کے پھیر مین قمرن کہین ہے۔ ایک نہ ایک دن تو جداری ضرور ہو گی۔ کہتا ہے یہ للتوا اشارے سے بلایا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ (کمرن جان جری ادھر آؤ گلوری تو سفید پان کی کھاتی جاؤ۔ ہمارے ہاتھ کی گلوری کسو کو نصیب ہوتی ہے۔ آہی سنے اُسکو کہین چھپا دیا ہے) بڑی دل لگی رہتی ہے۔ مگر تمھاری سالی روز قمرن اور نازو کو برا بھلا کہتی ہین اور ہمین خواہ مخواہ ہنسی آتی ہے مگر خدا گواہ ہے تمھاری بیوی نے کبھی تمھارے یا قمرن کے خلاف ایک لفظ بھی نہین کہا۔ بلکہ جب کبھی کوئی کچھ کہتا ہے وہ کہتی ہین کہ (قمرن کو ساتھ لے گئے تو کیا گناہ کیا۔ جب ہم جائینگے ہم وہان رہا کرینگے۔ قمرن کو بھی اگر روٹی کپڑا دیا کرین تو کیا ہرج ہے۔ کچھ قمرن کے جانے سے ہماری وقعت تو کم ہو نہین گئی۔ ہم ہم ہی ہین اور قمرن کو نواب لاکھ پیار کرین مگر ہمارا اور اُسکا درجہ ایک نہین ہو سکتا۔ ہمارے نواب فہمیدہ آدمی ہین۔

بھائی واللہ بیگم صاحب گل کے کانٹا ہو گئی ہین مگر تمھارے خلاف ایک حرف بھی سننا پسند نہین کرتین۔ ہان تمھاری سالی البتہ ذرا تمھارے خلاف ہین۔ اور بہنون بہنون مین کبھی ذرا یونہی سی چل بھی جاتی ہے۔ وہ بیچاری ہمیشہ تمھاری جنبہ کرتی ہے۔ ایک دن رو کر اپنی بہن سے کہا کہ نہ نواب اُس چوڑی والی کو گھر مین ڈالتے اور نہ ہم کو ہمجولیان طعنے دیتین غرضکہ اُنکی حالت رحم کے قابل ہے اور اب اگر تم مین کچھ بھی انسانیت باقی ہے تو بیگم صاحب کو بھی بُلوا لو۔ اسمین تمھارا کیا ہرج ہے قمرن الگ رہے یہ الگ رہین مگر وقعت کے ساتھ۔ قمرن سے آپکی کوئی وقعت نہین ہے یہ منکوحہ بیوی ہین اور بڑے باپ کی بیٹی۔ شام کا کھانا قمرن اور نازو اور اپنے احباب ہی کے ساتھ

کہاو - ہوئیسکی اتھین کے ہان اڑاو - کیونکہ بیگم بیچاری
تو آپکی بادہ گساری مین شریک ہونگی نہین - مگر انکو
نہ بلانا کیا معنی - تمھارا سرج امین کیا ہے -
ایسے یاد منشی مہراج بلی صاحب کے دیکھنے کو
آنکھین ترستی ہین وہان انکے بغیر آپلوگون کو چین
نہ آتا ہوگا - انکی دو چار حماقتون کا حال تو ضرور
لکھ بھیجیے - خالی از لطف نہوگا - اسنے کہدیا کہ
کاسے واسطے پولیٹیکل فول ہم کو خط نہین لکھنے
مانگتا ہے کہ گفتہ اند -

دل اور اسکی کڑی نگہ سے شرار	شیشے کا سامنا ہے پتھر سے

چھٹن صاحب کی خدمت مین خط کا شکریہ
آغا صاحب کی خدمت مین آداب - حضرت
اختر السلام علیک بھئی سچ کہنا کیا مصرع
موزون ہو گیا - ع -

حضرت اختر السلام علیک

میان ممن اور حضرت جلو صاحب اور
مسخر الدولہ چڈا گلخیرو کو سلام کہدینا - تم لوگ
واللہ سب مزے مین رہے - ہمکو رشک ہے
خدا کرے مہراج بلی کو وہان استسقا ہو جائے
اور نازو اسکو چھوڑ کر میرے گھر پڑ جائے -
رونق جنگ از لکھنؤ

رونق - لو صاحب خط تیار ہے -
ب - لاتیے ہم پڑھ تو لین -
رونق - اسکی سند نہین - ہمنے کچھ مذاق کی
باتین لکھی ہین مگر اس کا جواب جو آئے گا وہ
ضرور سنا دینگے -
ب - اچھا جیسی مرضی ہو مگر یہ اتنی دیر تک
لکھا گیا کیسے دفتر کے دفتر رنگ ڈالے -
رونق - کوئی بات ہم نے باقی نہین رکھی - کل
باتین جو یاد آئین سب لکھ ڈالین - ممکن نہین کہ انکے
دلپر اثر نہ ہو - اثر نہ ہوتا کیا معنی - پتھر بھی ہو تو
پسیج جائے -
مغلانی - تو حضور بس بھیجدیجیے نہین پھر رجسٹری
آج نہوگی پرسون آدمی پھر آیا تھا -
ب - ابھی بہت وقت ہے - بارہ بجے سے ۴ بجے
تک ہوتی ہے ابھی تو دو بھی نہین بجے -
مغلانی - مین کہتی ہون جسمین رہ نہ جائے -
لاڈو - لفافہ تو لکھ ہی گیا ہے - پھر اب کرنا کیا ہے
چار آنے رونق کے ہاتھ دھریے رجسٹری کرا لائے
رونق - (خط کھولکر) خوب یاد آیا - اسقدر اور
بڑھا دون کہ (دیگر یہ کہ قمرن اور نازو کو یہ خط
ابھی نہ سنانا اور نہ ان سے یہ کہنا کہ بیگم آنیوالی
ہین - مہراج بلی نامعقول سے بھی نہ کہنا - یہ لالکہ
روغن زرد نازو سے صاف صاف کہدیگا - ابھی
قمرن سے ذکر کرنا فضول ہے مگر ہان باتون باتون مین
یہ ضرور کہتے رہو کہ اب بیگم بھی غالبًا آئینگی - مذبذب
بات سمجھے ؟

یہ خط رجسٹری کراکے بھیجا گیا تو اسکے پانچوین
روز وہی مہری جو خط لیکر آئی تھی پھر خوش خوش
آئی اور کہا حضور نواب صاحب کے خط کا جواب
پہاڑ سے آگیا خاص نوابصاحب کے ہاتھ کا لکھا
ہوا ہے - بیگم صاحب نے بیقرار ہوکر خط لیا اور جلدی مین
کھولا اور پڑھنے لگین -

اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث	چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھ سے دیار دل

بھائی صاحب آپ کا لطف نامہ مجھے
ملا اور مین نے کئی بار اُسکو پڑھا - منشی مہراجبلی
کو بھی پڑھکر سنایا - بہت بگڑے - آپکی ہجو مین کچھ
کہنے والے ہین - ہوشیار رہیے گا - ہم نے جتا دیا ہی -
میان اختر مصرع پڑھکر خوش ہوئے - مگر چیڑا گلخیر و
آپ سے دریافت کرتے ہین کہ آپ تو پہلے بڑھئی
کا کام کرتے تھے یہ شاعر کب سے بن بیٹھے -

اب نینی تال کا حال سنیئے - ایسی آب وہوا
روے زمین پر کہین نہوگی - چاہے آپ مبالغہ
سمجھیے چاہے جو کچھ سمجھیے اور نہ اس قطع کی جھیل
روے زمین پر کہین پاسیے گا - کہ آٹھ گھنٹے کی
چڑھائی چڑھکے جوت کوہ مین ایک میل کی جھیل کا
پانی روانی کے ساتھ جھلک رہا ہی - بس یہ سمجھ لیجیے
کہ ہم لوگون کے لیے جنھون نے کبھی پہلے پہاڑ اور
ایسے اونچے کہسار کبھی نہین دیکھے تھے اُنکے
لیے تو قبلہ یہ مقام روح افزا واقعی بہشت برین ہی

عاشق ہین ہمکو مدنظر کوے یار ہے
کعبے کے حاجیون کو مبارک زیارتین

عنوان مین جو شعر ہمنے لکھا وہ تو حب الوطنی
کا تقاضا تھا ورنہ کجا لکھنؤ کجا نینی تال - کجا شال طوس
کجا کمربند مرصع -

گفتۂ اشرف کجا و قدر فردوسی کہ نیست
باکمربند مرصع قدر شال طوس را

بھائی جان دنیا کا لطف حاصل کرنا ہو
تو انسان سیدھا نینی تال چلا آئے - نہ کسی سے
پوچھے نہ گچھے - بس سیدھا نینی تال پہونچیے - ع -
درکار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست - بھئی اگر
بہشت اور اصلی بہشت دیکھنا چاہتے ہو تو یہان آکر
اور فوراً بس و پیش نہ کرو - روح کو بالیدگی ہوتی ہی
واللہ - واہ رے نینی تال - ع - کہ عمر خضر
می بخشد زلالش -

اپنی اور آپ کی سالی کے خیالات ظاہر ہوئے -
دونون کے خیالات ہمارے مفید مطلب ہین - آپکی
تحریک اور اصرار کی اصلا ضرورت نہین ہی - کوٹھی
سج کے تیار ہوئی اور بندے نے تار آپ کے نام
بھیجا اور بیگم صاحب کو بُلوایا - لاڈو اور بنو اور مغلانی
اور محلدار ضرور آئین - مین داروغہ کو بھیجدون گا
وہ سب انتظام کردین گے - بی قمرن آپ سے خفا
ہو گئی ہین - جب ملوگے تب منا لینا ناز و بھی آپ سے
خفا ہین - چھبن صاحب اور آغا صاحب اور ممن کا نیاز -

عسکری از بہشت نینی تال

جھیل کی سیر روح افزا اور سمندر کا تذکرہ دلربا

ایک روز خلاف معمول معشوقۂ دلبستہ وہان بی قمرن
جان کی آنکھ تڑکے تڑکے کھل گئی اور بستر استراحت
سے آنکھین ملتی اور انگڑائی لیتی ہوئی اُٹھین تو
جھیل کے رخ چمان چمان تشریف لائین - مغلانی
کہ ہمیشہ سے سحر خیز تھی دوڑی گئی اور ایک چھوٹی سی
آرام کرسی رکھکر جھک کے سلام کیا اور کہا یہ آج
حضور نے کیا بدپرہیزی کی روز تو آٹھ آٹھ نو نو بجے
کی خبر لاتی تھین - آج خلاف معمول منھ اندھیرے ہی
اُٹھ بیٹھین - قمرن نے کہا سچ تو یون ہی بی مغلانی کہ
یون تو یہان ہر دم بہشت کا سا لطف رہتا ہی مگر
تڑکے کیوقت تو ہم جانتے ہین ایسا سہانا سمان

ہوتا ہی کہ بہشت کی بھی اسکے سامنے کچھ اصل و حقیقت نہین ہی مغلانی بولی قربان جاؤن حضور تڑکے کا وقت تو سب کہین بھلا معلوم ہوتا ہی یہان تو یون حضور کے بقول ہر دم کیفیت رہتی ہی - پھر یہان کا تڑکا انسان کے دل کو کیونکر اسقدر نہ لبھائے یہی معلوم ہوتا ہی کہ ہوا کے جھونکون کے ساتھ بہشت کی لپٹین آتی ہین - قمرن نے منھ دھویا - انکے منھ دھونے مین لونیڈر کی ایک بوتل صرف ہوتی تھی پانی مین جب ایک بوتل لونیڈر کی ملائی جاتی تھی تب یہ منھ دھوتی تھین - اسدرجہ نفاست طبع مزاج کا ستھراپن ہو تو اتنا تو ہو اور خوش قسمتی مین تو کوئی انکا کیا مقابلہ کرسکیگا - کجا لاکھ کی بدبو - اور کجا عطر و عنبر کی بوباس اور رایحہ روح پرور - ع -

به بین تفاوت ره از کجاست تا به کجا

قمرن - اسوقت طبیعت لہراتی ہی کہ جھیل کی سیر کرین اور بجرے پر سوار ہو کر گھنٹا دو گھنٹے خوب پانی مین ادھر سے اُدھر اور اُدھر سے ادھر مزے اُڑائین اور کھانا بھی پانی ہی مین کھائین -

مغلانی - قربان جاؤن حضور اب تو آپ بھی خوب ضلع بولنے لگین - کھانے کے لیے پانی کیا خوب -

راوی - اول تو بی قمرن خود کیا کم ہین - اور پھر بی مغلانی کی سلامتی سے ضلع بولنا کیا معنی حکمت لڑنے لگین گی - ایک شاگرد تیار کر رہی ہین -

قمرن - نواب کو جگاؤ - آج بے جھیل مین سیر کیے ہوئے ہم نہ مانینگے - ذرا جگا دو جاکے -

مغلانی - حضور جگا دین جاکے - ہماری مجال کہ بھلا ہم تو اِس قمرے (کمرے) مین قدم نہین رکھ سکتے -

قمرن - تم بوڑھی کھوسٹ عورتین جب یہ نخرے کرتی ہو تو ہمین غصہ آتا ہی - منھ مین دانت نہ پیٹ مین آنت اور نخرے اور چوچلے ایسے یاد ہین کہ بارہ برس والی کیا کریگی -

مغلانی - عرض کرون حضور جان بخشی ہو تو عرض کرون یہ جو حضور نے فرمایا تو قاعدے کی بات ہی بھلا بارہ برس کی چھوکری بیچاری کیا چوچلے جانے وہ نخرے کرنا جانے کیا اور اُسکو ضرورت ہی کیا ہی - ہزارون نخرون کا ایک نخرہ تو اُسکے سن دن ہین - نظر پڑی اور مرد عش عش کرنے لگا ایک نظر تیر کلیجے کے پار ہوتا ہی - بارہ برس والی کی تعریف تو بھولے پن کی ہی اُسکے تو اٹھانے کے دن ہوتے ہین ہان بیس بائیس برس کی عمر سے پھر شوخی ضرور ہونی چاہیے پھر بناوٹ کے نخرے بھی لطف دکھاتے ہین اور ہم بوڑھیان کس گنتی مین ہین آج موئے کل دوسرا دن - ایک پاؤن قبر مین لٹکائے ہین بیچائی کا جینا ہی -

قمرن - ہم خود جاکے جگاتے ہین - آج بجرے ضرور جھیل مین چھوٹینگے - چاہے جو ہو - ہم ایک تو مانینگے نہین - قمرن اٹھلاتی ہوئی اُٹھین اور نواب صاحب کے پلنگ پر بیٹھکر لحاف ہٹایا اور جگانا شروع کیا نواب نواب (ہاتھ ہلا کر) نواب - این انیند نہوئی وہ ہو گئی - اے اٹھو اٹھو بھئی - بہت نخرے نہ کرو (گدگدا کر) اُٹھو - اُٹھ کھڑے ہو نواب صاحب نے انگڑائی لیکر کروٹ بدل دی اور پھر سونے لگے

تو قمرن نے کہا چہ خوش۔ لو اور سنو۔ اِدھر سے لڑھکے اُدھر ہو رہے۔ نواب اُٹھتے ہو کہ ہم پانی ڈالین لاتی ہون پانی۔ پانی کا نام سنکر نواب صاحب نے آنکھین کھولدین اور اُنکے آنکھین کھولتے ہی قمرن نے گردن نیچی کر کے اُنکے تکیے پر سر رکھدیا اور نواب صاحب نے سویرے سویرے معشوقۂ نسرین بدن کے رخسار تابان کے کئی بوسے لیے۔ اتنے مین آغا صاحب نے آواز دی۔ یار نواب تمھین قسم ہی جو باہر نہ آؤ۔ آج کی صبح بھئی واللہ دیکھنے کے قابل ہی۔

نواب۔ (باہر آکر) سبحان اللہ سبحان اللہ کیا وقت ہی۔

قمرن۔ جبھی تو ہم نے جگایا۔ اور آج اتفاق سے ہماری آنکھ چار ہی بجے سے کھل گئی تھی۔

آغا۔ بھئی ہم تو اس صبح پر عاشق ہین واللہ۔

سمجھے تھے ہم کہ عمر اسی مین بسر ہوئی
یاد آگیا جو رُخ تو یکایک سحر ہوئی

چھمن۔ کیا خوب فرمایا ہی واللہ۔ کیا سحر ہوئی ہی۔

اُلجھا رہا مین زلف کے مضمون پرات بھر
تاریک شب مین ذہن گیا تھا کدھر کدھر

آغا۔ اچھی طرح یاد نہین ہی۔

مشکل کی یہ مہم تھی مگر کی خدا نے سر

نواب۔ پھر بھائی آج تو کچھ شغل ضرور ہونا چاہیے مہراج بلیا سے راے لو۔ دیکھو کیا کہتا ہی۔

چھٹن۔ آج بھئی اپنے ہاتھ سے کھانا پکے اور مہراج بلی سے پوریان تلواؤ۔

نواب۔ جمیل پر کیا جوبن ہی۔ جی بے اختیار ہوا جاتا ہی کسی ترکیب سے یہ دونون پہاڑ اور یہ جمیل ہمارے باغ مین کوئی لے چلے تو کیا پوچھنا ہے۔

مسخرہ۔ آداب عرض کرتا ہون خداوند۔ اِن دونون پہاڑون کا تو وعدہ معین نہین کر سکتا۔ مگر ہان جمیل کو تو غلام ضرور پہونچا دیگا۔ مگر حضور غلام غریب آدمی ہی۔ بار برداری مین مجھ غریب کے دھرے اُٹھا مینگے حضور کے تعلق ہی۔ اگر چار مزدور اُٹھائینگے تو دو آنہ فی مزدور ۸ روز ہوئے اور دس دن کی راہ ہے تو پانچ روپیے ہوئے۔ کوئی چھ سوا چھ روپیے مین قبلہ بندہ جمیل اُٹھا لیجانے کا وعدہ کرتا ہی۔

نواب۔ (ہنستے ہوئے) آپ بیدار ہوئے۔

مسخرہ۔ ابھی کہان حضور۔ ابھی تو سو ہی رہا ہون۔

چھٹن۔ اتنے بادشاہ ہمارے اودھ مین ہوئے۔ ایک کو بھی نہ سوجھی کہ پہاڑون کا نمونہ بنواتا۔ کرورون روپیہ بادشاہون نے صرف کرڈالا مگر یہ کسی کو بھی نہ سوجھی اور کون بات تھی۔

مہراج۔ آج تو پینے کا دن ہی یاران۔

میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

آغا۔ آئیے حضور آئیے۔ کیون کیا سمان ہی۔ سچ کہنا آج کوئی نیا شغل ہونا چاہیے یار۔

مہراج۔ بس اس سے بڑھکر اور شغل کیا ہوگا۔

ہرگز نمی شود ز سر خود خبر مرا
تا در میان میکدہ سر بر نمی کنم
شیخم بطنز گفت حرامست مے مخور
گفتم خموش گوش بہر خر نمی کنم
من ترک عشقبازی و ساغر نمی کنم
صد بار توبہ کردم و دیگر نمی کنم

چھٹن۔ کوئی عمدہ شغل تجویز کیجیے۔
قمرن۔ ہم بتائین ہماری رائے پر چھوڑ دو۔ جب تم سب الگ الگ کہدوگے کہ ہماری رائے پر چلوگے۔ اور بلا عذر مان لوگے تو ہم بتائینگے اور وہ بات بتاؤن کہ تم سب پھڑک جاؤ۔
نواب۔ ہمین بلا عذر منظور ہے۔
چھٹن۔ قس علے ہذا۔
آغا۔ علی ہذا القیاس۔
قمرن۔ اب یہ ترکی اور پشتو مین بھیک تو مانگو نہین صاف صاف کہو کہ ہم قمرن جان کی بات بلا عذر مان لین گے۔
نواب۔ ہم اور چھٹن صاحب اور آغا صاحب نے کہدیا کہ بلا عذر مان لین گے۔
مہراج۔ ہم بھی بشرطیکہ جیکی سے خالی نہ ہو۔ اگر حضور قمرن جان کی تجویز سامیہ گرامیہ مین شغل سے نہین ہے تو بندے کو پذیرائی مین عذر ہے۔
قمرن۔ یہ بھی ہوگا ہمارا تو خود اسوقت جی چاہتا ہے۔ شاہین اور شیری اُڑیگی۔ ممن اور اختر سے بھی پوچھو۔
ممن۔ ہم کیا اور ہماری رائے کیا۔ جو سرکار کو منظور ہم کو بسر وچشم منظور۔ ہم تو خانہ زاد لوگ ہین۔
اختر۔ ہمکو تو وہی منظور ہے جو قمرن جان کا حکم ہو۔
قمرن۔ تو بھی بول مسخرے۔
مسخرہ۔ بولتے آپ کے مہراج بلی ہین۔ جی۔
قمرن۔ اب مسخرہ پن نہ کرو اتنے وخت۔
نواب۔ پھر وہی کچی زبان بولین۔
مسخرہ۔ جو منشی مہراج بلی کو منظور وہ ہمکو منظور ہمارے سے خدا کو منظور۔ ہم تے انھین کی رائے پر رکھا۔
قمرن۔ تو ہماری رائے اب یہ ہے کہ آج بجرے پر سوار ہو کر جھیل کی سیر کرین۔
آغا۔ ہمارا صاد ہے۔ ہمارا خود بھی جی پھڑپھڑاتا ہے۔
مہراج۔ بھائی جان۔

بدریا در منافع بیشمارست	اگر خواہی سلامت بر کنارست

شیخ سعدی کوئی لونڈے نہ تھے۔ بڑے تجربہ کار آدمی تھے جھیل مین جانا اور سیر کرنا کونسی عقلمندی ہے۔ اور پھر جھیل سی جھیل ہو۔ بچہ سمندر۔ آب کثیر بچاس ہاتھی ڈباؤ۔ زنجیر پہنائے قعر تک آجتک پہونچی ہی نہین۔ بھلا جان عزیز کو معرض خطر مین ڈالنا کون عقل کی بات ہے۔ ہم نہ جانے دینگے عقل کے خلاف ہے۔
آغا۔ قمرن جان کا حکم تو کسی طرح نہین ٹلسکتا۔
چھٹن۔ اور نہ منشی مہراج بلی اُس سے انکار کر سکتے ہین۔ قول ہارے ہین دل لگی نہین ہے۔
نواب۔ خدا گواہ ہے۔ قمرن جان کو خوب ہی سوجھی مزے سے کشتیون پر سوار ہو کر جھیل کی سیر کرین اس سے بڑھکر اور لطف اور کہان ہوگا۔
اختر۔ حضور ضرور چلیے۔ وہ لطف حاصل ہو کہ کل لطفونکو واللہ بھول جائیے۔ ہمارا ذمہ۔

مہراج - کہین وہی مثل نہو کہ -

شد غلامے کہ آب جو آرد	آب جو آمد و غلام ببرد

پھر سیر ہوگی جناب بندہ -
آغا - بڑے منحوس آدمی ہو - نواب اگر آج تم نہ چلے نا تو ہم سے بگڑ جائے گی بس یہ کہدیا ہے ہم نے - اس ملعون کو آج ضرور چلکے ڈبو دو -
قمرن - انھین کے جان ہے - اور سب فالتو ہین -
آغا - جی ہان بس انھین کو جان کا خیال ہے -
مسخرہ - حضور غلام ایک شرط سے ڈونگی پر سوار ہوگا کہ بھیڑیا دریا مین نہ نکلے - ہون تو مین کمیدان مگر بھیڑیے سے روح فنا ہوتی ہے اگر بھیڑیا نہ ہو تو کیا مضائقہ ہے - یون تو اپنجانب بھی شیر ہین مگر بھیڑیے کے آگے بھیڑ ہین -

من آن رستم گرد روئین تنم	کہ وہ پائے پر بچہ را بشکنم

مہراج - بندہ جان کے معاملے مین یارانہ نہین رکھتا -
آغا - آپ کے تو چلینگے حد -
مہراج - منہ دھو آئیے -
قمرن - (جھلاکر) اسی ملاپ تو ہم ان لوگون کے بیچ مین دخل نہین دیتے -
نواب - کون - تم خفا کیون ہوتی ہو - یہ چلے اور اسکا باپ چلے - تم چپ چاپ دیکھتی جاؤ -
چھٹن - یہ بھاگ جائیگا - اسی پہرا رکھیے -
نواب - ممن تمھاری حراست مین ہین -
ممن - ہمنے تو دونگا نہین - سائے کیطرح ساتھ ساتھ رہون تو سہی - حضور اب ہماری حوالات مین ہین -
اختر - خدا جانتا ہے وہ عمدہ تجویز کی ہے کہ جی خوش ہوگیا - لکھنؤ مین کیا یاد کرتے کہ ایک دن بھی دریا کی سیر نہ کی آج ضرور چلیے -
مہراج - اور یہ اُبھارنیوالے مردک اور معاملہ خراب کیے دیتے ہین -

ہر بیشہ گمان مبر کہ خالی ست	شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

ہر جنگل مین گمان مت لیجا کہ خالی ہے - شاید کہ چیتا سوتا ہو اور نکل کے ہپ کر جائے -

گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

جان دینا کون دانشمندی ہے -
نواب - چاہے جو ہو قبلہ - آپ آج بچ نہین سکتے یہ یاد رہے ہم سب جو فعل کرینگے وہ آپ کے باپ کو کرنا پڑے گا - اور قمرن جان کا حکم تم نہین بجا لاتے ہو -
مہراج - تو آپ تو زن مرید ہین اور یہان -

طلب دنیا کی کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی	خیال آبرو سے ہمت مردانہ آتا ہے

چھٹن - اللہ اللہ بڑے مرد کی دُم بنے ہین حضور شان خدا -
مہراج - تو جان دینے مین تو قبلہ کوئی مردمی نہین ہے اور اگر ہے تو آپ لوگ جھیل مین پھاند پڑین ہماری پاپوش سے -
آغا - اجی اس سے حجت کیون کرتے ہو - ایسے گدھے نردلے کے منہ کون لگے - اِسکو باندھکے لے چلین گے -

مسخرہ۔ حضور اس سے فائدہ کیا۔ وہ نہ چلیں نہ سہی۔

نواب۔ معلوم ہوتا ہے آپ بھی پانی کے چور ہیں۔

مسخرہ۔ خداوند حق پر نظر رکھیے۔ ہمنے پہلے ہی عرض کر دیا تھا کہ ہم منشی مہراج بلی صاحب کی رائے کے مطابق کارروائی کرینگے۔ وہ جھیل کی سیر اور بجرے کی سواری ناپسند کرتے ہین۔ بس ہو چکا۔ اب غلام سے کیا بحث ہے۔

قمرن۔ اللہ جانتا ہے یہ سچ کہتا ہے۔ اسنے یہی شرط کی تھی کہ جو مہراج بلی کہینگے وہ مین بھی کرونگا۔ بس یہ تو بری ہو گیا۔

آغا۔ اور مہراج بلیا نے اس شرط پر منظور کر لیا تھا کہ شغل مے ضرور ہو۔ لہذا مسخرہ تو بچ گیا مگر مہراج بلیا کو ہم نہین چھوڑ سکتے۔

نواب۔ شغل مے وہان بھی موجود ہے۔ جاہے جسقدر پئین۔ فقط یہی شرط تھی۔ یہ تو انکار نہین کر سکتے۔

سب نے بی قمرن جان کی رائے سے اتفاق کر لیا کہ باستثناء چیڈ اگلنجیز و اور کسی کو بوٹ پر سوار ہو کر جھیل مین سیر کرنے سے انکار نہین ہو سکتا اور منشی مہراج بلی اگر انکار کرین تو اسنے سخت بازپرس کیا جائے۔ انھون نے منظور کر لیا تھا جو شرط انھون نے کی تھی وہ پوری ہو جائے گی ایک دو بوتلین ساتھ رکھین اور پیین۔

مہراج بلی بہت جھکرائے۔ بوٹ پر سوار ہونیکی جرأت اپنے مین نہ پائی ٹھان لی کہ چاہے مر جائین جان جائے جو کچھ ہونا ہو وہ ہو یہ ممکن نہین کہ ہم دریا یا جھیل یا سمندر کا سفر کرین۔ گویا اپنے نزدیک بحر اطلانطک مین جہاز پر جاتے تھے۔ لیکن جب انکو یقین ہو گیا کہ یار لوگ کسی طرح نچھوڑینگے تو سوچے کہ بھاگ چلین گے مگر جائین کہان۔ سوچے کہ چلو چل کے چھپا کے مکان پر چھپ رہین۔

نواب صاحب نے جب سے چمن کو انیر تعینات کر دیا تھا چمن نے انکا ساتھ نہین چھوڑا تھا یہ تو بھول گئے تھے مگر چمن ایک ہی کائیان وہ انکو کنکھیون سے دیکھ رہا تھا کہ یہ ہلین اور مین جیب غتو کرون نواب نے کہا کبھی ہم سب تو آسانی سے چل سکتے ہین مگر قمرن جان اور نازو کا چلنا مشکل ہے وہان پر وہ بھلا کیونکر ہو سکے گا۔ یہ بڑی ٹیڑھی کھیر ہے۔ بی قمرن جان بولو۔

قمرن۔ اے مہری ذری باجی کو جگاؤ۔ واہ اتنا دن چڑھ گیا ابھی تلک سو ہی رہی ہین۔

مہری۔ حضور دو بار ہی جگا چکی۔

قمرن۔ ایک بار پھر جا کے جگاؤ۔

مہری۔ ایلو وہ خود ہی آ گئی ہین۔

قمرن۔ باجی جان خوب آئین یہان بڑے بڑے منصوبے ہو رہے ہین آج جھیل کی سیر کی طیاریان ہین مگر ہمارے منشی مہراج بلی بطور زنگ لائے ہین سکتے ہین ہم اپنی جان نہ دینگے۔ ہمکو جان پیاری ہے۔

نازو نے کہا۔ ہمکو منہ تو دھو لینے دو۔ انکی ایسی ہی باتین ہین سب نے انکی منہ دھو کر

نازو بھی جھیل کے رُخ جا کر بیٹھی اور کہا اب کہو ہم سنتے ہین - جب قمرن نے کل حال بیان کیا تو نازو مہراج بلی پر بہت جھلائی - تم کو بھی اچھی سوجھتی ہے - یہ بڑا صاحب لوگ اور میمین روز بوٹون پر سوار ہو کر ہوا کھایا کرتے ہین میم اور مسیا تک بیٹھتی ہین اور تم کو جھیل کھا جائیگی جو مایت ہے بزدلے پن ہی کی ہے - واہ کیا عقل ہے آر سے آخر ہر روز دیکھتا ہے نہین پھر یہ ڈر کا ہیکا ہے جو کانپا جاتا ہے - مہراج بلی چپ چاپ سنتے رہے - خدا گلمیز و تو تھا نہین کہ ڈپٹ دیتے یا ڈانٹ بیٹھتے - نازو جان سے مقابلہ تھا بڑی سہولت کے ساتھ کہا - جنابہ سنیے جس بات مین انسان ضعیف البنیان کو دخل نہین اسمین دخل دینا ضرور دخل در معقولات ہے اور امور زندگانی مین جو جا کر پھر واپس نہین آتی کہ گفتہ اند - ع -

عمر رفتہ تو نہین ہون کہ پھر آہی نہ سکون

واخل وادن مصداق چھوٹا منہ بڑی بات ہے بندہ پانی کا چور ہے - جھیل مین بوٹ پر سوار ہونا درکنار اس خیال سے کلیجہ کانپ اُٹھتا ہے -

مسخرہ - اور حضور نے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ چڑھے دریائے جھیلم مین گھوڑا ڈال دیا تھا -

اختر - خوب یاد آیا - جی ہان یہ وہی صوبہ دار میجر ہین جنھون نے چڑھے دریا مین گھوڑا ڈال دیا تھا -

نازو - اور اِسکا پاٹ تو اتنا بڑا ہے کہ جیسے یہان سے کاٹھگودام - جھیل تو اُسکے مقابل مین کچھ بھی نہین ہے -

قمرن - اچھا - نہ چلین - اسمین اصرار کیون کرتی ہو یہ یہین بیٹھے مکھیان مارا کرینگے - انکی جان بڑی پیاری ہے یہ بوٹ پر بیٹھتے ہی مر جائینگے اِنکو یہین پڑے رہنے دو -

نازو - مجھے روز بروز اِس سے نفرت ہوتی جاتی ہے -

قمرن - اور ہمین آج سے نفرت ہوگئی -

نواب - اور ہمین ہمیشہ سے نفرت ہے -

چھٹن - (زور دیکر) یہ ہو اسی قابل -

مہراج - اگر ہم اسی قابل ہین تو بسم اللہ ہم رخصت ہوتے ہین اگر آپ سب کو ہم سے واقعی نفرت ہے تو ہم رخصت ہوتے ہین - بس اللہ اللہ خیر صلاح -

ممن - خداوند کچھ غلام کو عرض کرنا ہے حضور کو یاد ہے کہ سرکار نے غلام کو حضور پر تعینات کیا ہے اب غلام تو ہلنے نہ دیگا -

نازو - چلو اب اس بحث سے کیا مطلب تو کل جاتا ہو تو آج جا - چل چخے دور - دور ہو یہان سے - اب آنے کا نام لیا کتے تو تو جانیگا آیا ہے بڑا وہ بنکے - کیا تو نہو گا تو ہم نینی تال چھوڑ کے بھاگ جائینگے - جہان مرغا نہین ہوتا وہان سویرا نہین ہوتا -

مہراج - آپ تو جنابہ -

نازو - (بہت بگڑ کر) تیری جنابہ گئی چولھے بھاڑ مین - مین کیا تیری جنابہ کو لیکر چاٹونگی

بڑا آیا وہان سے جناب والا بنکر۔

مہراج۔ نواب یار میل کرا دو۔

نواب۔ ہم سے آپ نہ بولیے۔ ہان جی نواب سامانؔ کا ذکر کرو۔ ہمنے یہ کہا ناز و جان کہ ہم لوگ توڈونگیون پر جھیل کی سیر کر سکتے ہین مگر ایسے بجرے یہان کہان سے آئینگے جنمین پردے بھی ہون پردہ نشینون کے لیے تو بڑی دقت ہی اور سر دست یہان کوئی انتظام نہین ہو سکتا۔ تو بہتر ہی کہ ہم سب جائین اور تم لوگ یہانسے سیر دیکھو۔

آغا۔ یار تم کوئی اور تدبیر سوچو۔

نازو۔ یہ جھیل کی سیر کی سوجھی کسے۔

آغا۔ آپکی بہن بی قمرن جان صاحب کو۔

نازو۔ سچ سچ۔ اور یہ نہ سوچی کہ ہم تم کیونکر سیر کرینگے۔ وہان ہوادار کہان اور پردہ دار ڈانڈیان کہان۔ وہان وہی کھلی ہوئی ناؤ بلکہ چھوٹی سی ڈونگیا۔

قمرن بولی باجی جان جاہے ادھر کی دنیا ادھر ہو جائے آج بے جھیل کی سیر کے کھانا حرام ہی۔ ہم ایک نہ مانینگے چاہے پردہ ہو چاہے بے پردگی ہو سمجھ گئین۔ نازو نے بہت سمجھایا۔ تم تو بہن ہاری مانتی ہو نہ جیتی بے پردے کے سواری ہوگی تو لوگ کیا کہینگے اور وہ تمکو چاہین جو کہہ لین اُنکو جو کوئی برا کہے گا تو تمھاری عزت بڑھجائیگی۔ اور سب یہی کہین گے کہ لکھنؤ کے نواب آئے ہین انکے ہان کی بیگمین منہ کھولے ڈونگیون مین بیٹھی ساری جھیل بھر مین ہنڈر ہی ہین۔ واہ کیا عزت بڑھیگی۔ بات آدمی کو سوچ سمجھ کے کرنی چاہیے نہ کہ بے سوچے سمجھے۔

نواب صاحب نے بھی انکی رائے سے اتفاق کر لیا اور کہا اگر ایسا ہی شوق ہی تو یہان کے باشندون سے دریافت کر کے کسی اور جھیل مین چلے چلینگے جہان صاحب لوگ اور ہچشم سفید پوش نہون وہان تم بھی سیر کرنا۔ نازو نے بہن کو سمجھایا کہ نواب جو کہتے ہین صحیح کہتے ہین جھیل مین بھلا پردہ کیونکر ہو سکیگا تمھاری بیکار کی حجت ہمکو بُری معلوم ہوتی ہی۔ یہ تو بچپنے کی باتین ہین کہ جو ہمنے کہا وہی ہوگا جو ہماری زبان سے نکلے وہ ضرور ہو۔ یہ بھی کوئی عقل کی بات ہی بھلا۔ مگر تم ہاری مانتی ہو نہ جیتی۔ قمرن نے نواب صاحب سے قسم لی کہ اسی مہینے مین کسی روز باہر کی کسی جھیل مین سیر کو چلینگے۔ مہراج بلی نے جھیل کی سیر سے قطعی انکار کیا۔ اور سب صاحب نواب صاحب کے ہمراہ گئے اثنائے راہ یہ وہی بیرسٹر صاحب ملے جو نواب صاحب کے دلی دوست تھے۔ انھون نے انکو بھی لیا اور جن دوست کی کوٹھی مین ٹکے تھے انھین کے بوٹ پر سوار ہوئے۔ اور بیرسٹر صاحب نے اپنے تجربے کا حال یون کہنا شروع کیا۔

بیرسٹر۔ ایک سیاح تھے کپتان سر جیمس راس انھون نے جزیرہ سینٹ ہلنا کے قریب جو سمندر کا عمق دریافت کیا تو زنجیر ستیس ہزار فٹ پر

جاکے ٹھہری۔

نواب۔ تینتیس ہزار فٹ یہ کسقدر فاصلہ ہوا۔

بیرسٹر۔ کوئی پونے چھ میل کے قریب۔ کوئی ڈیڑھ گھنٹے مین زنجیر ٹھہری جاکے۔ اور کپتان ڈنہم نے راس خوش اُمید کے قریب ۷۔ میل کے قریب عمق دریافت کیا۔ ہماچل پربت یعنی یہی کوہ ہمالیہ جو ساری خدائی کے پہاڑون سب سے بلند ہو اسکی اونچی سی اونچی چوٹی پانچ میل سے زیادہ بلند نہین ہو تو اس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ اگر دنیا کے سب سے اونچے پہاڑ کو بحر اطلانطک مین کاٹ میل کے ڈال دو تو وہ پہاڑ بھی سما جائین اور کئی میل کی جگہ بھی باقی رہے۔ اگر موجودہ مقدار آب یعنے جسقدر سمندر ہو اس سے ایک چہارم زیادہ ہوجائے تو ساری دنیا کے غرقاب کرنے کے لیے کافی ہو ہان دو ایک اونچے اونچے پہاڑ البتہ بچ جائین۔ باقی سب غرقاب۔

نواب۔ تو بھلا اس جھیل کا عمق کیا ہوگا۔

بیرسٹر۔ واللہ اعلم۔ مگر اسکے اندر تو ایسے ہی ایسے پہاڑ ہون گے جیسے چو طرفہ آپ دیکھتے ہین۔

نواب۔ تو آپ کے نزدیک اگر چوتھا حصہ پانی کا دنیا مین بڑھ جائے مثلاً اگر دو کرور سمندر ہین اور اب سوا دو کرور سمندر ہوجائین تو دنیا ڈوب جائے۔

بیرسٹر۔ بیشک۔ بس ایک آدھ پہاڑ کی چوٹی تو البتہ دکھائی دے باقی خیر صلاح کے ڈھیر۔ چوتھا حصہ درکنار مین کہتا ہون کہ اگر آٹھوان حصہ بھی زیادہ ہوجائے تو بہت سے ملک غرق ہوجائین اور دنیا بھر کی آب و ہوا بدل جائے فصلین بدل جائین۔

آغا۔ یہ کیا وجہ صاحب بہادر۔

بیرسٹر۔ وجہ یہ کہ ابخرۂ مائیہ کی بڑی کثرت ہوجائے اور بارش لگاتار برسا کرے۔ اور کل نظم دنیا مین فرق آجائے۔ فواکہ اور غلّے کی پیداوار پر بڑا خراب اثر پڑے لوگ بھوکون مرجائین۔

مسخرہ۔ یہ تو محالات سے ہو کہ کثرت بارش سے آثار قحط سالی نمایان ہون۔ کیا مجال۔

بیرسٹر۔ اسکی کوئی وجہ طبیعی بیان کیجیے۔

مسخرہ۔ بنیا کال آجتک سُنا ہی نہین۔

نواب۔ آپ بھی کس سے گفتگو کرتے ہین واللہ۔

آغا۔ اسکو کیا آپ کوئی عالم سمجھے ہین۔ اسنے دو چار موٹے موٹے لفظ کہدیے تو آپ سبب طبیعی دریافت کرنے لگے۔

بیرسٹر۔ ہم جھکے مین آگئے تھے جناب۔

آغا۔ ہم تو سمجھ ہی گئے تھے۔

بیرسٹر۔ سمندر کے متعلق ایسی ایسی باتین سُناؤن کہ گھنٹون پیچھا نہ چھوڑو۔ سننے اور پڑھنے کے قابل ہو واللہ۔

نواب۔ کیون صاحب بہادر حضرت نوح کا طوفان تو اس جھیل مین بھی آیا ہوگا اور یہ سب پہاڑ ڈوب گئے ہونگے۔

بیرسٹر۔ اسکا حال نہ پوچھیے حضرت۔ بس گومگو کا معاملہ ہو اسپر بڑے بڑے معرکے ہوچکے ہین عیسائی

پادری اور پیر پادری اور بڑے بڑے جغادری بشاپ
اور لارڈ بشاپ بحث مین ہار گئے ہین۔ گو وہ اپنی
زبان سے اِسکا اقرار نہ کرین مگر ہارے ضرور ہین

نواب۔ مین سمجھا نہین۔ حضرت نوح کے طوفان
کے تو عیسائی بھی قائل ہین۔ اُن کے ہان بھی
انجیل سے ثابت ہی پھر وہ ہم سے خلاف کیونکر
ہو سکتے ہین۔

بیرسٹر۔ حضرت اس زمانے کے تربیت یافتہ تو
حضرت نوح کے طوفان کے قائل نہین ہو سکتے
ایک علم انگریزون نے ایجاد کیا ہی جس کا نام
علم جیالوجی ہی۔ اس علم سے اندرونی طبقات
ارض کا حال معلوم ہوتا ہی۔ علماء علم جیالوجی نے
اس امر کی بڑی چھان بنان کی کہ حضرت نوح
کے طوفان کی اصلیت کہانتک ہی۔ مگر بعد
تحقیقات انیق وہ سب متفق الرائے ہین کہ
طوفان نوح ڈھکوسلا ہی۔ اور عیسائی لوگ اس سے
بہت چڑھتے ہین۔

آغا۔ مگر سنئیے تو وہ کون لوگ ہین جو علم جیالوجی
کے موجد ہین۔ وہ بھی تو عیسائی ہین نا۔ اچھا تو
پھر آپ نے یہ کیا کہا کہ عیسائی لوگ چڑھتے ہین

بیرسٹر۔ یہ موٹی سی بات آپ کی سمجھ مین نہین آئی
مین بہت ہی آسان طریقے سے سمجھا دون گا
علیگڈھ کے سید احمد خان کو آپ مسلمان
سمجھتے ہین یا نہین۔ وہ قرآن مین تاویلات
کیا کرتے ہین۔ مسلمان اُنکی تاویلات سے
سخت نالان ہین۔ حالانکہ وہ خود مسلمان ہین
اور سادات ہین۔

چھٹن۔ تو قبلہ ایسے ہی عیسائی وہ بھی ہونگے
جو طوفان نوح کا معاذ اللہ بطلان کرتے ہین
نقل کفر کفر نباشد۔

نواب۔ وہ مسلمان جو حضرت نوح کے طوفان
کا قائل نہ ہو ہرگز مسلمان نہین۔ اور وہ عیسائی
جو نوح کے طوفان کا بطلان کرے کبھی عیسائی
نہین کہا جا سکتا۔

آغا۔ ہمارے صاحب بہادر کی ذاتی رائے
اس امر مین کیا ہی۔

اختر۔ حضور صاحب بہادر کی ذاتی رائے آپ
ناحق پوچھتے ہین اتنا یاد رکھیے کہ جس شخص نے
کوٹ پتلون پہنا اور وہ پھندنے والی لال لال ترکی
ٹوپی زیب سر کی وہ مذہب کو ہرگز نہ مانے گا۔
بے ادبی معاف کیجیے گا۔ اور جس نے انگریزی
ٹوپی جس کو ہیٹ کہتے ہین سر پر رکھی وہ پورا
صاحب لوگ ہی۔

بیرسٹر۔ ہیٹ بالکسر ہائے ہوز نفرمائیے۔ ہیٹ
بالفتح کہیے معاف کیجیے گا۔

نواب۔ ہم کو منشی اختر صاحب کی یہ تقریر پسند
نہین آئی یہ نہین غنیمت سمجھتے کہ ایک عالم ہمارے
ساتھ ہی اور ایسی ایسی باتین وہ بتا رہا ہی جو کبھی
نہین سُنی تھین مگر کوٹ پتلون پر اعتراض کرنیکو
موجود۔ افسوس۔

آغا۔ یہی تو ہم لوگون کی جہالت کا نمونہ ہی۔

چھٹن۔ جی ہان۔ کوٹ پتلون پہنا اور گئے گذرے
جنون ہی مالیخولیا ہی۔ خبط ہی۔

نواب۔ دنیا بھر کے فعل بد کرین کوئی نہین پوچھتا

شراب لنڈھائین۔ عیاشی خلاف شرع کرین
اور کل منہیات و معصیات سے محترز نہ رہین۔
کسی بھی پرسد مگر کوٹ پتلون پہنا اور کافر اور
ملحد اور مرتد ہو گئے۔

بیرسٹر۔ یہی تو رونا ہی اور رونا کیا ہی۔

بُرے کو ہم بھلا سمجھے بھلے کو ہم بُرا سمجھے
پڑے بن پتھر سمجھ پر ایسی ہم سمجھے تو کیا سمجھے

بندہ تو اسی سبب سے دم بخود رہتا ہی۔ مین تو
بولتا ہی نہین کہ جہلا کے منہ کون لگے۔

میان اختر پرانے فشن کے مسلمان۔ گو نوابصاحب
کی صحبت مین میان ممن وغیرہ کی بدولت یہ بھی
ہر قسم کے جلسے مین شریک ہوتے تھے مگر یہ ممکن
نہ تھا کہ کوئی شخص طوفان نوح کا بطلان کرے
اور اختر چپ چاپ سُن لین۔ جب بیرسٹر صاحب
نے طوفان نوح کے خلاف راے دی تو یہ آگ
ہو گئے اور گو انکو خوب معلوم تھا کہ نواب صاحب
مسٹر بیرسٹر کی بڑی خاطر کرتے ہین مگر لڑکپن سے
جو تعلیم ہوئی تھی کہ طوفان نوح مذہبی بات ہی اسکے
خلاف سنتے ہی آگ ہو گئے۔

اب بیرسٹر صاحب کا حال سنیے کہ انکو اور
قسم کی تعلیم ہوئی تھی یہ علماء جیالوجی سے بحث
کر چکے تھے انکے خیالات اعلےٰ درجے کے تھے
بھلا یہ طوفان نوح کے کب قائل ہو سکتے تھے۔

نوابصاحب نے اختر کی تقریر سُنکر دل مین بہت
بُرا مانا۔ مگر اختر ایک شریف زادہ تھا اور شاعر
آدمی نواب صاحب کی یہ جرأت نہین ہو سکتی
تھی کہ اختر کو ڈانٹین۔ مگر کسی نہ کسی پیرائے مین
اپنی راے کا اظہار کر دیا۔ اور گو نوابصاحب
اپنے دوست بیرسٹر کی رائے سے متفق تھے
مگر صاف صاف نہین کہہ سکتے تھے کہ۔ ع۔

بہشت اک باغ اور دوزخ بھی اک شرعی دھڑکا ہی۔

نواب۔ صاحب بہادر کبھی طوفان نوح کی
نسبت اور کچھ کہو۔ تاکہ آپ کی دلیل مسکت
خصم ہو۔

بیرسٹر۔ مین اپنی خاص رائے اِس بارے مین
نہین دیسکتا کیونکہ عقلی اور علمی دلیل کا جواب
جب لوگ گالیان دینے لگے تو پھر اس بحث
سے فائدہ کیا۔ افسوس۔ مسلمانان درگور و مسلمانی
در کتاب۔ ان لوگون سے بحث کرنی واقعی
افسوس ہوتا ہی۔

اختر۔ خداوند۔ اگر مذہب یہی ہی کہ گردن مروڑی
مرغی کھائے تو ہم لوگ مجبور ہین۔

نواب۔ ہان صحیح ہی۔ مگر شراب پینا شاید حرام نہین ہی
کیون منشی اختر صاحب۔

اختر۔ حضور شراب پینا تو بیشک خلاف مذہب ہی
مگر یہ کیا فرض ہی کہ جو شراب پیے وہ ہر امر مین
شرع کے خلاف کارروائی کرے۔

نواب۔ جب شراب پی تو باقی کیا رہا۔ گردن
مروڑی مرغی حرام ہی مگر قمار بازی حرام نہین ہی۔

چھٹن۔ عیاشی اور مے نوشی اور چرس کے دم
لگانا اور پرائی بہو بیٹی کو بھگا لیجانا جائز ہی مگر
ترکی ٹوپی سر پر رکھی اور گئے گذرے۔

بیرسٹر۔ حالانکہ ترکی ٹوپی خاص اہل اسلام کی
وضع ہی۔ ہم لوگ عقل سے تو کوئی بحث ہی

نہین رکھتے۔

نواب۔ اور لطف یہ کہ کل مذہبون کا یہی حال ہے راجپوتانے کیجانب ہندو اکثر اہل اسلام کا چھوا ہوا پانی پیتے ہین اور دہلی مین بھی رائج ہے۔ اور ادھر کشمیر اور لداخ کیطرف اہل اسلام کے پانی سے پرہیز نہین ہے مگر منشی مہاراج بلی کو اگر کوئی ہمارا پانی پیتے دیکھ لے تو غضب ہوجائے۔

اختر۔ جو راسخ الاعتقاد ہندو ہین وہ تو کبھی حشر تک اس بات کو جائز نہ رکھینگے۔ انکا مذہب ہی اس قسم کا ہے۔

چھٹن۔ اور چوک کے کمرون پر جاکے پان جو کھاتے ہین۔

اختر۔ یون چوری سے ایک فعل کرنا اور بات ہے۔

بیرسٹر۔ قبلہ جب تک ان لچر باتون کے پھیر مین پڑے رہوگے تب تک ترقی معلوم بسم اللہ کے گنبد مین بیٹھے ہوئے زٹل قافیے اڑایا کیجیے۔ ذرا دنیا کو دیکھیے تو آنکھین کھلجائین پھر بھی اگر یہی خیالات رہین تو جھک کے سلام کرون۔

آغا۔ اس جھگڑے پر خاک ڈالیے کوئی دلچسپ ذکر سنائیے۔

بیرسٹر۔ یورپ کے علماء نے کہ علم وفضل کے نہنگ بحر آشام ہین سمندر کے اجزائے شور تک کا تخمینہ کرلیا ہے۔ ایک محقق کی رائے ہے کہ تمام دنیا کے بحور مین بیس لاکھ اکادن ہزار میل تک نمک ہے اس حساب سے اگر سمندر کے کل نمک کو ایک مقام پر جمع کرین تو کوہ ہمالیہ سے صرف ایک تہائی کم ہو۔ اور ایک عالم کے تخمینے کے مطابق سمندر مین اسقدر نمک ہے کہ ہمالیہ پہاڑ سے دو بنین۔

آغا۔ اللہ ری تحقیقات۔ حق یون ہے کہ ان لوگون نے آئینہ علم کو جلا دیدی ہے۔

چھٹن۔ جرّ اثقال اور علم طبیعی مین تو اپنا مثل نہین رکھتے۔

بیرسٹر۔ واقفکار آدمی جنھون نے ساری عمر سمندر ہی مین صرف کی انکی عموماً رائے ہے کہ جس سمندر کے پانی کا رنگ نیلگون ہے اسکا عمق بہت زیادہ ہوتا ہے اور سبزی مائل پانی کے سمندر کم عمیق ہوتے ہین

نواب۔ سمندر کی لہرین تو دور تک بلند ہوتی ہونگی۔

بیرسٹر۔ یون تو۔ ع جہاندیدہ بسیار گوید دروغ۔

لوگون نے اسمین بہت مبالغہ کیا ہے مگر اسمین شک نہین کہ بائیس چوبیس فٹ تک امواج بحر بلند ہوجاتی ہین کبھی کبھی اس سے بھی زیادہ بلند ہوجاتی ہین مجھے ایک آلۂ علمی دیکھنے کا بڑا شوق تھا جسکے ذریعے سے پانی کے اندر کی اشیاء صاف نظر آتی ہین۔ یعنی پانی کے دوربین اس دوربین کی نے کا ایک سرا جہاز پر رہتا ہے اور دوسرا پانی کے اندر۔ اور ایک شیشے کا پلیٹ نے کے اس حصہ مین لگا ہوتا ہے جو پانی مین رہتا ہے۔ اوپر کے سرے سے جب پانی کے اندر نظر ڈالتے ہین تو شیشے کے ذریعے سے تہ آب کی کل اشیا کا عکس ثقبہ عینیہ پر منعکس ہوتا ہے۔ اس شیشے کی صفائی سطح کی ہوتی ہے کہ پانی کی تہ کی کل چیزونکا عکس سبز مرتسم ہوجاتا ہے۔ سمندر کے پانی مین روشنی کی قوت ۱۵ فٹ پر نصف رہجاتی ہے اسی آلے کے ذریعے سے مچھلی والے کی مچھلی پکڑا کرتے ہین اور جس جانور کی کھال کا کوٹ اس وقت میان اختر پہنے ہین یعنی سیل وہ بھی اسی آلے سے اکثر پکڑا جاتا ہے۔

اختر - تو یہ دریائی جانور کی کھال ہی سمندر کا سفر بھی کتنا عجیب سفر ہوتا ہوگا۔
بیرسٹر - آپ کے ہندوستان مین نربدا کے بعض مقامون پر پانی مین ایک عجیب و غریب خاصیت ہے کہ فوٹوگرافک کھینچنے کے کل اجزا اس مین موجود ہین۔
نواب - فوٹوگراف کے اجزا موجود ہین اسکے کیا معنی۔
بیرسٹر - اسکے یہ معنی کہ دریاے نربدا مین بعض بعض مقامون کے پتھر و نیز درختون یا ستارے یا چاند کی پوری تصویر بنی ہوتی ہی اور وہ تصویر اس پتھر کا ایک ایسا جز ہو جاتی ہی کہ مٹائے سے نہین مٹ سکتی۔ واقفکار لوگ ان پتھرون کو ڈھونڈھ لیتے ہین۔ اور ترش تر شا کر ایک خوشنما اور خوبصورت تصویر ان مین دستیاب ہوتی ہی۔ جس درخت کا سایہ جس پتھر پر زیادہ عرصے تک پڑتا ہی اسی کا عکس اسپر بنجاتا ہی اور ہمیشہ بنا رہتا ہی چاند اور درختونکی تصویرین زیادہ ترملتی ہین۔ کیونکہ انھین دونون کا عکس زیادہ دیر تک رہتا ہی۔ کیا قدرت خدا ہی۔
اختر - خدا کی قدرت کے آپ بھی قائل ہین۔ الحمد اللہ۔
بیرسٹر - اور آپ کیا ہمین دہریہ سمجھتے تھے معقول خیر

ہر چہ از دوست میرسد نیکو ست	

چھٹن - کیون صاحب یہ ہمائے ہان جو چھوٹے چھوٹے کوئی ہتیلی کے برابر برابر پتھر ہین گول اور شش پہلو اور انپر درخت بنے ہوئے ہین اور باریک باریک پتیان اور تنہ صاف نظر آتا ہی یہ کہین نربدا ہی کے تو نہین ہین۔
بیرسٹر - بیشک ہین سچ کہیے گا کیسے خوشنما ہوتے ہین۔
اختر - ابھی جو ہم لوگون مین سے کوئی کہتا تو کیسکو بھی باور نہ آتا کہ کجا دریا کا پانی کجا یہ خاصیت۔
نواب - تو چانڈو خانے کی گپ کا تو کوئی بھی قائل نہوگا۔ کجا یہ علمی باتین کجا وہ گپ بازاری۔ اچھا مقابلہ کیا مانتا ہون واللہ۔
آغا - خدا جانے وہان کے پانی کو خدا نے کیا خاصیت بخشی ہی شان ہی اُسکی کہہ بھی کی۔
اختر - یہ قدرتی جادو ہی خداوند۔
بیرسٹر - نیچرل میجک تو اسکو کہتے ہی ہین۔ قدرتی جادو یہ اللہ میان کی قدرت کے ادنی ادنی شعبدے ہین جو انسان کی سمجھ سے باہر ہین۔
اختر - شان خدا ہی۔ کیا قدرت حق ہی۔

اے برتر از خیال و قیاس و گمان وہم	
	وز ہر چہ گفتہ اند و شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایان رسید عمر	
	ما ہمچنان در اول وصف تو ماندہ ایم

بیرسٹر - انگلستان مین اور ایک انگلستان پر کیا فرض ہی تمام یورپ مین ہم نے ہندوستان کے سے ضعیف الاعتقاد آدمی نہین پائے۔ مگر ملاح البتہ بڑے ضعیف الاعتقاد پائے۔ بعض بعض باتین ان تک کی قابل تسلیم ہین مثلاً اگر صبح کو ملاح قوس قزح دیکھین تو دن بھر پریشان رہین کہ کوئی نہ کوئی مصیبت ضرور پڑیگی۔ صبح کو دھنک نحس سمجھی جاتی ہی۔ لیکن شبکو

جو قوس قزح دیکھین تو مارے خوشی کے جامے مین پھولے نہ سمائین۔

اختر۔ کیا! رات کو قوس قزح۔ رات کو ہم نے آجتک دھنک نہین دیکھی اور نہ کسی کی زبانی سنی۔

چھٹن۔ شب کو قوس قزح۔ یہ تو نئی بات سنی۔ کیا رات کو بھی دھنک نکلتی ہے۔

بیرسٹر۔ بیشک ہم نے خود دیکھی ہے۔ صبح کو قوس قزح دیکھنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ جہاز کو راستے مین بُری بُری آب وہوا سے دوچار ہونا پڑیگا۔ پچھوا ہوا جب چلتی ہے تو بارش کثرت سے ہوتی ہے۔ طوفان آجاتا ہے۔ جب صبح کو دھنک دکھائی دے تو معلوم ہوا کہ پچھوا ہوا چلیگی۔ اور پچھوا ہوا طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ شب کو قوس قزح دیکھنے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پروائی ہوا چلیگی۔ اور بارش نہوگی۔ اور اس سے بڑھکر خوشی جہاز رانون اور جہاز والونکو اور کیا ہوسکتی ہے۔ دھوپ کی رنگت سے اکثر باتون کی پیشین گوئی کرتے ہین اور ہمیشہ صحیح نکلتی ہین اگر غروب آفتاب کے وقت دھوپ زردی مائل ہوئی تو پیشین گوئی کرتے ہین کہ بارش ہوگی اور اگر بادل سرخی مائل ہون تو سمجھا جاتا ہے کہ آب وہوا اچھی ہوگی اور مطلع صاف رہیگا۔

مسخرہ۔ کیون حضور اگر ہمارے ملک کے ملاح جہازون پر مقرر کیے جائین تو یورپ کے ملاحون کو ہرادین نا۔

نواب۔ جی بالکل۔ وہ بیچارے ان لوگون کا بھلا کیا مقابلہ کرسکینگے۔ یہ پانی کا راستا دلوگ ہین۔

بیرسٹر۔ (مسکراکر) جی اور کیا۔ وہ لوگ اتنی بڑی بڑی ناوین کہان سے لاوین گے۔ اور پھر گومتی اور جمنا کا سا گہرا سمندر وہان کہان جسمین ایک ہاتھی ڈبائو ہوتا ہے۔

نواب۔ (ہنسکر) جی اور کیا۔ اور ایسے جانور بھلا اُن سمندرون مین کہان۔ سنا چیڑا گلنچیرو نام کا ایک دریائی جانور گھاگرا مین ہوتا ہے۔

اختر۔ آپ تو واقف ہونگے (مسخرے کیطرف)

مسخرہ۔ جی ہان خوب واقف ہون۔ دو پاؤن سے چلتا ہے۔

آغا۔ وہ تو دو پاؤن سے چلتا ہے مگر اُس کی زبان کترنی کیطرح روان ہے۔ وہ ہزار پاؤنسے چلتی ہے۔

مسخرہ۔ رئیسون کو دعا دیتی ہے۔ امیرون کی دعاگو ہے وہ زبان تو جسقدر چلے اسیقدر اچھا۔ مگر ہان میان ممن کی زبان کیطرح نہ چلے جو کاٹ ڈالنے کے قابل ہے۔

ممن۔ یہ ملاحی اچھی نہین حضور۔

نواب۔ ملاحی کیا خوب۔

آغا۔ واقعی خوب کہی۔ ملاحی کی ایک ہی ہوئی

مسخرہ۔ آپ لوگ چھینٹے دیدیکیے اِنکو اچھا دیے۔

ممن۔ یہ آورد ہے۔ قبلہ آمد نہین ہے۔

نواب۔ نہین بات تو انھون نے پیدا کی مگر وہ آمد کہان ملاحی کا لفظ خوب ہوا۔

ممن۔ غلام تو یہی ایسی کہتا ہے۔ آمد ہو آورد ان مسخرون کو مبارک رہے۔

بیرسٹر صاحب نے کہنا شروع کیا کہ اکثر مقام

دنیا کے ایسے ہین جہان بیشتر عالم آب تھا اور رفتہ رفتہ پہاڑ قائم ہوگئے۔ کشمیر جہان آجکل آباد ہی یہ پہلے بالکل پانی ہی پانی تھا۔ سمندر رفتہ رفتہ پہاڑ قائم ہوگئے۔ اب کوہستان کشمیر کہلاتا ہی۔ نواب صاحب نے دریافت کیا کہ اسکا ثبوت آپکے پاس کیا ہی کہ کشمیر مین پہلے سمندر ہی سمندر تھا۔ اب وہان کہسار قائم ہوگئے۔ انھون نے جواب دیا کہ ایک ثبوت تو یہی ہی کہ کشمیر کے پہاڑ پر اس قسم کے جانورون کی ہڈیان نکلی ہین جو سمندر کے سوا خشکی مین رہ ہی نہین سکتے۔ اور اس کثرت سے ان جانورون کی ہڈیان ہین کہ ممکن نہین کہ انسان اپنی کسی ضرورت سے وہان لاسکا ہو۔ اس سے صاف ظاہر ہی کہ وہان بیشتر سمندر ضرور تھا۔ اب وجہ طبیعی سے پہاڑ ہی پہاڑ جو طرفہ نظر آتا ہی آپ لوگون کو شاید یہ نہین معلوم ہوگا کہ دنیاے عتیق کے مشرقی اور مغربی برّ اعظم مین سب سے پہلے آمد و رفت ہمارے آبا و اجداد اہل عرب کے ذریعے سے ہوئی تیس برس کے عرصے مین اہل عرب ہندوستان کے مغربی ملکون مین تجارت کرتے ہوئے آئے اور اٹھاسی برس کے زمانے مین ہسپانیہ تک پہونچے۔ اُس زمانے مین یہ لوگ بالکل وحوش تھے۔ رفتہ رفتہ چین تک بحیثیت تجار پہونچے اور بحر ہند کے اکثر دور دراز جزیرون تک یہ لوگ پہونچتے تھے۔ قہوہ اور نیشکر اور کاغذ اور گھوڑ دوڑ کے گھوڑے اور اکثر قسم کے فواکہ

انھین کے بدولت اس ملک مین آنے لگے تھے۔

اہل یورپ نے تھوڑے ہی عرصے مین بڑی بڑی تحقیقاتین کرلین۔ قطب جنوبی کے کل برفستانی ملک دریافت کرلیے وسط ایشیا مین بخارا سے دریاے عمان اور چین کی دیوار قہقہہ تک کل مقامون کی تحقیقات کر ڈالی۔ بحر المردار کی خوب چھان بنان کی دریاے نائیجر کا مخزن اور رود نیل کا مخزن دریافت کیا۔ دو ہزار برس سے لوگ اس امر کی تحقیقات کرتے کرتے تھک گئے کہ کرہ قمر مین پہاڑ ہین یا نہین ان لوگون نے اپنی عقل دور بین کے زور سے کرہ قمر کے پہاڑ بھی صاف دیکھ لیے۔ جہازون کے ذریعے سے وہ وہ کارنمایان کیے کہ بایدوشاید۔ اسٹریلیا کے جنگلون تک کی سیر کر آئے جو بیشتر امر محال سمجھا جاتا تھا۔ آلے وہ وہ ایجاد کیے۔ کہ سبحان اللہ سبحان اللہ۔ آلات حرب ایسے ایسے ایجاد کیے جاتے ہین کہ الامان۔ ٹارپیڈو کو دیکھیے۔ اور اسکے جواب کو دیکھیے جسکو اس کا توڑ کہنا چاہیے۔ بڑی بڑی ترقیان کر رہے ہین مگر ہم لوگ گھر کے باہر تو نکلتے نہین ہمارے نزدیک یہ بالکل وحشی اور اُجڈ ہین۔ اسکا تو کوئی جواب ہی نہین۔ آپ کے ہان کے اچھے اچھے علما، واللہ اوسط درجے کے طالب علمون کے سامنے زانوے ادب تہ کرین۔ مگر تم لوگ ہرگز نہ مانوگے۔

اختر۔ حضور اس سے تو ہم کبھی انکار کر ہی نہین سکتے کہ ان لوگون نے واقعی بڑی ہی

ترقی کی ہے۔ اللہری سوجھ بوجھ اچھے اچھے علماء کان پکڑین مگر انکی عملداری مین دو بڑے بڑے نقص ہین۔ ایک تو گرانی بہت ہے۔ وہ سستا سمان نہین دوسرے مذہب انگریزی پڑھنے سے جاتا رہتا ہے۔ یہ بڑا عیب ہے ہندو ہو خواہ مسلمان انگریزی پڑھی اور مذہب غت ربود۔ یہ خدا جانے کیا سبب ہے۔ فقیر کی دعا ہے یا کیا ہے۔ ہمنے آجتک انگریزی خوان آدمی کو نماز پڑھتے یا روزہ رکھتے اور ہندو کو پوجا کرتے نہین دیکھا اس سے تو کوئی انکار کر ہی نہین سکتا۔

حمن نے کہا حضور یہ باتین تو ہوا ہی کرینگی ذرا اس کشتی کی طرف تو دیکھیے۔ ایک پری کس شان دلبری سے متمکن ہے نوابصاحب نے کہا معلوم ہوتا ہے آج کشتیوں کی گھوڑدوڑ ہے۔ دیکھنے کے قابل ہے۔ تھوڑی دیر مین معلوم ہوا کہ واقعی اس روز کشتیون کی دوڑ تھی جھیل کے ایک کونے سے دو کشتیان ایک ہی وقت روانہ ہوئین دونون پر دو صاحب اور ایک خاتون مہ لقا قمر طلعت۔ صاحب لوگ کشتی کو کھیتے تھے پہلے تو کئی منٹ تک کشتیان بالکل برابر جاتی تھین نوابصاحب اور آغا محمد اطہر مین شرط ہوئی۔ وہ کہتے تھے کہ وہ کشتی پہلے نکل جائیگی جسپر سیاہ ریشم کے کپڑے پہنے ہوئے میم بیٹھی ہے اور آغا صاحب کہتے تھے کہ وہ کشتی ہار جائیگی اور دوسری کشتی جیتیگی جسپر سفید کپڑے پہنے ہوئے مس بیٹھی ہے سب کی نظر انھین کشتیون کی جانب تھی۔ دونون بالکل برابر جاتی تھین مگر دفعتہً وہ کشتی تیر کیطرح آگے نکل گئی جسپر خاتون سیاہ پوش متمکن تھین اور آخر تک وہی کشتی بڑھی رہی اور جب دوڑ ہو چکی تو ایک بندوق سر کی گئی معلوم ہوا کہ وہ کشتی جیت گئی آغا محمد اطہر ہار گئے۔

آغا۔ جیتی نکل گئی۔ مگر پہلے ہی معلوم ہوتا تھا کہ ہماری کشتی تیز رہیگی۔

نواب۔ کیا دل لگی ہے۔ ہم کچھ بے سمجھے بوجھے تو شرط بدتے نہین ہین۔

حمن۔ میم ضرور ہر کام مین شریک ہوگی گرجا جائین تو ساتھ سرکس جائین تو ساتھ تھیٹر مین جائین تو ساتھ۔ ہر مقام پر ساتھ ہوتا ہے۔

مسخرہ۔ حضور نے اتنا طول کیون دیا۔ مختصر کرکے کہدیجیے کہ میم اِن صاحب لوگون کا سایہ ہوتا ہے۔

نواب۔ بارک اللہ۔ خوب سوجھی۔

آغا۔ سبحان اللہ میم کے لیے سایہ کتنا اچھا لائے ہو۔

اختر۔ برجستہ سوجھتی ہے اس شخص کو۔

مسخرہ۔ ہین اس خوشامد کی گون نہین۔

چھٹن۔ گون۔ اے سبحان اللہ۔ میم کے سایے گون یہ بھی اچھی سوجھی۔

چڈا اگلحزو۔ ذہین اور ذکی آدمی ہے۔

آغا۔ بڑا طبیعت دار آدمی ہے۔

نواب۔ سبحان اللہ اس پہاڑ پر اِن لوگون کو چین لکھتا ہے عیش اور آسایش اور تفریح طبع کی جسقدر باتین ہین وہ سب انکے لیے ازل سے اتری ہین گھوڑدوڑ اور پولو اور کشتی کی بازی اور لان ٹنس اور کرکٹ

اور یہ تھیٹر اور عمدہ عمدہ شرابین اور عمدہ عمدہ اغذیہ اور ہر دم پریون کا جھمگڑا۔ پرستان کا لطف۔

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد
کسے را با کسے کارے نباشد

لوگ چاہے انکو کافر کہین چاہے جو کہین ہم تو انکو جنتی سمجھتے ہین۔ کس لطف کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہین ہم کو تو رشک ہوتا ہے واللہ۔

مسخرہ۔ ہر ملکے دہر رسمی۔ بھلا ہم لوگون کی عورتین اسطرح ننگی ہوئی بے نقاب کشتی پر بیٹھکے ہوا کھانا پسند کرین۔ کیا مجال کہ گھنٹے تک جھیل کی سیر کرکے کوٹھی فردوگاہ کو روانہ ہوئے۔

یہان قمرن اور نازو نے خوش خوش بیان کیا کہ ہم تمھارے بوٹ کو برابر دیکھ رہے تھے اور کشتی کی دوڑ بھی ہم نے دیکھی۔

نواب۔ اچھا اب انصاف سے کہو قمرن بھلا وہان تمھارے لیجانے کا کون موقع تھا۔

ق۔ تم لوگ ذرا ذرا سے معلوم ہوتے تھے۔

آغا۔ یہ اونچی کوٹھی بھی تو ہے۔

ق۔ اللہ جانتا ہے ایسا جی للچاتا تھا کہ بس مین تو کود ہی پڑتی۔

نازو۔ لے اب کوئی تال ایسا تجویز ہو جہان ہم لوگ بھی چل سکین وعدہ پورا کرنا ہے۔

آغا۔ ہم تجویز دینگے۔ خیمے چھولداریان لیتے چلینگے دو دن وہین سیر کرینگے۔

ق۔ وہ تو اپنے منھ سے ہان نہین کچھ کہین۔

نواب۔ ہان ہان۔ اب تو ہمکو بھی چسکا پڑ گیا۔

چھٹن۔ بھائی صاحب بندہ درگاہ نواب ہر روز شام کو کشتی پر ہوا کھایا کرینگے۔

مہراج۔ خدا ہی خیر کرے۔

انجام بخیر ابتدا بگڑی ہے	گھر گر نہ پڑے کہین بنا بگڑی ہے
کشتی سے نہیں اب کنارے لگجاؤ	اُلٹا دریا بہا ہوا بگڑی ہے

منشی مہراج بلی کو لوگ اسوقت ذرا بھولے ہوئے تھے مگر اس بانکے نے سب کو یاد دلا دیا کہ منشی مہراجبلی صاحب کے ذمے لینے ہین۔

چھٹن۔ یہ کس کونے سے بولے بھئی۔

اختر۔ حضور تو پردے کی بوبو بنے ہوئے ہین ذرا باہر نکلیے۔ مردون مین آئیے۔

مسخرہ۔ یہ کفن پھاڑ کے کہان سے چیخ اُٹھے۔

نازو۔ اے باہر نکل مردوے۔ اوئی ایسی بھی کیا سستی ہے ہاتھ پانوے کی کاہلی اور منھ مین موچھین چاہئین۔

خدا خدا کرکے منشی مہراج بلی صاحب برآمد ہوئے۔ اور آتے ہی غل مچایا۔ بھائی ہماری تو ناک مین دم آگیا۔ بس ایک ذرا سے جھونکے مین معاملہ تلپٹ ہو۔ سارا کھیل ہوا کا ہے ہوا نے ذرا دشمنی کی اور سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائیگا۔ آیندہ اختیار بدست مختار۔ ع۔ من نگویم کہ این مکن آن کن۔ اگر سیر دل لگی تفریح کے لیے آئے ہو تو اس کوٹھی مین کس شے کی کمی ہے۔ یہ فرمائیے ٹھنڈی ہوا لینے کہین جانا نہین ہے۔ سردی ہر جگہ موجود۔ سبزہ دیکھنا ہو۔ سامنے ہے۔ بقول شخصے۔ سبزے کے پہاڑ کے پہاڑ روبرو ہین۔

پھولون کی سیر مد نظر ہو تو یہ سب پھول ہی پھول ہین یا کچھ اور سرخ۔ سبز۔ قرمزی۔ نیلے۔ اودے۔ آسمانی۔ داؤدی۔ کبودی۔ کاہی۔ عنابی۔ آبی۔ پستئی معشوقون سے چھیڑ چھاڑ کا شوق ہو۔ تو یہ دونون کمسن معشوق مستعد ہین۔ اسیر نواب صاحب نے کہا حضرت دونون کو نہ شامل کیجیے۔ قمرن اسلیے نہین ہین کہ جسکا جی چاہے ہنسے بولے۔ نازوجان کو آپ نے اسلیے رکھا ہو تو آپکو اختیار ہے نازو نے شکایت کی کہ واہ صاحب ہم اب اس کام کے لیے رہگئے۔ غریب کی جورو سب کی سلہج۔ آغا صاحب نے بات کاٹ کر نشی مہرعلی کو مخاطب کیا۔ کیون یار یہ تم اتنے ڈرپوک کیون ہو بھیڑیے سے تم ڈرو۔ سانپ کا نام رات کو زبان پر نہ لایا چاہو۔ پانی کے تم چور ہو۔ اسکا سبب کیا ہے فرمایا سنیے فبلہ۔

رزق ہرچند بیگمان برسد	شرط عقل ست جستن از درہا
گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد	تو مرو در دہان اژدرہا

نوابصاحب جھلا کر بولے بچہ ابکی نہ کشتی پر سوار کرایا ہو تو سہی۔

قمرن کی تلاش اور کدرا ہشاش بشاش

جنو کی جورو کا داماد۔ محمد عسکری کا رقیب نامراد مصیبت اور شامت کا مارا کدرا بیچارہ دن رات قمرن کی یاد مین سر دھنتا اور تنکے چنتا تھا۔ جن لوگون کو اسکی تباہی اور قمرن کی جدائی اور بیوفائی کا حال معلوم تھا وہ اسکی حالت زار اور پریشانی و انتشار پر افسوس کرتے تھے۔ اور جو لوگ اسکی مصیبت سے ناواقف تھے وہ اسکی صورت اور وحشت اور آہ و فغان دیکھکر متحیر ہوتے تھے کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ چہرہ زرد پڑ گیا تھا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چھ مہینے سے بخار آتا ہے قمرن سی پری جس سے جدا ہو وہ کیونکر نہ مبتلاے بلا ہو۔ گو ہمین شک نہین کہ قمرن سی مہ پارہ زاہد فریب معشوقہ حورلقا زنگہ خورشید رخسار اس جوڑی والے منہار کے قابل نہ تھی لیکن اگر کسی پنچ قوم یا غریب آدمی کی منکوحہ بیوی رشک بدر غیرت ماہ و مہر ہو تو اسکی جدائی کیون نہ شاق ہو یہ کیا فرض ہے کہ اگر کسی کنجڑے یا منہار دھنیے جڑ بیار کی عورت گوری چٹی اور سرخ و سفید روکش خورشید ہو تو امیر آدمی اسکو چھین کر بھگا لیجائے۔ روپیے کے زور سے اس پری کو اڑا لیجائے کدرا غریب پر نوابصاحب نے یہ ستم ڈھایا کہ لکھنؤ سے قمرن کو پہاڑ پر پہونچایا۔ جہان اس بیچارے کا مرغ وہم اڑنے بھی نہ پہونچتا۔ کانپور اور بارہ بنکی سے دور دور جانیکا خیال بھی نہ گذرتا۔ کوئی گلی کوچہ کوئی سرا کوئی منڈی کوئی گنج ایسا نہ تھا جہان یہ روز قمرن کی تلاش مین چکر پھیریان نہ کرتا ہو۔ مگر وہ تو کوہ نینی تال نواب فلک رکاب کی کوٹھی عالیشان مین امیرانہ ٹھاٹھ سے رہتی تھی کہا لکھنؤ کہا نینی تال پہاڑ کے قیام کا حال اگر اسکو معلوم ہوتا تو پتھر سے سر ٹکراتا تسلی اسکو صرف اسقدر تھی کہ قمرن لکھنؤ سے باہر نہین گئی ہے اگر پہلے پہل بارہ بنکی یا بیگم گنج یا اور کسی اور قرب و جوار کے قصبے مین گئی بھی ہوگی تو اب لکھنؤ واپس آتی ہوگی۔

شاید تلاش سے ملجاے اور بخت خفتہ بیدار
ہوجاے۔ سچ ہے دنیا بامید قائم۔

ایک روز کدرا کی ماں نے اسکی گریہ زاری
اور انتہا کی بیقراری دیکھکر بادل حزین و آہ
آتشین سمجھانا شروع کیا کہ بیٹیا مین تو تجھ سے
کہتی ہی تھی کہ قمرن تیرے گھر مین ٹکنے والی
نہین ہے۔ مین نے دنیا دیکھی ہے۔ بال دھوپ
مین سفید نہین کیے ہین مین تو پہلے ہی سے جانتی
تھی کہ قمرن ہمارے خاندان کو بدنام کریگی
سو وہی ہوا۔ اسکی تو آنکھون سے یہ بات برستی
تھی کہ یہ مالجادی ہے ایک میان کی ہوکے
نہین رہیگی۔ چلنے مین بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی
بات کرتی تھی تو سو نکھرون سے اور جب
کبھی باہر جاتی تھی اول تو مین اُسے باہر جانے
نہین دیتی تھی اور یون ہم تو گریب آدمی
ہین۔ محلون مین گھر گرہستون مین بہو بیٹیو نہین
نہ جاین تو کار کیونکر چلے جانا ہی پڑتا ہے تو
باہر جانے کے پہلے پٹیان جرور جماتی تھی۔
بار بار شیشے کو دیکھتی تھی۔ اور ہمین یہ تیر لگتا تھا۔
ہم بھی تو کبھی جوان تھے۔ ایسے ہی بڑھیا تو
مان کے پیٹ سے نکلے نہین تھے۔ مجال کیا تھی
کہ کبھی کُراہ چلین بیسواؤن کیطرح بنے ٹھنے
کا ہیاؤ نہین پڑتا تھا۔ ساس نند کے سامنے
بوٹیان پھڑکا پھڑکا کے باتین کرنا تو دور ہے
وہ تو مٹکتی ہوئی راستے مین چلتی تھی۔ اور مرونی
جوکھی لڑتی ہوئی۔ جیسے اچھی بیسوائین ہوتی
ہین یا محلون کی کوئی مہریان۔ کہ پان لینے
گئی ہین تو تنبولی کی دکان پر بیٹھی گلوریان چبا
چباکے ہنس ہنس کے باتین کرتی ہین گندھی
کی دکان پر تیل لینے گیئن تو عطر کا پھوہا بھی
گھاتے ہین لے لیا اور چوڑی چکڑی کوٹ کا پجامہ
پھڑکاتی ہوئی چلین۔ وہی حال مین اس کا
دیکھتی تھی۔ یہ دن یہان ٹک گئی وہی غنیمت تھا
وہ بہو بیٹی ہوکر رہنے والی تھی بھلا۔ توبہ کریں بندے
ہمارے خاندان کو خوب رسوا کرکے چلدی۔

اس تجربہ کار بوڑھی عورت نے قمرن کی
شوخی اور لگاوٹ بازی چلبلے پن اوراچھلاہٹ
اور اسکے چال چلن کی پوری پوری تصویر کھینچدی
واقعی اسکی راے بیشتر ہی سے تھی کہ قمرن اہن
گھر مین۔ ع۔

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

اول تو اسکے فقید المثال حسن و جمال سے
اُسکی ساس کو یقین کامل تھا کہ کسی نہ کسی شوقین
امیر کسی نہ کسی عاشق تن رئیس کی اسیر ضرور نظر
پڑے گی۔ پھر یہ بھی جانتی تھی کہ قمرن پراے
مردون سے لگاوٹ کرتی ہے۔ للتو اسے پیار اور
عشق کی باتین ہوتی ہین راستے مین تماشبینون سے
جگت لڑتی چلتی ہے اور جسطرف نکل جاتی ہے
لوگون کا دل قابو سے جاتا رہتا ہے بے اختیار
گھورنے لگتے ہین۔ اور اٹھتی جوانی اور بھی ستم
کا سامنا تھا۔ یہ بھی جانتی تھی کہ روپیہ عجب
شے ہے۔ اسکو خدا نے بڑی قوت دی ہے بڑے
بڑے امیرون کی نیت مین فتور آجاتا ہے۔ غریب
آدمی کی کیا حقیقت ہے۔ ع۔

زر بر سر فولاد نہی نرم شود

اسنے جو کچھ کدرا سے کہا وہ سب صحیح تھا۔
مگر وہ تو قمرن کے فراق اور وصل کے اشتیاق مین
بالکل دیوانہ ہو رہا تھا اپنی مان کی فہمایش
کے جواب مین کہا دادا ہمین بڑا کھیال ہی کہ وہ
کیا جانے کیسی ہوگی۔ اچھی طرح کھاتی پیتی ہوگی
یا ہمین ہمکو تمکو یاد کر کے روتی ہوگی۔ اسکی جان پر
بنی ہوگی ہ۔

یہ فقرہ کدرا کی زبان سے سننا تھا کہ
اسکی مان آگ ہوگئی اور بہت ہی بگڑ کر کہا
(پتھر پڑین ایسی اکل (عقل) پر کہ تجھکو یہ بھکر
پڑی ہی کہ کمرن کھاتی پیتی کیا ہوگی۔ تو سمجھتا ہی
کہ اسکو پیٹ بھر کھانا نہ ملتا ہوگا اور تن پر لتا نہوگا
ارے گدھے وہ کسی لکھپتی کے پاس ہوگی اور
اسکی آنکھون کا تارا ہوگی۔ سونے کا لکما (لقمہ)
کھاتی اور دونون وکھت (وقت) ترمال اڑاتی
ہوگی اسکے لیے بھاری بھاری جوڑے اور ہجارون کا
گہنا تیار کرایا گیا ہوگا۔ کسی جوہری یا مہاجن
کے گھر مین ہوگی تو رانی بنکے رہتی ہوگی اور جو
کسی نواب کے یہان ہی تو بیگم صاحب کی طرح
کھا تر کرتا ہوگا۔ تو گیرت دار ہوتا تو اس موئی
ہرجائی ہرٹنگی کا نام نہ لیتا۔ تجھے گیرت تو چھو نہین
گئی ہی تو روتا ہی کہ ہائے کمرن کھاتی کیا ہوگی
سکھ مین ہوگی کہ دکھ مین ہوگی۔ تجھے ابھی تلک
یہی کیین (یقین) ہی کہ مجھے اور تجھے یاد کرتی ہوگی
ارے نادان وہ مجھکو اور تجھکو پانی پی پی کے
کوستی ہوگی۔ کہ دونون کی کھٹیا مچپاتی نکلے۔
دونون کو ہیجہ (ہیضہ) ہو۔ گیرت دار ہوتا تو
اسکے نام پر لانت بھیجتا۔ مین تجھے کہان تک
سمجھاؤن۔ تو تو سٹری سودائی ہو رہا ہی۔ ہائے
تجھے کیا ہوگیا۔ کمرن گئی چولھے بھاڑ مین میرے
آگو جو اسکا نام لیا تو اپنا سر پھوڑ ڈالون گی اسکا
نام سننے سے میری آنکھون مین کھون اترا آتا ہی۔

کدرا اپنی مان کی اس تقریر سے جو قمرن
کے بالکل خلاف تھی اور بھی رنجیدہ ہوگیا۔ مان
کو کچھ جواب نہ دے سکا مگر منھ پھیر کے رونا شروع
کیا اسکی یہ حالت دیکھکر ضعیفہ کا دل بھر آیا۔
اور پاس جاکر لڑکے کو گلے لگایا اور منھ دھو کر
پھر سمجھانا شروع کیا۔

ض۔ بیٹا اب اس رونے دھونے سے کیا ہوگا۔
ک۔ امّان پھر کیا کرون تمھین بتاؤ۔
ض۔ دوسرا نکاح کرو۔
ک۔ یہ تو نہو سکیگا۔ یہ تو امّا نہو گا۔ نہ ہوگا۔
ض۔ یہ نہوگا تو پھر صبر کرو۔
ک۔ صبر تو نہین ہو سکتا۔
ض۔ (جھلاکر) نہ یہ ہو سکتا ہی نہ وہ ہو سکتا ہی
تو پھر کنوئین مین جاکے کود یا دریا مین ڈوب مر
کم بکھت۔ یا پہلے مجھے مار ڈال پھر جو تیرا جی چاہے
سو کر۔ آگ لگے اس گھر کو جہان کمرن ہو بجلی اوپر
گرے اللہ کرے۔ نگوڑی رسوا کا رسوا کر گئی اور
لڑکے کو الگ تڑپا گئی۔ تڑپے اسکا کنبہ اور وہ
موا جسکے یہ سارے کانٹے بوئے ہوئے ہین کہ مجھے
اس بوڑھاپے مین کہین کا نہین رکھا۔ ایک لڑکا
اتنی عمر مین اور اسکا یہ حال ہی کہ اللہ دشمن کا بھی

ایسا حال نہ کرے۔ جیسے برسون کا کوئی ماندا ہوتا ہی بری دشمنا گی کر گئی یہ کمرن ہم سے۔ بٹیا گھر مین پڑے پڑے اور دن رات رونے دھونے سے کیا ہوگا۔ باہر جاؤ۔ یارون دوستون مین دل بہلاؤ۔ کسو سے صلاح لو۔ کسی سے اونچ نیچ کا حال پوچھو گچھو۔ کیون اپنی جان گنواتا ہی کدرا۔

ک۔ کہان جاؤن کہان نہ جاؤن۔

ض۔ دو گھڑی باہر جاکے دل بہلا آؤ۔

ک۔ کہان چلی گئی اللہ۔ کچھ حال ہی نہین کھلتا۔

ض۔ ہی لکھنؤ ہی مین۔ باہر نہین گئی ہی۔

ک۔ اب اتنے بڑے ملک مین کہان پتا ملے ایک بھنگا سی جان اسکی۔ کوٹھری مین بند کر دیا چلو برسون پتا نہین لگتا کانون کان کوئی نہین سنتا کہ کہان ہی کہان نہین۔

ض۔ پتا ملے اور پھر ملے۔ رہا جو کوئی ٹوہی ہو اور گھر مین رونے سے کیا ہوگا۔

ک۔ اچھا جی چلکے للتوا کے پاس بیٹھین۔

ض۔ ہان جاؤ دل بہلا آؤ بٹیا۔

کدرا بیچارہ مصیبت کا مارا قمرن کے آشنا اور اپنے رقیب کو دل ہی دل مین یہ بد دعائین دیتا ہوا چادر اوڑھکر باہر گیا تو للتوا نے باآواز بلند کہا۔ (آؤ۔ یار کدرا۔ کہان رہتے ہو۔ تمھاری تو صورت ہی اب نہین دکھائی دیتی اور یہ تمکو ہو کیا گیا ہی جیسے کبرستان کا مردہ کمرن تمکو کھا گئی یار۔ ایسی جورو کبھی کھدا نہ کسو کو دے۔ کچھ پتا وتا بھی چلا۔ کہان ہی کہان اسکی امان سے پوچھو۔ ہماری تو سمجھ مین آتا ہی کہ وہی کٹنی ہی۔ ٹھگون کی بوڑھیا) کدرا نے کہا یار کس سے پوچھین کس سے نہ پوچھین کیا جانے کس کے ساتھ بھاگ گئی۔ تم بھی تو کچھ مدد نہین دیتے ہو۔ وہ بولا بھائی ہم بھلا کس کابل ہین اور تم تو ہمین کو گرپتار کرنے کمپو وڑے گئے تھے۔ بھلا پڑوس مین رہ کے کہین ایسا ہو سکتا ہی۔ ایک کام کرو یار پہلے تو اسکی مان سسری کے پاس چلو۔ اسکو ٹٹولو جری (ذری)، کدرا راضی ہوگیا اور یہ دونون ملکے قمرن کی دادی کے ہان پہونچے۔ کدرا اندر گیا للتوا باہر کھڑا رہا کدرا اور اسکی ساس سے یون باتین ہوئین۔

کدرا (ک)، اور ساس (س) ہی۔

ک۔ کہو کچھ حال حوال سنا سنایا۔

س۔ حال حوال تیرا اور اس مردار کا سر سنا تو پھر میرے سامنے آیا۔ میری بالی بھولی سیانی لڑکی کو بھگا دیا اور پھر باتین بناتا ہی۔ ہائے مین نے کس گھر مین لڑکی دی تھی۔ اس سے تو بھاڑ مین جھونک دیتی تو ایک ہی مرتبے جل بھن کے خاک ہو جاتی یہ ہر گھڑی کی جلن ہر گھڑی کا کڑھنا تو نصیب نہ ہوتا کیا کردن اللہ۔

ک۔ ہمارا اسمین کون کسور ہی لے بھلا۔

س۔ دور ہو میرے سامنے سے۔

کدرا تو جورو کا غلام تھا۔ ساس نے جو ڈانٹ بتائی تو لگا گڑگڑانے للتوا کو اسکی یہ

ڈانٹ ڈپٹ بڑی بری معلوم ہوئی باہر سے اسنے کدرا کو للکارا۔ ابے تو اِتا دبتا کیون ہی۔ یہ سب اسی کا پھسادہی اسی چڑیل نے کٹنا پا کیا ہوگا۔ اور اب جا بیجا بکتی ہی۔ آگو سوکھی روٹی نہین کھانیکو ملتی تھی۔ اب ایک عورت نوکر رکھی ہی۔ گوشت دونون وقت آدھ سیر کھانیکو آتا ہی۔ ہمکو سب کھبر ہی۔ ہم ٹوہ لگائے رہتے ہین۔ لڑکی کو لیکے بھگا دیا کٹنا پا کیا اور آپ چین کرتی ہے۔ اور اسکو اوپر سے للکارتی ہی اُلٹا چور کوتوالے ڈانٹے ہین ایسا دماد (داماد) ہوتا تو جھونٹے پکڑ کے اتی لاتین مارتا کہ کچومر نکال دیتا۔ سادی کاہے واسطے کی تھی۔ جو یہی کرنا تھا تو لڑکیون کو این آباد یا چوک مین کمرے پر بٹھلا دیا ہوتا بڑھ بڑھ کے باتین بناتی ہی چڑیل۔

اتنا سننا تھا کہ قمرن کی دادی جامے سے باہر ہوگئی اب یہ کدرا کی ساس تو تھی نہین۔ اب تو یہ نوابصاحب اور منشی مہراج بلی کی خوشدامن تھین۔ چڑیل اور مردار اور کٹنی سننے کی تاب کہان۔ للتوا کو خوب کوسا اور گلا پھاڑ پھاڑ کر بہت ہی برا بھلا کہا۔ محلے والے اور راہ گیر کھڑے ہوگئے۔ کیا ہی بھئی کیا ہی۔ کدرا اور للتوا نے کہا۔ ہی کیا اسمین ایک کٹنی مردار رہتی ہی اسنے اپنی لڑکی کو جسکا نکاح ہوگیا تھا کہین بھگا دیا اور اب لڑتی ہی سامعین و حاضرین دل لگی کرنے لگے۔ بقول نسیم لکھنوی

ع۔ لوگون کو شگوفہ ہاتھ آیا۔

وہ سب تو یہ جھگڑا دیکھکر اپنی اپنی راہ لگے اور ادھر قمرن کی ماں نے اپنی خادمہ کو باواز بلند حکم دیا ذری جاکے نواب کے دروغہ کو تو بلا لا۔ کہنا دو بدماش (بدمعاش) آکے ہمکو دھمکاتے اور گالیان دیتے ہین۔ ادھر یہ دونون اور اُدھر خادمہ چلی وہ تو نوابصاحب کی ڈیوڑھی پر پہونچی اور یہ دونون آپسمین باتین کرتے ہوئے اپنے گھر کیطرف چلے۔ للتوا کی دکان پر آکے بیٹھے تو یون باتین ہونے لگین۔

ل۔ (للتوا) اسے یار کادر۔ وہ جو بھائی صفائی کا ٹھیکہ جن کے پاس ہی وہ جو منسی باجتے ہین وہ جو ن تمھارے یہان آتے تھے جدن (جسدن) کمرن بھاگ کے آئی تھین ان سے کمرن سے کیا بات چیت ہوئی تھی سو بتاؤ۔

ک۔ وہ چلتے چلتے کمرن سے کہہ گئے کہ ہمنے جو کہا ہی وہ یاد رکھنا۔

ل۔ تو اُن کا مکان کہان ہے۔ اُنکا پتا لگاؤ چلکے۔

ک۔ وہ تو کہین جھاؤلال کے پل کے پاس رہتے ہین اچھی طرح نہین معلوم۔ للتوا کی ترغیب سے کدرا اُسکے ساتھ ہولیا گو ایک دفعہ مکان دیکھ آیا تھا مگر اندھیری رات کو گیا تھا۔ صفائی کے ایک چپراسی سے مکان دریافت کر کے دروازے سے آواز دی۔ (ارے بھائی کوئی اس مکان مین ہی) ایک پٹھان جو دربان تھا اور اسوقت آڑ مین بیٹھا ہوا اپنی روٹی پکا رہا تھا بولا۔ کون ہی بھئی یہ جواب دینے

کبھی نہ پائے تھے کہ مہری اندر سے نکلی (کو
گہرادت راہے ہو)۔ للتوانے بڑھکر پوچھا
منسی جی ہین مہری نے کہا وہ تو پہاڑ کا گئے
ہین۔ پوچھا کون پہاڑ۔ کہا اب نے یہ ہم کا دجانی
سبھائی۔ اور یہ کہکر اندر چلی گئی دربان سے
کدرا نے پوچھا کیون بھائی جوان کس پہاڑ کو
گئے ہین اُسنے کہا ہم تو پرسون سے اپنے باپ
کی عوضی پر ہین نواب عسکری کے ساتھ کسی
پہاڑ پر گئے ہین اُنکے آدمیون سے پتا لگے گا
محلے کا نام بتا کر کہا اُنکے پھاٹک پر دو شیر
بنے ہوئے ہین۔ یہ دونون اس پتے پر چلے
اور رکھٹ سے نواب محمد عسکری کی ڈیوڑھی پر
پہونچے۔ شیر دیکھکر سمجھ گئے کہ یہی مکان ہے
پھاٹک کے پاس ایک آدمی کھڑا تھا اُس سے پوچھا
کیون بھیا نواب صاحب کس پہاڑ پر گئے ہین
اُسنے بے اعتنائی سے جواب دیا (الموڑے
کیطرف) اور یہ کہکر اندر چلا گیا۔ اتنے مین اُسی
پھاٹک سے ایک صاحب جو پوشاک اور شکل صورت
سے امیرزادے معلوم ہوتے تھے برآمد ہوئے
پیچھے ایک خدمتگار سفید کپڑے پہنے اور لال
لال پٹی باندھے ساتھ تھا۔ سمجھ گئے کہ یہ بھی
کوئی نواب یا شہزادے ہین مگر اُنسے مخاطب
ہونیکی جرأت نہ ہوئی اور اِنکو کمال استعجاب
ہوا کہ وہ خود باین ہمہ امارت اِنسے مخاطب
ہوئے اور پوچھا (تم کون لوگ ہو۔ اور نوابصاحب
سے کیا کام ہی) کدرا نے جُھک کر زمین دوز
سلام کیا اور کہا ہجور کچھ کام تھا۔ میرا نام کادر ہی

اور منہار ہون کادر منہار سے یہ تو خوب واقف
تھے۔ اشارے سے کہا ساتھ چلے آؤ جب
تھوڑی دور نکل گئے تو للتوا پر غور سے نظر ڈالی
اور نام دریافت کیا۔ للتوا کا لفظ سنتے ہی کمین
بڑے خوش ہوئے اور سوچے کہ مار لیا ہے۔
کدرا اور للتوا بھی اپنے دل مین سوچتے
تھے کہ یہ کون ہین اور ہمکو اپنے ساتھ کیون لیے
جاتے ہین مگر کسی کی چوری تو کی نہین تھی
اِنکو خوف کیا تھا جب نوابصاحب اپنے مکان
مین پہونچے تو حکم دیا کہ پہرے والے سے کہدو
ہماری اجازت کے بغیر کوئی اندر آنے نہ پائے
فرش پر بیٹھے اور ان دونون کو بھی زبردستی
پائین فرش بٹھایا۔ اور کہا لے اب جو دریافت
کرنا ہو دریافت کرو۔
کدرا گیکلا اور سیدھا آدمی تھا مگر للتوا بڑا
چالاک لونڈا تھا کدرا کو اسنے نہین بولنے دیا کہ
مبادا کچھ اونچ نیچ ہو۔ کوئی اینڈی بینڈی بات
منہ سے نکلجائے۔ نواب بڑے آدمی ہین ایسا نہو
چوری کی علت مین ماخوذ کرا کے سزا دلوا دین
تو اُلٹی آنتین گلے پڑین۔ نواب عسکری کا نام
تو سُن ہی چکا تھا۔ عرض کیا ہجور میرا بڑا بھائی
گوبندا نواب عسکری کی ڈیوڑھی پر دونون مین
نوکر تھا۔ جب سے نوابصاحب کے ساتھ پہاڑ پر گیا ہی
کوئی چھٹی نہین آئی ہی ہماری مان کا کھانا پینا
حرام ہی۔ سو دہی دریافت کرنا ہی کہ جس
پہاڑ پر گئے ہین اُسکا نام کیا ہی۔
نواب صاحب لونڈے تو تھے نہین کہ اس

لونڈے کے جھکمے مین آجاتے۔ مسکرائے۔ کہا ابلے ہم سے اڑتا ہی کدرا کی طرف مخاطب ہو کے کہا کیون میان کادر تمھاری چوڑی والی کہان ہین ہمارے گھر مین چوڑیان درکار ہین بھیجدو گے اسیر للتوا اور کدرا دونون چکرائے۔

ل۔ ہجور جورو اسکی کہان۔

نواب۔ صاف صاف حال کہ چلو۔ اُڑان گھائیان نہ بتاؤ تو ہم تم کو ایسی مدد دین کہ قمرن بھی ملجائے اور ادمی تمھاری گانٹھ سے بھی نجائے۔

ل۔ پھر ہجور کو تو سب معلوم ہی ہیگا۔

نواب۔ قمرن جسکے ساتھ بھاگ گئی ہی اُس کو بھی جانتے ہین اور جہان ہی وہ شہر بھی ہم کو معلوم ہی مگر ایک شرط ہی۔ اگر ایک شرط مانو تو ہم اپنی طرف سے وکیل بھی کرین اور لاکھون روپیہ بھی لگائین۔ نہین تو ہمین کیا غرض ہی۔

ل۔ ہجور یہ تو بنی بنائی بات ہی۔ کوئی اپنا پیارا بیپا اس جمانے (زمانے) مین بہا تو دیتا نہین ہی ہجور اسکو مدت (مدد) دین۔

ن۔ ایک شرط کے بغیر ہم نہ دینگے۔

ک۔ ہجور جو شرت کرین منجور ہی۔

ل۔ ہجور سب منجور۔

ن۔ وہ آوارہ تو ہو ہی گئی۔ اب اُسکے آوارہ ہونے مین تو کوئی شک رہا ہی نہین۔

ل۔ ہجور یہ تو وہ کیا مثل ہی کہ اذٹونا کی چوری نہوئے نہورے۔ آدمی آنکھ سے عورت کو پہچان لیتا ہی کہ بد ہی یا صاحب تمھارے نیک ہی۔

ک۔ (ہاتھ جوڑکر) نوابصاحب ہم کو آپ اب بھلا لیجیے۔ بس اب اور کیا عرض کرے گلام۔

ن۔ شرط یہ ہی کہ ایک اٹھوارے کے لیے قمرن ہماری نوکر رہیگی سوچ لو۔ گھر مین چوڑی پہنانے کے لیے۔

ل۔ ہجور ایک نہین دو اٹھوارے تک۔

ک۔ اور بلکن چار۔ دو میری کہا تر سے۔

راوی۔ کیا خاطر ہی واہ۔

ل۔ ہجور جیتے جی تک ہم سب گلام رہینگے اور وہ لونڈی بنی رہیگی۔ بس اتا یاد رکھیے۔

نواب۔ اچھا تو اب ہم کوشش کرینگے۔ وہ پہاڑ پہ ہی اگر تمھارے فرشتے خان کو بھی اُس کا پتا نہین ملیگا اور اگر پتا ملا بھی تو وہ امیر تم غریب تمھارا اُنکا مقابلہ کیا۔

ل۔ جی کہین ہاتھیون سے گنے کھائے جاتے ہین۔

ک۔ ہم سے کچھ بنائے نبتا تو ہم ابھی تک کچھ کر ہی نہ لیتے مگر کیا کرین ہم بےبس ہو گئے ہین

نواب۔ قمرن تم کو واپس ملے اور نواب عسکری کو جیلخانہ ہو اور وہ جو مہراج بلی ہی وہ بھی سزا پائے اور اُنکے جتنے مددگار ہین وہ سب دھر لیے جائین اور تمکو بھرپور روپیہ دلوا دین۔ قمرن کو لیکے مزے سے چین کرو۔ مگر بے ایمانی نہ کر جانا

ک۔ (قدمون پر سر رکھکر) سو رہو جو بے مانٹی کرے۔ بہست (بہشت) نا صیب نہو۔ ہم گریب تو ہین مل سریپ جادے شریف زادے) ہین کمرن بڑا دھوکا دے گئین۔

راوی۔ نواب اپنے دل مین ہنسے کہ وہ تو

چھوڑ چھاڑ کر بھاگ گئی اور یہ اِس تعظیم سے اُسکا نام لیتے ہین کہ (دھوکا دے گیئن) اور کڑی سے کڑی شرط منظور کرنیکو مستعد ہین گر شریف زادے بنتے ہین۔ یہ کادر کو سونے کی چڑیا سمجھتے تھے اور کئی دن سے اس فکر مین تھے کہ قمرن کا میان یا اور کوئی عزیز ملے تو عسکری کو نیچا دکھائین اِنکو خوب معلوم تھا کہ قمرن منکوحہ عورت ہے اور نواب محمد عسکری اُسکو اور اُسکی بہن نازو کو بھگا لے گئے ہین اور وہ بھی منکوحہ ہے۔ بس اگر اِن دونوں کے میان قابو مین آجائین تو عسکری کو قید کی سزا ہو جائے یہ اس بات پر تلے تھے کہ نواب محمد عسکری پر کوئی ایسا مقدمہ دائر ہو جائے کہ نواب نادر جہان بیگم کو گواہی مین عدالت مین طلب کرین۔ یہ ایک نہایت ہی بد باطن سیہ قلب حاسد دون ہمت آدمی تھا جس کو کسی کی عفت یا اپنی آبرو یا شرفا کی تعظیم کا مطلق خیال نہ تھا اور جسکا دامن ہر قسم کے لوث عصیان سے آلودہ تھا۔ اُسکو ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی کی بہو بیٹی کی عفت مین دھبا اور ناموس مین داغ لگائے۔

ان ذات شریف کو جو کدرا اور للتوا ملے تو گویا شکار ہاتھ آیا۔ اسدرجہ محظوظ ہوئے کہ گویا قارون کا خزانہ پایا۔ للتوا کیطرف مخاطب ہوکر پوچھا کیون بھئی گبھرو تم اِنکے کون ہو۔ اُسنے کہا مین اِنکا دوست ہون۔

نواب۔ اِنکے دوست ہو یا انکی بیوی کے۔

ل۔ اجی بھلا ہم گریب آدمی۔

نواب۔ کیون جی کادر۔ یہ بھی تمھارے گھر آتا جاتا تھا۔

ک۔ ہان یہ تو ہمارے پڑوسی ہی ہین۔

نواب۔ تو یار تمھاری بھی نیت اچھی نہین تھی کیون جی قادر

ک۔ اب ہجور جب عورت بد ہوئی تو اُسکا کون ٹھکانا۔ ہم کسی کو بے دیکھے کیون لگائین۔

ن۔ یہ وہی للتوا ہے جسکی تلاش مین تم کانپور گئے تھے۔ وہی تنبولی کا لونڈا۔

ک۔ جی ہان دھوکے باجی مین لوگون سلنے ہمین کمپو دوڑا دیا اور یہان اُسکو اڑا لیگئے۔

نواب صاحب قادر سے پہلے ہی سے واقف ہو گئے تھے مگر صورت آشنا نہ تھے اور جو خدمتگار اِسکے مکان سے واقف تھا وہ اسوقت لکھنئو مین موجود نہ تھا۔ اتفاق سے قمرن کے میان سے دوچار ہو گئے۔ شریر آدمی کا قاعدہ ہے کہ جب کبھی اظہار شرارت کا موقع ملتا ہے تو اسکو ہاتھ سے نہین دیتا۔ بھلا یہ بھلے مانس اس موقع کو کب ہاتھ سے دینے والے تھے۔ قادر کو رخصت کرنے کیوقت اِنھون نے پانچ روپیے دیے کہ لو اسکی مٹھائی کھاؤ اور کل اپنے دوست للتوا کو لیکر فجر کو ہمارے پاس آؤ۔ اِسنے جھک کر سلام کیا اور شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوا تھوڑی دیر کے بعد کچھ سوچکر خدمتگار کو بلا کر حکم دیا کہ ان دونون کو بلا لو۔ خدمتگار نے لپک کر آواز دی اور یہ دونون واپس آئے۔ تو نواب صاحب نے بڑی تواضع سے بٹھایا اور کہا۔ یار کدرا ہم نے

تمھارے لکھنؤ کی متہارنوں کی بڑی تعریف سنی ہی۔ کوئی جیان پہچان ہو تو لاؤ۔ ذرا دل لگی ہی رہیگی۔ تمھاری بدولت ہم بھی آنکھین سینک لینگے۔ کدرا تو جھینپنے لگا مگر للتوا نے کہا جب حکم دیجیے حاضر کرین۔ آج ہی رات کو کوئی آٹھ بجے لیجیے ٭ل گھر گرہست ہی دو تین گھڑی بیٹھ کے چلی جائیگی۔ یہ تو پرلے سرے کے بدمعاش تھے ہی بڑے خوش ہو گئے۔ کہا جاؤ اور ابھی لاؤ۔ جہانتک جلد ممکن ہو جا کے لے آؤ۔ لینے دینے کا خیال نکرنا۔ ہم کچھ غریب یا فقیر نہین ہین کہ کسی کو بلائین اور خالی ہاتھ بھیجین۔ للتوا نے کہا اے ہجور آپ کے یہان جو آئیگا وہ کھوس ہو کے جائے گا روپیہ آپکی اگاڑو کون بڑی بات ہی۔ تو اب ہجور گھر ہی پر رہین۔ ایسا نہو کہ وہ بچاری آوے اور نامحروم واپس ہو۔ ٭ل ایک بات ہی ڈولی پر آئیگی۔ انھون نے جواب دیا (ادنھ جی! ڈولی ہو یا گاڑی چاہے جو ہو) یہ دونون پھر رخصت ہو کر چلے راستے مین کدرا نے کہا ارے یار یہ تو اچھے ملے۔ روپیے بھی دیلے اور وکیل بھی کرنیکو کہتے ہین۔ کھدا نے اچھا آکا (آقا) ہمکو بھیجدیا۔ ٭ل یہ تو بتاؤ کہ متہارن انکے واسطے کہان سے لاؤگے۔ یہ تو بڑے گرما گرم آدمی نکلے۔ للتوا کھلکھلا کے ہنسا۔ کہا تم بیٹھے بیٹھے دیکھتے جاؤ ہم ابھی ابھی بندوبست کیے دیتے ہین جی نکھلوا تے بڑے شہر مین عورتون کا سکال ہی۔ انکو کیا معلوم متہارن ہی یا کون ہے

چلو ہم ایک جگہ لے چلین۔ ایک عورت ہے ابھی جوان ہی اور دُبلی پتلی اور رنگت بھی کھلتی ہی اور بڑی چلبلی ہی۔ اور گھر گرہست ہی۔ بس اِسکو اچھے اچھے کپڑے پہنا کے پھلفگے اور سکھلا دینگے کہ کہنا مین جوڑی والی ہون کدرا بہت خوش ہوا۔ یار تم بڑے اُستاد ہو بڑے کائیان۔ اب چلکے اِسکو ٹھیک کرلو۔

یہ دونون اس عورت کے مکان پر گئے یہ کیڑن کی چھوکری تھی۔ اپنے میان کو چھوڑ کر میکے مین رہتی تھی اور چوری چوری اِدھر اُدھر جایا کرتی تھی مگر جانی بوجھی جگہ۔ اور وہان بھی اندھیرے اُجالے۔ موقع محل دیکھکر۔ للتوا نے سیٹی بجائی تو وہ مکان سے نکل آئی۔ اور ایک گلی کیطرف چلی گئی۔ یہ بھی اِدھر اُدھر دیکھ کے اُسی گلی مین ہو رہے۔ جب دونون ملے تو اُسنے شکایت کی کہ واہ آنا ہی چھوڑ دیا۔ للتوا مسکرایا۔ چلو آج ہمارے ساتھ چلو۔ ایک جگہ لے چلین گے مگر جری بن ٹھن کے چلو مُنّی (اُسکا نام تھا) مُنّی۔ ہٹ۔ ہم کیا کماتے ہین کچھ جس سے محبت ہو گئی اُسکی اور بات ہی۔ بے ایمان۔

للتوا۔ ارے اسمین ہرج کیا ہی۔

مُنّی۔ اے واہ۔ تمھارے نزدیک نہین ہرج ہی کہ ہمارے پیچھے کوئی سُن لے۔ کوئی دیکھ لے رُسوا ہون۔

للتوا۔ دِوانی ہو گئی ہی۔ کھوس ہو کے آؤگی پوچھو اِنسے کیسے امیر آدمی ہین۔

کدرا۔ کرو دیتی ہین چلو تو سہی۔

منی۔ (ہنسکر) اے تو وہ اتنے امیر ہین تو ہمکو بھلا کاہیکو منھ لگائینگے۔

للتوا۔ اب تکرار مین تو ملاؤ نہین۔ شام تو ہو ہی گئی ہے ہمارے ساتھ چلی چلو۔ قسمت کھلی ہوگی عمر بھر کی روٹیان ہو جائینگی۔

کدررا۔ بڑے دل کے چالاک ہین۔ چلو تو۔

منی۔ (انگڑائی لیکر) اب کل چلینگے۔

للتوا۔ اب چلتی ہو یا گھر سے کرتی ہوگی۔ واہ۔ انھین باتون پر تو ہمین غصہ آتا ہے بس۔

کندن۔ اچھا ہم آتے ہین۔

تھوڑی دیر مین منی ان دونون کے ساتھ چلی اور انھون نے اسکو راستے مین خوب پٹی پڑھادی جب مکان کے قریب پہونچے تو ایک اکا کرایہ کیا اور کدررا کو اکے کے پاس ٹھہرا کر للتوا نے جاکے اطلاع دی کہ آگئی۔ انھون نے کہا اسوقت یہان سناٹا ہے۔ لے آؤ۔ اکے والے کو دو پیسے دیکر رخصت کیا اور کندن کو لیکے نوابصاحب کے کمرے مین پہونچے۔

نواب۔ آؤ۔ آؤ۔ ارے یہ تو پاؤن ننگی ہے۔

للتوا۔ گھر گرہست ہے کہ نہین۔

نواب۔ کیا چوڑی والیان ننگے پاؤن پھرتی ہین۔

منی۔ ارے صاحب ہم گریب آدمی ہین۔

نواب۔ مگر شکل صورت تو غریبونکی سی نہین ہے۔

منی۔ یہ اللہ کی دین ہے۔

نواب۔ ہمنے تمکو تیس روپے مہینے کا نوکر رکھ لیا پندرہ روپے آدھے مہینے کی تنخواہ آج سے لے جاؤ۔

منی۔ بہت اچھا ہم حاجر ہین۔

للتوا۔ رئیس ہون تو ایسے ہون۔

کدررا۔ واہ۔ کیا کہنا ہے۔

منی۔ آپ اسی سہر کے رہنے والے ہین۔

نواب۔ نہین ہم پٹنے کے رہنے والے ہین۔ (مسکراکر)۔

اتنے مین ایک آدمی نے کہا لالہ ننگی پرشاد آئے ہین۔ انھون نے فوراً دروازہ بند کر دیا لالہ تاڑ گئے۔ کہا کیا ماجرا ہے بھائی۔ نواب نے کہا یار اسوقت نہ ملینگے وہ بولے کیا۔

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

نواب۔ ارے یار بڑے بدگمان ہو۔

لالہ۔ آغاز عشق ہے۔

یا رب آغاز محبت کا بخیر انجام ہو شیشے مین اترے پری بختہ جنون خام ہو

نواب۔ معلوم ہوتا ہے چڑھی ہوئی ہے۔

لالہ۔ ہم کو تو نہین تم کو البتہ کچے گھڑے کی چڑھی ہے۔

تازہ ہو دماغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے اس زلف کی بو سونگھیے سودا ہے تو یہ ہے

نواب۔ مزے مین ہو استاد۔

لالہ۔ یہان تک آؤ تو یار۔

نواب۔ یار اب تو کل ملو۔

لالہ۔ تو کل پھر خود ہی آؤ ہم نہین آسکتے۔

نواب۔ اچھا دوپہر کو آئینگے۔

لالہ۔ لے خدا حافظ۔

نواب صاحب نے خدمتگار سے پوچھا یہ بلا ٹلی - یا ابھی نہین ٹلی - عرض کیا جی ہان چلے گئے - بہت پیپے ستے کدرا اور للتوا برآمدے مین خدمتگار سے باتین کرنے لگے اور ادھر نواب صاحب نے متّی سے ڈینگ کی لینی شروع کی کہ جو عورت ہمارے پاس آئی وہ نہال ہو کر گئی آدھی جسکے پلّے نہ تھی وہ ہزار پتی ہو گئی اور دیکھتے ہی دیکھتے - تم اگر اچھی طرح رہو گی تو ہم تمکو ایک روپیہ روز دیتے جائینگے - کھانا ہمارے باورچیخانے مین کھاؤ اور کپڑا ہم سے لو اور زیور بھی ہم بنوا دینگے - مگر پہلے چاندی کا - کندن دلہین خوش ہو گئی کہ سونے کی چڑیا پھنسی ہے - چاندی کے زیور کی نسبت کہا - (اتنے بڑے ہجار پتی اور چاندی کا گہنا) ہزار پتی کے خطاب پر نواب بد دماغ ہو جاتے مگر سمجھ گئے کہ گنوارن ہے ورنہ یہ نہ کہتی کہ ہزار پتی ہو کر چاندی کا گہنا کیا بنوا دوگے تمھاری شان کے خلاف ہوگا اِدھر یہ باتین ہو ہی رہی تھین اور اُدھر ایک اکّا احاطے مین آیا - اور اسمین سے ایک عورت اُتری - اور برآمدے مین آکے کرسی پر بیٹھی اور پھاٹک بند کر دیا گیا - خدمتگار نے نوابصاحب کو اطلاع دی سرکار ساقن آئی ہے ساقن کا نام سُنکر کچھ سوچے - کہا باہر کی کوٹھری مین بٹھاؤ ساقن باہر کی کوٹھری مین بٹھائی گئی -

کدرا - یہ تو بڑے تماش بین نکلے -

للتوا - ایسے ہی تو ہم چیتتے تھے - بے کسو بدماش (بدمعاش) کے سلے مطلب نہین ہو سکتا -

ک - ہان مولوی ان باتونکو کیا جانے -

ل - بھائی یہ کمرن جرور دلوا دینگے -

ک - ارے یہ کمرن بھی دلوا دینگے اور اُسکے آسنا کو جلیل بھی کرینگے - آدمی چلانک ہین نا -

ل - چلانک ہونے مین بھی سک ہے کچھ -

ک - کندن اندر بیٹھی ہین - ساقن یہان ہین - ڈیوڑھ لگی رہتی ہے یہان - ایک اندر ایک باہر -

خدمتگار - ابجی یہان دن رات یہی کام ہے - اندر باہر - انمل لبل - ہمارے سرکار بڑے بدکار ہین - کیا جانے اِن کا حشر کس کے ساتھ ہوگا -

ل - تم کتنے دن سے نوکر ہو بھیا -

خ - ارے ہم اب چھوڑنیوالے ہین - ہم ایسی جگہ نوکری نہ کرین گے - جب دیکھو گناہ کی بات -

ک - وہ تو ٹھہرے ایسے اور تم ہو نماجی (نمازی)

خ - چار روپیے کی نوکری مین ایمان دینگے کیا؟

ل - یہی بات ہے بھائی - ایمان بڑی چیج ہے -

ک - یہ کیسن نوکر ہین یا وسیکا (وثیقہ) ہے -

خ - اب کیا بتائین کیا ہے - مگر بڑے چالانک آدمی ہین -

ل - ہان چلانک تو معلوم ہوتے ہین -

اتنے مین اندر سے آواز آئی (کوئی ہے) خدمتگار (حاضر) کہکر اندر گیا - اور آہستہ سے ان دو نون کو آواز دی - جب یہ کمرے مین گئے

تو نواب صاحب نے کہا ہمنے پندرہ دن کے
پندرہ روپیے پیشگی اِنکو دیدیے ہین۔ بس
اب انکو ہم گھر مین ڈال لینگے۔ کدرا اور للتو اسکر آئے
اور متی رخصت ہوئین اُنھین کے سامنے حکم دیا
گیا کہ ساقن کو بُلا لو۔

للتو اور کدرا متی کو لیکر چلے تو پھاٹک کے
پاس ایک اور عورت کھڑی دیکھی۔ خدمتگار
نے کہا یہ باہر سے آئی ہین اور نواب صاحب
اِنپر بہت ریجھے ہوئے ہین۔ کندن نے اِسکو
غور سے دیکھا سمجھی کہ نوابصاحب ریجھے ہوئے
ہین تو ضرور خوبصورت ہوگی۔ گو اندھیرے
مین اچھی طرح صورت نظر نہین آئی مگر متی نے
اپنے دل مین قیاس کر لیا کہ مجھ سے اچھی نہین
ہے۔ پندرہ روپیے پاکر کندن بہت خوش ہوئی
اور سڑک پر اکا کرایہ کرکے روانہ ہوئی۔

پہاڑ جانے کی تیاریان

ایک شب کو نواب نادر جہان بیگم نے
خواب مین دیکھا کہ وہ پہاڑ پر نواب صاحب
کو اپنے پیارے پیارے ہاتھون کی بنی ہوئی گلوری
دے رہی تھین کہ اتنے مین قمرن اتفاق سے
آگئی۔ نواب صاحب کا چہرہ فق ہو گیا اور بیگم
نے طیش سے اسپر نظر ڈالی اور وہ کانپ کر اُنکے
قدمونپر گر پڑی اور ہکلاتے ہوئے کہنے لگی۔
حضور ہمارا اسمین کوئی قصور نہین ہے ہم بیگناہ
ہین۔ اگر قصور ہے تو دو آدمیون کا۔ ایک
ہماری امان کا جنھون نے ہمین شہ دی اور
جنکی پر چپک سے ہمنے اپنے بیاہتا میان کو چھوڑا
اور نواب صاحب کے قدمون کے تلے رہنے
لگے۔ دوسرے نواب کا قصور ہے جو آپکے ہوتے
ساتھی مجھ چوڑی والی پر ایسے فریفتہ ہو گئے کہ
اپنے آپے سے گذر گئے ہماری امّان تو شہر مین
ہین اور نواب سامنے بیٹھے ہین۔ اِن دونون سے
چاہیے جسقدر شکایت کیجیے مگر مین آپ کی
جیسی لونڈی پہلے تھی ویسی ہی اب بھی ہون
بلکہ اب اور اس سے زیادہ مین انجان انیلی
تھی۔ اِنکے بس مین آگئی اور امّان نے مجھے
اور بھی چنگ پر چڑھایا۔ مین حضور سے چار
آنکھین نہین کر سکتی نواب مجھپر فریفتہ ہوئے
مین انکے ہتھے چڑھ گئی۔ اب مجھے حضور خانہ زاد
لونڈی سمجھین۔ اور میرا قصور معاف کرین آپکے
گھر کی درم ناخریدہ پرستار ہون۔

نواب نادر جہان بیگم نے قمرن کی مان سے
پہلے شکایت کی (خواب تو تھا ہی) کہ کیون چنو
کی جورو تمھین ایسا کرنا لازم تھا کہ اپنی اس
چھوکری کو ہماری سوت بناؤ۔ اور ہمین سوتیا ڈاہ
مین جلاؤ اسنے آنکھین نیچی کرکے کہا بیگم صاحب
ہمنے انعام پانیکا کام کیا ہے۔ آپکے نواب کا دل
ایک گرجن پر آیا تھا اگر اسکو گھر ڈالتے تو دور از
حال وہ نوابصاحب کو کمل ڈال کے لوٹ لیتی۔
مین نے جان بوجھ کے قمرن کو بھیجدیا کہ اس
چھوکری پر ریجھینگے تو دولت تو بچ جائیگی مین نے
اپنے ننگ ناموس کی ذرہ سی بھی پروانہ کی اور
اس لونڈی کو خدمت مین بھیجدیا۔ تو فرمایئے
مین نے کیا گناہ کیا۔ ہم لوگ حضور کی سرکار کے

دست نگر۔ آپ ہمارے داتا۔ ہم پرجا۔ بھلا ہی
ایسی بات ہوسکتی ہی جس سے ہمپر حرف آسکے۔
کیا مجال۔ نوابصاحب بیٹھے سن رہے ہین اپنے
پوچھیے تو جھوٹ سچ کا حال معلوم ہو جائے۔
بیگم صاحب نے نواب سے دریافت کیا کہ کہانتک
سچ ہی انھون نے کہا ایک ایک حرف صحیح ہی۔
اسمین ایک لفظ غلط نہین ہی۔ بس اسقدر
خواب دیکھکر آنکھ کھل گئی اور انھون نے بی
عباسی کو جگا کر اُس سے خواب کا حال
بیان کیا۔

ع۔ رات کو نہ بیان کرنا تھا۔

ب۔ مگر قمرن نے خواب مین وہ تقریر کی
کہ واہ۔

ع۔ اے حضور پھر خواب تو ہی۔ مگر ہمارا
تو جی کا کنول کھل گیا اور ہوگا ایسا ہی۔

ب۔ خود کیا الگ ہو گئی نواب اور اپنی ماں کو
دھروایا بڑی ایک ہی۔

ع۔ جی ہان۔ مگر مان ہی کہ دادی۔

ب۔ ہی تو دادی ہی مگر مان کہتی ہی اور لڑکیونکو
بالا بھی ہی وہ بھی مان ہی سمجھتی ہین۔ ہم نے تو یہ
سب باتین باجی کی معرفت دریافت کین مگر
باجی جان سے اس خواب کا ذکر نہ کرنا۔

ع۔ کیون حضور قمرن کا ذکر کرنا اور اُس کا نام
سننا شاق گذرتا ہوگا کہ یہ موئی شفتل کہانسے
پہونچ گئی۔

ب۔ بُرا تو دلمین ضرور لگتا تھا مگر اتنا جانتی
تھی کہ جب جا کے سامنے کھڑی ہو جاؤن گی
یہ مجال اور ڈھٹائی نہین ہی کہ وہ قمرن نگوڑی
چوڑی والی میرے بدرو آئے۔

مغلانی۔ حضور لونڈی تو پکار کے
کہتی تھی کہ ہماری بیگم صاحب پہاڑ پر جائین
اور پھر جائین۔

مہری۔ اور ہم۔ ہم بھی تو یہی کہتے تھے۔

ب۔ ہان ہان۔ مگر مغلانی کو زیادہ دُھن تھی

مغلانی۔ دُھن کیا معنی حضور مین تو جنورونکی
بولی پہچانتی ہون اسدن کوا بولا اور مین
چٹ تاڑ گئی۔

مہری۔ اور وہی بات ہوئی۔

ب۔ جو شے بشر نے دیکھی نہین ہوتی اسکے دیکھنے
کا بھی کیا شوق ہوتا ہی۔ اب پہاڑ موئے کچھ آفتاب
سے اونچے ہونگے۔

مغلانی۔ توبہ کیجیے۔ آفتاب سے اونچی کوئی
شے نہین ہی۔

ب۔ روز روز دیکھتے دیکھتے ایک معمولی بات
ہو گئی۔ مگر پہاڑون کو دیکھکر کیا جانے کتنی
خوشی ہوگی۔

مغلانی۔ اور پہاڑ کے رہنے والونکو کچھ نہین۔
اُن کو یکسان بات ہی۔

ب۔ دیکھین نواب کیونکر ملتے ہین۔

مہری۔ اب بھی کوئی پوچھنے کی بات رہ گئی
جو اگر اُنکو بُلانا نامنظور ہوتا تو کوئی کی زبردستی
اُنسے چل سکتی۔ یا زبردستی سے تو کوئی اِنسے خط
نہ لکھواتا حضور۔

ب۔ ایک تو کیہ لوگون کے کہنے سننے سے بلا لیا

اور خبر بھی نہ لی الگ مکان لے دیا۔ چلو بس اللہ اللہ خیر سلاّ۔ (خیر صلاح) اور ایک یہ کہ بلایا اور خاطرداری سے رکھا۔

مغلانی۔ حضور کو وہم بھی ہے۔

مہری۔ حضور نواب صاحب بھی ہزار غنیمت ہین۔ اللہ گواہ ہے ہزار غنیمت ہین۔ اے دیکھتی ہو بُوا مغلانی کیسی ہوا چل رہی ہے کوئی نواب زادہ بھی ایسا ہے جو ایک بیاہتا جورو اپر سے ہین تو ایسا کوئی نظر اٴئی نہین دیتا۔ کسو کے گھر بھٹیاری پڑی ہے کوئی نکاحی کو چھوڑ مہری کی چھوکری کو گھر ڈالے لیتا ہے کہین چار چار پانچ پانچ سوتین ہین۔ آئے دن دال مین جوتی بٹتی ہے۔ جب دیکھو فساد۔ تکرار محلے کیا خاصہ بھٹیار خانہ ہے۔ نکاحی منہا منتہ مچا رہی ہے دو سوتون مین جھوٹم جھونٹا ہو رہا ہے۔ اک حشر مچا ہوا ہے کہ توبہ توبہ آسمان سر پر اُٹھا اُٹھا لیتی ہین۔

ب۔ شریف زادیون کا یہ فعل نہین ہے کہ سوتون سوتون مین جھوٹم جھونٹا ہو۔ یہ انھین نگوڑی چوڑی والیون کنٹرون مچھلی والیون چھوٹی ذات والیون مین جوتی چلتی ہوگی۔

مغلانی۔ سوتیا ڈاہ تو سرکار مشہور بات ہے۔

ب۔ وہ اور بات ہے۔ سوتیا ڈاہ تو ہونی ہی چاہیے مگر اب اتنا بھی نہین کہ بھل منسی کو چھوڑ دے۔

مہری۔ حضور جو باہر نکلنے والی اور کام کاج کرنیوالی ہونگی اُنکی آبرو خدا ہی بچائے تو بچے

ایک تو پیسے والی نہین ہوتین۔ دوسرے ہر کوئی کی اُن پر آنکھ پڑتی ہے۔ جو شکل صورت کی اچھی ہوئی تو روپے والون نے چھریدار سفید بنگلے کے پر کے سے دکھا کے بس مین کر لیا روپیہ بڑی شے ہے۔ جو باہر نکلیگی اور نوکری کریگی وہ کہانتک بچائے گی۔ اپنے کو۔ اور جو صورت بھونڈی اور کلوٹی ہوئی تو بھی جوانی پر ضرور اچھی معلوم ہوگی مثل مشہور ہے جوانی پر گدھی بھی بھلی معلوم ہوتی ہے۔

مغلانی۔ یون تو اچھی اور بُری امیر غریب سب مین ہوتی ہین۔ کیا بڑے آدمی سب نیک اور اُنکی عورتین نیک پارسا ہی ہوتی ہین! اور کیا غریبنین بچاری کوئی نیک نہین ہوتی سب بد ہی ہوتی ہین۔

ب۔ اے یہ اپنی اپنی طبیعت پر ہے۔ امیر مین ایک موا بشیر الدولہ ہی ہے۔ اسکی نیت نکلے۔ بہو بیٹیون کو جب دیکھے گا بُری نظر سے۔ بڑا آدمی ہونے سے کیا ہوتا ہے دل صاف چاہیے

مغلانی۔ بس بات تو یہ ہے۔

مہری۔ تمھارا دل تو صاف ہوگا بوا مغلانی۔

مغلانی۔ اے چل چھوکری مجھسے کیا ہنستی ہے۔

ب۔ نہین۔ تیور تو مغلانی کے ابھی تلک ٹھیک نہین پڑتے۔ یہ تو ہم ضرور کہین گے۔

مغلانی۔ (قہقہہ لگا کر) بندگی۔ یہ خلعت ہمین ملا ہے۔

ب۔ مین تو اللہ لگتی کہتی ہون۔

مغلانی۔ حضور نے مجھے چال سے بے چال

چلتے کب دیکھا بھلا کوئی کہ تو سے۔

ب۔ اے تواب اس عمر مین تھوڑا ہی ہی۔

مہری۔ بوڑھے منہ مہاسے۔

ب۔ اب تو تمھارے دن حلوا کھانیکے ہین۔

مہری۔ حلوا تو سرکار کی بدولت روز کھایا کرتے ہین۔ حلوا کیا کوئی نیامت (نعمت) کی مان کا کلیجہ ہی۔

مغلانی۔ جو تر مال ہم لوگون کو نصیب ہوتے ہین وہ کسو دوسرے کو کہان نصیب ہو سکتے ہین اللہ حضور کو سلامت رکھے۔ حلوا کون بڑی چیز ہی اور دس کو کھلا کے کھائین۔

اتنے مین نواب عفت آرا بیگم کی سواری آئی اور مہریان قفس لے کر ناتے مین داخل ہوئین۔

عفت۔ اب کب کی تیاریان ہین۔

ب۔ باجی کب سے ہم بلا رہے ہین آج کوئی چھ دن تو ہوئے ہون گے۔ اخاہ! لال پالے ہین اور بھیا کو کیون نہین لائین۔

عفت۔ یہ بھیا کے لال ہین۔ وہ باغ گیا ہی مگر جاتے ہوئے کہہ گئے تھے کہ خالا جان سے کہنا کہ اُنکے داروغہ کے محلے مین لال بہت اچھے اچھے بکتے ہین ہمکو منگوا دین۔

مغلانی۔ آج ہی لیجیے حضور۔

مہری۔ کیا بولتے ہین اللہ جانتا ہی کیا بولی ہی۔

مغلانی۔ جیسے سیٹی بجاتا ہی کوئی۔

عفت۔ انھین سکھاتا کون ہی۔ واہ کیا شان ہی۔

ب۔ انھین اللہ سکھاتا ہی۔

مہری۔ حضور یہ لال پون سی پارہ پڑھتے ہین اور جتنے جناور ہین سب عبادت کرتے ہین۔

مغلانی۔ اس لال کی بولی سے صاف سنائی دیتا ہی کہ سی پارہ پڑھ رہا ہے۔ من اسماء یارب العالمین۔

مہری۔ اور دوپہریا کے وخت کیا اچھا معلوم ہوتا ہی کہ درختون کے جھنڈ مین قسم قسم کے جناور ٹہنیون شاخون پر بیٹھے چہکتے ہین۔

مغلانی۔ حق سرہ۔ حق سرہ کی آواز انکی بولی مین کیسی بھلی معلوم ہوتی ہی۔

عفت۔ یہ بندر لنگوٹا کسی مرض کی دوا نہین ہی۔

ب۔ اوئی بندر کو بھی کوئی مینا مقرر کیا ہی۔

مغلانی۔ (ہنسکر) جی ہان مینا کی بولی کا کیا کہنا۔ مینا کی بولی تو ہو بہو بچے کی بولی کی سی ہوتی ہی۔ جو بھر فرق نہین ہوتا۔ اور مینا بس بڑا پیچ کی۔ ہمارے آبا ایک جکلہ دار کے ساتھ داروغہ ہو کر گئے تھے تو وہ ہر سال دو تین مینا بھیجا کرتے تھے۔ بس سبب یہ ہوتا ہی کہ زبان اور دُم مین کانٹا نکلتا ہی بس وہ کانٹا مار ڈالتا ہی۔

مہری۔ اور مینا کو کھلاتے کیا ہین۔

مغلانی۔ اوئی انا بھی نہین جانتی۔

مہری۔ اے ہی کاکن واکن کھلاتے ہونگے۔

مغلانی۔ اے واہ بیٹریالال کو کاکن کھلاتے ہین کہ مینا کو مینا کو سین کھلاتے ہین اُسکو کمی مین تلتے ہین اُسین لونگ ڈالتے ہین آیا

عفت۔ ہان ہان۔ گوندا دیتے ہین۔

مہری۔ گوندا ہمنے آج ہی سنا۔ گوندا کسے

کہتے ہین۔ گوند کے میان کو۔ گوند عورت۔ گوندا
اُس کا مرد۔
اس پر سب نے قہقہہ لگایا۔ بیگم صاحب نے فرمایا
کہ گوندا تو باجی جان ہم نے بھی آج تک
نہین سُنا تھا۔
انھون نے کہا ابھی تمھاری عمر کیا ہی۔ اور
پھر تمنے کبھی مینا پالی بھی نہین ہی۔ اس گفتگو مین
اصل بات اُڑ گئی۔ لانون کے ذکر سے جانورونکی
بولی اور عبادت کا ذکر چھڑ گیا اور جانورونکی
بولی سے مینا اور گوندے کا ذکر ہوا اسکے بعد
عفت آرا بیگم نے یون مکالمہ شروع کیا۔

عفت۔ تو اب کب کی تیاریان ہین۔

ب۔ باجی جان تم بھی چلو۔

ع۔ اب ہم پیرسال چلین گے۔

ب۔ پیرسال کی پیرسال سمجھی جائیگی۔ ابکی کیا وجہ ہی۔ ہم دولھا بھائی کو سمجھا لینگے۔

ع۔ وہ کیا کچھ روکتے یا منع کرتے ہین۔

مغلانی۔ اے تو پھر آپ چلتی کیون نہین بسم اللہ کرکے چلیے نا۔

ب۔ چلو باجی۔ بے تمھارے ہمارا دل نہین بہلیگا۔ کیا اب امیرا اتنا کہنا بھی نہ مانوگی۔

ع۔ ایک وجہ (وجہ) ہی۔

ب۔ ہم ایسی وجہ ایک نہ مانینگے چلوگی تو باجی جان ضرور مگر خوشامد کرو اکے۔

ع۔ تمھاری خوشامد کرنے سے ہمین کیا ملجائیگا؟

ب۔ مل کیا جائیگا۔ بعضون کا قاعدہ ہوتا ہی کہ جب دس آدمی خوشامد کرین تو وہ چلین۔

مغلانی۔ اچھا ایک کام کیجیے فال کھولیے۔ جو اُسمین نکلے وہ کیجیے۔ مین تو یہ جانتی ہون۔

ب۔ اچھا لاؤ کتاب۔ دیوان حافظ لاؤ۔ کوٹھے پر کمرے کے بائین ہاتھ جو پلنگڑی ہی اُس کے تکیے کے پاس رکھ گئے ہین۔

ع۔ اس سے فائدہ کیا۔

ب۔ ہمارے دل کی تسلی تو ہوجائے گی۔

مغلانی۔ اے اب ہتے پڑ ٹوکتے نہین

مہری دوڑ کر کوٹھے پر گئی اور دیوان حافظ جو خاص شیراز کے کسی خوشنویس کا لکھا ہوا تھا لے آئی جزدان زربفت کا۔ اور کتاب مطلا و مذہب۔ بیگم صاحب نے فال دیکھی اور بسم اللہ کہکے کتاب کھولی اور محلدار نے فوراً اُس صفحے پر نشان کر دیا اور کہا جو ہمین نکلے کہ باجی جان کو ہمارے ساتھ چلنا چاہیے تو اس کتاب کو چاندی سے تولون۔ انھون نے خود دو چار شعر پڑھے مگر مطلب سمجھ مین نہ آیا۔ تو مولوی صاحب بلوائے گئے۔ مہریون نے انکو پہلے ہی سے پٹی پڑھا دی۔ انھون نے دیوان حافظ کھولا اور اس صفحے کے اشعار پڑھے۔ اشعار یہ تھے۔

ابر آذاری بر آمد باد نوروزی وزید
وجہ مے میخواہم و مطرب کہ میگوید رسید
شاہدان در جلوہ و من شرمسار کیسہ ام
اے فلک این شرمساری تا بکے باید کشید
قحط جود است آبروی خود نمی باید فروخت
بادہ و گل از بہای خرقہ می باید خرید

فالنا بتائی خواہد کشود از دولتم کاری کہ دوش
من نمیکردم دعا و صبح آمین میرسید
دامنے گر چاک شد در عالم رندی چہ باک
جامۂ در نیکنامی نیز می باید درید

مولوی صاحب پڑھے لکھے آدمی تو تھے نہین- آپ نے اٹپ شناپ بے تکے معنی بتانے شروع کیے فرمایا کہ یہ فال بہت اچھی ہے- یہین حافظ شیراز فرماتا ہے کہ منھ جھما جھم برستا ہے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہے اور دور جانا ہے-

راوی- دور مے کے اچھے معنی بتائے (دور جانا ہے-

مولوی- کہ میگو یہ رسید کے معنی (لوگ اُس دور مقام پر کہتے ہین کہ اب پہونچین اور اب پہونچین-

راوی- کیا خوب معنی گڑھے ہین-

عفت- یہ تو صاف صاف بتاتا ہے-

ب- دور جانا ہے یہ بھی بتا دیا- اور وہان آمد آمد کا انتظار بھی کر رہے ہین یہ بھی کہدیا-

مولوی- شرمسار بروزن کہسار- اور کہسار پہاڑ کو کہتے ہین تو شاید پہاڑ جانیکی فال ہے اور شاید جو دوسرے شعر کے پہلے مصرع کے سرے پر ہے- اس سے پایا جاتا ہے کہ کسی عورت کا ذکر ہے- اور کوئی عورت اصرار کرتی ہے کہ پہاڑ پر چلو- اور تیسرے شعر مین ہے (خرقہ میباید خرید) اسکے یہ معنی کہ سردی کے کپڑے خرید لو-

مہری- واہ کیا اچھی فال نکلی ہے- منھ بھی کہتے ہین وہان روز روز برستا ہے اور سردی بھی بہت ہوتی ہے-

ب- اور اب تو چاندی سے کتاب تولنی پڑی مطلب کی بات نکلی-

مغلانی- اے سونے سے اشرفیون سے تو لیے اور تول کے ہم لونڈیون کو دے ڈالیے- ہم مین تقسیم ہو جائے بس-

ب- یہ اپنا مطلب نہین چھوڑتین- انکو دیدو

مغلانی- سچ مطلب ہے اور دنیا ہے-

ع- اے اب سنو یا رخصت کردو- ایک بات کر و بس-

مولوی- اور سچ کہتا ہے کہ دولت تو اسد کی دی ہوئی موجود ہے- بس پہاڑ پہونچو- امین کمکے دعا دی ہے-

من نمیکردم دعا و صبح آمین میرسید

یہ بہت اچھی فال نیک ہے اور سچ ایک شعر مین فرماتا ہے کہ جاؤ تو نیکنامی ہے نہ جاؤ تو بدنامی نہین دونون باتون کا حکم ہے-

جامۂ در نیکنامی نیز می باید درید

مولوی صاحب نے تو پانچ روپے سیدھے کیے اور لیے ہوئے کہ پانچون گھی مین اور سر کڑھائی مین- اور ادھر مغلانی نے خوش خوش کہنا شروع کیا کہ اب تو حجت اور تکرار کا موقع نہین ہے اب تو سردی کے کپڑے اور دوشالے لیجیے اور چلیے عفت آرا بیگم نے کہا سین ایک فی (دفیہ) ہے- اب جب سے یہ حال دیکھا ہے کہ عسکری دولھا اس متھارن پر ایسے لٹو ہو گئے تب سے جی کانپتا ہے کہ اگر ہم پہاڑ پر گئے اور دوہ

بھی ساتھ گئے تو مبادا وہان وہ دوسری بہن انکے گلے پڑی وہ دونون بہنین ہم دونون پر دوراز حال ستم ڈھائین مغلانی نے اُسی دم بات کاٹی۔ ستم وہ نگوڑیان ڈھائین اپنے ہوتون سوتون پر۔ یہ آپ کیا فرماتی ہین۔ آل قمرن نے کیا اپنے بس مین کرلیا ہماری سرکار کو کہ بس اب جتنی چوڑی والیان ہین سب کی سب امیرون کو اپنے بس اور اپنے قابو مین کرلین گی۔ اور کیا اِسکی بہن اب ایسی قبول صورت ہوگئی کہ آپ کے ہوتے ساتھی اس کو پیار کرنے لگین گے۔

مہری بولی۔ اے توبہ کرو بوا۔ چاندسی صورت ہے وہ ایک کیا ہے ہزارون مین حضور ایک ہین۔ ایک دو مین نہین۔ مگر بوا اِسکے تو ہم قائل نہین۔ اچھی صورت اور بُری صورت سے کیا ہوتا ہے۔ یہ سب کہنے کی باتین ہین۔ جسپر انسان کا دل آجاے وہی پری ہے آمین چاہے مرد ہو چاہے عورت ہمارے مکان کے سامنے گلی مین ایک نعلبند رہتا ہے۔ اُسکی بیوی کوئی چودہ برس کی ہوگی اور ایسی اچھی شکل گوری چٹی گدرایا ہوا بدن بوٹا سا قد کہ مین کیا کہون اور آنکھین تو ایسی ہم نے دیکھی ہی نہین۔ کٹیلی جسے کہتے ہین موہنی آنکھین نہین ہے۔ اور بدن پر کپڑا ایسا کھلتا ہے کہ اور دس گنا جوبن ہوجاتا تھا اور وہ نعلبند بھی کوئی بیس برس کا ہوگا مگر جورو سے بات نکرے اسی محلے مین ایک دائی رہتی تھی لڑکے جنانیوالی کوئی اڑتیس برس کی ہوگی اور کالی کالی صورت ہاتھ پاؤن بھی کالے کالے۔ ذرا بنی ٹھنی البتہ رہتی تھی۔ یہ نعلبند اُسپر لٹو تھا۔ سب کو تعجب تھا کہ چودہ برس کی چھوکری اور ایسی چاندسی بیوی کو چھوڑکے اُس بڑھیا پر جان دیتا ہے۔ موئی کلوٹی۔ لوگون نے جو اُس سے کئی مرتبے کہا کہ ارے یہ تیری عقل پر کیا پتھر پڑے ہین تو اُسنے اپنے یارون دوستون سے کہا کہ بھیا اگر ہمارا اس عورت سے نکاح نہوا ہوتا تو ہم اس دائی کو ضرور گھر ڈال لیتے۔ تو گورے چٹے ہونے سے کیا ہوتا ہے۔ دل کا آنا بڑی شے ہے۔ اور وہ ناز و بھی کچھ کم نہین ہے مغلانی نے کہا مین نے اسکی بڑی بہن کو نہین دیکھا ہے۔ اور دیکھا تو قمرن کو بھی اچھی طرح نہین ہے بس اُسیدن مدچھون کے کونڈے والے دن تو البت دیکھا تھا۔ وہ تو بڑی گوری ہے۔ سو پچاس مین ایک ہے۔ مگر ان کی ایڑی پر سے صدقے وہ پھوہڑ عورتین ہین۔

آدمیت اور شے ہے اور شرافت اور ہے کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

مینا طوطے کہین پڑھنے سے آدم ذات بن سکتے ہین حیوان پھر حیوان ہے اور آدم ذات آدم ذات ہی ہے انکو بہو بیٹیون کی طرح چلنا ملنا تو آتا ہی نہین کہ بہو بیٹیان چلتی کیونکر ہین مگر ابھی کمسن ہے اور صورت ذرا پیاری پیاری ہے بس ریجھ گئے اور دل کا آنا بھی شریعت (شرط) ہے۔

عفت - وہ دوسری بہن بھی بُری نہین ہے - وہ بھی بڑے بناؤ چناؤ کے ساتھ رہتی ہے - اور اُس سے بڑھ کے طرار ہے -

ب - باجی جان - آپنے ہمارے حق مین اچھے کانٹے بوئے ہین -

ع - لے بہن آمین ہمارا کون قصور ہے - تمھارے میان اُسکو دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئے - ہمین جسقدر کا رنج ہے ہمارا دل جانتا ہے یا ہمارا خدا اور نہ ہمین اپنے سیدھے پنے سے یہ شک تھا کہ وہ نازو پر نظر ڈال رہے ہین - مگر اب جو مین سوچتی ہون تو کل باتین مطابق پاتی ہون - پہلے پہل تو شرماتی ہوئی آتی تھی مگر جب سے دیکھا کہ نواب کا دل آیا ہوا ہے تب سے وہ بڑھیا ٹھگون کی بڑھیا جب آتی تھی نازو کو ضرور ساتھ لاتی تھی اور خوب نکھرے آپ آتی تھین جوان عورت - نواب کی نظر پڑ گئی مگر شکر ہے پاک پروردگار کا کہ دور ہی دور تلک رہی - نہین تو وہ کہان کے بڑے مولوی ہین - وہ اس کو اور اُس کی بہن دونون کو گھر ڈال لیتے -

مہری مسکرائی - تو اُنکا لمبر ہمارے سرکار سے بھی بڑھا ہوا ہے وہ تو بچارے قمرن ہی یہ ریجھے - یہ گھر بھر کو گھر ڈال لیتے - ان مردون کو جورؤون کا بڑا لالچ ہوتا ہے - جو اُنکا بس چلے تو یہ ہزار دو ہزار عورتین کرلین - مغلانی کہ جراَنٹ جہاندیدہ تھی ہنسی - اور نواب شجاع الدولہ کا حال کہا کہ اُن کے سترہ سو محل تھے - اتنے مین بیگم صاحب بولین بی مغلانی اب خالی خولی لال کیا پالین دو مینائین بھی منگوالو مغلانی بولی مینا نہ منگوائیے - مینا کے کانٹا لگا اور بس مرگئی - بولتی ہوئی مینا کا مرجانا بڑا بُرا معلوم ہوتا ہے اتنے دن پڑھاؤ لکھاؤ اور پھر کچھ نہین - خواہی نخواہی کا رنج - جیسے لوگ جو نسر کھیلتے ہین - جو بد کے کھیلے تو اپنا ضرر - جیتے تو کیا جواری کہلائے اور ہارے تو بس گئے گذرے - ہر حالت مین جواری - وہ مثل نہین ہے کہ اُن سے کہا آؤ بدلو اُن نے کہا بدے ہماری جوتی - ہم بد کے پاس نہین کھڑے ہوتے وہی مینا کا پالنا بھی ہے - لال سب سے اچھے ایک تو دیکھنے مین اچھے پیارے پیارے دوسرے بولی تو پھر واہ ہی واہ ہے ٹھٹی کے برابر جناور اور آواز کتنی دور تلک جاتی ہے - مہین مہین آواز اور سیٹی بجتی ہوئی -

داروغہ صاحب سے لکھو کہ کل کوئی بیس پچیس لال ہم کو بھیجنے کے واسطے لادین - مگر سرخ زیادہ ہون -

مہری - لال تو نام ہی ہے - کیسے پیارے پیارے ہوتے ہین -

ب - اچھا کہدو پچاس لائین ہم بھی پالینگے -

مہری - مین عرض ہی کرنے کو تھی -

مہری نے باہر جا کر ڈیوڑھی مین دربان کو حکم دیا کہ (ذرہ داروغہ صاحب کے بھائی کو تو ہانک دے لو) اُسنے ایک سپاہی سے کہا کہ داروغہ صاحب سے کہدو سرکار نے یاد کیا ہے ڈیوڑھی پر آئین - داروغہ صاحب چھپکے کا رومال

سنبھالتے ہوئے آئے۔
داروغہ۔ کیا حکم ہے بی مہری صاحب۔
مہری۔ (بندگی کرکے) حضور سرکار کا حکم ہے کہ
کل تلک اور جو آج ہو سکے تو آج ہی شام
تلک اِک پچاس لال لا دیجیے۔ مگر سُرخ
زیادہ ہون۔
د۔ کیا لال پالین گی حضور بہت خوب۔
م۔ تو کیا عرض کر دون جا کے۔
د۔ کہدیجیے ابھی ریّتے کو روانہ کرتا ہون
مگر پنجرے بھی تو اُنکے لیے چاہیین۔
م۔ جی ہان پنجرون کا بھی حکم دیا ہے۔
د۔ پچاس لال۔ تو کم سے کم چار بڑے بڑے
پنجرے ہونگے اور رفتہ رفتہ انکے لیے قیمتی
سامان بھی بنوایا جائے گا۔
م۔ تو سرخ بہت ہون۔
د۔ ایسے سرخ ہون جیسے یہ گال۔
راوی۔ داروغہ صاحب تو نوجوان آدمی
تھے سُرخ کو مہری کیطرح سُرخ بفتح رائے
مہملہ صرف مہری کے چڑھانے کے لیے کہا۔
اور اُنسے چھیڑ چھاڑ شروع کرنے کے لیے
اِنکے گالونکی طرف اشارہ کرکے مُسکراتے ہوئے
کہا (ایسے سُرخ ہون جیسے یہ گال)
مہری۔ اے واہ۔ ہوش کی دوا کیجیے صاحب
د۔ مین نے تو کوئی کلمہ آپ کی شان کے
خلاف نہین کہا۔
م۔ بس اب زیادہ نہ بڑھیے۔
د۔ قصور معاف فرمائیے۔

م۔ مسکرا کر اندر چلی گئی۔ اور بیگم صاحب سے
کہا سرکار رونا داروغہ صاحب نے بھیجدیا ہے۔
لال شام تک آئے تو کل سویرے آجائین گے
مگر خوب یاد آیا پنجرون کے لیے کہنا بھول گئی
کہ پنجرون کو کہدون۔ حکم ہوا تین پنجرے۔
اور دو چھوٹے مہری کو چھیڑ خانی کا مزہ پنجرون
کے لیے داروغہ صاحب کے بھائی نے (جو اب
اسوجہ سے قائم مقام داروغہ ہوئے تھے کہ
اِنکے بڑے بھائی نواب صاحب کے ہمراہ پہاڑ پر گئے
تھے) تو خود ٹوک کر پوچھا تھا۔ مگر چونکہ آدمی
جوان اور خوش رو تھا مہری کو ذرا چھیڑا اور اُنکے
گالونکی تعریف کی تو یہ بھی فریفتہ ہو گئی۔ اور
شوق چرّایا کہ پھر چلکے دو گال ہنس بول آؤن
باہر گئی اور ابکی داروغہ صاحب کو ڈیوڑھی کے
پاس پہلے کیطرح سے بلوایا نہین بلکہ خود اُنکی
تلاش مین باغ کیجانب تشریف لے گئین۔ اور
داروغہ تو مہوش کے حسن پر خود شیدا تھا۔
دیکھتے ہی دور سے کہا اب کیا حکم ہے۔ آؤ آؤ
چلی آؤ اور ادھر خدمتگار سے جو قریب کھڑا
تھا کہا حقّہ بھر لاؤ مگر بھاری تواہو اور مالی کو
بھی رخصت کیا کہ اپنے کام پر جاؤ۔ اب ایک
بی مہری صاحب ہین اور دوسرے داروغہ صاحب
تخلیے کا موقع۔
داروغہ۔ آؤ۔ برآمدے مین آؤ۔ دھوپ ذرا
تیز ہے۔
مہری۔ (برآمدے مین جا کر) ہم لوگونکو کڑی
اور نرم دھوپ سے کیا۔ کام کاجی آدمی۔ دھوپ

ہو تو خدمت بجا لائین۔ منہ برستا ہو تو خدمت
بجا لائین۔ بے عذر آدمی سے۔
د۔ مگر ایک بات ہے۔ اس دھوپ سے حضور کے
گال اور بھی تمتمانے لگے۔ اوران۔
م۔ اے کیا تم جب سے ہمارے گالون کو نظر لگائے ہو
واہ اپنے گالون کو نہین دیکھتے ہو۔ ہمارے گالونکو
نہ ٹوکا دو کا کرو۔
د۔ معاف کیجیے سرکار۔
م۔ ماف (معاف) ایک کوڑی نہوگی۔
د۔ اچھا تو پھر ہمکو سزا دیجیے اور اس سے
بڑھکر سزا اور کیا ہوگی کہ ہمنے آپکے گالون کو
نظر بد لگائی آپ اِسکے بدلے ہمارے گال
زور سے کاٹ لیجیے بس اور کیا کیجیے گا۔
مہری خلقی شوخ اور چنچل تھی۔ یہ گرما گرم
فقرہ جو سُنا تو اُچھل پڑی اور پھڑک اُٹھی۔
م۔ چہ خوش کس مزے مین مطلب نکالنا
چاہتے ہو۔
د۔ گال کٹواتے ہین کہ مطلب نکالتے ہین۔
م۔ ہم گال کاٹنے سے درگذرے۔ گال
جاکے گھر مین کٹواؤ۔ یا کسی ایسی ویسی کے
پاس جایئے۔
د۔ تمھارا کیا سن ہوگا مہری۔
م۔ اے کچھ سٹری ہوئے ہین آپ (مسکرا کر)
د۔ یہ حضور بات بات مین بگڑتی کیا ہین۔
م۔ بڑے گرما گرم معلوم ہوتے ہین آپ۔
د۔ عاشق تن ہین۔ اچھی صورت دیکھی اور
پھسل گئے۔

م۔ اوئی کیا پھسلن ہے ایسون سے کون دل لگائے
نت نئی بغل مین۔
د۔ یہ تم جھجکتی کیون ہو۔ آگے آؤ۔
م۔ کاہیکو آگو آئین۔
د۔ تو اتنا جھجکتی کیون ہو۔
م۔ کیون نہ جھجکین۔
د۔ (پان دیکر) لو پان تو کھاؤ۔
م۔ (بندگی کہکر) اچھا ہم آپ کو اپنے ہاتھ کا
پان بھی کھلائینگے۔ پسینے نہ آئین تو ہمارا ذمہ۔
د۔ ہم آپ کا پان نہ کھائینگے۔
م۔ یہ کاہے سے۔ ہمنے آپکا پان کھایا اور آپ نہ کھائینگے
یہی انصاف ہے۔
د۔ ہمارا قاعدہ ہے کہ جوان مہری کے ہاتھ کا
پان تب کھاتے ہین جب وہ پان دیتے ہی بوسہ
لیتی اور دیتی ہے۔
م۔ واہ۔ اچھا قاعدہ ہے آپ کا۔
د۔ اگر آپ کو منظور ہو تو بسم اللہ۔
م۔ بندگی ایسے گلوری کھلانیسے درگذری
د۔ تم بھی سوچین کہ ایک پان ہی بچا۔
م۔ پان کے ٹکڑے کو تو ہم محتاج نہین ہین
مگر آپ کو گلوری کھلوا کر اپنے گال کون
کٹوائے۔
د۔ کیا یہ کوئی بڑے عیب کی بات ہے۔
م۔ اے نہین۔ خدا نہ کرے۔ پرائے مرد سے
گال کٹوانا تو عورت کے لیے بُرا جونہر ہے۔
د۔ جونہر تو ہے ہی (نون پر زور دیکر)
م۔ یہ آج آپ اتنی خرمستیان کیون دکھاتے

ہین بسنری پی لی ہی - کیا -

د - اب التفات سمجھائے ہی ہاتھ ہی - جب تمھاری سی صورت دیکھنے مین آئے تو انسان کا دل ہاتھ سے کیون نہ جائے - اور اگر معشوق بیوفا ہو تو اور ستم ہی -

م - لے اب ہمین جانے دیجیے دیر ہوتی ہی -

د - ذرا ٹھہرو - باتین تو کر لین -

م - آپکی یہ نٹ کھٹ پنے کی باتین جسے بھائین اُس سے یہ باتین کیجیے - مین بچاری کیا جانون -

د - مار ڈالا جانی - اور ابھی کچھ جانتی ہی نہین ہو -

مہری ایک چالاک عورت انکی آتش عشق کے بھڑکانے کے لیے انگوٹھا دکھا کر چلی گئی انھون نے لاکھ لاکھ پکارا قسمین دین مگر اُسنے ایک نہ سُنی پیچھے پھر کر بھی نہ دیکھا -

نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

ادھر داروغہ صاحب کے دل مین اب یہ فکر پیدا ہوئی کہ کسی ترکیب سے اس سونے کی چڑیا کو پھانسنا چاہیے دل نہایت ہی بیقرار تھا اور انھین نے میانتک ٹھان لی کہ چاہے جو ہو گھر ہی ڈال لو - اور - ع -

ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم

کہکے ایک مکان علٰحدہ لے کر مزے سے زندگی بسر کرو -

اُدھر مہری اس منصوبے مین تھی کہ داروغہ سے کچھ لے مرو مگر اس خوبصورتی کے ساتھ کہ کوئی کانون کان نہ سنے -

بیگم صاحب سُن پائینگی تو غضب ڈھائینگی اور اگر مان نے سن لیا تو وہ مار ہی ڈالے گی مغلانی کھڑے کھڑے نکلوا ہی دیگی - اور جو نواب صاحب کو خبر ہوئی تو وہ بھی فوراً موقوف کردینگے - اسکو یہ بھی ابھی تک اُمید تھی کہ شاید نوابصاحب قمرن کو نکال دین اور مین محل مین داخل ہو جاؤن اور نوابصاحب اسکو روز چھیڑا ہی کرتے تھے - اس پس و پیش مین یہ زنان خانے مین آئین - کہا پانچ پنجرون کے لیے کہدیا ہی داروغہ جی خدائے جانے کہان تھے - ڈھونڈھوایا تو ملے - کہا پنجرے بہت اچھے اچھے تیار ہین - لال انھین مین آئینگے حکم ہوا کہ پوچھو چاندی کا پنجرا کتنے مین تیار ہوگا اب ان کو پھر داروغہ صاحب سے ملنے کا موقع ملا - باہر جاکر یون گفتگو ہوئی -

م - پوچھتی ہین کہ -

د - یا مار ڈالو یا جلا لو -

م - ادھمرا کرکے چھوڑون گی -

د - ہائے ستم - ادھمرا کرکے چھوڑو گی یہ بے رحمی ! -

م - تم ایسون پر رحم کون کرے -

د - ہم نے کون ایسا قصور کیا ہی صاحب -

م - اے تم کو ان باتون سے کیا ملتا ہی - ہم بدنام ہو جائین ہمین تمھاری خوشی ہی ؟

د - بدنامی کیسی - کسی کو کیا معلوم آپس مین کیا باتین کر رہے ہین - چوری چوری اپنے ہنس

رہے ہین۔

م۔ اور جو ہماری امان سے کوئی جاکے لگادے کہ یہ تو اب گھنٹون داروغہ جی سے صحبت گرماتی ہی۔

د۔ تم کہدینا کہ ہم کوئی پردے کی بیٹھنے والی بی بی تو نہین ہین۔ اندر باہر آنا جانا لگا ہی رہتا ہی اب کوئی کسی سے بات بھی نہ کرے۔ بات کرنی مین کیا گناہ ہی آخر۔ اور جو یون ہی لوگون کی لگائی بجھائی پر دھیان کروگی تو اللہ ہی حافظ ہی شام کو داروغہ صاحب نے ستر لال اور چار بڑے اور دو چھوٹے پنجرے محل خانے مین بھجوائے بیگم صاحب نے پچاس لال اور دو بڑے دو چھوٹے پنجرے فوراً اپنی بہن کے لڑکے کے لیے بھجوا دیے اور بیس لال اور دو بڑے پنجرے رہنے دیے۔

آٹھ بجے کیوقت داروغہ صاحب ڈیوڑھی مین آکے کرسی پر بیٹھے اور دریافت کیا کہ اب پہاڑ چلنے کا کون دن حضور نے قرار دیا ہے کیونکہ جو خط آیا ہی اُس سے پایا جاتا ہی کہ سرکار نے روانگی کا دن حضور ہی کی راے پر چھوڑ دیا ہی۔ بھائی صاحب یہان نہ آئینگے۔ کاٹھگودام تک بندہ ہمراہ رکاب چلیگا اور آدمی سپاہی وغیرہ اور وہان سے بھائی صاحب بھی ہونگے۔

بیگم صاحب نے فرمایا ابھی ہمنے دن قرار نہین دیا ہی مگر اب یہان جی گھبراتا ہی۔ جلدی روانہ ہونگے تم اپنے کیل کانٹے سے لیس رہو۔ جس روز چلنے کی تیاری ہوگی اُسکے ایک روز پیشتر کہدیا جائیگا۔

انھون نے کہا بلکہ دو روز پیشتر۔ کیونکہ کئی خاص درجون کا انتظام کرنا ہوگا۔ یعنی ریل کے دبے خاص حضور اور ہمراہیون کے لیے کرایہ کرنے ہونگے۔

مہری۔ جی ہان دو روز پہلے سے اطلاع کردینگے کہ سب انتظام وقت پر ہو جائے۔

داروغہ۔ انتظام تو اور سب لیس ہی۔ فقط ریل کے کمرون کا انتظام البتہ وقت پر محال ہی۔

مہری۔ جی ہان وہ اپنے بس کی بات تو ہے نہین۔

محلدار۔ ہمنے آج تک ریل موئی کی صورت بھی نہین دیکھی کہ کیسی ہوتی ہی۔

مغلانی۔ کٹھلاتے تم گئین ہین نہین۔

مہری۔ ہم تو سرکار کے ہمراہ سب دیکھ آئے اور کل سیرین کر آئے ہین۔

پہاڑ کا دلچسپ بیان

ان چار پانچ اصحاب تربیت یافتہ مین اور سب صاحب تو کچھ دن قیام کرکے پہاڑ سے اُتر گئے مگر بیرسٹر صاحب ایک خاص ضرورت سے نینی تال ہی مین رہے۔ اور ایک روز اپنے دوست کو جو مدت کے قیام لندن کے سبب سے لندنی کہلاتے تھے نواب صاحب کے ہان لائے بیرسٹر۔ آپ سے بغلگیر ہو جیے نواب صاحب آپ میرے معزز دوست اور بڑے سیاح جہاندیدہ ہین۔ کہین۔ ع۔

جہاندیدہ بسیار گوید دروغ

کی پھبتی نہ کہیے گا۔
نواب۔ (معانقہ کرکے) مین آپکی ملاقات سے
نہایت خوش ہوا۔ جناب کا اسم مبارک
اور وطن۔
بیرسٹر۔ آپ کا اسم مبارک حاجی نورالدین صاحب
نورلندنی ہی اور دولتخانہ خاص لکھنؤ مین۔
مگر عرصہ دراز سے آپ کے والد ماجد نے بنارس
مین سکونت اختیار کی ہی سات برس آپ
لندن مین رہے اور کئی سال روس اور روم
اور فرانس مین۔ پہاڑون پر زیادہ تر رہنے
کا اتفاق ہوا ہی۔
آغا۔ حضرت بندے سے بھی مصافحہ کیجیے۔
لندنی۔ (مصافحہ کرکے) جناب کا اسم شریف۔
نواب۔ آغا محمد اطہر صاحب رئیس لکھنؤ۔
آغا۔ آپ سے کچھ پہاڑون کا دلچسپ تذکرہ
سننا چاہتا ہون۔
چھٹن۔ ہم سب مشتاق ہین کسی زلزلے کے
دیکھنے کا تو اتفاق نہین ہوا۔
بیرسٹر۔ کسی زلزلے کا؟ یہ کہیے کہ جان کے
لالے پڑ گئے تھے۔ جاپان کے کسی زلزلے کا
حال بیان کیجیے۔
حسن۔ آپ صاحبون کی ملاقات اور صحبت بنصیب
کہان ہوتی ہی۔ مغتنمات مین سے ہی۔
لندنی۔ ایک جزیرہ ہی جاپان۔ وہان رہنے
کا اکثر اتفاق ہوا ہی۔ ایک زلزلہ ایسا سخت
وہان میرے ہنگام قیام مین آیا کہ الامان۔
کوئی دو بجے ہونگے کہ میری آنکھ کھل گئی۔ تو

گرمی اسوقت معمول سے زیادہ معلوم ہوئی۔ مینے
اسکا کچھ خیال نہ کیا اور برآمدے مین آن کے
بیٹھا۔ اتنے مین وہ ضعیفہ میرے پاس آئی اور
مجھسے پوچھا کہ اسوقت تم کوئی بات پاتے ہو۔
مین نے کہا ہان گرمی ذرا معمول سے زیادہ ہی
اسنے کہا مین تو سمجھتی ہون کہ کوئی تازہ مصیبت
آنیوالی ہی خدا خیر کرے۔ اسوقت ایک تو حبس
ہی۔ دوسرے ہوا بالکل بند ہی تیسرے جانور سب
دبکے پڑے ہوئے ہین اور چوطرفہ سناٹا پڑا ہی۔
خدا ہی خیر کرے۔ آثار مصیبت صاف عیان
ہین کوئی گنہگار ہمارے شہر مین آج آیا ہی مین سمجھا
کہ جس طرح یہ روز نئی نئی مصیبتون اور نئے
نئے حادثون کی پیشین گوئی کیا کرتی ہی اسیطرح
آج بھی اسنے بک بک شروع کی مگر اسکی باتون
مین مجکو بڑا لطف آتا تھا۔ اب اس گفتگو مین
کوئی آدھ گھنٹے سے کچھ کم عرصہ ہوا ہوگا کہ اسنے
آسمان کیطرف دیکھ کر کہا۔ غضب کا سامنا ہی ستم
ہو گیا۔ بہت بڑی مصیبت آگئی۔ ابتک وہ
مصیبت آنیکی پیشین گوئی کیا کرتی تھی۔ اب
اسنے بدحواس ہوکر کہا کہ مصیبت آگئی اور مینے
جو غور کیا تو واقعی سناٹا نظر آیا۔ جانور سب
خاموش پائے اور ہوا بالکل بند۔ اور ہم سب کے
چہرون پر مردنی اور تیرگی اور افسردگی اور پژمردگی
چھائی ہوئی اب مجھے بھی تشویش ہوئی۔ اور میرے
نوربین خدمتگار نے بڑی بدحواسی کے ساتھ
جلد جلد مجھسے کہا کہ حضور کوئی بڑی مصیبت آنیوالی
ہی۔ اتنے مین اس ضعیفہ کی خوابگاہ کے کمرے سے

بڑے زور سے ٹھناکے کی آواز آئی اور ضعیفہ نے کہا۔ لو زلزلہ آتا ہے بڑا زبردست ہے جو نکال ہے اس حادثے کی آمد آمد کی خبر سنکر روح پرواز کر گئی اور مین سراسیمگی کے ساتھ کرسی سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور میرا خدمتگار رونے لگا۔ ضعیفہ سے مین نے پوچھا کہ اس سے بچنے اور محفوظ رہنے کی بھی کوئی ترکیب ہے۔ مگر اُسنے کچھ جواب نہ دیا اور دوڑ کر صحن مین کھڑی ہوئی اور غل مچا کر مجکو بھی بُلایا۔ مین فوراً دوڑ کر اُس کے پاس چلا گیا اور میرا خدمتگار میرے بیگ اور بکس اور پورٹمنٹو اور بستر کمرے سے بڑی پھرتی کے ساتھ اُٹھا لایا۔ اس عرصہ مین ضعیفہ کی ایک خادمہ اور ایک خادم نے اُسکا ضروری ضروری اسباب بھی نکالکر باہر رکھا۔ بس حضرت دفعتہً یہ معلوم ہوا کہ جیسے زمین کے اندر ریل چل رہی ہے اور کبھی یہ معلوم ہوتا تھا کہ زمین کے اندر بادل گرج رہا ہے۔ اسقدر ہراس اور انکا رکا ہجوم تھا کہ الامان یا الٰہی یہ بادل زمین کے اندر کدھر سے گھس گیا۔ ریل گاڑی طبقات ارض کے اندر کہان سے چلنے لگی۔ خادمہ کے بدن پر تو کپکپی چڑھ گئی اور ضعیفہ اپنی زبان مین بکمال استقلال دعا مانگنے لگی اور میرا خادم زار زار رونے لگا۔ اور میرے قلب کی جو کیفیت تھی اُسکا حال مین کیا بیان کرون۔ ضعیفہ کا کتا ہم سب کی صورت دیکھے اور مارے ڈر کے ہماری ٹانگون مین لپٹا جائے۔ رفتہ رفتہ گڑگڑاہٹ زمین کے اندر سے بلند ہوتی گئی تو ضعیفہ نے اور زور زور سے دعائیہ کلمات ادا کرنے شروع کیے۔ گویا اللہ میان اس گڑگڑاہٹ کے سبب سے زور سے چلائے بغیر نہین سُن سکتے تھے۔

تھوڑی دیر مین زلزلہ کچھ یون ہی خفیف سا محسوس ہوا پھر کچھ منٹ تک زمین کو جنبش ہوئی تو مین نے ضعیفہ سے دریافت کیا کہ اب تو کوئی اور تازہ مصیبت نہین آنیوالی ہے کیونکہ مین سمجھتا تھا۔ ع۔

ارسیده بود بلائے ولے بخیر گذشت	.

اُسنے جواب دیا۔ بس کھڑے خدا سے دعا مانگتے جاؤ کہ اللہ اسی مرتبے کیطرح بچاوے اور اپنا فضل و کرم کرے ابھی مصیبت آئی کہان۔ بہت بڑی مصیبت تو اب آنیوالی ہے شاید ہی جان بچے امید تو نہین ہے۔ اتنا سُنتا تھا کہ میرے ہوش غائب ہو گئے کہ اب جان گئی۔ مفر محال۔ پائے ماندن نہ جائے رفتن تھا کون تو جاؤن کہان۔ اور ٹھہرا رہون تو عین مصیبت کے منہ مین۔ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ سامنے کچھ دور پر زمین شق ہوئی اور اس زور سے زمین کو جنبش ہوئی کہ مین گر پڑا اور ضعیفہ اور تمام مرد دونون کو غش آ گیا یہ زلزلہ کوئی تین منٹ تک رہا اسکے بعد دس بارہ منٹ تک زلزلہ محسوس نہین ہوا۔ اس عرصے مین ہمنے ان دونون کو اُٹھایا۔ جب انکو ہوش آیا تو ضعیفہ نے سب سے پہلے یہی دریافت کیا کہ کوئی تم مین سے مرا تو نہین۔ مگر

خادمہ بہت زیادہ بدحواس تھی۔ تھر تھر کانپتی اور زرد پڑ گئی تھی اور ہونٹون پر نیلاہٹ آگئی تھی اور میرا خادم تو سکتے کے عالم مین تھا اور اسکی گھگی بہت چپک گئی تھی۔ اس کے بعد پھر کوئی آدھ گھنٹے تک سکون رہا مگر تنبیعہ سے ہم لوگون کو ملنے نہ دیا۔ تیسرا زلزلہ بہت ہی مہیب اور سخت تھا۔ اور کوئی چار بلکہ ساڑھے چار منٹ تک رہا۔ صدہا مکانات منہدم ہوگئے۔ دیوارین جڑ سے کھد کھدکے دور گرین اور کڑیان اور شہتیرین تین تین مکانون کے فاصلے پر زور زور سے گرنے لگین اور پہاڑ کے ٹکڑے کوسون کی خبر لائے۔ پتھر کا ایک ٹکڑا کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر گرا۔ ایک ٹکڑا دو میل پہونچا اور دھوئین اور چنگاریون اور گندھک کی انتہا نہ تھی۔ اسقدر دھوان پہلے کبھی کاہیکو دیکھا تھا۔ تمام شہر مین دھوان تھا اور گندھک کے اجزا جو طرف دھوئین کیطرح پھیلے تھے۔ آتشبازی کے انارون مین اگر کبھی گندھک ذرا زیادہ ہو تو کیا برا معلوم ہوتا ہے۔ نہ کہ پہاڑ کی چوٹی سے گندھک جلتی ملتی ہوئی منتشر ہو اور کوسون کی خبر لائے۔ معاذ اللہ کا مقام ہے توبہ توبہ جب وقت یاد آتا ہے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہین۔ کیا برا وقت تھا۔ ہے ہے۔ تمام شہر مین جدھر جاؤ کہرام مچا ہوا۔ ہر طرف لاشین۔ کوئی دروازے چرمرا پڑا ہے۔ کوئی چھت کے ساتھ نیچے آرہا کوئی دیوار کے تلے دب کے مرگیا۔ کوئی کوٹھے سے گر پڑا اور چل بسا۔ ہزارہا آدمی سسک رہے تھے عورتین بچون کے بچانے کو دوڑین تو کوئی لڑکے کے ساتھ خود بھی کچل گئی کسی کی ٹانگ پر دیوار گری اسکے صدمے سے جان گئی۔ بہت سے آدمی صدمے کیوجہ سے مرگئے۔ اور جو بچ گئے وہ اپنے اعزہ متوفی کو روتے تھے۔ غرضکہ جو تھا پریشان حال اور سراسیمہ۔ اور اس سب پر طرہ اور تازہ ستم یہ تھا کہ کنوئین خشک ہوگئے پانی کا کال پڑگیا۔ مکانات کے گرنے سے کنوئین بند ہوگئے نالون تک کا پانی نہ ملا۔ کیونکہ عمارتون اور مکانون کے گرنے سے نالے بھی پٹ گئے تھے ہر سمت شور محشر بپا تھا الامان۔ الامان۔

پولیس والون نے بڑی جوانمردی اور کار نمایان کیا۔ اپنی جان کا ذرا خیال نکیا اور لوگون کے بچانے مین بڑی مدد دی۔ ہمارے ملک کے پولیس سے یہ نہ ہوسکتا انکو اپنی جان کی پڑی ہوتی اب سنئے کہ بعض کمبخت شقی القلب آدمیون نے جنکو روسیاہ کہنا ثواب ہے یہ حرکت شیطانی کی کہ مردون کی جیبین ٹٹولنے لگے۔ اس شور محشر اور ہنگامۂ حشر مین ان شقی اور بدکردار ملعونون کو عبرت اور خوف خدا نہ تھا۔ اصل کفن کھسوٹ ایسون ہی کا نام ہے

نواب۔ خدا کی مار ایسے لعینون پر۔

چھٹن۔ کتنے کی موت ایسون کو نصیب ہو تو مین خوش ہون زندہ پٹوا دے۔

ممن۔ واللہ دیدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

مسخرہ۔ ہم تو اپنے لکھنؤ ہی کو روتے تھے۔ مگر معلوم ہوا کہ من چہ نقش ام برادر فلان من بسیار نقش ست اور اور مقامات پر بھی ایسے ایسے حضرات موجود ہین جو لکھنؤ کے بدمعاشون کے بھی کان کاٹتے ہین لاحول ولاقوۃ۔

آغا۔ ہمین واللہ ابتک یقین نہین آتا کہ انسان اسدرجہ شقی ہوسکتا ہی۔

مسخرہ۔ سچ کہتے ہین آپ۔ واللہ سچ ہی۔

نواب۔ ایک حشر بپا ہی۔ اور انکو یہ فکر پڑی ہی کہ مردے کی جیب ٹٹولین۔

مسخرہ۔ اصل دوزخی۔

نواب۔ دوزخ کو بھی اُنسے شرم آئے۔ وہ سب دب کے مرگئے ہوتے تو مین خوش ہوتا۔

لنڈلی۔ اس قسم کے ستائیس نابکارون نے بڑی سخت سخت سزائین پائین۔

نواب۔ مین بہت ہی خوش ہوا۔ غضب خدا کا جو شخص ایسے وقت مین بھی خدا سے نہ ڈرے وہ واجب الرحم نہین ہی۔ بلکہ وہ واجب القتل ہی۔ ایسا شخص قتل ہونا چاہیے۔ شرع کی رو سے ایسے لعین کو مدد دینا یا اُسپر رحم کرنا جنت سے محروم رہنے اور دوزخ مین داخل ہونے کی فکر کرنا ہی۔

نکوئی با بدان کردن چنان ست	کہ بد کردن بجائے نیک مردان

آغا۔ اسوقت لوگون کے دلون پر خدا جانے کیا کیا گذری ہوگی۔

مہراج۔ ہین تو کچھ نہ پوچھئے۔

آغا۔ کانپنے کی تو بات ہی ہی۔

ممن۔ انسان کی مصیبت اور لکھوکھا آدمیون کی وفات کا حال پر ملال سنکر اکڑنا کون بڑی مردی اور مردمی ہی۔ یہ تو انتہا درجے کی شقاوت ورنہ سنگدلون کا کام ہی۔ اور انسان مین اگر انسانیت کا ذرا بھی خیال ہوگا تو ایسے آدمی کو بدتر از بہائم سمجھے گا۔

مہراج۔ جی اور کیا۔ ع۔

آدمی بے نطق بہتر ست از دواب	

مسخرہ۔ بجا ارشاد ہوا۔

عزیز و حق تعالے کبریا ہی	

آغا۔ کیون حضرت آخر کچھ سبب بھی دریافت ہوا کہ یہ وجہ کیا تھی۔

اختر۔ کوئی سبب طبیعی ہوگا۔

لنڈلی۔ اس مقام سے کچھ فاصلے پر ایک جھیل ہی اور کوہ آتش فشان یعنی جبال النار سے بھی قریب ہی۔

نواب۔ تو پھر جھیل سے کیا ہوتا ہی۔

مسخرہ۔ جلد ہی فرمایئے قبلہ۔ یہان روح فنا ہوئی جاتی ہی۔

ممن۔ جھیل تو ایک یہی ہی ساٹھ۔ اور پہاڑ پر بھی لوگ رہتے ہی ہین۔

آغا۔ ہان وجہ تو دریافت ہوجاے۔ ایسا نہو یہان بھی وہی سامان جمع ہوجائین۔

نواب۔ یہ تو آپنے اچھی سنائی۔

مہراج۔ جبھی تمام مین نہین اترا۔

سخن دان پرورده پیر کہن	بیندیشد آنگہ بگوید سخن

سننے سے بدن کانپ اُٹھا۔ جوانمردی رکھی
رہی آگ اور پانی اور پہاڑون سے ضرور
ڈرنا چاہیے۔

مسخرہ۔ اندر بھیڑیے کو بھول ہی گئے۔ واہ۔
اِسپر بڑا قہقہہ پڑا اور اندر ناز واور قمرن
بھی کھلکھلا کر ہنس پڑین۔

لندنی۔ نے زلزلے کا سبب یہ بیان کیا کہ جو
مقامات جبال النار یعنی کوہ آتش کے قریب
واقع ہوتے ہین وہان اکثر زلزلے آیا کرتے
ہین۔ زمین یعنی اندرونی طبقات ارض کے
اندر اجزا کبریتیہ یعنی گندھک کے جز بہت
بہت ہوتے ہین اور جب یہ اجزا بوجوہ چند
در چند طلب خروج کی کوشش کرتے ہین
تو جس مقام سے باہر نکلتے ہین وہان زمین دور
تک نشق ہوجاتی ہے۔ اور اکثر اوقات کوہ
آتش فشان کے اندر ہی اندر پہاڑ کو توڑ کر
نکلتے ہین تو اجزاء کوہ یعنی پتھر کے ٹکڑے
کوسون کی خبر لاتے ہین۔

نواب۔ کیون صاحب اس سانحہ ہوشربا مین تو
جان ومال کا نقصان کثیر ہوا ہوگا۔

لندنی۔ جناب کئی کرور کا نقصان ہوا۔

آغا۔ شہر مین کتنے آدمی بستے ہونگے۔

لندنی۔ بیس ہزار کی آبادی ہے۔ اور دامن
کوہ مین واقع ہے۔ ہر پہاڑ ہی پہ مگر وہ پہاڑی
کوئی دس منٹ کی راہ ہے تو دامن کوہ ہی
کہنا چاہیے۔ اور ان پہاڑونکی چوٹی پر ہمیشہ
برف رہتی ہے۔ بارھون ماس برف رہتی ہے

یہان کے باشندے زلزلون کے عادی ہوگئے
ہین کیونکہ زلزلے یہان بہت آیا کرتے ہین
بیشتر کے زلزلون مین صرف یہ ہوتا تھا کہ
عمارتون مین درارین پڑجاتی تھین مگر یہ
زلزلہ نہ تھا۔ اسکو آفت اور بلا کہنا چاہیے
آفتاب کا رنگ عجیب قسم کا تھا۔ اور روشنی
کا نام بھی نہ تھا لوگون کے کراہنے اور
چلانے کی آواز جگرخراش دل کے ساتھ نوک
سنان کا کام کرتی تھی۔ اور جب زمین کو
جنبش ہوتی تھی تو یہی معلوم ہوتا تھا کہ زمین
شق ہوئی اور ہم اسکے اندر سما گئے۔ اور وہ
قدرتی تیز بینگی زلزلے کے وقت زندگی کی
طرف سے بالکل مایوسی ہوجاتی تھی۔ مگر خدا
مسبب الاسباب ہے۔

آغا۔ زلزلے کے بعد پھر تو لوگ اپنے مکانون مین
رہنے لگے ہونگے۔

لندنی۔ دو دن تک میدانون مین پڑے
رہے۔

آغا۔ اور کھانے پینے کا تو بھلا کیا ذکر ہے۔

لندنی۔ روٹی کا ٹکڑا تک میسر نہ آیا۔ دو دن
کے بعد دیہات سے خراب سی روٹی پک کے آئی

چھٹن۔ پھر تو اور زلزلہ نہین آیا۔

لندنی۔ خفیف زلزلون کی حرکت موقوف
نہین ہوئی۔ وہان کے باشندے قدرت سے
عادی تھے مجھے جہان زلزلہ سخت کا تجربہ
ہوگیا تو ان زلزلون کو میرے نزدیک بھی کوئی
وقعت نہ تھی۔ کیونکہ جو شخص اُس آفت آسمانی

کا تجربہ کریگا وہ ان خفیف خفیف زلزلون کو بھلا کیا سمجھے گا۔

آغا - بھلا کتنے آدمی مرے ہونگے۔

لندنی - بندہ تو چوتھے روز بھاگا۔ مگر سنا تھا کہ کوئی دو ڈھائی سو آدمی مرے اور زخمی تو خدا جانے کے ہزار ہوئے۔

آغا - معاذ اللہ کا مقام ہے۔

مہراج بھائی صاحب - ع۔

اگر خواہی سلامت برکنارست

ورنہ جان کی خیر نہین۔

لندنی - سفر کرنے سے انسان کی آنکھین کھل جاتی ہین۔ آپ کے لکھنؤ والون سے کون کہے جنھون نے گھر کے باہر کبھی قدم ہی نہین رکھا۔ ذرا باہر نکلین تو معلوم ہو کہ دنیا کیا شے ہے۔ انکے نزدیک لکھنؤ سے بڑھکر کوئی شہر ہی نہین ہے اب ہم اُنسے کیا کہین کہ یورپ مین جا کے دیکھو تو پھر لکھنؤ کی عظمت کا حال معلوم ہو۔ اور یون تو - ع -

کس نگوید کہ دوغ من ترش ست

وجہ یہ کہ اول تو اہل لکھنؤ ماچا تورا ایسے ہوتے ہین کہ سفر سے انکو کوئی بحث ہی نہین ہے اور اگر سفر کیا بھی تو وہی قرب و جوار کے شہرون اور قصبون اور ضلعون مین ملیح آباد چلے گئے۔ یا بارہ بنگی یا سلطانپور۔ یا بستی اور گورکھپور دیکھ لئے اب فرمایئے اُنکے نزدیک تو لکھنؤ نمونہ بہشت برین ہے بلکہ رشک روضۂ رضوان۔ گو لکھنؤ آبادی اور وسعت اور رقبے کے لحاظ سے بڑے شہرون مین ہے اور اسمین بھی شک نہین کہ لکھنؤ مین عمارتین بھی بہت اچھی اچھی بنی ہوئی ہین۔ چھتر منزل اور مارکین کی کوٹھی اور حسین آباد مبارک اور قیصر باغ و قیصر پسند قابل دید ہین اور بڑا امام باڑہ واقعی اس معنی کر کے ساری خدائی مین اپنا نظیر نہین رکھتا کہ اتنا بڑا کمرہ بلکہ دالان جسکو والا تو کہا دالا پر کہنا چاہیے کہین نہین اور طرہ یہ کہ لداؤ کا کام ہے بے ستون - اور لداؤ کا نام نہین سب لدے کا کام ہے مگر دور کیون جایے ذرا دو قدم پرے یورپ ہو آیئے دیکھیے تو ایسا بازار اور ایسے خوش قطع دو رویہ مکانات اور دوکانین اہل لکھنؤ نے کبھی خواب مین بھی دیکھی ہین۔ بیٹھے ہوئے ذرا آگرہ مین اتر پڑیے - تاج بی بی کا روضہ ملاحظہ فرمایئے کہ دنیا کے پردے پر ایسی عمارت کہین نظر نہین آتی دہلی مین دیوان عام و دیوان خاص کیسا بے مثل بنا ہوا ہے کہ دیکھنے سے جی خوش ہو جاتا ہے مگر اندھے کے آگے رونا اپنی آنکھین کھونا ہے پرانے فیشن کے اہل لکھنؤ کے دلون مین تو لکھنؤ کی عظمت اسقدر سمائی ہوئی ہے کہ نکل نہین سکتی وہ مرتے دم تک یہی کہتے جائینگے کہ ہفت اقلیم اور ربع مسکون مین جو کچھ ہے لکھنؤ ہی ہے۔ وہ ابھی تک ہفت اقلیم اور آب حیات اور سد سکندری اور یاجوج ماجوج کے قائل ہین جس شخص نے یورپ کا سفر کیا ہے اور دنیا کے عجائب و غرائب دیکھے ہین وہ بھلا

ان مہمل اور پوچ پادر ہوا خیالات کو کب مان سکتا ہی - اہل یورپ نے پہاڑون کی وہ وہ تحقیقاتین کی ہین کہ عربی اور فارسی اور سنسکرت کی کتب مین انکا کہین نام ونشان ہی نہ پائیگا توجہ کیا اس قسم کی تحقیقات کی جانب ہم اہل ایشیا نے کبھی توجہ ہی نہین کی سنسکرت ایک جامع زبان ہی - ایسی صرف ونحو ساری خدائی کی السنہ مین نہ پائے گا اور نہ اسقدر کسی اور زبان کی شاعری کو وسعت وجامعیت ہی - عربی مین منطق کا علم بہت بڑا علم ہی - فارسی مین پرانی قسم کی شاعری اب تک لطف دیجاتی ہی مگر جو علوم وفنون نفیسہ اہل یورپ نے ایجاد ہین وہ ان السنہ مین کہان -

مگر بڑی خرابی یہ ہی کہ اہل ہنود کو یہ جری ہوئی ہی کہ سنسکرت دیوتاؤن کی زبان ہی اور انکے وید مین دنیا بھر کے علوم جدید و عتیق موجود ہین اور اہل اسلام یہ ڈینگ کی لیتے ہین کہ عربی سے بہتر کوئی زبان ہو ہی نہین سکتی - اگر ان سے کوئی بحث کرے تو آستین چڑھالین - پھر کس کو پڑی ہی کہ خواہ مخواہ بحث کرے اور لڑائی مول لے - اور اگر ہم سمجھین کہ وہ داب مناظرہ کے موافق بحث کرینگے تو ہم ضرور بحث کرین مگر جب ہم خوب جانتے ہین کہ وہ بحث کے عوض کج بحثی اور مناظرہ کے عوض گالی گلوج پر آمادہ ہونگے تو ہم اُنسے بحث کرنا اپنا ننگ سمجھتے ہین -

نواب - واقعی آپ بڑے قابل اور لائق آدمی ہین - اور جو کچھ آپ کی نسبت ہم سنتے تھے اس سے بدرجہا بہتر پایا - آپ ہمارے فخر ہین -

آغا - اس مین کیا شک ہی - کیسے پاکیزہ خیالات ہین - خدا کی قسم - بیشک ہمارے فخر ہین -

نواب - بیرسٹر صاحب آپ نے فرمایا تھا کہ جناب لندنی نوز تخلص کرتے ہین - خاکسار آپ کا کلام سننے کا بہت مشتاق ہی کچھ فرمایئے حضرت

بیرسٹر - اب تو سب بھول بھال گئے ہون گے -

لندنی - ایک مدت گذر گئی - شعر شاعری سے کوئی بحث ہی نہین رہی - بیس بائیس برس مین شاید کوئی دس پانچ بار اردو بولنے کا موقع ملا ہو - پھر فرمایئے شاعری کی مشق کیونکر ہو -

نواب - ہان صحیح ہی -

لندنی - اوہ - خدا جانے کے ہزار برس کے بعد اپنے نزدیک آج شعر شاعری کا نام شناخر مگر حضرت وہ سیر ہین کہین کہ تمام عمر نہین بھول سکتے ہم نے تو خیر پچیس چھبیس برس تک یورپ کی سیر کی اور ایک معتدبہ حصہ عمر صرف کر دیا جو صاحبزادے بیرسٹری کے لیے گئے تھے اور جنکو صرف تین سال وہان رہنے کا اتفاق ہوا اُنسے پوچھیے کہ لندن کے نام پر جان دیتے ہین یا نہین ہندوستان کو چاہے آپ لوگ جنت نشان کہیے چاہے جو کیسے وہ بات بھلا یہان کہان - اور یون خالی خولی ڈینگ اڑانا اور بات ہی -

آغا - جو ولایت سے واپس آتا ہی وہ یہی

کہتا ہی۔

چھٹن۔ جی ہان جو آتا ہی وہ کلمہ ہی پڑھتا آتا ہی۔

بیرسٹر۔ قابل دید ہی نوابصاحب۔

لندنی۔ آپ لوگ بے ادبی معاف بڑے پست ہمت ہین خدا نے زردار بھی کیا ہی۔ جاگیر ہی کل اسباب عشرت و فارغ البالی مہیا ہین مگر اتنی عمر مین ایکی دفعہ نینی تال آنیکا اتفاق ہوا واہ۔ افسوس ہی خدا کی قسم افسوس ہی۔

چھٹن۔ ہم تو قبلہ مستعد ہین بشرطیکہ محمد عسکری ہمت کرین چار ہزار ہم بھی صرف کرینگے۔

مہاراج۔ اگر سمندر کی راہ چلو تو آنے جانے اور وہان رہنے کے سات سو تک ہم بھی خرچ کرینگے۔

مسخرہ۔ کھیل گئے جان پر۔

بیرسٹر۔ آنے جانے اور وہان قیام کرنے کے سات سو!

مہاراج۔ کیا سات سو تھوڑے ہوتے ہین۔

لندنی۔ آپ جانیے قبلہ۔

مسخرہ۔ اور سنتے تو سہی سمندر کی راہ اگر ہو۔

لندنی۔ اور نہین کیا بائیسکل پر جائیگا۔

مسخرہ۔ پالکی پر چلیے۔

بیرسٹر۔ ان تینر بھی جائے اور جوکھم بھی نہ ہو۔ رنگ بھی چوکھا آئے۔

لندنی۔ دس دس ہزار کرین باندھیے اور چلیے سات سو مین کیا ہوگا۔

مہاراج۔ کوئی پاگل ہی ہوگا جو صرف زر بھی کریگا اور جوکھم بھی اٹھائے گا۔

لندنی۔ اب سب چلے ہی جاتے ہین۔

مہاراج۔ اور ڈوبتے بھی جاتے ہی ہین۔

پہاڑ پر لکھنؤ کا لطف صحبت

یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ ایک سپاہی نے جو ڈاک لانے گیا تھا کئی خط اور اخبار سامنے رکھدیے اور پڑھتے پڑھتے جناب نوابصاحب نے کہا ابھی اس اخبار مین طرح کا ایک مصرع ابھی ابھی نظر سے گذرا ہی۔ ع۔

آج بگڑی ہی اس ستمگر سے

آغا۔ شگفتہ طرح ہی۔

پندرہ بیس منٹ کے بعد اختر نے عرض کیا۔

اختر۔ حضور مطلع عرض کیا ہی۔

نہ کہا ایک حرف دلبر سے | سمجھے اللہ اس ہیمبر سے
نالہ دابرد یدہ تر داہ | جو ہین گرجے کہان ہین وہ برسے

لندنی۔ خوب فرمایا ہی۔ پوری مثل ایک مصرع مین آگئی۔ اور بھی لطف ہی۔ ورنہ اگر مثل کو اس طور پر لائے کہ لدھڑ کردے تو شعر گفتن چہ ضرور۔ جیسے

بلند قامتی اپنی سے متہم ہو بغیر

اسکے یہ معنی کہ شہر مین اونٹ بدنام۔ بہم ہو بغیر بس لدھڑ ہو گیا۔

اختر۔ حضور اس شعر کو ملاحظہ فرمائیے گا۔ داد چاہتا ہون آپ سب قدردان ہین۔ عرض کیا ہی۔

عید کیونکر نہو نکالا کام | خلق نے ملکے اُسکے خنجر سے

لندنی۔ سبحان اللہ مل کے کیا خوب فرمایا ہی جی خوش ہوگیا واللہ۔ کیا عید قربان ہی۔

بیرسٹر۔ واقعی بہتیں شعر ہوا ہے۔ بل کے لفظ نے جان ڈالدی اور حلق کے لیے کام کیا خوب۔
اختر۔ کیا خوب نکالا ژرف ہے
لندنی۔ نوابصاحب خوب پہونچتے ہین واللہ
اختر۔ خداوند سنیے گا۔

جان لی عشق زلف جانان نے	اُنٹلی یہ بلا مرے سر سے

آغا۔ واہ۔ کیا بلا اور کیا سر کا لفظ ہے۔
مہراج۔ اندر سے۔ یہ قافیہ تو لائیے قبلہ۔
مسخرہ۔ حضور صفائی کے کمشنر کا قافیہ سنیے گا۔ ہ

خاکروبن پہ گر نظر ڈالی	جاکے کہدیگی وہ ضرور صفائی کمشنر سے

حسن۔ واہ کیا موزون مصرع ہے۔
نواب۔ اس صنعت کا کیا نام ہے حضرت۔
مسخرہ۔ حضور اسکو صنعت مہراج بلیہ کہتے ہین۔
نواب۔ مگر فرمایش تو (اندر سے) کی تھی۔
مسخرہ۔ (اندر سے) سنگ لاخ ہے مگر لگے ہاتھون سن لیجیے۔

اپنے شوہر کی سنکے اک ہنیق	نکل آئین للائن اندر سے

اس شعر پر بعض نے زور سے قہقہہ لگایا اور بعض نے ہنسی ضبط کی۔ مگر منشی مہراج بلی نے سب سے بڑھکر داد دی۔
مہراج۔ یہ شعر خوب ہوا ہے۔ انصاف شرط ہے۔
لندنی۔ ہنیق کے لفظ نے جان ڈالتی۔
اختر۔ اس شعر کی گدھون تک نے تعریف کی۔
نواب۔ للائن کا لفظ فحش ہے بھی۔
مہراج۔ یہ کاہے سے۔ اپنے شوہر ہی کی آواز پر تو باہر نکلین سچپر فحش نہین کیا ہے۔
آغا۔ نواب سمجھے ہی نہین۔ ارے بھئی فحش تو تب ہے کہ جب کسی غیر مرد کی آواز پر باہر نکل آئین اور جب اپنے خاص شوہر کی ہنیق پر باہر نکل آئین تو فحش کیا معنی۔
مسخرہ۔ حضور ہنیق کے معنی منشی مہراجبلی کے سوا اور کوئی نہین سمجھا۔ بڑے محقق ہین واللہ۔
آغا۔ ہمکو خود نہین معلوم۔ ذرا غیاث تو لاؤ جی۔
غیاث مین ہنیق کا لفظ نکالکر کتاب منشی مہراج بلی کے ہاتھ مین دی۔ پڑھتے ہین تو (ہنیق بالفتح بانگ خر از منتخب و شرح نصاب) کاٹو تو لہو نہین بدن مین۔ بہت ہی جھینپے اور بڑے جھلائے۔ اور ادھر ان سب نے زور زور سے قہقہے لگانے شروع کیے مسخرے نے کہا اچھا صاحب یون سہی۔

سنکے آواز مری سیٹی کی	نکل آئین للائن اندر سے

اسپر اور بھی قہقہہ پڑا۔ آغا صاحب نے کہا بھئی یہ بہت بڑھ گئی۔ اپنے میان کی ہنیق تک تو خیریت تھی مگر اب یہ سیٹی کی تو کھلی کھلی ہونے لگی۔
لندنی۔ جناب منشی اختر صاحب کچھ اور فرمائیے۔
اختر۔ حضرت اب اس شعر کے سامنے رنگت نہ جمیگی خیر منشی مہراجبلی صاحب کی فرمایش بندہ بھی پوری کردے (اندر سے) کا قافیہ۔

مہراج۔ بس معاف کیجیے۔

اختر۔ تو خاکسار کو بھی آپ کوئی مسخرہ سمجھے ہوئے ہین۔ تسلیم۔ قدردانی عالم بالا معلوم کردم۔

مہراج۔ اِس ملعون مسخرے کی توشامتون نے گھیرا ہی وہ تو اپنی قضا کے کا نوحہ خوان ہی۔

مسخرہ۔ قضا سے مین اس (ی) نے کیا لطف دکھایا ہے۔

اختر۔ دیکھیے کیا شعر نکالا ہی۔

طالب مرح ہو جو وہ دم زیب	بولے عکس آئنہ کے اندر سے

لندنی۔ (باواز بلند) اندر سے۔ اے سبحان اللہ کیا خوب فرمایا ہی۔ ع۔ بولے عکس آئنہ کے اندر سے۔

نواب صاحب اور آغا محمد اطہر نے اس شعر کی نہایت تعریف کی اور منشی مہراج بلی صاحب بھی بہت محظوظ ہوئے۔

لندنی۔ مجھے اسوقت ایسی خوشی ہی کہ بیان نہین کرسکتا اس کوہستان اور جنگل مین شعر شاعری کا لطف آج ہی حاصل ہوا واللہ۔ ورنہ کجا نینی تال اور کجا شعر و سخن کا خیال۔

آغا۔ ایک شعر میرے بھی ذہن مین آگیا اس وقت سے

بے گھر ہو کے یہ صدف نے کہا	آب و دانہ اُڑا مقدر سے

بیرسٹر۔ واہ واہ۔ کیا آب و دانہ ہی۔

لندنی۔ آب و دانہ تصویر کھینچدی ہی واللہ۔ گھر کے لیے آب اور اُسکی صورت تو دانے کی سی ہوتی ہی آب و دانہ خوب ہی لائے۔

نواب۔ آغا صاحب بھی بڑے ذکی الطبع آدمی ہین۔

آغا۔ تسلیم۔ یہ آپ کی قدردانی ہی۔

لندنی۔ ہم نے تو آپکی صحبت مین ایک کو بھی غبی نہین پایا۔

ممن۔ جو خودستائی نہو تو عرض کردن کہ غبی تو اس صحبت مین رہ نہین سکتا۔

اختر۔ حضور ایک شعر ذہن ناقص مین آیا ہی اُمید تو یہی ہی کہ سب صاحب پسند کرینگے۔

حال سب میری سخت جانی کا	

ذرا غور سے سنیے گا حضور۔

لندنی۔ جان لڑی ہوئی ہی۔ ع۔

حال سب میری سخت جانی کا	

اختر۔ حضور۔

حال سب میری سخت جانی کا	باڑھ کہتی ہی مڑکے خنجر سے

اِس شعر پر سب پھڑک اُٹھے۔ دیر تک تعریف کی۔ اور بار بار پڑھوایا اور دُہرایا۔

نواب۔ کیا کہا ہی منشی اختر صاحب۔ مڑکے۔

لندنی۔ ایسا لفظ بہانیر آیا ہی جیسے انگوٹھی مین نگینہ۔

آغا۔ روح وجد کرگئی۔ کچھ آپ بھی فرمائین۔

لندنی۔ دو تین شعر ذہن مین آئے ہین مگر مدتون کا چھوٹا ہوا ہی۔ پچیس برس کے بعد ہندوستان مین آیا اور اُن اُن ملکون مین رہا جہان اردو بولنے والا عنقا۔ دو چار شعر عرض کیے ہین۔

آہ سے اور داغ دل چمکا	نہ بجھا یہ چراغ صرصر سے

اختر۔ بارک اللہ۔ واللہ خوب ہی فرمایا ہی۔

لندنی - عرض کیا ہے -

جتنی وہ ہون جتنے دوزخ ہین | جلتی ہین میرے دامن تر سے

اس شعر کی بھی سبنے تعریف کی اور داد سخن دی اسکے بعد لندنی نے کہا -

اسکو خوف شکست یہ بیخوف | قطرہ بہتر کہین ہے گوہر سے

آغا - اہاہاہا - نیا مضمون ہے -
اختر - جدت ہے جناب - ع - قطرہ بہتر کہین ہے گوہر سے -
لندنی - حضور سکندر کا قافیہ رہ گیا ہے - عرض کرون -

پاس اُس شاہ حسن کے آیا | لُوٹ کر آئنہ سکندر سے

چھٹن - لوٹ کر کیا خوب محاورہ معنی خیز ہے -
لندنی - مقطع عرض کیا ہے -

خیر ابتک جو کچھ ہوا سو ہوا | اب تو ملجائے آکے انور سے

اختر - واللہ ہزار غنیمت ہے یہ صحبت - بقول مسٹر لندنی کے یہ پہاڑ اور یہ صحبت استعجاب ہوتا ہے واللہ - مگر واہ رے لکھنو جہان اہل لکھنو جائے بیٹھے وہین شعر شاعری کا چرچا لیجیے -
لندنی - یہ بات تو بھائی صاحب لکھنو پر ختم ہے -
نواب - کیا شہر ہے واللہ - زبان تو ایسی ہندوستان کے کسی اور شہر مین ہے ہی نہین یہ محاورات شستہ اور لطف زبان اور مقام پر کہان لاحول ولاقوۃ -
مہراج - آج کی صحبت بھی اس پہاڑ کے سفر اور قیام مین یادگار رہیگی - بھئی تھوڑی دیر ہر روز یہ شغل رہا کرے واللہ روح کو فرحت اور تازگی حاصل ہوتی ہے -
مسخرہ - روح کو تازگی تو قبلہ جھیل مین کشتی پر سیر کرنے ہی سے حاصل ہوتی ہے - ہان فرحت شعر شاعری سے بھی ہوتی ہے -
آغا - ہان تازگی تو اسی سے حاصل ہوگی -
مہراج - اور جان پر بنجائے گی -

آب جو آمد و غلام ببرد | شد غلامے کہ آب جو آرد

لندنی - اب کسی روز یہان سے کچھ فاصلے پر چلکے پکنک ہو - اسمین یہ ہوتا ہے کہ اپنا اپنا سامان سب لاتے ہین شراب پینے والے ہوئے تو شراب اور نہین تو گوشت روٹی پلاؤ قورمہ جو شے کھاتے ہوئے اپنے اپنے گھر سے لاتے ہین اور ایک جگہ بیٹھکر کھاتے ہین یا جہان پکنک ہوتی ہے وہان کھانا پکتا ہے اور شراب کا دور چلتا ہے -
نواب - بہت اچھا مگر بقول آپکے شہر سے باہر ہو جہان بالکل جنگل ہو -
مہراج - ہم بھی متفق ہین -
مسخرہ - مگر ہم متفق نہین ہین بھائی صاحب اور اگر متفق ہین بھی تو دو شرطون سے ایک تو کوئی رات کو سانپ کا نام نہ لے دوسرے اُس جنگل مین بھیڑیا نہو -
لندنی - (ہنسکر) کیا نہو؟
مسخرہ - بھیڑیا نہو حضرت -
لندنی - (بہت ہنسکر) کیا ہمارے بہادر دوست منشی مہراج بلی صاحب بھیڑیے سے ڈرتے ہین -

مسخرہ۔ جی نہین۔مگر بہادر دوست کی آپنے اچھی پھبتی کہی۔

نواب۔ حضرت منشی مہراج بلی کی روح بھیڑیے کے نام سے فنا ہوتی ہی۔

بیرسٹر۔ اتنی بڑی لاش کو بھیڑیا اُٹھا لیجائیگا۔ اور یہ رات کو سانپ کا نام لینا کس مصلحت سے ناجائز ہی۔

مہراج۔ آپ تو ہین صاحبزادے اور انگریزی خوان اور تین برس ولایت مین تیار کیا ہی فرنگستان کے اور ملک دیکھے ہین۔ بھلا آپ سے بحث مین کون جیت سکتا ہی۔ مگر ایک سوال ہمارا بھی ہی۔

راوی۔ سوال سننے کے سب مشتاق ہوئے کہا ہان ہان بھئی وہ آپ کا سوال کیا ہی ہم بھی سنین۔

مہراج۔ سوال یہ ہی کہ جان کو عزیز رکھنا لازم ہی یا جان گنوانا لازم ہی۔ اور درحالیکہ سمندر مین جوار بھاٹا آتا ہی اور جان کا خوف ہی کہ زندگانی کی کشتی معرض خطر مین رہتی ہے تو پھر قبلہ جان شیرین گنوانا کون عقل کی بات ہی آج یہ جہاز ڈوبا۔ کل وہ غرق ہوا۔ پرسون فلان جہاز گم ہوگیا سات سو آدمی ایک مین ڈوبے چار سو آدمی فلان جہاز مین غرق ہوئے یہ جو بنی نوع انسان کی جان مفت مین لیجاتی ہی تو اس کا عذاب کسکی گردن پر ہے۔ کہ سعدی گفتہ ہست۔

اگر خواہی سلامت بر کنار ست	بدریا در منافع بیشمار ست

بیچ دریا کے در نفع بے گنتی ہی۔ اگر چاہے تو سلامتی اور بیر کنارے کے ہی۔

نواب صاحب وغیرہ تو اس بے تکی ہانک کے عادی ہوگئے تھے اِن کو تو یہ کوئی نئی بات نہ تھی۔مگر بیرسٹر اور لندنی سب بے اختیار ہنس پڑے۔

لندنی۔ تو یہ کیا مکتب خانے مین آموختہ سنا رہے ہین آپ۔

بیرسٹر۔ ترجمہ کتنا فصیح ہی (بیچ دریا کے در)

آغا۔ ابھی آپ دونون صاحب ان کے جوہر سے بخوبی واقف نہین ہوئے ہین۔ یہ طرفہ معجون ہین۔

مہراج۔ مین طرفہ معجون ہون اور یہ ٹہر کے پانی ہین۔

بیرسٹر۔ اور بہت خوش ہوگئے۔

لندنی۔ آپ تو واللہ ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہین۔

مہراج۔ (بہت خوش ہوکر) اجی جناب بنڈکس قابل ہی من آنم کہ گفتہ اند۔

درتن افزودی دازجان کاستی	ہرچہ از دونان بمنت خواستی

جو کچھ دونون سے ساتھ منت کے چاہا تونے بیچ بدن کے بڑھایا تونے اور جان سے گھٹایا تونے۔

اس پر وہ فرمایشی قہقہہ پڑا کہ بڑی دور تک آواز گئی اور قمرن اور نازو کو بھی معلوم ہوگیا کہ مہراج بلی بنائے جاتے ہین۔

نازو - اسکو سب لو بنا لیتے ہین۔

قمرن - وہ باتین ہی ایسی ہین اُنکی۔

مغلانی - بڑے سیدھے آدمی ہین اور سمجھتے ہین کہ ہین لقمان کا بھی دادا ہون۔

نازو - ہمکو جو کوئی اسقدر کادق کرے تو ہم تو رخ بھی نہ اُسکی طرف کرین۔

مغلانی - مگر جب وہ بچارے سمجھین بھی۔

ادھر تو مہراج بلی بنائے جاتے تھے ہی ادھر بھی انھون نے انکی حماقت کی تعریف کردی کہ مہراج بلی گو سادہ لوح ہین مگر اپنے کو بقراط سے کم نہین سمجھتے۔

مہراج - یہ خواہ مخواہ کی ہنسی ہمین کھلتی ہے۔

آغا - (ہنسکر) ہمین بھی۔

لندنی - واقعی کھلا ہی چاہے - بے سبب ہنسنا تو جہلا کا کام ہے۔

مہراج - خواہ مخواہ کی ہنسی بے وجہ بیسبب

ایک خوش گلو کی آواز اسوقت جو سنی تو نوابصاحب کو اتفاق سے میان جملو یاد آئے لوگون سے پوچھا میان جملو کہان ہین بھئی کیا ابھی تک افاقہ نہین ہوا - پرسون تو ذرا ذرا آرام تھا - ممن نے کہا حضور فضل الٰہی ہے کل تک ذرا ضعف تھا آج صحت ہے۔ حکم ہو تو بلواؤن - اختر نے عرض کیا حضور سنوا دین - یہ دونون صاحب محظوظ ہونگے نواب صاحب نے حکم دیا اگر انکو تکلیف نہو تو بلوا لیے جائین۔

حکم پاتے ہی میان جملو حاضر ہوئے۔

آداب عرض کرتا ہون خداوند - حضور غلام تو خود حاضر ہوتا - یہان شعر و سخن کا چرچا تھا غلام کا جی خود بھر بھراتا تھا مگر ذرا ذرا ضعف ابھی ہے - کچھ عرض کرون حضور - فرمایا اگر تکلیف نہ ہو - بیرسٹر صاحب اور ہمارے لندنی دوست کو کچھ سنائیے - کہا تکلیف کیسی پیر و مرشد - اس ذرا سے کام کے لیے تکلیف - ابھی عرض کرتا ہون عین راحت ہے۔

تیرا نیاز مند جو اے نازنین نہین	
	دونون جہان مین اسکا ٹھکانا کہین نہین
ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین	
	انصاف چاہتا ہے یہ اے نازنین نہین
تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین	
	کسوقت کہنیون سے چڑھی آستین نہین
رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا	
	اتنا تفاوت ہمین ہے یہین جبین نہین

بیرسٹر - سبحان اللہ - آپ بڑے خوش گلو اور خوش آواز ہین طبیعت کو بہت حظ حاصل ہوا - ع -

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی	

لندنی - ہم آپ سے متفق ہین - ہمین تو اسوقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہم لکھنؤ مین بیٹھے ہوئے ہین - شعر خوانی غزلخوانی ہو رہی ہے - اشعار تصنیف کیے جاتے ہین برجستہ غزلین موزون ہو رہی ہین - کوئی حملۂ حیدری قرات کے ساتھ پڑھتا ہے - کوئی خوش گلو گا رہا ہے - ہنسی مذاق چہل دل لگی ہو رہی ہے - نواب صاحب کو

خدا خوش رکھے کہ انکی بدولت ہم اس قدر محظوظ و مسرور ہوئے۔ مگر ایک بات کی کسر ہے قبلہ۔

نواب۔ وہ بھی کہہ ڈالیے۔

لندنی۔ وہ نہ کہینگے۔ ابھی آپ سے اسقدر بے تکلفی نہین ہے۔

آغا۔ یون ہی بے تکلفی ہوتی ہے۔

بیرسٹر۔ کیا کہی ہے۔ بے تکلفی ہوتے ہی ہوتے ہوتی ہے۔

لندنی۔ حضرت لطف صحبت بے عورت کے محال ہے۔

مسخرہ۔ جس صحبت مین معشوق نہین وہ صحبت کیا۔

نواب۔ اب انگریزی قاعدہ کا برتاؤ تو ہم لوگ نہین کر سکتے کہ لیڈیون کو آزادی دیجائے اور وہ بے نقاب مطلق العنانی کے ساتھ باہم ذکور مین اٹھین بیٹھین۔ یہ تو امر محال ہے اب رہا یہ امر کہ بازاری عورتون سے دو گھڑی دل بہلائین وہ وضع کے خلاف ہے۔ اور آپ انگریزی خوان بزرگوار اسکو صحبت مین جائز نہ رکھینگے۔

بیرسٹر۔ اگر مثل تھیٹر کی رقاصہ کے جس کو ایکٹرس کہتے ہین عورتین ہون تو کیا مضائقہ ہے۔

چھٹن۔ خیر اب صاف صاف کھل گئے۔ ہین آدمی رنگین طبع۔

بیرسٹر۔ اور نہین تو کیا آپ بالکل زاہد خشک سمجھ بیٹھے تھے معقول!۔

چھٹن۔ زاہد خشک نہین۔ مگر دیکھے بھٹکے تو ضرور سمجھے تھے اب تشفی ہو گئی بھئی نواب پھر کوئی معشوق صحبت مین ہونا چاہیے۔

نواب۔ کچھ فکر بیجا ہیگی۔

لندنی۔ ہمسے تو بہت اڑیے نہ آپ نے لکھنؤ سے نکلکر نینی تال دیکھا ہے اور یہان ساری دنیا کی خاک چھانے بیٹھے ہین بس ہمکو وہ اڑن کھٹولون کی پریان دکھا دیجیے۔

نواب۔ (تجاہل عارفانہ کرکے) کون سی پریان۔

آغا۔ یہ اڑن کھٹولے کیسے حضرت۔

لندنی۔ ہمسے اور اڑن گھائیان۔ شان خدا

نواب۔ بیرسٹر صاحب یہ آپکے دوست کیا کہہ رہے ہین۔

بیرسٹر۔ حضرت مشتاق تو ہم بھی ہین۔

اختر۔ این! یک نشد دو شد۔

نواب۔ آغا صاحب۔ بولو بھئی۔ کیا صلاح ہے

لندنی۔ بھئی ہم تو بے تکلف آدمی ہین۔

آغا۔ بے تکلف ہی ہونا اچھا ہے۔ ع۔

آرام سے ہین وہ جو تکلف نہین کرتے

آپ کو چون و چرا کا تو کوئی موقع اب ہے نہین۔

نوابصاحب نے دیکھا کہ لندنی اور بیرسٹر دونون مغزز اور ذی علم اور عالی خاندان آدمی ہین۔ اور کسیقدر بے تکلفی بھی ہو گئی ہے لہذا اگر قمرن اور نازو ان کے سامنے ہون تو کوئی ہرج نہین ہے دوسرے کمرے مین جاکر

آغا صاحب اور میان اختر کو بلایا۔ ان دونون سے مشورہ لیا۔ انھون نے رائے دی کہ جب اسقدر بے تکلفی ہو گئی تو کیا مضائقہ ہے۔ نواب صاحب نے نازو اور قمرن سے کہا۔ انکو نواب صاحب کے حکم کی تعمیل مین کیا عذر تھا۔ مگر مغلانی نے صلاح دی کہ (حضور لونڈی کی ایک عرض ہے۔ بی نازو جان پہلے جائین اور سرکار بعد ازان آئینگی۔ اور وہ زیور سے آراستہ ہو کر جائین اور یہ سادی وضع مین) نواب صاحب نے یہ بات پسند کی اور کہا جب ہم بلوائین فوراً نازو جان کو نہ بھیجدینا کہلا بھیجنا وہ نہین آتین مگر تھوڑی دیر کے بعد بھیجدینا مغلانی نے انکی تشفی کی کہ کُل باتین آپ کے خاطر خواہ ہونگی اطمینان رکھیے۔ نواب صاحب پھر اپنے احباب مین آ بیٹھے۔

لنڈنی۔ کہو بھائی پریونکا جھگڑا کب نظر آئیگا۔

نواب۔ ابھی سو رہی تھین۔ جگا آیا ہون۔ مگر واللہ ہم تم ایسے بے تکلف دوستونکو بہت پسند کرتے ہین۔ جی خوش ہو گیا۔

آغا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اِن دونون کے پاؤن دھو دھو کے پیون۔ کیسے تربیت یافتہ کیسے متین اور سنجیدہ۔ کیسے اہل۔ کیسے زبردست عالم اور منشی۔ کیسے محقق اور مدقق ہنگام تقریر منھ سے پھول جھڑتے ہین۔ پھر واقفیت ایسی چڑھی بڑھی کہ باید و شاید۔ اور با این ہمہ غرور ذرا چھو نہین گیا۔ آپ نو برسون خاص ولایت مین رہ چکے ہین اور پھر کس طرح پر رہے کہ اعلے درجے کی تعلیم پائی۔ ایک صاحب بیرسٹر ہو کر آئے۔ ایک صاحب نے تمام یورپ کی سیر کی سمندر اور پہاڑ اور زلزلہ اور جس امر کی نسبت چاہے گفتگو کیجیے کل امور و حالات و اسباب طبیعی دریافت کر لیجیے۔ یہان تو قبلہ یہ حال ہے کہ انٹرنس کے امتحان مین بھی فیل ہو گئے مگر اپنے کو انگریزی فاضل سمجھتے ہین۔ خود ہی اور انانیت اِس درجہ کہ زمین پر قدم ہی نہین رکھتے۔ گویا انگریزی کے کل علوم پر حاوی ہو گئے۔

نواب۔ ہمارے آغا صاحب بڑے قابل شخص ہین۔

لنڈنی۔ بہت لائق آدمی ہین۔ مگر اب جو آغا صاحب کی نسبت مین کلمات توصیف کہون تو شاید۔ ع۔

من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو

چھٹن۔ ارے یار اب اُن اُڑن کھٹولے والی پریون کو تو بلواؤ۔

بیرسٹر۔ میرے دل کی بات کہی آپ نے۔

نواب۔ کوئی ہے۔ دیکھو۔ بی مغلانی کو ذرا بلا لو۔ کہدو کہ تم بوڑھی عورت ہو اور یہان سب دوست احباب ہین۔ کوئی غیر نہین پہلے مہری کو بلاؤ۔

مہری۔ حکم سرکار۔

نواب۔ مہری۔ ذرا بی مغلانی کو بلا لو۔ یہان چاہے وہ آئین مگر اس کمرے کے پردے کے پاس کھڑی ہو جائین۔

آغا۔ یہ کیون۔ یہان نہ آنا کیا معنی۔
نواب۔ بھئی یہ اُن مغلانیون مین نہین ہے۔
آغا۔ مین سمجھا نہین۔
نواب۔ اب آپکی سمجھ کو مین کیا کرون۔
آغا۔ آخر یہ مغلانی کوئی آپ کی مخدومہ ہے۔
نواب۔ مسکرا کر۔ ہم کو اس سے کیا مطلب۔
آغا۔ یہ آخر تم مغلانی اور مہری اور فلانی اور ڈھاکی سے کیون ڈرتے ہو۔
چھٹن۔ اب اس بحث سے کیا بحث ہے۔
مسخرہ۔ اے سبحان اللہ۔ ہمارے نواب چھٹن صاحب بہادر تواب عربی مین ضلع جگت بولنے لگے اس لطیفے پر بڑیا قہقہہ پڑا۔
نواب۔ یار چھٹن صاحب اچھی کہی۔
آغا۔ خوب سوجھی۔
چھٹن۔ بھئی چڈا گلیجز وہی تو ہین۔ اچھی کیون نہ سوجھے مذاق کا تو اُستاد ہے اور برجستہ سوجھتی ہے۔
جب نواب صاحب کو خوب یقین ہو گیا کہ اب بی ناز و جان ہر صفت آرایش سے مزین اور حلیۂ پیرایش سے مشین ہو چکی ہونگی تو آغا صاحب نے کہا (بھئی ہمارا حکم تو کوئی مانتا نہین اب تم للہ حکم دو کہ وہ سب یہان آئین یہ کیا واہیات بات ہے) آغا صاحب نے مغلانی کو بلایا اور کہا کہ اِن کو بلا لاؤ جب ہم تم سے کہتے ہین تو اُنکو عذر کیا ہو سکتا ہے۔
مغلانی۔ خداوند عذر کیسا۔ مین جاتی ہون اور اُنکو ابھی لاتی ہون وہ فقط ایک بات سے ذری ڈرتی ہین کہ مبادا کوئی صاحب ذری زیادہ پی گئے ہون۔
آغا۔ پینے کا تو بی مغلانی اِسوقت کوئی ذکر بھی نہین ہے۔ یہ تو ایک فضول عذر آپنے پیش کیا اُن سے کہدو کہ چلی آئین۔
مغلانی۔ ابھی سرکار۔ اسی دم۔
بیرسٹر۔ یہ کانا پھوسی کیا ہو رہی ہے۔
نواب۔ کچھ نہین۔ وہ ابھی آتی ہین۔
مغلانی۔ حضور وہ فرماتی ہین کہ ہم اِسوقت نہین آسکتے اسوقت معاف فرمائیے۔
بیرسٹر۔ نواب صاحب سنتے ہین آپ۔
نواب۔ بی مغلانی تم ہماری طرف سے کہو کہ نواب صاحب بلاتے ہین۔
مغلانی۔ خداوند۔ وہ نہین آئینگی۔ وہ فرماتی ہین کہ وہان نامحرم لوگ ہین ہم وہان کہان جائین۔
لنڈن۔ بھائی نواب تم خود جاؤ اور کہو تو شاید آئین ورنہ اُمید نہین کہ وہ یہان آنا پسند کرین۔
اس گفتگو کو آدھا گھنٹا بھی نہین ہوا کہ ایک دفعہ چھیا چھم کی آواز آنے لگی۔
بیرسٹر۔ ہان!۔
نواب۔ یہ ہان کیا معنی جناب۔
لنڈنی۔ اس ہان کے معنی خاکسار سے پوچھیے۔
نواب۔ بسم اللہ فرمائیے۔
لنڈنی۔ یہین تو کوئی فرمانیکی بات نہین ہے اور نہ کوئی عرض کرنیکی بات ہے۔

نواب - بی مغلانی - اُنسے کہدو کہ یہان آئین ہمارے دوست ہمکو طعنے دیتے ہین -

مغلانی - خداوند - وہ حاضر ہین - مگر معشوقونکو کوئی اسطرح بلاتا ہی -

نواب - اسطرح کیا معنی -

مغلانی - سرکار معشوقون کو تو کوئی حکم دیکے نہین بُلاتا ہی -

بیرسٹر - نہین بی مغلانی صاحب - حکم کیسا - نواب صاحب تو فقط یہ کہتے ہین کہ ذرا یہان تشریف لائین -

لندنی - نواب - یار - کئی دفعہ چھپا چھم کی آواز ہوکر رہ گئی -

نواب - آواز ہوکے رہ نہین گئی وہ صورت آپ کے سامنے حاضر ہوگی -

آغا - نازو جان چلی آؤ -

آغا صاحب کا اتنا کہنا تھا کہ بی نازو جان جھم جھم کرتی ہوئی اس کمرے مین آگئین -

نواب - آئیے - یون بیٹھو -

بیرسٹر - اچھی طرح بیٹھو -

نازو - مین خوب بیٹھی ہون -

لندنی - خدا کی قسم نوابصاحب - کیسا معشوق ہی حسین مہ جبین - طرار اور طرحدار - اور پھر جوان اور خوبصورت -

نازو - نواب - ہمین کیون بلایا -

لندنی - حضور کو ہمنے بُلایا -

نازو - ادئی - اے یہ ہشو کون ہی نواب -

لندنی - ہم ہشو ہین -

نازو - ہشو نہین تو اور کون ہو -

لندنی - نازو جان ہم نے برسون کے اشتیاق کے بعد آپ کو آج دیکھا -

مہراج - ابی حضرت ذرا سنبھل کے باتین کیجیے گا - جی -

سنبھلکے رکھیو قدم راہ عشق مین مجنون
کہ اس دیار مین سودا برہنہ پا بھی ہی

آغا - منشی مہراج بلی صاحب -

مہراج - نازو جان یہان کیون آئین -

آغا - کیا کوئی ہرج ہی -

مہراج - بیشک ہرج ہی - کہ گفتہ اند -

زنان باردار ای مرد ہوشیار ۔ اگر وقت ولادت مار زایند
از ان بہتر بنزدیک خردمند ۔ کہ فرزندان ناہموار زایند

بیرسٹر - بی نازو جان صاحب مزاج شریف -

نازو - شکر ہی حضور کا مجاز -

لندنی - نوابصاحب کیا صورت زیبا ہی کہ تعریف کرنا محال ہی واللہ -

بیرسٹر - نواب صاحب کی پسند پر ہمارا بھی صاد ہی -

ممن - حضور نے تو لندن مین ایک سے ایک نادر صورت دیکھی ہوگی مگر بی نازو جان بھی کچھ کم نہین ہین -

بیرسٹر - انکا حسن بعینہ اطالیہ کی عورتون کا سا ہی -

لندنی - مین کہنے ہی کو تھا -

بیرسٹر - بی نازو جان صاحب - ہم آپ کی ملاقات سے بہت ہی خوش اور محظوظ ہوئے نواب صاحب خدا کی قسم جو باتین حسین عورتون مین ہونی چاہئین وہ سب انمین موجود ہین -

لندنی۔ (نواب سے) یہ اِس فن کے نقاد ہین۔
اختر۔ کیون نہین۔
بیرسٹر۔ اب یہ فرمائیے کہ بی ناز وجان صاحب ہین کون۔
مسخرہ۔ حضور کا نام بھی اُسی فہرست مین شامل کر لیجیے۔

بیرسٹر سے ایسی بے تکلفی اِن لوگون سے نہین ہوئی تھی کہ ان پر پھبتیان کستے اور آوازے کستے۔ مگر مسخرالدولہ بہادر کو اس سے کیا بحث تھی۔ نواب چھٹن صاحب نے ہنسکر کہا۔ بھئی عجب بدتمیز آدمی ہے یہ۔ مرد خدا جن لوگون سے تم سے دل لگی ہوتی ہے اُن سے دل لگی کرو۔ جو طرفہ منھ آنا کون عقلمندی ہے۔ اور جو کوئی بُرا مانے۔

آغا۔ نہین جی بُرا کیا مانینگے۔
بیرسٹر۔ لاحول ولاقوۃ۔ کیا ہم صحبت مین نہین بیٹھے ہین ہنسی مذاق مین کوئی بُرا مانتا ہے ایسا ہی بُرا ماننا ہو تو انسان صحبت مین نہ بیٹھے میرا مطلب یہ تھا کہ انکا مکان کہان ہے۔ یہان کس تقریب سے تشریف لائین قدم کیا ہے کس خوش نصیب کے پہلو کو گرم کرتی ہین رہتی کہان ہین۔
مسخرہ۔ کتنی باتون کو حضور نے مختصر کر دیا۔
لندنی۔ کھل کے بیٹھو بی نازو۔
بیرسٹر۔ مس نازو۔ بھلا شغل بھی کرتی ہو۔
نواب۔ حاضر کردن۔ جو شے فرمائیے۔
بیرسٹر۔ ڈنر مین سے کوئی شے منگوائیے۔ اسپرٹ کا تو یہ وقت نہین ہے۔
نواب۔ حضرت بندہ یہ گٹ پٹ نہین پڑھا ہے اردو مین گفتگو کیجیے۔
نازو۔ اسے بات لیجیے تو مین بھی کیسا تہ مانگوں۔
لندنی۔ خوب کہی۔ حاضر جواب اور طرار بھی ہیں۔
نواب۔ صاحب یہ ہمارے منشی مہاراج بلی کی مطبوعہ اور مخدومہ مکرمہ ہین اور انھین کے پہلو کو گرم کرتی ہین۔
بیرسٹر۔ یہ کہیے بڑے خوش نصیب آدمی ہو جی واقعی معشوق بنانے کے قابل ہے۔
مہاراج۔ بڑے ریاض سے ایسے معشوق ملتے ہین۔

غیر ممکن ہے مرے خون کا ثابت ہونا	میرے قاتل کیسطرح سارا زمانہ ہوگا

آنکھ سچ کہیے گا کیسی پائی ہے۔

واہ ری یاد نرگس مخمور	اڑتی رہتا ہے دور ساغر سے

اور ہاتھون کی مہندی کیسی بھلی معلوم ہوتی ہے۔

مہندی ہاتھون مین وہ لگاتے ہین	خون بہیگا دیدۂ تر سے

میری جان جاتی ہے آنپر۔ مگر یہ ہم سے ناراض رہا کرتی ہین ہم ہاتھ جوڑے کھڑے رہتے ہین۔ اور یہ۔
مسخرہ۔ جوتا لگے سیدھی ہو جاتی ہے۔
مہاراج۔ مذاق درویشیں نا آشنایان ولایت رفتہ ہرگز جائز ندارم۔ ایاز قدر خود شناس۔

آزردہ کے کند دل محمود را ایاز
نیکو کند مطالعہ گر این کتاب را

لنڈنی - این! کیا - اس شعر کا بیان موقع تھا منشی صاحب محمود اور ایاز -
اختر - اس سے انکو کوئی سروکار نہین -
لنڈنی - ہان - شعر لانے سے مطلب ہے تو پھر اس مقام پر یہ پڑھ دیا کیجیے -

خالق باری سرجن ہار

بیرسٹر - یہ گلے سے بھی کچھ کرتی ہین -
نواب - خوش گلو ضرور ہین مگر ناچتی نہین ہین
بیرسٹر - تو حضرت ہم کو انکا ناچ دکھلایئے -
آغا - ضرور - مگر یہ تو منشی مہراج بلی صاحب کے حکم کے بغیر نہ ناچینگی - اُنسے کہیے -
مسخرہ - اور وہ بے خوشامد کے مانینگی نہین
بیرسٹر - جناب منشی مہراج بلی صاحب کیا ارشاد ہے -
لنڈنی - ارشاد کیا - دوستون سے انکار کر سکتے ہین -
چھٹن - یہ نہ کہیے یہ بڑے پاجی ہین -
مسخرہ - جی نہین - بڑے تو انکے والد تھے یہ تو منجھلے پاجی ہین - چھوٹے انکے بھائی ہین -
بیرسٹر - جناب منشی مہراج بلی صاحب پھر کچھ ارشاد فرمایئے -
مہراج - اجی جناب یہ لوگ تو واہی ہین - بندہ داہی نہین ہے بی نازو جان صاحب کچھ بازارو عورت تو ہین نہین - گھر گرہست ہین - منکوحہ ہین - گانا بجانا کیا جانین شریفون کی عورتین ڈومنیان تو ہوتی نہین تھین -
بیرسٹر - مگر سنیئے تو - یہ تو آپ نے فرمایا کہ منکوحہ ہین اور یہ بھی خبر ہے کہ آپکے اس جرم کی سزا کیا ہے -
مہراج - واہ - کرمی پرسند -
لنڈنی - تو معلوم ہو گیا کہ آپ بڑے بیمروت آدمی ہین اک ذرا سی بات کہی اور آپنے ٹال دی - لاحول ولا قوۃ الا باللہ
مہراج - سن تو لیجیے -
لنڈنی - اجی جاؤ بس دیکھ لیا -
مہراج - خدا کی قسم کھا کے کہتا ہون - جو انکو ناچنا گانا بجانا بتانا کچھ بھی آتا ہو - مگر تم مانو گے تو ہو نہین - ان شیطانون سے خدا محفوظ رکھے - ع -

لعنت بکار شیطان لعنت بکار شیطان

لنڈنی - خیر ہم سمجھ گئے -
بیرسٹر - اور کہکے بات گنوائی -
مہراج - خدا کی قسم اور اپنے ایمان کی قسم واللہ جو یہ ناچنا جانتی ہون - ناچنا کیونکر سیکھتین - کسی کی بہو بیٹی بھلا ناچتی گاتی ہے -
بیرسٹر - اجی حضرت مجھسے بہت نہ اُڑیے -
لنڈنی - آپ نے ہم لوگون کو کوئی لونڈا حقر سمجھا ہے -
مہراج - مین اب انکو کیونکر سمجھاؤن -

عجب دردیست جانم را اگر گویم زبان سوزد
وگر دم درکشم ترسم کہ مغز استخوان سوزد

چہ کنم بابا - حیران گردیدم از دست این

شیطانان۔

نواب۔ سنیے حضرت ایک بات ہم بتائین تو ثبوت ملا۔

نواب صاحب پوری بات نہین کرنے پائے تھے کہ مہری نے جو جھکتی ہوئی اندر سے آئی تھی عرض کیا حضور ایک مس آئی ہین۔ حضور کو بلا رہی ہین۔ مس کے نام پر سب کے کان کھڑے ہوئے۔ کون؟ مس آئی ہین! مس کون؟ مہری بولی۔ سرکار ٹکل سے جانتی ہون کہ پادریون کے یہان کی ہونگی۔ یہ کیا سامنے کھڑی ہین۔ پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو واقعی مس کھڑی جھیل کیطرف دیکھ رہی ہے۔

نواب۔ (اُٹھکر) بیرسٹر صاحب چلو بھئی ذرا۔ انگریزی مین گفتگو کرو۔

بیرسٹر۔ چلیے۔ نیکی اور پوچھ پوچھ۔

آغا۔ ارے یار مجھے چلنے دو۔ معلوم تو۔ جوان ہوتی ہے۔

مہری۔ جوان! بیٹھیا کہیے۔

بیٹھیا کا لفظ کہکر مہری اٹھلاکے چلی گئی اور مس کے پاس جاکے کھڑی ہوئی۔ نواب اپنے دوست بیرسٹر صاحب کو لیکر مس سے باتین کرتے گئے۔ آغا نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ (ہائے ہمارے نصیب۔ بخت خفتہ کب جاگیگا۔ تنی ہوئی چھوکری ہے۔ گو ادھیڑ پٹ ہے مگر گردن کا گورا پن کہین چھپ سکتا ہے)۔

اتنے مین نواب صاحب اور بیرسٹر اُس مس کے پاس پہونچے تو بیرسٹر نے آگے بڑھکر گڈ مارننگ کہی ہاتھ بڑھایا۔ وہ پلٹی تو نواب صاحب دنگ۔ دھک سے رہ گئے اور ایک دفعہ قہقہہ لگایا۔ بیرسٹر صاحب کی سمجھ مین نہ آیا کہ اس قہقہہ کے کیا معنی ہین اور ادھر مس نے بڑھکر ایک لوچ کے ساتھ اسنے ہاتھ ملایا۔

نواب۔ ول مس بابا۔ آپکا مزاج تو اچھا ہے۔

مس۔ (مسکراکر) اُو۔ بہت اچھا ہے۔

بیرسٹر (انگریزی مین) مین آپ کا اسم مبارک دریافت کرتا ہون۔

نواب۔ آپ اسوقت کہان آئین۔

مس۔ ول۔ ہم بیگم صاحب سے ملنے آیا۔

نواب۔ پھر کمرے مین آئیے چلیے۔

نواب بیرسٹر اور مس جو کمرے مین پہونچے تو سب کے سب کرسیون سے کھڑے ہوگئے۔ پہلے تو منٹ ڈیڑھ منٹ تک کسی نے پہچانا ہی نہین اور دو ایک آدمی شاید پہچان بھی لیتے مگر کسی نے غور کرکے نہین دیکھا مگر جب مس کرسی پر بیٹھین تو آغا صاحب اُچھل پڑے۔

آغا۔ واللہ ہم نے اب تک نہین پہچانا تھا۔

مہراج۔ پہچاننا کیا معنی۔

چھٹن۔ صورت تو قمرن جان سے ملتی ہے۔

آغا۔ ملتی ہے اور یہ ہے کون۔

ممن۔ کیا۔ قمرن جان۔ مگر۔ ارے۔ بھئی واللہ مجھے خود دھوکا ہوا۔

اختر۔ مجھے اب تک دھوکا تھا۔ بھئی یہ پوشاک کیا زیب دیتی ہے۔ سبحان اللہ سبحان اللہ

ممن۔ واقعی جامہ زیب معشوق ہے۔

لندنی۔ یہ معمہ ہماری سمجھ مین نہین آیا۔

نازو جان نے ہنسکر کہا) پہلے ہم بھی نہین سمجھے تھے۔ مگر جب یہ قریب آئین تو چال سے سمجھ گئی کہ قمرن ہین۔ منشی مہراج بلی نے بیرسٹر اور لندنی کو اس معمے کا حال بتایا تو وہ بہت ہنسے قمرن جامہ زیب تو تھی ہی۔ جو پوشاک زیب تن کرتی اُسی مین بھلی معلوم ہوتی۔ مگر اس بیبیانے لباس اور سائے اور گون مین اور بھی حسین معلوم ہوتی تھی۔ اگرچہ نازو بھی ہزارون مین ایک تھی۔ نک سک سے درست۔ آہو چشم۔ پری تمثال۔ مگر قمرن کے مقابلے مین اسکا حسن ایسا نظر آتا تھا جیسے تارون کی روشنی کے مقابل چاند چمکے۔

بیرسٹر ہزار جان سے عاشق ہوگئے اور لندنی نے بھی بڑی تعریف کی۔

نازو۔ یہ بی مغلانی نے صلاح دی ہوگی۔

نواب۔ کیا تمکو بھی نہین معلوم تھا۔

نازو۔ نہین اللہ جانتا ہمکو ذری بھی اطلاع نہ تھی ہمنے تو پہلے پہچانا ہی نہین۔ مگر جب یہ قریب آئین تو چال سے پہچان لیا اور پھر تو سامنے ہی آکے کھڑی ہوگئین۔

قمرن۔ مین آنے ہی کو تھی کہ بس درزی یہ سب پوشاک لیکے آگیا۔ بس بی مغلانی نے کہا یہین پہن کے جاؤ۔ درزی سے انھون نے اس پوشاک کے پہننے کی ترکیب دریافت کرلی اور ہمکو پہنا کے یہان بھیجا۔ تم سب کو دھوکا ہوگیا۔

نواب۔ مگر کیا کھلتی ہے پوشاک۔

بیرسٹر۔ صورت بھی تو خدا نے وہ دی ہے کہ خدا بھی اپنے اس بندے پر فریفتہ ہو جائے ملحد بھی خدا کی اس صناعی کو دیکھکر الحاد سے باز آئے۔

بصورتِ تو بتے کمتر آفرید خدا

لندنی۔ میٹھی نظر دیکھے تو مار ڈالے اور ترچھی چتون دیکھے تو قتل کرے۔

قمرن۔ ہماری آنکھ کے رس مین تلوار کی کاٹ بھی ہے۔

نواب۔ (دنگ ہوگئے کہ قمرن اور یہ گفتگو) کہا کیا خوب۔ آنکھ کے رس مین دم شمشیر بھی ہے۔

لندنی۔ واہ رے لکھنؤ۔

بیرسٹر۔ بس دو باتین لکھنؤ پر ختم ہین۔ ایک کا لطف صرف پڑھے لکھے آدمیون کو حاصل ہوتا ہے اور دوسری بات کا لطف ہر فرد بشر کو۔ ایک زبان دوسرے تراش خراش کس خاصہ ہے واللہ۔

لندنی۔ ہائے لکھنؤ یاد آگیا۔ اب تو مشاعرے کاہیکو ہوتے ہونگے۔

اختر۔ لاحول ولاقوۃ۔ وہ جو صحبتین ہم لوگون نے دیکھی ہین وہ اب کہان۔

نواب۔ اب انقلاب ہے قبلہ۔

لندنی۔ وہ مشاعرے کیونکر ہون نہ وہ شاعر نہ وہ قدردان نہ چرچا۔ اب افسوس ہے کہ بس خالی خولی شاعری اور رنگ بندی ہے۔

اختر۔ اسکے کیا معنی۔ کیا نیچریہ شاعری پسند ہی
بیرسٹر۔ وہی شاعری ہی۔
لنڈنی۔ اسمین کیا شک ہی۔
مہراج۔ ولایت ہو آئے ہین نہ۔ نیچریہ شاعری بھی کوئی شاعری ہی۔ کیون صاحب نیچر تو بر وزن سینچر ہی نا۔
بیرسٹر۔ جی ہان۔
لنڈنی۔ ہمکو تو لیچر معلوم ہوتا ہی۔
مہراج۔ اچھا ہی۔
قمرن۔ اوئی اب تو جھگڑا ہونے لگی۔ جگت لڑنے لگے۔
بیرسٹر۔ بہت ہنسکر۔ کیا آدمی ہو واللہ۔
مسخرہ۔ اب بس وہ بگڑ جائینگے۔ آپ انکو آدمی بتاتے ہین۔
نواب۔ آدمی آپ خود ہونگے۔ کوئی اور کہتا تو دھوتی کے باہر ہو جاتے۔
بیرسٹر۔ قصور ہوا قبلہ۔ نادانستگی مین لفظ نکل گیا۔ منشی مہراج بلی صاحب آدمی نہین جانور سہی۔
مسخرہ۔ جبھی تو خاکسار نے نہنق کا لفظ باندھا تھا انکے لیے۔
اختر۔ الشعراء تلامیذ الرحمن آیا ہی۔ آپ بھی لسان الغیب ہوئے۔
نواب۔ آدمی کیا معنی۔ یہ آدمی ہین آدمی انکے دشمن۔

آدمیت اور شی ہی علم ہے کچھ اور چیز کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

قمرن۔ آپ ہی بیرسٹری کا امتحان دیکر ولایت سے آئے ہین (بیرسٹر سے)
بیرسٹر۔ جی سرکار آپ کی زیارت کا بہت مشتاق تھا۔
قمرن۔ ہم کس قابل ہین۔ یہ سب آپکی مہربانی ہی مگر ولایت رہکے آپ بھی بالکل صاحب بہادر ہوکے آئے ہین۔
نازو۔ مگر انپر یہ پوشاک کھلتی بھی بہت ہی۔
قمرن۔ ہان ماشاءاللہ سے جامہ زیبا آدمی ہین یہ پوشاک کیون نہ کھلے۔
لنڈنی۔ کتنا اچھا مزاج ہی اور کیسی شستہ تقریر کر واہ۔ اور سلیقہ شعور تمیز۔
قمرن۔ اوئی یہ آپ نے اپنے نزدیک بڑی تعریف کی۔ اور کیا کوئی گنوارن سمجھے تھے۔
لنڈنی۔ لکھنؤ مین گنوارن بھی رہکے تمیزدار ہو جاتی ہی۔

وکیل کی صلاح

کدرا اور للتوا اور ستی جان بہت ہی خوش خوش نوابصاحب کے ہان سے چلے اور سب روپیہ کھنکاتے آئے تھے۔ منی کی تو گویا جاگیر ہی ہو گئی تھی۔ بتیس روپیہ ماہواری مقرر ہو گیا اور نصف مہینے کی تنخواہ پیشگی ملگئی اور ایسے امیر کبیر سے ملاقات ہوئی جو حاتم اور فیاض تھا اور دل کا صاف اور سیر چشم اگر منی کو اس شخص کی اصلی حالات اور خیالات اور چال چلن سے واقفیت ہوتی تو بیند روپیے کو غنیمت سمجھکر آئندہ ان سے امید بہبود نہ رکھتی

کدرا اسوجہ سے شاد و خوش و خرم تھا کہ اسکے ذریعے سے قمرن مل جائیگی اور اس کی خوشی حق بجانب بھی تھی کیونکہ نواب صاحب کو اس معاملے مین خود فکر تھی اور وہ چاہتے تھے کہ محمد عسکری اور نواب نادر جہان بیگم دونون اس مقدمے مین ماخوذ اور ذلیل ہون۔ اور نوابصاحب سے انکو چندان کد نہ تھی مگر نادر جہان بیگم کے ذلیل اور رسوا کرنے پر ادھار کھائے بیٹھے تھے کدرا کے ساتھ سلوک کرنیکا انکو ذرا بھی خیال نہ تھا۔ اور نہ کدرا سے ان سے کبھی کی جان پہچان تھی۔ مگر مطلب سعدی دیگرست کا معاملہ تھا۔ خواہش نوابکی یہ تھی کہ چاہے قمرن کدرا کو ملے چاہے نہ ملے۔ کدرا چاہے جہنم داخل ہو مگر نادر جہان بیگم ایسا نیچا دیکھین کہ عمر بھر یاد کرین اور روتے نہ بنے۔ اسی سبب سے انھون نے کدرا کو پانچ روپیے بھی بخشدیے اور للتوا سے بھی یارانہ پیدا کیا اور انھین کے ذریعے سے ایک عورت بھی بلوائی تاکہ بے تکلف ہوجائین اور کسی طرح کی جھجک نہ باقی رہے۔ اور اس عورت کو پیشگی روپیہ بھی دیدیا دوسرے روز حسب الحکم نوابصاحب بہادر صبح کو کدرا اور للتوا آکے ڈٹ گئے۔ نواب صاحب آرام مین تھے۔ ایک سپاہی نے کہا ابھی سرکار آرام مین ہین کوئی دو ڈھائی گھنٹے مین آؤ۔ انھون نے کہا بھائی ہمکو حکم دیا تھا کہ بہت تڑکے آنا۔ اسی بموجب ہم لوگ آئے۔ اتنے مین خدمتگار نے اشارے سے ان دونون کو بلایا۔ اور سپاہی نے کبھی نہین روکا۔ گویہ نوابصاحب تو ساڑھے نو بجے سو کے اُٹھتے تھے مگر اس روز خدمتگار پہ تاکید کردی تھی کہ ہمکو فجر دم جگانا اور وہ دونون لونڈے جب آئین تو اُن کو جانے نہ دینا۔ ٹھہرالینا۔

خدمتگار۔ سرکار وہ دونون حاضر ہین۔

نواب۔ بہتر۔ بٹھاؤ اور کہدو چھوٹی فٹن جلد تیار ہو۔ گرے گھوڑی جوتے۔

منہ ہاتھ دھوکر نواب صاحب نے کپڑے پہنے اور باہر آئے ان دونون نے جھک جھک کے سلام کیا نوابصاحب نے پوچھا۔ کہو منتی ہم سے ناراض تو نہین گئین۔

للتوا۔ واہ ہجور۔

کدرا۔ ہجور بڑی کھش تھی کہ ہینسکی پندرہ پٹیلے ایسے امیر کسمتون سے ملتے ہین۔

للتوا۔ سام کو مین حاجر کرونگا۔

نواب۔ ضرور۔ آمین فرق نہ پڑے۔ چلو اب تمکو ایک وکیل کے پاس لے چلین۔

نواب صاحب گاڑی پر سوار ہوئے۔ کوچبان کے پاس للتوا بیٹھا اور کدرا پیچھے بیٹھا۔

نواب۔ للتوا تم سب حال سرے سے بیان کرنا کدرا ذرا سیدھا آدمی ہے۔ تم ہوشیار ہو۔

للتوا۔ ابی ہجور سب حال بلکن اسکی اور اسکی پیدالیس کا حال تک کہدون۔

نواب۔ بس بس۔ یہی چاہتے ہین ہم۔

وکیل کے مکان پر پہونچے۔ آدمی سے پوچھا (وکیل صاحب ہین) اسنے کہا جی ہان

ہین۔ کھٹ کھٹ کرتے کوٹھے پر چڑھ گئے یہ وکیل مولوی عظمت اللہ صاحب ایک دُبلے پتلے نوجوان اور حسین آدمی تھے۔ انگریزی شد بد ہی جانتے ہین اُردو اور تھوڑی سی فارسی اسکول مین پڑھی تھی۔ قانونی لیاقت معمولی تھی مگر چالاک آدمی۔ گھس پیٹھ تین چار سو روپیہ ماہواری پیدا کر لیتے تھے۔ اسوقت پتلون اور قمیص پہنے کرسی پر بیٹھے چرٹ پی رہے تھے نواب صاحب کو دیکھکر سروقد تعظیم کی۔ ہاتھ ملایا۔ مزاج پرسی کی۔ کرسی پر بٹھایا۔

وکیل۔ آج خلاف معمول تڑکے تڑکے کہان بھول پڑے ہم نے تو سنا ہی آپ بارہ بجے سوکے اُٹھتے ہین۔

نواب۔ بارہ تو نہین مگر نو بجے کے بعد تو ضرور اُٹھتے ہین۔

وکیل۔ مزاج تو اچھا رہتا ہی حضور کا۔

نواب۔ شکر ہی جو دم ہر غنیمت ہی۔ ہر نفسے کہ فرو میرو دممد حیات ست و مفرح ذات۔

وکیل۔ (مسکرا کر) کہیے کیا شغل رہتا ہی۔

نواب۔ شغل۔ نو بجے اُٹھتے ہین۔ حمام کرتے ہین گیارہ کے عمل مین کھانا کھاتے ہین۔ بارہ کے قریب آرام کرتے ہین۔ چار پانچ بجے سے احباب کی صحبت۔

وکیل۔ اور ارباب نشاط کی صحبت کا کون وقت ہی۔

نواب۔ پارساؤن کو گالی دیتے ہو۔ خیر یہ بھی یہ سب باتین تو ہوا ہی کرینگی۔ اب یہ بتاؤ

کچھ مدد دیتے ہو۔ ایک سونے کی چڑیا جال مین پھنسی ہی۔

وکیل۔ پھنس گئی یا پھنسنے والی ہی۔ یا پھنس کے پھڑک رہی ہی کوئی مالدار اسامی۔

نواب۔ ہان مالدار ہی کیسی کچھ مالدار۔

وکیل۔ بے ہمارے مشورے کے نہ پھانسنا کیا کوئی گھر گرہست نکل آئی ہی۔ بیاہتا ہی۔ بیوہ ہی۔ کل حال بتائیے۔

نواب۔ محمد عسکری کو آپ جانتے ہونگے۔ جنکی کوٹھی کے پھاٹک پر شیر بنے ہوئے ہین۔

وکیل۔ ہان ہان۔ لو۔ اتنے بڑے رئیس ہمارے شہر کے انکو ہم جانتے ہی ہین آج کل تو شاید پہاڑ پر ہین۔

نواب۔ جی ہان۔ وہ ایک منکوحہ عورت کو بھگا لے گئے ہین اُس کا میان ہمارے پاس آیا۔ اور بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرنا چاہتا ہے۔

وکیل۔ تو آپ کو اسمین کیا کد ہی۔

نواب۔ ہی کد۔ مین چاہتا ہون کہ وہ دھر جا ہئین۔ اور صرف وہی نہین بیگم صاحب بھی دھر لیجائین تو مین خوش ہون۔

وکیل۔ تو اُس کے میان کے پاس روپیہ ہی؟ اتنے بڑے رئیس سے مقابلہ کرنا دل لگی نہین ہے۔

نواب۔ اُس کے پاس روپیہ نہین تو ہمارے پاس تو ہی۔

وکیل۔ ہان تو البتہ برابر کی چوٹ لڑیگی۔

نواب - شرابخواری اور عیاشی ہین تو برق
سمجھے ہی اب لوگون کی بہو بیٹیان بھی نکالنے
لگے - دیکھو تو سہی خدا نے چاہا تو کیے کا ثمرہ
پائینگے - کلجگ نہین یہ کرجگ ہی اس ہاتھ دے
اُس ہاتھ لے - کر دکر نا فت - انکی بیگم کو
جو ہمنے صلاح معقول اور مشورہ نیک دیا تو وہ
بھی ہم سے بگڑنے لگین - دو چار شہدون نے
انکو الو بنا رکھا ہی نواب تو اور طرف مشغول
ہین - انکو تمرن پر لٹو اور مزاج کا آوارہ و
وارستہ پاکر یہ بھی رنگ رلیان منانے لگین
وکیل - شریف زادیون کو عدالت کے پھندے
مین پھانسنا اور مقدمے کی کشمکش مین لاکر
ذلیل کرنا شرافت کے خلاف ہی -
نواب آپ کو شرافت اور کمینے پن سے
کیا مطلب - آپ مقدمہ لیتے ہین یا پادری
بنا کرتے ہین -
وکیل - اچھا تو مجھے آپ چاہتے کیا ہین -
نواب - بھئی ایک سال سے کچھ زیادہ ہوا
کہ نواب محمد عسکری ایک منہار کی چھوکری پر
عاشق ہوئے تھے - کچھ دن تک تو چوری
چوری کسی نہ کسی بہانے سے اُسکو کبھی کبھی
بلاتے تھے مگر رفتہ رفتہ جب عشق کے پینگ
بڑھے تو دور کی سوجھی - اور اُسکو گھر ڈال لیا
چند روز کے بعد نینی تال بھگا لے گئے - اب
وہان گلچھرے اُڑاتے ہین اور اُس کا میان
یہان تڑپتا ہی - ایسی پاجی پنے کی حرکت کی
وکیل - ایک بات کہون نوابصاحب برا تو
نہ مانیے گا - آپ کوئی خدائی فوجدار ہین - منہار
کی چھوکری کو لے گئے خوب کیا - یہ نیچ قوم
عورتین جسقدر ہم شریفون کے تصرف مین
آئین مباح ہی - اُس چھوکری کو مین نے
دیکھا ہی - لکھنؤ مین تو اُس شکل و صورت کی
عورت ہم نے نہین دیکھی -
نواب - بھئی خدائی فوجدار نہین - ہمارا انتقام
مطلب ہی اُستاد -
وکیل - اچھا آپ یہ جانتے ہین کہ جب نواب
محمد عسکری اس منکوحہ عورت کو لے بھاگے
تو وہ کسکی حفاظت مین تھی گدے بازی نیچے گا
تحقیقات کر کے فرمائیے -
نواب - مجھے کچا چٹھا معلوم ہی - اُسوقت وہ اپنے
خاوند کے گھر تھی -
وکیل - اپنے خاوند کے حفاظت مین تھی
سن کیا ہوگا -
نواب - بس یہی کوئی سترہ اٹھارہ برس کا -
وکیل - بس اور کیا - ایسی خوبصورت عورت
ہم نے تو آج تک نہین دیکھی - دونون مہین
حسین ہین -
نواب - خاوند کے مکان سے وہ عسکری کے
ہان چلی گئی - اور اب پہاڑ پر اُن کے ساتھ
ہی اور اٹھارہ برس سے زیادہ سن نہین ہی -
وکیل - (ذرا تامل کر کے) تو یہ جرم لے بھاگنے
کا نہین ہی آیا ذہن اقدس مین - یہ لے اُڑنے یا
پھسلا لیجانیکا جرم ہی -
نواب - کیا - لے بھاگنے کا نہین ہی - پھسلا

لیجانے کا ہے - اسمین اُسمین فرق کیا ہے قبلہ - اسے بھی ہم تمھارے ماں کی لونڈی کوٹے بھاگے تو کیا اور پھسلا لے گئے تو کیا - ایک ہی بات ہے - جیسے یون ناک پکڑی ویسے وون -

وکیل - فرق فقط چکی پیسنے کی میعاد کا ہے - لے بھاگنے اور پھسلا لیجانے اور لے اڑنے مین قانوناً بہت فرق ہے -

نواب - قانون بندہ نمیداند - قانون کے تو نام سے ہمیشہ نفرت رہی - یہ آپ جانیے ہم تو کسی کے لے بھاگنے اور بھگا لے جانے کو ایک سمجھتے ہین -

وکیل - اچھا نواب صاحب اُس عورت کو مجبور کر کے یا کسی طرح دغا بازی کر کے یا دغا بازی کی تحریک سے بھگا لے گئے ہین یا وہ خوش خوش گئی -

نواب - جی خوش و خرم گئی - اسکی قسمت کھلگئی وہ تو دعا مانگتی ہوگی کہ کدر اپر آسمان پھٹ پڑے یا بجلی گر پڑے -

وکیل - بھلا وہ چھوکری عدالت کے روبرو اپنے میان کی سی کچھ کہیگی -

نواب - ارے نہین بھائی - میان بھڑوے کو پائے تو زندہ چبا جائے - وہ تو شاید نکاح ہی سے انکار کر جائے -

وکیل - اگر نکاح ثابت نہ ہوا تو یہ جرم پھسلا لے جانے کا اور لے اُڑنے کا بھی نہین چل سکتا -

نواب - پھر - دو جرم تو بیکار ہو گئے - لے بھاگنے اور اُڑا لیجانے کے جرمون مین ایک بھی اسپر عاید نہین ہو سکتا - اور ہم یہ چاہتے ہین کہ نواب اور قمرن اور اسکی بہن اور مہراج بلی اور نادر جہان بیگم سب پھنسین - اور بیگم صاحب ضرور چہیر غٹو ہون - اگر کسی انگریز بیرسٹر کی نوبت ہو تو بسم اللہ - ٹھکانہ دیا جائیگا - گر نواب بیچا دیکھے تو واہ وا روپیہ کی کیا حقیقت ہے -

وکیل - اِس عورت کے سوا نواب کے ساتھ اور کون کون گیا ہے -

نواب - بہت سے آدمی گئے ہین - نواب چھٹن صاحب اور آغا محمد طاہر - منشی مہراج بلی - حسن - اختر - محمد جمال الدین - عرف جلو - نازو - قمرن - خدمتگار سپاہی - روٹی - محلدار مغلانی جہری یہ وہ بہت لوگ ساتھ ہین -

وکیل - اس منہارن کا کیا نام ہے -

نواب - عرض کیا نہ - قمرن -

وکیل - ہان قمرن - بی قمرن - نازو کی بہن قمرن جان اچھا نام ہے جتنے آدمی نوابصاحب کے ساتھ گئے ہین ان سب کو مدعا علیہ کر دینا مناسب ہوگا - تاکہ نوابصاحب کوئی گواہ نہ دے سکین مگر حضرت ہم پھر یہی کہین گے کہ بیگم بیچاری نے کیا گناہ کیا ہے - اِسکو خواہ مخواہ آپ کیون ذلیل کرینگے - اول تو یہ ممکن ہی نہین کہ کوئی شریف زادی ایسے معاملے مین اپنے میان کی اعانت کرے - امر شریف درکنار ایک غریب عورت بھی تو سوت کے نام سے جلتی ہے - بھلا بیگم صاحب اور محمد عسکری کو

مدد دیتین کہ قمرن گھر پڑ جائے۔
نواب۔ بھائی اب تم اس بارے مین کچھ نہ کہو باقی مدعا علیہ بنانے کو۔ یہ تمکو اختیار ہی سب کو مدعا علیہ بناؤ۔ مگر بیگم ضرور پھنسے۔
وکیل۔ اچھا مگر۔
نواب۔ اگر مگر کی سند نہین ہی بھائی صاحب ایکہزار روپیہ آپ کو علٰحدہ بیگم کے پھانسنے کا دونگا۔
وکیل۔ (ہنسکر) تو بیگم صاحب کے ایسے خلاف ہوگئے اچھا بہتر۔ ہمکو کیا۔ مگر چونکہ شریف کے ساتھ ہمدردی کرنا تمغاے شرافت ہی لہذا دو تین بار آپ کو فہمایش کردی۔

سمجھانے سے تھا ہمین سروکار | اب مان نہ مان تو ہی مختار

اب یہ فرمائیے کہ کل محنتانہ کیا دیجیے گا۔ ابھی تو ہم نواب محمد عسکری کے نام ایک نوٹس حسب ضابطہ بھیجین گے اگر نوابصاحب اور اُنکی بیگم دھمکی مین آگئے اور آپ کا مطلب حسب دلخواہ نکلا تو بہتر۔ ورنہ خدانے چاہا تو سب جیلخانے مین ہونگے۔
نواب۔ تمھارے منہ مین گھی شکر۔ خدا کرے ایسا ہی ہو سردست آپکو دو ہزار نذر کیے جائینگے ایکہزار پیشگی محنتانہ اور ایکہزار بیگم کے لیے جو تدبیر مناسب ہو کیجیے۔
وکیل۔ بندہ بے عذر آدمی ہی۔ مگر مقدمے کی حیثیت سے یہ محنتانہ بہت کم ہی۔
نواب۔ اگر خاطرخواہ کارروائی ہوئی تو واللہ خوش کردونگا بندہ کنگال نہین ہی آج سہ پہر کو ڈھائی ہزار روپیہ پہونچیگا حساب دوستان در دل۔
وکیل۔ جب چاہیے بھیجیے کچھ جلدی نہین ہی۔
نواب۔ تو اب کیا کرنا چاہیے۔
وکیل۔ ذرا اُس عورت کے خاوند کو بلوا لیجیے گا۔ اُس سے بھی کچھ حالات دریافت کرونگا۔
نواب۔ وہ تو ہمارے ساتھ آیا ہی۔ وہ اور اُسکا ایک دوست دونون باہر کھڑے ہین۔
وکیل۔ قمرن کے عشق نے آپ کو اس مقدمے مین پیروی کرنے پر مجبور کردیا۔ مگر کیا کھرا مال ہی کہ مین کیا کہون۔
نواب۔ ہم نے تو قمرن آج تک دیکھی ہی نہین۔ عشق کیسا مگر بیگم سے البتہ خار کھایا ہوا ہون۔
وکیل۔ اچھا تو ان دونون کو بلوا لیجیے۔ ابھی سویرا ہی کوئی موکل بھی نہین آیا ہی۔ جو کچھ دریافت کرنا ہی دریافت کرلین (خدمتگار سے) دیکھو نواب کے ساتھ دو آدمی آئے ہین باہر گاڑی کے پاس کھڑے ہون گے اُنکو بلوا لیجیے۔
خدمتگار ان دونون کو بلا لایا۔ دونون نے وکیل کو جھک جھک کر سلام کیے۔ وکیل نے ان دونون کو سر سے پانون تک بڑے غور کیساتھ دیکھا۔ اتنے مین نواب صاحب کے سامنے خدمتگار نے پیچوان لگایا اور خاصدان رکھدیا آپ نے گلوریان چکھین اور حقہ گڑگڑانے لگے۔

وکیل۔ (للتوا کیطرف اشارہ کرکے) یہ تو کوئی ہندو کا لونڈا معلوم ہوتا ہے۔

ل۔ ہان ہجور یہ کدرا ہمارے پڑوسی ہین۔ اور ہم تو للتوا تنبولی ہین۔

وکیل۔ (مسکراکر) تم انکے پڑوسی ہو۔ اور وہ قمرن انکی جورو ہے یہ لونڈا تو نمکین ہے۔ کیون نوابصاحب۔ بچہ تمکو بھی قمرن کے جانے کا افسوس ہوگا۔ جب پڑوس مین رہتے تھے تو آتے جاتے قمرن کو چھیڑتے ضرور ہوگے۔ سچ سچ بتا دینا کبھی قمرن کے بے چھیڑے رہتے ہو یہ ہم نہ مانینگے۔

للتوا۔ ہجور ہم اسکو اپنے سگے بھائی سے بڑھکے سمجھتے ہین اور محلہ بھر جانتا ہے۔

وکیل۔ اپنا مطلب نہ چھوڑا استاد۔ بڑے بھائی بناکے دل لگی کا رشتہ قائم رکھا۔ تمھارا کیا نام ہے۔

کدرا۔ ہجور ہمارا نام کادر ہے۔

وکیل۔ قادر سے کادر ہوئے اور کادر سے کدرا بنگئے تم سنی ہو یا شیعہ۔

کدرا۔ ہجور ہم سنت جمات (جماعت) ہین۔

وکیل۔ اور تمھاری جوروا قمرن؟

کدرا۔ اجی صاحب کمرن سسری تو ہمکو ہر طرح سے تباہ کرگئی روپیے سے پیسے سے سب طور تباہی کرگئی۔ اب لے ہم کیا بتاین سرکار۔

وکیل۔ (ہنسکر) ارے قمرن شیعہ ہے کہ سنی اس بحر طویل سے کیا واسطہ ہے کہ تباہ کرگئی اور قتل کرگئی۔

کدرا۔ ہجور ہم کو یہ نہین معلوم تھا کہ کمرن ایسی خراب ہے۔

وکیل۔ یاالٰہی۔ مرد خدا قمرن شیعہ ہے یا سنی ہے بس اِسکا جواب دو فقط۔

کدرا۔ ہجور ہم وہ دونون سنت جمات ہین۔

وکیل۔ نکاح پڑھانے کون آیا تھا؟

کدرا۔ ہمارے محلے کے پاس ایک کاجی کمو کھان رہتے ہین اُنھین نے پڑھایا تھا۔

وکیل۔ قاضی کمو خان کیا کام کرتے ہین۔

کدرا۔ جی۔ یہی گنڈا تابیج (تعویذ) کرتے ہین اور اُنکا لڑکا بارجے والی گلی مین چکن کی ٹوپیان بیچتا ہے۔

وکیل۔ نکاح کے گواہ کون ہین۔

ک۔ دد گواہ تھے۔ ایک نانو کبھراتی۔ اور ایک بھجو (فجو) ماہتی۔

وکیل۔ مہر کیا ٹھہرا تھا۔

کدرا۔ ہجور کرورون لاکھون روپیے کا مہر تھا اِسکی تو کوئی تعداد ہی نہین ہے۔

وکیل۔ لاکھون کرورون!

کدرا۔ ہجور باؤ بھر کو دون مہر ٹھہرا تھا۔

نواب۔ بھئی یہ تو ہم نے بھی سنا ہے کہ اِن چھوٹی قومون مین مہر یہی رواج ہے۔ مطلب اسکا یہ کہ جسقدر گنتی مین باؤ بھر کودون ہو دہی تعداد مہر کی ہوگی۔

وکیل۔ بھلا تم یہ بتا سکتے ہو کہ مہر موجل تھا یا معجل۔

نواب۔ اجی یہ گنوار آدمی کیا جانے اور اِس

فضول تقریر سے فائدہ کیا۔
وکیل۔ بجا ارشاد ہوا۔ فضول تقریر کی ایک ہی کہی۔ ع۔

چہ داند بوزنہ لذات ادرک

شیخ کیا جانین سائین (صابون) کا بھاؤ۔ آپ چودھراین سے گفتگو کرنا جانیے۔ حیدر جان سے سونے کی تعریف کیجیے۔ ارباب نشاط سے قارورہ گرمائیے۔ قانون سے بھلا آپ کو کیا بحث ہی۔
نواب۔ درست۔ قارورہ گرمائیے یہ آپ کے اعظم گڈھ کا محاورہ ہوگا۔ بارہ برس دلی مین رہے مگر بھاڑ ہی جھونکا کیے بھئی سچ یون ہی کہ نکاح کے بارے مین جو کچھ آپ نے کہا ہی وہ تو سب درست ہی مگر یہ مجمل اور خدا جانے کون الم غلم فقرے جو تمنے کہے یہ تو بندۂ درگاہ کی سمجھ مین بھی نہ آئے۔
وکیل۔ سیبئی علم دریاؤ ہی۔ (قادر کی طرف مخاطب ہوکر) کیون میان کندرا اگر قاضی کمو خان اور ان دونون گواہون سے پوچھا جائے گا تو سچا سچا حال بتا دینگے یا اُدھر سے کچھ لے دیکے انکار کر جائینگے۔
للتوا۔ نہین ہجور۔ کاجی کمو کھان تو بڑے ایمان کے آدمی ہین۔ لاکھ روپیہ ہو تو سُسر بھی لات مارین۔ گریب ہین تو کیا ہوا۔ کھیراتی ناؤ بھی رئیس ہی اور بھجو ماتی کے لڑکے نے کمسریٹ مین آلو کا ٹھیکہ لیا ہی۔ ایمان اپنا کوئی نہ کھوئیگا ہم ان سب کو پنچایت کرکے ٹھیک کرلینگے۔
وکیل۔ ہان اگر گواہ ہی گڑبڑا گئے تو پھر کیا ہوسکتا ہی۔ گواہ پکے ہونے چاہئین۔ آٹھون گانٹھ کمیت یصاف صاف کہدین کہ نکاح ہوا تھا اور جو لے دے کے ادھر جھکے تو گیا گذرا۔
للتوا۔ گواہی کو تو ہم ہجارون آدمی لاکے کھڑے کردینگے جو پوچھیے وہ بتا وین۔ جو سکھا پڑھا دیجیے بس وہی طوطے کی سی بولی رٹ لینگے اور کہدین گے۔ اس بات سے ہجور بے پھکر رہین۔
وکیل۔ خیر وقت پر دیکھا جائیگا (نواب صاحب کیطرف مخاطب ہوکر) اب حضور تشریف لیجائین۔ بندہ نوٹس کا مسودہ تیار کرکے شام کو کچہری سے پلٹتا ہوا آپ سے ملیگا۔ مگر شاید آپ کے عیش مین مخل ہون آپ تو ہر وقت کنھیا بنے رہتے ہین۔
نواب۔ واہی ہو۔ تم سے کوئی پردہ ہے خدا کی قسم مین تمھین اپنے بھائیون کے برابر سمجھتا ہون۔
وکیل۔ اچھا تو پھر ایسے وقت بلوائیے کہ کوئی معشوق زرین کمر بھی ہو۔
نواب۔ آپ کی بھی کیا باتین ہین واللہ میان جب چاہیے آؤ کوئی نہ کوئی معشوق وہان پر ضرور ہوگا۔ ع۔

یہ فردین جتنی ہین انپر ہماری بھی نشانی ہی

اور ایک معشوق پر بسند رہنے والے نہین۔

مجنون نہین کہ ایک ہی لیلے کے ہو رہین
رہتا ہی اپنے پاس نیا اک نگار روز

یہان تو قبلہ معشوق ہی کو اپنا دین و ایمان سمجھتے ہین۔ تمام عمر اسی مین بسر ہوئی۔

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

وکیل۔ جبین لکھتا ہے۔

نواب۔ لطف زندگی بندہ ہی اُٹھاتا ہے۔

وکیل۔ حق ہے۔ اسمین کیا شک ہے۔

نواب۔ اور پھر یہ نہین کہ کوئی اُلّو بناکے ہم سے کچھ وصول کرلے یا آج کل کے لونڈون کیطرح ہم آنکھ بند کرکے دولت لٹا دین۔

وکیل۔ مین خوب جانتا ہون۔ آج کل کے لونڈون کی نہ کہیے باپ کے مرتے ہی بس روپیہ لٹانے کا لگا لگا دیا۔ اور بقول آپ کے آنکھ بند کرکے لٹانا شروع کیا اندھا دھند چار دن مین کھکھل ہوگئے۔ آپ تجربہ کار اور پختہ مغز ہین تمام عمر عیش مین بسر کی اور ہمیشہ دو چار معشوق ضرور ہم پہلو رہے مگر ہر شئے قاعدے کے ساتھ کی۔

نواب۔ ہان تو اب آپکے نزدیک کون جرم انپر قائم ہوا۔ بھگا لیجانے کا یا۔

وکیل۔ ابھی تک ہم نے کوئی کی تجویز نہین کی ہے مگر دفعہ ۴۹۷ - اور ۴۹۸ - تعزیرات ہند کا جرم تو صاف صاف انپر عائد ہوسکتا ہی اور انکی بیگم اور رفقا پر دفعہ ۱۰۹ - تعزیرات ہند کے مطابق اس جرم کی اعانت کرنا ثابت ہو جائیگا۔

نواب۔ ان دفعات کا کیا منشا ہے۔ ہم تو قانون وانون جانتے نہین۔ بقول آپ کے ہم تو ارباب نشاط کے قانون سے خوب واقف ہین خلاصہ خلاصہ مطلب ان سب دفعات کا بتا دیجیے۔

وکیل۔ غیر شخص کی عورت منکوحہ سے زنا کرنا یا اُسکو بہ نیت جماع حرام لے اُڑنا یا پھسلا لیجانا ان دفعات کی روسے یہ باتین بڑی سخت جرم ہین۔

نواب۔ جانے نہ پائے۔ پھانس لو بس۔ لے اب ہم تو رخصت ہوتے ہین قبلہ۔ شام کو آپ کے منتظر رہینگے۔

وکیل۔ (استادہ ہوکر مصافحہ کیا) والسلام۔

قادر اور للتوا نے بہت جھک کر وکیل کو سلام کیا۔

وکیل۔ تو وہ روپیہ اگر اس وقت میرے کچہری جانے کے قبل بھیجدیجیے تو بڑا مطلب نکلے

نواب۔ (مسکرا کر) بہت اچھا۔ ابھی لیجیے۔

وکیل سے رخصت ہوکر نواب صاحب مکان پر آئے۔

للتوا اور کدرا سائے کیطرح ساتھ ساتھ تھے۔ اور راستے بھر نواب صاحب کی تعریفین کرتے آئے۔ نواب صاحب نے مکان پر ہونچکر کدرا سے کہا یار دیکھو ہم تمھارے لیے کیا کیا پاپڑ بیل رہے ہین۔ ایسا نہو وقت پر ہمکو دھوکا دیجاؤ قمرن تمکو لوے دیتے ہین اور تمھارے رقیب

نواب عسکری کو ایسا نیچا دکھائین کہ عمر بھر یاد کرے اور جس جس نے ہمارے ساتھ بدسلوکی کی ہی سب کو جیلنی نہ ہو تب سہی۔ مگر قمرن کی نسبت جو اقرار ہی وہ نہ بھولنا۔ ڈھائی ہزار روپیہ تھوڑی رقم نہین ہی۔ تین توڑے ہوکے اس زمانے مین ڈھائی ہزار مین دو پریان خط غلامی لکھنے کو تیار ہو جائین قمرن کی کیا حقیقت ہی۔

کدرا۔ ہجور، کمرن ہجور کی لونڈی اور مین ہجور کا گلام۔ مگر جب ملے بھی۔

نواب۔ ملی داخل ہی۔

للتوا۔ گریب پرور کمرن کو آپ اپنی عمر بھر کی لونڈی سمجھیے کدرا کی مجال ہی کہ نکلجائے۔

کدرا۔ (قدمون پر گر کر) اللہ مجھے جہنم مین ڈال دے جو مین جرہی بھی اُجر (عذر) کرون۔

نواب۔ نازو کا میان کہان ہی۔

کدرا۔ اجی وہ تو آپ ہی اسکو چھوڑ دہس ہی ناجو تو پہلے ہی سے کھراب (خراب) ہی۔

نواب۔ اُسکے میان کا پتا تو لگاؤ۔

کدرا۔ اچھا۔ ملے تو حاجر کرون۔

للتوا۔ ہم لے آئین گے ہجور۔ ابھیم رافیم بہت کھاتا ہی۔ تھوڑی سی گھلوا کے پلوا دینگے۔

نواب۔ بس بس۔ تم یہان لے آؤ تو ہم اُسکو ٹھیک کرلین افیم ہی پلانا ہی نہ تم اسکو ڈھونڈھکے لے آؤ۔

للتوا۔ کل ہی لیجیے۔

نواب۔ دیکھو تو سہی کہ کیا ہوتا ہی (نتھو خان خدمتگار کو بلا کر) ڈھائی ہزار روپیہ لالہ سے لیکر مولوی عظمت اللہ وکیل کے ہان ابھی ابھی بھجوا دو۔ تین سپاہیون پر لیجاؤ اور لالہ کو بھی ساتھ بھیجو۔

تھوڑی دیر مین للتوا اور کدرا ان سے رخصت ہوئے اور باہر آکے کدرا مارے خوشی کے للتوا سے لپٹ گیا۔ بھائی للتوا اب کمرن ملجائیگی۔ جب اللہ کو اچھا کرنا ہوتا ہی تو چھپت پھاڑ کے دیتا ہی۔ نہ جان نہ پہچان۔ مدد کو مَوجود (موجود) ہوگئے۔ یار انکو آپ اِس مین کد ہوگئی ہی۔ اتا روپیہ دیکھتے دیکھتے کھٹ سے بھیجدیا۔ اب کمرن آئی داکھل ہین۔

للتوا بھی بہت خوش تھا۔ اِس کی دو گھڑی کی دل لگی گئی۔ محلہ سونا ہوگیا۔ قمرن کی نظارہ بازی کو ترسنے لگا مکان پر پہونچکر للتوا رخصت ہوا

شبراتن

کدرا بہت خوش خوش گھر مین آیا۔ اِسکی مان نے جو اِسکو اسقدر ہشاش بشاش پایا تو بہت مسرور ہوئی۔ کیونکہ قمرن کے جانے کے بعد کدرا بہت افسردہ و پژمردہ رہتا تھا۔ اتنے عرصے کے بعد جو خوش پایا تو خود بھی خوش ہوئی اور دونون مین یون مکالمہ ہونے لگا (کدرا۔ ک۔ اور اسکی مان م۔ یہ اشارہ اس مکالمے مین رہیگا)۔

ک۔ اما کمرن کا پتا لگا۔

م۔ ہان۔ کس محلے مین ہی۔

ک۔ اماں وہ تو پہاڑ پر گئی ہی۔

نواب رونک جنگ نہین ہین - ان کے ساڑھو بھگائے گئے ہین -

م - ہان ! بڑا بدجات نکلا - مرے موا -

ک - ایک نواب ہمکو کل ملے تھے - آج پھر اُنھین نے ہمکو بلوایا تھا - وکیل کے پاس لے گئے اور ہماری طرف سے کمدمہ (مقدمہ) لڑوائین گے -

م - ارے لڑکے یہ نواب لواب سب ایک ہین - تجھ سے ملکے اور لوٹ مار کے تجھی کو دھروا دین گے -

ک - اری امان تو عورت جات - یہ باتین کیا جانے -

م - دیکھ لینا کدرو وہ سب مل کے تجھے دھروا دینگے -

ک - جو جی چاہے تو تو بھی ایک روج (روز) چل -

م - بیگم اندر بلوائین تو جاؤن - یون مردانے مین ہمارا کون کام ہے -

ک - اچھا ہم کل کہین گے -

م - ذری جا کے شبراتن کو تو بلا لا - وہ سب رئیسون کو جانتی ہے -

کدرا جا کے شبراتن کو بُلا لایا - اُس کی مان نے شبراتن سے کہا - بہن اِس مردار کمرن کا حال اب معلوم ہوا ہے وہ تو نواب عسکری کے ساتھ نکل گئی ہے -

ش - کون عسکری - اے وہ شیر دل والی کوٹھی -

ک - ہان ہان کہا لاؤ بہی -

ش - وہ تو پہاڑ پر ہین - میرا سب جانا ہے -

م - وہی نینی تال کے پہاڑ پر لے گئے - اللہ کرے پہاڑ اُن پر پھٹ پڑے - اسی اکھوا رے مین لاش نکلے -

ش - بہن تو اُنکے گھر مین دو تین باجی (باری) چوڑیان پہنا آئی ہون -

م - کیون بہن وہ نواب انکے کون ہین جو - کیا جانے کیا نام ہے - بتا کدرا -

ک - وہ جو مٹیا برج سے آئے ہین - جنکے یہان بھی مکان ہین اور منڈی کے پاس رہتے ہین -

ش - وہ جو گل چھرّے رکھائے ہین - وہ اُنکے بھائی بند ہین ہم انکو جانتے ہین - بڑے بد آدمی ہین ایک دن ڈیوڑھی مین ہم کو بھی گانسا تھا موسے نے مین نے زور سے غل مچایا (دیکھو یہ راستہ روک کے کھڑے ہو گئے) بس نانی ہی تو مر گئی -

م - کیون بھیا مین کیا کہتی تھی - ارے لڑکے تو بڑا سیدھا ہے جورو اکی جورو اکھو بیٹھا اور اب پھر اُنھین لوگون کے دم دھاگے مین آتا ہے - مین تجھے کہان تک سمجھاؤن - مین تو ہار گئی تجھے یہ کیا ہو گیا ہے -

ش - کیا - کیا اب کوئی بات اور ہوئی -

م - وہی نواب اسکو ایک وکیل کے پاس لے گئے - اور اسکو سیدھا سادہ دیکھکے پٹی پڑھا دی کہ تو ہماری سی کہنا ہم نالش کر کے

اس نواب سے تجکو کمرن دلوا دینگے۔
ش۔ اے تو بڑا گدھا ہی کا در۔ وہ تو بھائی
بند ہین جو عسکری نواب ہین وہ وہ ہین بوہ
تیری سی کہینگے کہ اپنے بھائی کی سی۔ کہین
اُسکے جل مین نہ پھنسنا۔ اے بہن بڑا ماشور
(مشہور) جھبجھا لیا ہی۔ جھوٹی گواہی مین جھوٹی
قسم کھانے مین اُسکو ذری عار نہین اور پرائی
بہو بیٹی کا بھگا لیجانا اسکا حال نہ پوچھو اب
اتے بخت (وقت) بھی وہ ایک ٹینٹی ہونگی
بڑا گنہگار ہی۔ ایسے آدمی کی تو عبادت بھی اللہ
نہین مانتا کہ یہ گنہگار عبادت کرکے مجھے دھوکا
دیتا ہی مین اِسکے دھوکے مین نہ آؤنگا۔
م۔ بول اب بول۔ خبردار اب سے نہ جانا۔
ش۔ اے بھیا وہ تم کو پھانسی کے جہنم
بھجوا دین گے۔
م۔ اِسکو مین کیونکر سمجھاؤن۔
ش۔ اور ابھی تلک کمرن کی یاد نہین
بھولے ہو۔
م۔ یہی تو مین سر پٹیتی ہون کہ اب اس چڑیل
کا نام نہ لے جون ہوا سو ہوا۔
ش۔ اے ہان اب اور رسوا کرنا ہی۔
م۔ ایک تو یون ہی وہ حرامجادی داگ
لگا گئی۔ اب تمکو بھی پھنسواتے کے منصوبے
ہو رہے ہین۔
ش۔ ہاتھ پاؤن بچائے رہو بیٹا۔ کمرن
گئی بھاڑ مین۔ اے بہن اب انکا دوسرا نکاح
کردو۔ کمرن موئی کو آگ لگاؤ جس گھر مین کمرن

ہو وہ اُجڑ جائے خدا کرے۔
م۔ تمھارا بیٹا جیسے۔ مین تو اِسکو سمجھاتے سمجھاتے
تھک گئی۔
ک۔ اب تو ایک رئیس نے ہماری پیٹھ پر
ہاتھ رکھا ہی۔
ش۔ اُس کے بھرّے مین نہ آنا وہ بڑا
موذی ہی۔
م۔ ارے کہین وہ تجکو قید نہ کرادے۔
ش۔ اُسنے سیکڑون گھر گھالے ہین۔
ک۔ مدا ہم کو وہ اُس محبت سے مانتا ہی جیسے
کوئی لڑکے کو مانتا ہی۔
ش۔ کل کو وہ کہیگا کہ اپنی بہن کو لاؤ۔
لیجاؤگے۔ وہ اس ڈھب کا موذی ہی۔ اِس
شہر مین اُسکو کون نہین جانتا تم تو ابھی لڑکے
ہو اور سیدھے اور نگیلے۔ واہ اچھے اچھون کو
کھڑے کھڑے نخاس مین بیچ لے تم کیا شئے
ہو۔ بڑے بڑے نواب زادے اس سے جیت
نہین پاتے اس کے کاٹے کا منتر تو ہی ہی نہین
م۔ اچھے گھر بیانا۔ (بیعانہ) دیا بیٹا۔
ش۔ ایک بس کی گانٹھ ہی۔
ک۔ اچھا ایک دن ہمارے ساتھ وہان تلک
چلی چلو۔
ش۔ دور کرو نگوڑے کو۔ میری بیزار جاتی
ہی مین ایک دفعہ جاکے پچھتائی۔ اب سے آئی
گھر سے آئی۔ بندی در گذری۔ اُس موذی
کی پرچھائین سے اللہ بچائے۔ وہ کوئی بھلا آدمی
ہی کیا۔

ک۔ ہاتھی ورو تجے پر جھومتا ہے۔
ش۔ وہ ایک ہاتھی پورا فیلخانہ اُس سے
ہان سہی پھر اس سے مطلب۔ نا بھیا ہم نہ جائینگے
مگر تم ذری ہاتھ پانون بچائے رہنا۔
ک۔ اجی ہم ہاتھ پانون بچائے ہوئے ہین
وہ تو کمرن پر جان دیتے ہین۔
ش۔ اخاہ! اب مین سمجھی۔ اسے یہ کمرن کے
پھیر مین ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے پہلے سے کچھ سانٹھ
گانٹھ ہے۔ مگر بھائی کیا آپس ہی مین کٹ مرینگے
ابھی تو دو ہی تین پشت کا فرق ہوا ہوگا۔
م۔ یہ بھی دھوکا دیا ہوگا بہن۔
ش۔ اُس سے کچھ تاجب (تعجب) نہین ہے
کمرن کے پھیر مین ہو تو بھی تاجب نہین۔ اِسکو
پھانستا ہو تو بھی تاجب نہین۔ کوئی اور مطلب
گانٹھتا ہو تو بھی تاجب نہین۔
م۔ پھر ایسے کے پاس جانا کیا۔
ش۔ اچھا تم نشان خاطر رہو مین ہم جاکے
سب حال دریافت کرکے تمسے کہینگے۔
م۔ میری بہن۔ ہم پر بڑا احسان کروگی۔
ش۔ اے واہ احسان کی کون بات ہے آدمی
ہی آدمی کے کام آتا ہے۔ جو اتنا سا کام بھی ہمسے
نہ نکلے تو نالت ہے۔
م۔ ہان بھلے آدمی اسکو مانتے ہین۔ باجی کیا
مانینگے وہ مثل ہے نا کہ اصل سے کھتا (خطا) اور
کم اصل سے وفا نہین۔
ش۔ اب ہم کل آئینگے۔ کمرن کا حال اتنا
تمسے سنا ہے کہ وہ نواب کے ساتھ پہاڑ بھاگ

گئی اور اُس کی بہن ناجو بھی تو اُدھر نہین
دکھائی دی۔
ک۔ وہ دونون چلی گئین۔ اب ان نواب
بجّو نے ایک وکیل ہماری طرف سے کھڑا کیا
ہے کہ اُنکو پہاڑ پر کید (قید) کر ڈالے اور بیگم
کو بھی پھنسوانے کی صلاح ہو رہی ہے۔
ش۔ تو پھر انکی بیگم پر اسی موذی کاٹے کا
دانت ہوگا دیکھو مین سب باتین ٹھیک ٹھیک
دریافت کراؤنگی۔ نشان خاطر رہو۔ انکی بیگم تو
صورت شکل کی بہت اچھی ہین انپر اس موذی
نگوڑے کا دانت ہونا کوئی تاجب (تعجب)
کی بات نہین ہے۔ یہ تو اِسکی ہمیشہ کی عادت ہے
بیگم اور کمرن کے ذکر سے تو ہمارا بھی ماتھا
ٹھنکا کہ کدرا سچ کہتا ہے۔ جو اسکو اس بات کا
یقین ہوجائے کہ کمرن اسکو ملجائیگی تو چار
پانچ ہزار بلبٹانا اسکے آگو کوئی بڑی بات نہین ہے
اسمین تو دلکا بڑا اچالانک ہے۔ اچھی صورت پر
جان دیتا ہے چاہے گھوسن اور گدن ہو چاہے
چمارن ہو۔ کوئی ہو۔ جوان ہو چاہے اڈھیر
مگر صورت اچھی ہو۔ اب مین کمان کی بڑی
جوان ہون۔ اڑتیسوان برس ہے جانو کہ جب نکی
مان ہو چکی مجھی کو گانسنے کو ڈیوڑھی ینن
چھپ رہے۔
ک۔ بھلا کھیر۔ ہماری بات سچ تو مانی۔
ش۔ اب ہمکو کچھ کچھ یقین آتا چلا۔
م۔ اچھا بہن تو نو بلندی بھی پانی اونچا کرکے
پھر جو کمرن ایک کی بغل سے دوسرے کی

بغل مین جا بیٹھی تو اس کم بخت (کمبخت) کدرا
کو کیا ملیگا۔

ش۔ اسی سے پوچھو۔

ک۔ وہ نواب تو جیل کھانے جائینگے۔

ش۔ نہ کوئی جیل کھانے جائیگا نہ کوئی قید
ہوگا۔ توڑون کے منہ کھول دینگے۔ عملہ سب
اُنسے ملجائیگا۔ تم منہ دیکھتے رہجاؤ گے۔ ہاتھیونسے
کوئی گنّے کھاتا ہے ڈر سے سے دوسرا نکاح کر لو
چلو بیٹھی ہوئی۔ کمرن کو جہنم مین ڈالو۔

م۔ مانو تو واہ واہ۔

ش۔ نہ مانو تو واہ واہ۔

م۔ نہ مانو تو واہ واہ۔ بس ہم تو یہ جانتے
ہین مگر نہ مانوگے تو ضرور پچھتاؤ گے۔

اُس روز تو شبراتن کدرا کی مان سے
دلمین شک ڈال کے چلی گئی مگر دوسرے روز
تڑکے ہی تڑکے آئی اور اپنی تحقیقات کا
حال بیان کیا کہ مین کوئی چھ سات گھر گئی اور
نواب عسکری کی ایک محلدار سے پوچھا تو معلوم
ہوا کہ جو نواب کادر کا مقدمہ لڑاتے ہین۔
اُنسے اور عسکری سے رشتہ تو ضرور ہے اور
پہلے یارانہ بھی بڑا گہرا تھا مگر اب کچھ دن سے
کھٹ پٹ ہے۔ آمد و رفت بھی نہین کدرا کی
مان نے کہا تم کو کسی نے دھوکا دیا ہوگا جو
آمد رفت نہوتی تو وہ نواب اسکو پھاٹک پہ
کیون ملتے۔ کدرا نے اسکی تصدیق کی کہ بیشک
محمد عسکری کے پھاٹک پر ملے تھے اور اندر سے
آتے تھے۔ شبراتن نے جواب دیا۔ ہان ہان
معلوم ہے مگر اندر زنانے مین نہین گئے تھے
باہر ہی سے ٹوہ لے کے چلے گئے تھے اِنسے
لکھنؤ مین کسی رئیس سے نہین بنتی۔ سب اِنسے
ناراض انکے نام سے بیزار ہین وہ مقدمہ اس
باعث لڑواتے ہین کہ نواب عسکری کو ذلیل
کرین آمین لکھوکھا روپیے ادھر اُدھر سے خرچ
ہونگے۔ ایسا ویسا مقدمہ نہین ہے اس مین تو
کادر اگر ہوشیار رہوتا تو کچھ لے مرتا۔ مگر اس سے
یہ کہان ہوسکتا ہے۔ اس کے لیے کوئی آٹھون
گانٹھ کمیت چاہیے۔

کدرا جمائی لے کے بولا اجی ہم کو نہ روپیہ
چاہیے نہ پیسا۔ ہمکو کمرن ملجائے بس کرورون
روپیہ ملگیا۔ کدرا کی مان اس فقرے پر بہت
خفا ہوئی۔ واہ رے بیحیا۔ وہ تو چھوڑکے
چلدی یہ ابھی کمرن ہی کمرن پکارتا ہے۔ کرورُن
روپیہ اسکے آنے سے کہان سے ملیگا۔

شبراتن بھی اسکی اِن باتون سے جلی
ہوئی تھی بولی۔ ابکی تو چوک یا امین آباد مین
ایک کمرا اس کو لے دے۔ بس پھر روپیہ وہ
سمجلا جینگا کماویگی۔

ک۔ اجی تو پھر اب یہ بھی تو نہین ہوسکتا
کہ کوئی جورو اکو لیجائے اور ہم چپ بیٹھے
رہین۔

ش۔ جو جا ہو سو کرو۔

م۔ (کدرا کی مان) دوسرا ہوتا تو کمرن کا
نام نہ لیتا۔

ش۔ کوئی عورت ادھر ادھر دیکھ بھال کے

نکاح پڑھوا لو چلو چھٹی ہوئی۔

ک۔ اور ان نواب کو کیا منہ دکھاؤن۔

ش۔ تو پھر ایک کام کرو۔ جو قمرن ملجائے تو پھر اب گھر سے باہر نہ نکلنے دینا۔

ک۔ اجی دہلیج۔ (دہلیز) کے باہر کدم (قدم) رکھے تو کوچے کاٹ ڈالون۔

م۔ اہاہاہا۔ بڑے سپاہی ہی۔ جس دن بھاگ کے آئے تھے۔ تو یہ ہیاؤم نکا نہین پڑتا تھا کہ اچھی طرح بات تو اُس سے کرین۔ اب کوچے کا دم داعیہ ہی۔ دوسرا ہوتا تو مارتے مارتے ہاتھ پاؤن ڈھیلے کردیتا۔

ش۔ اے وہ پھر نکل بھاگیگی ہم غریب آدمیون کے گھر مین رہنے والی نہین ہی اور اب تو یہ گھر اُسکو پھاڑ کھائیگا۔

ک۔ ابکی ہم زنجیر ڈال دینگے۔ ہاتھون مین۔

ش۔ انگریزی عملداری ہی ہتکڑی بیکڑی ڈالنا دل لگی نہین ہی۔ جب جورو امرد سے یون نہ دبی تو ہتکڑی اور بیکڑی سے کیا ہوگا مرد کا آنکھ کا اشارہ بہت ہوتا ہی۔ اچھا بہن اب رخصت ہوتے ہین۔ بندگی۔

تجربۂ سیاحت کے دلچسپ چٹکلے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ قمرن جان نے نوابصاحب سے بڑا اصرار بلیغ کیا تھا کہ ایک دن ہم کو بھی اس جھیل کی سیر کی اجازت دو تا کہ کشتی پر بیٹھکر ہم بھی دو گھڑی سیر چشمہ سار کرین مگر چونکہ کشتیون پر پردہ ہونا امر محال تھا لہذا نوابصاحب نے ٹالدیا اور وعدہ کرلیا کہ کسی روز نینی تال کے باہر کسی جھیل کی سیر کرالائینگے۔ تا کہ سیر کی سیر ہو اور تنہائی کا لطف بھی حاصل ہو چنانچہ حسب مشورۂ احباب یہ امر قرار پایا کہ بھیم تال کی سیر کرین کہ نینی تال سے قریب بھی ہی اور وہان صاحب لوگ بھی نہین رہتے اور جنگل اور ہو کا عالم ہی۔ اور سب احباب اور رفقا کے علاوہ بیرسٹر اور لنڈنی بھی ہمراہ تھے۔

لنڈنی نے راستے مین پہاڑون اور اپنی سیاحت کا دلچسپ بیان چھیڑا تو سب کو لطف حاصل ہوا پہلے انھون نے اکوہ مونٹ بلینک کا ذکر کیا مگر علمی اصطلاحون کے سبب سے کسی کو یہ ذکر بھلا نہ معلوم ہوا۔ پھر انھون نے مسخرے کی فرمایش سے بھیڑیون کا ذکر شروع کیا تا کہ منشی مہراج بلی کو چھیڑین۔ لنڈنی نے کہا ہمنے کئی لڑکے ایسے دیکھے ہین جنکو بھیڑیا رات کیوقت اُٹھالے گیا اور وہ بھیڑیے کے بھٹے مین پرورش پاتے رہے ایک لڑکا جسکی عمر کوئی دس برس کی ہوگی بھیڑیے کے بھٹے سے پکڑا گیا چوپایون کی طرح دو ہاتھ اور دو پاؤن سے چلتا تھا اور کچا گوشت بڑی خوشی سے کھاتا تھا کتے کیطرح ہڈیان چباتا تھا اور پانی بھی کتے کیطرح زبان سے پیتا تھا لڑکون کے ساتھ رہنے اور کھیلنے سے اُسکو نفرت تھی تاریک گوشے مین جاکے چپ چاپ بیٹھتا تھا اور کپڑا ادھر پہنایا اور اُسنے پھاڑ کے پھینکدیا۔ جب اُسکے سامنے کھانیکی کوئی شے رکھی جاتی تو پہلے سونگھتا تھا اگر

بو بری نہ معلوم ہوتی تو کھا لیتا تھا ورنہ پھینک دیتا
تھا۔ مگر بول نہین سکتا تھا۔ اشارون سے
اپنا مطلب رفتہ رفتہ بتانے لگا تھا۔
مسخرہ۔ خدا کرے ہمارے منشی مہراج بلی صاحب
کو بھی بھیڑیا اُٹھا لیجائے تو دل لگی ہو۔
اختر۔ تاکہ یہ بھی اپنی بولی بھول جائین اور
چوپایون کی طرح سے چلنے لگین۔
نواب۔ آپ لوگ خواہ مخواہ ہمارے دوست کو
بد دعا دیتے ہین۔ یہ کیا بات ہے۔
لنڈنی۔ اتنے بڑے مرد کو بھلا بھیڑیا کیونکر
اُٹھالے جائے گا۔ پیٹھ پر لاد کیونکر سکے گا
دل لگی ہے کچھ۔
نواب۔ نینی تال کا حال بھی اسیطرح لوگون سے
بیان کیجیے گا اسکا ذکر بھی ایک دلچسپ
ذکر ہوگا۔
لنڈنی۔ آپ لوگون کو تو ان باتون کا شوق
نہین ہے اور بندے نے تمام عمر اسی مین صرف
کی۔ اول تو یہ فرمائیے کہ یہان تال کتنے
ہین۔ یا ہم سے سنیے۔ نینی تال اور بھیم تال
اور مالوا تال تو اول درجے کے تال ہین۔
نوکچیا تال سات تال یہ دو درجہ دوم کے
ہین اور کھرپا تال اور سوکھا تال اور کھریا
تال اور دھوبی تال وغیرہ ادنی درجے
کے تال ہین۔ یہ فرمائیے کہ نینی تال کو نینی تال
کیون کہا۔
مہراج۔ اب یہ کون جانتا ہے۔
لنڈنی۔ ہم تو جانتے ہین نہ جاننے کی ایک ہی

کہی یہ جو مندر سامنے نظر آتا ہے یہ نینا دیبی کا
مندر ہے۔ اور اسی دیبی کے نام سے اس کل
پہاڑ کو نینی تال کہنے لگے یعنی نینا دیبی کا تالاب
اس جھیل کا طول ۴۷۰۳ فٹ یعنی ایک میل
سے کچھ کم اور عرض ۱۵۱۸ فٹ۔ آپکو یہ نہین
معلوم ہوگا کہ اس پہاڑ کی اونچی چوٹیونکی بلندی
کسقدر ہے۔ لریا کنت چوٹی ۸۱۴۴ فٹ۔
شیر کی ڈانڈی اور الما بھی اونچی چوٹیان ہین
دیوپاٹا ۷۹۸۹ فٹ۔ ایارپاٹا ۷۷۲۱ فٹ۔
چینا ۸۵۶۸ فٹ۔ یہ چوٹی سب سے اونچی ہے
اسپر سے بہت دور کی چیزین نظر آتی ہین۔
نواب۔ حضرت آپ بڑے محقق ہین واللہ
اس پہاڑ مین نمک کے اجزا زیادہ ہین اور
چونے کے اجزا بھی ہین۔ جھیل کی تہ مین بھی
پہاڑ ہی پہاڑ ہین اور اکثر لوگون کی رائے ہے
کہ ایارپاٹا پہاڑ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے اسمین
گرے ہین اور اسی پہاڑ کا چونا بھی گرتے گرتے
اسمین جم گیا ہے۔ یہ جھیل جہان آپ اسوقت
وندنا رہے ہین کوئی چھ میل نینی تال سے ہے
نینی تال کی نسبت اسکی بلندی ۱۹۰۰ فٹ
کم ہے۔ اس جھیل کا طول ۵۵۸۰ فٹ۔ ہے اور
عرض ۱۴۹۰ فٹ اور ۸۷ فٹ عمق ہے
یہ اور سب جھیلون مین بڑی ہے مگر عمق مین
سب سے کم ہے۔
اسکے علاوہ ایک مالوا تال ہے۔ یہان سے
۵ میل۔ ٹھیک پورب کیطرف۔ کالسا ندی
بھی اسکے پاس ہے۔ اور یہ پہاڑ کی چوٹیان

جو جھیل کے ارد گرد آپ دیکھتے ہین یہ کوئی
۴۰ ہزار فٹ جھیل کی سطح سے اونچی ہین یہ سلیٹین
جو اسکول کے لڑکون کے پاس دیکھتے ہو اسکا پتھر
بھی یہین کہین کہین ملتا ہے۔ اسکا طول ۴۰۸۸
فٹ۔ ہے اور عرض ۱۸۳۳ فٹ۔ مگر عمق بہت
زیادہ ہے کوئی سوا سو فٹ کے قریب۔
نوکچیا تال کا نام اسوجہ سے نوکچیا ہے کہ
اُسمین نو گوشے ہین بھیم تال کے جنوب و مشرق
کے کونے مین کوئی ڈیڑھ میل کے فاصلے پر
واقع ہے اسکے ارد گرد چھوٹی چھوٹی پہاڑیان
ہین ایک میل کے فاصلے سے یہ جھیل بہت
چھوٹی سی معلوم ہوتی تھی مگر نینی تال مین
آنکے معلوم ہوا کہ یہ ایک سو بیس فٹ ہے۔
اختر۔ کیون صاحب فٹ اور فیٹ مین
کیا فرق ہے کبھی تو آپ فٹ کہتے ہین اور
کبھی فیٹ۔
لندنی۔ فیٹ جمع ہے فٹ کی۔ اردو مین
واحد اور جمع دونون کے لیے فٹ ہی
بولتے ہین۔
نواب تو چلیے دو ہی دن اِن سب تالون کی
سیر کر آئین۔
آغا۔ حضور اب یہانسے سات تال چلیے۔
نواب۔ سات تال کیا۔ کیا سات تالاب ہین
لندنی۔ جی ہان۔
نواب۔ بھلا یہان سے کسقدر فاصلہ ہوگا۔
لندنی۔ یہ کیا سامنے ہے۔ کوس بھر سے بھی
کم اِسکے چارون طرف پہاڑ ہین اور یہ پہاڑ

بڑے ڈھالو ہین۔ اِسکے عمق کا حال مجھے نہین
معلوم مگر دو مقام پر زنجیر جوڑالی تو ۸۰۵ فٹ
پر زنجیر منتہاے قعر تک پہونچی۔ نینی تال مین
جو گندھک کا چشمہ ہے وہ بھی قابل دید ہے
کوئی طبیعی سبب اِسکا ضرور ہے مگر ہماری سمجھ
مین نہین آتا۔
اختر۔ گندھک کی بو دور تک آتی ہے۔
ممن۔ گندھک ہی ہے۔ بو کیا معنی۔
چھٹن۔ پانی بہت ہاضم ہے۔
نواب۔ مگر بو کرتا ہے۔
لندنی۔ ایسی بو تو نہین ہے کہ انسان پی نہ سکے
ہم نے تو کئی بار پیا۔ اگر دو چار روز عادت
ڈالے تو ناگوار نہ گذرے مگر کیا خدا کی
شان ہے واللہ۔
نواب۔ ع۔ بسیار سفر باید تا پختہ شود خامی۔
اختر۔ اب تو حضور لکھنؤ مین سوا چندروز کے
زیادہ نہ رہا جائیگا اتنی عمر ہم لوگون نے ضائع
کر دی۔ افسوس۔ ع۔

صد حیف کہ عمر رفت و ہشیاری نیست
دردا کہ طبیب خویشتن داری نیست

لندنی۔ ہم تو یہی صلاح دینگے کہ یورپ کی سیر
بھی ضرور کیجیے خوش ہو کے آوگے۔
آغا۔ ہم تو تلے ہوئے ہین۔
چھٹن۔ ہم بھی۔ کوئی کل چلتا ہو۔ ہم اسوقت
مستعد ہین ابھی اسی دم۔
نواب۔ اچھا بھئی ایک مہینے کے اندر ہی
اندر چلو۔

نازو۔ ذری اس موے مہراج بلیا کی تو
کوئی صورت دیکھے۔ کیا پھٹکار برستی ہی جیسے
سیکڑون جوتیان پڑی ہین۔ اے یہ تو روپیہ
کسکے واسطے بٹورتا ہی۔ کھانیوالا کون ہی۔ کل
موا آج دوسرا دن۔ چھاتی پر رکھکے لیجائیگا
سب سے ولایت جانیکی (ہامی) بھری مگر
یہ نہ بولا نہ بولا۔ بولنا کیسا منہ پیہ ہوائیان
چھوٹنے لگین۔

قمرن۔ اے ہان یہ آخر تم ولایت کے نام
سے ڈرتے کاہیکو ہو۔ یہ اتنا روپیہ اور دولت
کروگے کیا۔ ہی کون۔ یہ کھائیگا کون داماد
کو آٹھ دس ہزار دیدو۔ باقی دل کھولکے
خرچ مزے سے۔ یہ اتنی کنجوسی کاہے کو
کرتے ہو۔

نازو۔ یہ کمبخت نہ کھائیگا نہ کھلائیگا۔

نواب۔ لندن کی عمارتین کیسی ہین۔

لندنی۔ لندن کی عمارتون کا حال بھلا
ایک گھنٹے یا دو گھنٹے مین بیان ہوسکتا ہی
لاحول ولاقوۃ ایک مقام پر دو عمدہ عمدہ
عمارتین بنی ہین ایک مین اندھے اور اندھیان
تعلیم پاتی ہین اور ایک مین بہرے اور
گونگے۔ مرد عورت دونون کی تعلیم ہوتی ہی

نازو۔ ہمین تو شک نہین کہ یہ انگریز
لوگ بس ماذا اللہ (معاذ اللہ) خدائی
کرتے ہین۔

اختر۔ ذہن مین بات نہین آتی کہ اندھے
اور گونگے کیونکر تعلیم پاتے ہین۔ واہ ری
اُستادی۔

لندنی نے پھر سلسلۂ سخن شروع کیا۔ کہ
آپ کے ملک مین بعض اندھے گانے کے
ذریعے سے اپنا پیٹ پالتے ہین۔ سور داس
بیٹھے گا رہے ہین۔ لکھنؤ کا سور داس چکارا
بجاتے ہین برق ہی مگر پڑھنے لکھنے کا چرچا
کہان۔ کسی سے کہیے کہ اندھے اور گونگے بہرے
لکھے پڑھے ہوتے ہین تو باور نہ کرے ایک
عمارت وہان ایسی ہی کہ بد وضع عورتون کی
پرورش ہوتی ہی۔

مسخرہ۔ اے نہین حضرت۔ بد وضع عورتونکی
پرورش ہوتی۔ یعنی کسبیان پالی جاتی ہین۔

راوی۔ زور کا قہقہہ پڑا اور لندنی نے اسکی
تشریح یون کی۔

لندنی۔ اسکے یہ معنی نہین کہ کسبیان تیار
کیجاتی ہین۔ لاحول ولاقوۃ۔ کسبیان تو
وہان ہین ہی نہین۔ اسکے یہ معنی کہ جو عورتین
بد وضع ہوجاتی ہین وہ جب اپنی غلطی پر
نادم ہوتی ہین تو اس عمارت مین آکے رہتی
ہین اور انکے ضروری اخراجات اسی کارخانے
سے دیے جاتے ہین جبتک کامل ثبوت نہین
ہولیتا کہ وہ بد وضعی ترک کردین گی اور
راہ راست پر آجاوینگی تب تک وہ وہین
رہتی ہین اور جب تک انکے لیے کوئی معزز
ذریعہ حصول معاش نہین پیدا کرلیتے تب تک
انکو کہین جانے نہین دیتے۔ کتنی اچھی بات
ہی۔ آپ کے ملک مین بھی کوئی ایسا کارخانہ ہی

یہ انگلستان ہی کے لوگون کو خدا نے شرف دیا ہی۔ ہندوستانیون مین یہ ہمدردی کہان یہان تو اِن باتون سے کوئی تعلق ہی نہین کبھی کسی کو ہمنے یہ کہتے آجتک سنا ہی نہین کہ کسبیون اور بدوضع عورتون کو راہ راست پر لانے کے لیے کوئی کارخانہ قائم کرنا چاہیے۔

نواب۔ جب تو ساری خدائی مین راج کرتے ہین اور پھر اس شان کے ساتھ اِس طنطنے کا دوسرا بادشاہ ہفت اقلیم مین نہین ہی۔

اختر۔ کیونکر لندن دیکھین یا خدا۔ روپیہ پاس نہین اور نہ کوئی ایسا فیاض نظر آتا ہی کہ دو چار ہزار روپیہ دیڈالے۔

مسخرہ۔ بمبئی مین جا کے تجارت کرو۔ لکھپتی ہو جاؤگے سہل تو لٹکا ہی۔

لندنی۔ لندن مین ایک عمارت ہی (ہوائٹ ٹور) یعنے قصر ابیض۔ سفید محل یا منار سفید اس سے پرانی عمارت لندن مین نہین ہی کوئی نو سو برس بلکہ اس سے بھی زیادہ کی بنی ہوئی ہی۔

چھٹن۔ کیون صاحب یہ تاج بی بی کا روضہ بنے ہوئے کتنے دن ہوئے ہونگے

بیرسٹر۔ تاج بی بی کا روضہ۔ کوئی۔ اکبر کا سنہ ۱۶۰۵ء مین انتقال ہوا۔ تو تاج بی بی کے روضہ کو کوئی ڈھائی سو برس سے کچھ زیادہ ہوئے ہونگے۔

چھٹن۔ اور اِس منار سفید کو ایک ہزار برس کے قریب ہوا۔ اُفوہ۔

لندنی۔ لندن کے تھیٹر قابل دید ہین بلکہ دید ہین نہ شنید ہین۔ اور لطف یہ کہ پرائیوٹ تھیٹرون مین شرفا برابر ایکٹ کرتے ہین۔ انگلستان کی سی دولت و ثروت دنیا کے پردے پر کسی ملک مین نہین ہی۔

اور عیش و عشرت بھی دولت و ثروت کے ساتھ لازم و ملزوم ہی۔ دل بہلانے اور تفریح طبع اور دو گھڑی کی دل لگی اور ہنسی مذاق اور چہل کے لیے تھیٹرون سے بہتر اور کوئی مقام نہین ہی۔ اول تو صورتین ایسی زیبا اور زاہد فریب کہ دیکھتے ہی انسان کے خرمن صبر پر بجلی گرے عقل تو ایک نگاہ کے ساتھ رخصت ہو جاتی ہی۔ یہ جی چاہتا ہی کہ چاہے جیلخانہ یا پھانسی بھی ہو جائے تو کچھ پروا نہین ان پریون کے گال ضرور چوم لے۔

نواب۔ واللہ۔ یہ جشن !!!

اختر۔ تو عاشق تن حسن پرست آدمی کے لیے تو بڑا قیامت کا سامنا ہی۔ ہمارے حضور پر تو روز سو دو سو روپیہ جرمانہ ہوا کرے۔

نواب۔ تسلیم۔ واللہ کیا تعریف کی ہی۔

لندنی۔ اور تھیٹرون مین سب سے زیادہ دلچسپ تھیٹر ہیمارکٹ کا ہی۔ ناچ اور گانا یہان کی پری پیکر ایکٹرسون پر ختم ہی۔ یہ تھیٹر بھی بہت پرانا ہی ایک دفعہ اس مین آگ

لگ گئی تھی جسکے سبب سے عمارت کو صدمہ پہونچا
تھا مگر ۱۸۶۲ء مین اسکی مرمت کردی گئی کوئی
تین ہزار آدمی کے بیٹھنے کی جگہ ہی۔ مگر ٹکٹ
دل لگی نہین ہی۔ پندرہ روپیہ فی کس۔ ساٹھ
روپیہ فی کس۔ تین ساڑھے تین سے کم تو ہی
ہی نہین۔ مگر بہشت کو زاہد بھول جائے اگر
وہان جائے مین کیا عرض کرون۔
نواب۔ بہت جی للچاتا ہی۔
اختر۔ حضور تنہا غور ہی نہ فرمایئے گا۔
چھٹن۔ بھئی ہم اور آغا صاحب اور منشی
مہراج بلی تو اپنے پاس سے خرچ کرسکتے
ہین۔
آغا۔ آپ اور نواب عسکری اور مہراج بلی تو
مالدار آدمی ہین۔ موٹی آسامی۔ مگر بندہ غریب
آدمی ہی۔ ہان آنے جانے کا خرچ دیسکتا
ہون اور ایکسو روپیہ ماہواری خرچ کرسکتا
ہون۔
نواب۔ منظور۔ ایک کام کیجیے۔ ہم اور آغا
محمد اطہر اور نواب چھٹن صاحب اور مہراج بلی
اور نازو جان اور قمرن جان اور رمن اور
منشی اختر اور ایک خدمتگار ایک مہری ایک
مغلانی اتنے آدمی چلین اور داروغہ صاحب
اور خرچ کی نسبت یہ بندوبست ہو کہ کھانے
پینے جہاز کے کرائے اور مکان کے کرائے اور
ریل کا جو خرچ ہو اسکے آٹھ حصے کیے جائین
پانچ حصے ہمارے ذمے۔ اور دو حصے چھٹن صاحب
کے ذمے اور ایک حصہ مہاراج بلی کے ذمے
اور سو روپیہ ماہواری جو آغا محمد اطہر دین
وہ سواری کے کرائے کے لیے رکھا جائے
باقی رہے تھیٹر وغیرہ۔ جو جائے اپنا خرچ
چھٹن۔ منظور بسر و چشم منظور۔
آغا۔ سو روپیے ماہواری کے علاوہ اپنا
اپنا سفر خرچ ہم اپنے تعلق کیے لیتے ہین۔
مہراج۔ ابھی سوت نہ کپاس کوری سے
لٹھم لٹھا۔ ہان صاحب وہان کے تھیٹروں کا
ذکر کیجیے۔ کہانکا جھگڑا انکالا ہی۔
نازو۔ وہ موئے کنجوس مکھی چوس۔ روپیے
کا نام سنتے ہی جان کھسک گئی کیا بات
ٹالی ہی۔ اور ابھی خالی خولی ہی باتین ہین
کوئی گلا نہین ریتتا کہ روپیہ رکھدے۔ کھولکے
توڑ دنگے منہ۔ کوئی یہ نہین کہتا۔ فقط گپ ہی
گپ اُڑ رہی ہی اور اس موئے کنجوس کی
جان کھسکی جاتی ہی۔
نواب۔ ہمارے دل کی بات کہی۔
مہراج۔ بندہ اس زبانی داخلہ کا قائل نہین
ہی قبلہ۔ جب چلنے کا عزم بالجزم کیجیے گا تو ہم
آپکے سامنے لسبا دینگے جی۔ کنجوس کوئی اور ہونے
ہونگے۔ جب چاہیے آزما لیجیے۔
چھٹن۔ حضرت۔ آپ نے جو دلچسپ ذکر چھیڑا
تھا وہ ختم کیجیے۔
لندنی۔ اس تھیٹر کے اسٹیج کی چوڑائی کوئی
اسی فیٹ ہی یہ ملکہ معظمہ کا تھیٹر کہلاتا ہی انگلستان
کے تھیٹروں کے ایکٹر ایسے ایسے ہوگئے ہین کہ تمام
دنیا مین انکے نقطہ مقابل نہ تھے۔ اور انکے بیلے

مصنف اور ڈراما لکھنے والے بھی ایسے ایسے زبردست منشی اور شاعر گذر گئے ہین کہ نظیر نہین رکھتے تصویر کھینچ دی ہے۔ مین کہان تلک اُنکی توصیف کرون۔ ع۔

کہانتک کیجیے توصیف اُنکی خوش بیانی کی

مگر خرابی یہ ہے کہ اکثر تھیٹرون مین آگ لگ جاتی ہے۔ اور رواٸیل اٹالین ایرا ہلکلیا ڈروری لین تھیٹر جل گیا۔ رواٸیل لائیسیم تھیٹر سرے تھیٹر مین آگ لگ گئی۔ ایسٹلی تھیٹر مین بھی آگ لگ گئی۔ چھوٹے بڑے امیر غریب مرد عورت ہر درجے اور ہر طبقے کے لوگ تھیٹر پہونچتے ہین۔ ہم لوگون کو وہ تھیٹر نصیب کہان آنکھین کھلجاتی ہین۔ اول تو تھیٹر یون ہی پرستان ہوتا ہے جدھر دیکھیے پریان ہی پریان نظر آتی ہین۔ جو ہے رشک حور۔ پھر اسپر طرہ یہ کہ جو چھوکریان ایکٹرین ہوتی ہین اُنکی ادا اُنکی مستانہ چال۔ اُنکی لگاوٹ۔ اُنکی نظر غلط انداز۔ اُنکے عشوہ روح افزا اُنکے غمزہ جانفزا سبحان اللہ سبحان اللہ ؎

پریزاد و پریرو و پری خو	غلط گفتم پری شرمندہ او

نواب۔ یار لندنی بھئی اب ہمکو دل سے لگی ہے کہ واللہ پر لگا کے لندن اُڑجاؤن۔ ہاے لندن واے لندن ؎

چہ لندن انتخاب ہفت کشور	قسم خوردہ بجا کش آب کوثر

چھٹن۔ بھائی نواب۔ اگر ایسا ہی تمھارا دل آیا ہے تو بسم اللہ پھر آہ و زاری کیسی۔ کمر کسو اور چلو۔ مہراج بلی تو ہو نہین کہ روپیہ خرچتے جان نکلتی ہے۔ بہت صرف ہوگا بہت صرف ہوگا پچاس ہزار صرف ہوگا۔ اچھا تو کون بڑی بات ہے۔ بیس ہزار عسکری دین اور دس ہزار ہم دیتے ہین اور چھ ہزار یہ مہراج بلیا دے اور چار ہزار آغا سے لیلو۔

آغا۔ ہم حاضر ہین۔ دو ہزار تو ہم پیشگی دیتے ہین۔ اب اسوقت اسی دم۔ مگر واللہ نواب نہ چلوگے تو رنج ہوگا۔

چھٹن۔ ہم دس ہزار سے زیادہ دیتے مگر بھائی صاحب بی قمرن آپ کی میان من آپکے۔ اختر آپ کے۔ جھری مُلانی یہ وہ سب آپکے تو تیس ہزار کچھ زیادہ نہین ہین۔

نواب۔ بھائی مین تینتیس ہزار دونگا۔ تم سات ہزار دو اور یہ کتر بیونت تو تم ہی نے نکالی۔ مین تو ایک ادھی کسی سے نہین چاہتا تم سے اور ہم سے کوئی تکلف ہے لندنی نے اس وقت لندن کا وہ حال بیان کیا کہ ہمارا جی خوش ہوگیا۔

لندنی۔ ملکہ معظمہ جہان رہتی ہین اُس کو انگریزی مین بکنگھم پیلس کہتے ہین۔ ۱۸۲۵ء مین اسکی تعمیر ہوئی تھی اسمین مین چارسوگی تصویرین ایسی بنی ہوئی ہین کہ واہ واہ ایک تو عاقبت اندیشی کی مجسم تصویر کھنچی ہے۔ دوسری امید۔ تیسری خیرات۔ چوتھے استقلال طبع۔ بہتر کی تصویرین بنی ہوئی ہین۔ مگر ذرا بھی غور کرکے ایک ناواقف دیکھے تو صاف ظاہر ہوجائے کہ یہ عاقبت اندیشی ہی بہت مشکل ہے۔ تیم کو

اس طرح تراشے کہ انسان کے خیالات کی پوری پوری واقفیت حاصل ہو جائے۔ تصویر کھنچ جائے۔ اگر امید کی سنگی تصویر بنائے تو اس پتھر کی تصویر کے دیکھنے ہی سے معلوم ہو جائے کہ واقعی امید ہی کی صورت ہے۔

نواب۔ سبحان اللہ آپ واقعی نہایت ہی قابل آدمی ہین۔ مگر بھائی لنڈنی اگر تم ہمارے ساتھ چلو تو کیا ہرج ہے۔

لنڈنی۔ قبلہ۔ ہم تو آزاد منش لوگ ہین۔ مگر خدا کا فضل ہے کہ عمر کا ایک معتد بہ حصہ خاکسار نے یورپ ہی مین صرف کیا۔ مگر اتنا مین ضرور کہون گا کہ اگر آپ مجھے ساتھ لے چلتے ہین تو دو شرطین ہین۔

مہراج۔ مین اب تک آپ کو بڑا ہی عقلمند سمجھتا تھا مگر اب۔

چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اختر۔ خاکسار اس مصرع کے معنی یہان پر نہین سمجھا یہ میری عقل کا قصور ہے۔

مہراج۔ بندہ کہ گفتہ است صحیح ست مگر افسوس کہ گفتہ اند۔

ہر کہ دانا کند کند نادان ۔۔۔ لیک بعد از خرابی بسیار

ہمین میگویم کہ جان عزیز از مال بنیست و مال ہیچ بست کہ گفتہ اند۔

عزت کے اگاڑو مال کیا ہے کیا ہے

تکرار ہے۔ کیا ہے کیا ہے کیا ہے کیا ہے

نواب۔ بھائی آپ کو تو چڑھ گئی مگر ایک بات ہے۔ منشی مہراجبلی کی سی قابلیت تو ہم مین نہین ہے اگاڑو بھلا انکے سوائے کون کہے گا۔ فرماتے ہین۔ ع۔

عزت کے اگاڑو مال کیا ہے کیا ہے

اختر۔ مگر نواب صاحب یہ شعر منشی مہراجبلی صاحب کا تو ہرگز نہین ہے۔

راوی۔ اختر تو ان باتون سے خوب واقف تھے وہ خوب جانتے تھے کہ مہراج بلی کی جسقدر تعریف کیجائیگی اُسیقدر وہ خوش ہونگے۔ اور یہ بھی منشی اختر صاحب خوب ہی جانتے تھے کہ مہراجبلی سے صاف صاف کہنا کہ تم بڑے عقلمند آدمی ہو فضول ہے۔ لہذا نواب صاحب کیطرف مخاطب ہو کر کہا کہ (یہ شعر منشی مہراج بلی صاحب کا تو ہرگز نہین ہے) منشی مہراج بلی آگ ہو گئے۔ اور میان اختر کا منشا یہی تھا کہ مہراج بلی صاحب ذرا بگڑین۔

مہراج۔ تو جناب اگر یہ شعر میرا نہین ہے تو شاید میان اختر کا ہو گا۔

آغا۔ شعر تو بے مثل ہے (مسکرا کر) اب یہ بحث کہ یہ کسکا شعر ہے۔ اب ہم کیونکر عرض کر سکتے ہین کہ جناب منشی مہراجبلی صاحب کا شعر ہے مگر اس سے کوئی انکار نہین کر سکتا کہ شعر عمدہ ہے۔ تکرار نے کیا لطف دیا ہے کہ سبحان اللہ۔

مہراج۔ آپ قدر دان ہین۔

نواب۔ (مہراج بلی کے بنانے کے لیے) واقعی کیا شعر کہا ہے۔

مہراج۔ اور مین قسم کھا کے کہہ سکتا ہون کہ مینے بے سوچے بے سمجھے یہ شعر عرض کیا تھا۔

اختر۔ حضور چلیے آپ تو پ دم کر دیجیے۔ مگر بندہ ایک بات ضرور عرض کریگا۔ یہ شعر آپنے جناب منشی صاحب برجستہ نہین کہا۔

مہراج۔ ہان۔ تو مین علم غیب پڑھا ہون شاید خاکسار نے یہ شعر برجستہ نہین عرض کیا۔ خیر ہم کو یہی خوشی کیا کم ہے کہ آپ نے اس شعر کو پسند تو کیا۔

چھٹن۔ نہ پسند کرنا کیا معنی۔

مہراج۔ تمھارا بیٹا جیے۔ ارے یار مین تو وہ شعر کہدون کہ اختر اور اختر کا باپ تعریف کرے اور عسکری کے دربار مین اختر ہی ہے جو کچھ ہے۔

اختر۔ حضور اسوقت خاکسار پر بڑے مہربان ہو گئے۔ مین شاعر تو ضرور ہون مگر جناب منشی مہراج بلی صاحب کے مقابل مین مین کیا چیز ہون۔

مہراج۔ واہ۔ مگر ہمارے شعر پر اعتراض آپ ہی نے جڑا تھا اور خدا کا شکر ہے کہ اب تم ہی انکار کرتے ہو۔

آغا۔ منشی مہراج بلی۔ بھائی تمھاری شاعری کے تو ہم سب قدر شناس ہین یہ شعر تمنے ایسا کہا ہے کہ بے مثل ہے مگر۔

قدر گوہر شاہ داند یا بداند جوہری

تا زو۔ مین سوچتی ہون یا اللہ جو لوگ یہین پیدا ہوتے اور یہین رہتے ہین وہ مرتے کیونکر ہین۔

بیرسٹر۔ یہ سچ کہتی ہین۔

لنڈ بی۔ فضا تو واقعی ایسی ہی ہے کہ مردے کو زندۂ جاوید بنا دے۔

نازو۔ موت کا تو کوئی سامان یہان نظر ہی نہین آتا۔

قمرن۔ نواب کرورون روپیہ بھی ہمکو ملے تو یہ خوشی اسکی نہو جو یہان آنے سے ہوئی۔

نواب۔ ایک تم پر کیا فرض ہے جانی سب کا یہی حال ہے۔ ہم اپنے احباب لکھنؤ سے بھلا اس سمان اور بہار کا حال زبان سے کیونکر ادا کر سکتے ہین۔

اختر۔ محال ہے۔ یہ وہ شے ہے کہ جبتک انسان خود اپنی آنکھ سے نہ دیکھے کبھی لطف نہین حاصل ہو سکتا۔ مطلب تو سمجھ مین آہی جائیگا مگر یہ لطف بہار کہان حاصل ہو سکتا ہے۔

نواب۔ بیشک۔ یہ حظ بغیر دیکھے ہوئے خالی کسی کی تعریف کرنے سے حاصل نہین ہو سکتا۔

مہراج۔ شنیدہ کے بود مانند دیدہ۔

نازو۔ اب یہان ہمت نہ ہارنا۔

قمرن۔ دریا مین گھوڑا تو چھوڑ دیا تھا اُدھ اُس پار ہو گئے تھے۔ جب جانین کہ اس جھیل مین کود پڑو اور پار ہو جاؤ۔

مہراج۔ اگر جان لینی ہو تو یون ہی صاف صاف کیون نہین کہدیتین کہ اس جھیل مین ڈوب مر۔

نواب۔ یار خدا کے لیے ہم لوگون کا عیش منغص نہ کرنا یہان تو آپ بچ سکتے نہین۔ چاہیے لاکھ ہاتھ پاؤن مارو۔

مہراج۔ تو ابھی سے کاہیکو جھگڑا مول لیتے ہو۔ سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔

نازو۔ تو اپنے منہ سے (رہا مین) کہہ دے بس۔

مہرج۔ اچھا تو مجھے غور کر لینے دو۔ اونچ نیچ تو دیکھ لینے دو یہ جان کا معاملہ ہے۔

اختر۔ پیش از مرگ واویلا۔

مہراج۔ آپ لوگ تو گھر سے فالتو ہین۔

چھٹن۔ بچہ آج اچھی طرح سے تمھاری شامتین آگئی ہین۔

مہراج۔ بھائی جان اہہ تم کھاؤ گے ہوگے۔ آرام کروگے سستاؤ گے۔ جب سیر کا وقت آئیگا تب البتہ سمجھا جائیگا۔

نازو۔ ہمین شرم آتی ہے کہ ہمارے میان اور ایسے بُزدلے۔

نواب۔ ڈوب مرنے کی بات ہے مہراج بلی۔

مہراج۔ ڈوب مرنے کے تو سامان ہی ہین۔

اس حسرت اور بیکسی سے مہراجبلی نے کہا (ڈوب مرنے کے تو سامان ہی ہین) کہ گویا جھیل موت کا منہ تھا۔ اس برجستہ جواب کو سبنے پسند کیا۔

چھٹن۔ بھئی کیا برجستہ جواب دیا ہے۔

نواب۔ ہمارا بھی دل خوش ہوگیا۔ لے مانگ اب کیا مانگتا ہے۔ بول۔

مہراج۔ یہی مانگتا ہون کہ آج اس جھیل مین جانے پر مجبور نہ کیا جاؤن (زور سے قہقہہ لگا کر) کیون چل گیا چکما یاروں کا کہ نہین۔

نازو۔ اسنے کہا کہ آج جھیل مین جانیکو زبردستی نہ کرنا اچھا آج نہین کل سہی۔

آغا۔ ہان یار آج کا لفظ تو تم نے کہا ہے۔

نواب۔ آج نہ سہی کل کیا کروگے۔

مہراج۔ چلو ایک ہی دن جان بچی۔

نواب چکما ہوگیا بھائی صاحب۔

اختر۔ گہرا چکما ہوگیا۔

منشی مہراج بلی صاحب سے چہل کرکے سب جا کے درختون کے سائے مین ایک ٹیلے پر بیٹھے۔ جہان چھولداریان اور شامیانے نصب تھے۔ کوئی کرسی پر بیٹھا۔ کوئی مونڈھے پر اور بعض بعض بے تکلف آدمی ہری ہری دوب ہی پر بیٹھ گئے۔

نواب صاحب نے پھر اس پرفضا مقام کی تعریف کی کہ قدرت خدا کا بہین نمونہ صحرا اور کہسار ہے۔ ہمین ذرا شک نہین کہ ۔

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست

اسی کی شان مین صادق آتا ہے۔ نازو جان نے واقعی کیا خوب کہا تھا کہ یہان کے بسنے والے مرتے کیونکر ہین مرنے کے سامان یہان کہان سے بہم پہونچتے ہین یہان تو ہر شے زندہ ہی کرنے والی ہے۔ یار باربار خیال ہوتا ہے کہ لکھنؤ کے احباب کو یہ مقام دلکش کسیطرح سے دکھا دیتے واللہ اگر امراء لکھنؤ ایک بار یہان آجائین تو پھر ہر سال گرمی کے دن اسی پہاڑ پر بسر کرین۔ ابھی تو انکو عشر عشیر کیا معنی کرور وین حصے سے بھی اس لطف

کی واقفیت نہین ہی جو پہاڑ پر انسان کو
حاصل ہوتا ہی وہ بسم اللہ کے گنبد مین
بیٹھے ہوئے ہین۔
کپتان صاحب کی راے ہوئی کہ اور کوئی
شخص آئے یا نہ آئے نواب رونق جنگ بہادر
کو تو ضرور بلواؤ۔ لکھ بھیجو کہ اگر زندگی کا حظ
اُٹھانا چاہتے ہو تو سیدھے یہان چلے آؤ
بخط راست۔ ورنہ عمر بھر پچھتاؤ گے۔ جو دم
یہان گذرتا ہی ہزار غنیمت ہی۔

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

ہم تو لکھنؤ جاکے قیام وسیر کوہستان کی
تعریف کے پل باندھینگے اور بھاٹ بنینگے
نواب خدا تجھے سلامت رکھے یار تیری بدولت
یہ پہاڑ دیکھنے مین آیا۔ نازو بھی چھٹن صاحب
سے ہمصفیر ہوئی کہ اسمین تو شک ہی نہین
کہ نواب کیوجہ سے ہم سب یہان آئے۔
کیسے کیسے باندھنو لوگون نے باندھے تھے
اور کیا کیا بے پر کی اُڑاتے تھے کہ توبہ ہی
بھلی۔ پہاڑ پھٹ پڑتا ہی اور آدمی دب
جاتے ہین اور جھیل مین لوگ ڈوب جاتے
ہین اور دست آتے ہین اور کیا ہوتا ہی
اور کیا ہوتا ہی ایسا ڈرادیا تھا کہ نام سنتے سے کلیجہ
کانپنے لگتا تھا کہ یا اللہ وہان کیونکر زندگی ہوگی۔
اب یہان آئے تو سب جھوٹ پایا اور یہ چمن نے اور بھی ڈرا دیا تھا۔
چمن اس بارے مین جھینپا ہوا تو تھا ہی
نازو کے اس فقرے پر اور بھی جھینپا اور

سخت ذلیل ہوا۔ بات یون بنائی کہ ہمکو کچھ پہاڑ
سے عداوت تو تھی ہی نہین۔ لوگون کی زبانی
سنی سنائی کہتے تھے۔ کہ سرکار کو اذیت اور
تکلیف نہ ہو۔ کچھ بدنیتی سے تو کہتے نہ تھے
اور یون سمجھنے کو جسکا جو جی چاہے وہ سمجھے۔
ہم تو خود اس سبب سے کہتے تھے کہ ایسا نہو پہاڑ
پر جاکے سرکار و دراتہ حال پریشان ہون۔
اسمین کون گنہگاری کی بات ہی۔ ہم کچھ علم غیب
تو پڑھے نہ تھے۔ راست دروغ بر گردن
راوی۔ یہان آکے جو دیکھا تو کچھ اور ہی
سمان ہی۔
نواب۔ کیون جناب سمندر مین جب پہلے
پہل آدمی سوار ہوتا ہی تو خوف تو نہین
معلوم ہوتا۔
لنڈنی۔ جب پہلے پہل انسان جہاز پر سوار
ہوتا ہی تو ایسی کیفیت حاصل ہوتی ہی کہ مین
کیا عرض کرون۔ بعض بعض کا جی کسیقدر
مالش کرنے لگتا ہی مگر دو ایکدن ہم کو تو سمندر
کی بیماری نے نہین ستایا۔ جدھر دیکھو پانی بس
نیچے پانی اور اوپر آسمان۔
نازو۔ اے تو کہین کنارا دکھائی دیتا ہی۔
لنڈنی۔ کنارہ وہان کہان۔
بیرسٹر۔ سمندر کو بھی کوئی گومتی سمجھتی ہو۔
نازو۔ اوئی ہمارے ڈر کے آدمی کا بُرا حال ہو جائے اٹھارون پانی
قمرن۔ اور خدا ور کبھی لاکھون ہی ہون گے بھلا
جہاز پر تو چوٹ نہین کرتے۔
لنڈنی۔ نہین مگر پانی مین ابھرتے ہین اور

صاف دکھائی دیتے ہین۔ جو لوگ جہازرانی
کا پیشہ کرتے ہین اُنکی عمر پانی ہی مین گذر
جاتی ہی مگر جب جہاز بندر مین پہونچتا ہی تو
دو تین دن تک ان لوگون کی عجیب حالت
رہتی ہی۔ جہاز پر ہری ہری ترکاری اور
تازی تازی مٹھائی اور ہر قسم کا گوشت
کہان نصیب ہوتا ہی۔ خشکی پر اُترے اور
ہری ہری ترکاریان کثرت سے کھانے
لگے اور شرابخواری کی انتہا ہی نہین
بوتل پر بوتل اُڑتی ہی۔ جہاز پر کہان
پائین اور وہان اگر پئین تو معاذ اللہ
جہاز کی خیر نہ رہے۔ جیسے ریل کے ڈرائیور
پی کے ریل کو لڑا دیتے ہین۔ جہاز سے
اُترے اور بوتلین خریدین دن رات
غین بڑے ہین۔ ہوش کسے ہی۔ اور لڑے
لڑاکے۔ ادنی ادنی قسم کے شرابخانون
مین جا جا کے بدمست ہو کے لڑتے ہین
کپتان یعنی ناخدا تک کئی دن تک بدمستی
مین بسر کرتے ہین۔ اُن کا پیشہ بڑی بھرتی
اور چالاکی کا پیشہ ہی۔ ہر وقت جان ہتھیلی
پر رہتی ہی۔

نازو۔ تو پھر ایسی نوکری کیون کرتے ہین

قمرن۔ اے ہان جان بوجھ کے جوکھم مین
پڑنا کس نے کہا ہی۔

نواب۔ کوئی نوکری ایسی بتاؤ جس مین
آدمی کبھی مرتا ہی نہین ہی کہ بس وہ نوکری کی
اور گویا آبحیات پی گیا۔

نازو۔ ایک تو یہ کہ آدمی اپنی موت مرے۔

لندنی۔ اپنی اور پرائی موت کیسی ہوتی ہی۔

مہراج۔ اجی موت سے کہین مفر نہین ہی

نازو۔ پھر تو اس تال سے کیون ڈرتا ہی۔

مہراج۔ کہان کی بات۔ کہان کا تذکرہ۔ ہمارا ذکر
ضرور بیچ مین لائین گی۔ یہ بات وہ بات ٹکا
لا مورے ہاتھ۔

آغا۔ سوال تو کیا اچھا۔

اختر۔ سچ کہا کہ اگر موت سے کہین مفر نہین
ہی اور تم اس سے واقف ہو اور تمیز کیا
فرض ہی ایک بچہ تک جانتا ہی تو پھر تال اور جھیل
سے خوف ہی کیا۔

مہراج۔ مرگ مفاجات کے معنی جانتے ہو۔

اگرچہ کس بے اجل نخواہد مرد
تو مرو در دہان اژدرہا

اختر۔ بس ایک شعر انکے ہاتھ لگ گیا ہی۔
بات ہوئی اور تو مرو در دہان اژدرہا
کسی نے کچھ کہا کہ تم بودے ہو اور بزدلے
ہو اور جان کی حفاظت کا خبط ہی تمکو اور
انھون نے کہنا شروع کیا۔ ع۔

اگرچہ کس بے اجل نخواہد مرد

مسخرہ۔ حضور انکی کنیا راس معلوم ہوتی ہی۔
جو ہمین فرق ہو تو میرا ذمہ۔

آغا۔ ہین اتفاق ہی۔ سانپ کا نام رات
کو لینا گناہ ہی بھیڑیے سے اسقدر ڈرتا ہی
کہ معاذ اللہ۔ اتنی بڑی لاش کو بھیڑیا اُٹھا کے
کہان لیجائیگا۔ مگر بزدلا پن۔ دریا دیکھکر

لرزہ آتا ہی۔ مرد کا ہیکو یہ عورتون سے بھی بدتر ہی۔

اب کوئی ۹ بجے کا وقت تھا۔ باورچی تو پہلے ہی سے بھیجدیے گئے تھے۔ کھانا تیار ہوگیا تھا۔ خاص برنے عرض کیا حضور خاصہ تیار ہی۔ حکم ہوا نکالا جائے ہری ہری دوب کے قدرتی فرش زمردی پر ایک دری بچھادی گئی اور اسپر چاندنی اور وہین سب نے ملکر کھانا کھایا۔ کھانا کھانے کے قبل ناز و جان نے جمائی لی تو منشی مہراجبلی نے اختر سے کہا۔ حضرت ہمارے معشوق نے جمائی لی ہی۔ اسکے یہ معنی کہ بے جام بادہ اخمر کھانیکا لطف نہ آئے گا۔ نواب چھٹن صاحب نے کہا کیون بی ناز و جان صاحب۔ دور بھی چلے گا۔ ناز و تنک کر بولی اس کو تو جنون ہی۔ ہمین اگر اسوقت جی چاہتا تو ہم جمائی اور انگڑائی کاہیکو لیتے صاف صاف حکم کیون نہ دیتے کہ کھانے کے ساتھ شراب بھی ہو۔ ہمین کیا کسی کا ڈر پڑا تھا۔

مہراج بلی نے مسکراکر کہا دمن بھائے سوڑیا ہلائے۔ رکھدو تو ابھی بوتل کی بوتل صاف کرجائین اور اس انکار کو ملاحظہ فرمائیےگا۔ چونکہ سردی بہت تھی اور اس تال کی سیر کو اسلیے آئے تھے کہ خوب کھائین پیئین سیر کرین لطف زندگی اُٹھائین لہذا سب کا جی بھر آیا۔ اور سب کے پہلے چھٹن نے آدمی کو حکم دیا کہ سنتری اور ہوسکی لاؤ۔ نواب صاحب نے بھی اتفاق رائے کیا کہ بھئی اب یہان تو اسی لیے آئے ہین کہ کھیلین کودین کھائین پئین۔ بے سرور گھٹے ہوئے کیا لطف حاصل ہوگا خاک دس منٹ کے عرصے مین سب سرخوش و نشہ دماغ ہوگئے اور میان جلو نے لحن باربدی سے اور بھی سب کو محظوظ کیا۔

ہاتفی از گوشۂ میخانہ دوش / گفت ببخشند گنہ می بنوش
عفو الٰہی بکند کار خویش / مژدۂ رحمت برساند سروش
این خرد خام بہ میخانہ بر / تا مے لعل آوردش خون بجوش
عفو خدا بیشتر از جرم ماست / نکتۂ سربستہ چہ گوئی خموش

مہراج۔ جرم ماست غلط ہی (جرم) بلا اضافت فرمائیے قبلہ جرم ماست یعنی جرم از ماست۔ از ماست کہ بر ماست۔

اختر۔ نہین حضرت جرم مین اضافت ضرور چاہیے۔ یعنی خدا کا عفو میرے جرم سے زیادہ ہی۔ بلا اضافت تو فضول ہوجائیگا۔

نواب۔ منشی اختر صاحب کا بھی نام لکھ لیجیے آپ بحث کرتے ہین۔

کھانا کھانے کے بعد لندنی نے پھر سلسلہ سخن شروع کیا۔ بھیڑیے کا خوف تو خیر دل لگی کی بات ہی اور انتہا ے بزدلی مگر ہان جنگلون مین اگر انسان شیر سے دوچار ہو اور استقلال مزاج قائم رکھے تو اُس کو البتہ ہم سورما سمجھین ایک مرتبہ کپتان پورٹر کے ہمراہ فیروزپور کی طرف دامن کوہ مین کئی دن تک بڑے گھنے جنگلون مین مجھے رہنے کا اتفاق ہوا سنا تھا کہ ان جنگلون مین شیر لگتے ہین۔ ایکدن

کپتان صاحب اپنے خیمے مین اخبار پڑھ رہے
تھے اور مین خیمے کے باہر کرسی پر بیٹھا ہوا خط
لکھ رہا تھا۔ اور کوئی چھ بجے کا وقت تھا۔ مگر
بدلی اور کالی کالی گھٹا کے سبب سے تاریکی
بہت ہوگئی تھی اور جنگل بھی گھنا تھا۔ اور چارونطرف
پہاڑ ہی پہاڑ۔ چوکیدار نے صاحب سے کہا۔ خداوند
شیر ابھی ابھی پہاڑ سے اُترا اور اس جنگل مین
گھس گیا ہی۔ معلوم ہوتا ہی رات کو نکل کے
ستائیگا۔ اگر بندوق دیجیے تو دو ایک فیر کردون
کپتان صاحب نے اپنی بندوق بھری اور
مین نے اپنی دونالی بندوق جو بھری ہوئی
لیس رکھی تھی اُٹھالی اور چپ چاپ منتظر رہے
ہمارے ساتھ چار گھوڑے تھے اور دو ہاتھی
اور کوئی دس شکاری۔ بڑے مشہور گلیلے۔
ہم باتین ہی کر رہے تھے کہ جنگل مین کھڑبڑاہٹ
ہوئی اور صاف معلوم ہوا کہ کوئی جانور کسی
جانور کے پیچھے دوڑتا ہی۔ بس اتنے مین ایک
بہت موٹی تازی بھینس نکلی اور بے تحاشا
دوڑی۔ اور اُسکے پیچھے شیرنی۔ بس شیرنی نے
ایک جست بھری اور بھینس کو تھپیڑ دے کے
گرایا۔ اور ادھر کپتان صاحب کی بندوق دغی
دائین کی آواز ہوتے ہی شیرنی پھر جنگل کیطرف
چلدی اور اپنا شکار نہ کھا سکی۔ اگر بندوق
کہین چھچلتی ہوئی بھی اسپر پڑ جائے تو آگ
بھبوکا ہوکے ہماری طرف لپکے مگر بندوق
خالی گئی اور وہ مہربانی کرکے جنگل کے رُخ
تشریف لے گئین۔ اب یہ خوف پیدا ہوا کہ
رات کو شیرنی اپنا شکار کھانے کو ضرور آئیگی
لہذا ہمنے خوب آگ روشن کردی اور جس
مقام پر بھینس پڑی تھی وہان بھی روشنی کردی
اور ایک مرتبہ کپتان صاحب کے گھوڑے سے
کوئی پانچ چھ گز کے فاصلے پر شیر لیٹا ہوا تھا
انھون نے شیر کو دیکھکر گھوڑے کی باگ
روک لی کہ اتنے مین بندے کا گھوڑا ابھی پہونچا
اور دو ہاتھی بھی آگئے۔ ان ہاتھیون پر چار
پانچ شکاری بیٹھے تھے۔ ہم دونون بھی گھوڑون
سے اُترکر ہاتھی پر سوار ہوئے اور گھوڑونکو
تھوڑے فاصلے پر ہٹا دیا اور کپتان صاحب
نے گولی چلائی۔ گردن پر پڑی اور شیر
تڑپکر اُٹھا اور (ہاؤ) کرکے دوسرے ہاتھی
کیطرف لپکا۔ ہاتھی نے زور سے لات دی
تو ذرا بچایا اور زخم بھی کھایا تھا۔ جھلاکے
ہاتھی کا اگلا پاؤن نوچ لیا کہ صاحب نے
دوسرا فیر کیا اور وہین ٹھنڈا ہوگیا۔

نواب۔ کیون صاحب شملے مین زیادہ لطف
ہی یا یہان۔

لنڈنی۔ شملہ پہاڑ واقع ہی یعنی اُسکی کل
آبادی مسطح زمین پر ہی۔ اور نینی تال کے
بنگلے اور کوٹھیان مسطح زمین پر نہین بنی
ہین۔ ہر بنگلے کے اوپر ایک نہ ایک چوٹی یا
پہاڑ ہی۔ اسی سبب سے تو انگریز اس کو ایک
عظیم الشان جیلخانہ کہتے ہین۔ ایک بہت
بڑے سیاح نے جسکا نام وی بال ہی اپنی
دلچسپ اور ضخیم کتاب مین ایک مقام پر لکھا ہی

کہ جو لوگ ہندوستان مین سیر کرنے آتے ہین
اُنکو مین یہ صلاح ضرور ضرور دونگا کہ کشمیر اور
شملہ اور نینی تال اور منصوری کی ضرور سیر کرو۔
اگر اعلےٰ درجے کی فضاے روح افزا دیکھنا چاہتے
ہو تو کشمیر جاؤ۔ اور شملہ اور نینی تال کی سیر کرو
اور منصوری دیکھو۔ مگر مجھے نینی تال زیادہ تر اس
وجہ سے پسند ہے کہ ایسی جھیل کسی پہاڑ پر نہین
ہے یون تو دارجیلنگ کیا بُرا ہے۔ شملہ کی بلندی
کچھ کم نہین ہے بڑا بلند کوہستان ہے منصوری
کی قدرتی بہار بھی قابل دید ہے مگر نینی تال کو
اس جھیل نے بےمثل کر دیا ہے۔
نواب۔ کشمیر بھی گئے ہون گے آپ۔
لنڈنی۔ ایسا پہاڑ اور ایسا لطف اور ایسی بہار
اور اسقدر لطف سبزی ساری جہان کے
پہاڑون مین نہین ہے۔ کشمیر کا تو نام ہی
نہ لیجے۔

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست وہمین ست وہمین ست

نواب۔ برف کے پہاڑ بھی دیکھنے کو جی چاہتا ہے
دور سے تو دیکھے ہین۔
اختر۔ عجب لطف حاصل ہوتا ہے کہ جی خوش
ہو جاتا ہے واللہ منزلون سفید سفید چوٹیان
چلی گئی ہین۔
نواب۔ آپ کے ہندوستان مین ہزارون
چیزین دیکھنے کے قابل ہین۔ مثلاً نربدا کے
کوہ سنگ مرمر۔ عجب چیز ہے واللہ۔ یا سنبھلپور
یا کوئلے کی کھانین سنبھلپور دریاے مہاندی پر

ایک خوشنما چھوٹا سا قصبہ ہے۔ اور اِدھر اُدھر پہاڑ
ہین۔ رودبار اور کہسار دونون کا لطف اسکے
پاس ایک گاؤن ہے۔ جھونن نام ہے۔ اِسمین
ایک کان ہے۔ راجہ نے اِس کان کو چھپا دیا
تھا کہ ایسا نہو کہ برٹش گورنمنٹ کے حکام اپنا
تصرف کرلین۔ مگر وہ کھان چھپ نہ سکی۔ اِس
کھان مین کام ہو رہا تھا جب بندہ درگاہ
مسٹر وپ کے ساتھ وہان داخل ہوے۔
نواب۔ بڑے سیاح ہو بھئی۔
بیرسٹر۔ جہانیان جہان گشت۔
چھٹن۔ جب تو دنیا بھر کا حال معلوم ہے۔
مہراج۔ سفر بھی خوب شے ہے۔
لنڈنی۔ اسمین سُرمہ ملتا ہے۔ مگر کوئی لائق عالم
جیالوجی نہ ملا۔ اور کوئی ایسا آدمی بہم نہ پہونچا
جو معدنیات کے کام سے کلی واقفیت رکھتا ہو
اور اپنے فن کا اُستاد ہو۔ اس سبب سے اِس
کھان کے کام مین کامیابی نہین ہوئی اب
شاید کچھ ترقی کی ہو۔ راے گڑھ کے کوئیلون کی
کھانین دیکھین۔
نواب۔ بھئی اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جاے مگر
بندہ ضرور ولایت جائیگا۔
چھٹن۔ ہم تو شریک ہین۔ ابھی مستعد ہین صاحب
ہان مہراج بلی کو راضی کیجیے۔
آغا۔ اور ہم بھی راضی ہین۔ روپیے لیے ہوے
حاضر۔ تیار جب حکم ہو فوراً آ بادین۔
نواب۔ کیون مہراج بلی۔
منشی مہراج بلی نے جمائی لی اور جھیل کیطرف

دیکھکر کہا ڈکٹیٹ رائے کے تالاب سے کوئی دس گنی ہوگی۔
مسخرہ بولا بھئی خوب ٹالا۔ واہ اُستاد کیون نہو بات تو ایسی ٹالتے ہو کہ جسکا حق ہی۔ چمڑی جائے دمڑی نہ جائے۔ تین گھڑی دن رہے جھیل کی تیاریان ہوئین۔ چار بوٹ جھیل مین موجود تھے۔ منشی مہراج بلی صاحب سے کہا گیا کہ قبلہ تشریف لے چلیے۔ نازو نے بھی للکارنا شروع کیا۔ قمرن نے بھی غل مچایا مسخرے نے بھی بنانا شروع کیا۔ جب دیکھا کہ مہراج بلی کسی طرح منظور ہی نہین کرتے تو لنڈی نے انکا ہاتھ پکڑا اور کہا بندے کو آپ سے کچھ عرض کرنا ہی علیحدہ لیجا کر کہا آپ ایک کام کیجیے یہ سب تو شہد ے ہین ہم ایک معقول صلاح دین اُسکو مانیے۔ آپ کہیے کہ ہم بے پیے ہوئے نہ جائینگے۔ پی لین تو جھیل نہین سمندر کے باپ مین چلنے کو مستعد ہین۔ یہ سب اس بات پر راضی ہو جائینگے تم ذرا زیادہ پی جانا۔ خود ہی نہ لے جائینگے۔ چلو مطلب حاصل ہو گیا۔
یہ صلاح منشی مہراج بلی کو بہت پسند آئی کہا واللہ کیا بات بتائی ہی۔ لے بھئی نواب اگر ہمکو ہنسی خوشی لے چلنا چاہتے ہو تو ہم اس شرط سے چلتے ہین کہ ہوسکی کی بوتل کھلواؤ اور ہمکو اپنے ہاتھ سے پلاؤ۔
مسخرہ۔ نازو نہ پلاوین آپ کو۔
نازو۔ ہٹ مونڈی کاٹا۔
ممن۔ صلاح تو اچھی ہی۔ بوتل غلام حاضر کرتا ہی مگر ایسا نہو کہ پی کے انکار کر جاؤ۔
اختر۔ دل لگی ہی انکار کرنا۔
ممن نے بوتل کھولدی۔ مہراج بلی نے پی تو مگر مقدار سے کہین زیادہ چڑھا گئے پہلے آواز مین لکنت پیدا ہوئی اور پھر یہ کیفیت تھی کہ اُٹھے اور گرے۔ پاؤن قابو مین نہین تھوڑی دیر مین بیہوش ہوگئے۔ اور نواب صاحب کے حکم سے ایک خدمتگار اور ایک سپاہی نے انکی لاش کو لاد کر ایک بوٹ پر انکو لٹا دیا اسکے بعد سب یکے بعد دیگرے کشتیون پر سوار ہوئے اور ہوا کھانے لگے۔
نازو۔ واہ کیا لطف ہی۔
قمرن۔ مردہ آئے تو جی اُٹھے۔
آغا۔ یہ فرحت بھلا شہر مین کہان روح پا سکتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ۔
یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ نازو جان اور قمرن جان اتنی بڑی جھیل مین بوٹون پر سوار ہو کر اس لطف اور امارت کے ساتھ سیر کرتی تھین۔ مہراج بلی کی لاش دیکھ دیکھکر چو طرفہ سے قہقہہ پڑتا تھا دو گھنٹے جھیل کی سیر کا لطف اُٹھا کر بوٹون سے اُترے۔ اور چونکہ اندھیرا ہو گیا تھا لالٹینین روشن کی گئین منشی مہراج بلی کو اب اسقدر ہوش تھا کہ پاؤن پاؤن سب کسی کے سہارے چلتے تھے۔
نازو۔ نواب کو خدا سلامت رکھے۔ یہ ہوس بھی آج نکلگئی تال مین بھی سیر کر لی۔
مسخرہ۔ اجی حضور مہراج بلی صاحب۔ وہ دیکھیے

بھیڑیا بھٹے سے نکلا۔ ارے بھاگ۔

بھیڑیے کا نام سُنکر مہاراج بلی کانپنے لگے۔ تو نواب نے اُنکے ہاتھ مین ہاتھ دیا اور مع الخیر چھولداریون مین ہو پہنچ گئے۔

وکالت کے رکانے

ناظرین کو یاد ہوگا کہ مولوی عظمت اللہ صاحب وکیل نے نواب صاحب سے وعدہ کیا تھا کہ مین شام کو کچہری سے پلٹتے ہوئے آپ سے ملونگا۔ اور محنتانے کا بھی ایک خوبصورتی سے تقاضا کر دیا تھا کہ اگر روپیہ اسوقت بھیجد یجیے تو بڑی مہربانی ہوگی۔ محنتانے کے ڈھائی ہزار تو نواب صاحب نے آتے ہی بھیجدیے اور مولوی عظمت اللہ صاحب کی دعوت اور تفریح طبع کے لیے دو نامی نامی طائفون کے پاس کھجڑی بھی بھیجدی اور خاص پز کو بلاکر حکم دیا کہ آج بہت بھاری مرغ پلاؤ پکاؤ اور انناس پلاؤ بھی ہو۔ دو چار صاحب آنیوالے ہین۔ زیادہ بھیڑ نہ ہوگی لیکن کھانا پر تکلف ہو۔ یہ حکم دیکر نواب صاحب نے آرام کیا۔

اب ادھر کا ذکر سنیے کہ کدرا اور شبراتن کے رخصت ہونے کے بعد للتوا کی دکان پر گیا اور شبراتن کی کل سرگذشت کہ سُنائی للتوا اپنی رالے دیتے ہی کو تھا کہ اتنے مین ایک برف والے نے آواز دی۔ (ملائی کی برف) جب قریب آیا تو للتوا نے کہا ارے ادھر آ۔ او ملائی والے۔ کہان رہتا ہے بے۔ دکھائی نہین پڑتا آج کل۔ کیا بچہ کسی سے پھنسے ہو۔ ہے کچھ جردر کچھ دال مین کالا کالا ہے۔ اُسنے ٹھنڈی سانس بھر کے کہا یار کیا بتاؤن ایک سونے کی چڑیا پھنس گئی تھی مگر نکل گئی ہاتھ سے۔ یار ایسی پری ہے کہ ہم کیا کہین۔ للتو کے سر کی قسم آج تلک ایسی ایک نہین دیکھی اور کرورتی عورت کوئی بہت ہو۔ چودہ برس کی اور دھان پان۔ اور جب پان کھاتی ہے تو گلے سے سرخی جھلکتی ہے۔

للتوا نے گڑگڑا کر کہا۔ تو یار ہے ہمکو بھی دکھا دو بھائی ہم صدکے (صدقے) ہو جائین پھر ہمارا تمھارا دوستانہ کب کام آئیگا۔ وہ اپنی آشنا تم نے ہمکو دکھائی تھی کہ نہین۔ ہمنے کون وہ بات تو نہین کی کہ دوستانہ مین تم ہم سے شکایت کرتے۔ اسکو بھی دکھا دو۔

اُسنے کہا ارے بھائی اب کہان۔ وہ تو تکیے کے پچھواڑے والے مکان مین رہتی تھین وہ بڑا مکان ہی نہین۔ اس تکیے کے پچھواڑے وہین رہتی تھین۔ بیگم تھین لاکھون کا کھرچ (خرچ) اور وہ جو تم کو دکھلائی تھی اسدن وہ بھی ایک دن وہان ملی تھی نوکر چاکر آدمی لونڈیان یہ وہ بیگم ہی ہے۔ مگر اب وہ کیا جانے وہان سے کہان اُٹھ گئین ہم تو تڑپتے ہین بھائی۔ ادھر ہم نے آواز لگائی ملائی کی برف اور ادھر عطر گلی کی طرف کی کھڑکی کھول کے سیخچون کے پاس کھڑی ہو گئین سیخچون سے بلائین لیتی تھی اور ایسی چلبلی بیگم کہ اب مین تم سے کیا کہون۔ اب تو

وہان پرندہ بھی پر نہین مار سکتا۔ جو کی بہرا
ہر ہم تم کس کھیت کی مولی ہین۔ اچھے اچھے
وہان پھٹکنے نہین پاتے۔ گردن ناپی جائے
ایک دن میری بلائین لے کے اپنی تقبیر
(تصویر) ہمکو دکھائی ہم نے کہا جانصاحب
یہ ہمکو دیدو ہم اپنے پاس رکھینگے۔ بولی لیجا
مگر ایسا نہ ہو کہ کسی کو دیڈالے۔ بڑی سونیکی
چڑیا ہاتھ سے نکل گئی۔ اب ہر دم وہی تقبیر
(تصویر) دیکھا کرتے ہین۔ بس اتصویر دکھا کر
دیکھو کیا تقبیر (تصویر) ہے۔

للتوا تصویر دیکھکر دنگ ہوگیا۔ اور کدرا
گو گو کھا تھا مگر للتوا کی صورت سے وہ بھی
سمجھ گیا کہ اسکو یہ تصویر دیکھکر بڑی حیرت
ہوئی۔ کہا یار ہم کو بھی دکھلاؤ مگر للتوا نے
تصویر نہین دکھائی اور برف والے سے
کہا یار ہم اس بیگم کا پتا لگا دینگے۔ تم یہ
تصویر ہمارے پاس رکھ جاؤ تو ہم اپنی مان
کو ایک جگہ بھیج کے پتا لگائین۔ ہین بھی
اسیر عاشک (عاشق) ہوگیا مگر تم ڈرنا نہین
ہم تم بھائی بھائی ہین برف والا چکما
کھا گیا۔ اور تصویر للتوا کے پاس رکھکر
رخصت ہوا اور چلتے وقت اسقدر کہہ گیا
کہ جو پتا لگا دو استاد تو پھر ایسی
کلپھی (قلفی) کھلاؤن کہ یاد ہی تو کرو جب
برف والا نظر سے اوجھل ہوا للتوا اور کدرا
مین بہت چپکے چپکے یہ باتین ہونے لگین۔

للتوا۔ بھلا پہچان تو یہ کس کی تصبیر (تصویر) ہے

کدرا۔ ارے! یہ تو کمرن ہے۔ کمرن۔

للتوا۔ کمرن کو ہم ایسا نہین جانتے تھے جی
یہ تو ستر کسمی (خصمی) نکلی۔ مگر لونڈا برف
والا بھی نکیلا اور بیچ سر جج کا گبھرو ہے۔

کدرا۔ یہ حرامجادی سب پر عاسک ہو جاتی
تھی۔ بڑی بدنکلی۔

للتوا۔ اب تم سے ہم کہتے ہین۔ کوئی بیس
دفان (دفعہ) تو تمہارے گال کاٹ لیے تھے
اور ہم چھپکے رہجائین کہ محلے کا واسطہ ہے
کوئی دیکھ لے تو کہے پاجی ہے۔ ہم نے تقبیر
تم کو اس سبب سے اس وکت (وقت) نہین
دی کہ تم بک نہ اٹھو۔

کدرا۔ کھوب کیا۔

للتوا۔ اچھا لے اب چلکے یہ ٹوہ لگاؤ کہ اس بڑے
مکان مین کون آن کے رہا تھا۔

ک۔ چلو۔ لگے ہاتھون پوچھ آئین۔

ل۔ نوابصاحب سے یہ سب کہنا ہوگا جی۔

کدرا اور للتوا باتین کرتے ہوئے چلے
وہان پہونچے تو پھاٹک پر سپاہی اور تزک
و احتشام اور لوگون کی بھیڑ بھاڑ دیکھکر
جرأت نہوئی۔ کہ کچھ دریافت کرین وہان سے
بے نیل مرام واپس آکے دونون شبراتن کے
پاس گئے اور کدرا نے کل امور بیان کرکے
قمرن کی تصویر دکھائی۔ شبراتن تصویر کو بڑے
غور سے دیکھکر ہنسی۔ کہا بیگم صاحب اور شہزادی
بنکے تصویر کھچوائی ہے مردار نے اور کیون ہم کیا
کہتے تھے کہ وہ چھین کرتی ہوگی اور سونیکا لقمہ

کھاتی ہوگی۔ کدرا نے ان سے درخواست کی کہ بس اتا پتا لگا دو کہ اس مکان میں کون بیگم آکے ٹکی تھی۔ شبراتن اُسی وقت گئی اور للتوا کی دوکان پر آکے کل حال یون کہا۔

نواب عسکری اسی مکان مین کمرن کو لیکے رہے تھے برف والا لونڈا ٹھیک کہتا تھا۔ اب وہ اُس کو اور اُس کی بہن نازو کو بہاڑ پر لے گئے ہین۔

للتوا۔ چلو یار اب نواب صاحب کے پاس چلو۔

کدرا۔ جرور۔ ہم تو تیار ہی ہین۔

للتوا۔ تم وہان نہ بولنا تم ناملاد (معاملہ) کھراب کر دوگے۔

ک۔ ارے ہم آپ ہی نہ بولین گے۔

ل۔ کمرن کی اتصبیر دیکھ کے اور بھی تڑپ جائینگے

نواب۔ دیکھو تو سہی۔

ناظرین کو خیال ہوگا کہ جب نوابصاحب کے ہان بی قمرن جان اپنے میان سے بھاگکر رہی تھین تو نفضلے نامی ایک برف والے گبھرو برکر خوبرو اور نمکین تھا قمرن ہزار جان سے عاشق ہوگئی تھی اور اُس سے کہتی تھی کہ جاہے مجھے چنا کھانے کو ملے چاہے آدھا پیٹ کھانا پاؤن مگر مجھے تیرے ساتھ رہنا گون ہی۔ اور کا لاکھون روپیہ گون نہین۔ ع۔

مرا گدائے تو بودن ز سلطنت بہتر

یہ برف والا جو للتوا کا دوست تھا وہی نفضلے ہی ناظرین کو یہ بھی یاد ہوگا کہ قمرن نے اپنی تصویر بھی نفضلے کو دی تھی یہ وہی تصویر تھی جو للتوا نے باتون باتون مین برف والے سے ہتیا لی تھی۔ یہ بھی ناظرین باتمکین کو غالبًا یاد ہوگا کہ قمرن کی منہ بولی بہن جسکو وہ دگانا کہتی تھین قمرن کے ملنے کو اِسکے پاس آئی تھی اور نفضلے برف والے اور اس دگانا سے کبھی آشنائی تھی۔

خیر تصویر لیکر للتوا اور کدرا خوش خوش نوابصاحب کے ہان چلے کہ ایک اور ثبوت نواب کو دینگے اور قمرن کی تصویر بھی دکھائینگے شام کو مکان پر پہونچے تو اور دن کی نسبت ذرا صفائی اور تزک اور اہتمام زیادہ پایا انکو دیکھتے ہی نوابصاحب نے اشارے سے بلایا اور کہا مولوی عظمت اللہ صاحب وکیل کے ہان ڈھائی ہزار روپیہ تمھارے سامنے ہی بھیجدیا تھا اب آج رات کو اُنکی دعوت ہی۔ کھانا پکوایا ہی جلسہ بھی ہوگا۔ یہ سب تمھاری بدولت لٹا رہا ہون یگن مانوگے یا بھول جاؤگے۔

ک۔ (قدمون پر گرکر) ہجور گلام ہون۔

نواب۔ یاد رکھیے گا۔

ک۔ (ہاتھ جوڑکر) ہجور تا بے جندگی (تا بہ زندگی)

نواب۔ وکیل صاحب کی بڑی خوشامد کیا کرو

ل۔ ہجور ہم تو ہجور کو جانتے ہین۔

ک۔ اوپر کھدا اور نیچو آپ۔

نواب۔ بڑا لسان لونڈا ہی یے تو۔

استنے مین مولوی عظمت اللہ صاحب کا
آدمی نوابصاحب کے نام ایک رقعہ لیکر آیا۔
رقعے کا مضمون یہ تھا۔ عالیجناب نواب صاحب
ڈھائی ہزار روپیہ مرسلہ سامی پہونچا ممنون
ہوا۔ اسوقت حضوری کا ارادہ تھا مگر کئی امر
مانع ہوئے۔ آج تو کوئی دس بجے جی الشی
کرنے لگا۔ کھانا بھی نہین کھایا کچہری چلا گیا
کمشنری مین ایک بڑا مقدمہ تھا۔ چار گھنٹے برابر
ٹانگون پر کھڑا رہنا پڑا کئی بیرسٹرون سے مقابلہ
تھا۔ وہان سے سب جج کے اجلاس مین آیا
یہان دو مقدمے چلتے۔ اب تھک تھکا کر
گھر آیا تو دن بھر بعد کھانا کھایا اور وہ بھی پہیری
کم روغن شوربا اور چار پھلکے۔ دن بھر بعد
جو کھانا کھایا اور وہ بھی ہاتھ روک کے
اور کئی گھنٹے کی قانونی بحث سے الگ شل
ہوگیا تو اب آرام کو جی بہت چاہتا ہے۔ اسوقت
معاف فرمائیے کل انشاء اللہ ضرور حاضر ہونگا۔
مجھے واللہ اس غیر حاضری کا سخت افسوس
ہے۔ مقدمے کیجانب سے آپ مطمئن رہین۔
رگید ڈالون گا۔ کل صبح کو ملون گا۔ نیت
شب بخیر۔ خاکسار عظمت اللہ وکیل

رقعہ پڑھکر نواب صاحب نے مولوی
عظمت اللہ وکیل کے آدمی سے کہا۔ ارے
میان تم نے تو اسوقت غضب ہی ڈھایا
ہمنے بڑے اہتمام سے کھانا پکوایا۔ ناچ کیلیے
دو تین طائفونکو کچہڑی بھیجی۔ منتظر بیٹھے تھے
کہ مولوی صاحب آتے ہونگے کہ آپ یہ رقعہ
لائے۔ اچھا پھر اب تو مجبوری ہے قلم دوات
کاغذ لاؤ ہم بھی جواب لکھدین۔ جواب رقعہ
یون لکھا۔

حضرت مولانا۔ بھائی تم نے اسوقت
غضب ڈھایا ارے میان دور از حال آج
ہی تمکو بھی بیمار ہونا تھا خاکسار لینے آپکے
تابعدار نے ناچ کی تیاری کی ہے۔ طائفے
گھڑی دو گھڑی مین آتے ہون گے۔ مزا
کرکرا کردیا۔ اب آپ جانتے ہین بندہ کیا
کریگا۔ جلسہ موقوف مجرے کا جو ہو وہ لو
اور چلدو کل بشرط خیریت انشا اللہ پھر بھی
لطف ہوگا۔ ع۔

ہر کسی را بہر کارے ساختند

ہم کو اسی کام کے لیے خلق کیا ہے۔ مگر
ایک امر مین حیرت ہوتی ہے کہ ابھی اس نئی
جوانی ہی مین آپکا یہ حال ہے کہ ذرا جی مالش کیا
اور کمزور ہوگئے۔

کل صبح کو آپ کیون تکلیف کرین۔ بندہ خود
حاضر ہوگا آپ کو تکلیف دینا ہرگز گوارا نہین
ہے۔ سویرے بندہ خود حاضر ہوگا اور مقدمے
کی بنسبت آپ نے اطمینان دیا ہے اسکا شکریہ
ادا کرتا ہون۔

سپردم بتو مایۂ خویش را	تو دانی حساب کم و بیش را

حررہ ننگ انام۔ نواب برائے نام
خط دیکر وکیل صاحب کے آدمی کو روانہ
کیا اور ادھر گذرا اور للتو کی جانب مخاطب
ہوئے۔

نواب۔ کہو کوئی تازہ خبر۔
ل۔ ہان ہجور۔ کمرن کو ہجور نے دیکھا ہی۔
نواب۔ نہین کہان دیکھا مگر تعریف البتہ سنی ہی کہ بڑی حسین عورت ہی۔
ل۔ ہجور ہمارے پاس ہی کمرن۔
نواب۔ کیا! کیا پہاڑ سے بھاگ آئی (اپنے دلمین۔ ارے غضب یہ کیا ہوا)۔
ل۔ بھاگ نہین آئی۔ مدا ہمارے پاس ہی (تصویر دیکر) یہی کمرن ہی سرکار۔
نواب۔ (تصویر کو بغور دیکھکر) یہ تو دوسری نور جہان ہی۔ اللہ اللہ چوڑی والی اور اسقدر حسینہ۔ یہ نور عالم افروز یہ تو جورو بنانیکے لائق ہی۔
ک۔ ہجور لونڈی کیسے۔ یہ ہجور کی لونڈی بنکے رہیگی۔ مدا ہجور چاند مین دھبا ہی اسمین دھبا نہین ہی۔
نواب۔ واقعی۔

می شنیدم کہ راحت جانی | چون بدیدم ہزار چندانی

واہ وا واہ کیا شکل ہی۔ زاہد فریب۔ ابھی اب تو اگر ایک لاکھ روپیہ بھی ملتے تو کیا مال ہی مگر کدرا تم اس سے اب ہاتھ دھو بیٹھو۔
ک۔ ہجور۔
نواب۔ ہجور وجور نہین۔
ل۔ سرکار مالک ہین۔ گلام کو کون بات کا اُجر ہو سکتا ہی لے بھلا۔
نواب۔ قمرن کیا پری ہی پری۔ واہ ری صورت زیبا عاشق ہو گیا۔

اگر کوئی اور کدرا اور نواب صاحب کی یہ تقریر سنتا تو کدرا کو اسقدر مارتا کہ بیدم کر دیتا۔ نواب تو قمرن کے حسن کی تعریف کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اب تو قمرن سے ہاتھ دھو بیٹھو۔ اب یہ ہماری بیوی ہوکے رہیگی۔ اور کدرا ہجور ہجور کہہ رہے ہین اور فرماتے ہین کہ ہجور اسکو اپنی لونڈی بنائین۔ واہ۔ کوئی پوچھے کمبخت جو قمرن تیری ہوکے رہیگی نہین تو تیرے باپ کا ہیکو بلیتا ہی۔ لعنت بھیج۔ جیسے اُن نواب کے پاس رہی ویسے اِنکے پاس رہی۔ سبھکے دونون باتین یکسان ہین اور للّو اپنا مطلب گانٹھتا تھا۔ اِسکو اس سے کیا بحث تھی کہ قمرن یہان رہے یا وہان رہے۔ اُسکو تو یہ فکر تھی کہ نواب سے چار پیسے ملین اور اگر اسی دل لگی دل لگی مین قمرن پھر محلے کو آباد کرے تو ازین چہ بہتر۔
نواب۔ کادر۔ یار کمرن ہمکو دیدو۔
ل۔ ہجور اسکے بس مین ہو نہ جب۔
نواب۔ ایک لاکھ روپیہ خرچ ہوگا۔
ل۔ کھدا (خدا) سلامت رکھے۔
نواب۔ ہم کوئی کنگال نہین ہین۔
ل۔ دم گنیمت (غنیمت) ہی۔
نواب۔ تو جو مانگیگا وہ تجکو بھی دونگا۔
ل۔ ہجور نے جب سے میری پیٹھ پر ہاتھ رکھا ہین بادشاہ ہو گیا بس ہجور۔
نواب۔ ارے میان کدرا کوئی اور چوڑی والی

دکھاؤ۔ کیا قمرن کی سی کوئی اب نہین ہو۔

ک۔ حجور قمرن سی تو دنیا مین نہوگی چاہے ڈھونڈھ لیجیے۔

نواب۔ کل صبح کو ہم تم سے دو ایک باتین دریافت کرینگے دیکھو تو ہوتا کیا ہو کل تملوگ بہت سویرے آؤ۔

ل۔ بہت اچھا۔ حجور دم لیجیے۔

ک۔ تڑکے آجائینگے۔

ل۔ حجور سائیں اس ہمارے شہر مین کوئی نہین ہو۔ کیا بات ہو۔

نواب۔ ارے دور دور نہین ہو۔

ل۔ ہان حجور۔

ک۔ حجور کل وکیل کے پاس چلینگے۔

ل۔ کیا بکتا ہو گدھے۔ اور بلاتے کاہیکو ہین یہ گنوار ہی سکار۔

نواب۔ (مسکراکر) مگر تو بڑا طرار ہی ہائے قمرن وائے قمرن۔

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہو۔ وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور
گھر بیٹھے نظارہ ہوگیا۔
طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی بام پر یار نے دیدار دکھایا مجھکو
ہوش ٹھکانے نہ رہے واللہ۔
اڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پری رو ممکن نہین حواس خمسہ بشر سنبھالے

ل۔ اب ہم لوگ کل آئینگے۔

ک۔ ہان اب حجور بھی آرام کرینگے۔

نواب۔ آرام تو اب بے قمرن کے دیکھے محال ہو۔ انشاءاللہ چاہے جو صرف ہو جائے۔

ل۔ کمی کس بات کی ہو حجور۔

ک۔ اللہ کا دیا سب ہو۔

نواب۔ اچھا اب تڑکے آجاؤ۔

دوسرے روز کدرا اللوا کو لیکر وکیل کے ہان پھر گئے۔

وکیل۔ نواب صاحب کیخدمت مین تسلیم۔

نواب۔ دل صاحب بہادر۔ مزاج کیسا ہو۔

و۔ کل سے بہت برا حال ہو۔

ن۔ خدا خیر کرے۔ کیا ماجرا کیا ہو۔ بخار تو نہین ہو خدانخواستہ ڈاکٹر کو بلاؤ صاحب۔

و۔ نہین۔ نیچر پر چھوڑ دونگا۔

ن۔ نیچر۔ یعنی طبیعت۔ آپ تو وہی نیچری لفظ بولتے ہین جسکے سے بخار نہین پایا جاتا۔

و۔ شب کو خفیف سی حرارت تھی۔

ن۔ تو بھائی حکیم کو بلائیے۔

و۔ کل آپ کے ہان نہ جانیکا بڑا رنج ہو آپنے اسقدر تکلف کیا تھا مگر کیا کرین طبیعت پر اختیار نہین بیماری کو کیا کرے کوئی۔

ن۔ کل بڑی بے لطفی ہوئی اور آپ آج پھر آپ رنگ لائے پرسون انشاءاللہ۔

و۔ آپ کے مقدمے کی نسبت۔

ن۔ یہ وقت نہین ہو۔ مقدمہ ہوا ہی کریگا آپکی طبیعت اچھی ہوجائے مقدمہ تو ہوتا ہی

رہیگا۔ مگر ایک بات آپ سے کہنے کے قابل ہی۔ قمرن
کو آپ نے دیکھا ہی؟

و۔ جی نہین۔ سنا ہی کہ بڑی حسین ہی۔

ن۔ (تصویر دکھا کر) یہی بی قمرن ہین۔

و۔ ہی تو بھگا ہی لیجانے کے قابل۔ یار اسمین
شک نہین کہ عسکری مزے کرتا ہی۔ بڑے
خوش قسمت ہین۔ اللہ کیا شکل کیا صورت ہی۔

ن۔ بس یہ تصویر ہی دکھانے آئے تھے ہم اور
آپ کے مزاج کا حال بھی دریافت کرنا تھا۔

و۔ (تصویر کی پشت دیکھکر) یار ایک کام کرو یہ
تصویر جان اینڈ کمپنی کے کارخانے کی ہی۔
جان اینڈ کمپنی لکھنؤ و منصوری۔ آپ جان کے
پاس جائیے اور یہ تصویر لیتے جائیے کہیے گا
محمد عسکری نے ایسی بارہ تصویرین اور مانگی ہین وہ
قطعی انکار کریگا کہ یہ عورت کی تصویر ہی۔ ہم
نہ دینگے۔ آپ اصرار کیجیے گا۔ کہ نواب صاحب
نے نینی تال سے منگوائی ہی اگر آپ نہ دینگے
تو وہ مجھسے خفا ہون گے۔ جب وہ نہ ملنے تو
آپ کہیے گا کہ اچھا بھر ہمکو آپ ایک خط ہی
لکھدیجیے کہ جبتک نواب محمد عسکری کا خط یا تحریری
حکم نہ آئیگا ہم تصویر نہ دینگے اسکو وہ منظور
کرلیگا۔ وہ خط آپ لے آئیے۔ بڑا کام دیگا۔
فوراً جائیے۔ مگر بخط راست یہین آئیے گا
نوابصاحب بہت خوش ہوے کمدرا اور للتوا
کو انھین کی ڈیوڑھی پر بٹھا گئے کوٹھی مین
جاکے پوچھا صاحب ہین۔ چپراسی نے کہا ہان
ہین اتنے مین جان صاحب باہر نکل آئے
اور نواب کو بڑے تپاک کے ساتھ کوٹھی مین
لے گئے اور پہلے تصویرین دکھائین نواب صاحب
نے اکثر تصویرین پہچانین۔ یہ مرزا سلیمان قدر
بہادر شاہزادے ہین۔ یہ تصویر کوپر صاحب
کی ہے۔ یہ لکھنؤ کے تحصیلدار تھے لڑکے پنڈت
اقبال کشن کی تصویر ہی آپ کے ہان کی تصویرین
تمام ہندوستان مین مشہور ہین ایسی صفائی
بھلا اور کارخانے مین کہان۔ پرسون ہم
بھی تصویر کھنچوانے آئینگے۔

یہ کہکر نواب صاحب نے تصویر نکالکر
دکھائی۔

ن۔ یہ تصویر نواب محمد عسکری نے کھنچوائی تھی پہاڑ
پر سے ایک درجن اور منگوائی ہی۔

جان۔ ہان۔ نواب عسکری مرزا۔ ول۔ مگر ہم
بے انکے حکم کے نہین دیسکتے۔

ن۔ ہمارے پاس تو خط آگیا ہی۔

ج۔ جبتک انکی تحریر ہمارے پاس نہ آئے تب تک
ہم کسیطرح نہین دے سکتے۔

ن۔ ہان ہان قاعدے کے خلاف آپ کیونکر
کرسکتے ہین مگر ہم سے وہ بگڑ جائینگے۔

ج۔ تو آپ انکو لکھیے۔ وہ ہمکو لکھ بھیجین تو ہم کو
کوئی عذر نہوگا۔

ن۔ خرابی یہ ہی کہ وہ سمجھینگے کہ ہم آپکے پاس آئے
نہین اور گھر بیٹھے ہی لکھدیا کہ وہ بے حکم کے
نہین بنا دیتے۔

ج۔ تار دیدیجیے۔

ن۔ جی نہین۔ اچھا ایک کام کیجیے آپ ہم کو

ایک چٹھی اس مضمون کی لکھدیجیے کہ ہم بے محمد عسکری کے حکم کے یہ تصویرین نہین کھینچ سکتے جان صاحب نے یہ صلاح منظور کرلی اور خط اُنکے نام لکھدیا انھون نے خط لیا شکریہ ادا کیا اور رخصت ہوئے۔ اور سیدھے وکیل کے مکان پر پہونچے اسوقت مولوی صاحب ایک تاریک کمرے مین آرام کررہے تھے۔ اور باہر سے آدمی پنکھا کھینچ رہا تھا۔ یہ بے تکلف چلے گئے اور کہا کیا دور از حال طبیعت زیادہ بے لطف ہے۔

و۔ جی نہین۔ ڈاکٹر صاحب آئے تھے۔ کہہ گئے ہین کہ آج کچہری نہ جاؤ اور کوئی کام نہ کرو۔ کہیے کیا بات چیت ہوئی۔

ن۔ (خط دیکر) انگریزی مین ہے۔

وکیل نے خط کھول کر پڑھا۔ اور ترجمہ سنایا۔

بخدمت ہز ہائنس نواب محمد عسکری صاحب بہادر آج آپ کے دوست ہمارے پاس وہ تصویر لائے جو آپ نے ہماری کوٹھی مین کھنچوائی تھی جبدن دو عورتین آپکے ساتھ آئی تھین اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ ناچتی ہین اُنھین سے جو بہت کمسن تھی اُسکی تصویر آپ کے دوست نے دکھائی اور کہا کہ آپ نے ایک درجن تصویرین منگوائی ہین۔ عورت کی تصویر ہم اسطرح پر کسی اور کو نہین دسکتے۔ ہان اگر آپ حکم دین تو ہم بارہ تصویرین اتار دین اور جسکو آپ لکھین اُسکو حوالہ کردین۔

ہمنے ملکہ معظمہ کے لباس عروسی کی کئی تصویرین آجکل تیار کی ہین اگر اجازت ہو تو ایک درجن وہ بھی بھیجدین اب آپ پہاڑ سے کب اُترینگے۔

و۔ کیون کیا سوجھی ہے۔

ن۔ اس سے کیا مطلب نکلیگا۔

و۔ یہ سبھگا لیجانے کا ثبوت دیا جائیگا۔ آپ دیکھتے جائیے کہ کیا کارروائی ہوتی ہے۔

ن۔ بھئی بہت دور کی سوجھتی ہے۔

و۔ تسلیم۔ روٹیان ہی اسیر ہین۔

ن۔ اب آپ آرام کیجیے۔ باقی حال اب کل کہونگا۔ اسوقت سمع خراشی خلاف عقل ہے مگر اب آرام ہی کیجیے گا۔

و۔ آداب عرض کرتا ہون۔

ن تسلیم۔

و۔ ذرا کل قمرن کے میان کو لیکے صبح کو آجائیے گا اُس سے اور بھی کچھ دریافت کرنا ہے۔ اور اُس لونڈے کو بھی لے آئیے گا۔ ان دونون بہنون مین زیادہ حسین کون ہے۔

نواب۔ نازو کے نسبت قمرن حسین ہے۔ یون تو دونون مہ پارہ اور پری چہرہ ہین مگر قمرن مین جو بات ہے وہ لاکھون کروڑون عورتون مین نہ ہوگی۔

وکیل۔ آپ تو کہتے تھے کہ قمرن کو ہمنے دیکھا ہی نہین ہے صرف تصویر دیکھی ہے اب ان دونون کے حسن کا فرق بتاتے ہو۔

آپ کی بھی واللہ کچھ عجب باتین ہین۔ اگر اجلاس پر آپ گواہی مین طلب کیے گئے۔ تو

مقدمہ بلٹا ہی دیجیے گا۔

نواب۔ قمرن کو دیکھا یا نہین دیکھا۔ للتوا اور کدرا سے تو یہی کہا ہی کہ ہم قمرن کی صورت سے بھی واقف نہین ہین اور اِن دونون کو یقین آگیا۔ ہم سوچے کہ ایسا نہ ہو ہم بھی چھپیٹ مین آجائین۔ اِس سے الگ ہی الگ رہ کے کارروائی کرنا اچھا۔ باہمہ و بے ہمہ۔

و۔ تو ہمکو کل امور سے مطلع کردو صاحب۔

ن۔ اجی مقدمہ تو چھیڑنے دو۔

و۔ ہم کہتے ہین ایسا نہو کوئی بات فروگذاشت ہوجائے آپ ابھی وکالت کے رکانے کیا جانین تصویر والے کی کتنی بڑی گواہی ہی اور کسقدر معتبر۔ اول تو یورپین۔ دوسرے مالدار تیسرے نامی گرامی اور مشہور مصور۔ وہ جھوٹ کیون بولیگا۔ مگر جب اُسکو معلوم ہوگا کہ جیسا دیکھے خط لکھوالیا اور ہاتھ کٹوا لے گئے تو سر ہی پیٹے گا اور بہت اُچھلے کودے گا کہ گھرا جکیما کھا گیا۔

ن۔ نازو کے میان کا بھی پتا لگاتا ہون۔

و۔ ہم تو آج سے کئی دفعہ کہا۔ دفعتاً ایسا چھاپا مارو کہ جو جو ہمراہ گئے ہین انیٹی سے چوٹی تک سب مدعا علیہ سب باندھے جائین۔ کوئی کسی کی مدد نہ کرسکے اور دو دو جرم۔ ایک نالش نازو کے میان کی جانب سے اور ایک کدرا کیطرف سے۔ تو قمرن تو نواب محمد عسکری کے ساتھ بھاگی ہی اور نازو کسکے ساتھ گئی ہی۔

ن۔ وہ جو میونسپل کے ممبر ہین۔ منشی مہراج بلی۔

و۔ (ہنستے ہوئے) ارے وہ بڈھا۔ یہ بڑھیس اُسکو بھی دھرواد و۔ مالدار بھی ہی۔ اجی روتے تو بن پڑے نہین۔

ن۔ انشاء اللہ۔

و۔ قمرن آپ کے ہتّے چڑھی۔ چین کیجیے مگر ایسا نہ ہو کہ کوئی حضور کے بھی اُستاد نکلین۔ اس سے ذرا بچتے رہیے گا۔

ن۔ لاحول ولاقوۃ۔ افراسیاب خان کی تو مجال نہین ہی کوئی ترچھی نظر تو دیکھ لے۔

و۔ یہ نہ کہیے۔ رہے تو آپ سے۔ نہین تو سگے باپ سے اور پھر ایسی کمسن عورت اور چھوٹی قوم اور اسقدر حسین اسکا رُکنا محال ہی اور یاد رکھیے گا۔

چون در بر دیگرے نشیند	خواہد کہ ترا دگر نہ بیند

ن۔ آپ ابھی صاحب زادے ہین اور ہمنے زمانہ دیکھا ہی۔ یہ وکالت نہین ہی۔ اسکے رکانے آپ جانتے ہین اور تماش بینی کے رکانو نسے ہم خوب واقف ہین اچھا رخصت۔

للتوا اور کدرا دونون کو تو نواب صاحب نے راستے ہی سے رخصت کیا اور گھر پہونچکر تھانے کے سب انسپکٹر کو جن کے ساتھ یہ اکثر سلوک کرتے تھے بلوایا۔ کہا کہدینا ایک ضروری کام ہی ذرا کھڑے کھڑے چلے آئیے۔ انھون نے کہلا بھیجا کہ مین اسوقت کا کوری سے تھکا ماندا چلا آتا ہون۔ ابھی کمر بھی نہین کھولی ہی

صبح کو حاضر ہونگا - مگر نوابصاحب کو اِسقدر تاب کہان گاڑی پر سوار ہو کر تھانے پہونچے تھانہ دار دوڑ کر گاڑی کے پاس آیا - کیا ایسا ضروری کام تھا حضور مین ابھی کاکوری سے چلا آتا ہون اور بہت خستہ ہون اگر حکم ہو تو دو نوالے کھا کے حضور کے ساتھ ہی ساتھ چلا چلون - نواب صاحب نے کہا یہان بجز ماش کی دال اور موٹی موٹی روٹیون اور کیا کھاؤ گے اور ذلیل قسم کا گوشت - یہی سپاہی کی غذا ہے - آج چلو تم کو رئیسونکے گھر خاصہ کھلوائین کہ نئے دانت آ جائین تھانہ دار اسکے خود چلے آنے سے بہت جھینپا ہوا تھا فوراً گاڑی پر بیٹھ گیا راستے مین نوابصاحب کمرون کو دیکھ دیکھکر بیڈھب بیڈھب سوال کرنے لگے -

ن - یہ کون آکے ٹکی ہے بھئی -

ت - (تھانہ دار) گوالیار سے آئی ہے خوش گلو بھی اور خوش رو بھی ہے -

ن - تو پھر آج اِسکا گانا سنوا دین -

ت - آج نہین - ابکسی اور دن پر رکھیے آج کھانا کھلوائیے مگر معمولی کھانا بندہ نہ کھائیگا عمدہ پکوائیے - چاہے دس بج جائین -

ن - عمدہ سے عمدہ کھانا کھاؤ - یہ کیا بات ہے یہ کون ہے یار - کیا اچھی چھوکری ہے -

ت - یہ نخاس سے اب یہان آکے رہی ہے -

ن - اِسی کو بلوائین - جو مرضی ہو -

ت - یہ کاہے کیواسطے - کون ضرورت ہے -

ن - اہاہاہا - یار اب تو بہت سی نئی نئی صورتین نظر آتی ہین - ایک سے ایک بڑھ چڑھکر یہ بھی خاصی ہے اب ایک دن باغ مین جا کر اِن سب کو انشاء اللہ بلوائینگے یہ سبز پوش کون ہے جی -

ت - (مسکرا کر) حضور نے مجھے کوئی کٹنا مقرر کیا ہے - مجھسے چوٹٹون بدمعاشون کا حال پوچھیے پولیس کی کارروائی دریافت کیجیے - یہ کون ہے وہ کون ہے -

ن - اسی باعث سے تو تھانہ دارون سے ہم یارانہ پیدا کرتے ہین -

مکان پر پہونچکر نواب صاحب نے اپنا مطلب بیان کیا کہ بھئی تھانہ دار ایک مطلب تمسے ہے - اور کچھ نہین - ہم فقط صلاح چاہتے ہین - ہمارے ایک جانی دشمن ہین نواب محمد عسکری سمجھے - وہ ہماری گھات مین رہتے ہین ہم اِنکی تاک مین کہ موقع ملے تو دھر دادین اب ہمکو اُنکے ذلیل کرنے اور نیچا دکھانے کا خوب موقع ملا ہے وہ ایک منکوحہ عورت کو بھگا کے پہاڑ چلے گئے ہین کوئی کارروائی ایسی بتاؤ کہ فوراً پھنس جائین بیٹ نہ پڑے -

ت - منکوحہ عورت ہے - وہ عورت اُنھین کے ساتھ پہاڑ پر ہے اور میان اُسکا -

ن - وہ بیچارہ یہان تڑپتا رہتا ہے اور پریشان ہے - ہمارے پاس اکثر آتا جاتا ہے

ت - معلوم ہوتا ہے وہ عورت خوبصورت ہے

اورآپ کی بھی مطبوع طبع لہذا اُسکے میان
سے آپ نے یارانہ پیدا کیا- خیر- اچھا تو
اسکو یہ مشورہ دیجیے کہ وہ کل ایک رپٹ
ہمارے تھانے پر لکھوا دے کہ اسکی منکوحہ
بیوی کو نواب عسکری بہ ایما اپنی بیگم و فلان
فلان کے میرے گھر سے بہ نیت مجرمانہ لے
بھاگے-

ن- ہان- یا کہو کوئی وکیل کردین-

ت- بے سود ہے- اکیلے وکیل کیا بنائین گے
ہم کیا کم ہین راون کی فوج کے آدمی- اور
کون ایسا لمبا چوڑا مقدمہ ہے جو وکیل کی
ضرورت ہو-

ن- وہی ہم سوچے کہ آپ سے دریافت
کرلین- فوجداری کا مقدمہ آپ سے کہان
جاسکتا ہے-

ت- بس اس سے بڑھکر اور کوئی تجویز ہی
نہین ہے- آیا ذہن اقدس مین- فوراً
گرفتار ہوجائین- تیر بہدف- مگر اتنا
از برائے خدا فرما دیجیے کہ حسین ہے یا نہین

ن- اے صبحی حسین نہوتی تو لکھو کھا روپیہ
ہم کا ہیکو تباہ کرتے- حسین کی تو کوئی اصل و
حقیقت نہین ہے لاکھ دو لاکھ مین ایک ہے-

ت- یہ وجہ ہے! مین تو کہتا ہی تھا-

ن- تصویر دکھا دون- لوٹ جاؤ گے واللہ-

ت- ضرور دکھائیے-

نواب صاحب نے تصویر اُنکے ہاتھ مین دیدی
تو تھانہ دار صاحب پھڑک گئے- کہا صاحب
یہ کسکی تصویر ہے یہ تو کسی بڑے گھرانے کی
بہو بیٹی معلوم ہوتی ہے- للہ بتائیے تو یہ ہے
کون- واہ واہ حسن کیا خدا کی دین اور
خدا کی شان ہے حسن اور شے ہے- اسکو حسن
نہین کہتے- اسکو شان معبود کہتے ہین اب
یہ کرورون روپیے کی دولت اللہ نے اس عورت
کو بخش دی ہے-

ن- اور یہ چوڑی والی ہے-

ت- (متحیر ہوکر) واللہ- مگر نطفہ ضرور کسی
شریف یوسف جمال کا ہے-

ن- تو اسکے پھانسنے کی فکر ہے-

یہ باتین ہوتی ہی تھین کہ ایک کانسٹبل
نے آکے کہا حضور بڑی واردات ہوگئی- ایک
جگہ ڈاکا پڑا- دو تین آدمی مارڈالے گئے
کچھ لوگون کو سپاہیون نے گرفتار کرلیا ہے تھانے
مین جاتا ہے-

ت- خدا جانے کیا بکتا ہے- گاڑی جلد تیار
کروائیے- اب مین رُک نہین سکتا-

ن- کہدو گاڑی فوراً تیار ہو اور باورچی
کو حکم دو کہ جو کچھ پک گیا ہو فوراً ایک آدمی
گاڑی پر جائے تھانہ دار صاحب کے ہان
دو تین آدمیون کا کھانا پہونچاؤ-

تھانہ دار تو رخصت ہوگئے اور ادھر
انھون نے اپنے پرانے دوست کو جنکے ساتھ
یہ مکتب مین پڑھتے تھے گاڑی بھیج کر بلوایا-
یہ اب ریونیو ایجنسی کا کام کرتے تھے- اور
نواب صاحب سے بالکل مختلف بالطبع- بڑی

بے تکلفی - بڑا یارانہ - بڑی دوستی اور دونونکو باہم محبت تھی - نوابصاحب سوچے کہ اُنسے بھی مشورہ کرنا لازم ہے - دیکھین یہ کیا صلاح دیتے ہین - وکیل نے اور راستہ بتایا - تھانہ دار نے اور ہی صلاح دی اِنسے بھی رائے لے لین -

رونیو ایجنٹ تو انکے یار تھے ہی گاڑی پہونچتے ہی روانہ ہوے - اور آتے ہی غل مچانا شروع کیا - نواب او نواب - ارے نواب ہوت - ملتے ہی دو دو چونچین ہوگئین انھون نے کہا ہم رخصت ہوتے ہین صاحب تمھارے گھر پر آئین - اور سناٹا پائین - بلواؤ دو ایک کو - اب بندہ تڑکے تک جانے اور سونے اور سونے دینے والے کو کچھ کہتا ہے - کل تعطیل ہے قبلہ کھانا بھی ہین کھائینگے اور سب باتین بھی ہونگی - نوابصاحب نے کہا معقول اچھے آئے کھانا بھی کھائینگے سب باتین بھی ہونگی ڈومنی بھی دینگے - ایسی ہیتی آپ کی - مگر یہ نہ پوچھا کہ بلایا کس کام کے لیے تھا - کھانے اور گھورنے کی سوجھی اسکے بعد انھون نے نواب محمد عسکری کا حال کہ سنایا اور جو جو امور تھانہ دار اور وکیل سے نہین کہے تھے وہ بھی بے تکلفی کے سبب سے کہدیے - رونیو ایجنٹ نے غور کرکے کہا یہ تمکو کیا شامت ہے - آخر تم کوئی خدائی فوجدار ہو - قاضی ہو کہ شہر کے اندیشے مین دُبلے ہو - آخر ہو کون - اول تو کسی شریف زادی پر نظر بد ڈالنا ہی آپ کا پاجی پن ہے -

نواب صاحب نے مسکرا کر جواب دیا اب آپکی خواہش ہے کہ میرے ہاتھ سے پٹیے - بڑے پارسا بنکر آئے ہین - زمانے بھر کا بدمعاش جب تم ایسے شہدے لچے پارسائی کی لیتے ہین تو غصہ آتا ہے - ع -

برعکس نہند نام زنگی کافور

رونیو ایجنٹ نے مقدمے کا حال بغور سُنکر کہا میری راے مین تو ایک درخواست صاحب مجسٹریٹ ضلع کے اجلاس مین دیدیجائے کہ فلان عورت کو نواب محمد عسکری صاحب اور اُنکی بیگم غرض ناجائز کے لیے بھگالے گئے ہین اور اسکو بطور ناجائز روک رکھا ہے - جب درخواست حسب دفعہ ۵۵۱ ضابطہ فوجداری ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۸۲ء کے دیجائیگی بس درخواست گذرتے ہی صاحب مجسٹریٹ ضلع فوراً پولیس کے نام حکم جاری کردینگے کہ وہ عورت اپنے شوہر کے حوالے کردیجائے

ن - تو آپ کی یہ راے ہے -

ر - اس سے سہل لٹکا اور دوسرا ہو ہی نہین سکتا -

ن - ہان - مگر وہ ذلیل تو نہ ہونگے -

ر - بیشک ذلیل نہ ہونگے - تم طوالت کی کارروائی پسند کرتے ہو اور ہم اختصار اور اپنا مطلب نکالنا پسند کرتے ہین -

ن - اچھا تو بعد غور کارروائی ہوگی -

ر۔ اور کون کون ساتھ گیا ہے۔
ن۔ طول سے ہمین کوئی مطلب نہین۔
ہمارا تو مطلب صرف یہ ہے کہ عسکری ذلیل
ہون۔ بیگم عدالت مین بلوائی جائین اور
قمرن اُسکے میان کو ملجائے۔ بس۔
ر۔ اور آپ کے محل مین جلوہ افگن ہو۔ یہ
اصلی مطلب اُڑا گئے۔ کیون اُستاد۔ اور
دل لگی ہو کہ قمرن سیدھی اپنے میان
کے ہان جائے اور آپ کو اُس کا میان
اُلو بنائے۔
ن۔ دو دن پہلے سے وہان پہرا بیٹھیگا۔
ر۔ اچھا پھر سہل ترکیب تو یہی ہے۔ اگر قمرن
کی خواہش اور اُسکا عشق بھی ہے تو اس سے
بہتر تدبیر اور کیا ہوگی غور کر لو۔ جلدی شیطان
کا کام ہے۔
نوابصاحب کی عقل دنگ تھی کہ کسکی
راے کے مطابق چلون اور کس کی صلاح کو
دستور العمل بناؤن۔ جو ہے ایک ہی ڈھرا
بتاتا ہے۔ کوئی کچھ صلاح دیتا ہے کوئی کچھ۔ اگر
جلدی مین کوئی کارروائی کر بیٹھین تو خوف
ہے کہ مبادا بیوقوف بنین قمرن بھی ہاتھ سے
جائے اور ناز و بھی ہتے نہ چڑھے اور مُفت
مین بدنام اور ذلیل و خوار ہون سوچتے سوچتے
سوچے کہ شہباز خان انسپکٹر کو بلائین جو اس
تھانہ دار کے افسر تھے اور فوجداری کے
معاملات مین بڑا دخل رکھتے تھے اٹھارہ برس
سے انسپکٹری کے عہدے پر نیکنامی کے ساتھ
مامور تھے اور تین سال تک ممالک مغربی
وشمالی مین کورٹ انسپکٹری کر چکے تھے اور دو
تین بار قائم مقام اسسٹنٹ ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ
پولیس بھی رہے تھے۔ اِسپر نوابصاحب کا احسان
بھی تھا کہ ایک مرتبہ یہ اس جرم مین ماخوذ ہوئے
تھے کہ حوالات مین ایک آدمی کو اِسقدر پٹوایا
تھا کہ اسکا ہاتھ ٹوٹ گیا۔ نواب صاحب نے
اپنے پاس سے روپیہ خرچ کر کے بیرسٹر مقرر
کیے اور اُنکو نلوہ چھڑوا لائے۔ یہ سوچ ہی رہے
تھے کہ شہباز خان کو بلوائین کہ حسن اتفاق سے
وہ خود ہی آ گئے۔
نواب۔ بڑی عمر ہوگی خان صاحب۔
مین اِس وقت آپ کو یاد ہی کرتا تھا خوب
آئے۔
خان۔ حضور بھلا ہم غریبون کو کیون یاد
کرنے لگے اتنے جلسے ہوئے اتنی دعوتین
ہوئین۔ ہم کو کبھی جھوٹون بھی نہ کہلا بھیجا۔
نواب۔ بھائی صاحب آپکی شکایت میرے
سر آنکھون پر مین کیا کرون اکیلا آدمی۔ اور
مزاج مین بے پروائی مگر خیر یہ شکایت تو
دوستون مین ہوا ہی کرتی ہے اور شکایت
اُس سے ہوتی ہے جسپر کچھ دعوی ہوتا ہی مگر
آپ یہ فرمائیے کہ آپ کی انسپکٹری ہمارے
کب کام آئیگی۔ بقول شخصے کہ گھر کی انسپکٹری
اور ہم ذرا ذرا سی بات کو ترسین۔ مانا کہ آپ
بڑے نامی گرامی انسپکٹر ہین اور کئی ضلعون مین
کپتان صاحب بھی رہ چکے مگر ہمکو کیا۔

خان - اول تو مین ہون ہی کس قابل - اور اگر کوئی کام میرے تعلق کا ہو تو فرمایئے بسر و چشم بجالاؤن - مین للو پتو کرنیوالا آدمی نہین ہون اور کسی سے شاید للو پتو کرون بھی مگر آپ سے جھوٹ نہ بولونگا یہ تو مین کہہ نہین سکتا کہ جان تک قربان کر دونگا - یہ تو یاوہ گوئی ہی انسان کو اپنی جان بڑی عزیز ہوتی ہی مگر ہان یہ ضرور کہونگا کہ نوکری جائے تو جوتی کی نوک پر ہے میری خوش قسمتی کہ مین آپ کے کسی کام آسکون - اب آپ بے تکلف فرمائین کہ میرے سپرد کون خدمت حضور کرینگے -

ن - آپ نے تو حضرت شیر کے شکار کا سامان کیا ہی اور مین ایک چوہیا کے شکار پر بھی نہین جاتا - مین تو صرف ایک صلاح چاہتا ہون -

خ - تو پھر اتنی لمبی تمہید آپ نے کاہکو کی - اصل مطلب فرمایئے -

ن - تو پھر صاف صاف عرض کرتا ہون کہ نواب محمد عسکری نامے ایک صاحب کسی چوڑی والی کو جو منکوحہ عورت ہی بھگالے گئے اور اُسکی بہن نازو کو کہ وہ بھی ابھی کم عمر اور پاکیزہ طلعت عورت ہی بھگالے گئے اور وہ بیچارہ جسکی منکوحہ بیوی قمرن ہی روتا اور سر دھنتا ہی - اب کوئی ایسی تدبیر سوچیے خانصاحب کہ عسکری اور اُنکی بیگم دونون کو قید ہو جائے - اور قمرن اُسکے میان کو ملجائے -

خان - چوڑی والی منکوحہ عورت تھی اور وہ نواب محمد عسکری کے ساتھ بھاگ بھی گئی - پھر آپ کو کیا آپ پرائے پھٹے مین پانون ڈالنے والے کون -

ن - بھئی ہماری دلی خواہش ہی کہ بیگم اور نواب دونون ذلیل اور خوار ہون -

خ - حضور خود نواب زادے ہین - تعجب ہی کہ آپکی ایسی خواہش ہی -

ن - بھئی تم کوئی میرے مولوی صاحب یا اتالیق ہو - جو صلاح پوچھون وہ بتایئے -

خ - بندے کی صلاح یہ ہی کہ قمرن ہی نہین بلکہ جسقدر چوڑی والیان اس شہر مین ہین اُن سب کو اگر محمد عسکری بھگا لیجائین تو بھی آپ نہ بولین -

ن - اب آپ زیادہ خیر خواہی نہ دکھایئے -

خ - نوابصاحب اب بال سفید ہو چلے ہین اب ذرا یہ ہوس کم کر دیجیے -

ن - یہ نہ ہوئیگا ؎

ہوس از سرم یک سر مو نرفت
سیاہی ز مو رفت واز دل نرفت

خ - پھر اگر آپ کی یہی خواہش ہی کہ نواب اور بیگم دونون کو قید کرا دیجیے تو خوب یاد رکھیے کہ پھر لکھنؤ مین آپ کا قیام محال ہو جائیگا یہ جتنے نواب زادے اور رئیس ہین سب آپکی بوٹیان نوچ نوچ کر اور تکے تکے کر کے چیلون کو دینگے کہ آپ نے ایک رئیس زادے کی آبرو مٹادی اور سشن سپرد کرا دیا اور اُس بیچاری بیگم کا کیا قصور ہی - وہ سوتیا ڈاہ کی آگ

مین جلتی ہوگی۔

ن۔ انسپکٹر صاحب ہاے یہی تو غضب ہے کہ آپکو معاملے کی اصلیت کی تو خبر ہی نہین ہے اور ہم کو ڈپٹنے لگے۔ یہ مین خوب جانتا ہون کہ آپ خلوص دل اور نیک نیتی اور خیر اندیشی کی نظر سے میری بھلائی کے لیے کہتے ہین مگر بھائی اصل امر سنو تو عسکری مردود کا نام نہ لو۔ وہ حرکت ناشایستہ اس سے سرزد ہوئی ہے کہ جسقدر دشمنی اُنکے ساتھ کیجاے بجا ہے۔

خان۔ یہی نا کہ جوڑی والی کو لے بھاگا۔ پھر یہ تو آپ رئیسونکا شرف اور جوہر ہے۔ حضور کب اس سے خالی ہین۔

ن۔ تو اپنی جورو کو اپنی کٹنی تو نہین بناتا ہون

خ۔ این! واللہ۔ اِنکی بیوی نے کٹنا پا کیا۔

ن۔ جی۔ ابھی آپ کو لبنت کی بھی خبر ہے۔ کہ جس طرح وہ چھٹے سانڑ بنے پھرتے ہین اسیطرح وہ بھی کسی پر بند نہین ہین اور وہ مرد دشیم پوشی کرتا ہے فرمائیے جس شخص کی بیوی اپنے میان کے لیے عورتین پھانس پھانس کے لائے گی وہ خود کیسی ہوگی۔

خ۔ لاحول ولا قوۃ۔ واللہ میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔ اس وقت دونون پر لعنت۔

ن۔ مین ہی اکیلا اس مقدمے مین تھوڑا ہی پیرو کار ہون کل شہزادے اور رئیس کوشش کر رہے ہین کہ ان دونون کو ذلیل کرین اور سات سات برس کے لیے قید کرا دین تاکہ آیندہ کے لیے سد باب

اور لوگون کو عبرت ہو ورنہ غضب ہو جائیگا۔ غضب خدا کا بیوی اور میان کی کٹنی بنے۔

خ۔ مجھے خود نفرت ہوگئی۔ جن عورتون کو لوگ گھر مین ڈال لیتے ہین وہ تک دوسری عورت کو دیکھکر لڑتی جھگڑتی ہین۔ کھانا نہین کھاتین کوستی ہین۔ نہ کہ بیاہتا بیوی۔

ن۔ ہم نے کئی آدمیون سے صلاح لی ہے۔ مگر سب کی مختلف رائین دین۔ اسکا میان تو ہمارے بس مین ہے جو کہو کرے۔

خ۔ بھلا کس کس سے حضور نے مشورہ لیا اور انھون نے کیا کیا کہا۔ خاکسار بھی سنے۔

ن۔ مولوی عظمت اللہ صاحب وکیل کی رائے ہے کہ بموجب دفعہ ۴۹۷ و ۴۹۸۔ تعزیرات ہند کارروائی کرنا قرین مصلحت ہے اور ہمارے دوست رونیوایجنٹ فرماتے ہین کہ حسب دفعہ ۱۵۵ (ایکٹ ۱۸۸۲ع) صاحب مجسٹریٹ ضلع کے اجلاس مین درخواست دینی چاہیے مطلب حاصل ہو جائیگا اور تھانہ دار صاحب یہی آپ کے ماتحت اُنکی رائے ہے کہ قمرن یعنی اس زن منکوحہ کے شوہر کیجانب سے تھانے پر رپٹ لکھا دیجائے کہ اُسکی منکوحہ جورو کو نواب محمد عسکری بلا بیاہے اپنی بیگم کے اِسکے گھر سے بہ نیت مجرمانہ لے بھاگے

خان۔ بس یہی رائے سب مین جو کس ہے طوطے کیطرح رٹ کے قانون کا امتحان دینا اور شے ہے اور دل و دماغ سے ایک بات کرنا شے دیگر ہے۔

مولوی عظمت اللہ صاحب نے جو دو دفعہ بتائین یہ نہ سوچے کہ یہ دونون اُن جرائم کے

متعلق ہین جنمین مجرم ضمانت پر رہا ہوسکتا ہی
اور راضی نامہ بھی ہوسکتا ہی نواب عسکری ایک
امیر والا تبار ہین۔ ضمانت دینا اور راضی کرالینا
کون مشکل بات ہی جسقدر ضمانت طلب ہوگی
فوراً دیدینگے اُنکے ادنی ادنی سے دوست دیدینگے
اب رہا راضی نامہ۔ اس منہار کے لونڈے کا
راضی کرنا کوئی مشکل ہی۔ ع۔

زر بر سر فولاد نہی نرم شود

وہ سمجھیگا بیوی گئی بلا سے ہزار دو ہزار
روپیہ تو ملگیا۔ وہ تو بلکہ اسی کو غنیمت سمجھیگا
اور جو کہین یہ خون دانتون مین لگ گیا تو
عجب نہین کہ پھر دوسری شادی کرکے کسی اور
رئیس کو پھانسے اور اُسکو سکھادے کہ تو اس
رئیس کے گھر پڑ جا چین کر اور مجھے کچھ لے مرنے دے
اس سے تو آپ کا خاک بھی مطلب نہ نکلے گا
مفت کی خفت ہوگی اور بدنامی گھاتے مین
اور محمد عسکری سے الگ جوتا چلے گا۔ یہ صلاح
تو فضول ہی۔

ن۔ (مسکراکر) بندہ ڈھائی ہزار پوچ چکا ہی
آپ فضول بتاتے ہین۔

خ۔ آپ اپنا گھر لٹادین تو بندہ کیا کرے۔
باقی رہی درخواست حسب دفعہ ۱۵۵۔ ضابطۂ
فوجداری۔ اُس سے کیا ہوسکیگا صاحب ضلع
محمد عسکری کے نام ایک حکم بھیجدینگے کہ عورت
کو اسکے شوہر کے حوالے کردو۔ نواب صاحب
اسکو کہین چھپا دینگے اور صاف انکار کرجائینگے
کہ ہمارے ہان کوئی عورت نہین ہی۔ منہار چھوٹا ہی

وہ چوڑی والی ہمارے پاس نہین ہی اور نہ ہم
جانتے ہین کہ کہان ہی چلیے اللہ اللہ خیر صلاح بس
دفعہ لیے ہوئے اُسکا میان چاٹا کرے۔ پھر کیا
ہوسکتا ہی۔ اُلٹے لینے کے دینے پڑینگے۔ پولیس
اسمین کچھ نہین کرسکتا۔ زور تو وہان چل سکے
جہان عورت روپوش نہ ہوگئی ہو۔ اور جو
انھون نے عورت ہی کو بھگا دیا تو کوئی کیا
کرسکتا ہی۔

ن۔ تو پھر آپکی کیا رائے ہی۔

خ۔ بس ہمارے تھانہ دار کی رائے سب سے
بہتر ہی۔ اُسکا میان تھانے پر رپٹ لکھوادے
کہ اُس شخص کی زوجہ منکوحہ کو نواب محمد عسکری
اپنی بیوی اور فلان فلان کی اعانت سے
بہ نیت مجرمانہ بھگالے گئے ہین۔ بس۔ یہ جرم
البتہ قابل دست اندازی پولیس ہی۔ نہ ضمانت
ہوسکتی ہی اور نہ راضی نامہ۔ ادھر رپورٹ
گذری اور اُدھر پولیس نے اپنی کارروائی
شروع کردی۔ پولیس والون کو کچھ تھوڑا بہت
چٹا دیجیے گا۔ انشاء اللہ سب درست ہوجائیگا

ن۔ مگر مولوی صاحب نے تو لے بھاگنے اور
پھسلا لیجانے یا لے اُڑنے کی نسبت ایک بڑی
اُلجھی ہوئی تقریر کی تھی۔ انکی رائے مین یہ دونون
جرم قائم نہین ہوسکتے۔

خ۔ کیا! یہ کیون۔ آخر کوئی وجہ۔ ع۔

ولیکن چو گفتی دلیلش بیار

ن۔ انکا بیان ہی کہ عورت کی عمر چودہ برس
سے زیادہ کی ہی لہذا لے بھاگنے کا جرم نہین ہوسکتا

اور چونکہ وہ عورت نواب ہی کی سی کہیگی لہذا بہسلانے یا اُڑا لیجانے کا ثبوت مشکل ہی آپ کیونکر ثابت کر سکینگے کہ محمد عسکری اُسکو بہ نیت جماع بہسلا لے گئے یا لے اُڑے۔

خ۔ اجی جناب یہ سب بکھیڑا پیچھے ہوا کریگا۔ بالفعل تو اہل پولیس سب کو گرفتار کر کے بڑا گھر دکھا دینگے پھر فہمیدہ خواہد شد۔

ن۔ یار ترکیب تو خوب ہی۔ ایک تو حوالات دوسرے مارے خوف کے جان پر بنیگی تیسرے کدرا پیا اُنکے روپیے کا زور بھی نہ چلنے پائیگا۔

خ۔ ہماری تو قبلہ یہی رائے ہی۔

ن۔ نیت شب حرام۔ صبح کو پھر غور کر لیجیے گا۔ ایسا نہو کہ اُلٹے چور کوتوالے ڈانڈے۔ بات سمجھ بوجھ کے بعد غور و تعمق کرنی چاہیے اور جو عجلت مین کوئی کارروائی کر بیٹھے تو یکے نقصان مایہ و دیگرے شماتت ہمسایہ۔

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اچھا اب آپ کو دیر ہوتی ہی۔ بہت سمع خراشی کی معاف فرمائیے گا۔ ہم پھر آپ سے ملینگے۔

خ۔ آپ کیون تکلیف فرمائیے گا۔ بندہ خود حاضر ہوگا کچھ آپ کے تکلیف کرنے کی ضرورت نہین ہی۔ کل ہی انشاء اللہ ملونگا۔ اول وقت بشرط فرصت حاضر ہونگا۔

ادبار ہندوستان

یہان تو ہنڈیا یک رہی تھی کہ نواب محمد عسکری کو کسی ترکیب سے پھانسو اور بیگم صاحب کو ناکردہ گناہ قید کرانیکی فکر معقول عمل مین لاؤ اور مہراج بلی پرناز و کے سیان کی جانب سے مقدمہ دائر کراؤ۔ اور حسن اور اختر اور نواب چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر کو بھی لیبیٹ لو کپل کو قرار واقعی مختنانہ دیا گیا رو نیو ایجنٹ سے مشورہ لیا۔ تھانہ دار کو گانٹھا انسپکٹر بلائے گئے۔ کدرا اور للتوا سے سانٹھ گانٹھ کی اور یہ سب بیچارے عسکری کی جان ناتوان پر ستم ڈھانے کیلیے یہ نواب جو عسکری کے درپے آزار تھے۔ جب انھون نے دیکھا کہ بیگم صاحب کا پھنسوا دینا انسپکٹر شہباز خان کے خلاف ہی تو یون بگڑی بات بنائی اور فقرہ چست کیا کہ نواب عفت آرا بیگم ہی نے کٹناپے کا کام کیا تھا۔ اس بہتان پر خدا کی مار اور شیطان کی پھٹکار۔

اب ادھر کا حال سنیے کہ محمد عسکری کے ہان کسی کو اسکا سان گمان بھی نہ تھا کہ لکھنو مین ایک ذات شریف یہ کانٹے بو رہے ہین۔ انھون نے جو لنڈنی اور سیر سٹر کو پایا تو ان سے علمی باتین اور دلچسپ تذکرے سننے شروع کیے۔

نواب۔ ہان حضرت لنڈنی کچھ فرمائیے۔ بلبل کا چہکنا ہی اچھا معلوم ہوتا ہی کیون قبلہ آپ کلکتے کی نمائش گاہ مین بھی گئے تھے۔

لنڈنی۔ جہ خوش ایسی سیر کسی نے کاہیکو کی ہوگی۔ مگر ہندوستان کا ادبار اُس سے بھی عیان تھا ہائے ہندوستان ولے ہندوستان تیری حالت پر افسوس ہی۔

نواب۔ ذرا لطافت بیانی سے ذکر نمائش گاہ فرمائیے۔

لندنی۔ ذرا خوش بیانی ہو اور وصل مین پند نامہ سنیئے۔

پلا جام اے پیر مغ غم کی خیر	
	امیرون کا میلا ہی زندون کی سیر
وہ ساقی نے چھنک صراحی سے کی	
	بس اب آڑ مین دختِ رز رہ چکی
یہ جلوے حقیقت مین ہین یادگار	
	یہ دلکش تماشے یہ نقش و نگار

جس محل عظمت توامان اور ایوان عالیشان مین ہندوستان جنت نشان کی اشیاء غریبہ و نادرہ رکھی تھین اُسین جانے کے لیے ایک بڑا او نچا پُل بنا تھا۔ کسی شاعر نے اسکی توصیف مین کیا خوب فرمایا ہی۔

بنا ہی پل یہ دلچسپ و نفیس و خوشنما ایسا	
	کہ جسکے وصف کا بحر جہان مین شور ہی غل ہی
صراط اُسکے حسد سے سکل ماہی ہی طپان ہر دم	
	گہر سے بڑھ کے اسکی آبرو ہی واہ کیا پل ہی

اختر۔ ہمثیل باعی ہی۔ پل کے لیے بحر جہان اور بحر کے لیے شور اور ماہی سبحان اللہ۔ اور گہر کیلیے آبرو اور صراط کا لفظ بھی ہمثیل ہی واللہ۔

لندنی۔ اس محل معلے کا پھاٹک جو ایک مہاراجہ فلک بارگاہ کا عطیہ تھا ایسا خوشنما اور نفیس بنا ہوا تھا کہ واہ وا واہ۔ یہ دلکش اور رفیع و بلند پھاٹک جو خوش اسلوبی اور کلم کی نزاکت اور کمال صنعت کے لحاظ سے اپنی آپ ہی نظیر ہی ہندوستان کی قدیم صناعی اور والیان زمان پاستان کے عہد دولت عہد کی کمال صنعت کی یاد دلاتا تھا۔ ایک وہ بھی زمانہ تھا کہ اس ہندوستان نے فن تعمیر مین بھی علم وحدت اُٹھایا اور کوس لمن الملکی بجایا تھا۔ اگر اس پھاٹک کے عوض سومنات کے مندر کا صندلی پھاٹک ہوتا تو اور بھی زیادہ موزون تھا۔

از نقش و نگار در و دیوار شکستہ	آثار پدیدست صنادید عجم را

اگر رسوم ہندوستان کے مطابق اِس پھاٹک پر نوبخانہ ہوتا تو خالی از لطف نہ تھا۔ شان ایوان دونی ہو جاتی اور نوبت کی ٹکور عجب لطف دکھاتی۔ نور کے تڑکے بھیرون اور بھیرین رنگ جماتی۔ دوپہر کو سارنگ کی صدا شہنائی سے آتی۔ شام کو گوری کا راگ۔ پچھلے پہر بہاگ۔

سب سے زیادہ مفید وہ درجہ تھا جسمین کلین رکھی تھین۔

چھٹن۔ کلون کا حال ہم نہین سننا چاہتے معشوقون کے دلچسپ تذکرے فرمایئے کہ دل بہلے۔

لندنی۔ وہ تو ہم سمجھے تھے اُس نواب نے اپنی اسپیچ مین بہت صحیح رائے دی تھی کہ ہمارے اہل وطن آرایش اور ظاہری نمایش کیجانب زیادہ تر متوجہ تھے۔

جو ہوٹل اور میخانے نمایش گاہ مین تھے انہین مختلف اقسام کی شراب ناب اور پیاری پیاری بوتلین اور سنہری رُپہلی رنگ برنگ کی چھٹیان دیکھکر منھ مین پانی بھر آتا تھا اور دل بے اختیار ہو جاتا تھا کہ ابھی دم جام بادہ

خوشگوار لنڈھاتین۔ اور وہ جو فرنگی مسین کمسن
پریان ساقی کا کام دیتی تھین اور ہنس ہنس کر
ادائے دلربا سے ساغر شراب گلفام دیتی تھین
اُنکی طرحداری اور نزاکت کا کیا کہنا۔ یہ صنام
بادہ فروش بڑی لگاوٹ باز اور ستم کوش قیامت
کبرے سے دوش بدوش تھین۔ میخانون کے
مالکون نے چُن چُن کے سیکڑون ہزارون مین
چھنٹی ہوئی پریان اس کام کے لیئے مقرر کی
تھین کہ جا بجا دکانین جمائین اور اپنے
دست سیمین سے جام مے پلائین۔ ہندوستان
کے امراء نوجوان کو یہ مئکدہ و پرستان چھوڑکر
سہلا کلون کیجانب کب توجہ ہوتی۔

ایک دکان پر ایک ناطورۂ میفروش
رخ پرنور پر نقاب فرنگی ڈالے ہوئے ایک
ادا کے ساتھ شراب ارغوانی جام نورانی مین
انڈیل کر بادہ نوشون کو دیتی تھی اور سیم و زر
ایکطرف دل ہی چھینے لیتی تھی۔ چہرہ رشک گلاب
اور اُسپر نور کا نقاب چھن چھن کے نور برستا تھا
اور ایک عالم ترستا تھا ؎

عالم فریبیان جو بھی ہین حجاب مین
معلوم فتح باب کشود نقاب مین

ایک اور میخانے کی عشوہ گر زرین کمر
مس کی چوڑیان دیکھکر ہم نے دریافت کیا
کہ یہ نئی گڑھت کی چوڑیان آپنے انگلستان
سے منگوائی ہین یا ہندوستان مین بنوائی
ہین تیکھی چتون کرکے فرماتی کیا ہین (یہ
مصنوعی آرایش و زیبایش ہندوستان کی
عورتون کو زیبا ہے۔ ہماری ولایت کی پریون کی
چاندی سی کلائی اور قدرتی دست حنائی کو
چاندی کے زیور اور مہندی کی کیا ضرورت ہے
ہمنے کہا۔ پھر آپ نے اس آرایش کو کیون پسند
کیا) فرمایا (چاندی کی چوڑیان اس سبب سے
پہنین کہ چاندی ہمارے جسم سیمین سے مقابل
مین ماند نظر آئے) ہم نے کہا۔ پھر ایک پھول
بھی جوڑے مین رکھ لیجیے گا گلاب بھی شرما
جائے۔

ایک قتالۂ عالم کشیدہ قامت مہر طلعت
حسینہ کی دکان حسن منزل پر بھیا رطیع جنٹلمینون
کا بڑا جماو رہتا تھا۔ ایک نوجوان رعنا شمائل
نے برانڈی کی چسکی لگائی تو فرط جوش سے
اُسپر کچھ ایسی طبیعت آئی کہ فوراً ہیرے کی انگوٹھی
اُس عالم فریب طاؤس زیب کو عطا فرمائی
کئی فرنگیون نے اس جادو جمال کو گلدستے
نذر کیے اور اس گلبدن نے بے تکلف لے لیے
پھر فرمایئے جہان یہ سامان عشرت مہیا
ہون وہان ہندی رؤسا نوجوان کو کلون
کیطرف کہان توجہ ہو سکتی ہے۔ اول تو تعلیم
نہین۔ دوسرے مزاج مین عشرت پسندی۔
تیسرے صحبت خراب۔ چوتھے مصاحب اور
کارپرداز ایک سے ایک بڑھکر۔ جہان اپنے
مذاق کے موافق عیش و عشرت کی کوئی چیز
نظر آئی وہان تو دل لگا کر جم گئے باقی اللہ
اللہ خیر صلاح۔
ان آزادون کے دلکو شوق آسایش پسندی

ہو وہین کچھ دیر تک ٹھہرے جہان ٹھنڈی ہوا پائی۔
نواب۔ ایک ہمکو دیکھیے۔ گو ہم کوئی والی ملک راجہ مہاراجہ نہین ہین۔ مگر خدا نے کھانے بھر کو ضرور دیا ہی اور اُسکی کریمی کے صدقے سے دس کو دیکر کھا سکتے ہین مگر مزاج مین وہی لاؤ بالی پن ہی۔
بیرسٹر۔ رنگین مزاج اور عیاش لوگ اور سرالخوار اور آوارہ طبیعت انگریزون اور فرنگیون مین بھی ہین مگر اول تو عالم و فاضل پڑھے لکھے ہوتے ہین۔ ہم لوگون کی طرح جاہل مطلق نہین ہوتے دوسرے عیش عشرت کے علاوہ دنیا کے حالات سے انکو خوب واقفیت ہوتی ہی اور اپنے کام اور پیشے مین سستی نہین کرتے۔ اگر دو گھڑی یارباشی اور عشرت اور ناچ رنگ مین وقت صرف کرینگے تو دو گھڑی اپنے تعلقات پر بھی نظر ڈالینگے۔ تاجر ہین تو پہر دو پہر محنت کرکے اپنے ایجنٹون اور اہلکارون کے کام کو جانچینگے اور اُنکو ہدایت کرینگے اور دو چار گھڑی یہ بھی غور کرینگے کہ تجارت کو کن کن وسائل سے ترقی دین اگر علاقہ دار ہوئے تو ترقی زراعت کی تدبیرین عمل مین لائینگے دو گھڑی مطالعہ کتب ضرور کرینگے۔ اخبار ضرور پڑھینگے اسکے برعکس ہم ہندی جو عیش مین پڑتے ہین تو بس اُسی کے ہو رہتے ہین۔
اختر۔ کیا خوب بات فرمائی ہی حضور۔
لنڈنی۔ نواب صاحب کے ہان ہمنے فوق البھر کا اشیا اور سونے چاندی کے برتن اور تزک و طمطراق کی باتین دیکھین غنچہ دہن معشوق بھی دیکھے۔ کھانا بھی اعلی درجے کا نفیس کھاتے ہین۔ شرابین بھی نمبر اول کی پیتے ہین۔ ناچ رنگ کا بھی شوق ہی مگر کتب خانہ درکنار ایک کتاب نام کے لیے بھی نہین ہی۔
بیرسٹر۔ یہ تو واقعی بڑے شرم کی بات ہی۔
لنڈنی۔ اخبار کوئی آتا ہی نہین۔
بیرسٹر۔ اور لندن مین کوچبین اور ادنی مزدور اور خادمتک اخبار خریدتے ہین۔
اختر۔ اخبار تو آتے ہین۔ مگر لکھنؤ کے پتے سے آتے ہین۔
بیرسٹر۔ بدشوقی کا تو یہی ایک ثبوت ہی۔ ہم اگر دس دن کے لیے کہین جاتے ہین تو اُسی پتے سے اخبار منگواتے ہین۔
لنڈنی۔ کون کون اخبار آتا ہی قبلہ۔
ممن۔ اے حضور بمبئی پنچ آتا ہی۔ اخبار نامدار اور بوڑھانہ گزٹ آتا ہی۔
لنڈنی۔ لاحول ولاقوۃ۔ اِن ایسے رئیس کو ایران اور اطلاع اور الجوائب اور قسطنطنیہ وغیرہ اخبارات عرب و روم و ایران خریدنے اور منگوانے چاہئین اور ہندوستان کے اعلی اعلی اخبار نہ کہ ایسے ویسے نکلچے اخبار۔ جن کو کوئی ٹکے کو بھی نہین پوچھتا بھلا ان اخبارون سے آپ کو کیا فائدہ ہوگا۔
بیرسٹر۔ اصل یہ ہی کہ شوق ہی نہین ہی جی یہ کیون نہین صاف صاف کہتے ہو۔

نواب۔ آپ صحیح فرماتے ہین۔ اتنے آدمی اور یہ سامان امارت خدا کے فضل سے ساتھ ہی مگر کتاب کا نام نہین اور تربیت یافتگی کا دم بھرتے ہین۔ اور وہ جو دھیلے اخبار آتے بھی ہین تو پوچھیے پڑھتا کون ہی اُس روز کوئی چار چھینے کے بعد وہ اخبار ایک دوست سے ملا تھا۔ یہ تو ہمارے شوق کا حال ہی۔

چھٹن۔ وہ ایک تم پر کیا فرض ہی۔ ہم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔

لنڈن۔ پھر اس کی اصلاح کیجیے۔ یہ کون مشکل بات ہی۔

نواب۔ اچھا جو کتاب کہیے وہ ہم پڑھا کرین۔

لنڈن۔ اُردو کے عمدہ عمدہ میگزین اور اخبار اور اعلیٰ خیالات کی کتب تو تصنیف منگوائیے ہم ایک فہرست لکھدینگے۔

بیرسٹر۔ اور انگریزی شروع کر دیجیے۔

مہراج۔ واہ بوڑھے طوطے پڑھین قرآن۔

اختر۔ ابھی سے بوڑھے ہو گئے۔

چھٹن۔ پاگل ہی جی۔ اگر نواب عسکری پڑھنا شروع کرین تو ہم بھی پڑھا کرین۔

بیرسٹر۔ یار باشی اور عیاشی اور میخواری اور شکار اور گپ اور فقرہ بازی اور سیر و سیاحت ایک کو نہ چھوڑیے مگر اعتدال کے ساتھ ہر شے اچھی ہوتی ہی۔ ع۔

جو خال اپنی حد سے بڑھا وہ مسا ہوا

سب کچھ کیجیے مگر تہذیب کے ساتھ۔ اب اتنے دن سے ہم سے آپ سے ملاقات ہی ہمنے ایک دن بھی نہ دیکھا کہ آپ نے اپنے علاقے کا ذکر کیا ہو۔ یا کسی گماشتے نے آپ کو کوئی تحریر علاقے کی نسبت بھیجی ہو۔ یہ عقل کے سراسر خلاف ہی۔

نواب۔ سچ کہتے ہو واللہ۔ از ماست کہ بر ماست۔

اختر۔ اب اصلاح کیجیے۔ مضیٰ ما مضیٰ۔ جو کچھ ہوا وہ ہوا اُسکو رفت و گذشت کیجیے۔ آیندہ را احتیاط۔

مہراج۔ یہان تو قبلہ یون ہی گذر گئی اور یون ہی گذر جائیگی ؎

عمر ساری تو کٹی عشق بتان مین مومن
آخری وقت مین کیا خاک مسلمان ہونگے

نواب۔ ہندوستان کی اشیاء جہان رکھی تھین وہان بھی آپ گئے تھے۔

لنڈن۔ ضرور گیا تھا۔ کیا خوب سوال کیا ہی اس ایوان عظمت نشان مین داخل ہوتے تو کریم کارساز کی بندہ نوازی کا شکریہ ادا کیا کہ ہمارے ملک مین اس گئے گذرے پن کی حالت مین بھی ایسے ہنرور کاریگر موجود ہین کہ جس طرف نظر جاتی ہی ایک سے ایک بڑھکر چیز دیکھنے مین آتی ہی مجھے خوب یاد ہی کہ اُس پھاٹک کے اندر گذرنے ہی دو بڑے بڑے قد آدم سے بھی بلند حلبی آئینے لٹکے ہوئے تھے۔ اس مقام پر البیلی اور چھبیل چھبیلی نازفروشان ستم کوش ناز دلربایانہ سے آئینے مین رخ انور دیکھ کر بالون کو سنوارتی اور حسن شوخی جلوہ پر اتراتی تھین۔ ایک بھولی بھالی سیدھی سادی بوڑھی

جشن نے اپنے ساتھ کی ایک طرحدار حسینہ سے کہا۔ اے ذری دیکھو تو سکندر خانم یہ سامنے ہو بہو تمھاری ہی شکل کی ایک عورت کھڑی ہے۔

سکندر عالم مسکرا کر بولین۔ اوئی اب اتنا بھی نہین دکھائی دیتا۔ اے بوا یہ دھوکے کی ٹٹی ہے۔ لکھنؤ کی محل خانی زبان کا لطف آگیا واللہ۔

اختر۔ ٹٹی کیا خوب۔ آئینے کے لیے ٹٹی۔

چھٹن۔ مگر سکندر خانم۔ یہ نام ایجاد بندہ ہے۔

نواب۔ یہ تو ہم پہلے ہی سمجھ گئے تھے۔ یہ دونون شیشے ہم کو بھی یاد ہین۔ سپاٹک بھی یاد ہے۔ پُل بھی یاد ہے اور وہ ولایتی ساقینن بھی یاد ہین۔

مہراج۔ تو دہی نہ یاد ہونگی۔

لندنی نے کہا حضرت آپ کو شاید یاد ہوگا کہ سپاٹک کے چارونطرف اندر کے رخ ایک حلبی شیشہ آویزان تھا۔ بیچ مین کھڑے ہو کر چوطرفہ اپنے کو دیکھ لیجیے اس مقام پر اکثر آدمی بڑی چاہ سے اپنی صورت دیکھتے تھے اور لطف یہ کہ ہر شخص اپنی صورت دیکھ دیکھکر خوش ہوتا تھا۔ کمسن و ملیح خوبرو بیان بنگال اور فرنگ کی گلرخان جادو جمال اگر اپنے حسن پر اتراتین اور آئینے مین اپنا جھکڑا دیکھکر بل کی لیتین تو تعجب کا مقام نہ تھا۔ اللہ نے انکو حسن کی دولت عطا کی ہے۔ خوبرو بنایا ہے۔ پیاری پیاری صورتین دی ہین۔ خدا کی اس دین پر انکو جسقدر غرور ہو بجا ہے ؎

بیجا نہین حسینون کی یہ لن ترانیان
اے غافلو یہ حسن امانت خدا کی ہے

مگر ہمین بے اختیار ہنسی آتی تھی جب ہم دیکھتے تھے کہ بد صورت بد قطع اور بد قوارہ سیاہ فام چیچک رو آدمی آئینہ دیکھکر اپنی کلوٹی کلوٹی صورتون پر ناز کرتے تھے ایک آدمی ایسا سیاہ جیسے الٹا توا۔ کالا کوئیلا اور خیر سے کوئی عضو درست نہین۔ اونٹ اونٹ تیری کون کل سیدھی۔ مگر بیچون بیچ مین کھڑے ہو کر بڑے تکبر کے ساتھ اپنی صورت دیکھنے لگے اتفاق سے اسوقت ٹیابرج کے چند اہل لکھنؤ بھی کھڑے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔ آوازے کسنے شروع کیے۔

۱۔ گناہ گارونکا منھ عقبیٰ مین کالا ہوگا اس لعین کا منھ دنیا ہی مین کالا ہو گیا۔

۲۔ ہولی کے بھائی میان ہلکانے صورت دکھائی۔

۳۔ ڈھاک کا جلا ہوا کوئیلا ہے۔

۴۔ آدمی ہے کہ تنبا کو کا پنڈا۔

۵۔ اس کالی کالی صورت پر یہ غرور اور جو کہین اللہ نے خدانخواستہ کہین اچھی صورت دی ہوتی تو زمین پر قدم ہی نہ رکھتے۔

ایک روز بڑی دل لگی ہوئی ایک کشیدہ قامت حور طلعت بنگالن جسکی نگاہ اشارت آشنا اور مستانہ چال سے معلوم ہوتا تھا کہ ادماتی ہے ایک آئینے کے قریب کھڑی ہو کر مانگ کو نزاکت کے ساتھ سنوارنے لگی۔ ہائے ؎

دل و جان زلف دوتا مانگے ہے
آنکھ اب دیکھیے کیا مانگے ہے

چمپئی رنگ پر چمپئی ڈوپٹے نے جوبن کی آگ کو اور بھی بھڑکا دیا تھا۔ اس گلگون قبا شیرین ادا کے قریب ایک بھدے بھد بیسل بد قطع چینی صاحب بھی اُنکے کھڑے ہو گئے واللہ آنکھ بلکہ قوت باصرہ تک کو صدمہ پہونچا۔ کجا اس نازنین کا جمال مبین۔ کجا اسکی صورت زشت قابل نفرین۔ ادھر حسن گلو سوز ادھر کالا بھجنگا ہفتے کا روز۔ وہ از سر تا پا عالم نور یہ و مدار لنگور (چینیون کی چوٹی کمر تک ہوتی ہی) وہ شوخ و چالاک۔ ادھر چپٹی ناک۔

کلکتے کی نمایشگاہ ایک ایسی چیز تھی کہ سندی اُس سے بڑے بڑے فائدے اُٹھا سکتے تھے۔ خصوصاً زراعت اور تجارت پیشہ لوگ۔ اب آپ ملاحظہ فرمایئے کہ یورپ کے تاجر اشتہار چھپوانے اور اپنی کوٹھیون کے مشتہر کرنے اور حتی الوسع شہرت مزید دینے مین کسقدر کوشش بلیغ اور سعی موفور کرتے ہین۔ ہر تاجر اور اُسکے گماشتے کے پاس ہزار ہا اشتہار اور کتابین چھپی ہوئی موجود ہین اور کاغذ ایسا چکنا کہ عروسان فرخار کے گال شرما جائین۔ لوح کی تیاری سبحان اللہ سبحان اللہ۔ ایسی مُطلا و مذہب کہ نظر نہین ٹھہرتی۔ کہین سرخ حروف کہین سبز اور کہین شوخ نیلگون اور وہ چمک اور صفائی کہ جی خوش ہو جائے اخبارونکی راے اور سرٹیفکیٹ اور اشیاء کی خاص خاص خوبیون کا ذکر مذکور اور اُسکی صفت الغرض کل امور بالتشریح درج ہوتے ہین اور جو سفید پوش اُدھر سے گذرتا ہی اُسکو ایک کتاب مفت نذر کرتے ہین۔ سو مین پچاس تو پڑھین گے اور پچاس مین بیس تو کم سے کم خریداری کرینگے پھر فرمایئے کتنا فائدہ ہوا۔

ان سوداگرون کے اکثر رسالون اور اشتہارون کے کاغذ واقعی ایسے بیش بہا و خوشنما ہوتے ہین کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہین اگر لقب ین بنا کی ہین تو نادر سے نادر اور اعلے سے اعلے۔

یہ لوگ رسالون اور اشتہارونکے چھپوانے اور انکے مشہور کرنیکے فوائد لاتعد سے بخوبی واقف ہین مسٹر ہالوے صاحب مرحوم نے جنکی گولیون اور مرہم کے اشتہار اعلے اسے لیکر ادنے اخبار تک اور ساری خدائی کے پرچون مین درج ہوتے تھے پہلے ۱۸۳۷ء مین اشتہار چھپوائے تھے اور بڑے استقلال دلی کے ساتھ اشتہار برابر چھپواتے گئے یہانتک کہ ۱۸۴۲ء مین اُنکا اشتہارون کے طبع کی اجرت مین پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا اور ۱۸۴۵ء مین ایک لاکھ تک نوبت آئی۔ ۱۸۵۱ء مین دو لاکھ ۱۸۵۵ء مین تین لاکھ اور آخر آخر مین سوا چار لاکھ روپیہ سالانہ صرف انطباع اشتہارات کی اُجرت مین وہ صرف کرتے تھے اور اسی کی بدولت وہ کروربتی ہو گئے کہ دنیا بھر کے اخبارون مین اُن کی گولیون اور مرہم کے اشتہار چھپا کرتے ہین اگر اس فیاضی اور استقلال کے ساتھ مختلف

اخبارات دیار و امصار دور و دراز مین اشتہار نہ چھپواتے تو اتنی شہرت کبھی نہ پاتے اور نہ اسقدر زردار ہوجاتے۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے اہل وطن اسکے فوائد بیشمار سے بالکل ناواقف ہین اور اسی عدم واقفیت کے سبب سے اُن کا اور ملک کا بڑا نقصان ہوتا ہے اور ایک حصار صریحی یہی ہے کہ اس ملک کے جو باکمال صناع ہین اور جو کاریگر اپنے اپنے فن مین ملکہ رکھتے ہین وہ کماحقہ مشہور نہین ہونے پاتے انکو معدودے چند ہی آدمی جانتے ہین اور اسی سبب سے وہ اپنے کمال کا کما ینبغی فائدہ نہین اُٹھا سکتے ہم کو افسوس ہوا کہ محمد ابراہیم عینک ساز لکھنؤ شریک نمایشگاہ نہین ہوئے اگر وہ یہان آتے اور یہان اس مشہور نمایشگاہ مین عینکین اور چشمے اور تال اور بلور اور پتھر لیکر ایک دکان مین بیٹھتے اور لوگون کو اُنکے کمال کا حال معلوم ہوتا تو ہندوستانی ہزارہا عینکین خرید لیتے۔

کیا سبب ہے کہ لکھنؤ کے کلن خان یہان نہین آئے یہ مصنوعی جواہرات ایسے بناتے ہین کہ نقل کو اصل کر دکھاتے ہین۔ اِنکے بھی ہزارہا قدردان یہان پیدا ہوجاتے مصلحت بین وکفایت اندیش لوگ اِنکے مال کے اچھے دام لگاتے۔

لکھنؤ کا سوروالس اگر چار آنہ ٹکٹ لگا دیتا تو اپنے چکارے کی بدولت بہت کچھ پیدا کرلیتا اور ہزارہا تماشائی بعد شوق اِس جادوفن کا چکارا سننے جاتے اور محظوظ ہوکر آتے

گو اس درجہ عظیم الشان مین جہان ہندوستان کی اشیاء نمایش کے لیے رکھی تھین بہت سی عمدہ عمدہ صنعتین نظر آتی تھین مگر ہر در و دیوار سے حسرت برستی تھی کہ زمانہ قدیم مین جو ترقی اس ملک نے ہنر اور صناعی مین کی تھی وہ اب مبدل بہ تنزل ہوگئی۔ اوج اقبال سے حضیض ادبار کی نوبت آگئی۔ روضہ تاج محل یعنی تاج بی بی کے روضے کی کئی مختلف اقسام سے صناعون نے نقل اُتاری تھی جسکے دیکھنے سے ہندوستان کی قدیم صنعت اور ترقی ہنر نظرون کے سامنے پھر جاتی تھی اور افسوس ہوتا تھا کہ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا کہ اس ملک کے صناعان ہنر پرور نے ایسی ایسی عدیم السہیم عمارتین بنوائی تھین کہ آج تمام روے زمین پر امتیاز محل یعنی تاج بی بی کا روضہ اپنی نظیر نہین رکھتا۔ یا اب ایک زمانہ ہے کہ صرف نقل اُتارنے کو ہمین کمال اور کھلونے بنانے کو بہت بڑا ہنر سمجھتے ہین۔

یورپین اشیا کے درجون پر نئی دولھن کا سا جوبن تھا وہی جوانی اور شباب اور اُمنگ کا عالم اور ہندوستانی اشیا کے درجون سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی زمانے مین اُسپر بھی عجیب عالم تھا اور خداداد جوبن مگر وہ دن لد گئے ۔ ع

وقت پیری شباب کی باتین
ایسی ہین جیسے خواب کی باتین

وہان اُمنگ اور جوش جوانی اور روزافزون

ترقی ہی اور بیان انحطاط کا زمانہ ہے ؎

لٹ گئے ہو کے مسّن زلف معنبر والے	
بل کی لیتے ہی رہے بال وہ گھونگھر والے	

اِس نمایشگاہ سے ہمکو یہ سبق سیکھنا چاہیے کہ اگر اہل یورپ کی جدید سائنس اور ہندوستان کے علوم قدیم دونون سے بموداے خُذ ما صفا دع ما کدر عمدہ عمدہ اصول اخذ کرین اور اُنکو عملاً کام مین لائین تو اب بھی اس ملک کی صناعی کا ستارہ چمک سکتا ہی۔

ذرے کا بھی چمکیگا ستارہ	قائم جو زمین و آسمان ہی

ہندوستان کی خوش طالعی کا آفتاب اُسی وقت نصف النہار پر ہوگا جب مغربی علم و شایستگی کے ذریعے سے ہم اپنے علوم شریفہ وفنون نفیسہ زمان باستان کو ترقی دینگے اور جب اس ملک کی تجارت دن دونی رات چوگنی ترقی کریگی اور زراعت کے اصول نوی وجدیدہ پر ہمارے ملک کے کاشتکار اور زمیندار حاوی ہو جاوینگے۔

نواب۔ آپ نے جو کچھ فرمایا بندے نے بڑے غور سے سنا حق یون ہی کہ آپ واللہ ڈبیا مین بند کر رکھنے کے قابل ہین۔

چھٹن۔ انکا ایک ایک فقرہ پندنامہ تھا۔

اختر۔ بلکہ ایک ایک لفظ۔

ممن۔ سچ کہتے ہین کہ ؎

ہمنشین تو از تو بہ باید	تا ترا عقل و دین بیفزاید

نواب۔ اب اگر کسی ملک مین نمایشگاہ منعقد ہو تو ہم آپکے ہمراہ رکاب ضرور چلین ورنہ یہ مفید باتین بھلا ہمکو کیونکر معلوم ہو سکین گی۔

مہراج۔ علم بھی کیا خداداد دولت ہی۔

نواب۔ ایسی دولت ہی کہ اسکو زوال ہی نہین ثروت کو زوال ہی۔ حسن کو زوال ہی۔ جوانی کو زوال ہی اگر زوال نہین ہی تو اسی دولت علم کو ہی۔ جبھی تو علما نے کہا ہی کہ علم دولت لازوال ست۔

اختر۔ حضور شرف المرء بالعلم والکمال لا بالنسب والمال۔

نواب۔ نہین عالی خاندانی سے تو شرف ضرور ہوتا ہی مگر علم کو اُسپر بھی ترجیح ہی۔

مہراج۔ اب یہ علم ہی کی باتین ہین کہ ہزارہا آدمی نمایشگاہ مین گئے تھے مگر یہ علمی باتین اور مفید اُمور ایک کے ذہن مین بھی نہ آئے صرف نمایش کی چیزین دیکھ آئے کہ یہ کل ہی یہ پتھر ہی۔ یہ گھوڑا ہی یہ گاڑیان ہین۔ بس چلیے ختم شد اور جو مزاج مین ذرا آراستگی ہوئی تو مینا کون کی بھی سیر کر لی مگر جو اصلی مطلب انعقاد نمایشگاہ سے تھا وہ انگریزون ہی کو حاصل ہوا۔ اور اس ملک کے باشندون کو بھی ہوا مگر اُنکی نسبت کم بلکہ بہت کم۔

لنڈنی نے پھر بیان کرنا شروع کیا کہ ہمارے ایشیا مین چینیون کی صناعی بھی یادگار زمانہ ہی کیونکہ یہ لوگ یکتاے روزگار ہین۔ یورپ کو تین باتون پر ناز ہی۔ ایک یہ کہ چھاپے کا ہنر اُنھین نے ایجاد کیا۔ دوسرے بارود بنانا اُنکی اختراع ہی۔ تیسرے مقناطیسی کمپاس کے

موجد ہین مگر معتبر کتب تاریخی سے یہ امر مسلم الثبوت ہی کہ ان تینون اختراعات بدیع کے موجد اہل چین ہی تھے اکثر تاریخی واقعات اس امر کے شاہد ہین کہ جن جن باتونکی ایجاد پر علماء یورپ کو افتخار و مباحات ہی اُنکے موجد سب کے پہلے چینی ہی تھے اور ایشیائے کوچک اور بحر قلزم کی راہ سے سیاحون اور تاجرون نے ان امور مفید کا یورپ مین چرچا پھیلایا۔ اور مشرق ہی سے ان باتون کا حال اہل مغرب کو معلوم ہوا یہ امر بخوبی پایۂ اثبات کو پہونچگیا ہی کہ دسوین صدی مسیحی مین چینی صرف یورپ والون ہی سے شایستگی مین بدرجہا بڑھے ہوئے نہین تھے بلکہ قدیم زمانے کے یونانیون اور رومن تک سے قصب السبق برتری لے گئے تھے بارود کی ایجاد مین چینیون نے اور کل ملکون سے سبقت کی گو اسکے استعمال سے بخوبی فائدہ نہین اُٹھاتے تھے مقناطیسی کمپاس سے اہل یورپ نے صرف تیرھوین صدی مسیحی کی ابتدا مین واقفیت حاصل کی چینیون سے اہل عرب نے اسکا استعمال سیکھا اور اہل عرب سے یورپ والون نے۔ چینیون کو مقناطیس کی قوت جاذبہ کا حال اُس زمانے مین معلوم تھا جب یورپ کے باشندے لفظ مقناطیس بھی نہین جانتے تھے۔

نواب۔ مین سوچتا ہون کہ آپ ادمی ہین یا کتبخانۂ علم و فضل۔ اسدرجہ واقفیت۔

اختر۔ حضور سیاحت اور تجربے اور مطالعۂ کتب واخبارات سے یہ بات حاصل ہوئی ہی۔

چھٹن۔ بھائی عسکری یاراب یہ بیفکراپن اور لہو ولعب چھوڑ کر پڑھنے لکھنے کی جانب توجہ کرنا چاہیے۔

مہرلج۔ ہمارا بھی صاد ہی۔ بہت کھیل چکے۔ اب اور جانب مخاطب ہونا چاہیے۔

آغا۔ سب زبانی داخلہ ہی۔ آپ لوگ کچھ بھی نہ کرینگے۔ باتین بہت اور کام کم۔

لندنی۔ مگر خیر اب خیال تو ہونے لگا۔

ان سب کے دلون پر لندنی کی تقریر کا بڑا عمدہ اثر پڑا۔

خاتونان فرنگ کی ملاقات

دو سیم اندام گلفام خاتونان فرنگ ڈرائنگ روم مین آئین قمرن اور نازو اُنکو دیکھکر سرو قد استادہ ہوئین اور جسطرح لندنی نے سکھا دیا تھا اُن دونون ماہرویان فرنگ سے ہاتھ ملایا۔ یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ قمرن اور نازو نے اپنے گورے گورے ہاتھون سے کسی پریچہرہ ولایت زاسے مصافحہ کیا ہو۔ چونکہ یہ دونون بھی حسین ومہ جبین تھین اور اُسوقت لباس گران بہا اور زیور و جواہر سے آراستہ اور مشین ہوکر شان شہزادگی دکھاتی تھین لہذا ان میمون کو انکے دیکھنے سے بڑی خوشی حاصل ہوئی۔ نازو نے جرأت کرکے مکالمہ شروع کیا۔ یہ دونون کمسن اور خوش مزاج تھین۔ ایک مرزاپور کے جوائنٹ مجسٹریٹ کی بیوی۔ کوئی اکیسن برس کا سن۔ بڑی عالی خاندان عورت۔ دوسری لکھنؤ کے

ایک فوجی افسر کپتان کی میم اور کسی بڑے نامی جنرل کی صاحبزادی۔ کوئی چوبیس برس کی عمر۔ مگر حسینہ و جمیلہ ایسی کہ تمام شہر مین اُنکے حسن کی دھوم تھی۔ اور اُنکے میان کپتان صاحب بھی بڑے خوشرو جوان رعنا شمائل زیبا خصائل تھے اور اس شعر کے مصداق ؎

غالب اس سیمین تنون کیواسطے	چاہنے والا بھی اچھا چاہیے

مجسٹریٹ کی میم نے نازو جان کے سوال پر الیس ہوپ نام بتایا اور کپتان کی میم نے میری ڈیل۔ قمرن کی شان رعنائی و برنائی اور حسن گلوسوز کی دونون نے تعریف کی مگر انگریزی زبان مین باہم۔ اور نازو کی نمکینی اور شیرین ادائی کی بھی معترف ہوئین اور یہ دونون اپنے دلون مین ان گلچہرگان فرنگ کے حسن خداداد کی مداح تھین کہ ؎

کیا خداداد حسن پایا ہے	آپ اللہ نے بنایا ہے

مسز ڈیل پر بار بار قمرن کی نظر پڑتی تھی کہ کس شان سے کرسی پر متمکن ہین اور کیا حسن شوخی جلوہ ہے ؎

عجب انداز سے بیٹھا ہے وہ ماہ
کہ کرسی پر گمان آسمان ہے

میری (ڈیل) ہم الموڑے صاحب کے ساتھ گیا تھا۔

نازو۔ ہمارے زہے نصیب کہ آپکی ملاقات ہوئی۔

لنڈی۔ (پردے کے باہر سے انگریزی مین ترجمہ کر دیا)

میری۔ (ہنسکر) او۔ ول۔ آپ کا مہربانگی۔

قمرن۔ حضور کے ملک مین عورتین زیور نہین پہنتین۔

میری۔ تھوڑے۔ تھوڑے۔ بروش جو آپ (لنڈی سے باواز بلند) انگریزی مین سمجھا دیجیے کہ جگنو اور ایک قسم کی چوڑیان اور کانون کا ایک زیور اب پہنا جاتا ہے مگر اسقدر رواج نہین ہے کہ سب عورتین پہنین۔ جواہرات کا استعمال ہے مگر بہت کم۔

نازو۔ (الیس کیطرف اشارہ کرکے) کیا آپ اردو نہین جانتین۔

میری۔ بہت تھوڑا۔ بیرا اور پانی اور پنکھا اور کوئی اور حاضری اور انڈا اور گاڑی اور روپیہ اور پیسا اور صاحب اور میم صاحب اور مس بابا اور بابا لوگ اور آیا اتنے لفظ یہ جانتی ہین۔ بس

اسیر چارون کی چار قہقہہ لگا کر ہنسین۔

میری۔ ابھی انکو یہان آئے چھ مہینا نہین ہوئے ہین۔

نازو۔ جبھی ہماری بولی نہین جانتین

قمرن۔ آپ نے تو ولایت کے اسکولون مین تعلیم پائی ہو گی۔

لنڈی۔ (انگریزی مین باہر سے سمجھا دیا)

میری۔ او یس۔ ہم اور یہ سب وہان اسکول مین تھا آپ کا ملک مین اسکول لڑکی لوگ کا نہین تھا۔ اب تھوڑا تھوڑا اسکول ہے۔

نازو۔ ہم لوگون مین پردے کی قید کس قدر کی سخت ہے کہ باہر تک نہین نکل سکتے ہین۔

راوی۔ لنڈی نے مسز ڈیل کی تقریر کا اردو مین

یون ترجمہ کیا (میم صاحب فرماتی ہین کہ ہم کو
اسکا بڑا ہی افسوس ہے۔ ہمارے ملک مین میان
بیوی کا ہر دم ساتھ رہتا ہے۔ گرجا گھر ساتھ جائینگے
میلے جائینگے تو ساتھ۔ ہوا کھانے مین ساتھ۔
تھیٹر مین ساتھ۔ دعوت مین ساتھ۔ سفر مین
ساتھ۔ میان بیوی کبھی جدا نہین ہوتے۔

نازو۔ یہ بہت اچھی بات ہے۔

میری۔ ہان اچھا بات ہے۔ ہر گھڑی ساتھ۔

نازو۔ آپکی ولایت مین پردہ نہین ہوتا۔

لندنی۔ (ترجمہ کرکے) میم صاحب فرماتی ہین
کہ ہماری ولایت مین پردہ بالکل نہین ہے
اور ہمین افسوس ہے کہ آپ کے مرد آپ کو قید
مین رکھتے ہین اور آپ کہین جانے آنے
نہین پاتین۔ اگر ہمکو یہ معلوم ہو جائے کہ ایک
ہفتے تک بھی ہمکو اس ڈرائنگ روم اور اس
کوٹھی کے احاطے کے باہر نہین جانا ہوگا اور
اپنے گھر کی کھڑکیان بھی ہر وقت بند کرکے
بیٹھنا پڑیگا تو ہمکو خفقان ہو جائے۔

قمرن۔ جی ہان اسمین کیا شک ہے۔

نازو۔ عادت کیوجہ سے ہم لوگون کو نہین
کھلتا۔ مگر آپ میم صاحبون کو ہم سیر کرتے
ہوئے دیکھتے ہین تو ہمین یہ قید کھلتی ہے اور
جی بھر بھر آتا ہے کہ ہم بھی ہوا کھائین۔

لندنی۔ (ترجمہ کرکے سمجھایا) سچ کہتی ہین۔

میری۔ مگر کلکتہ کے برہمو لیڈی لوگ برابر
سب کے سامنے جاتا آتا ہے۔

لندنی۔ کلکتے مین آزادی زیادہ ہے کیونکہ وہان کے
لوگ تربیت یافتہ بھی زیادہ ہین۔ بمبئی مین
بھی عورتون کا پردہ کم ہے اور مرہٹون مین تو
ہے ہی نہین۔

میری۔ آپ تاج محل دیکھنے گیا تھا۔

نازو۔ جی نہین۔ تاج محل کیا یہان پہاڑ پر
کوئی جگہ ہے ہمنے نہین سُنا۔

میری اور ایلیس دونون ہنس دین اور نازو
اور قمرن کو بہت ہی جھینپنا پڑا۔

میری۔ (انگریزی مین) تم سمجھین ایلس۔
اِنھون نے کیا کہا۔

ایلیس۔ (انگریزی مین) ہان پہاڑ کا لفظ مین
سمجھی۔ یہ پوچھتی ہین کہ کیا۔ تاج محل اِس پہاڑ
پر کوئی مقام ہے (مسکراکر) اسقدر ناواقف ہین۔

میری۔ تاج محل آپ کے ملک کا ایک بڑا
مشہور عمارت ہے آگرہ مین اِسکے دیکھنے کو سب
صاحب لوگ جاتا ہے۔

مغلانی۔ ہان سرکار تاج بی بی کا روضہ ہوگا۔

میری۔ یس یس۔ تاج بی بی کا روضہ۔

نازو۔ ہان نام سنا ہے۔ (بناوٹ کی راہ سے)

میری۔ یہ بوڑھا عورت کون کام پر۔

نازو۔ یہ مغلانی ہین۔

لندنی۔ (انگریزی مین سمجھا دیا۔

اتنے مین نواب محمد عسکری صاحب ڈرائنگ
روم مین تشریف لائے اور بی مغلانی سے
کہا کہ آیا کو بلاؤ۔ آیا حاضر ہوئی۔ ان دونونکو
سلام کیا۔ نواب صاحب نے حکم دیا کہ میم صاحب
کی تواضع کے لیے شامپین لاؤ۔ آیا نے پہلے

ایک چھوٹی سی تپائی جو ازبس خوشنما تھی حاضر
کی اور اُسپر ایک سبز رنگ پوشش ڈالدی اور
سپہر شامپین پینے کا سامان لاکر رکھا۔ اور اُسکے
بعد شامپین حاضر کی اور پردے کے باہر دوسرے
کمرے مین جو خدمتگار تعینات تھا اُسکو بوتل
دی اُسنے بوتل کھولکر اسکے حوالے کی۔

میری۔ آپکا نام کیا ہی۔ اور یہ آپ کی کون ہین

نازو۔ میرا نام نازو خانم ہی اور اُنکا نام قمر النسا
بیگم ہی۔ یہ میری چھوٹی بہن ہین۔

لنڈنی۔ (انگریزی مین) یہ قمر النسا بیگم مسز
نواب محمد عسکری ہین اور نازو بیگم صاحب
ہمارے نوابصاحب کی بڑی سالی ہین۔

میری۔ (خوش ہوکر) او آئی سی۔ آپ کو بھی
شامپین ہمارے ساتھ پینا ہوگا۔

نازو۔ اس سے تو ہمکو معاف کیجیے گا۔

قمرن۔ ہم اسکے عادی اور خوگر نہین ہین۔

نواب۔ نہین نہین۔ میم صاحب کی خاطر سے
تھوڑی ضرور پینی ہوگی۔ مہمانون کی خاطر
کرنی چاہیے۔

قمرن۔ جیسا کہو۔ میم صاحب کی خاطرداری
ہمپر فرض ہی۔

نازو۔ ہم آپ کے شریک ہونگے۔

نواب صاحب شامپین کا سامان کرکے
دوسرے ڈرائنگ روم مین جہان کپتان
روز صاحب متمکن تھے تشریف لے گئے اس
کمرے مین صرف نواب چھٹن صاحب اور آغا
محمد اطہر صاحب اور لنڈنی اور بیرسٹر صاحب تھے

کپتان صاحب نے کہ ایک بڑے زندہ دل خوش
خلق ذی مروت اور ملنسار فوجی افسر تھے نوابصاحب
سے بکشادہ پیشانی ہنس ہنس کے تقریر کی لنڈن
اور پیرس کی سیر کے علاوہ اپنے قیام وسیاحت
روم وخاص قسطنطنیہ کا بھی ذکر خیر کیا۔ اور اُنکے
ساتھ اس بے تکلفی سے پیش آئے کہ کبھی کوئی
انگریز دوست اس بے تکلفی کے ساتھ اُنسے نہین
پیش آیا تھا۔

نواب۔ مین آپ کی ملاقات سے نہایت ہی
خوش ہوا۔

کپتان۔ او۔ ہم آپ سے چوتھے پانچوین لکھنؤ
مین ضرور ملاقات کریگا۔ آپ چھاؤنی کیطرف
کبھی آتے ہین۔

نواب۔ روز ہوا کھانے نکلتا ہون۔

چھٹن۔ تیسرے چوتھے چھاؤنی جانے کا بھی
اتفاق ہوتا ہی۔

آغا۔ جہان باجا بجتا ہی وہان روز پہونچتے ہین۔

کپتان۔ او۔ بینڈسٹینڈ۔ وہ تو ہمارا کلب گھر ہی۔

چھٹن۔ اب تو آپکی خدمت مین نیاز حاصل ہی
ہو گیا ہی اب برابر ملا کرینگے۔ مگر یہ آپنے اردو
کہان سیکھ لی۔

کپتان۔ ہمکو صاحب زبان سیکھنے کا بڑا شوق
ہی۔ ہم نے فارسی مین امتحان دیا انعام پایا پشتو
اور پنجابی بھی ہم بول لیتے ہین۔ اردو کے امتحان
مین بھی انعام پایا۔ اور اپنے کالج مین ہم نے
لاطینی اور یونانی اور فرنچ پڑھی تھی اور ترکی زبان
بھی ہم بول لیتے ہین۔

آغا۔ کیا بات ہے اور ایک ہم لوگ ہین۔
چھٹن۔ شرم آتی ہے صاحب کے سامنے۔
لنڈنی۔ جناب انگریز ان باتون کو ہندوستانی بھائیون سے کیسے تو گالیان دینے لگین۔ برا بھلا کہین۔
آغا۔ ہفت زبان سے بھی بڑھ گئے۔
لنڈنی۔ روس مین ہم نے دیکھا کہ بہت کم شریف زادے ایسے ہین جو پانچ پانچ چھ چھ سات سات زبانین نہ جانتے ہون
بیرسٹر۔ یورپ کی اور کسی قوم کو زبان سیکھنے کا اسقدر شوق نہین ہے جسقدر روسیونکو ہے
آغا۔ پھر یہ انکو وحشی کیون کہتے ہین۔
کپتان۔ روسیون مین ایک بڑا خاصیت یہ ہے کہ وہ زبان سیکھنے کے بعد اسطرح پر بولتے ہین کہ گویا انکا مادری زبان ہے۔
چھٹن۔ یہ کیا کچھ کم ہنر ہے۔
کپتان۔ بیشک بڑا ہنر ہے۔
چھٹن۔ پھر آپ لوگ انکو وحشی کیون بتاتے ہین
کپتان۔ دل لگی۔ مگر وہ لوگ ذرا وحشی زیادہ ہے وہان کے شہرون کے باشندے بہت پڑھے لکھے آدمی ہین مگر قصبات اور موضع کا باشندہ عموماً جاہل ہوتا ہے یا کم پڑھا لکھا۔ ان شہرون کے باشندے ایسے کوئی نہ ہونگے جو کئی زبانین نہ بول سکتے ہون اور تین چار زبانون سے تو عموماً سب واقف ہین۔
چھٹن۔ لکھنؤ مین آپ کسی صاحب کو ہمارا اتالیق مقرر کردین ہم انگریزی پڑھنا چاہتے ہین مگر ولایتی ہو۔
کپتان۔ دل لگی۔ پہلے پہل تو کسی ہندوستانی سے پڑھیے گا جب کچھ سیکھ لینا تو پھر ہم اپنے آپ سبق دیگا۔ بہت جلد انگریزی آجائیگی۔
چھٹن۔ نواب والد میرے دل مین شوق پیدا ہوگیا۔ بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم لوگ کچھ جانتے ہی نہین۔

ڈیڑھ گھنٹے کے بعد یہ دونون مہوشین خاتونان فرنگ رخصت ہوئین اور نازو اور قمرن جو زیور پہنے تھین انکے نام اور قطع کا طرز انسے پوچھ پوچھ کر لکھ لے گئین۔

حسن گلو سوز

آغا محمد اطہر صاحب نے رنگین پردے کے باہر سے آواز دی بی قمرن جان صاحب حضور کا تو سنگار ختم ہی نہین ہوتے آتا ہے آپ کی سادگی ہی ہم غریبون کے قتل کو کیا کم ہے کہ اسپر یہ آرایش اور طرہ ہے۔ ع۔

خدا جانے یہ آرایش کریگی قتل کس کس کو

آپ کی آمد آمد کا ہمارے نواب صاحب کو اسیقدر انتظار ہے جسقدر محلات مین جہان پناہ کے آنے کا انتظار ہوتا تھا بی مغلانی کی مشاطگی آج ہماری جان ناتوان پر قہر و ستم ڈھائیگی۔ کسی نہ کسی عاشق صادق کی جان ضرور جائیگی مغلانی نے کہ ایک مشہور حاضر جواب عورت تھی اندر سے قہقہہ لگا کر کہا اے حضور ابھی تو مہندی ہی لگائی جاتی ہے۔ اور آپ پہلے ہی یہ ٹوک دیا۔ جو بات حضور کے بلیغ ہے

وہ ہمارے ہاتھوں میں ہے۔ ہم تاڑ گئے کہ آپ ہماری سرکار کو منانے آئے ہیں کہ نواب صاحب تو روبرو سرخرو ہو جائیں کہ روٹھے ہوؤں کو منا لائے آغا نے انکی لفاظی اور ظرافت اور جگت بازی کی بڑی تعریف کی۔ واہ بی مغلانی واہ۔ ضلع جگت میں تم بھی اپنا مثل نہیں رکھتیں۔ منہ کے لیے ناحق اور ہنسنے پر ٹوکنا اور سرخرو خوب ہی سوجھتی ہے۔ واسطے اب اسی بات پر قمرن جان کے ہاتھ کی ایک گلوری تو کھلوا دو۔ مغلانی بولی عرض کیا تھا کہ حضور بیڑا اُٹھا کے آئے ہیں کہ سرکار کو منا کے لیے جائیں گے۔ نگلے فیض آباد ہیں آپ کی نال گڑی ہے یا لکھنؤ میں سیاری رام کے باغ میں گڑی ہو۔ قمرن جان تو ایسے چھمیان کے نہ جائینگی۔ عمدہ عمدہ مال انکے لیے کسی دساور سے منگوائیے یا خالی خولی چبا چبا کے باتیں ہی کرنا یاد ہے۔ نواب صاحب اور کل رفقا مغلانی کی جادو بیانی سنکر عش عش کر رہے تھے کہ گلوری کے لیے بیڑا اٹھانا۔ اور نگلے فیض آباد اور دساور اور چبا چبا کے باتیں کرنا کیسے تلے ہوئے لفظ ہیں۔ اور چھمیان کے پان نے کیا مزہ دیا ہے غضب کی سوجھ بوجھ ہے۔ بیرسٹر کو اس جگتبازی کا لطف نہ تھا۔ مسکرا کر کہا اور تو خیر مگر یہ سیاری رام اچھا نام گڑھا گیا۔ ڈلی رام اور سپاری نام اور سروتے خان اور کتھے پرشاد اور چونا بیگ یوں تو جو چاہیے اول جلول گھنٹوں بکتے جائیے مگر ہاں گلوری کے لیے چھمیان کا پان البتہ لطف دیتا ہے اور بیڑا اُٹھانا بھی اچھا محاورہ ہے۔ مگر یہ سیاری رام تو بھرتی ہے سیاری رام بھی کوئی ناموں میں نام ہے بھلا منشی مہراج علی نے اس اعتراض کی تردید کی اور کہا (آپکے فرمانے کی بات ہے۔ سیاری رام کا باغ لکھنؤ میں ایک مشہور باغ تھا۔ اب بھی چار دیواری اور کچھ درخت باقی ہیں کیوں میاں اختر) میاں اختر نے انکی تائید کی (جی ہاں سیاری رام کا باغ یاسین گنج جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے۔ کسی زمانے میں وہاں بڑے جلسے رہے ہیں) حمن اور نواب چھٹن نے بھی اسنے اتفاق کیا کہ ہاں ہاں جی سیاری رام کا باغ لکھنؤ میں کون نہیں جانتا)۔

اتنے میں عروس پری چہرہ پارہ بی قمرن جان چھم چھم کرتی ہوئی برآمد ہوئیں اسوقت اینروہ عالم تھا کہ رضوان اگر دیکھتا تو حوروں کو اس رشک پری پر سے نچھاور کر دیتا۔ سر سے پاؤں تک سفید پوش۔ بالکل سادی وضع۔ سفید ململ کا باریک ڈوپٹہ دودھ کا دھویا۔ سفید پاجامہ جیسے نگلے کا پرچم آب رواں سفید مثل برف۔ گو قمرن کو عنفوان شباب اور جوش جوانی اور طبیعت کی اُمنگ اور دل کی گرمی کے سبب سے گرم لباس کی حاجت نہ تھی تاہم مغلانی نے یہ دوراندیشی کی کہ نینی تال کی جگر ٹھٹھرانے والی سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے دوشالہ

اُڑھا دیا۔ مگر وہ بھی سفید۔ زیور بھی بہت کم پہنے تھین نہ وہ پور پور چھلے۔ نہ وہ جڑاؤ کڑے صرف کانون مین کرن پھول اور بالون مین چھپڑے۔ گلوے مصفا مین جگنو رشک گوہر شب چراغ تھا۔ ناک مین سنہری کیل جس سے لالے کے دل مین داغ تھا۔ ابریشم ابیض کی بیش بہا جراب۔ ربیلا ٹاٹ بانی بوٹ موتی کی سی آب و تاب مگر زلف چلیپا کی سیاہی کی جھلک قدرت کی بہار دکھاتی تھی۔ شب دیجور اور صبح پرنور ایک مقام پر نظر آتی تھی۔

گو قمرن بیان کوئی اجنبی عورت نہ تھین۔ نوابصاحب کے ہان کا چوہا چوہا اینٹی سے چیونٹی تک اُنسے واقف۔ گویا گھر کی مالکن بنی ہوئی تھین۔ مگر باایںہمہ زبان حال سے کُل حاضرین یہی کہتے تھے کہ آج اِس قتالۂ عالم پر وہ عالم ہے کہ دیدہ ہے نہ شنیدہ ہے۔ ہمارے لیے یہی عید ہے کہ اس سادگی پر قربان ہوجائین ہر ادائے جانستان اور عشوۂ شیرین سے بیباکپن برستا تھا۔ چھما چھم کرتی شوخی کے ساتھ قدم دھرتی آئین اور نواب صاحب کے پہلو مین متمکن ہوئین۔ زلف عنبربار کے رائحۂ روح پرور نے نواب محمد عسکری کو ایسا مست کردیا کہ دل بے قابو اور بے اختیار ہوگیا ؎

کالے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار
سونگھنا اُس گیسوے مشکین کا مجھکو سم ہوا

نواب۔ میان حمن بھئی ایک سو روپیہ اسوقت مغلانی کو ہماری طرف سے انعام دلوادو۔ دارو غہ صاحب کو بلاؤ اور کہو ابھی ابھی دیدین۔ ایسی خیابگدست کامل فن مشاطہ بھی کسی نے نہ دیکھی ہوگی۔ مغلانیان بھلا یہ بات کیا جانین انکو تو ایک قسم کا ملکہ حاصل ہے۔

آغا۔ نواب آپکے قدمون کی قسم حسن کی ایک تصویر سامنے مجسم کھنچدی ہے۔ بلکہ حسن مجسم بھی واللہ صدقے ہوجائے۔

انصاب حسن در خدیو کمال ست
فکاتم دہ کہ مسکین و فقیرم

چھٹن۔ مین اتنی دیر سے اپنے دل مین یہ سوچ رہا تھا کہ یہ وہی قمرن ہین یا پرستان کوئی پری سچ مچ اُتر آئی ہے۔

نہراج۔ کالا دانہ منگواؤ صاحب۔

نواب۔ ع۔ زیور ہے سادگی ترے رخسار کیلیے

اختر۔ تعریف نہین ہوسکتی۔ یہی معلوم ہوتا ہے کہ بنی نوع انسان مین خدا جانے ایک نئی قسم کی مخلوق خلق کردی۔ واب تک قتالۂ عالم سنا کرتے تھے مگر آج دیکھنے مین آئی ؎

چھوڑتا عاشق شیدا نہین بے قتل کیے
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

حمن۔ حضور بی مغلانی آداب عرض کرتی ہین۔

مغلانی۔ سرکار یہ انعام حضور کی قدر دانی ہے مگر لونڈی کی اسمین بھلا کیا کارستانی ہے۔ قمرالنسا بیگم کو اللہ نے وہ حسن دیا ہے کہ چاہے جس رنگ مین ہو انسان کی عقل دنگ ہوجاتی کہ یہ عورت ہے یا بچۂ حور۔ زیور ہو تو نور علے نور۔ نہو تو سادگی ہی کر ورز لیور ہے۔ چاہے جیسی

پوشاک پہنا دیجیے یہ وہ جامہ زیب ہین کہ لباس پر انکے حسن سے چوگنا چکیلا دس گنا جوبن ہوجاے بندی تو اُلٹے سیدھے کپڑے سینا جانتی ہے یہ بیگم صاحب کے حسن کی ہی ساری کرامات ہی پھیر بھی حضور نے مجھپر اتنی مہربانی کی یہ ریاست کی بات ہی۔

چھٹن۔ تم نے اس وقت ہم سب کو بن داموں مول لے لیا۔

مغلانی۔ حضور تو کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔

نواب۔ سچ کہتے ہین۔ ہمارا صاد ہی۔

آغا۔ اور ہمارا بھی۔ قمرن جان کے حسن مین تو کوئی شک ہی نہین کرسکتا۔ لاکھون کروڑون مین ایک۔ مگر تمھارے سلیقے مین بھی شبہہ نہین ہوسکتا۔

مغلانی۔ قدردانی ہی آپ رئیسون کی۔

نواب۔ بی قمرن جان۔ تم نے تو اِسوقت وہ غضب ڈھایا ہی کہ ہمارا دل ہی جانتا ہی۔

قمرن۔ اے یہ تم لوگ معشوقون کو کوئی قصائی یا چڑیمار یا ڈاکو سمجھتے ہو کیا۔ جب دیکھو یہی کہتے ہو غضب ڈھایا ستم بپا کیا۔ مارڈالا۔ سنتے سنتے کان پک گئے۔

نواب۔ کیا خوب۔ قتل کا قتل کرو اور پرسے باتین بناؤ ڈاکو اور کیسے ہوتے ہین۔ وہ تو مال ہی کو تاکتے ہین تم لوگون کا پہلا نشانہ دلبر ہوتا ہی اور وہ نشانہ جو کبھی بھولے سے بھی نہ چوکے۔ تیر بے خطا دل لیکے اب یہ سوال ہی کہ ہم کو ڈاکو کیون کہتے ہو۔

اختر۔ کیا خوب فرمایا ہی حضور نے قتل بھی کرین اور اوپر سے یہ بھی پوچھین کہ ہمین قاتل کیون کہتے ہو۔ سہ

کشتہ ہی سوجان سے دل نرگس خونریز کا
اسکو سودا ہی تری زلف بلا انگیز کا
نشہ مین دکھلاکے آنکھین قتل کرتا ہی وہ ترک
کام کرتی ہی شراب تند تیغ تیز کا

چھٹن۔ اسوقت کسقدر سادگی وضع مین ہی سفید ململ کا دوپٹا اور آب رواں کی محرم اور پاؤن مین چھڑے مگر واللہ آج اور دنون سے کہین زیادہ جوبن ہی۔

نواب۔ واللہ قمرن آجتک مجھے کبھی اسقدر بھلی معلوم ہی نہین ہوئی تھین آج تو انھون نے جیتے جی مارڈالا۔ دین کا رکھا نہ دنیا کا۔

قمرن۔ پھر وہی بات کہی۔ دنیا تو دنیا اب ہم دین کے بھی رخنہ انداز قرار پائے۔ واہ کتنے منصف ہو۔ ماشاء اللہ۔

راوی۔ مغلانی کی صحبت اور تعلیم سے اب بی قمرن بھی محاورہ دان اور گویا ہوگئین۔

اختر۔ وہ جو سنا کرتے تھے کہ سہ

قتل عشاق کیا کرتے ہین
بت کہین خوف خدا کرتے ہین

وہ اسوقت اپنی آنکھون دیکھ رہے ہین۔

چھٹن۔ یہ غلط ہی۔ قتل تو نہین اِس وقت تو روح کو ان کی صورت زیبا دیکھکر بالیدگی ہوتی ہی۔

آغا۔ بالیدگی ہوتی ہی کہ سانپ کلیجے پر لوٹ

رہتے ہین۔

قمرن۔ (مسکرا کر) آپ لوگون کی بھی کیا باتین ہین واللہ ایک کہتا ہی قتل ہو گئے۔ دوسرا کہتا ہی جلا لیا۔ تیسرا کہتا ہی سانپ نے کاٹا۔ ناگن ڈس گئی۔ کوئی بچھو بنائیگا۔ یا امیر اللہ۔ مگر کہین باولا کتا نہ کسی کو کاٹے۔ اتنی ہی خیریت ہی کہ باولا کتا نہ کسی نے بتایا۔ یہ جھر بانی گیا تھوڑی ہی یہ تم لوگون کو آج ہو کیا گیا ہی۔

چھٹن۔ سچ سچ بتا دین اسوقت ہم سب کا جی یہ چاہتا ہی کہ تمکو نواب سے چھین کے لے بھاگین اور نہین تو کم سے کم دو چار ہزار بوسے تو لین۔

قمرن۔ اوئی! دو چار ہزار۔ دو چار نہین۔ دو چار ہزار تو گالون کا خدا ہی حافظ ہی۔

چھٹن۔ ہائے جو کچھ ہو۔ جی تو یہی چاہتا ہی کہ بوسے لیتے لیتے ایک صبح سے دوسری صبح کر دین۔

قمرن۔ نواب یہ دیکھو ایسے بدہین تمھارے دوست بھائے ہی معشوق پر بری نظر ڈالتے ہین۔

نواب۔ تو جان من تم اسقدر نکھار کیون کرتی ہو۔ ع۔

قتل جامی از خود آرائی کمن

قمرن۔ اے نواب کل سے اُلٹے لوتے کی کالک مل لیا کرین آخر کیا نیت کیا ہی۔ مین تو اسوقت بالکل لٹی ہوئی بیٹھی ہون اور تم کہتے ہو

مار ڈالا قتل کر ڈالا لوٹ لیا۔ یہ کیا ہو گیا۔

اختر۔ حضور اڑھنے کی بدولت ابھی انھون نے اپنے کو بچایا ہی نہین ہی کہ مین ہون کیا شے۔ ع۔

اپنے جوبن سے نہین یار خبردار ہنوز

قمرن۔ یا اللہ آج سب کے سب ہمین بنانے لگے یہ ٹڑھا دے دے کے ہمین آزماتے ہو کہ کتنے پانی مین ہی۔

اختر۔ ٹڑھاؤ نے وڑھاوے نہین۔ خدا آگاہ ہی تم ایک جواہرات کا ایسا ٹکڑا ہو جسکا مول سارے جہان کے جوہری نہین لگا سکتے۔ انمول۔

قمرن۔ جیسے کوہ نور ہیرا ہی۔

آغا۔ بھئی حسن بھی جادو ہوتا ہی جادو۔ بلکہ حسن ہی کو سحر حلال کہنا چاہئے۔

قمرن۔ بشرطیکہ نیت بھی حلال ہو۔

مہراج۔ خوب کہی۔ (آغا کیطرف مخاطب ہوکر) آغا صاحب اندرین وقت این مہرو درسادگی حسن خودش کمال جمال ظاہر میکند کہ ہر دم گرفتار طرۂ تابدارش۔ وہر غولہ موئیست کہ عشاق قتیل خنجر ابروے آبدارش۔ ع

قتل عشاق نمودہ قمرن خواہر خرد جناب نازو

سنا دی۔ شعر سنتے ہی سب نے بے اختیار ہوکر قہقہہ لگایا۔

آغا۔ کیا برجستہ شعر فرمایا ہی۔

اختر۔ مگر پیشتر تو آپ نازو کو جنابہ کہا کرتے تھے۔ اب جناب کہنا شروع کیا۔ وہ ایک ہی بات ہی۔

چھٹن۔ اس بلند پروازی کو ملاحظہ فرمایئے۔
نازو۔ اسکے معنی کیا ہوئے۔ نمرن کا نام اور اپنا نام تو ہمنے سن لیا اور قتل کا لفظ۔
نواب۔ بس یہی مطلب کی بات تھی۔
آغا۔ آیئے بی نازو جان صاحب آپ ہی کی کسر تھی۔
مسخرہ۔ حضور غلام نے بھی کچھ عرض کیا ہے۔

کیونکی دال اُس مین سیر بھر اُرد … ٹھریکے گھڑے کا تلچھٹا اور دُرد
صفرا اسکی اک دوا ملا دی … پیفنے بنیو کتر کے افشر دی
کسحم جب ہو چکا یہ پیالہ … ہاتھ آئی ہمارے کیا ہی اک پرد
وہ یہ کہ نظر پڑی بعد آن … مہراج بلی کی خواہر خرد

ان اشعار مسخرہ بار پر اور سب نے تو بآواز بلند قہقہہ لگایا مگر مہراج کو سخت غصہ آیا اور مسخرے کو مارنے دوڑے تو نازو نے بڑھ کے روک لیا اور کہا ہمارا ہی خون پیے جو غصہ تھوک نہ دے۔ دیکھو ہم نے کیسی سخت قسم دی ہے۔ بس پھر مہراج بلی کی کیا طاقت تھی کہ چون وچرا کرتے دل مین خوش ہو گئے کہ خیر اسی بہانے نازو جان سی پری نے سب کے سامنے قسم تو دی مگر ظاہر داری کے لیے ذرا ذرا اکڑے۔
مہراج۔ (ہاتھ چھڑانے کی کوشش کر کے) نادا بلو نگا۔ ابھی لاش پھڑکتی ہو گی۔ نابکار۔ نامعقول۔
آغا۔ اسوقت بہت زوروں پر ہین۔
چھٹن۔ شیر ببر کا بھائی معلوم ہوتا ہے۔
مسخرہ۔ (دو ہٹ کر) کیا کہا نازو کا بھائی معلوم ہوتا ہے ایسا نہ کہو بھائی صاحب۔
مہراج۔ (بناوٹ کی راہ سے) نازو جان پیاری ذرا ہمکو چھوڑ دو پھر دل لگی دیکھو۔ نامعقول۔
نواب۔ اچھا منشی اب جانے دو یار مفلے مامفلے
مہراج۔ واہ۔ مفلے مامفلے کی ایک ہی کہی۔ کیا مانفلے فرمایا ہے۔ سگ پلید۔ مردم نالائق۔ ع

سفلہ چو جاہ آمد وسیم وزرش

مسخرہ۔ واہی واہ۔

جو تیونکا ڈھیر کوئی پانچ سیر … منشی مہراج بلی بر سرش

نواب۔ تم بھی دانا آدمی ہو کے کس نادان سے منہ لگتے ہو۔ ع۔ دو عاقل را نباشد کین وپیکار۔
مہراج۔ تو وہ کیون لڑتا ہے۔
نواب۔ وہ تو عاقل نہین ہے۔ وہ تو مسخرہ بنکے چھوٹ جائیگا۔
مہراج۔ ہان یار سچ کہا۔ اب غصہ فرو ہو گیا جناب۔
نازو۔ (ڈھول لگا کر) اور غصہ کرتا تو کیا بنا لیتا مونڈی کاٹے مجال تھی ہم سے چھڑا کے چلا جاتا اتنی طاقت ہے۔ اب اتنا سا کہا نہ مانیگا۔
چھٹن۔ اس دھپ نے بڑا مزہ دیا واللہ۔
مسخرہ۔ حضور سنیے گا۔

شوخی سے اک ڈھول جما ہی تو دی … بر سر مہراج بلی خواہرش

مہراج۔ انغلط۔ خواہر اور سر کا قافیہ نہین آتا

اختر- جب اپنا قافیہ تنگ ہوا تو یون آئے۔

نواب۔ نازو جان آج تو تمھاری بہن چوتھی کی دلھن اور چودھوین کے چاند کو شرماتی ہین۔

نازو۔ انکو تو ہمنے آج یہی صلاح دی تھی کہ اب تم روز ایسی سادی وضع مین رہا کرو۔ کتنی بھلی معلوم ہوتی ہی چاند مین داغ ہی اِس مین داغ نہین۔ جواہرات آج اسپر سے نچھاور کرو تو زیبا ہی۔

نواب۔ ہم تو جان تک قربان کرنیکو مستعد ہین۔

نازو۔ کیا بکتے ہو واہیات۔ جان تمھارے دشمنون کی جائے۔ مگر اس سفید لباس مین سچ مچ کی پری معلوم ہوتی ہی۔

آغا۔ ہم سب جانین رونمائی کو لیے ہوئے ہین۔

نازو۔ یون تو اپنی بہن اپنے بھائی کو کون بُرا کہتا ہی مگر تعریف وہ کہ سب تعریف کرین۔

مسخرہ۔ بھائی کی رعایت اچھی رکھی۔

نازو۔ ڈر موذی کاٹے اب اسنے چھیڑ خانی کر لیگا تو تو جائیگا دل لگی ہو چکی۔ بس۔

ایک تو قمرن کی ہر ادا یون ہی دل و دین کے تاخت و تاراج کرنیکو کیا کم تھی دوسرے آج اس سادگی کی وضع نے اور بھی شیرین حرکات کر دیا تھا۔ مسکرادی تو عاشق زار کے خرمن صبر و قرار پر بجلیان گرائین اور مانگ پر نظر پڑی تو۔ ع۔ دل و دین زلف دوتا مانگے ہی۔ کے مفہوم کا مصداق ہوئے اور رخ گلرنگ اور موے عنبر بو کی سیاہی نے روز روشن اور شب تار کو ایک جگہ دکھایا جتون ذرا ترچھی کی تو گویا صفون کی صفین درہم برہم ہو گئین۔

آغا صاحب الگ تیر نگاہ کے زخمی تھے چھٹن صاحب دل ہی دل مین کہتے تھے کہ عسکری بھی کیا بیدار بخت ہی کہ ایسی پری اسکے ہمخوابہ نازنین ہی۔ اختر دل و جان سے شیدا یمن بھی ایک ادا پر فدا۔ مہراج بلی تک بُری نظر دیکھتے تھے انتہا یہ کہ قمرن اپنی صورت زیبا پر خود ہی فریفتہ تھی اور خلق خدا والہ و شیفتہ۔

نواب۔ قمرن آج جی چاہتا ہی تمکو جواہرات مین تولین۔

قمرن۔ سب سنا ہوا ہی۔ (افسردہ دلی کے ساتھ)

نواب۔ یہ تم آج ٹھنڈی سانسین کیون بھرتی ہو جانی۔

قمرن۔ از براے خدا اب ہمین جانی کہکے نہ پکارنا۔

نواب۔ کیا! یہ تمھین آج کیا ہو گیا ہی۔

قمرن۔ (تنک کر) جی ہمین سودا ہو گیا ہی۔ اب ہماری فصد کھلوائیے۔ ویرنہ لگائیے جنون کا دورہ ہی۔

نواب۔ (ہنسکر) ہان معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہی۔

قمرن۔ بس ہٹو ہمسے یہ ٹھنڈی گرمیان نہ کرو۔

چھٹن۔ بھئی یہ آہستہ آہستہ کیا باتین ہو رہی ہین

آغا۔ کچھ کھٹ پٹ ہو گئی۔

اختر۔ عاشق و معشوق مین بے نوک جھونک کے مزہ ہی نہین آتا لطف اسی مین ہی کہ ایک روٹھے دوسرا منائے۔

چھٹن۔ واللہ میرے دلکی بات کہی ہی۔

مہراج - میری زبان سے چھین لے گئے -

نواب - اب کوئی آپ لوگون کے مارے باتین بھی نہ کرے چہ خوش -

مہراج - شوق سے - شوق سے باتین کیجیے صاحب ان میٹھی میٹھی باتون کو کون روک سکتا ہی -

اتنے مین قمرن اُٹھکے اپنے خاص کمرے مین چلی گئی اور کوئی بہانہ کرکے نواب عسکری صاحب بھی وہین پہونچے انکو دیکھکر قمرن نے ڈرائنگ روم کیطرف کا پردہ گرادیا اور بے اختیار نواب صاحب سے لپٹکر رونا شروع کیا - اب یہ متحیر کہ یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہی - ابتک تو زانو سے زانو بھڑائے مزے مزے کی باتین کر رہی تھین - دفعتہً کون ایسی بات یاد آئی کہ دل بھر آیا - اور وہان سب کے سامنے ناگوار ہوا - اور یہان دیکھتے ہی گلے کے زار زار رونے لگی انھون نے گلے بھی لگایا اور آنکھون اور رخسارون کے بوسے بھی لیے اور سمجھایا بھی مگر قمرن پر کچھ اثر نہوا بلکہ جسقدر یہ پیار کرتے اور سمجھاتے تھے اسیقدر اور زیادہ آنسو اس بت ناز آفرین کی چشم سحاب سے اُمڈے آتے تھے -

اب ناظرین خود غور کر سکتے ہین کہ جس پیاری پیاری صورت حسن فروش یاقوت لب ناظورہ خورشید رخسار پری انسان فریب حسکے عشق کا دم بھرتا ہو جس رشک مسیحا پر انسان کی جان جاتی ہو اُسکو اگر مصروف بکا

وزاری دیکھے تو دلبر کیونکر نہ صدمہ جانکاہ ہو لب پر کیونکر نہ آتشین آہ ہو - اور خصوصاً ایسی حالت مین جب معشوقہ ماہ سیما عاشق بے ریا وباوفا کے گلے مین گورے گورے ہاتھ ڈالکر لپٹ لپٹ کر روئے اور حرف مطلب زبان پر نہ لائے - جبکہ فہمائش اُسکی آتش تپ درون پر روغن کا کام کرتی ہو - نواب صاحب نے خود بھی اپنی معشوقہ سیم بدن کے گلوے مصفا مین ہاتھ ڈال دیے تھے اور دونون عاشق و معشوق اسطرح بیٹھے تھے کہ ؎

تومن شدی من تو شدم من تو شدم تو من شدی	تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

لیکن دونون بے حس وحرکت - نواب سکتے کے عالم مین کہ یہ کیا رہا ہی - اور قمرن کی آنکھون سے تار اشک جاری - نواب صاحب کا دل اسقدر بھر آیا کہ یہ خود بھی رونے لگے - انکی گریہ وزاری دیکھکر قمرن نے اِنکے آنسو پونچھے اور اِسکے بعد اپنے اشک پونچھکر ایک بوسہ روح پرور دیا تو نواب صاحب کے قالب بیجان مین از سر نو جان آئی معشوقون کی جنبش لب مین بھی عجب تاثیر ہی کہ قالب مردہ مین جان تازہ آگئی - اور پھر لطف یہ کہ بے طلب بوسہ ملا بے مانگے بوسہ جانفزا دیا - سچ ہی ہین مانگے موتی ملے اور مانگے ملے نہ بھیک ؎

بوسہ دو ہمین بغیر مانگے	اتنی ہمت ہمکو بھی خدا دے

نواب - قمرن - منہ دھو ڈالو ذرا -

قمرن۔ فائدہ! اسوقت تمھاری خاطر سے دل پر ضبط کیا تمکو روتے دیکھکر دل پر سٹیس سی لگی اس سے یہ نہ سمجھنا کہ بس اب ہم رو چکے۔ ہمارا قلب گواہی دیتا ہی کہ عمر بھر ہمکو رونے دھونے ہی مین صرف ہو گی۔ دل امڈا آتا ہی۔

نواب۔ مجھے اسوقت ایسی حیرت ہی کہ بیان سے باہر۔ اور تمھارے رخسار تابان پر اشک دیکھکر میرا دل بھر آیا۔ مگر اتنی جرأت کہان سے لاؤن کہ اس گریہ وزاری کی وجہ دریافت کرون۔

قمرن۔ آپ ہی ظلم کرو اور آپ ہی وجہ دریافت کرو

نواب۔ کیا اندھیر ہی۔

قمرن۔ اندھیر! اندھیر سا اندھیر ہی۔

نواب۔ تم دیکھ لینا قمرن اگر تم نے کچھ دیر تک وجہ مخفی رکھی اور ہمین اس گریہ وزاری کا سبب نہ بتایا تو خدا گواہ بخار چڑھ آئیگا۔

قمرن۔ میری نبض پر ذری ہاتھ رکھو۔

نواب۔ (نبض پر ہاتھ رکھکر) اوہو! گرم ہی۔

قمرن۔ بدن کی کیا اصل حقیقت ہی جب دل ہی پھنک رہا ہی تو بدن کی کون سکے افسوس (ٹھنڈی سانس بھرکر) کتنی بری گھڑی تانی۔

نواب۔ بھلا اس سے کیا فائدہ قمرن۔ رو نہین تمنے یہ نوبت ابھی پہونچائی کہ بدن پھنکتا کی دھن پانون جلتے ہین۔

قمرن۔ کہہ تو دیا نہ کہ ہنڈا پھیکا ہونا ور کنار تو بدن ہی پھنکا جاتا ہی۔ بخار کا تو علاج ہی مگر ہائے درد دل کا علاج کون کریگا۔

نواب۔ اچھا اب ہم نہ پوچھینگے۔ تمکو اور ہمکو دونون کو صدمہ ہوتا ہی۔ اب کسی اور وقت۔ لے چلو منھ دھو ڈالو اور باہر ذرا ٹہلو کہ فرحت حاصل ہو۔

قمرن۔ ہائے۔ نواب۔ فرحت اور میرے لیے میرا منھ ہی خدا نے اس قابل نہین بنایا ہی (آبدیدہ ہوکر) خدا جانے ہمارا حشر کیا ہوگا۔ ہمین اپنا انجام بخیر نہین نظر آتا۔ ہمارا قلب گواہی دیتا ہی کہ ساری عمر ہمین رونے دھونے ہی مین بسر کرنی ہوگی۔ جو اللہ کی مرضی۔

نواب۔ کوئی عارضہ معلوم ہو تو اسکا علاج کیا جائے درد ہو درمان کی فکر کرین۔ کوئی فکر ہو اسکو دور کرین۔ مگر جب کچھ حال ہی نہ معلوم ہو تو انسان کا کیا بس چلے۔

قمرن۔ بخار ہو تو آلو بخارا پیون۔ کھانسی آتی ہو تو ملٹھی پیون۔ زکام ہو تو بنفشہ کام آئے۔ جوڑا ہو درد ہو تو اسکا علاج کیا جائے مگر درد دل کا علاج کیا کروگے۔

نواب۔ ہمارے امکان مین ہی یا نہین۔

قمرن۔ (آبدیدہ ہوکر) ضرور ہی۔

نواب۔ اب تھوڑی دیر کے لیے ذرا ضبط گریہ کرکے صاف صاف بتاؤ۔ رع۔

درمان ہی کہ درد لا دوا ہی

قمرن۔ نہین لا دوا تو نہین ہی مگر کیا جانے کیا سبب ہی کہ اور کہ ہمین ——— ایسا معلوم ہوتا ہی کہ ——— کہ۔

نواب۔ (آنسو پونچھکر) ذرا ضبط کرو ابھی ابھی ہوا جاتا ہی کسی نے کچھ کہا ہو تو کھڑے کھڑے

نکال دون۔

قمرن۔ ہمارا دل گواہی دیتا ہی کہ ہماری عمر روتے ہی کٹے گی۔

نواب۔ ہمارا کہا مانو۔ ذرا ہوا مین چلکے ٹہلو۔

قمرن۔ ابھی تو یہی کہتے ہو کہ ہوا مین چلکے ٹہلو اب کوئی ایک اٹھوارے مین کہوگے کہ بس ٹہل جا۔

نواب۔ (کچھ سمجھکر)۔ یہ کیون۔ جسپر انسان کا دل فدا ہوتا ہی اُسکو کوئی یہ کہتا ہی۔ تمھاری جگہ تو کلیجے مین ہی۔

قمرن۔ جسپر دل فدا ہوتا ہی اُسکو کوئی سوتیاڈاہ سے جلاتا نہین ہی۔ دل فدا کرنے والے اور ہی ہوتے ہین۔

نوابصاحب کے دلمین تو چور تھا۔ اسکو شک گذرا کہ شاید نازو نے قمرن کے کان ہماری طرف سے بھر دیے ہونگے اور کہدیا ہوگا کہ نواب ہمپر گرتے ہین۔ دلکا چور بھی کیا برا ہوتا ہی قمرن کا مطلب کچھ اور ہی تھا۔ اور نواب نامدار کچھ اور ہی سمجھے۔ جواب دینے مین ذرا اُلجھن سی ہوئی۔ مگر سوچ سمجھ کے کہا سنو قمرن جان یہ سچ ہی کہ جہان چار برتن رہینگے وہان ضرور کھڑکینگے مگر عقل سے کام لینا بہتر ہی۔ جو انسان ہل جل کے رہ سکے تو باہم کھٹ پٹ کیون ہو یہ تو تم بھی جانتی ہو کہ ہماری تمپر جان جاتی ہی یا اسمین بھی شک ہی۔

قمرن نواب صاحب کیطرف نظر کرکے تھوڑی دیر تک گھورا کی مگر نوابصاحب جھیپے ہوئے تھے کیونکہ اُنکے دلمین یہ شک پیدا ہوگیا تھا کہ نازو سے جو ہنسے بوسہ بازی کی اسکا حال قمرن کو معلوم ہوگیا ہی لہذا اُنکا جھینپنا حق بجانب تھا تھوڑی دیر کے بعد قمرن نے کہا نواب پہلے تو مجھے بیشک یقین تھا کہ تم مجھپر فریفتہ ہو مگر اب مین سمجھ گئی کہ تمھارا عشق برائے نام تھا سچا عشق نہ تھا مجھے تم نے جوان اور خوبصورت دیکھکر گھر مین ڈال لیا۔ اور چودہ پندرہ برس کی چھوکری کو جو نزاکت مین دھان پان اور حسن مین گلاب کے پھول کی سی ہو اُسکو بھلا کون چھوڑیگا ہمکو تمنے ہماری اٹھتی جوانی اور گورے گورے گال اور ہماری نازکی کے سبب سے پسند کیا۔ اتنے دن اپنی پسند کی بدولت چین کیا ہماری جوانی کا اتنا حصہ تمھارے نصیبون مین لکھا تھا مگر اب تمھارے دلمین وہ چاہ نہین ہی جو پہلے تھی۔ اگر وہی چاہ باقی رہتی تو تم بیگم کو ہرگز ہرگز یہان بلوانے کا قصد نہ کرتے۔ ہمارا جوبن لوٹ کے اب یہ ستم ڈھاتے ہو۔

نوابصاحب اس تقریر سے کسیقدر خوش اور کسیقدر افسردہ دل ہوگئے خوش غالباً اسسبب سے ہوئے کہ نازو کے عشق اور چھیڑ چھاڑ کا تذکرہ قمرن نہین کھلا اور افسردہ اس سبب ہوا کہ بیگم کو یہ اپنی سوت سمجھتی ہی۔ کشادہ پیشانی سے جواب دیا کہ تمھاری راے بالکل غلط ہی کہ تمھار ... اب ہمارے دل سے جاتی رہی تمھارا جوبن وہ ... جوبن ہی جو دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا ہی

لوگ تو اِس منصوبے مین ہونگے کہ تمکو بھگا لیجائین چھین لیجائین کلیجے کو چیر کے تمکو رکھ لین۔ فی بوسہ پرگنے کے پرگنے بخش دین۔ مہینون چوما کرین اور سیر نہ ہون۔ تمھاری صورت وہ کافر صورت ہے کہ دیکھتے ہی بے اختیار جی چاہتا ہے کہ گلے لگالے۔ تم بھی کوئی ایسی ویسی چیز ہو تم کو ابھی تک اپنے حسن کی قدر ہی نہین۔ اُسنے اُسوقت سچ کہا تھا کہ۔ ع۔

اپنے جوبن سے نہین یار خبردار ہنوز

اور آج تو اگر تمھارا حقیقی بھائی بھی جھلک پا سے تو واللہ بری نظر ڈالے۔ نظر بد سے دیکھے آج کا سا تو کبھی پہلے جوبن تھا ہی نہین۔ آج تو وہ جوبن ہے کہ ساری خدائی دل دین دونون سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ مگر ؎

عشق کہتا ہے مجھے رام اُس بت وحشی کو کر
حسن کی غیرت اُسے سمجھاتی ہے رم کیجیے

اور یہ تمھارا خیال بالکل غلط ہے کہ بیگم کے آنے سے تمھارا کوئی حرج ہوگا۔ بوسہ لیکر کہا جانی سچ کہتا ہون تمھاری جگہ کلیجے مین ہے اِسکو خوب یاد رکرو۔ ہمارے دِلکو تم اپنا غلام درم ناخریدہ سمجھو مگر اِسکو تم کیا کروگی کہ عاشق کے دِلکی آجتک معشوقون کو قدر کرتے دیکھا ہی نہین۔ عاشق کے دلکی سی بے قدری اور کسی شے کی دنیا مین نہین ہوتی ؎

پسند طبع محبوبان دل عاشق نہین ہوتا
نظر مین کب کسی کی جچتی ہے جو چیز سستی ہو

بیگم الگ رہینگی۔ تم الگ رہوگی۔ نہ انکو تم سے واسطہ نہ تم کو اُنسے سروکار۔

قمرن۔ وہ تو ہمین مثل ایک بیسوا کے سمجھینگی۔

نواب۔ خواہ مخواہ سمجھینگی۔ آخر تمھارا انکا ساتھ ہی کیون ہونے لگا۔ یہ تمکو بیٹھے بٹھائے سوجھی کیا۔ بس اتنے ہی کے لیے یہ رونا دھونا تھا۔ کیون دلکا اسوقت عجیب حال تھا سوچتا تھا کہ یا خدا یہ بیٹھے بٹھائے قمرن کو ہو کیا گیا۔ اور سچ کہون۔ ع۔

بگاڑ بھی نہین اُنکا بناؤ سے خالی

تمھارے روٹھنے اور ہچکیان لینے مین بھی مزہ آتا تھا اور تمھارے نپٹ جانے سے اور بھی دوچند کیفیت حاصل ہوئی۔ گال اور بھی سرخ ہوگئے تھے اور رخ رنگین پر قطرات اشک جیسے برگ گل پر شبنم۔ اور آنکھین بشیر سے کہین کٹیلی معلوم ہوتی تھین ؎

دم نکلتا ہے نگاہ مست چشم یار پر
نشہ کا ڈورا بلا ہے جان ہے اِس بہار پر

مگر خدا کے لیے اب یہ غضب نہ ڈھانا۔ اور اپنے دل سے یہ بات نکال ڈالو کہ بیگم کو تم سے سوتیا ڈاہ ہوگی۔

قمرن۔ وہ بات کیون نہ کرد کہ ہم کو بیگم طعنے نہ دے سکین۔

نواب۔ وہ بیچاری اس طبیعت کی عورت ہی نہین ہے۔

قمرن۔ بیچاری! اجی بیچاری ہے۔ ہم کو پائے تو کچا ہی کھا جائے۔ انکے نزدیک بیچاری ہی اچھا وہ نہ بولین سہی وہ بڑی نیک ہی سہی مگر انکی

طرف کی اور عورتین تو ضرور روز طعنے دیا کرتین اور ہمسے سہے نہ جاتے۔
نواب۔ کیسی نادانون کی سی باتین کرتی ہو۔ تم سے کوس بھر تو اُنکی کوٹھی ہو گی وہان سے وہ طعنے دینے آئین گی۔ کیا سر پھرا ہی اُنکا۔ ان باتون کو دل سے اپنے نکال ڈالو۔ اور ہم کو اپنے حسن کا عاشق زار سمجھو۔ جب تک دم مین دم ہی قمرن ہم سے جدا نہین ہو سکیتین۔
قمرن۔ ہم ایک منٹ بھی تمھارے ساتھ نہین رہ سکتے ہان نکاح پڑھوا لو تو عمر بھر باعزت و آبرو سے بسر کر دین۔
نواب۔ (نکاح کے لفظ پر چونک کر) نکاح!
قمرن۔ ہان نکاح۔ کیون نکاح نہ کہون بھونری کہون بھونری پھیروگے۔ ہندو ہو۔ نکاح کے لفظ پر تم اتنا چونکے کاہے سے۔ اگر نکاح ہو جائے تو پھر عمر بھر کے لیے ہم تمھارے اور تم ہمارے پھر کوئی ہمین پتریا یا بیسوا یا کسبی تو نہ کہہ سکیگا اور تمھارا اس مین کوئی کسی طرح کا حرج بھی نہین ہی۔
نواب۔ مگر تم سے پردے مین رہا جائیگا۔
قمرن۔ آپسے آپ رہینگے۔
نواب۔ یہ پردے کی نئی جو لگی ہوئی ہی۔
ق۔ آپ کی نبھی کیا باتین ہین۔ اے اب کون سی ایسی بے پردگی کرتی ہون۔ واہ کیا باتین کرتے ہو۔ اب اس سے بڑھکر اور کیا قید ہو گی۔ کہین پیدل آتی ہون جاتی ہون تو تم ہی کہو۔ ہر دم تمھارے ساتھ رہتی ہون کہین نہین

نواب۔ پھر اتنی بھی آزادی نہو گی کہ آغا صاحب یا نواب چھٹن صاحب یا ممن اور اختر کو منھ دکھا سکو۔
ق۔ ممن اور اختر اور بختر سے ہمین کیا مطلب ہی اور ہم کسی کو کاہے کو منھ دکھانے لگے۔ نکاح کے بعد پھر شرع کی پابندی ہو گی۔ اور وہ بن نکاح کے تم کہو تو مین آج سے باہر نہ نکلون کسی کو منھ نہ دکھاؤن۔
ن۔ اچھا تو پھر اب نکاح کی تیاری ہو جائے
ق۔ (خوش ہو کر) بس۔ مزے رہین (بوسہ لیکر) دونون میان بیوی چین کرین۔ جب میان بیوی راضی تو کیا کریگا قاضی۔ (گلے مین ہاتھ ڈالکر) ہم بوسہ لین اور تم جواب نہ دو۔ کیون جی یہ بے اعتنائی!
ن۔ کیا مجال (بہشیار بوسے لیکر) ایک نہین ہزار۔
ق۔ ابھی کسی سے اسکا ذکر نہ کرنا۔
ن۔ آج مین اس بات پر غور کرونگا۔
ق۔ اچھا۔ اونچ نیچ سوچ لو۔
ن۔ اب نکاح ہی ہو جانا اچھا ہی۔ تم سچ کہتی ہو روز روز کا جھگڑا کیون رہے۔ جب میان بی بی بنکر رہ سکتے ہین تو مفت کی بدنامی اٹھانے سے فائدہ۔
ق۔ خود ہی سوچو۔
ن۔ ایک بات بتاؤ گی۔ سچ سچ بتاؤ تو پوچھین۔
ق۔ سچ سچ بتائین گے۔
ن۔ [illegible] تم پر جوبن کہان سے اسقدر پھٹ پڑا ہی
ق۔ اے ہٹو بھی۔ گھڑی گھڑی نظر لگاتے ہو۔

ہم تو آج اپنے نزدیک بہت سادی وضع کر کے آئے سنتے نواب مگر تمھاری پسند ہم سے کہو روز یونہی رہا کرین۔

ن۔ بھلا خیر حضور کا مزاج تو بر سر آشتی آیا۔ مین تو سمجھا تھا کہ تم نے بوریا بندھنا اُٹھایا اور بھاگین۔

ق۔ ادئی! اور بھاگ کے جاتی کہان۔

ن۔ مین نے کہا شاید کوئی اور بھیکرا ملگیا ہو۔

ق۔ (نوابصاحب کے ہونٹھو پر داہنے ہاتھ کی تین انگلیان مار کر) لگے واہی تباہی بکنے۔ تم سے بڑھکر اور کون بھیکرا ہوگا جی جیسے خود ہر دیگی چمچے ہو ویسا ہی سب کو سمجھتے ہو۔ بھیکرا ملگیا ہوگا! اُس بھیکرے کی میت نکلے۔

ن۔ اُس روز تم اُس فرنگی کے لونڈے کو بیطور گھور رہی تھین۔

ق۔ (بہت تنک کر باہر چلدین) اب ہم نہ بیٹھین گے۔

باہر آکر نوابصاحب نے نازو سے کہا۔ بی نازو جان صاحب ہم کو آپ سے کچھ عرض کرنا ہے۔ ذرا ادھر برآمدے کیطرف آؤ۔ دل لگی نہین کرتے ایک بڑی ضروری بات ہے۔ نازو اٹھلاتی ہوئی اُٹھی تو منشی مہراج بلی نے دل لگی کی راہ سے ٹوکا۔

مہراج۔ کہان پرائے مرد سے باتین کرنے چلین۔ بیٹھو۔

نازو۔ (مسکرا کر) اے دُور موے۔ بڑا وہ بنکے آیا ہے۔

مہراج۔ کیا! تم نہ مانوگی۔ میان کے سامنے پرائے نامحرم مرد کے ساتھ جوان عورت کا تخلیے مین جانا کیا معنی۔

نازو۔ (انگوٹھا دکھا کر) ٹھینگا۔ گزی ذری خرم (جیب گیدی خرم) تو بولنے والا کون۔

مہراج۔ کیا۔ یہ تو زرزری بولنے لگی۔ نواب بگڑ جائینگے پرائی عورت کو تم تخلیے مین لیجانے والے کون ہو جی۔

نواب۔ اپنی عورت کو نہ سمجھاؤ۔ تم کس سے راضی ہو۔

نازو۔ (مسکراتی ہوئی) تمسے۔

مہراج۔ اور میان سے؟

نازو۔ میان تو نکھٹو ہے۔

اختر۔ اور لو۔ میان نکھٹو بنگئے۔ نوابصاحب راضی ہین اب آپ کیا کوئی قاضی ہین۔

مہراج۔ آج تو ہم نازو جان کو لے بھاگین گے نواب کی بدنیتی اور نازو کی بیوفائی کا حال کھلگیا اگر اب ہم نے نازو کی حفاظت نہ کی تو یہ بدوضع ہو جائے گی۔

نازو۔ رہے تو آپ سے نہین تو سگے باپ سے۔

مہراج۔ ایسی بیوی ہم نے آجتک نہین دیکھی کہ میان کے سامنے آشناؤن سے اختلاط کرتی ہے طلاق دیدونگا۔

مسخرہ۔ اور کہین وہی نہ آپکو عاق کر دین۔

نواب۔ بولے بولے انھین کی کسر تھی۔

مہراج۔ دُم کی کسر تو اب بھی انھین ہے۔

اس فقرے پر منشی مہراج بلی بہت نازان ہوئے۔ کہکر اکڑ گئے اِدھر اُدھر غرور کے ساتھ دیکھنے

لگے۔ لوگون نے انکی خواہش دیکھکر بڑی تعریف کی

ممن۔ چڈا گلخیر و بھی جھیپ گئے۔

اختر۔ کیا کہی ہے۔ کسر کے نیبے۔ دُم خوب سوجھی

مہراج۔ (داکرتے ہوئے) تسلیم۔

آغا۔ سبھئی اسوقت تو سبھڑ کا دیا۔

مہراج۔ (ہنسکر) یہ قدر دانی ہے حضور کی۔

چھٹن۔ بند کر دیا۔ اب جواب نہین سوجھتا۔

مہراج۔ (بہت خوش ہوکر) لاجواب بات ہے۔

مسخرہ۔ اِسمین کیا فرق ہے۔ اور اس سے بڑھکے لاجواب بات اور کیا ہوگی کہ بیوی منھ کے سامنے کہتی ہے کہ ہمارا میان نکھٹو ہے۔ ہم دوسرے سے راضی ہین۔

مہراج۔ یہ بے تکی ہے۔

چھٹن۔ بالکل۔ بالکل ہی بے تکی۔

آغا۔ اِسکو رونا کہتے ہین۔

ممن۔ منشی مہراج بلی صاحب کا لطیفہ اس قابل ہوتا ہے کہ کتاب مین ٹانک رکھے اور پھر مزاج مین تعلی نہین۔

مہراج۔ تسلیم۔ سبھائی صاحب پھر شاگرد بھی تو بہت بڑے شخص کے ہین۔ جانتے ہو کِسکے شاگرد ہین۔

مسخرہ۔ دل لگی تو ہو چکی۔ منشی مہراج بلی کی لیاقت سے آپ لوگ واقف نہین ہین۔ یہ بڑے اُستاد کے شاگرد ہین حضور۔

آغا۔ ہم بھی سُنین حضرت۔ کیا کسی بڑے اُستاد بے بدل سے تلمذ ہے۔ اُن بزرگوار کا نام تو لیجیے۔ ہم بھی سنین۔

مہراج۔ چڈا گلخیر و کو ہمارے کل امور سے واقفیت معلوم ہوتی ہے یاد ہے کس ڈپٹ سے مشاعرہ مین پڑھتا تھا۔

مسخرہ۔ آپ کو تلمذ ہے جناب مرحومی خواجہ گمند ہوا سے۔

اسپر بڑا فرمایشی قہقہہ پڑا اور منشی مہراج بلی کہ ابتک اکڑ رہے تھے بہت ہی خفیف و ذلیل ہوئے۔ تو مسخرے نے کہا (اور پڑھتے کا حال نہ پوچھیے قبلہ۔ اس ڈپٹ سے پڑھتے تھے کہ دھوبیون کو دھوکا ہوتا تھا کہ ہمارا گدھا چھوٹ گیا۔ اور آواز ایسی نازک اور ملایم جیسے نوبت کا پھٹا ہوا دھونسا۔ ع۔

جیسے دھونسا نگوڑا نوبت کا

اِدھر یہ قہقہہ بازی ہوتی تھی اور اُدھر نواب صاحب اور نازو تخلیے مین لطف مکالمہ شیرین اُٹھاتے تھے اور قمرن نواب صاحب کے وعدۂ نکاح سے خوش ہوکر مغلانی کے ساتھ ساتھ جھیل کے رخ ٹہلتی اور باتین کرتی تھی۔

نوابصاحب جب نازو کو علٰحدہ لے گئے تو پہلے قمرن کی درخواست نکاح کا ذکر چھیڑا اور جب نازو کو بھی اس امر کا ساعی پایا تو یون چھیڑنا شروع کیا۔ (مگر ایک شرط سے نکاح ہوگا۔ اور وہ یہ ہے کہ قمرن اور نازو دونون کے ساتھ نکاح ہوگا۔ منظور ہو تو اچھا ورنہ اختیار ہے

نازو۔ ضرور۔ بلکہ ہم اپنے محلے کی دو چار اور بھی کمسن کمسن گوری چٹی چھوکریان لے آوین سب کے ساتھ ایک سرے سے نکاح پڑھوالو۔

نواب۔ (گلے لگانے کی کوشش کرنے لگے) ادھر آؤ۔

نازو۔ بس دور ہی دور سے باتین کرو عیبی)

نواب۔ (گلے لگا کر بوسے لیتے ہوئے) عیبی ہین ہم ایک بوسہ کیون جی ہم عیبی ہین دو بوسے۔ کیون جی ہین چار (بے انتہا)

نازو تڑپ کر چھڑا کے الگ ہٹی۔ گالون پر زور زور کے بوسون کا نقش ابھی تک باقی تھا۔ اور اس چھینا جھپٹی مین دو تین چوڑیان بھی ٹھنڈی ہو گئی تھین۔ اور ڈوپٹا سر سے سرک گیا تھا اور نازو ذرا ذرا ہانپنے لگی تھی۔ ذرا دم لیکے بڑی شوخی کے ساتھ کہا ہماری چوڑیان لیکے ٹھنڈی کر ڈالین اللہ کرے ہاتھ ہی ٹوٹین بہت چل نکلا ہے یہ تجھے ہوا کیا ہے۔ خدا ہی خیر کرے۔ ایک ہین تو سبر دکر دی ابھی پیٹ نہین بھرا) نوابصاحب نے پھر بوسہ بازی کی فکر کی مگر نازو نے ڈانٹ بتائی۔ کچھ پاگل ہوا ہے کیا۔ یہ چوما چاٹی اگر قمرن دیکھ لے نہ۔ تو عمر بھر بات نہ کرے) نواب صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا اچھا نازو ہمارا ہی مردہ دیکھے جو بوسہ نہ لے ایک اِدھر ایک اُدھر۔ بس) نازو نے قریب جاکر نواب کے رخسار انور کے دو. بوسے لیے ایکسدا اسطرف ایک اُسطرف۔

نازو۔ اب ٹھنڈک پڑی۔

نواب۔ دو اور دو تو ٹھنڈک پڑے۔

نازو۔ بس اب مجھے دور۔

نواب۔ تو قمرن کو اتنا سمجھا دو کہ پھر پردے مین رہنا پڑیگا۔ باہر نہین نکلنے پائینگی۔

نازو۔ اور کیا اب پردے مین نہین رہتے کیسی پاگلون کی سی باتین کرتے ہو۔ ارے پردے مین تو رہتے ہی ہین اب اور کیا قید مین رکھوگے۔ چکی پسوا ؤگے۔

نواب۔ نازو کمزور تبی ہو جاؤگی۔

نازو۔ آپ اپنے چہرہ شاہی اپنے پاس رہنے دین کرورتبی کر دینگے۔ ارے ایک بات ہمنے سُنی ہے کیا بیگم آنیوالی ہین سچ بتانا۔ نوابصاحب نے جواب دیا۔ ہان یقین تو ہے مگر ابھی کچھ ٹھیک نہین ہے۔ اور اگر وہ آئین بھی تو تمھارا اسمین کیا حرج ہے۔ اُنکا مکان۔ اُنکا کارخانہ۔ اُنکے آدمی نوکر چاکر الگ۔ تمھارا مکان آدمی الگ۔ لکھنؤ مین آخر وہ تھین یا نہین۔ پھر وہان کیا تھا اور یہان کیا ہے۔ جیسے یہان ویسے وہان۔ مگر قمرن کی طرح تمنے بھی وہی خبط کا سوال کیا۔ تم ہر طرح اطینان رکھو۔ مین صرف قمرن ہی پر عاشق نہین ہون بلکہ قمرن سے بڑھکر تمپر فریفتہ ہون اِدھر کی دنیا اُدھر ہو جائے مگر تم دونون نہین چھٹ سکتی ہو تم اور قمرن دونون معشوق ہو۔ اگر وہ بھی منظور کرے تو ہم تمھارے ساتھ بھی نکاح پڑھوانے پر مستعد ہین۔

نازو تو نوابصاحب کو سونے کی چڑیا سمجھکر پھانسنا ہی چاہتی تھی دل مین تو خوش ہوگئی مگر ظاہرداری کے لیے بولی۔ نہین نواب۔ ایسا

نہ چاہیے۔ اتنی بھی کیا بیحیائی۔ کوئی ایسا
بھی بیحیائی کا جامہ پہنتا ہی۔ اور نکاح ہمارا
تمھارا ہو کہاں سے سکیگا۔ ایک بہن کیساتھ
نکاح ہوسکتا ہی۔ دونون بہنین جیتی جاگتی
موجود اور دونون کے ساتھ نکاح۔ واہ واواہ
ایسا کہین ہوسکتا ہی بھلا۔ ہمکو تو اسکا یقین
نہین آتا۔ اور اس حرص کی کونسی ضرورت
ہی ہنستے بولتے ہو ہی چوماچاٹی کرتے ہی ہو
بس اتنا کیا تھوڑا ہی۔ تو اچھا پھر اب نکاح
اگر منظور ہی تو بسم اللہ کرکے پڑھوالو۔ دیر کیون
کرتے ہو ہاتھی چھوٹے گھوڑا چھوٹے ہی
کہ نہین؟

نوابصاحب نے کہا ہم کل سویرے یا آج
شام کو غور کرکے اسکا جواب دینگے۔ ہمارے
نزدیک تو اب نکاح ہو ہی جائے تو بہتر ہی
مگر تم اپنے قول سے نہین نکلسکتی ہو۔ یہ بات
یاد رکھنا۔ میری جان جاتی ہی تیر کلیجے پر
سانپ لوٹتے ہین تا زونے انکے گالو پر
ہاتھ پھیر کر کہا۔ ہان ہان گھبراؤ نہین۔ نکاح
تو ہو جانے دو۔

یہ میٹھی میٹھی باتین کرکے یہ سالی بہنوئی
الگ ہوئے۔

تین چار گھڑی دن رہے نوابصاحب اور
بیرسٹر اور آغا محمد اطہر اور چھٹن صاحب یہ چار
آدمی ہوا کھاتے بعد کل چلے تو محمد عسکری
نے دن کی سرگذشت اور قمرن کی درخواست
اور اپنے نیم راضی ہونیکا حال انکو کہہ سنایا اور
صلاح لی کہ اب کیا کرنا چاہیے۔

آغا۔ ہم تو نکاح کی صلاح نہ دینگے بھائی صاحب

چھٹن۔ یار ایسی پری تو کرورون روپیے
بھی خرچنے سے شیشے مین نہین اُتر سکتی
اسکو تو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے ایسی طلعت نہ
پائی ہی کہ اس اسٹیشن مین ایک مس تو اس کو
پہونچتی نہین۔ اور ہیا پر کیا فرض ہی قبلہ دور
دور تک اِس شان اور آن بان کی ایسی چھان
بان اور پستہ دہان نوخیز طرار و تیز شوخ نمکین
اس اداے شیرین کی ہو گی۔ نکاح پڑھوا تو لو اور
بھی پختگی ہو جائے۔

نواب۔ بولو یار بیرسٹر

بیرسٹر۔ ہم صلاح نہ دینگے۔ اول تو دو بیویونکی
صلاح ہم کبھی دیوین ہی گے نہین۔ ایک مرد
ایک عورت قانون قدرت کے مطابق ہی
اہل عرب کو اسکی ضرورت آنحضرت کیوقت
مین ہو گی مگر ہندوستان کی آب و ہوا مین تو
کوئی ضرورت نظر نہین آتی۔ اِس کو بھی
جانے دیجیے یہ نکاح شرعاً اور قانوناً ناجائز ہی

نواب۔ وجہ۔ اِسکا کیا سبب۔

بیرسٹر۔ شوہر اُسکا موجود ہی۔ آپ نکاح کرنیوالے
کون۔ ہان اُسکے شوہر کو کچھ دے لے کے راضی
کرو تو کیا مضایقہ وہ خارخطی لکھدے تو
عقد مین لائیے اور کھلم کھلا گلچھرے اڑائیے
کس نمی پرسد۔ مگر اسکے بغیر ہرگز ہرگز جرات
نہ کیجیے گا ورنہ دھر لیے جائیے گا۔

آغا۔ ہان جی نکاح تو شرعاً ہو ہی نہین سکتا

چھٹن - یہ بڑی بُری بَنج ہے۔ یہاں پر ہم بھی قائل ہوگئے بیشک اُسکا میان موجود ہے۔

آغا - پھر بھلا شادی اور نکاح اور عقد لینی چہ۔

نواب - ظاہر ہے۔ مگر ہمین اِسکا بالکل خیال ہی نہین رہا تھا۔ واقعی شرعاً اِس قسم کا نکاح ہرگز جائز نہین ہوسکتا۔

بیرسٹر - اب آپ ایک کام کیجیے۔ انکے میان کو کچھ دے لیکے اُس ملعون سے فارغخطی لکھوا لیجیے بس پھر کوئی بھی کھٹکا نہ رہے۔ ع۔

اے غم وزدنے غم کالا

چھٹن - اِسکا بندوبست ہم کر دینگے۔

نواب - بشرطیکہ وہ کمبخت مان لے۔

چھٹن - آپ کی بھی کیا باتین ہین واللہ میان یہ روپیہ عجب شے ہے۔ ع۔

زر بر سر فولاد نہی نرم شود

آغا - کیا فرق ہے۔ ستار عیوب اور قاضی الحاجات ہے۔

نواب - اچھا تو یار چھٹن صاحب پھر بھائی کوئی بندوبست کرنا چاہیے۔ ایسا بندوبست کر دو کہ فارغخطی وہ لکھدے بس۔ پھر ہم اور قمرن جان تمام عمر لطف کے ساتھ ہنسی خوشی بسر کرین۔

چھٹن - بڑے خوش نصیب ہو یار ایسی پری پیکر جمیلہ ہر فرد بشر کو نصیب نہین ہوسکتی۔ اِسکے لیے بڑا نصیبا چاہیے۔ ہمین تو واللہ رشک ہوتا ہے۔

آغا - ایک اِنکے لیے بھی تجویز ہو نواب۔

نواب - اچھا بھئی یہی شرط ہو جائے۔ یہ کدرا مردودسے فارغخطی لکھوا دین اور ہم اِنکے لیے ایک پری چہرہ معشوق تجویز کرین۔

چھٹن - قمرن ہی کی سی ہو۔

نواب - ایسی ہو کہ دیکھے سے بھوک پیاس بند ہو جائے۔

چھٹن - تو سلامت رہ میرے بانکے چھبیلے نواب ع۔

تو سلامت رہے ہزار برس ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

بیرسٹر - مگر ایک بات میری سمجھ مین نہین آتی کہ قمرن کا میان کیا سو رہا ہے۔ یا اُسے سانپ سونگھ گیا۔ یا جورو سے استعفا لیا ہے یہ سکوت اور خاموشی کیسی۔

آغا - اب وہ کیا بولیگا۔ سہہ بدا۔

نواب - جی اور کیا۔ کھا بدا بس۔

بیرسٹر - جی اس بھروسے بھی نہ رہیے گا۔ وہ تو کہیے خیریت یہ ہے کہ قمرن کا کوئی رئیسون مین عاشق نہ تھا۔ ورنہ معاذاللہ تو بہ ہی بھلی ناکون دم کر دیتا۔

چھٹن - بہت بڑا جرم ہے صاحب دل لگی ہے کچھ

بیرسٹر - کسی کی بہو بیٹی کو بھگا لیجانا کیا دل لگی ہے۔ ابھی اسی دم تو سب کے سب گرفتار ہوتے ہین۔ مگر شکر ہے کہ اُدھر سے کوئی کھٹکا ہی نہین آپ کو چاہیے تھا کہ چلتا چلاتا دو ایک آدمی ایسے مقرر کر آتے جو اُس کے میان کے حالات لکھتا رہتا۔

نواب - آپ لوگون نے تو اسوقت بہت ڈرا دیا پھر اب شاید کدرا کسی ریس کو جانتا ہو اور اُسکا

لالچ دے کہ قمرن کو منصور کے سپرد کر دونگا۔ تو
قمرن کی طرف سے انسان روپیہ بلکتا ہے پر
بھی راضی ہو جائیگا۔ مگر چاہے جو ہو قمرن
اب ہم سے نہین چھوٹ سکتی۔

چھٹن۔ ہرگز نہ چھوڑنا۔ بھولے سے نہ چھوڑنا۔

نواب۔ قمرن جان کے ساتھ ہے۔

بیرسٹر۔ ایک کام کرو صاحب۔ بالفعل تم تو اپنے
تئین بری کرنے کی فکر مین خالی خولی رہا کرو۔ اور
قمرن جان کو ہمارے سپرد کر دو کہ ہم انکو منصوری
کے پہاڑ پر لیجائین اور وہان سے کوشش کرین
کہ فارغخطی دیدیجائے۔ امانت مین خیانت ہو
توجبھی کہیے گا۔

نواب۔ (مسکراکر) ہم توجانتے ہی تھے کہ آپکے
سے بھلے مانس ملین تو ہم قمرن کو اونکے سپرد کر دین
اول تو آپ جوان آدمی خیانت کا خوف ہو ہی
نہین سکتا۔ پھر مذہب کے پابند کیسے کچھ۔ نماز
قضا ہی نہین ہوئی کبھی اور اس سے بہتر آدمی
کہان ملے گا۔

آغا۔ اور یہ بھی کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر امانت
مین خیانت ہو توجبھی کہیے گا۔ بس ہو گیا۔

چھٹن۔ ہمین اسپر ایک نقل یاد آئی۔ ایک
صاحب نے اپنے پڑوسی سے جو سیدھے سادے
آدمی تھے کہا کہ بھائی صاحب آپ کی بیوی ہمکو
کسیقدر بد وضع معلوم ہوتی ہین کیونکہ مین کئی
دن سے دیکھتا ہون کہ وہ دن بھر تانک جھانک
کیا کرتی ہین اگر ہمارا کہا مانو تو ایک کام کرو کہ
انکو تو اطلاع نہ دو اور ہمکو اتنی اجازت دو
کہ کوئی عورت بھیجکر ہم سلام پیام شروع کرین
اور جب وہ ہمارے ہان آنے پر راضی ہو جائین
تو ہم تمکو بلواکے انکو گرفتار کروا دین۔ پڑوسی
نے کہا بہتر ہے مگر اسکا کیا ثبوت ہے کہ آپ ایمانداری
کے ساتھ کام کیجیے گا اور امانت مین خیانت
نہونے پائیگی۔ وہ بولے بھئی جب خیانت
ہو گی تب ہی شکایت کرنا۔ یہ سیدھے سادے
تو تھے جھپ سے راضی ہو گئے مگر کچھ سوچ
سمجھکر بیوی سے بھی صاف صاف کہدیا اُسنے
انکی عقل پر بہت نفرین کی اور کہا (تم بھی
کتنے سیدھے ہو۔ یہ تو اُس سے پوچھا ہوتا کہ
جب امانت مین خیانت ہو گی تو پھر کہون گا
کیا اسکے معنی کیا کہ امانت مین خیانت ہو
توجبھی کہنا۔ ویسی ہی بات آپنے بھی کی۔

بیرسٹر۔ اچھی بات اور صلاح دینا ہمارا کام تھا
ماننا نہ ماننا آپ کے ہاتھ ہے۔

نواب۔ (مسکراکر) بندہ کمال شکرگذار ہوا
کہ میری بلا آپ اپنے سر لیے لیتے ہین۔ ایسے
احباب صادق کہان ملین گے تو پھر اب
تیاری کرون۔

آغا۔ (ہنسکر) ضرور تیاری کیجیے۔ اگر امانت
مین خیانت ہو توجبھی کہیے گا۔ کیا بات کہی ہے۔

جب ہوا کھا کر مشورہ کر کے یہ سب کوٹھی
مین داخل ہوئے تو دیکھا کہ قمرن اور نازو بناؤ
چناؤ کر کے انکی آمد کی منتظر کھڑی ہین۔ نواب
صاحب کو دیکھتے ہی قمرن نے مسکراکر کہا
(یہ آج اتنی دیر کہان لیے۔ رہیے کن سُوتنیا

کے اور کدر سیان آئے نہ سجیا مورہ) قمرن اس بات کی بصد شوق منتظر تھی کہ نوابصاحب اب صاف اقرار کرلین کہ نکاح ہوجائے گا اور کل پرسون تک بن نواب محمد عسکری صاحب کی بیاہتا بیوی بنجاؤن اور اُن کی جائداد کی مالک اور وارث شرعی قرار پاؤن اور اگر مجسے کوئی لڑکا پیدا ہو تو وہ کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ کا وارث بن بیٹھے اور بعد وفات نوابصاحب انکی بیگم صرف روٹی کپڑے کی مستحق ہون اور میرا لڑکا کالکھ پتی اور رئیس ہوجائے۔ اِن خیالات سے قمرن نے نوابصاحب کو اپنی اداؤن اور لگاوٹ سے اور بھی زیادہ فریفتہ اور شیفتہ کرنا شروع کیا تاکہ خوب ریجھین۔ فوراً اِنکے لیے چاء منگوائی اور بڑی محبت سے جسمین بناوٹ زیادہ تھی پلائی اور اپنے ہاتھ سے گلوری کھلا کر برآمدے مین کرسی پر بیٹھین اور اُنکو بھی بٹھایا اور کھُل کھُل باتین کرنے لگین سچ بتانا نواب اسوقت اتنی دیر تک کہان رہے۔ ہمین تو کچھ دال مین کالا کالا نظر آتا ہی۔ کسی سے آنکھ لڑ گئی معلوم ہوتا ہی۔ اتنے مین مغلانی بی قمرن کی رضائی لیکر آئین۔

مغلانی۔ اے رضائی اوڑھ لیجیے سرکار۔ اللہ نہ کرے جو کہین دور از حال سردی ہیوست ہوجائیگی تو بہت تکلیف دیگی۔

نواب۔ یہ تمنے اِنکو کیا سکھا دیا بی مغلانی کہتی ہین آج اتنی دیر تک کہان رہے کسی سے آنکھ تو نہین لڑی ہی۔

مغلانی۔ مین بچاری بھلا اِنکو کیا سکھاؤنگی اس سن مین عورتین سائے سے بھی جنا کھاتی ہین کہ کہین سایہ عورت بنکے ہمارے میان کو رجھا نہ لے۔ جوانی باؤلی اسی سے تو کہا ہی حضور۔

ن۔ یہ پوچھتی ہین کیا کسی سے آنکھ لڑی ہی۔

م۔ ہان مجسے بھی فرماتی تھین کہ موتی سے آنکھ لڑی ہوگی۔

ن۔ موتی کے لیے لڑی کیا خوب۔

م۔ بندگی۔ حضور قدردان ہین۔

راوی۔ مغلانی بہت تیز فقرہ کہ گئی۔ نوابصاحب ایک پاتر پر بہت ریجھے ہوئے تھے۔ جسکا نام موتی تھا۔ کمسن اور حسین اور نازک بدن معشوق۔ اور گو اُنھون نے قمرن اور مغلانی سے چھپایا تھا مگر آخر کار مہراج بلی کی بیوقوفی سے کھُل ہی گیا۔ آج موقع پاکر مغلانی نے یہ طعنہ دیا۔ اور نواب صاحب نے کہ چالاک اور تیز فہم آدمی تھے مغلانی کی تعریف کرکے (کہ موتی کے لیے لڑی کا لفظ کیا خوب کہا ہی) بات ٹال دی۔ مگر اتنا سمجھکر کہ قمرن کو موتی کا حال معلوم ہوگیا ہی۔ جب بی مغلانی رضائی دیکر چلین تو نواب صاحب نے حکم دیا کہ ذرا نازو جان کو بھیجدینا۔ نازو فوراً آئین اور یہ بھی ایک آرام کرسی پر متمکن ہوئین اور ان تینون مین یون باتین ہونے لگین۔

قمرن۔ باجی جان اب کل پرسون سے ہمکو

تم کو پردے مین رہنا پڑے گا۔ پردے کی
بو بو نہین گئے۔
نازو۔ اور کیا اب بے پردے رہتے ہین۔
قمرن۔ نہین اب سوا انکے اور کسی کو منہ نہین
دکھانا ہوگا۔ اب بڑی بڑی قیدین ہونگی۔
نازو۔ جب سے انکے یہان آئے تب سے
کہان باہر نکلے اور ہمکو اسکا شوق بھی نہین ہے
کہ مردون کو منہ دکھائین ایک درگیر اور حکم گیر
اور پھر یہ بھی ہمین دعویٰ ہے کہ ہمکو جو مرد دیکھ
لیگا وہ ہمپر لٹو ہو جائیگا۔ ایک جھلک ہماری
دیکھ لیا چاہیے بس پھر برسون اُسکے کلیجے پر سانپ
نہ لوٹین تو ہمارا ذمہ۔ جوانی پر تو گدھی بھی بھلی
معلوم ہوتی ہے۔ نہ کہ ہم ایسی پریان۔
قمرن۔ اپنے منہ آپ میان مٹھو
نواب۔ ہماری تو رائے یہ ہے کہ تم دونون کے
ساتھ نکاح پڑھوالین۔ کہان کا جھگڑا۔
نازو۔ ہٹ بڑا جھوٹا ہے تو۔
قمرن۔ ہے تو اچھا بہنین کی بہنین اور سوت
کی سوت مگر پھر باجی ہمسے لڑا کرینگی۔
نازو۔ کیا بکتی ہو واہیات۔
نواب۔ کہا مانو تم دونون کے ساتھ عقد
ہو جائے تو بڑا لطف ہو۔ دونون بہنین ایک
ساتھ رہین۔
قمرن۔ ہم تو راضی ہین۔ منظور نہین کرینگین
باجی۔
نازو۔ ہم کچھ تمھاری طرح پاگل تو ہین نہین۔
قمرن۔ اسے کیا ہرج کیا ہے۔

نازو۔ اچھا پہلے چھوٹی بہن کے ساتھ نکاح ہولے
پھر سمجھا جائے گا۔ دو بہنین بھی کہین سوت
بنکے رہی ہین۔
نواب۔ خیر یہ دل لگی تو ہو چکی اب یہ بتاؤ کہ
کیا کرنا چاہیے وہ بات ہو کہ سانپ مرے
نہ لاٹھی ٹوٹے۔
نازو۔ مطلب یہ ہے کہ ہم چاہتے ہین کہ جسطرح
ہمنے قمرن کو تمھارے سپرد کر دیا ہے اسیطرح تم بھی
اب پکے طور پر اسکو اپنی لونڈی سمجھکر اپنے ساتھ
رکھو تمکو اللہ نے اتنا بڑا رئیس کیا ہے۔ اللہ اور
دے تمھاری ریاست دیکھکر امان نے
بے عذر ساتھ کر دیا۔ نہین تو کوئی اپنی آنکھونکی
پتلی نکالکے کسی کو دیدیتا ہے بھلا۔ ہزارون رئیس
ہم دونون کے پیچھے گرد گھما تھے۔ جو مانگتے
وہ دیدیتے مگر جب تمکو اچھی طرح جانچ
پڑتال لیا تو بے عذر ساتھ بھیجدیا مگر عورت
کا کوئی اعتبار نہین اور پھر وہ عورت جو ابھی اچھی طرح
جوان بھی نہوئی ہو۔ ابھی چودہ پندرہ برس کا
سن ہو اُسکا کیا اعتبار ہے گو یہ ہماری بہن ہین
تو کیا ہوا ہمتو اللہ لگتی کہینگے ہمین ابھی انکا اعتبار
نہین ہے۔
قمرن۔ (تنک کر) کیا باجی جان کیا۔
نازو۔ بُرا مانو چاہے بھلا مانو۔
ق۔ اور اپنا اعتبار ہے تم کو۔
ن۔ ہمین اپنا اعتبار بھی نہین ہے۔ ابھی کوئی
اٹھارہ نہیں برس کا گبھرو ملے تو کیا عجب ہے کہ
ہم بھاگ جائین بشرطیکہ چہرے پر ملاحت ہو۔

دیدار ہو۔ پھر ہمین کوئی روک بھی سکے۔ جسنے ایک کو چھوڑا وہ ستر کریگی اور ستر چھوڑیگی۔ ہان جو نکاح ہو جائے تو پھر قمرن کہان جا سکتی ہین۔ پھر تو ہمارے بس مین ہو گئین اس سے ہمارے نزدیک نکاح ہی کرنا بہتر ہی نواب۔ آئندہ جو تمھاری راے ہو۔ ہم تمھارے بھلے کے لیے کہتے ہین۔ نہین تو ہمین کیا۔ ہمارے گاہک سیکڑون ہزارون موجود ہین۔ جہان جاکے کھڑے ہو جائینگے اچھے اچھے رئیس اپنی آنکھین بچھائینگے۔ جب تک ہماری جوانی اور یہ حسن باقی ہی عاشق اور رنگیلے جوان ہمارے غلامون کے غلام بنے رہینگے۔

نواب۔ آپین تو کوئی شک ہی نہین کر سکتا کہ تم دونون بہنین زاہد فریب ہو۔ تمھاری عالم فریبی مین جو شک کرے وہ کافر بلکہ اکفر اور آپین بھی شک نہین کہ تمھارے چاہنے والے بھی بہت سے پیدا ہو جائینگے مگر یہ بھی یاد رہے کہ یہان سے نکلین اور دو کوڑی کی وقعت ہو گئی۔

نازو۔ ہاے اسی سے تو کہتی ہون کہ وہ بات کرو کہ پکی پوڑھی ہو جائے۔ پھر ہم جیسے جکڑ جائین۔

نواب۔ بس پھر اس سے بڑھکر پختگی اور کیا ہو گی کہ دلمین ٹھان لو کہ یہان سے سجا ئینگے۔ ہو گیا۔

نازو۔ (چڑھاتی ہوئی) ہو گیا۔ ہو گیا۔ ہو گیا خاک گیا ابھی تو قمرن اُس کبوتر کی سی ہی جو اُڑا کرتے ہین۔ جس ڈھابلی پر جی چاہا بیٹھ گئے اور جب نکاح ہو جائیگا تو جیسے پر کاٹ کے دربے مین بند کر دیا۔

نواب۔ آپین ایک بات ہی نازو جان۔

نازو۔ وہ بھی کہ ڈالو۔ حسرت کاہے کو باقی رہجائے۔

نواب۔ نکاح تو نہین ہو سکتا۔

نازو۔ یہ کاہے سے۔ میان بیوی راضی تو کیا کریگا قاضی۔

نواب۔ جس عورت کا نکاح ہو جاتا ہی اُسکا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ بے طلاق کے شرعاً ناجائز ہی۔ کدرا کم بخت کا جڑورا لگا ہوا ہی۔

قمرن۔ کیا ابھی تک جیتا ہی اللہ کرے جنازہ نکلے موے کا۔

نواب۔ آمین۔ کہین اُسکے مرنے کی خبر آئے تو ہم مسجد مین گھی کے چراغ جلائین۔ خدا کرے کہین مرے کم بخت۔

نازو۔ یہ بات جو تم نے کہی یہ ہمارے ذہن مین آ گئی نکاح نہین ہو سکتا۔ کدرا کے جیتے جی نکاح نہ ہو سکیگا۔ پھر اب کیا صلاح ہی۔

نواب۔ کسی طرح اُس ملعون کو راہ پر لائین تو بڑا مطلب نکلے کچھ روپیہ لیکے فارغخطی لکھدے تو بس یکسوئی حاصل ہو جائے۔ پھر خوب گلچھرے اُڑین۔

نازو۔ پھر اُس کمبخت کو کہین لے دیکے راضی کرو۔

نواب۔ اب مقصد یہ ہی کہ کسی معتبر آدمی کو لکھنؤ بھیجین اور اُس کدرا سور کے بچے کو راضی کرکے

فارغخطی لکھوالین تو ہم سمجھین کہ بڑے عذاب سے
نجات پائی۔
نازو۔ وہان کا حال تو کچھ معلوم ہی نہین ہوتا
کہ وہ کرکیا رہا ہی۔ چھوڑ ہی بیٹھا کہ اُسکی منصوبے
مین ہی یا مرگیا۔ کسی کو لکھو تو۔ اپنے اُنکو لکھو کیا نام
ہی نواب رونق جنگ بہادر کو کہ کدرا اب کہتا کیا ہی
اور کس پھیر مین ہی۔
قمرن۔ اُسکا تو نبیجا بھی ہوگیا۔
نازو۔ اللہ کرے نہوا ہو تو اب ہو۔
نواب۔ دیکھو خبر آیا ہی چاہتی ہی۔
اس تقریر کے بعد نازو اور قمرن کسی بہانے
سے اُٹھ گئین اور نوابصاحب اور لوگون مین
جاکے بیٹھے۔ مغلانی سے نازو نے جاکے کہا۔
جی مغلانی وہ تو معاملہ ہی اور کا اور ہوگیا۔
نواب تو بیچارے اب راضی ہین کہ نکاح ہو جائے
مگر نکاح تو ہو نہین سکتا۔ میان کی موجودگی
مین نکاح کیونکر ہوسکتا ہی اب صلاح یہ ہی کہ
اُس موئے کدرا کو کچھ دے لیکے اس بات پر
راضی کرین کہ وہ فارغخطی لکھدے کہ ہمکو قمرن
سے کوئی واسطہ نہین ہی۔ جہان چاہے جائے
اور جسکے پاس جی چاہے رہے اور جو چاہے
کرے ہمسے کچھ واسطہ نہین ہی نہ یہ ہماری جورو
اور نہ ہم اِسکے میان۔
مغلانی نے اس بات سے اتفاق کرلیا۔
کہا۔ ہان مین خود دھوکا کھا گئی۔ اب بات
میرے ذہن مین آئی۔ نکاح کیونکر ابھی ہوسکتا ہی
فارغخطی ہی بہتر ہی۔

قمرن۔ تم نہ لکھنؤ چلی جاؤ مغلانی اور اُس
موئے کاٹے کو سمجھا کے لکھوا دو۔ خرچ نوابصاحب
کرینگے اور تم جاکے اُسکو راہ پر لاؤ۔
مغلانی۔ مین تو اچھی طرح سے جانتی بھی نہین ہون
کہ وہ کون ہی مگر ہان نوابصاحب کہین تو کیا
مضایقہ ہی مگر آپ ذرا اُنکو موتی پاتر سے بچائے
رہیے گا مین کئی آدمیون سے سُن چکی ہون کہ
جسدن یہان کے سیٹھ جی کے ہان جلسہ تھا
تو نواب صاحب اُسپر بہت لوٹ تھے۔ رات بھر
لٹو رہے۔ کوئی کہتا ہی کہ اُسکے ساتھ اُسکے گھر
گئے تھے اور صبح کو بڑی فجر وہان سے آکے
سیٹھ جی کے گھر پر پھیر دین سنی۔ اور کوئی کہتا
ہی سو روپیہ مہینا مقرر کرکے اُسکو نوکر رکھنے
والے ہین۔ کیا جانے اِسمین جھوٹھ سچ کیا ہی
مگر موتی کی شکل صورت ایسی ہی کہ نواب اُسپر
لوٹ ہوگئے ہون تو کیا تعجب ہی۔
نازو نے کہا دیکھو دریافت کیے لیتے ہین
نواب کو بلوا بھیجا اور پردہ ہٹا کے دوسرے
کمرے مین لیگئی جہان لمپ ابھی تک نہین
جلا تھا اور بالکل اندھیرا پڑا تھا۔ نازو نے
اُنکا ہاتھ پکڑکر کہا ہمارے سر پر ہاتھ رکھکر
ایک بات کی قسم تو کھاؤ۔ نوابصاحب نے ہاتھ
جھٹکا کر نازو کو لپٹ کے بوسہ لیا اور کوچ پر بٹھا کر
کہائے اب مطلب بیان کرو۔
نازو۔ تو یہ گال ہمارے کیا مفت کے بارے
ہین اب ہم فی بوسہ ایک اشرفی لگا دینگے بس جتنے
بوسے چاہو لیا کرو۔

نواب۔ اچھا یون ہی سہی۔ منظور۔ ہان تم کیا کہتی کیا تھین۔ کوئی نیا حکم آیا ہی کیا۔
نازو۔ اب تمھاری شامتین آئی ہین۔ بڑا نواب کی دُم بنا ہی قمرن خدمت کو موجود مین چوما جاٹی کو مستعد۔ پھر اب یہ حرص کا ہیکی ہی۔ جوڑی تمھارے پاس موجود ہی ایک سواری کی گھوڑی دوسری کوتل۔
نواب۔ کون ملعون ہی یہ پہیلی سمجھا ہوگا۔ مین تو پہلے ہی تاڑ گیا تھا کہ کوئی حکم آیا ہی۔
نازو۔ (گالون پر آہستہ سے تھپڑ لگا کر) کیا اڑان گھائیان بتاتا ہی۔ ہمسے بھی فقرہ بازی کیون جی وہ موئی موتی کون ہی تمھاری۔
نواب۔ یہ بات مین تو پہلے ہی سمجھا تھا۔ تم اسکو کیا کہتی ہو بیوقوف بڑی نادان ہو۔
نازو۔ اور اُلٹا ہمین کو نادان بناتا ہی۔
نواب۔ تم ہو پاگل تمھین خبط ہو گیا ہی۔ پکا جنون بلکہ مالیخولیا۔ موتی ہندو ہم مسلمان اس پہاڑ کی ریت رسم سے تم ناواقف ہو۔ اگر یہان کی کوئی پاتر خالی بیٹھنے تک کو آئے تو ذات باہر کر دیجائے۔ یہان بڑی چھوت مانی جاتی ہی۔ اگر یہان کا کوئی ہندو کسی مسلمان عورت کو نوکر رکھے تو کوئی اُسکے ہاتھ کا پانی نہ پیے۔ اور جو کوئی پاتر مسلمان کی نوکری کرے تو برادری سے خارج ہو جائے موتی بھلا ہماری نوکری کریگی۔ مگر تم کو تو لڑنے سے مطلب ہی۔ ذرا بات سن پائی اور بہن کیطرف سے لڑنے کو موجود۔

نازو۔ اچھا ہمارے سر پر ہاتھ رکھو۔
نواب۔ نازو کے سر کی قسم سچ کہتا ہون۔
نازو۔ پھر یہ خبر کیون اتنی اُڑ گئی۔
نواب۔ اب لوگون کی زبان کو کوئی کیا کرے مگر یہ ادھر کی اُدھر اُدھر کی اِدھر لگاتا کون ہی ہم ہی حیرت مین ہین۔ یہ کون ذات شریف ہین ہم تو وہ لگا ئینگے۔
نازو۔ تم ہمارے سر پر ہاتھ نہ رکھتے تو ہمین ہرگز یقین نہ آتا۔
نواب۔ قمرن کو بھی معلوم ہو گیا ہی جاکے سمجھا دو جی۔ کیا کیا فقرہ باز لوگ ہین۔ موتی کے حسین ہونے مین شک نہین بڑی حسین عورت ہی۔ اور ابھی بہت کمسن ہی مگر ہم چاہین بھی تو وہ کب آسکتی ہی۔
نازو۔ اچھا نواب اگر تمھاری رائے ہو تو بی مغلانی کو داروغہ یا ممن کے ساتھ لکھنؤ بھیجدو۔ وہ وہان جاکے کدرا کو راہ پر لائین اپنے بڑھ کے اور کوئی اس کام کے قابل نہین ہی آج نہین تو کل یہ روانہ ہو جائین بس۔ دو چار روز مین فارخطی (فارغخطی) اُس سے جاکے لکھوا لائین۔
نواب۔ عورتون کی بھی کیا عقل ہوتی ہی۔ مغلانی بھلا ان باتونکو کیا جانے۔ اور فارغخطی کو کیا سہل سمجھتی ہو کہ گئین اور لکھوا لائین۔
نازو نے اس تقریر کا حال مغلانی اور قمرن سے بیان کر دیا اور اُنھون نے اتفاق کر لیا۔

چہ میگوئیان

نواب ہلال رکاب مع زندہ دل احباب اولی الالباب ومصاحبین ورفقا و مہوشان گل اندام وماہ سیما کوہ فلک شکوہ نینی تال پر گلچھرے اُڑاتے اور رنگ رلیان مناتے تھے۔ سب سے زیادہ نازو اور قمرن کی چاندی تھی پہننے کو زربفت واطلس وکمخواب قاقم ودیبا پرنیان وحریر۔ نت نئی پوشاک۔ دن بھر مین اُٹھارہ جوڑے بدلتی تھین کبھی صندلی رنگ کا دوشالہ۔ کبھی جامہ وار کی رضائی۔ کبھی ریشمی لباس زیب بدن۔ کبھی سادگی مین بھی کبھی زیور گران بہا سے آراستہ۔ کبھی سیم بدن مسون کی وضع وہی سمجھی اور اسکرٹ اور گون۔ کبھی مردانہ لباس چست گھٹنا اور تنین کمر توئی کا صراحی دار دگلا اور ترکے دار بانکی ٹوپی۔ پانون مین ٹاٹ بافی بوٹ معلوم ہوتا تھا کوئی خوبرو امرد پریرو گبھرو کھڑا ہے۔ کبھی بھاری بھاری ساری بڑے لاگت اور تیاری کی زیب جسم تھا الغرض انکے لیے چین ہی چین لکھا تھا۔ کھانے کو اعلےٰ سے اعلےٰ لذیذ سے لذیذ اطعمۂ خوش ذائقہ روز نئی فرمایش ہوتی تھی آج بی نازو جان صاحب کا جی چاہتا ہے کہ اناناس کا پلاؤ کھائین۔ قمرن النسا نے بہاڑی مرغ کا قورمہ پکوایا ہے۔ بی مغلانی نے نرول کا ولما سرکار کے لیے تیار کرایا ہے۔ آج قمرن شاہی کباب کھائینگی۔ بی نازو جان کی خاطر سے بانس کی کوپل کا اچار اور نورتن چٹنی منگوائی گئی ہے۔ نینی تال کی جھیل مین مہاشیر مچھلی پکڑی جاتی ہے اور زمین مین دفنا کے بی قمرن کے لیے پکوائی جاتی ہے شرابین اعلیٰ قسم کی اُنکے لیے بٹی پڑی تھین۔ شامپین پانچ پانچ روپیے بوتل اسپارکلنگ موزیل۔ اسٹل ہاک۔ آپا یانا۔ شری۔ رابرٹسن پورٹ۔ کیوریسو۔ ہزارہا روپیے کی شراب ناب۔ اور اُسکا سامان سب بیش قیمت۔ ہر قسم کی شراب کے سفید سفید گلاس اور جام ارغوانی۔ سواری کے لیے گنگا جمنی ہوادار اور سکھپال جن کے دیکھنے سے آنکھون کو خیرگی ہو۔ اور سواری مثل باد بہاری۔ عطر سے جگمگاتی ہوئی نکل گئی یہ معلوم ہوا کہ عطر روح پرور کے قرابے لنڈھا گئے ہین۔ ہر ہفتے مین لکھنؤ سے عطر اور خوشبودار تیل پارسل پر آتا تھا اور انگریزی عطر بہاڑ ہی پر خاص نارسن کمپنی کی کوٹھی سے لیا جاتا تھا۔ خدمت کیلیے سلیقہ شعار عورتون کی کمی نہ تھی سب خوش پوش وخوبرو۔

الغرض نواب نامدار کی بدولت یہ دونون چین کرتی تھین اور شہزادیون کی طرح رہتی تھین۔ گھر بھر کی مالک بنی ہوئین جو جی چاہے خرچین جو چاہین کھائین جو چاہین پہنین۔ کھانے پینے کو شراب وکباب۔ پہننے کو اطلس و کمخواب۔ رہنے کو کوٹھی عالیشان لطافت بار سواری کو سونے چاندی کے ہوادار۔ بغل گرمانے کو نواب محمد عسکری کا سا جوان طرحدار سے

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرخاک تھی روح و دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھیں آنکھیں
مکان وصال اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
یہان جسکو مجھے ہوئے تھے عیان تھا

مگر افسوس کہ یہ سب سامان عشرت جلد درہم وبرہم ہونیوالا ہی جمعیت خاطر اور انبساط ونشاط کے عوض زلف کی سی پریشانی ہونیوالی ہی ایک ذات شریف نے لکھنؤ مین بیٹھے بیٹھے عجب گل کھلایا ہی- نواب محمد عسکری جوان گلبدن تو نکو ساتھ لائے تو اُن حضرت کے دلمین یہ بات کانٹے کی طرح کھٹکی- اور وہین سے وہ جوڑ توڑ کیے کہ الامان والحفیظ اِن کو اس عشرتکدہ نینی تال مین یہ کیا معلوم تھا کہ وہان کیا ہنڈیا پک رہی ہی- ع-

مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہی

ایک روز حسب معمول نوابصاحب کے ہان انکے لائق فائق دوست حضرت لندنی علوم نفیسہ کی تعریف اور ہندوستانکی نسبت ہمتی اور ادبار کا دلچسپ ذکر کر رہے تھے اور سب حاضرین جلسہ ہمہ تن گوش ہوکر سن رہے تھے اُنھون نے کہا علم جرّاثقال سے جو ایک مفید اور فیض بخش علم ہی ہملوگ اِسقدر ناواقف ہین اور اُسکی تحصیل اور ترقی کی طرف اِس درجہ کم توجہی کرتے ہین کہ ایک ادنی سی کل بھی سمجھ مین نہین آتی- یہان بھونڈی شاعری اور تاریخگوئی مین تمام عمر ضایع کردیجاتی ہی- تدبیر خنجر مین اور تحریر خنجر مین اور پانی مین پتھر اور دانی مین پتھر- یہ پتھر ہماری عقل پر پڑے ہوئے ہین- خط غبار مین قطعہ لکھنے پڑتے ہین ہندوؤن کے پنڈت اور مسلمانون کے مولوی فضول اور بیکار باتون مین تمام عمر ضائع کرتے ہین جس سے کوئی فائدہ دنیوی مستخرج نہین ہوسکتا- عقبیٰ کا حال خدا جانے- اے کاش ہمارے ملک کے شعرا اور تاریخگو اور منطقی اور فقیہ اور کب اور نیاے شاستر کے علما امور مفید کی جانب بھی توجہ کرتے جرّاثقال وریاضی مین دستگاہ تامہ بہم پہونچاتے تو اُنکے ملک کو کیا کچھ فائدہ ہوتا- لکھنؤ کے اُس پتلی گھر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ نہ ہندوستان کو منطق و فقہ اور شعرائے گرانمایہ کی چندان ضرورت ہی نہ منطق اور فقہ اور نیاے اور ویاکرن جاننے والونکی زیادہ حاجت ہی- ہان اس قسم کے لوگونکی البتہ ضرورت ہی بلکہ اشد ضرورت ہی جو کلونکے کام کو بخوبی سمجھین- اور انکو اس ملک مین ترقی دین- وسیلۂ رفاہ ہی تو یہ ہی اور ذریعۂ فلاح ہی تو یہ ہی اس پتلی گھر کو جو مین نے لب آب گومتی دیکھا تو جی بہت ہی خوش ہوا- اگر لکھنؤ والے عقل کی آنکھین کھول کے دیکھین تو اس کاغذ کی کل کو دل سے زیادہ عزیز رکھین- کبوتر بازی

اور مرغ بازی اور بٹیر بازی اور پتنگ بازی اور اسی طرح کے اور امور فضول سے عشق ہی مگر اس فیض رسان کل کیطرف سے غافل ہین۔ مگر ہان تو خیال ہی کہ لالہ خیالی رام نے ایک بیسوا کی مسجد کی تاریخ جو کہی تھی ؎

ہمہ ابش سجود خاص و عام ست
فلک گفتا کہ این بیت الحرام ست

اس سے ہماری تاریخ بڑھ جاے اور سلیمان ساؤجی نے جو ایک مصرع مین سو مادہ تاریخ نکالے تھے اس سے ہمارا کلام گوے سبقت لیجاے۔

اب رہی ہماری یونیورسٹیون کے بی اے اور ام۔ اے۔ کی لکچر بازی اور مضمون نویسی وہ گورنمنٹ کے پولٹیکل امور پر اعتراض جاننے اور نکتہ چینی کرنے سے فرصت نہین پاتے وہ اس فکر مین کہ پارلیمنٹ کی ممبری پائین دھوان دھار اسپیچین دیکر نام نیک پیدا کرین۔ طویل و عریض آرٹیکل لکھین۔ اور گورنمنٹ کو خوب ہی آڑے ہاتھون لین۔

پرانے فیشن کے ہندوستانی اور رہی دھن مین ہین۔ اور رہی اودھیڑبن مین ہین۔ وہ یاجوج اور ماجوج اور سد سکندری اور جن اور پریون اور جورو کی تینگیری کے پھیر مین پڑے ہین اور اگر ہندو ہون تو کھانے پینے کے پرہیز کا خبط۔ دنیا بھر کے فعل بد کرین۔ مگر کسی کے ساتھ کھایا اور گئے گذرے اس جتون نے انکو کہین کا نہین رکھا انکے ہان پنڈت بندہ زر۔ لالچ کے پتلے۔ طمع کے ہاتھون بکے ہوئے۔ اور زمانہ حال کی ضرورتون سے آنکھین بند کیے ہوے۔ منوجی نے یون لکھا ہی اور یاگ ولک کا یہ واکھ ہی۔ کوئی پوچھے یاگ ولک اور منوجی کیوقت کی باتین اب کہان چل سکتی ہین۔ مگر وہ ابھی تک منو اور یاگ ولک کی واکھ کی گا رہے ہین۔ دنیا مین جو نئی نئی ترقیان ہو رہی ہین انسے باکل ناواقف

افسوس تو انپہ ہی کہ اب بھی ہین گمشدہ رہ ترقی
جلوے جو دکھا رہا ہی ادبار اوہام غلط مین ہین گرفتار
اتبک کبھی جو یہ سر کچے ہین گو اپنے ہین پھر بھی اجنبی ہین
سچ یہ ہی کہ جب ضد آپڑی ہی پھر قوم کی انکو کیا پڑی ہی
گو قوم شکستہ حال ہو جاے برباد ہو پایمال ہو جائے
یاور نہ کوئی نہ چارہ گر ہو ہی خوار تو اور خوار تر ہو
ہر ایک کے دل پہ بار ہو کر مٹجاے ذلیل و خوار ہو کر
یہ سب ہو پہ انکی ضد نجاے حق بات کبھی نہ دل مین آئے
گو قوم پہ لاکھ آفتین آئین ممکن ہی کہ یہ ذرا بدل جائین
جاتے نہین وہم باطل انکے پتھر سے بنائے ہین دل انکے
اتنے جو نہ کج خیال ہوتے کیون آج شکستہ حال ہوتے
اے مدعیان حب اسلام سچے ہو تو اب کرو نہ آرام

دعوے ہین تو کچھ ہنر دکھاو
ہمت کے قدم ذرا بڑھاو

پروفیسر محمد شبلی نعمانی کا یہ کلام باکل حسب حال اہل اسلام ہی مگر گو اب اہل ہنود و اہل اسلام دونون کی حالت ردی ہی مگر زعم اور دعوی وہی ہین کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ پدرم سلطان بود۔ ہم ایسے اور ہم ایسے۔ تمام عالم کے

علوم کے عالم ساری خدائی کی صناعیون کے موجد۔ تہذیب مین دنیا بھر کی قومون کے کان کاٹنے والے۔ ع۔

ہر فن مین ہین استاد ہمین کیا نہین آتا

اس دعوی اور پندار سلطان بود کے خیال نے ہمکو کہین کا نہ رکھا۔ ایسا ڈبویا کہ تھلبیڑا ہی نہین ملتا۔ انجہنا معلوم لیکن سہرے اور محرم مین جوتی پیزار کو موجود۔ ہندو مسلمان مین جانی دشمنی سنی شیعہ کٹے مرتے ہین الغرض ادبار کی جتنی باتین ہین وہ سب ہماری گھٹی مین پڑی ہین اور اقبال کے جسقدر افعال ہین اُن سب سے ہمین کلی نفرت اور قطعی عداوت ہی۔ پھر فرمایئے ہم کیونکر ترقی کرسکتے ہین ؎

اندر آنکہ حال ما زنگہ نتوان نمود
حرفی زحال خویش بہ سیما نوشتہ ایم

کجا بود منزل کجا تاختیم۔ جوش طبع کے سبب سے اسقدر بک گیا حق یون ہی کہ اس کاغذ کی کل سے جو لکھنؤ مین چل رہی ہی بڑے بڑے فائدے متصور ہین مگر اہل لکھنؤ چشم بینا سے کام ہی نہین لیتے۔ اس گفتگو مین بی قمرن جان مخل ہوئین آکے نواب صاحب سے کہا نواب ایک جوہری آیا ہی ہمین کچھ جواہرات نہین خرید دیتے۔ نواب صاحب مع حوالی موالی کے ڈرائنگ روم مین گئے مگر جوہری بڑا گران فروش تھا سودا نہ پٹا صرف ایک انگوٹھی اُنھون نے قمرن کو خرید دی اور جوہری مہنی کر کے رخصت ہوا مگر نواب صاحب کے دربار مین جواہرات کا ذکر شروع ہوگیا۔

اختر۔ حضور ہمنے تو جو جواہرات نواب ناظم بنگالہ کے دربار مین دیکھا واللہ دیدہ ہی نہ شنیدہ کوہ دریاے نور نام کا ایک ہیرا دیکھنے مین آیا کہ ٹھہر گیا بس۔ یہ کوہ نور کا جواب ہی۔ اِسکے اِرد گرد ہیرے جڑے ہین۔ کوہ نور پر پتھر پڑے ہین اس فن کے مبصر صراف جوہر شناس کہتے ہین کہ ہیرے کی اتنی بڑی کٹلبی دیکھی نہ سنی نہایت ہی شفاف۔

مسخرہ۔ نواب ناظم مرشدآباد کے ہان کا ایک مالا ہمنے بھی دیکھا ہی ہیرے اور پنے کا مالا۔ عمی مادر زاد کی آنکھونکا اُجالا۔ اُسکے اُستاد کاریگر نے ہیرا بالکل موتی کی قطع پر تراشا ہی اور اپنے فن مین کوس لمن الملک بجایا ہی۔

مہراج۔ واہ میان مسخر الدولہ میرزا رجب علی بیگ سرور بنگئے۔

مسخرہ۔ جواہرخانہ شاہی کی ہر الماری گوہر پرور تھی۔ کان زر و جواہر تھی۔ موتی بدخشان تابدار لولوے شاہوار۔

اختر۔ اور خداوند ایک گلوبند مرصع مین کمال کیا ہی کہ سونا نہین دیا ہی۔ یاقوت کو تراش کر چھوٹے چھوٹے سوراخون مین تار سے بندش کی ہی اور داد کمال دی ہی۔

نازو۔ ہم سے اس موئے بے ایمان نے کہا تھا کہ ہیرے کی دو نایاب انگوٹھیان تمکو دینگے سو آج تک دیتے ہی ہین۔

مہاراج۔ کہدیا کہ سمجھا دیا۔

نازو۔ اپنا سر کہدیا ہے۔ موا جھوٹا۔ اُٹھائی گیرا۔ سارے زمانے کا جھوٹ بولنے والا۔ یہ دونگا وہ دونگا۔ لینا ایک نہ دینا دو۔ وعدے بڑے لمبے چوڑے کرنے جانتا ہے۔

اختر۔ کنجوسی کا بس اسپر خاتمہ ہے۔

نازو۔ کنجوسی نہین کمینہ ہے موا۔

چھٹن۔ اُسدن جب ہم لوگون کی دعوت کی تھی تب اُنکی کیفیت دیکھتا کوئی اور بیوی سے گلجھپ جو ہوئی وہ سننے کے قابل تھی بڑا مزہ آتا تھا۔ کھانا توبہ ہی بھلی۔

مہاراج۔ کیا حرامزادے لوگ ہین کھائین بھی اور غرائین بھی ایسون کو کھلانا بھی پاجی پن ہے۔

ممن۔ اور گھی مصالحہ کا نام بھی نہ تھا۔

نازو۔ ایسا جھوٹا دیکھا نہ سُنا۔

مہاراج۔ اچھا جان من۔ زمرد کے دو بازو تمھاری نذر کرینگے۔ تم بھی کیا یاد کروگی کہان کسی رئیس سے ملاقات ہوئی تھی۔

نازو۔ (جھلا کر) اللہ جانتا ہے جو اس وضع کی فقرہ بازی کی تو تو جانیگا۔ تیری بات کا اعتبار کسکو ہے۔ کچھ ہیرے کی انگوٹھیان دین۔ کچھ کرن پھول بنادیے اب بازو دینے کا وعدہ ہے۔ جھوٹا لے ایمان۔

مہاراج۔ اچھا پھر دیکھ ہی لوگی۔

نازو۔ ذکا لو پنر دو سٹر لگا کر مونڈی کاٹا!

مسخرہ۔ آواز کم ہوئی۔ تڑاقا تھوا۔

مہاراج۔ اِدھر آؤ تو ہمین تڑاقے کی آواز سنا دون

مسخرہ۔ تو آپ میری نازو جان ہین۔

نواب۔ یار منھ کی کھاتے ہو اُستاد۔

اختر۔ اس وقت تو منشی مہراج بلی پر چھا گئی واللہ

ممن۔ حضور وہ بھی جواب دینگے۔

نازو۔ گھر کی پھکی اور باسی ساگ۔

مہاراج۔ دو دن پھر جواب۔

نازو۔ اپنی بڑھیا کا سراپا۔

مسخرہ۔ انکی بیوی تو بڑھیا ضرور ہی ہوگی۔

نازو۔ ارے ایکی لکھنئو مین چلکے ذری اپنی جورو تو دکھادے چوڑیان پہنانے کے بہانے بُلانا۔

مہاراج۔ واہ جیمین جوتا ہی چلنے لگے۔

نازو۔ ہوگی کوئی کھر کنجنی سی۔ کالی کلوٹی جیسے اُلٹا توا کیسی ہے کیسی۔ گوری ہے کالی۔

چھٹن۔ لکھنئو مین تو یہ کہتے تھے کہ صورت بالکل گوری ساقن کی سی ہے۔ اسکو چھپاؤ اُسکو نکالو۔ اُسکو چھپاؤ اسکو نکالو۔ بالکل ایک سی صورت ہے۔

نازو۔ (قہقہہ لگا کر) ہان کہا ہوگا۔ اس سے کوئی تعجب نہین ہے۔ کیون رے مہراج بلیا کہا تھا تو نے۔

نواب۔ اچھا نازو جان تم ان سے اتنا پوچھو کہ ان کی بیوی کی چال کس قطع کی ہے۔ بس اور کچھ نہ پوچھو۔

مہاراج۔ اچھا تو اِسمین عیب کیا ہے۔ ہان ہمنے تو کہا تھا کہ ہماری بیوی کی چال اور طرز خرام

یعنے ایسی ہی جیسے اس چھوکری کی چال ہی جو چھتر منزل کی کچہری مین تھے اور جلیبین بھر بھر کر پلاتی ہی۔
نازو۔ (زور سے قہقہہ لگاکر) نصبیا کو کہتا ہی۔
نواب۔ اُسکا نام نصبیا ہی۔
نازو۔ ہان۔ ہمارے ہی وہان تو رہتی ہی۔
آغا۔ کیا اچھی مثال دی ہی۔
نازو۔ ہم کہتے ہین اس کی جورو اُسنے تو کیا اپنے دلمین کہے۔
چھٹن۔ خوب چیتیا ہے انکو۔
آغا۔ مگر انکی باتو نسے خوش تو بہت ہوتی ہوگی۔
چھٹن۔ واہ۔ کیون نہین مسخر الدولہ سے تو پوچھ لو نہ۔
آغا۔ ارے ہان خوب یاد آیا۔
اتنا کہنا تھا کہ مہراج بلی سیخ پا ہوے اور لگے گالیان دینے یو بلڈی فول۔ کاہے واسطے ہمکو چھیڑنے مانگتا۔ بدمعاش برشما قہر باری و برق بر خرمن دل تو افگندن کردہ خرمن مذکور کہ از دل عبارت بود بسوزاند۔ و از لباس جسمانی شما تار تار شدہ رود کہ فصحاء شیراز گفتہ اند کہ رباعی۔

ای زبردست زیر دست آزار	گرم تا کے بماند این بازار
بچہ کار آیدت جہانداری	مردنت بہ کہ مردم آزاری

مرنا تیرا اچھا زیادہ کہ آدمی کا ستانیوالا ہی تو۔
نازو نے نوابصاحب سے بہت اصرار کیا کہ اس تقریر کا منشاء ہماری سمجھ مین نہین آیا۔ کیا انکی بیوی کو مسخرے نے دیکھا ہی یہ اسقدر جھپیا

اور جھلایا کیون ہی۔ نوابصاحب وجہ بیان کرنے کو تھے کہ مہراج بلی آگ ہوگئے اور جھلّا کر اُٹھ کھڑے ہوئے۔
نواب۔ اچھا بیٹھو بیٹھو۔ نہ کہونگا واللہ نہ کہونگا۔
چھٹن۔ بھئی دق نہ کرو بیچارے کو۔
آغا۔ مضیٰ ما مضیٰ۔ جو ہوا وہ ہوا۔
مسخرہ۔ ہم تو اپنے منھ سے کچھ کہتے بھی نہین۔
آغا۔ خواہ مخواہ دق کرنا ہمین نہین اچھا معلوم ہوتا۔

ہوا جو کچھ سو ہوا بس گزشتہ را صلواۃ
کہان تلک کوئی رویا کرے گلہ دل کا

نازو۔ تم لوگ ہمارے میان کو دق کرتے ہو جی۔
مہراج۔ خدا کی قسم مین یہان سے چلا جاؤنگا اور یہ مسخرہ مردک میرے ہاتھ سے ایک دن پٹے گا۔ رع۔

ہی سانپ کے منھ مین اُنگلی دینی

مسخرہ۔ کیا برجستہ مصرع پڑھدیا ہی۔
آغا۔ بالکل چسپان اور موزون ہی۔ گلزار نسیم کا مصرع ہی اور مصرع برجستہ وہی ہی جسکو مصرع تلا کہتے ہین۔
نازو۔ تو ہم کو دکھادوگے۔ اپنی گھر بسی ہمکو بھی دکھادو کچھ مرو تو ہون نہین کہ ڈروگے کہ لے بھاگون یا بے عزت کر ڈالون۔
مہراج۔ وہ اس فشن کی ہین ہی نہین۔
آغا۔ عمر کیا ہوگی۔
مہراج۔ (سادگی کے ساتھ) ہماری ہی عمر ہوگی۔

مسخرہ - پہلو ہی کا کون ہے -
مہراج - کیا واہی سا معلوم ہوتا ہے کچھ پاگل -

بم کا گولا

پھر دوڑے ہاتھ جیب و گریبان کو ہو نوید
پھر نکلے پاؤن خار مغیلان کو ہو نوید
کہسار کو خوشی ہو بیابان کو ہو نوید
پاکوبیون کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید
اسیر ہین جنون کی سلسلہ جنبانیون مین ہم

نواب صاحب اس فکر مین تھے کہ نازو اور قمرن کو کسی ایسی کامل فن رقاصہ ولایت زاسے انگریزی ناچ سکھائین جو کہ میمون کی طرح تھرکنا اور کولھا پھڑکانا اور کمر کا ہلانا بتائین مگر یہ خبر ہی نہ تھی کہ تھوڑی دیر مین خود تگنی کا ناچ ناچینگے - چھٹن صاحب بہادر کو شوق چرایا کہ ہارمونیم بجانا خود بھی سیکھین اور نازو جان کو بھی سکھائین - مگر یہ علم ہی نہ تھا کہ گھڑی دو مین مُرلیا باجنگی منشی مہراج بلی مچھلی کے شکار کا سامان خریدنے والے تھے - ع -

مچھلی کو کیا خبر تھی کہ پانی مین شست ہے

اسی طرح سب اپنی اپنی طبیعت کے موافق کسی نہ کسی دھن اور ادھیڑ بن مین تھے سب خوش و مسرور - غم و الم کافور - رنج و تشویش منزلون دور کہ یکایک گلستان طرب پر ابر غم چھایا اور برق ستم نے خرمن عیش کو خاکستر بنایا اور نواب نامدار ان اشعار حسرت بار کے مصداق بنے ؎

آزاد مثل سرو تھے بستانیون مین ہم
افتادہ شکل خار بیابانیون مین ہم
وارستہ ہو کے پھنس گئے نادانیون مین ہم
یا بند جون و خاک ہین پریشانیون مین ہم
یا رب ہین کسکی زلف کے زندانیون مین ہم

یعنی ایک روز نواب نامدار معشوقہ گلعذار عروس غنچہ دہان نازو جان سے خلوت مین خواستگار بوس و کنار تھے اور وہ عروس آہو چشم و دلارام رم کی لیتی تھی - اِنکا فرط شوق سے ہاتھ بڑھاتا اور اُسکا پھرتی کے ساتھ بدن چرانا - انکی آتشین آہ اور اُس کی جادو بھری نگاہ - اُنکا ہاتھ جوڑکر کہنا کہ ایک بوسے کو نہ ترساؤ - اُسکا جواب دینا کہ منہ دھو آؤ - اِدھر نیاز - اُدھر ناز - ادھر مستی و دست درازی - اُدھر نہین نہین کی نازک آوازی - اِدھر یہ خوشامد کہ ایک بوسے کے عوض دینار و درم لو اُدھر یہ لجاجت کہ ٹھہرو ذری چھری کے تلے دم لو - اِنکا بیقرار ہو کر بگڑنا - اُسکا جوبن پر اکڑنا یہ نرگس چشم فتان کے رنجور - وہ حسن خداداد پر مخمور اِدھر جوش جنون کی جولانی - اُدھر غرور شباب و جوانی - الغرض عاشق و معشوق مصروف ناز و نیاز تھے - در عشرت باز تھے کہ دفعتہ خدمتگار سلیقہ شعار نے پردہ زرنگار کے باہر سے بہ ادب آواز دی - حضور محمد جعفر صاحب لکھنؤ سے آئے ہین اور آپ کے سارھو کا خط لائے ہین) حیرت ہوئی کہ محمد جعفر کیون آئے ہین اور یہ خط کیسا لائے ہین) نازو کے گال پر ہاتھ پھیر کر باہر نکل آئے - محمد جعفر نے جھک کر

آداب عرض کیا۔ اُنھون نے جواب دیا۔ اور پوچھا خیر باشد۔ تم یہان کہان۔ کہا پیر و مرشد ذرا کمر کھول لون تو سب حال عرض کر دون مگر تخلیے مین کہنے کی بات ہے۔ اس جواب سے انکی پریشانی اور دو چند ہوئی کہ خدا خیر کرے۔ اُسی مقام پر فرش پر بیٹھ گئے۔ محمد جعفر کا نام سُنکر اور سب صاحب بھی جمع ہو گئے۔ آغا صاحب نے پوچھا کیونکر آنا ہوا کہئی۔ مہراج بلی نے بوکھلاہٹ کے ساتھ کہا اتنا بتا دو کہ خیریت تو ہے۔ اِس سوال کا جواب سننے کے لیے ہر فرد ہمہ تن گوش تھا کہ محمد جعفر نے افسردگی کے ساتھ آہستہ سے کہا (خط سے معلوم ہو جائیگا۔ ابھی تک تو خیریت ہی ہے مگر خیر نظر نہین آتی شر کی صورت پیدا ہو گئی) یہ کلمہ ملال انگیز سُنکر سب کے مُنھ پر ہوائیان چھوٹنے لگین۔ چہرونکا رنگ فق ہو گیا۔ یا خدا خیر کیجو۔ اللہ بُری گھڑی سے بچائے۔ یہ کلمات دعائیہ سب کے ورد زبان تھے۔ مگر ہوش پران تھے۔

محمد جعفر نے خط اپنے بیگ سے نکال کر نواب محمد عسکری صاحب کو دیا۔ اُنھون نے پھاٹک پر آدمی بیٹھا دیا کہ بے اطلاع کوئی نہ آنے پائے اور نواب رونق جنگ بہادر کا خط سر بمہر کھولا اور سب کو پڑھکر سُنایا۔

برادر والا تبار سلامت۔ محمد جعفر کو تمھارے پاس مع اس خط کے روانہ کرتا ہون۔ اور خدا سے دعا مانگ رہا ہون کہ ریل مل جائے کیونکہ وقت تنگ اور بندہ مارے پریشانی کے حیران و دنگ ہے۔ یہان ایک نیا گل کھلا ہے۔ قمرن کے میان اس قادر کم بخت نے تھانے پر رپوٹ لکھائی ہے کہ نواب محمد عسکری باغوائے آغا محمد اطہر و منشی مہراج بلی دانستہ اس شخص کی منکوحہ عورت کو لے اُڑے۔ پہلے کچھ دن لکھنؤ مین اسکو رکھا اور بعد ازان بخوف تشہیر وہ سب لوگ پہاڑ پر بھگا لے گئے ہین اور نینی تال مین مقیم ہین۔ مجھ سے منشی مہراج بلی کے متقوم بجرنگ بلی جو محرر تھانہ ہین اسوقت آکے بیان کیا تو ہوش اُڑ گئے۔ سُنا کہ کوئی رئیس درپے آزار ہے اور اسی نے کدرا کو تیار کیا ہے اور روپیہ بھی خرچتا ہے۔ بجرنگ بلی بڑا بھلا مانس آدمی ہے اُسنے کدرا کو بہت سمجھایا بلکہ تھانہ دار اپنے جو طرف ثانی سے گنٹھا ہوا تھا بجرنگ بلی کو مجبور کیا۔ حکم حاکم مرگ مفاجات بیچارے کو طوعاً و کرہاً لکھنا پڑا۔

منشی مہراج بلی اور آغا محمد اطہر کی اعانت اس سبب سے درج رجسٹر کرائی گئی ہے کہ اُن کو تم بطریق گواہ نہ پیش کر سکو بجرنگ بلی نے یہ بھی کہا کہ اس جرم سنگین مین سات برس کی قید سخت ہے بھائی صاحب یہان ہم سب کے ہوش اُڑے ہوئے ہین مگر خدا کارساز و بندہ نواز ہے۔ اُسکی کریمی پر بڑا بھروسا ہے وہان اپنے معتبر احباب اور وکیلون سے مشورہ لو اور اگر مناسب ہو تو قمرن اور نازو کو کہین بھیجدو مجھے اسقدر وقت نہین تھا کہ دوستون اور وکیلون سے مشورہ کرتا مگر بہت جلد مفصل خط لکھونگا۔ آپ وہان کیس بانٹے سے لیس ہر دم ہوشیار رہیے

بجرنگ بلی کی صلاح ہے کہ اگر مسماۃ کا کسی اور شہر مین بھیجنا نہ ممکن ہو تو اُنکو روپوش کر دیجیے اور خود اُنسے علحدا رہیے کیونکہ یہانسے کوئی سب انسپکٹر اسکی تحقیقات کیلئے ضرور روانہ ہوگا۔ اور وہ آپکے مکان پر قمرن کی تلاش مین ضرور پہونچیگا۔ بہت ہوشیار رہیے اور سب سے بڑھکر یہ ہوشیاری ہے کہ وہ دونون الگ رہین تاکہ اگر پولیس والے اُنکو ڈھونڈھ بھی نکالین تو تم پر تو آنچ نہ آنے پائے مین محمد جعفر کو روانہ کر کے ابھی ابھی سوار ہوتا ہون۔ اور ٹوہ لیتا ہون کہ یہ کون ذات شریف کدرا کو ابھارتے ہین۔ شاید قمرن یا نازو کے کوئی چاہنے والے ہون کیونکہ اِن دونون ستم کوش کافر کیش نوجوانون کو حسن آشوب دوران اور بلائے جان ہے مین پہلے ہی سمجھتا تھا کہ ؎

پارہ خواہد شد ازین سِت گریبانے چند	
	ہر بات مین کافر کی اک آن نکلتی ہے
وان آن نکلتی ہے یان جان نکلتی ہے	
	سو حسن اُلٹتے ہین سو ناز برستے ہین
اے صل علی تجھ مین کیا شان نکلتی ہے	
	دلبر مین ادائین بھی دلکش ہین جفائین بھی
اِک آن ستمگر مین ہر آن نکلتی ہے	
	بے طرح چبھی جی مین لے داغ پلک اُسکی
یہ پھانس کوئی دل سے نادان نکلتی ہے	

یہ موقع شعر شاعری کا نہ تھا مگر اِسوقت اُن دونون کی کافر صورتین یاد آگئین دوسرے ایسے موقعہ پر گھبرانا اور انتہا سے زیادہ پریشان ہونا ٹھیک نہین ہے۔ تدبیر سے کام لینا چاہیئے تار کے ذریعہ سے خبر برابر بھیجا رہونگا مگر اشارے لکھونگا جس تار مین میرا نام ہو اُسکو اچھی خبر سمجھنا اور جس مین شوکت کا فرضی نام ہو اُسکو خبر بد سمجھنا۔

آغا صاحب اور ہمارے دوست مہاراجلی کو کہنا کہ گھبرائین نہین۔ چھٹن صاحب خوب بچگئے خوش قسمت آدمی ہین۔

خاکسار نواب رونق جنگ از لکھنؤ مورخہ

یہ خط پڑھتے ہی نواب صاحب کے ہاتھ پانون پھول گئے خرمستیان سب بھول گئے مہاراج بلی کا جسم تھر تھر کانپنے لگا آغا محمد اطہر کا چہرہ زرد ہوگیا۔ چھٹن صاحب سکتے کے عالم مین۔ اختر مثل تصویر خاموش۔ مسخرہ افسردہ دل حمن کے ہاتھ پانون سرد ہوگئے۔ جلو نے آہستہ آہستہ کچھ دعا پڑھنی شروع کی گھر بھر مین ماتم۔ نازو اور مغلانی پردے کے پاس سے خط کا مضمون سُن رہی تھین۔ گو مغلانی نے لاکھ لاکھ سمجھایا کہ قمرن سے ابھی نہ کہیے مگر نازو نے کہ خود ناکردہ کار تھی سب رو رو کر کہ سنایا معشوقہ نسرین بدن بی قمرن نے جو یہ خبر وحشت اثر سنی تو معاً چہرہ زرد ہوگیا۔ دل سرد ہوگیا۔ رنگ رو باختہ رخسار رعنا کی وہ رعنائی نہ رہی۔ عشوے مین وہ کج ادائی نہ رہی اور ایک منٹ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ غشی کی حالت طاری ہوگئی۔ فوراً لخلخہ بنوایا اور سُنگھایا گیا جب ہوش آیا تو ہاتھ پاؤن یخ کے سے سرد

تھوڑی ہی دیر مین لرزہ آگیا پلنگ پر لٹایا۔ لحاف اُڑھایا۔ اُسپر رضائی ڈالی۔ اُسپر دوشالہ اُسپر طوس۔ مگر یا بت سردی کے اِسطرح کانپ رہی تھی جیسے کسی شخص کو برفستان مین اپنے وقت برہنہ کر کے چھوڑ دو تپ ہوا سے سرد زند زور بڑھتی ادھ مغلانی پلنگ پر ایک جانب بیٹھی ادھر ہی دوسری جانب۔ نازو بیچاری سکتے کے عالم مین کھڑی تھی اس خیال مین محو اور غرق کہ یا اللہ اب کیا ہوتا ہے۔ اب مشکلین کسی جائینگی۔ جلخانہ ہوگا۔ وہان چکی پیسنی پڑیگی مرد بھی بہت سے ہونگے۔ بیعزت کرینگے بے آبرو کرینگے۔ اور جب قید سے چھوٹ کے آئینگے تو جدھر جائینگے اُدھر انگلیان اُٹھینگی کہ یہ ہی ہین جو قید خانے مین تھین۔ میان کو چھوڑ کے بھاگ گئی تھین۔ کوئی کہیگا موئی بیسوائین ہین۔ لو بچ ایسی کسی کی بہو بیٹی ہو۔ کوئی پاس کھڑا نہ ہونے دیگا۔ رئیسون کے ہان جانے نہ پائین گے۔ بڑا فضیحتا ہوگا۔ ذلت و رسوائی ہوگی۔ اس سے تو اگر زمین پھٹ جائے اور ہم اُسمین دھنس جائین تو ہم خوش ہمارا خدا خوش کسی کو اب ہم کیا منھ دکھائین گے۔ یا اللہ پہاڑ ہم پر پھٹ پڑے اور ہم اُسکے تلے کچل جائین اب نہ ہم کسی کو دیکھین اور نہ کوئی اور ہم کو دیکھ سکے وہ بڑی بڑی گھڑی تھی جب ہماری بدبختی ہمکو یہان لائی تھی اس کڑا مونڈی کاٹے پر آسمان بھی نہین پھٹ پڑا اُسکو سیفیے نے بھی چٹ نہ کیا۔ اُس موئے کا جنازہ نکلے تو کیسی عید ہو جائے۔

ان خیالات جگر خراش مین جن سے انسان کا سینہ پاش پاش ہو جاتا ہے نازو بیچاری جسنے کبھی بیشتر کوئی ایسا صدمہ نہین اُٹھایا تھا اِسقدر غرق اور محو تھی کہ قمرن کی بیماری اور تیمارداری سے بالکل غافل ہو گئی تھی مغلانی کہ پختہ مغز اور تجربہ کار عورت تھی نشیب و فراز زمانہ دیدہ سرد و گرم جہان چشیدہ ادھر قمرن کی تسلی بھی کرتی جاتی تھی اور اُدھر نازو کی حالت زار اور از خود رفتگی و انتشار سے بھی غافل نہ تھی۔ جب اُسنے دیکھا کہ نازو خیالات پریشان مین غرق ہے تو زور سے کہا اے حضور ادھر آئیے۔ بہن کو ذری تشفی دیجے سمجھائیے خدا کے واسطے دیکھیے وہی گاڑھے وقت کام آتا ہے ذرا دلکو مضبوط رکھیے۔ نہین تو سب کے ہاتھ پاؤن پھول جائین گے۔ اور بھی دوہرا ازحال مصیبت کا سامنا ہوگا) نازو نے جو قمرن کی یہ حالت دیکھی تو اس خیال پریشان سے گویا چونک پڑی۔

نواب صاحب ادھر تو اپنی ذلت کے خیال سے پریشان حال تھے اُدھر قمرن کی سخت بیماری اور انتشار طبیعت اور جوڑی اور تمام جسم کی کپکپی دیکھکر اور بھی سراسیمگی کی حالت مین تھے کبھی قمرن کی تشفی کرتے تھے کبھی مغلانی کی خوشامد کہ بی مغلانی ہماری مدد کا یہی وقت ہے۔ کبھی آبدیدہ ہو جاتے تھے کبھی نازو کیطرف نظر حسرت ڈالکر ٹھنڈی سانسین

بھرتے اور وہ انکو دیکھکر آٹھ آٹھ آنسو روتی
تھی۔ مصاحب سب بدحواس و سراسیمہ۔ آغا کی
پریشانی سے خود سخت پریشان تھے۔ اور یہ
بد دعا کہ جناب باری سرکار پر رحم کرے اور یہ
بُری گھڑی پھر خدا نہ دکھلائے اس وقت ہم
لوگوں کے دلوں پر جو گذرتی ہے اسکا حال خدا ہی
جانتا ہے۔ مگر رہے۔

دکھ پوچھ نہیں کہ بانٹ لیجیے

خدا مسبب الاسباب ہے۔
مہراج بلی گو خود بدحواس تھے کہ نالش
کے پھیر میں ہم بھی دھر لیے جائینگے اور تمام
عمر کی کمائی اور باپ دادا کی جمع اس مقدمے
میں اہلکاروں اور وکیلوں اور پولیس والوں کی
نذر ہوگی مگر نواب صاحب اور کل اہل جلسہ
کی بدحواسی اور سراسیمگی دیکھکر انھوں نے
خدمتگار بھیجکر بیرسٹر کو بلوایا۔ انکو سب سے
زیادہ یہ خیال تھا کہ روپیہ خرچ کرنا پڑے گا
چمڑی جائے مگر دمڑی نجائے۔ سب سے زیادہ
افسوس اسی کا تھا کہ سرمایہ اندوختہ سے
ایک رقم نکل جائیگی ایک دفعہ سوچے کہ روپوش
ہو جاؤ اور کل جائداد اپنی بیوی کے نام لکھدو
اور جب بلا دور ہو جائے تو پھر نازو کو بلالو
اور مزے سے رہو۔ اور لوگ تو سب اپنے
اپنے خیالات میں غرق تھے کہ خدا نواب صاحب
کی عزت بچائے۔ بیگم صاحب کی آبرو پر حرف نہ
آنے پائے۔ ہم سب قید سے بچیں۔ کہیں یہ
مصیبت دور ہو۔ مگر منشی مہراج بلی صاحب اسی

فکر میں تھے کہ کسی ترکیب سے روپیہ بچے۔ جب
ان سب کا اس بدحواسی میں یہ حال تھا بیرسٹر صاحب
بھی تشریف لائے خدمتگار نے فوراً عرض کیا
خداوند بالسٹر صاحب آتے ہیں۔ نواب صاحب
نے جو انکا چہرہ خیال کیا تو انھوں نے
دیکھا چہرہ بالکل اترا ہوا ہے۔ اور بہت ہی گھبرا
ہوئے ہیں۔

نواب۔ بھائی اب کیا ہوگا۔ بڑا ہی غضب ہو گیا

بیرسٹر۔ کیوں کیوں خیر باشد۔

نواب۔ اب زہر کھا لینے کے سوا اور کوئی چارہ
نہیں ہے۔

بیرسٹر۔ خدا خیر کرے۔ کیا کوئی خون ہو گیا ہے۔

آغا۔ آئیے اندر آکے بیٹھیے تو عرض کروں۔

حسن۔ حضور خدا ہی بچائے تو بچیں ورنہ اب
کوئی چارہ نہیں ہے۔ بہت برے دھر لیے گئے

نواب۔ ہوش ٹھکانے نہیں ہیں۔ ہمارے تو
ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں کیا اللہ اب
کیا ہوگا۔

کوٹھی کے احاطے میں کرسیاں بچھی تھیں
وہیں بیرسٹر نے نواب محمد عسکری اور آغا صاحب
اور حسن کو بٹھایا۔ کہ اتنے میں دو ایک خدمتگار
اور باورچی اور نواب جھٹن صاحب بیرسٹر کا
نام سنکر دوڑے آئے۔ اور سب نے ایکدم سے
بکمال بدحواسی اپنی اپنی ہانک لگائی۔ کہرام سا
مچا ہوا تھا اور ایک حشر بپا تھا۔

بیرسٹر۔ بھئی تم لوگوں کے تو ہاتھ پاؤں پھول
گئے ہیں آخر بات کیا ہے ایک ایک آدمی

بولو۔ سب کے سب ایک دم سے بول رہے ہو
یہ ہڑ بونگ مچا دیا۔
نواب۔ بھائی ہمارے تو ہوش ٹھکانے نہیں ہیں
ہائے غضب۔
آغا۔ جناب اس میں تو سات برس کی قید
ہم سب کو پڑی ہوئی ہے اس سے ہم کانپ
اٹھے ہیں۔
ممن۔ اور جرمانہ بھی نہیں۔ قید ہی قید
بیرسٹر۔ سچی تم لوگ واقعی اپنے ہوش میں
نہیں ہو۔ سات برس کی قید کیسی اور یا تو
کیسا۔ وہ جرم کیا ہے۔ یہ کچھ بتاؤ ہو کہ
آفت کیا آئی ہے۔
چھٹن۔ آج نواب رونق جنگ بہادر کا
آدمی آیا ہے اور لکھنؤ سے ایک خط لایا ہے۔
اسمیں لکھا ہے کہ قمرن کے شوہر کدرا نے
کوتوالی میں رپٹ لکھائی ہے کہ نواب عسکری
اس شخص کی منکوحہ جورو کو بہ اعانت
بیگم صاحب و آغا محمد اطہر و منشی معراج علی
بھگا لے گئے اور بہ نیت حرام اس تیرہ برس
کی منکوحہ عورت کو پہلے لکھنؤ میں رکھا اور
پھر کوہ نینی تال پر لے گئے۔ اور انھون نے
یہ بھی لکھا ہے کہ معاملہ سنگین ہے۔ اس جرم
مین سات برس کی قید بامشقت ہے۔
راوی۔ نواب چھٹن صاحب ہنوز اپنا بیان
ختم نہ کرنے پائے تھے کہ قید بامشقت کا
لفظ سنکر محمد عسکری کی آنکھون سے بے اختیار
آنسو نکل پڑے اور اپنے آقا سے والا تبار کو
روتے ہوئے دیکھا کل خدام و حاضرین موجود
نے دھاڑیں مار مار کر رونا شروع کیا اور پھر ایک
کہرام مچ گیا۔
بیرسٹر نے ایک مرتبہ ذرا آواز بلند سے سب کو
ڈپٹ دیا کہ بابا ٹھہرو دو بھی۔ یہ کیا عورتون
کی طرح رونے دھونے سے کیا ہوگا۔ اسکے
دفع دخل کی فکر کرنی چاہیے۔ اس گریہ و بکا
سے بجز اس کے کہ اور پریشانی بڑھے کوئی فائدہ
نظر نہیں آتا۔
آغا۔ تو سات برس قید سخت بامشقت کا جرم ہے
اور ہم سب دھر لیے جائینگے۔
ممن۔ حضور لکھا ہے کہ کل پولیس سے گرفتاری
کا وارنٹ جاری ہوگا۔ اور بڑی بری ہوگی
بیرسٹر۔ گھبرائیے نہیں۔ سات برس قید کیسی
اس جرم کی تین دفعہ ہیں ۳۶۳۔ اور ۴۹۸
اور ۴۹۷ پہلی دفعہ تو عائد نہیں ہوسکتی
کیونکہ قمرن کی عمر چودہ برس سے زائد ہے سترہ
اٹھارہ برس کا سن ہے۔ ہاں دفعہ ۴۹۷ اور ۴۹۸
البتہ عائد ہوسکتی ہے۔
آغا۔ کیا سزا ہے۔
بیرسٹر۔ سزا تو تب ہو جب جرم ثابت ہو جائے
۴۹۷ مین ۵ برس کی میعاد ہے اور ۴۹۸ مین
۲ برس کی۔
نواب۔ کیا کم ہے۔
بیرسٹر۔ تو جب ثابت ہو جائے نہ۔ اور ثبوت کیا
دل لگی ہے۔
آغا۔ خالی جرمانے ہی پر ٹلے تو سمجھیں کہ۔ ع۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

بیرسٹر۔ مگر اس میں خالی جرمانہ بھی ہے۔ حاکم کی
رائے پر ہے۔
نواب۔ جرمانہ تو پچاس ہزار بھی ہو گیا ہے۔ مگر
قید کا نام سننے سے روح فنا ہوتی ہے۔
بیرسٹر۔ ایک بات اور بتا دیں آپ کو۔ اسمین
راضی نامہ بھی ہو سکتا ہے۔ کدرا کو دو چار ہزار
دیکے راضی کر دو۔
چھٹن۔ مگر نواب رونق جنگ لکھتے ہیں کہ
کوئی نواب صاحب کدرا کے شریک ہوئے ہیں
اور یہ سب اُنھیں کے کاٹتے بوئے ہوئے ہیں
آغا۔ اس ٹکلچے چھوٹے آدمی کو یہ باتیں کہاں سے
سوجھتیں کوئی ذات شریف ضرور اُس کے
شریک ہیں۔
نواب۔ کون صاحب ہیں۔ کوئی بڑا مفسدہ پرداز
معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا ایسا کون دشمن ہے۔
حمن۔ وہ تو جانتے ہیں ہیں خداوند۔ یا تو کوئی حضور کا
دشمن پیدا ہو گیا۔ یا کوئی قمرن کے چاہنے
والوں میں ہیں۔
بیرسٹر۔ ہاں ہیں وثیقیں ہیں۔ قمرن سے دریافت
کیجیے کہ رئیسوں میں انکے عاشق زار وہاں اور کون
بزرگوار تھے۔
آغا۔ ان سے کہیے اب صاف صاف بتا دیں
شرمائیں نہیں۔
چھٹن۔ آپ بھی آغا صاحب بعض اوقات
آنکھ بند کرکے باتیں کرتے ہیں۔ قمرن بیچاری
کا حال دیکھ چلے کہ غش آگیا اور اب جوڑی
میں کانپ رہی ہے۔ لاکھ لحاف اور دوشالا اور
دوشالہ اڑھایا مگر لرزہ نہیں جاتا۔ یہ موقع اُنسے
پوچھنے کا کون ہے۔
بیرسٹر۔ کیا! قمرن کو غش آگیا۔ ان سے صاف
صاف دفعتہً کہا کیوں۔ اب کیا حال ہے۔
نواب۔ محمد جعفر کے آتے ہی یہاں کہرام
مچگیا۔ سب بدحواس ہو گئے۔ قمرن بیچاری کی
بری حالت ہو گئی۔
حمن۔ اب تک کانپ رہی ہیں۔
آغا۔ نازو بیچاری کا چہرہ سفید ہو گیا ہے۔ جیسے
برسوں کا بیمار کوئی ہوتا ہے۔
بیرسٹر۔ چلیے وہیں چلکے بیٹھیں۔
یہاں سے سب حالی موالی کوٹھی کے
اندر گئے۔ بیرسٹر نے دیکھا کہ قمرن پلنگ پر
لیٹی ہوئی ہے اور اوپر سے کئی چیزیں اُڑھائی
گئی ہیں اور منلانی اور مہری پلنگ پر بیٹھی
ہوئی چاروں طرف سے لحاف وغیرہ کو دباتی
ہیں مگر قمرن برابر کانپتی جاتی ہے اور نازو اپنی
بہن کے سرہانے کے نیچے فرش پر بیٹھی چپکے
چپکے رو رہی ہے۔
نواب۔ کیا مصیبت کا وقت ہے۔ میں سوچتا
ہوں کہ قمرن کا تو یہ حال ہے۔ اسوقت نو دس
آدمی خدمت کو موجود ہیں تھوڑی دیر میں جب
گرفتار ہو جائینگی تو کیا ہوگا۔
بیرسٹر۔ ارے بھئی اول تو قمرن گرفتار نہیں
ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ ضمانت کا مقدمہ ہے
لاکھوں کی ضمانت ہماری ہو سکتی ہے۔ بدحواس

کیون ہوے جاتے ہو۔ مین تو موجود ہون مجھے بڑے بڑے تھانہ دار تانون جانتے ہین۔ ابھی تو بالفعل آج کچھ بھی نہین ہوسکتا۔ آج اگر وارنٹ لے کر تھانہ دار روانہ بھی ہوا ہوگا تو کل پہونچیگا۔ ریل اب دس بجے پہونچتی ہے۔ وہ کاٹھ گودام سے یہانتک اُڑکے تو آنہ جائیگا۔ اگر آج ہی چلا ہے تو کل کہین شام کو یہان پہونچیگا۔ اسوقت تو کوئی بدحواسی کی بات نہین ہے۔ سوچیے غور کیجیے کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ اور بدحواسی مین تو معاملہ اور بدتر ہوجائیگا۔

نواب۔ نازو جان۔ نازو۔ دیکھو بیرسٹر صاحب تمسے کیا پوچھتے ہین۔

نازو۔ (چونک کر) بندگی۔ کیون حضور اب ہمارا کیا حشر ہوگا۔

بیرسٹر۔ کچھ نہین جی۔ گھبراؤ نہین۔

نازو۔ حضور کوئی وکیل کردیجیے۔

آغا۔ وکیل! اور سنو۔ اے خدائی بھر کے وکیلونکے تو یہ وکیل ہین۔ بیرسٹرایٹ لا۔ اِنسے بڑھ کے وکیل اور کون ہوگا جن کی چار پانچ ہزار روپیے ماہواری کی آمدنی ہے۔

نواب۔ یہ بھی ہماری خوش نصیبی ہے کہ بیرسٹر صاحب یہان اس وقت موجود ہین ورنہ بڑی مصیبت پڑتی۔

چھٹن۔ معاذ اللہ! مصیبت سی مصیبت!!!

اختر۔ حق تعالیٰ اپنا رحم و فضل کرے۔

نازو۔ (بیرسٹر کے قدمون پر گر کر) حضور اوپر ہمارا اللہ ہے اور نیچے آپ۔

بیرسٹر۔ ہان! ہان! یہ کیا غضب کرتی ہو۔

نازو۔ اب اس وقت آپ ہی کا بھروسہ ہے سرکار۔

بیرسٹر۔ یہان سے تا بہ لندن لڑوانگا۔ جان حاضر ہے۔

نواب۔ بڑی تشفی ہوئی آپ کے آنے سے۔

آغا۔ جلالیا صاحب۔

نواب۔ مین سمجھا تھا کہ بس اب وارنٹ آیا اور پولیس والون نے گرفتار کیا اور قمرن تم پہر کیلیے چھٹین اور ہم قید ہوے۔

بیرسٹر۔ نا صاحب۔ ابھی کل شام تک آپ بےفکر رہین۔

نازو۔ اور اُسکے باز وان (بعدازان)۔ قید۔

بیرسٹر۔ تم اور قمرن قید نہین ہوسکتین۔

یہ فقرہ سنکر قمرن ذرا کلبلائی۔ اور کانپتے ہوے لحاف اور دو قناتے اور طوس کے اندر سے بہت آہستہ سے پوچھا بی مغلانی یہ کون بولتا ہے۔ اُسپر کل حاضرین کو عموماً اور محمد عسکری اور نازو کو خصوصاً دلی خوشی حاصل ہوئی اور سب کے سب نے پلنگ کے پاس جاکر پوچھا کیا کہتی ہو قمرن جان۔

مغلانی۔ بہت رسان سے کچھ بولی تھین۔

نازو۔ (سر کے پاس جاکر) بہن قمرن کیا کہتی ہو۔

قمرن۔ (بہت آہستہ سے) یہ کون بولتا تھا۔

نازو۔ پوچھتی ہین کون بولتا تھا۔

مغلانی۔ اے حضور ہمارے سرکار سرہانے کھڑے پوچھتے ہین کہ اب طبیعت کیسی ہے۔ جواب دیتیں

قمرن۔ ذری پاس بلاؤ۔

نواب صاحب نے فرش پر بیٹھکر سرہانے سے طوس اور دو شالہ ہٹایا اور تھوڑا سا لحاف الٹ کر کان قریب لیجا کے کہا (یا علی آپ [illegible])

قمرن۔ (بہت آہستہ سے) اب رونا بھی نہیں آتا۔

نواب۔ گھبراؤ نہیں قمرن جان۔ روئیں تمھارے دشمن۔

قمرن۔ نہیں اب رونے تک کی بھی طاقت نہیں رہی۔ اب کیا ہوگا جی۔ قید ہو جائیں گے (رو رو کر) نواب یہ کیا ہو گیا۔

نواب۔ بیرسٹر صاحب کچھ کہتے ہیں۔

بیرسٹر۔ (قریب جاکر) بی قمرن جان۔ مزاج کیسا ہے۔

قمرن۔ سرکار کچھ نہ پوچھیے۔ اب تو اللہ کرے آنکھ موند لیں۔ بس حضور ہی لوگوں کا سہارا ہے (آبدیدہ ہوکر) ہمکو بن دام کی لونڈی سمجھیے۔ قید خانے میں (رو کر) کبھی کبھی خبر لیا کیجیےگا (بہت روئی)

بیرسٹر۔ آپ کو اگر قید ہو تو ہم بیرسٹری کا پیشہ چھوڑ دیں۔

قمرن۔ تم سلامت رہو۔ اللہ تمھیں اسکا اجر دے باجی جان یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہائے سرکار۔

نازو۔ بہن گھبراؤ مت۔ یہ سچ کہتے ہیں۔ دم لیتے ہیں اپنا۔

قمرن۔ قسم تو کھائیں۔

بیرسٹر۔ خدا کی قسم کھا کے کہتا ہوں کہ آپ کو اور نازو جان کو قید نہ ہوگی۔ اگر آپ دونوں میں سے کسی کو قید ہو تو ہم کو پاجی اور چمار سمجھیے گا۔

قمرن۔ اور نواب؟

بیرسٹر۔ اب تم انھیں کے دل کے [illegible] باتیں کرو تو ہم صاف صاف بتا دیں۔ قسم کھا کے کہتا ہوں کہ تمھارا بال تک بیکا نہ ہوگا۔

نواب۔ قمرن جان ذرا کلہ ڈھارس دو۔

نازو۔ قمرن ذرا دل کو مضبوط رکھو پیاری۔

قمرن۔ (گردن تکیے سے اٹھا کے) میں بیٹھنا چاہتی ہوں۔

مغلانی نے فوراً گول تکیہ پیچھے لگا دیا اور اسکے پیچھے ایک اور تکیہ رکھا اور سب کے پیچھے خود جا کے بیٹھی تاکہ قمرن سہارے سے بیٹھیں اور ایک جانب مہری کو بٹھایا۔

قمرن۔ (آہستہ آہستہ) یا اللہ اب کیا ہوتا ہے

بیرسٹر۔ خدا گواہ ہے کہ تم قید ہوگی نہ نازو۔

قمرن۔ بڑی ڈھارس ہوگئی حضور

نازو۔ اور نواب صاحب؟

بیرسٹر۔ ان پر اگر قصور ثابت ہوگیا تو قید یا جرمانہ۔ مگر یقین تو ہے کہ جرمانہ ہی ہو۔

قمرن۔ (روتے ہوئے) ہے ہے پھر یہ تو کچھ نہوا۔ ہماری ہر طرح خرابی ہے۔ حضور کوئی ترکیب نکالیے۔ میں لونڈی ہو جاؤں عمر بھر لونڈی بنی رہوں۔

بیرسٹر۔ تم پھر روئیں۔ بس اب میں نہ بولونگا۔

قمرن - اے حضور دل روتا ہے کہ ان تک خفیفا کر دوں۔

بیرسٹر - ہم تمہاری ادا کو بھی کیا لیں گے۔

نازو - کیا بیرسٹر کی جٹ پٹ باتیں ایسی [illegible]

بیرسٹر - تم یہ بتاؤ کہ اگر نواب بھی بال بال بچ جائیں تو کیا انعام دو گی۔

نازو - اے حضور بھلا ہم اس قابل ہیں۔

قمرن - باجی کو آپ کے سپرد کر دیں گے (مسکرائیں) بس۔

راوی - اتنی دیر کے بعد قمرن کو مسکراتے ہوئے دیکھکر نواب کی باچھیں کھل گئیں نازو کا جی خوش ہو گیا۔ حفاظ کی اللہ اللہ کرنے ہی [illegible] رہیں۔ مہری نے کہا آمین الٰہی۔ کل حاضرین جلسہ خوش ہو گئے کہ قمرن ایسی معشوق کی ادائیں بھی کیا کرامات ہیں۔ ذرا آنسو بہائے تو گھر بھر میں ایک قسم کا کہرام مچ گیا اور ذرا زیر لب تبسم کیا تو گھر بھر کشت زعفران بن گیا۔

بیرسٹر - تو اپنی باجی جان کو ہمارے سپرد کر دیجئے گا۔

قمرن - بیشک۔ قول دیجئے۔

مہراج - ہمارے ساتھ اچھا سلوک کیا۔

راوی - اس پر بڑا قہقہہ پڑا۔ ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ کوٹھی پر ماتم کدہ کا دھوکا ہوتا تھا اور اب قہقہے پر قہقہے پڑ رہے ہیں۔

بیرسٹر - آپ کی باجی جان کو ہم نے قبول کیا۔

مسخرہ - ہم دیکھتے ہیں ایک مقدمہ اور دائر ہوا چاہتا ہے۔

آشنا - یہ مقدمہ کیسا آپ جیسے۔

نواب - کیسی آپکی۔

مہراج - سچ کہتا ہوں اب تو دفعہ [illegible] ہم واقف ہو گئے حسب دفعہ ۲۹۸ - ہم ایک بہت بڑی دارغ دینگے کہ نازو جان ازدواجہ منکوحہ کو بیرسٹر صاحب بدنیتی کے ساتھ لے بھاگے۔

مسخرہ - اور عمر دس ہی برس لکھواے گا۔ ان پر تو بیرسٹر قمرن پھر مسکرائیں۔ مگر اسکے مسکرانے سے بھی ضعف ظاہر ہوتا تھا اور کیوں نہ ہوتا۔ وہاں پان [illegible] کر سکیں۔ غش آ گیا۔ اسکے بعد جوڑی نے آنتیں تک ہلا دیں۔

نواب - بھائی صاحب پہلے نازو جان تو حامی بھر لیں۔

بیرسٹر - کہیے بی نازو جان صاحب۔ تمہارا حرج کیا ہے۔ مہراج علی بوڑھے آدمی۔ ہم جوان۔ تمہاری جوڑ کے۔

نازو - اے تمکو تو انعام سے مطلب ہے تا انعام ہم تجویز کر دینگے۔ وہ پری ہم عورت تجویز دیں کہ جواب نہیں رکھتی۔ ع۔

جواب ندارد کمند ہوا

مسخرہ - آپ ہی کے استاد کی کوئی چھوکری تجویز ہی حضور۔

منشی مہراج علی صاحب۔ کمند ہوا کا نام آ گیا۔

اس گند ہوا کے فقرے پر بڑا قہقہہ پڑا
یہانتک کہ گھر سے جن لوگون کو اب تک
بیرسٹر صاحب کی تقریر اور قمرن کی میٹھی میٹھی
باتون اور نازو کی شیرین بیانی اور مہراجبلی
کی دل لگی باتون اور مسخرے کی چھیڑ چھاڑ
سے واقفیت نہ تھی اور جو ابتک باہر بیٹھے
ہوئے سوچتے تھے کہ نواب صاحب بیچارے
مفت مین دھرے گئے انکو یہ قہقہہ سُنکر
سخت حیرت ہوئی کہ اول تو ایسی خبر بد سنی
کہ سنگین مقدمہ فوجداری ہی اور وارنٹ
جاری ہی دوسرے قمرن کی بیماری اور حالت
غشی طاری - بھلا یہ قہقہے کا کون
موقع ہے -

بیرسٹر - تو بی نازوجان صاحب آپ نہین
منظور کرتین -

قمرن - ہم انکی طرف سے حامی بھرتے ہین جی

نازو - تو بس وہ تو حامی بھرتی ہی ہین
ہین کیطرف سے -

نواب - اِسکی سند نہین ہی -

نازو - تو ہم اپنے منھ سے حامی بھرین -

قمرن - اور ہم جو کہتے ہین یہ کچھ ہوا ہی
نہین - نازوجان خود کہین تو سند ہی
دولھن کہین اپنے منھ سے بھی کہتی ہی -

بیرسٹر - بے دولھن کے قبول کے تو نکاح
ہو ہی نہین سکتا -

قمرن - تو نکاح کیوقت قبول دینگی -

نازو - ہم اپنی خالہ جان کی لڑکی کو تجویز دینگے

خنّا کو دیکھکے پھڑک جاؤ -

مسخرہ - تو یہ کہیے - ع -

این خانہ تمام آفتاب ست

اس مصرع نے لٹا دیا - پھر کیا تھا سب
لوٹن کبوتر بنے ہوئے تھے - آغا محمد اطہر اور
نواب محمد عسکری واقعی ہنستے ہنستے بیتاب
ہوگئے - مہراج بلی ہنسی کو ضبط کرتے ہین اور
ضبط نہین ہوسکتی نواب چھٹن صاحب دانتون
تلے انگلی دباتے ہین اور ضبط خندہ نہین کرسکتے
مگر قمرن اور نازو نہین سمجھین کہ یہ سب ہنسے
کس بات پر - ملانی تو صحبت یافتہ تھی ہی
صاف سمجھ گئی مگر مسکرا کے چپ ہو رہی -

نواب - خدا اچھا انگریز کو تندرست رکھے کہ ہم کو
خوش کر دیا - اور دو گھڑی ہنسا دیا - ع -

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

اختر - غنیمت ہی - یہ بھی سہارا غنیمت ہی -

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

مہراج - واللہ سچ کہتے ہین -

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہی

نازو - اچھا ہم راضی ہین - ہمارا کیا نقصان
ہی - مہراجبلی بوڑھو کو لیکے ہم کیا کرینگے - یہ ابھی
جوان گبھرو ہین اور گورے گورے گال - ہاتھ
پانون اچھے - لو ہم راضی ہوگئے مگر بالسٹر صاحب
خنّا کو دیکھو تو گھنٹون عش عش کرو - تصویر ہی تصویر
خیر صلاح سے لکھنؤ جانا ہوا تو دکھا دون گی

لوٹ ہو جاؤ گے۔
قمرن۔ ایسی آنکھین اور ایسی پتلی کمر تو دیکھی ہی نہین۔
بیرسٹر۔ کوئی لڑکا وڑکا ہے کہ نہین۔
قمرن۔ اے وہ ابھی خود لڑکا ہے۔
بیرسٹر۔ چوڑیان بیچتی ہوگی۔
نازو۔ ایک وثیقہ دار کے پاس نوکر ہے۔
مسخرہ۔ تو آپ کا مکان کا ہیکو چکلہ ہے۔
قمرن۔ در مونڈی کاٹے۔
نازو۔ تیرے ہان کی سب چکلہ مین بیٹھتی ہونگی۔
مسخرہ۔ جنا ایک وثیقہ دار کے پاس نوکر ہین وہ کون ہین۔ خالہ جان کی لڑکی۔ دلبر بھو بھی امان کی نواسی ہین۔ وہ ایک خانساماں کے گھر پڑ گئی ہین۔ چھٹن چچا زاد بہن ہین۔ انپر ایک جوہری کا لڑکا مرتا ہے سنتے سنتے کان پک گئے۔
قمرن۔ بہرا ہو جا تو ٹھیٹھیان پڑ جائین۔
نازو۔ اندھا ہو جا موئے۔
مسخرہ۔ منشی مہراج بلی دیکھو کیا کہتی ہین۔
مہراج۔ جس مسخرے کو کہتی ہین وہ سُنے۔
نازو۔ یا اللہ جو اسیطرح عمر کٹ جاتی جس طرح ابتک کٹی ہے تو کیا بات ہے۔ مگر جس طرح اسوقت خدا گاڑھے وقت آڑے آیا اسیطرح اب بھی مدد کو آئیگا۔ یہ کسکو امید تھی کہ اسوقت یہان ہم قہقہے لگاتے ہونگے۔
نواب۔ جو بیرسٹر صاحب نہ آئین تو ایک آدھ کی جان پر بھی بن آئے۔ اب کل تک ہنس بول

لین پھر خدا مالک ہے۔ جو اُسکی مرضی ہو۔
قمرن۔ نواب ایک بات صاف صاف بتادو۔ گڑبڑ تو ضرور ہے ہمپر تو ضرور آفت آئی ہے مگر اپنا بتادو کہ ہم تم ایک جگہ رہین گے یا الگ ہو جاینگے (آبدیدہ ہوکر) اور کسی پولیس والے کے ہتھے پڑینگے اور اُسکی گھڑکی اور جھڑکی سہنی پڑیگی یا سیدھے قید خانے بھیجے جائین گے۔
بیرسٹر۔ قمرن جان اگر تشویش کی کوئی بات ہوتی تو مین اسطرح غافل نہ رہتا۔ تمکو نواب صاحب سے کچھ دن علیحدہ تو ضرور رہنا پڑیگا۔ مگر اعزاز کے ساتھ پولیس والا اور کنارہ وہان پرندہ پر نہ ماریگا اور قید قید تم ابتک بیکار رٹے جاتی ہو۔ ہمنے قسم بھی کھائی اور تم باور نہین کرتین۔
نازو۔ تو پھر اب بندوبست کردو۔ جب دوڑ آجائیگی تب پھر کیا ہوگا۔
بیرسٹر۔ ہم نے کل امور پر غور کر لیا ہے بھائی صاحب اب آپ ایک کام کیجیے۔ اپنے دوست کو بلوائیے جنکی یہ کوٹھی ہے وہ یارباش آدمی ہے۔ اُس سے بڑا مطلب نکلے گا۔ اُن سے ایک مکان لیجیے۔ اور نازو جان اور قمرن اور مغلانی اور کل خادمہ اور اُنکے ساتھ کی لٹ بہر کو وہان بھیج دیجیے اور آپ مزے سے دندنائیے۔ آغا صاحب کو یا ممن کو دو چار اپنے سپاہیون کے ساتھ اُسی مکان مین رکھیے۔ اور ایک آدمی لکھنؤ ابھی بھیجیے کہ نواب رونق جنگ فوراً تار دیدین کہ آج انسپکٹر روانہ نینی تال ہوا۔ صاف صاف نہ لکھین کچھ علامتین بتادینگے ہم۔ اور ایک

آدمی کاٹھ گودام پر تعینات کیجیے کہ ذرا پولیس
والے کی ٹوہ ہو اور فوراً گھوڑا پھینکتا ہوا
دوڑ آئے اور وہین سے تار دیدے کہ بڑا
موٹا شکار لاتا ہون۔ شکار ملگیا۔ انسپکٹر
یہان کے اہالیان پولیس سے ملکر فوراً آپکی
کوٹھی پر آئیگا آپ مزے سے بیٹھے رہیے گا
کیسی قمرن۔ کہان کی نازو۔ دینا نہیں۔ پھر
وہ اِدھر اُدھر تحقیقات کرکے اپنا سا منھ لیکر
چلا جائیگا۔ دن مین یا رات مین چپکے سے
ایک دن قمرن اور نازو کو جاکے دیکھ آیا
کرنا۔ اس سے بہتر تدبیر اور کیا ہوگی تم خاموش
ہی بیٹھے رہو۔ ہم بھگت لین گے مگر اس
رئیس کی مدد کے بغیر کچھ نہوگا۔ اِنکے ذریعے
سے یہان کے پولیس والون کو بھی گانٹھ لو

نازو۔ صلاح تو اچھی دی ہے۔

قمرن۔ اور جو اُن کو ہمارے مکان کا سراغ
ملجائے تو کیا ہو۔

بیرسٹر۔ کچھ بھی نہو۔ اول تو سراغ ملیگا کیونکر
اور ملے بھی تو کیا ہوگا۔ اب بہت وہم نکرو۔

نواب۔ ممن جاکے سیٹھ جی کو ہماری طرف
سے سلام دو اور کہو کہ ہم کو آپ سے ایک
بڑا ضروری کام ہے۔ اگر فرصت ہو تو تکلیف
کرکے تشریف لائیے ورنہ بندہ خود حاضر ہو۔ مگر
بڑی عجلت کا کام ہے۔

ممن۔ ابھی روانہ ہوا حضور۔

بیرسٹر۔ اب ایک بات ہے نواب صاحب
اُن سے سب اُمور پوست کندہ کہنے پڑینگے

چھپانا نہیں۔

آغا۔ ہان ہان اب چھپانے کا موقع نہین ہے
اور وہ تو خود یار باش رئیس ہے اُس دن دس
طائفون کا ناچ دکھا دیا ایک مرتبہ یا لون بالو۔
مین فوراً جو وہ طائفے بلوا لیے رات بھر
دھا چوکڑی مچی۔

قمرن۔ بارسٹر صاحب کی اس صلاح سے
ہماری جان مین جان آئی ہے مین سوچتی
ہون یا اللہ جو یہ نہوتے تو ہم کیا کرتے۔ مین تو
ادھ موئی ہی ہو جاتی۔

بیرسٹر۔ یہ احسان یاد رکھیے گا۔ وہ انعام ہمکو
دینا ہوگا۔

مہراج۔ جی۔ منھ دھو رکھیے۔

قمرن۔ اجی تم ہم سے لینا۔

مہراج۔ ہان حسنا کو انکے حوالے کردو۔

بیرسٹر۔ حسنا وسنا مین نہین جانتا۔ مین تو
نازو کو انعام مین لون گا۔ ہمارا اُنھین پر
دانت ہے۔

نازو۔ اجی ہم راضی ہمارا خدا راضی۔

مہراج۔ (دل لگی مین منھ بنا کر) جو مین جانتا
کہ تم ایسی ہرجائی ہو تو گھر سے نکال باہر کرتا
غضب خدا کا میان کے منھ پر صاف صاف
کہ رہی ہے کہ ہم پرائے مرد سے راضی ہین
نہوئی نوابی۔

نازو۔ اور جو مین جانتی کہ تو ایسا نکھٹو ہے۔
تجھے پال پلا کا بڑھا تو اپنی جوانی کھونے کو تیرے
پلے نہ بندھتی ہمکو یہ لونڈا (بیرسٹر کیطرف اشارہ

کرکے)پسند ہی۔

اسپر لوگون نے بڑا قہقہہ لگایا مگر مذاقی کہ بڑی ہی تجربہ کار عورت تھی سوچی کہ وقت بھی کیا شئے ہی۔ خدا نہ کرے کہ کسی پر وقت پڑے۔

یہ وہی نازو ہین جو اُسوقت بیرسٹر کے قدمون پہ گر پڑی تھین اور حضور اور سرکار کہتی تھین اور وہی نازو اب اسی بیرسٹر کو لونڈا بناتی ہین۔ پہلے تو یہ خوف ہوا تھا کہ اب دونون بہنین قید ہو جائینگی۔ ہاتھ پانون بھول گئے اب جو یقین کامل ہو گیا کہ قید نہو گی تو ذرا تشفی ہوئی اور بیرسٹر کی صلاح سے اور بھی تسلی ہو گئی۔

مہراج۔ یہ تو سب ہوا۔ اب یہ فرمایئے کہ اس مقدمے مین صرف کے تو ہو نگے۔ بڑا خیال تو یہ ہی۔

نازو۔ اے دُر موئی کاٹے موئے کنجوس۔

قمرن۔ چمڑی جائے دمڑی نجائے۔

نواب۔ ایسے کنجوس پر لعنت خدا۔

چھٹن۔ یہ کنجوس ہندن کہلاتے یہ بد بخت بد نصیب لوگ ہین۔

قمرن۔ یہان تو جان پر بنی ہوئی ہی انکو اسی کی فکر پڑی ہی کہ کے تو خرچ ہونگے۔

آغا۔ وہ پچاس ہزار خرچ ہون تو کیا بات ہی۔

مہراج۔ تو بندہ تو غریب آدمی ہی۔

نواب۔ واللہ ہی آغا صاحب ایک لاکھ تو اسکے پاس نقدی ہی اور تین چار سو روپیے ماہواری کی گانون کی آمدنی ہی اور سود

الگ اور باغ اور دوکانون اور کوٹھیون کا کرایہ غلے کی تجارت الگ کرتا ہی تیل الگ بیچتا ہی مگر صبح کو دال ماش اور روٹی اور شام کو پوری ترکاری بس۔

دال ادہر کی بے نمک پھیکی
جسمین خوشبو ذرا نہ تھی گھی کی

آغا۔ دنی ایسے ہی لوگون کو کہتے ہین۔

چھٹن۔ دنی سے بھی بدتر ہی۔

نازو۔ اسے بڑا مکھی چوس ہی۔

آغا۔ کیا فکر پیدا ہوئی ہی۔ گھبرے اڑاؤگے پرائی بہو بیٹی بھگا لاؤگے اور جب مصیبت پڑیگی تو آدھی خرچی نجائیگی۔

نازو۔ ہندو پھر ہندو ہی ہی۔

نواب۔ نہین صاحب انمین بھی بڑے بڑے رئیس ہوتے ہین ایک لالہ دلی چند ہین۔ ایک بریلی کے لالہ لچھمین نراین تھے۔ انکا سا البتہ نہین دیکھا جیسے مہراج بنی ہین۔

اتنے مین سیٹھ جی آئے۔ نازو پردے مین چلی گئین تو سیٹھ جی صاحب ڈرائنگ روم مین بلوائے گئے۔

نواب۔ سیٹھ جی صاحب مین نے تکلیف دی ہی اسوقت۔

سیٹھ۔ جی نہین تکلیف کیسی۔

گماشتہ۔ ہم لوگون کو یہ افسوس ہی کہ ہم حاضر نہین ہوسکے۔ حضور ہمارے مہمان ہین۔ اور کچھ نہین ہوسکتا تو خیر اتنا ہی سہی۔ جو حکم ہو بجا لائین

نواب۔ دیکھو جی عطر لاؤ اور لونڈے آؤ اور الائچی چکنی ڈلی منگواؤ۔ اچھی طرح بیٹھیے

سیٹھ۔ چکنی سپاری کا کچھ چورا ہم کو کسی مشہور دوکان سے منگوا دیجیے۔ ہم تو بے تکلف دوست ہین۔

نواب۔ واہ یہ آپ کیا فرماتے ہین۔ آپ کی بدولت جو آرام ہم نے پایا واللہ اسکا شکریہ ادا کرنا محال ہی۔ آپکو تکلیف دہی کا اسوقت یہ باعث ہی کہ مجھے تخلیے مین آپ سے ایک ضروری امر مین مشورہ لینا ہی۔ سیٹھ جی نے کہا بہت اچھا اور انکا گماشتہ اُٹھنے ہی کو تھا کہ نواب چھٹن صاحب نے اُسکا ہاتھ پکڑ لیا اور سیٹھ جی سے کہا کہ اگر یہ آپ کے معتمد ہون تو کیا مضائقہ ہی اُنھون نے اپنے گماشتے کی بڑی تعریف کی کہ (یہ ہمارے والد کے وقت کے ہین اور کل کاروبار ہماری کوٹھی کا انھین کے ہاتھون ہوتا ہی۔ کوئی راز ایسا نہین ہی جو انکو نہ معلوم ہو ان سے کوئی امر چھپا ہوا نہین ہی آپ جو کچھ تخلیے مین مجھ سے فرمائینگے مین انسے بے تامل کہدونگا اور یہ اُس راز کی مجھسے زیادہ قدر کرینگے۔ آپ میری ذمہ داری پر بے تکلف فرمائیے نواب چھٹن صاحب نے یون کہنا شروع کیا سیٹھ جی ہم لوگونکا یہان کوئی عزیز یا رشتہ دار تو ہی نہین جو کچھ ہین عزیز رشتہ دار بھائی بند۔ دوست سب آپ ہی ہین۔ یہ کہنا تو جھوٹی بات ہی کہ جب آپ ہمارے شہر مین آئینگے تو ہم آپکی خدمت مین حاضر رہینگے اور اس احسان کا معاوضہ کرین گے یہ تو سب چنین چنان ہی مگر ہمین شک نہین کہ اگر آپ کے اس پہاڑ پر کوئی مصیبت ہمپر پڑے تو سواے آپ کے اور کس سے مدد لین۔ فرمائیے۔

سیٹھ۔ کیون خیریت ہی۔ مصیبت کیسی۔

چھٹن۔ شرم آتی ہی کہتے ہوئے۔

سیٹھ (مسکرا کر) مین سمجھ گیا مگر وہ بات تو نواب صاحب کسیطرح ممکن نہین ہی۔ اور یون جان تک حاضر ہی۔

چھٹن۔ آپ میری درخواست سمجھے ہی نہین۔

سیٹھ۔ مین خوب سمجھا نواب صاحب۔ وہ بات محال ہی اور جو حکم ہو۔ چڑیا کا دودھ تک حاضر کردون۔ وجہ یہ ہی کہ یہان کی باترین مسلمان کے پاس نہین جاتین۔

نواب۔ این! کیا! معقول!!!

چھٹن۔ سٹھر کا دیا واللہ۔ اجی جناب کیسی باتر یہان آبرو پر بنی ہوئی ہی سیٹھ جی ہمارے دوست نواب محمد عسکری صاحب جو آپکے مہمان ہین انسے ایک خطا سرزد ہوگئی یعنی لکھنؤ مین ایک شخص انکے پاس ایک جوان خوبصورت عورت کو لایا کہ یہ بن بیاہی ہی اور اس کا کوئی والی وارث بھی نہین ہی اور محتاج بھی ہی۔ نوابصاحب نے جو اُسکو دیکھا تو ہزار جان سے عاشق زار ہوگئے اور جوان آدمی تو ہین ہی اُسکو نوکر رکھ لیا۔

سیٹھ۔ خوب کیا۔ ہم بھی یہی کرتے بلکہ ہم تو

پہاڑ پر اسکو لے آتے کسی کی بیاہتا نہین تو پھر کیا حرج ہی۔

چھٹن۔ (مسکراکر) لو عسکری یہ تو تمھاری جوڑ کے نکلے بھئی واللہ سچ کہتے ہو کہ ہم بھی یہی کرتے۔

نواب۔ جی خوش ہو گیا واللہ۔ ابتک تو ہمین معلوم ہی نہ تھا کہ آپ ایسے رنگین طبع آدمی ہین۔ بے تکلفی کے بغیر کیونکر معلوم ہو۔

سیٹھ۔ تو کیا اُس عورت کو آپ یہان بلوانا چاہتے ہین۔

چھٹن۔ ہان چاہتے تو ہین مگر اب یہ سنتے مین آیا کہ اُسکا شوہر بھی موجود ہی۔

سیٹھ۔ یہ روگ ہی۔ مگر کیا کسی بھلے مانس کی لڑکی ہی۔

چھٹن۔ اجی نہین۔ چوڑی والی ہی۔

سیٹھ۔ بلوا لیجیے۔

چھٹن۔ اور جو اُس کے میان نے وارنٹ جاری کرا دیا۔

سیٹھ۔ آپ بلوائین تو سہی۔

چھٹن۔ وہ یہان نینی تال مین موجود ہی۔

سیٹھ۔ پھر چین کیجیے۔ اور اگر کوئی خوف ہو تو ہم سے فرمائیے۔ ہم بندوبست کر دین گے ہمکو تو اپنا خادم سمجھیے جس امر کی ضرورت ہو فقط اشارہ بھر کافی ہی۔ مین حاضر کرونگا مجھسے تو کوئی امر آپ ہرگز نہ مخفی رکھین۔

چھٹن۔ جناب آپ سے مخفی رکھین کوئی بیوقوف ہین آپ کے بھروسے تو ہم یہان پڑے ہین۔ اصلیت یہ ہی کہ نواب صاحب تو اُسکو بے وارثی چھوکری سمجھے تھے اور ایسی حسین ہی کہ لاکھ دو لاکھ مین ایک۔ اسکو آپ مبالغہ نہ سمجھیے گا۔ واقعی ایسی صورت زیبا پائی ہی کہ ہم نے تو قبلہ آجتک نہین دیکھی اب سنتے ہین کہ اُسکا میان موجود ہی اور اُسنے تھانے پر جا کے رپٹ لکھوا دی اور وہان سے وارنٹ جاری ہوا ہی اب ہم یہ نہین چاہتے کہ آپ کی بدنامی ہو کہ آپکی کوٹھی مین ایسے بدمعاش لوگ آپ کے مہمان ہو کر ٹکے جنکے نام فوجداری کے ایسے سخت جرم مین وارنٹ آیا۔ تو اب التماس یہ ہی کہ کوئی کوٹھی یا مکان ایسا تجویز کر دیجیے جہان ہم اُس عورت کو چھپا دین انسپکٹر یہان آ کے تلاشی لے گا عورت کا پتا نہ ملیگا بس اپنا سا منھ لیکر چلا جائیگا ہم آپ کا یہ احسان تمام عمر نہ بھولینگے۔

سیٹھ۔ ایک مکان نہین دس۔ جان تک آپکے کام آئے تو حاضر ہو۔ مکان کی کیا حقیقت ہی ہی۔ مین ابھی ابھی اِسکا بندوبست کیے دیتا ہون۔ آپ مطمئن رہین (گماشتے کی طرف مخاطب ہو کر) اِس کا بندوبست فوراً کرنا چاہیے۔

گماشتہ۔ اب آپ نوابصاحب سے باتین کیجیے اور انھین کے پاس بیٹھیے۔ مین دو گھنٹے بعد آؤنگا اور سواریان یہان سے اپنے ساتھ لیجاؤنگا دو گھنٹے کے اندر ہی اندر سب بندوبست ہو جائیگا۔

چھٹن۔ ایسے ہی کارندون پر تو آقا اپنی

جان تک قربان کر دیتے ہین - اسوقت جی بہت خوش ہوا -

نواب - سیٹھ جی آپ اس بارے مین بھی بڑے خوش نصیب ہین ایسے کارندے قسمتوں سے ملتے ہین -

چھٹن - اورنگ زیب کو اگر ایسا کارندہ ملتا تو اپنا وزیر مقرر کرتے - جی خوش ہو گیا -

گماشتہ فوراً رخصت ہوا اور ادھر نوابصاحب نے سیٹھ جی اور انکے کارندے کی بڑی دیر تک تعریفین کین - اور بار بار سیٹھ جی کے احسانات بیحد کا شکریہ ادا کیا -

سیٹھ - تو اب تھانہ دار لکھنؤ سے وارنٹ آپ کے نام لائیگا اور وہ کوٹھی مین تلاشی لیگا اور یہان پہلے ہی سے فکر ہو گئی ہو گی -

چھٹن - جی ہان بس بات اس مین اتنی ہی ہے کہ ان عورتون کو وہ یہان نہ پائے - جرم سارا اتنا ہی ہے

سیٹھ - اور ہمکو صورت تک نہ دکھائی -

نواب - آپ سے کوئی تکلف نہین ہے -

چھٹن - حسین علی - ذرا بی نازو جان کو بلا لانا -

سیٹھ - آپ کے لکھنؤ کے نام غضب کے ہوتے ہین -

نواب (مسکرا کر) آپ کے یہان کی صورتین کیا بری ہوتی ہین -

سیٹھ - اب لکھنؤ کی صورتین دیکھین تو مقابلہ ہو سکے -

نواب - دیکھیے دیکھیے اب تو آپ سے بے تکلفی ہی ہو گئی ہے -

اتنے مین بی نازو جان چھما چھم کرتی ہوئی بڑے ٹھسے سے اس ڈرائنگ مین جہان یہ سب بیٹھے تھے آئین - سیٹھ جی اس گل اندام زیبا خرام کو دیکھکر بہت خوش ہوئے -

سیٹھ - بھلا یہ بات یہان کہان -

چھٹن - حضرت آپ ان پر لٹو ہین اور ہم آپ کی پہاڑنون پر جان دیتے ہین - سچ تو یون ہے -

سیٹھ - یہ تو قاعدے کی بات ہے مگر حق یون ہے کہ یہ چال ڈھال یہ طرز خرام یہ رنگین ادائی یہان کے معشوق جانتے ہی نہین -

چھٹن - یہ صحیح فرماتے ہین آپ -

نواب - بھئی حضرت یا دولت حسن لیجیے یا یہ لیجیے -

سیٹھ - ہم کو یہ کیا معلوم تھا کہ آپ لوگ ایسے رنگین طبع ہین - نہین تو ہم نے آپ سے گہری چھنتی -

نواب - بھئی کیا جی خوش ہوا ہے ان کی ملاقات سے -

چھٹن - دو تین بار آپ کے ہان ناچ مین تو ذرا ذرا بے تکلفی ہونے لگی تھی - اور بس -

سیٹھ - خیر - اب اس بلا سے نجات پایئے تو سمجھا جائیگا یار زندہ صحبت باقی -

اس بات چیت مین دو گھنٹے گذر گئے اور کسی کو معلوم بھی نہوا - مگر گماشتہ اپنے وعدے پر حاضر ہوا - نوابصاحب نے چاہا کہ نازو

کو ہٹا دین مگر سیٹھ جی نے منع کیا اور کہا آنے دیجیے اس سے کیا پردہ ہی۔ کا رندہ کو ر آیا تو نوابصاحب نے بکمال اشتیاق کہا کہ کیسے کیا بندوبست ہوا ہی۔ اُسنے عرض کیا حضور (بندوبست ہوتا ہی کیا معنی) ایک اشارہ کافی تھا۔ اتنی دیر مین تو پلٹن بھر کا بندوبست ہو جاتے۔ ایک عورت کے رہنے کا بندوبست کرنا کون مشکل ہی۔ اسکے بعد سیٹھ جی کیطرف مخاطب ہو کر کہا (ایار پاٹے مین لال کوٹھی کے پاس والا بنگلہ تجویز ہوا ہی اور اُسمین سب سامان لیس ہی ایکطرف ہندوستانی ایک طرف انگریزی۔ اور ایک بہشتی اور اُسکی جورو اور دو خادمہ اور دو سپاہی اور دو چوکیدار مقرر کر دیے ہین۔ جسوقت جی چاہے اُسوقت یہان سے لے چلیے۔ نواب صاحب نے اُنکی مستعدی کی بڑی تعریف کی مگر نازو کیطرف جو دیکھا تو چہرہ اُداس پایا۔ معاً تاڑ گئے کہ انکے دل پر سخت صدمہ ہوا۔ اور خود اُنکا دل بھی بھر آیا کہ نازو اور قمرن کو اس چاہ اور عشق کے ساتھ اسقدر زر کثیر صرف کرکے لاے اور یہان اب اسدرجہ مجبور ہوگئے کہ وہ الگ رہین اور ہم الگ چھٹن صاحب نازو اور محمد عسکری دونون کے دلون کا حال سمجھ گئے اور یون سیٹھ جی سے ہمکلام ہوئے۔

چھٹن۔ ابھی اسوقت تو کچھ جلدی نہین ہی

سیٹھ۔ ہان اگر کل انسپکٹر پہونچیگا تو ابھی کیا جلدی ہی کل کوئی چار بجے تک فرصت ہی اور آتے کے ساتھی تو یہان دوڑا تا ہوا آ نہ جائے گا۔ کہین ٹھکیگا۔ کسی سے ملیگا۔ لوگونسے دریافت کرے گا۔ جب اس کوٹھی کا پتا لگائیگا تب تو آئیگا۔

گماشتہ۔ آج رات کو کوئی چار بجے تڑکے لے چلیے ایسی کیا جلدی ہی۔ اور اُسوقت کوئی دیکھیگا بھی نہین۔ آیندہ جو مرضی ہو۔ ایک دفعہ آپ یا اور کوئی صاحب چلکے دیکھ لین تو بہتر ہو جو کسر ہو نکالدی جائے۔

نواب۔ اجی نہین صاحب۔

چھٹن۔ سب لیس ہی ہوگا۔

نازو۔ کیا جانین کیا قسمتون مین بدا ہی۔

نواب۔ ہان حضور خوب یاد آیا سیٹھ جی صاحب ہم چاہتے ہین کہ ایک معتبر آدمی کاٹھ گودام مین بٹھا دیا جائے کہ اگر کوئی پولیس افسر ریل سے اُترے تو فوراً وہان سے تار بھیجدے۔

سیٹھ۔ اور جو وہ وردی نہ پہنے ہو۔

نواب۔ اگر ہوشیار آدمی ہوگا تو قطع وضع چال ڈھال سے سمجھ جائے گا۔ اور تار بھیجدے گا۔

سیٹھ۔ تار مین صاف صاف مطلب تو نہ لکھا جائے گا۔

نواب۔ جی نہین۔ دو تار یہان سے لکھدیے جائینگے۔ دونون آرفیٹ۔ اگر کسی پولس والے کو دیکھا تو فہوالمراد ایک تار بھیجدیا۔ اور اگر نہ دیکھا تو دوسرا تار بھیجدیا۔ ہم یہان سمجھ جائینگے۔

گماشتہ۔ تو ایک کام کیجیے۔ دو آدمی تو ہم اپنے بھیجتے ہین۔ اور ایک آدمی آپ اپنا بھیجئے تینوں ہوشیار آدمی ہون تو مطلب نکل آئے مگر اُن تینون کو روانہ کردیجیے۔ ریل پر ہمارا ایک آدمی نوکر ہے۔ اُس سے بھی مدد ملے گی۔

چھٹن۔ لے بھلا اس پہاڑ اور جنگل پر ہمین ایسی مدد کس سے ملتی۔ اس عنایت اور مستعدی سے کون پیش آتا کہ بات منھ سے نکلی نہین اور کل سرانجام ہوگیا۔

نواب۔ ع۔ شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو۔

گماشتہ۔ تو جیون رام اور بیچن خان کو مقرر کردیجیے اور ایک آدمی آپ تجویز دیجیے۔

نواب۔ ممن کو بھیجدو چھٹن صاحب۔

چھٹن۔ مین کہنے ہی کو تھا۔

گماشتے نے ممن کو ساتھ لیا اور نوابصاحب سے کل اُمور دریافت کرکے دو قسم کے تار لکھواکر اپنے پاس رکھے اور اسکیو کا نوٹ اور پچاس نقد لیکر چلے۔ گھر پر جاکر جیون رام اور بیچن خان کو حکم دیا کہ تیار ہوکر فوراً آؤ اور تینون کو روانہ کردیا۔

سیٹھ جی نواب صاحب سے رخصت ہوکر سیدھے تھانے پر پہونچے اور انسپکٹر سے صاف صاف کہدیا کہ ہمارے مہمان عالیشان اور دوست صادق نواب محمد عسکری صاحب کے نام منکوحہ عورت کے بھگا لانے کے جرم مین لکھنؤ سے وارنٹ گرفتاری لیکر کوئی افسر پولیس صبح شام آیا چاہتا ہے۔ آپکو ہمین مدد دینی ہوگی۔ وہ رئیس آدمی ہین اور بڑے عزت دار رئیس اعظم۔ اور ہمارے مہمان ہین۔ اگر یہان اُنکی بے آبروئی ہوئی تو آپ کا ذمہ۔ انسپکٹر نے کل اُمور دریافت کرکے کہا کہ اگر کوئی انسپکٹر یا سب انسپکٹر یا ہیڈ کانسٹبل آئیگا تو کپتان صاحب سے ضرور مشورہ کریگا اور ہمارے پاس ضرور ہی آئیگا اور ہمکو کل حال ضرور ہی معلوم ہوجائیگا۔ ہم فوراً آپکو اطلاع دینگے۔ مگر ایک کام کیجیے اگر نوابصاحب کسی کو سچ مچ بھگا لائے ہین تو اُس عورت کو نوابصاحب کی کوٹھی سے کسی اور مکان مین ٹھہرا دیجیے۔ بس کچھ بھی نہوگا۔ جب تلاشی مین کوئی عورت گھر مین نہ ملیگی تو نواب صاحب کو ہرگز ہرگز کوئی گرفتار نکرسکیگا مہمان کی مدد کرنا آپ پر فرض ہے مگر بندے نے آپکو دوستانہ صلاح دی ہے۔ کسی اور پر اس امر کا اظہار نہونے پائے۔ کیونکہ یہ میرے منصب کے خلاف ہے اور اگر کوئی دوسرا مجھسے اس قسم کی بات کہتا تو مجھے ناگوار گذرتا مگر آپ کے کام کے لیے دل وجان سے حاضر ہون جب کوئی بات معلوم ہوگی فوراً آدمی بھیجدونگا۔ کہ آپ ہوشیار رہین۔

سیٹھ جی نے کہا صرف اسیقدر عنایت کو بندہ کافی نہین سمجھتا مین آپ کو نوابصاحب کے پاس لیچلونگا اور آپکو اُنکی تشفی کرنی ہوگی انسپکٹر نے جواب دیا کہ عرض کیا نہ مین نے کہ آپ کے کام کے لیے بندہ دل وجان سے

حاضر ہے۔ جو فرمائیے بسر وچشم منظور۔ اور یہان پہاڑ پر شہر کے سے بدمعاش تو ہین نہین کہ فوراً گواہی دینے کو مستعد ہوجائین کہ انسپکٹر صاحب بھی اُن نواب کے ہان جاتے تھے آپ کی اگر یہی مرضی ہے تو بندہ حاضر ہے۔

سیٹھ جی اپنے دوست انسپکٹر صاحب کو لیکر اُسیوقت کوٹھی پر گئے اور آغا محمد طاہر صاحب سے کہا کہ ذرا نواب چھٹن صاحب کو اطلاع کردیجیے۔ سیٹھ جی کا نام سُنکر نواب محمد عسکری صاحب اور چھٹن صاحب دونون باہر نکل آئے اور ایک اجنبی کو دیکھکر خدمتگار کو اشارہ کیا کہ پردہ کروادو اور ان دونون کو گول کمرے یعنی ڈرائنگ روم مین لائے۔

سیٹھ۔ نواب صاحب سے ملیے جناب۔

انسپکٹر۔ (بغلگیر ہوکر) مزاج انور حضور کا۔

نواب۔ الحمد للہ۔ جناب کی تعریف کیجیے۔

سیٹھ۔ (کان مین) نینی تال کے پولیس انسپکٹر۔

نواب۔ (کسیقدر سہم کر) بجا ارشاد۔

سیٹھ۔ مین انکو لے آیا ہون کہ آپسے ان سے ملاقات ہوجائے۔ عجب خلیق آدمی ہین۔ پولیس مین تو ایسے افسر کہین پائیے ہی گا نہین۔ ذرا اظہار تحشم نہین۔ اور حکومت کا غرور تو چھو ہی نہین گیا ہے۔

نواب۔ ہم پر تو ایک مصیبت پڑی ہے جناب انسپکٹر صاحب۔

انسپکٹر۔ خدا آپکی مصیبت دور کرے۔ بڑا رنج ہوا واللہ مگر انشاء اللہ کچھ نہو گا۔

چھٹن۔ جب آپ ہی اپنی زبان مبارک سے ایسا فرماتے ہین تو پھر کیا ہوگا۔ سب اچھا ہی اچھا ہوگا۔

انسپکٹر۔ آپ کی تعریف کیجیے۔

نواب۔ آپ میرے بھائی ہین۔ نواب چھٹن صاحب بہادر آپ بھی لکھنؤ کے بڑے نامی رئیس ہین۔

انسپکٹر (مصافحہ کرکے) زہے نصیب کہ ایسے ایسے معزز رئیسون سے ملاقات ہوئی۔ حضور ہرگز نہ گھبرائین۔ جو حضور کا ذرا بھی بال بیکا ہو تو مجھے توپ دم کردیجیے مگر ہان اُن مسماۃ کو کسی اور مکان مین ٹھہرا دیجیے بس جو کوئی آئے گا پھٹپھٹا کے رہجائیگا۔

نواب۔ اب تو قبلہ ہمارے عزیز بزرگ مشورکار بھائی سب آپ لوگ ہین اور سیٹھ جی صاحب کی عنایتون کا تو ہم شکریہ ادا ہی نہین کرسکتے ہمسے یہ تھوڑا ہی ذکر کیا تھا کہ آپکے پاس جاتے ہین۔ مطلق نہین۔ ہم سے کہا ذرا مکان تک جاتا ہون اور ابھی ابھی واپس آتا ہون۔ وہان سے آپ کو ہماری تشفی کیلیے لے آئے۔

انسپکٹر۔ نوابصاحب یہ ایسے رئیس ہین کہ اپنی نظیر نہین رکھتے۔ بس اپنی آپ ہی نظیر ہین بڑی خوبیون کے آدمی ہین۔ اور جان نثار دوست۔ ایسے دوست کہان پائیے۔ جب کوئی آپکے ہان وارنٹ لیکر آئے تو آپ صاف

کہہ دیجیے گا کہ ہم کسی کو نہ بھگا لائے نہ لے بھاگے نہ اُڑا لیگئے اور نہ یہ ہماری وضع ہے۔ یہ کسی ہمارے دشمن کی سازش سے وارنٹ جاری کرایا گیا ہے۔ ہمکو اصلا خبر نہین کہ یہ کون عورت ہے اور کہان رہتی تھی۔ مکان حاضر ہے آپ ایک ایک کونے کو دیکھکر اپنی تشفی کر لیجیے۔ مگر جسنے ہمپر یہ تہمت لگائی ہے اُس سے ہم سمجھ لینگے۔ آپ تو اپنا فرض منصبی ادا کرنے آئے ہین۔ آپ بھی مجبور ہین۔

نواب۔ حقہ ملاحظہ فرمایئے۔ خاصدان لاؤ۔

چھٹن۔ آپ کی صلاح کے مطابق ہم لوگ کاربند ہون گے۔

نواب۔ خدا کرے اسوقت سیٹھ جی بھی یہین ہون۔

سیٹھ۔ اب کیا لے فیصلہ ہوئے کہین جا بھی سکتا ہون کھانا کھانے تو بیشک ضرور جایا کرون گا اور باقی تمام شب حاضر رہون گا۔ مجھے اب چین کہان۔

نواب۔ یہ تو ہماری بڑی خوش نصیبی ہے۔

چھٹن۔ خوش نصیبی سی خوش نصیبی۔

انسپکٹر۔ نواب۔ خاکسار رخصت ہوتا ہے۔

چھٹن صاحب نے کہا ذرا تامل فرمایئے کوتوال صاحب بندہ ابھی حاضر ہوتا ہے۔ یہ کہکر ڈرائنگ روم سے دوسرے کمرے مین گئے اور وہان سیٹھ جی کو بلایا۔

چھٹن۔ انکو کچھ دینا چاہیئے۔

سیٹھ۔ آپ کو اختیار ہے مگر لینے دینے والے تو یہ ہین نہین۔

چھٹن۔ دس اشرفیان نذر کیے دیتے ہین۔

سیٹھ۔ بہتر۔ کیا ہرج ہے۔

چھٹن صاحب نے نازو سے دس اشرفیان لین اور جب انسپکٹر صاحب محمد عسکری سے رخصت ہو کر اُس کمرے کے اندر سے چلے تو نواب چھٹن صاحب نے دس اشرفیان دیکر کہا (یہ آپکی دعوت ہے) انسپکٹر نے اشرفیان لیکر کہا (اسکی کیا ضرورت تھی حضور۔ ہمارے اور آپ کے درمیان مین ایسا تکلف نہ چاہیے۔

چھٹن۔ مسلمانون مین رد دعوت جیجنی دارد

انسپکٹر۔ خیر آپکا حکم۔ تو اب بندہ آپ سے بھی رخصت ہوتا ہے۔ آپ مطمئن رہین۔

انسپکٹر صاحب رخصت ہو گئے۔

انسپکٹر کے آنے اور تشفی دینے سے ان سب کی جان مین جان آئی نوابصاحب محظوظ۔ چھٹن صاحب خوش۔ آغا محمد اطہر شادان و فرحان۔ قمرن اور نازو کو بھی بڑی تقویت ہوئی مگر مہاراج بلی اس چکر مین تھے کہ دس اشرفیان جو محمد عسکری نے انسپکٹر کو دی ہین۔ انمین کہین ہم سے بھی تو نہین کچھ وصول کیا جائیگا۔ چپکے سے آغا محمد اطہر کے کان مین کہا (آغا صاحب یہ دس اشرفیان تو بڑی رقم حوالے کر دی اور ابھی بسم اللہ بھی شروع نہین ہے۔ نواب محمد عسکری تو صاحب ثروت ہین وہ چاہے

جسقدر دولت لٹائین مگر ہم بیچارے غریب آدمی کیا کرینگے۔ ہمارا تو کہین سبھی تعلبیرا نہین ہے۔ ذرا نواب صاحب کو تم بھی سمجھا دو کہ سوچ سمجھ کے خرچ کرین ابھی بڑے بڑے مرحلے باقی ہین آیندہ جو سب کی رائے ہو۔ مگر بھائی صاحب بندہ غریب آدمی ہے۔ مجھ غریب پر رحم فرمائیگا۔ مین اس خرچ مین ادھڑ ہی جاؤنگا۔

ہمارے حاتم دوران نشی مہراجبلی صاحب آغا محمد اطہر سے یہ دُھکڑا رو رہے تھے کہ خدمتگار نے لا کے تار دیا اور مہراج بلی نے بیرسٹر صاحب کے حوالے کیا۔ یہ تار مہراج بلی کے نام منجانب عصمت اللہ بھیجا گیا تھا جو انکے گاؤن کا کارندہ تھا۔ بیرسٹر نے تار پڑھا۔ نواب صاحب نے کہا حضرت لفظی ترجمہ کیجیے گا۔ اُنھون نے کہا (مرسلہ عصمت اللہ از لکھنؤ بنام منشی مہراجبلی میونسپل کمشنر نینی تال کوٹھی سیٹھ صاحب" کالا دیو دو دن تک روانہ نہوگا یہان ہی اندرسبھا مین ناچیگا کیونکہ بھیڑیا اور تان سین شکار پر ہین۔

ناز و۔ خیریت تو ہے۔ جلدی بتاؤ نواب

آغا۔ ہان ہان بہمہ وجوہ خیریت ہے۔

نواب۔ تو کالا دیو تو تھانہ دار سے مراد ہے۔

بیرسٹر۔ تان سین شاید پولیس کے کسی حاکم سے مطلب ہو۔

مہراج۔ پولیس کے سپرنٹنڈنٹ تو آجکل وہان طامس صاحب ہین۔

بیرسٹر۔ بس بس مطلب آگیا۔

نواب۔ اور بھیڑیا چہ معنی دارد۔

بیرسٹر۔ بھیڑیا انگریزی لفظ نہین ہے جناب۔ یا تو تار روانے کی غلطی ہے یا لکھنے والے کی۔ یا کوئی اشارہ ہے۔ صاف بی ایچ ای آر آئی اے لکھا ہوا ہے۔ کسی اور پولیس کے صاحب یا مجسٹریٹ کا نام لیجیے۔

مہراج۔ سیٹی مجسٹریٹ فریزر صاحب ہین۔ وولف فریزر۔

بیرسٹر۔ (قہقہہ لگا کر) بھئی کیا خوب تار لکھا ہے واللہ وولف کے معنی بھیڑیا۔ خوب ہی لکھا ہے۔

اس تار سے سب خوش ہو گئے۔ ایک تو بندوبست پختہ اور انتظام کامل کے لیے دو دن اور مل گئے۔ دوسرے بلا جب تک ٹلے غنیمت ہے۔ تیسرے تار کا مضمون مذاق انگیز اور دلچسپ تھا معلوم ہو گیا کہ صاحب مجسٹریٹ اور صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس دونون شکار پر گئے ہین۔ بیرسٹر نے سمجھایا کہ چونکہ نواب صاحب ایک رئیس اور شہزادے ہین اس سبب سے پولیس والے مناسب سمجھے کہ اپنی برأت کے لیے مجسٹریٹ یا اپنے حاکم اعلیٰ سے بھی اجازت لے لین تو دو دن تک تو کافی مہلت ہے۔ آیندہ جو ہونا ہوگا وہ ہوگا۔

مسخرہ۔ کالے دیو کے لیے اندرسبھا اچھی لائے۔

نازو۔ تو خبر دور از حال بُری تو نہین ہے۔

آغا۔ آپ کی بھی کیا عقل ہے۔ بی نازو جان صاحب۔

مسخرہ۔ مگر ایک بات پر کسی صاحب نے غور نہین کیا۔

مہراج۔ وہ حضور فرمائین۔

آغا۔ بس کہہ ہی ڈالیے قبلہ۔

مسخرہ۔ منشی مہراج بلی کے نام تار اور بھیڑیے کا ذکر۔

اسیر بڑے زور سے قہقہہ پڑا اور لوگ لوٹنے لگے کہ بھئی کیا بات پیدا کی ہے۔ خوب سوجھی۔ مہراج بلی نے خود بھی داد دی اور دیر تک تعریف کیا کیے کہ (اندرون این وقت مسخرۂ سرکار مثل عالی نعمت خان مسخرہ ہین نموده داد بلاغت ربود)۔ واہ اُستاد۔ کیا غنت ربود ہے۔ اور نعمت خان عالی کو عالی نعمت خان کہکے نام کو اچھا رو گردان کر دیا ہے۔

مسخرہ۔ بندگی۔ داد تو دی۔ اندرون این وقت کتنی شُستہ فارسی ہے۔ جیسے خاص الخاص ایرانی بولتے ہین۔

مہراج۔ بندہ ٹھیٹھ بولتا ہے۔

مسخرہ۔ بیشک۔ آگے تو حضور بنی جی سمجھ بولتے تھے اب سُنا کوڑی لانے لگے مگر دور کی مشق ابھی نہین کی ہے۔ شاید۔

مہراج۔ شما ہندی مردم چہ دانستن کند کہ گفتہ اند۔ ع۔

فارسی تم سے کہی جاتی نہ اُردو کیطرح

یہ چہل ہو ہی رہی تھی کہ ممن ایک اور تار لایا۔ یہ نوابصاحب کے نام تھا۔ ابکی پھر سب ہمہ تن گوش ہوئے کہ سنین کیا خبر ہے۔ بیرسٹر نے پڑھنا شروع کیا۔

بنام نواب محمد عسکری صاحب بہادر نینی تال

مرسلۂ رونق جنگ۔ از لکھنو۔

کل اور پرسون مجھے چھٹی نہین۔ پرسون تک غالباً آپ کے سپاہیون کی وردی روانہ کر دونگا گھر مین خیریت ہے۔

میری بندوق آپ کے دوست فریز صاحب شکار پر لیگئے ہین۔ اس تار سے اور بھی تسلی ہوئی سمجھ گئے کہ سپاہیون کی وردی کانسٹبلو سے مراد ہے۔

جب قمرن کہ خواب ناز مین تھین بیدار ہوئین تو نازو نے منھ چوم کے کہا بہن دو تار آگئے ہین کہ کل اور پرسون ابھی وہان سے پولیس کے لوگ نہ آئینگے۔ قمرن خوش ہو کر اُٹھ بیٹھی تو منشی مہراج بلی صاحب نے یون ظرافت کی مٹی خراب کی۔

مہراج۔ نازو کے بوسہ لینے پر حسد ہوتا ہے۔ کاش ہماری بھی اتنی قسمت کی رسائی ہوتی۔

نازو۔ تم بھی بہن بنالو تم بھی چوم لو۔

اسیر ایسا قہقہہ پڑا کہ تمام کوٹھی گونج گئی اور مہراج بلی سخت خفیف اور بہت ہی ذلیل ہوئے۔

مہراج۔ کہکے پچتائے۔ لاحول ولا قوۃ۔

نازو۔ بہن کہکے چوم لے۔
مہراج۔ چلو بس اب بکو نہ واہیات (جھنجھلا کر) چار آدمیون مین ذلیل کرتی ہو۔ کوئی میان سے اسطرح سے پیش آتا ہی۔
نازو۔ نکھٹو میا نوون سے یون ہی پیش آتے ہین۔
مہراج۔ واہیات بات!
نازو۔ اب مین اک دھپ نہ دون کہین۔
مسخرہ۔ لاتون کا آدمی باتون سے نہین مانتا۔
قمرن منہ دھوکر دیر کے بعد ان سب مین آکے بیٹھی اور مہراج بلی کی باتون پر کسیقدر متبسم ہوئی تو اختر نے خوش ہو کر کہا۔

وہ آئے خندہ پیشانی کہین سے	تبسم ہے عیان چین جبین سے
ملے کیا کوئی اس پردہ نشین سے	چھپاکے منہ جو صورت آفرین سے
شفا ہو عیسیِ گردون نشین سے	ہماری بندگی پہونچے یہین سے
شب وعدہ مدد کرائے نزاکت	قسم ٹوٹے نہ میرے نازنین سے

اُف آج کا دن بھی کیا ستم کا دن تھا
شام کو نازو اور قمرن اور انکی سب خادمہ اُس کوٹھی مین بھیجدی گئین جو قمرن کے روپوش ہونے کے لیے تجویز کی گئی تھی۔

خانہ تلاشی

تین دن کے بعد کوتوال لکھنؤ مع انسپکٹر نینی تال دو برقنداز ہمراہ لیکر نواب محمد عسکری صاحب کی کوٹھی مین آیا۔ انسپکٹر نے خدمتگار سے کہا نواب صاحب سے کہو ایک ضروری بات آپ سے دریافت کرنی ہی ذرا یہانتک قدم رنجہ فرمائیے یہان تو جو ہا جو ہا واقف تھا کہ پولیس والے تلاشی لینے کو آیا چاہتے ہین نواب صاحب نے حکم دیا کہ اِن لوگون کو آنے دو۔ دونون افسر رپ رپ کرتے ہوئے کوٹھی کے اندر داخل ہوئے اور کانسٹبلونکو باہر بٹھادیا۔ کرسیون پر نواب محمد عسکری صاحب اور نواب چھبٹن صاحب اور آغا محمد اطہر اور لندنی اور بیرسٹر اور مسخر الدولہ اور مہراج بلی اور سیٹھ جی بیٹھے ہوئے تھے اور شطرنج ہو رہی تھی۔
انسپکٹر۔ جناب نوابصاحب۔ آپ لکھنؤ کے کوتوال ہین اور یہان اس غرض سے آئے ہین کہ اب مین کیا عرض کرون۔
نواب۔ فرمائیے فرمائیے۔
آغا۔ ارشاد۔ مطلب فرمائیے۔
چھبٹن۔ آخر تو کچھ معلوم تو ہو جناب۔
کوتوال۔ کدرا کو آپ جانتے ہین جناب نواب صاحب۔
چھبٹن۔ مجھسے ارشاد ہوا کچھ۔
کوتوال۔ مین پہچانتا نہین ہون۔ نواب محمد عسکری صاحب جنکا نام ہی اُن سے کچھ کہنا ہی۔
نواب۔ فرمائیے۔ عسکری بندے کا نام ہی۔
کوتوال۔ آپ کدرا سے بھی واقف ہین۔ قادر نام چوڑی والا۔
نواب۔ قادر چوڑی والا۔ قادر چوڑی والا کون؟
کوتوال۔ آپ اُس سے واقف ہین یا نہین۔

نواب - کچھ اور پتا اُس کا دیجیے - چوڑی والے
سے اور مجھ سے کیا سروکار حضرت -
کوتوال - کسی چوڑی والی سے کبھی ملاقات تھی -
نواب - لاحول ولا قوۃ - آخر اس تقریر سے
آپ کا منشا کیا ہی - میری کچھ سمجھ مین نہین آتا -
انسپکٹر - اصلیت یہ ہی کہ کوئی منہار ہی کدرا
نامے اُسکی جورو کو کوئی ذات شریف ٹاپخ
لے گئے - سو اُسنے رپٹ لکھوادی کہ نواب
محمد عسکری اُس شخص کی بیوی کو لے بھاگے
اور اب پہاڑ پر اُسکو بھگا لے گئے ہین -
نواب - (بہت ہنسکر) واللہ چھٹن صاحب
تمھین واللہ ذرا سنو تو - شطرنج تو رہنے
دیجیے قبلہ -
چھٹن - کیا کیا حرامزادے لوگ ہین -
نواب - یہ لطیفہ سنا آپ نے آغا صاحب
کدرا کوئی پیدا ہوئے ہین جنکی بیوی کو مین
بھگا لایا ہون اور ذات کے منہار ہین -
آغا - لاحول ولا قوۃ - ایسی عالیخاندان
عورت آپکو کہان ملتی - کیا کیا حضرات ہین -
لندنی - یہ آخر ہین کون صاحب -
نواب - کوئی ہمارے مہربان پیدا ہو گئے
ہونگے - تمھین واللہ اس پاجی پنے کو تو دیکھو
کہ کدرا منہار کی جورو کو مین بھگا کے
یہان لے آیا ہون - اِسقدر غصہ اسوقت ہی
کہ اپنی بوٹیان نوچنے کو جی چاہتا ہی -
انسپکٹر - مجھے خود حیرت تھی کہ یہ کیا ماجرا ہی -
لندنی - لاحول ولا قوۃ - کیا کیا بدمعاش
لوگ اس دنیا مین پڑے ہین - آخر آپکو کسی
پر احتمال ہوتا ہی -
نواب - اب مین کسکا نام لون -
بیرسٹر - (کوتوال سے) اچھا تو آپ اب کیا
کارروائی کرنا چاہتے ہین - اور آپ کو
حکم کیا ہی -
کوتوال - ہمین حکم ہی کہ ہم سب کو گرفتار
کر لیجائین -
بیرسٹر - یہ خبر محض غلط ہی اور رپٹ جھوٹی
لکھوائی گئی ہی آپ کوٹھی مین تلاشی لے لین -
کوتوال - بہت اچھا - مگر وہ تو تھانے پر
ڈھاڑون ڈھاڑ روتا تھا - ہائے قمرن ہائے
قمرن کہہ کر - اور منشی مہراج بلی کی سازش
بتاتا تھا -
آغا - جھوٹا مکّار -
چھٹن - وہ ہین کون ذات شریف -
نواب - مین تو حضرت ایک مدت مدید سے
پہاڑ پر ہون اور انسپکٹر صاحب بھی دو ایک
بار دقت بیوقت آئے - مگر اب اسوقت
بجز اسکے کہ غصے کو ضبط کرون اور کیا چارہ
ہی -
کوتوال - واقعی اگر غلط رپٹ لکھوائی تو
آپ پر بڑا ستم ڈھایا مگر اُسکے قول سے تو ثابت
ہوتا تھا کہ آپ نے قمرن کو پہلے ایک مکان
لے دیا - پھر اس کو یہان بھگا لے آئے
واللہ اعلم -
لندنی - اجی حضرت آپ اپنا منصبی فرض

ادا کیجیے۔ جہان جہان دیکھنا منظور ہو۔ دیکھ لیجیے۔

آغا۔ مگر اتنا تو فرما دیجیے کہ یہ قمرن کون نیک بخت ہین جن کا نام دو بار آپ لے چکے ہین۔

کوتوال۔ جی یہ مسماۃ قمرن اُسی کدرا کی عورت کا نام ہے یہ منشی مہراج بلی کون صاحب ہین۔

مہراج۔ وہ کل یہان سے چلے گئے۔

کوتوال۔ (انسپکٹر سے) آپ نے اُن کو دیکھا تھا۔ اُنکے ساتھ تو کوئی عورت نہ تھی۔ اُنھین کی سازش لکھی گئی ہے۔ اور وہ یہان سے چلدیے بھلا کیون صاحب یہ مہراج بلی کہان کو گئے ہین۔

مہراج۔ جناب اُن کو کتے نے کاٹا تھا وہ کلرال گئے ہین۔

کوتوال خوب۔ ہان۔ ہے دال مین کالا کالا۔ اچھا اب بندہ تو فرض منصبی ضرور ادا کریگا تلاشی دلوائیے۔ اِسی کوٹھی مین نواب صاحب بہادر رہتے ہین نا۔

بیرسٹر۔ تلاشی دلوائیے کیا معنی۔ کوٹھی کھلی ہوئی ہے دیکھ لیجیے۔ عورت کوئی سوئی نہین ہے۔

کوتوال۔ صاحب بہادر کی تعریف کیجیے۔

چھٹن۔ جناب بیرسٹر صاحب۔

کوتوال۔ ہان جبھی۔ آداب عرض کرتا ہون۔

بیرسٹر۔ تسلیم۔ آپ اپنی تشفی کر لیجیے۔

کوتوال۔ (کانسٹبل کو پکار کر) کیور سنگھ اس کوٹھی مین دیکھ لو کوئی عورت ہے کہ نہین۔ اور للتو کو بلالے کہ وہ شناخت کرے۔ مجھے خود افسوس ہے کہ ایک ایسے رئیس کے ہان مین اس کام کے لیے آیا۔ مگر مجبوری ہے۔

نواب۔ آپ کا اسمین کیا قصور ہے بھلا۔

چھٹن۔ مگر بقول نواب صاحب کے۔ واللہ اسقدر غصہ ہے کہ ہمارا ہی دل جانتا ہے۔

مہراج۔ یہ ہے کس پاجی کا فعل۔

آغا۔ کیون صاحب یاس وہی والی کی شناخت کو میان للتو کون صاحب تشریف لائے ہین۔

کوتوال۔ یہ کدرا کے دوستون مین ہے۔

آغا۔ آپ کو کوتوال صاحب اس مقدمے کا کچھ کا حال معلوم ہے۔ ہم لوگ تو لکھنؤ مین چلکر دریافت ہی کر لین گے مگر آخر یہ کن بزرگوار کی کارستانی ہے۔

کوتوال۔ حضرت ہمکو تو صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ ہمارے افسر نے ہمسے کہا کہ کمسو اور اوڑھنا بچھونا ساتھ لو اور نینی تال کی ہوا کھاؤ اور کدرا دو دفعہ ہمارے سامنے تھانے پر آیا اُسنے رپٹ لکھائی کہ نواب عسکری صاحب اُس شخص کی بیوی کو بہ اغوائے منشی مہراج بلی و فلان فلان بہ نیت حرام اُڑا لے گئے ہین۔ اور زار زار رونے لگا کہ قمرن ہاتھ سے گئی اور میرے قدمون پر گر پڑا۔ بندہ حسب الحکم

وہان سے روانہ ہوا۔ للتو اتینبولی کو کدرا
نے مسماۃ قمرن کی شناخت کے لیے ساتھ
کردیا۔بس۔
سیٹھ۔انسپکٹر صاحب اِن لکھنؤ کے لوگون سے
خدا بچائے اب آپ دیکھیے کہ نواب صاحب
اتنے دن سے یہان ہین اور مجھسے اور آپ سے
ایک دم کی جدائی نہین ہوتی مگر امرن قمرن
کا آج ہی نام سُنا۔ کر تو ڈر اور نکر تو غضب
خدا سے ڈر۔
انسپکٹر۔مجھے سخت استعجاب ہوا کہ اتنے بڑے
رئیس اور یہ حرکت اور عورت بھی کون کہ مہارن
لاحول ولا قوۃ۔
نواب۔شدنی امر۔ لکھا یون ہی تھا کہ اس
بہاڑ پر یہ تہمت ہمپر لگائی جائیگی۔یہ بات
بھلا کیونکر ٹلتی۔
کوتوال۔کچھ نہین۔ آپ کو اسکا ہرگز خیال
نہ کرنا چاہیے جب آپ کا دامن بے لوث ہے
تو کیا پروا ہے۔
اتنے مین کپور سنگھ کانسٹبل نے آکے
عرض کیا (صوبے دار صاحب ایسے یہان تو
کہین عورت کا بنس ہونا ہین ہے) مدا ایک
ڈوپٹہ البتہ پڑا ہے۔ تو یہ حاجر ہے۔
کوتوال۔ڈوپٹہ تو عورت کا ہے۔یہ کہان سے
آیا نواب صاحب۔
نواب۔کیا!
مسخرہ۔اے حضور یہ میرا ڈوپٹہ ہے۔
کوتوال۔معقول! آپ مجھے پاگل بناتے ہین

بیرسٹر۔تو کیا اِس ڈوپٹے سے آپ اپنے
وارنٹ کی کارروائی کرنیوالے ہین؟
کوتوال۔جی نہین مگر
بیرسٹر۔اگر مگر یہین ایک نہین چل سکتا
ایسے ایسے اگر دو ہزار ڈوپٹے بھی ہون تو
کیا۔ رئیس کی کوٹھی ہے ہر امیر کا گھر ہے نواب
ہین شہزادے ہین۔سب قسم کے لوگ آتے
ہین ارباب نشاط بھی آتے ہین۔طائفے
بھی آتے ہین ناچ بھی ہوتا ہے اگر کسی
کا ڈوپٹہ رہ گیا تو اس سے دفعہ ۳۶۳
عائد ہو گئی ؟ ع۔
این خیال ست و محال ست و جنون
کوتوال۔اب بندہ بیرسٹر تو ہے نہین اور
نہ بیرسٹرون کا مقابلہ کرسکتا ہے۔یہ تو خاکسار
نے عرض بھی نہین کیا کہ دفعہ ۳۶۳ کے مطابق
کارروائی کرونگا۔
بیرسٹر۔آپ کو کوتوال صاحب اب یہ کارروائی
کرنا مناسب ہے کہ لکھدیجیے کہ مسماۃ قمرن
نواب صاحب کی کوٹھی مین نہین ملی نواب
محمد عسکری صاحب کو قطعی انکار ہے۔ وہ
کہتے ہین کہ ہم نہ کدرا کو جانتے ہین نہ
قمرن کو۔ اُنکے ہان تلاشی لی گئی تو کوئی
عورت کوٹھی مین نہین ملی۔بس چھٹی ہوئی۔
اب رہا یہ امر کہ ڈوپٹہ آپ نے پایا۔پھر
اس سے کیا ہوتا ہے میرے ہان ایک
زنانہ ڈوپٹہ نکلے مجھے آپ پھانسی دیجیے گا
کوتوال۔جی نہین جناب خاکسار نے

تو پہلے ہی عرض کردیا تھا کہ بیرسٹر صاحبوں سے بندہ مقابلہ نہین کرسکتا۔ آپ نے جو فرمایا وہ قانون کے مطابق ہی۔ اُسکی کارروائی ہوگی۔ مین کیا اتنے بڑے رئیس کے خلاف ہوسکتا ہون۔ اور پھر جب کہ وہ بیجرم ہین۔

چھٹن۔ یہ آپکی شرافت ہی۔

آغا۔ ہان صاحب خود شریف زادے ہین۔

مہراج۔ اِن کو خود افسوس ہی کہ کسی بدنصیب آدمی نے خواہ مخواہ نواب صاحب کے پیچھے یہ لم لگا دی۔

سیٹھ۔ اچھا پھر اب یہ معاملہ ختم بھی ہوگا یا اسکا لسر کا چلا ہی جائیگا۔ ارے صاحب تحقیقات ہو چکی۔ دیکھ بھال ہو چکی تلاشی ہوچکی۔ اب کیا باقی ہی۔

کوتوال۔ آپ خفا نہ ہون۔ بندہ رخصت ہوتا ہی مجھے کچھ مل نہ جائیگا۔ میری گرہ سے کچھ نجائیگا۔ تسلیم۔

لندنی۔ حقہ تو پیتے جایئے کوتوال صاحب۔

کوتوال۔ مگر سیٹھ جی صاحب بگڑ جائینگے۔

بیرسٹر۔ نہین صاحب بگڑ جانا کیا معنی۔ اب آپ ہی کے ہان کوئی شخص وارنٹ لیکے آئے اور تلاشی آپ کے گھر کی لے اور جو طرفہ ڈھونڈھے کہ وہ منکوحہ عورت کہان ہی جس کو آپ بھگا لائے ہین تو آپ خوش ہونگے۔

کوتوال۔ ہان یہ تو صحیح ہی۔

انسپکٹر۔ حضور نواب صاحب۔ اب ایک رنج کی بات عرض کرتا ہون۔ مین نے آج کوتوال صاحب کی دعوت کی ہے اور سب سے بڑھکر دعوت یہ ہی کہ پہاڑ کا جنگلی مرغ پکواکے کھلائے۔ اگر آپ کے ہان کوئی مرغ موجود ہو آج مجھی کو دیجیے۔

سیٹھ۔ آپ کے ہان تھا کل اُسکا قورمہ پکواکے چکھ گئے مگر ابھی مین بندوبست کیے دیتا ہون کوئی ہی۔ دیکھو سپاہی کو بلاؤ۔ رام سنگھ۔ دو بندوقین اُٹھالو۔ اور شکاری چھیدا کو ساتھ لو اور چھاؤ خان کو اور شیرا اور گیندا اِن دونون کتون کو بھی یا بو اصطبل سے لیکے چلے جاؤ جنگل اور مرغ کا شکار کر لاؤ ہم نے آج اپنے دوست لکھنؤ کے کوتوال صاحب کی دعوت کی ہی تو حضرت پھر آج پوری دعوت ہی۔ شام کو ہمارے گھر پر کھانا کھایئے گا۔

کوتوال۔ خاکسار کو مطلق عذر نہین ہوسکتا۔ مگر بندہ تو انسپکٹر صاحب بہادر کا مدعو اور مہمان ہی۔

سیٹھ۔ انسپکٹر آج آپ کی مع آپکے مہمان کے دعوت ہی۔

انسپکٹر۔ ایک شرط ہی۔ جنگلی مرغ ضرور ہو۔

سیٹھ۔ بھئی کیا آدمی ہو واللہ۔ ایک مرغ! شکاری ایک چھوڑ۔ دو دو گئے ہین۔ سپاہی ساتھ گیا ہی۔ دو کتے گئے ہین۔ مرغ کی بھی اب کمی ہی۔ کوتوال صاحب آپ دعوت

منظور کیجیے۔

کوتوال - نہ منظور کرنا کیا معنی۔ بسروچشم منظور۔ مگر ایک بات خاکسار عرض نہین کرسکتا۔ اگر۔

سیٹھ - فرمائیے صاحب۔ تکلف نہ کیجیے۔

تکلف سے بری ہی حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہی

کوتوال - اگر ہم غریبون کے ساتھ کھانا کھانا خلاف شان نہو تو حضور بیرسٹر صاحب کو بھی تکلیف دیجیے۔ مسلمان مسلمان تو سب ایک ہین۔ چاہے بیرسٹر ہو اور چاہے ایک غریب کانسٹبل ہو۔

بیرسٹر - بندہ ناخواندہ مہمان حاضر ہوگا۔

کوتوال - نہین حضور یہ برا ماننے کی بات نہین ہی۔ ہم غریب سپاہی اور آپکو اللہ نے وہ رتبہ دیا ہی کہ آپ سشن جج اور ہائیکورٹ کے جج ہو سکتے ہین اور ہوئے۔ تو ہم کو آپ کے سامنے زبان کھولتے ہوئے شرم آتی ہی۔ مگر حضور بھی مسلمان ہین اور خاکسار بھی۔ اور نواب صاحب بہادر تو شہزادے ہین۔

نواب - بھائی صاحب۔ اپنا تو اصول ہی اور ہی۔ واللہ جس مسلمان نے جھک کے آداب عرض کیا اُس سے بندۂ درگاہ کبھی اسقدر خوش نہین ہوئے جسقدر اُس مسلمان سے خوش ہوئے جو تین روپیہ ماہواری پاتا ہی مگر سلام علیکم کہتا ہی اسی قسم کا ہم نے

کوتوال صاحب کو بھی پایا۔

کوتوال - بندہ کفش پا ہی۔

نواب - مگر ڈوپٹے پر آپ نے بھی بہت زور دیا تھا قبلہ۔

کوتوال - خداوند۔ اب مین کیا کہون۔ واللہ ہی یہ سب اِن کانسٹبلون کے دکھانے کے لیے تھا اور اِن حضرت کے دکھانے کے لیے جو لغلی گھونسا انسپکٹر صاحب بیٹھے ہوئے ہین کہ اِنکو یہ کہنے کا موقع نہ ملے کہ یہ کوتوالی نہین جانتا۔ ورنہ خاکسار کیا اتنا بھی نہین جانتا کہ اس ڈوپٹے سے کیا ہوسکتا ہی۔ لاحول ولاقوہ۔ ایک عورت کا ڈوپٹہ گھر سے نکلا۔ پھر اس سے کیا ہوتا ہی۔ نکلا کرے ایک نہین دس۔ دس نہین بیس ڈوپٹے نکلین۔ اِس سے ہوتا کیا ہی۔ مگر فرض منصبی۔ بس اور کچھ نہین۔

بیرسٹر - یار کوتوال صاحب۔ بھئی ایک بات پوچھتے ہین۔

کوتوال - حضور تو کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔ یار کوتوال کے کیا معنی۔ خاکسار کو اگر بندرہ بیس برس مین کوئی عمدہ سے عمدہ عہدہ خوش قسمتی سے مل سکتا ہی تو انتہا سے انتہا مین اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ یا شاید پولیس کا کبھی سپرنٹنڈنٹ ہو جاؤن مگر بیرسٹر صاحب تو بھولے سے کبھی یہ عہدہ قبول نہ کرینگے۔ آپ لوگ ہم مسلمانون کے فخر و افتخار ہین۔ اب یہ امر کہ یہ مقدمہ کیونکر دائر

ہوا اور کیا ہوا اور وہ قمرن کون ہے اور
کدرا کون ہے اسکا حال خاکسار کو اچھی طرح
نہین معلوم - مگر اتنا سنا تھا کہ کوئی بڑے بڈھے
نوابصاحب آپ کے دشمن ہین اور وہ تلے
ہوئے ہین کہ آپ کو ذلیل کرین اور دو لاکھ
روپیے اسمین وہ خرچ کرنا چاہتے ہین
کدرا اور دو کی بھلا یہ کیا وقعت تھی کہ اُسکی
رپٹ لکھانے پر ایسی سخت کارروائی کیجاتی
ایسے ایسے پچاسون رپٹ لکھاتے ہین مگر اُنکی
سنتا کون ہے - ؏

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے
ایک ہے یا ڈیڑھ ہے یا پون ہے

مگر اُسی نواب نے اسمین کدرا کیطرف
سے بہت روپیہ خرچ کیا - سات ہزار تو ایک
وکیل کو دیے - یہ ایک ادنی سی رقم ہے - اور
کوئی دو ڈھائی ہزار ایک برق والے کو
دیے کہ وہ گواہی دیگا کہ قمرن کو نواب
محمد عسکری صاحب ایک مکان مین پہلے
لیگئے تھے - اور وہان وہ کسی بوڑھی عورت
کے ساتھ رہی - اور پھر پہاڑ پر بھگا لے گئے
مجھے کل حال اچھی طرح معلوم نہین ہے اور یہ
میرے منصب کے بھی خلاف ہے مگر ہمارے
حضور بیرسٹر صاحب جب نواب محمد عسکری
بہادر کے طرفدار ہین تو خاکسار کیون کوئی
بات چھپائے اُس نواب کو خاکسار نے نہین
دیکھا نہ اُنکے نام سے واقف ہے - مگر مجھسے
اتنا کہا گیا تھا کہ اگر کل کارروائی ٹھیک
اُتری تو ایک ہزار روپیہ نواب تم کو دینگے
گو خاکسار تو ایمان کا پابند ہے مگر حضور روپیہ
وہ شے ہے کہ انسان کو چوندھیا دیتا ہے - لیکن
ہمارے فخر اور ہم سب مسلمانون کے افتخار
جناب بیرسٹر صاحب بہادر کی موجودگی مین تو
خاکسار کی کیا مجال ہے کہ زبان تک ہلا سکے
مگر ایک بات اور بھی ہے - ؏

بے فیض اگر یوسف ثانی ہے تو کیا ہے

لیکن خاکسار اس موقع کو کسی طرح چھوڑ
نہین سکتا ہمارے حضور بیرسٹر صاحب سے
اور پیلی بھیت کے کپتان صاحب سے ملاقات
ہے - اگر یہ ایک چٹھی اِسوقت لکھدین تو واللہ
بندہ اِسوقت پورا انسپکٹر ہو جائے -

نواب - تو بھئی بیرسٹر صاحب اِن بیچارون کی
سفارش کر دو -

چھمّن - حضرت یہ تو فرض ہے آپ پر -

بیرسٹر - ہان مین اُنکو تو خوب جانتا ہون اور
یہ بھی مجھے یقین ہے کہ میری سفارش بیکار نہین
جا سکتی مگر مین اِن بزرگوار سے نہین
واقف ہون کہ یہ کون صاحب ہین مین اُنکے
نام خط لکھون تو اسمین کیا لکھون - مجھ سے
یہ اُمید رکھنا کہ جھوٹ لکھدون کہ مین اِن
صاحب کو عرصہ دراز سے جانتا ہون اور
یہ بڑے راستباز اور بڑے لائق افسر اور
پولیس کے نامی گرامی کوتوال ہین یہ اُمید
تو کبھی پوری نہین ہو سکتی - کیونکہ کبھی اِسکے
پیشتر مجھ سے ملاقات بھی نہین ہوئی تھی مین

آپ کو کسی طرح کا دھوکا نہین دینا چاہتا۔ مین
آپکی سفارش کر نہین سکتا۔ کیونکہ مین آپکا نام
تک نہین جانتا کہ کون ہین اور آپکا چال
چلن کیسا ہی اور پولیس افسر آپ کس قابلیت
کے ہین۔
نواب۔ اچھا تو ایک دوست کی خاطر سے
اگر آپ کوئی کلمۂ توصیف لکھدین تو ہمین کیا
مضائقہ ہی۔
چھٹن۔ اچھا تو اب اِس بحث کو پھر سے طے
کیجیے گا۔
سیٹھ۔ ہان مناسب تو یہی ہی۔ اور ہمین بحث
ہی کیا ہی بیرسٹر صاحب کو ہم لوگ رفتہ رفتہ
مجبور کرین گے تاکہ وہ سفارشی چھٹی لکھدین۔
آغا۔ اور ضرور لکھدینگے صاحب۔
چھٹن۔ نہ لکھنا کیا معنی۔
کوتوال۔ خداوند۔ خاکسار تو ایک ذرہ
بیمقدار ہی۔ مگر بیرسٹر صاحب کی ایک چھٹی پر میری
تمام زندگی کا دارومدار ہی کہ مین فوراً انسپکٹر
ہوجاؤن گا۔ اور ایسے ایسے شہزادون کی
ڈیوڑھی پر آکر اگر اس انسپکٹری سے بھی ہم محروم
گئے تو قبلہ۔ ع۔

ہم بھی کیا یاد کرین گے کہ خدا رکھتے تھے

مجھے فقط ایک چھٹی پیلی بھیت کے کپتان صاحب
کے نام حضور لکھوا دین۔
نواب۔ بیرسٹر صاحب۔ بھئی اب ہم سب لوگ
ملکے آپ کو مجبور کرینگے۔ اور آپکو سفارشی چھٹی
لکھنی ہوگی۔

سیٹھ۔ آپ کا اسمین حرج ہی کیا ہی۔
آغا۔ بیرسٹر صاحب۔ اب تو آپ کو چھٹی ضرور
لکھنی ہوگی۔
سیٹھ۔ اچھا تو ابھی تو کوتوال صاحب بھی
یہان ہی ہین کل غریبخانے پر آپ سب
صاحبون کی دعوت ہی۔
نواب۔ ہماری دعوت نہین ہی۔ آپ نے تو
فقط انسپکٹر صاحب اور کوتوال صاحب اور
بیرسٹر صاحب کی دعوت کی ہی۔ بندہ نہین حاضر
ہوسکتا۔ اور نہ نواب چھٹن صاحب آئینگے
اور نہ آغا صاحب آسکتے ہین۔
سیٹھ۔ نواب محمد عسکری صاحب بھی آئینگے
اور آغا محمد اطہر صاحب کو بھی آنا ہوگا اور نواب
چھٹن صاحب بھی قدم رنجہ فرمائینگے۔ مین صبح کو
سب صاحبون کی خدمت مین خطوط دعوت
کے بھیجدونگا۔
بیرسٹر۔ مگر میرے نام اگر انگریزی مین نہ خط آیا تو
مین نہ آؤنگا یہ یاد رکھیے گا۔
سیٹھ۔ حضور کے نام انگریزی مین لٹر آف
انوٹیشن جائیگا۔ تب تو آئیے گا۔ اچھا اب
انسپکٹر صاحب کو بھی رخصت کیجیے اور کوتوال
صاحب بیچارے بھی رخصت ہون کمر
کھولین بڑی دیر سے کسے بندھے بیٹھے
ہین۔ حضرت اب رخصت مگر کل ماحضر غریبخانہ
ہی پر تناول فرمائیے گا۔
کوتوال۔ اے حضور فخریہ۔
انسپکٹر۔ کل کی دعوت کا پورا پورا سامان

ہو چکا ہی۔
کوتوال۔ رئیس کی بھی کیا بات ہی جیٹکیونمیں سب سامان لیس ہی۔ شکاری بھیجدیجیے آدمی بھیجدیجیے دو کتے بھی ساتھ کر دیے۔ اب یہ انتظام تو جناب انسپکٹر صاحب واللہ ہی کہ پولیس کے باپ سے بھی نہیں ہوسکتا۔
انسپکٹر۔ اسمین کیا شک ہی ہمارے پاس شکاری کہان اور تین گھوڑے ہم اسوقت کہان سے لاتے اور سیٹھ جی صاحب جو انتظام کرینگے وہ ہمسے کہان ممکن ہی۔
اس تقریر کے بعد انسپکٹر اور کوتوال لکھنؤ رخصت ہوے اُنکے جاتے ہی بیرسٹر نے مہراجبلی سے سخت شکایت کی کہ آپ نے اپنا نام کیون چھپایا۔ آپ نے بہت بڑی غلطی کی خاموش ہی رہے ہوتے۔ یہ کہنا کیا فرض تھا کہ یہان سے منشی مہراجبلی صاحب چلدیے۔ خواہ مخواہ ایک شک پیدا کر دینے سے کیا فائدہ تھا۔ وہ تو کہیے یہ کوتوال بھی غرضمند تھے۔ ورنہ یہ امر کہ منشی مہراجبلی یہان اب تک تھے اور اب غائب ہوگئے شک پیدا کرنے کے لیے کافی تھا۔ اور کیا آپ سمجھتے ہین کہ کوتوال تحقیقات نہ کرے گا وہ ایک ہی کائیان پولیس افسر مجھے معلوم ہوتا ہی اس کی باتون پر نہ جائیے یہ بس کی گانٹھ ہی۔
نواب۔ تو بھی اِسکو کچھ دے لے کے راضی کرنا چاہیے۔ کیونکہ مثل مشہور ہے کہ۔ ع۔

گرڑے جو مرے تو زہر کیون دو

چھٹن۔ کل سو روپیہ اُسکے پاس بھیجدو۔
آغا۔ ہماری بھی یہی رائے ہی۔
بیرسٹر۔ خدا کے لیے یہ جلدبازی نہ کرو۔ ایک اِدھی اِسکو نہ دو۔ آپ میری رائے پر چلیے۔ جو بندہ عرض کرے وہ کیجیے۔
شب کو یہ سب شریک دعوت ہوے اور دوسرے دن کوتوال لکھنؤ دو آدمیونکو خفیہ تحقیقات کے لیے چھوڑ کر لکھنؤ روانہ ہوا۔ دوسرے دن نوابصاحب مع احباب قمرن کے دیکھنے کو چلے اور دروازے پر پہونچکر نوابصاحب نے خاصدان سے دو گلوریان نکالین اور مکان کے اندر تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ قمرن بہت اُداس پلنگ پر بیٹھی ہوئی ہی اور حسرت بھری نظرون سے در و دیوار کو دیکھ رہی ہی۔ یہ خود بھی قمرن کی پلنگڑی پر بیٹھ گئے اور رُخسار تابان سے زلف سیاہ ہٹا کر یہ شعر پڑھا ؎

رخ رنگین ہین وہ زلفون سے چھپانیوالے
خلق کو چاندگہن ہین وہ دکھانیوالے

یہ کہکر ایک گلوری قمرن کے لب لعل کے پاس لے گئے اور اصرار کیا کہ ہماری خاطر سے یہ گلوری ہمارے ہاتھ سے کھالو۔ مگر قمرن نے کہ صید الم اور نخچیر تیر غم تھی ہاتھ سے گلوری ہٹادی۔ اِسپر میان اختر نے

یہ شعر حسب حال کہا۔ ؎

لال ہین آپ ہی لب سرخی پان دور رہے
نازکی کہتی ہے یہ بارِ گران دور رہے

نواب صاحب نے جو معشوقۂ ناز آفرین کو اسقدر ملول وافسردہ دل پایا تو قریب جا کر گلے لگایا اور کہا جانی یہ تو خوشی کا وقت ہے کہ آئی بلا ٹل گئی۔ اِسوقت اُداسی اور حسرت کیسی ہمارا ہی خون پیے جو یہ گلوری نہ کھا جائے۔ جب قسم دی تو قمرن نے ذرا مُنھ کھول دیا اور نوابصاحب نے اپنے دست مبارک سے گلوری کھلا دی اور کہا ازبرائے خدا ہنسو بولو۔ یہ چپ کیون ہو ہنستے ہی گھر بستے ہین ؎

شیرین ہے دہن کرد شکر خند | ہنسنے مین تمھارا اک مزا ہے
کیا جسم ہے صاف اُس پری کا | گویا قدِ آدم آئینا ہے

اختر نے انکو صلاح دی کہ حضور اب اسوقت دور چلے تو لطف ہو۔ اللہ نے اپنا فضل وکرم کیا۔ وہ موذی کوتوال بھی دفان ہوا۔ ع۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

ہماری تو یہی صلاح ہے کہ آج خوش روزہ کیجیے۔

توبہ کا نہ در ہو بند یا رب
جب تک در میکدہ کھلا ہے

نواب چھٹن صاحب اور آغا صاحب کو بھی بلوائیے۔ اور جام پر جام لنڈھائیے۔ اور دونون پریون کو بھی بلوائیے ؎

ساقیا برخیز ودر دہ جام را | خاک بر سر کن غم ایام را

یہ صلاح انھون نے بہت پسند کی اور خدمتگار کو حکم دیا کہ دو بوتلین شامپین اور دو بوتلین برانڈی کی لے آؤ اور آدھی درجن سوڈا ادریک می آپ۔ اور نواب چھٹن صاحب آغا محمد اطہر صاحب اور منشی مہراج بلی صاحب اور بیرسٹر صاحب کو سلام دو۔ کہو بہت جلد آپ سب کو بُلایا ہے۔ تشریف لیچلیے۔ خدمتگار حکم پاتے ہی روانہ ہوا اور آدھ گھنٹہ بھی نہ گذرنے پایا تھا کہ احباب صادق مع سامان عشرت جمع ہو گئے۔ اِس عرصے مین گو نواب صاحب نے بی قمرن جان کی بڑی خوشامد کی مگر ہجوم انکار اور غایت انتشار کے سبب سے اُنھون نے کسی بات کا جواب نہ دیا۔ نازو خواب ناز مین تھین مغلانی کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ دو گھنٹے تک آٹھ آٹھ آنسو رو کر ابھی آنکھ لگی ہے۔ لہذا جگانا مناسب نہ سمجھے۔ جب احباب موافق اور دوستان صادق جمع ہوئے تو نوابصاحب نے آغا صاحب کو مخاطب کر کے کہا (بھائی یہ تو بولتی ہی نہین چہرے کی کچھ عجب ہی رنگت ہو گئی ہے۔ اور جیسے کوئی کھویا ہوا ہوتا ہے وہ کیفیت ہے)۔

آغا صاحب نے پاس بیٹھکر سمجھانا شروع کیا۔ قمرن جان اب تو کڑا وقت ٹل گیا اب تو ہنسنے بولنے کا وقت ہے ایک تمھاری افسردگی سے گھر بھر مین افسردگی چھا جائے گی

باتین کرو ہنسو بولو۔ دیکھو نواب صاحب تمھاری پریشانی اور افسردگی دیکھکر کسقدر افسردہ خاطر ہوگئے ہین۔

قمرن نے ضبط گریہ کرکے آہستہ سے جواب دیا (آغا صاحب ہنسی تو تب آتی ہی جب جی انسان کا خوش ہوتا ہی۔ اور جب دل پر سیکڑون طرح کے صدمے ہوتے ہین تو ہنسی نہین رونا آتا ہی۔ مجھے اپنی مصیبت سے زیادہ افسوس یہ ہی کہ نواب بیچارے ہماری بدولت ایک بلا مین دور از حال پھنس گئے دل کی دھڑکن کو ہم کیا کرین۔ سمجھے تھے کہ تمام عمر نواب کی بدولت چین کرینگے۔ یہ کیا معلوم تھا کہ دو ہی دن مین تفرقہ پڑجائیگا اور کھایا پیا سب ناک کی راہ نکلے گا۔ مگر جو اللہ کی مرضی ہو۔ اپنا کیا چارہ ہے۔ مجبور ہی۔ ع۔

آدمی لاچار ہی تقدیر سے

آغا محمد اطہر نے اپنے رومال ریشمی سے قمرن کے رخ گلگون سے اشک پونچھے اور کہا سنو قمرن جان تشویش کا مقام تو بیشک تھا مگر اب تو وہ کوتوال بھی چلدیا اور وہ لونڈہ جو تمھاری شناخت کے لیے ساتھ آیا تھا وہ بھی چلا گیا۔ اب کیون مغموم و ملول ہو اور نواب صاحب سے بھلا تم چھوٹ سکتی ہو نواب رونق جنگ بہادر کو لکھ کے بھیجا ہی کہ اگر دس ہزار روپیہ بھی خرچ ہو تو خرچ کرو اور راضی نامہ دلوادو اور فارغخطی لکھوالو۔ میان اختر بھی دور چلے۔ آج ہی تو بادہ نوشی کا دن ہی۔ بہت بڑی بلا سے نجات پائی نازو جان کو بھی جگادو۔ مغلانی نے ادب کے ساتھ عرض کیا حضور۔

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہی

ابھی آنکھ لگی ہی۔ دو تین گھنٹے اشکون کا تار بندھا رہا ہین تو بیوی سے (قمرن سے) کہتی ہون کہ خوب کھل کے رو ڈالیں کہ دل پر کا بخار تو چھنٹ جائے۔ یہ بس چپ چاپ بیٹھی ہین آنکھین پھیر پھیر کے حسرت کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتی ہین اور بولتی ہین نہ چالتی ہین تھوڑی سی اسوقت ضرور پلا دیجیے یہ تقریر سنکر آغا صاحب نے اصرار کیا کہ نازو کو ضرور جگادو۔ اور حسب الارشاد مغلانی نے نازو جان کو جگا دیا۔ نازو انگڑائی لیتی ہوئی اُٹھی اور ان سب کو دیکھکر دوپٹے کو سنبھالکر اوڑھا اور پلنگ سے اُٹھکر کرسی پر قمرن کی پلنگڑی کے پاس بیٹھی اور سامان میکشی مہیا دیکھکر کسی سے پوچھا نہ گچھا ایک جام مین برانڈی انڈیلی اور سوڈا ممزوج کرکے قمرن کو دیا اور کہا بہن لے ہماری خاطر سے اسے پی جاؤ۔ مگر قمرن مثل بیکر تصویر بے حس و حرکت خاموش بیٹھی رہی۔ جب نوابصاحب اور آغا محمد اطہر اور منشی مہراج بلی نے بہت اصرار کیا تو قمرن جان نے آغا صاحب کے ہاتھ سے برانڈی پی لی اور فوراً نوابصاحب نے گلوری کھلادی اسکے بعد نازو نے بھی منھ دھوکر ایک

جام شراب ناب پیا اور دور چلنے لگا۔ اختر نے
شعر خوانی شروع کر دی۔

ہر شیشۂ سبز گرم قلقل طوطی مستون کا بولتا ہے

مہراج بلی بونے۔ قمرن جان یہ چپ بیٹھنے
کی سند نہین ہے۔ بلبل کا چہکنا بھلا معلوم ہوتا
ہے۔ خاموشی اور سکوت سے ضرور طبیعت
پر ایک قسم کا بار ہوگا اور اس سے خواہ مخواہ
اور زیادہ انتشار ہوگا۔ اور اب تو خدا کے
فضل سے انتشار اور پریشانی کا کوئی موقع بھی
نہین ہے۔ قمرن نے بہت سہولت کے ساتھ
جواب دیا (منشی جی مین کیا کرون۔ لاکھ
لاکھ دل کو سمجھاتی ہون مگر بے قابو ہوا
جاتا ہے)۔

انھون نے کہا (یہ کاہے سے۔ تشویش
کی جو بات تھی وہ تو اب منزلون دور ہوگئی
اب دل کاہے سے بے قابو ہوا جاتا ہے۔
دل کو سمجھاؤ مضبوط رکھو۔ تمھارا بال بیکا
نہونے پائیگا۔ اس ٹکرگدے کی کیا اصل اور
حقیقت ہے کہ رئیسون کے منھ لگیگا۔ ہملوگ
ہزار ہا تدبیرین کرینگے تم کو تو کوئی خوف ہی
نہین ہے۔ جب نواب محمد عسکری اور ہم سب
دوڑ دھوپ کر رہے ہین تو وہ چوڑی والا کیا
کرسکتا ہے ہنسو بولو۔ چین کرو۔ نواب
رونق جنگ بہادر کو لکھ ہی بھیجا ہے وہ سب
بندوبست کرلین گے۔

اس تقریر سے قمرن کو ذرا تشفی ہوئی اور
نوابصاحب سے کہا ہم نے آج سویرے سے
کچھ کھایا نہین ہے۔ اگر کوئی شے کوٹھی مین
تیار ہو تو منگواؤ۔ باجی جان بھی بھوکی ہین
ہمارے ہان آج سناٹا ہے۔ نواب صاحب کو
بڑا رنج ہوا کہ صبح سے یہ لوگ بے آب و دانہ
ہین فوراً روسنے کو حکم دیا کہ کوٹھی پر جاؤ اور
باورچی سے کہو کھانا بہت جلد لائے۔ تکلف
کا موقع نہین ہے۔ اگر کوئی شے تیار ہو فوراً
لے آئے اور اگر کوئی شے تیار نہ ہو تو حکم دو
کہ بہت پھرتی کے ساتھ پکائے۔ روسنا حکم
پاتے ہی روانہ ہوا مگر نوابصاحب نے ممن کو بھی
دوڑا دیا کہ جاکے وہان بندوبست کرو اور کھانا
جلد بھجواؤ۔

مہراج۔ نازو جان ہمارے قریب کرسی لاؤ۔

نازو۔ (کرسی کھسکا کر) سنا تمھارا نام بھی لکھا
گیا ہے۔

مہراج۔ ہان ہم بھی پھانسے گئے ہین کہ
ہماری سازش سے قمرن کو نواب صاحب
بھگا لائے ہین۔

نازو۔ اور آغا صاحب کا نام بھی تو
لکھوایا ہے۔

آغا۔ نواب چھٹن صاحب کے سوا ہم سب کو
سان لیا ہے انپر تو البتہ مہربانی کی ہے۔ اور
باقی سب کو دھر دادیا ہے۔

نازو۔ یہ کس موئے نٹ کھٹ کے کانٹے بوئے
ہوئے ہین؟

مہراج۔ سمجھ مین نہین آتا کچھ۔

نازو۔ کون دشمن پیدا ہو گیا۔ آسمان پھٹ پڑے مونڈی کاٹے پر۔ میت نکلے موئے کی۔ جیسا ہم بیگناہون کو ستایا ویسا اللہ اُسکے بال بچون کو ستائے ایسی جگہ گردن ماری جائے جہان پانی نہ ملے موئے کو۔

مغلانی۔ سرکار کیے کی سزا پائیگا۔ کہ کر دکہ نیافت جو کسی کے واسطے کنوان کھودے گا وہ اندھیرے اُجالے آپ اُسی کنوین مین کرے گا۔ بلک بلک کے نہ مرے تو ہمارا ذمہ۔ ہماری آہ کا تیر کوئی خالی جاتا ہے۔

قمرن۔ جیسا وہ بغلی گھونسا نکلا ویسا اللہ کے گھر سے اُسے دھکا لگیگا از غیبی۔ ہمارا رونگٹا رونگٹا بد دعا دیتا ہے۔

آغا۔ ایسے مفسدون کا انجام ہمیشہ بُرا ہی دیکھا۔

قمرن۔ جب اس موئے کا انجام بُرا دیکھین تو جانین۔

نازو۔ نواب رونق جنگ کو لکھو تو کہ یہ فساد کا تپلا کون ہے۔ کدرا مین یہ دم داعیہ کہان۔

آغا۔ خط گئے ہین۔ تار گئے ہین۔ ہم کیا کوئی دقیقہ اُٹھا رکھینگے۔ ایسا دق کرینگے کہ جینا دوبھر ہو جائے۔

قمرن۔ میرا بس چلے نہ تو منھ کالا کر کے گدھے پر سوار کرا کے سارے شہر مین ہنڈواؤن نگوڑے کو۔

نواب۔ تم چپ چاپ تماشا دیکھتی جاؤ۔

آغا۔ گر دا اللہ سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کن ذات شریف نے گل کترے ہین ایسی کس سے دشمنی ہے۔

بیرسٹر۔ قمرن ایک بات پوچھین سچ سچ بتاؤگی بُرا تو نہ مانوگی نہین وعدہ کر لو کہ سچ سچ بتا دون گی۔

قمرن۔ یا اللہ اب کہتی تو ہون۔ اور کیونکر کہون۔

بیرسٹر۔ لکھنؤ مین کسی رئیس سے تم سے تو رسم نہ تھی جسکو رشک ہوا ہو کہ ہمارے معشوق کو نواب بھگا لے گئے۔

قمرن۔ باجی جان کے سر پر ہاتھ رکھکر کہتی ہون کسی سے رسم نہین تھی۔ اے ابھی تھوڑے ہی دن سے تو ہم باہر نکلنے لگے تھے۔

آغا۔ ستم ڈھاتی ہو قمرن۔ تمھاری اس صورت نے ہزارون ہی کو مجنون اور دیوانہ بنا دیا ہوگا۔

رخ کو قرآن کہے زلف سیہ کو کالے
مکر سے شیخ تو چلے سے برہمن دیکھے

اختر۔ زلف کے لیے کالے کا لفظ کیا خوب آیا ہے۔

افزون رِش فزہ مین ہے خنجر کی دھار سے
ابرو کی تیغ بھی نہین کم ذوالفقار سے

یہ آپ کی بھوون کی شان مین عرض کیا ہے بی نازوجان صاحب۔

نازو۔ بندگی مہربانی حضور کی۔

اختر۔ اس وقت تم پر عجیب حسن ہے نازوجان۔

ہے سایہ چاندنی اور چاند مکھڑا
دوپٹا آسمانی آسمان ہے

نازو۔ اس وقت بڑے عاشق تن بنکے آپ (ہنسکر) اللہ اللہ ذری قطع تو دیکھے کوئی۔

اختر۔ اس ہنسی کے صدقے سے

گر پڑے پھول کے خرمن پہ یکایک بجلی
ناز سے ہنسکے جو تو جانب گلشن دیکھے

اپنی صورت جو دکھائے کہین وہ ماہ لقا
لب پہ آجائے فرشتون کے وہین صل علی
ہوکے بیتاب کہین ایسا نہ دیکھا چہرا
نور کا کیا ہے خدا نے یہ بنایا پتلا

ہے یہ بیشک چمن حسن کا شمشاد کوئی
نہین انسان ہے یقیناً ہے پریزاد کوئی

سر سے تا سینہ اگر وہ کہین عریان ہوجائے
صبح کی چھاتی پھٹے چاک گریبان ہوجائے
رشک قندیل فلک قبۂ پستان ہوجائے
دیکھے گر زاہد اُسے تارک ایمان ہوجائے

پیٹ کو دیکھکے تم پیٹ کو پکڑے ہی پھرو
ناف جو دیکھو تو گرداب الم مین ڈوبو

مہراج۔ اب ہم سے آپ سے بگڑ ہوا چاہتی ہے۔

اختر۔ اسوقت تو قبلہ بہرہ کھلا ہوا ہے

عاج سے بھی کہین شفاف ہین رانین انکی
ساق یا صاف ہین مثل شمع کافوری

مسخرہ۔ اور جو یون کہو تو کیسا۔

عاج سے بھی کہین شفاف ہے نازو کی ران
صاف کہتے ہین کہ مہراجبلی ہے شیطان

مہراج۔ دُت تیرے مسخرے کی۔

اختر۔ نواب بہادر۔ اب تو بی نازو ہمارے حوالے کر دیجائین۔

بیرسٹر۔ معقول۔ ہوش کی دوا کیجیے۔

نازو۔ (ترچھی چتون سے) کچھ تو آلو تو نہین ہوگیا ہے اختر بختر۔

اختر۔ ہان پھر اُسی طرح گھور کے دیکھ لینا۔

کیون صرفہ نگاہ مری جان ہوگیا
اک تیر اور مین ترے قربان ہوگیا

رندان بے ریا کی ہے صحبت کسے نصیب
زاہد بھی ہم مین بیٹھکے انسان ہوگیا

قمرن نے نواب صاحب کو جو خاموش بیٹھا دیکھا تو اپنے ہاتھ سے جام بادۂ خوشگوار دیکر کہا (بس بے عذر اُٹھا جاؤ) نواب صاحب یہ کہکر پی گئے کہ تمھارے ہاتھ سے زہر بھی پینے مین مزہ آئے۔

کیونکر اُسکی نگہ ناز سے جیتا ہوگا
زہر دے اُسپہ تاکید کہ پینا ہوگا

قمرن نے ہونٹھون کی جانب اشارہ کرکے

اے لب یار جلائے دل کو
واسطہ اپنی مسیحائی کا

مہراج۔ یارو اب اس میکشی کی کچھ انتہا بھی ہے اب ختم کیجیے۔

آغا۔ اس کافر نے ہم مسلمانون کو بھی نامسلمان کر دیا۔

چھمّن۔ اس کافر پر تو بہتان ہے مگر ہان قمرن اور نازو ان دونون کی گردن پر ہمارا خون

ایمان ہے۔

کبھی مسجد مین جو وہ شوخ پریزاد آیا	پھر نہ اللہ کے بندون کو خدا یاد آیا
جلوہ گر کعبۂ دل مین ہے وہ بت ای زاہد	کہکے لبیک یہان عشق خداداد آیا

نازو۔ اللہ کرے اسوقت ذری بادل گھر کے آئے تو اور بھی لطف ہوجائے یہ دو دن جس مصیبت مین کٹے ہین اللہ دشمن کو بھی نہ دکھائے اب تو آج ذری ہنس بول لین پھر تو جو لکھا ہوگا وہ ہووے ہی گا۔

آغا۔ ہان لطف میکشی جبھی ہے کہ پانی پڑتا ہو۔

اختر۔ آیا ہی چاہتا ہے۔

صحن گلشن مین ہے پینے کا ساقی جب لطف	پڑتی ہو کوئی کوئی ابر گہربار کی بوند
زاہدا چشمۂ کوثر ہو مبارک تجھ کو	ہمکو کافی ہے خانۂ خمار کی بوند

نواب۔ بھئی اسوقت میان جلو کو تو بلاؤ۔ بے انکے صحبت کا مزہ کرکرا ہے۔ اور حسن سے تاکید کردو کہ کھانا جلد بھجوائین اور خود بھی آئین۔

اچھے جاکے بیٹھ رہے۔ ع۔

ہر چیز کہ در کان نمک رفت نمک شد

میان جلو حکم پاتے ہی پہونچے۔ حکم ہوا کہ کوئی چہچہاتی غزل سناؤ اور خوب خوش الحانی کے ساتھ۔ انھون نے کہا پیر و مرشد سردی تمام رگ و پے مین پیوست ہوگئی کوئی گرمانیوالی دوا دیجیے تو البتہ یون پھر۔ بیرسٹر نے استعجاب کیساتھ پوچھا (کیا آپ بھی اس رنگ مین ہین) حضرت

بولے واہ میان جلو۔ ع۔

بارے ہمارے دین مین حضرت بھی آگئے

میان جلو چسکی لگا کے تیار ہوگئے اور الاپنے لگے۔

حضرت دل آپ ہین جس دھیان مین	مرگئے لاکھون اسی ارمان مین
عشق جس کشتی کا ہو ناخدا	وہ نہ آئے کس طرح طوفان مین
اس سے پوچھو تم مری آشفتگی	زلف کہدیگی تمھارے کان مین
میرے مرنے کی خبر سنکر کہا	واقعی کچھ بھی نہین انسان مین
گر فرشتہ وش ہوا کوئی تو کیا	آدمیت چاہیے انسان مین
دل کی قیمت اک نگہ ہے اے صنم	آگئے جو آئے ترے ایمان مین
کس نے ملنے کا کیا وعدہ کہ داغ	آج ہو تم اور ہی سامان مین

اتنے مین میان ممن صاحب تشریف لائے اور کارگذاری جتانے لگے۔ حضور قورمہ ہے اور روغنی روٹی اور سویرے کے دو کباب بچے ہوئے تھے۔ کھانے کے قابل تو ہے نہین مگر جلدی مین کیا کیا جائے قمرن بولی یہان تو آنتین قل ہو اللہ پڑھ رہی ہین انکو قابل اور ناقابل کی سوجھتی ہے پیٹ بھرا ہے نا۔ ایک تو یون ہی مارے رنج کے کھانا نہین کھایا گیا۔ دوسرے شراب سے

اور بھی گھر جنی ہونے لگی۔

قمرن اور نازو نے قورمہ اور روغنی روٹی ہزار غنیمت سمجھکر کھائی اور کھاتے ہوئے جھپکی بھی لگائی۔ اور حسن کو دعائین دین کہ عین بھوک کیوقت قورمہ روٹی اور کباب اسقدر جھٹ پٹ بہم پہونچائے۔ یہ صبح کے کباب انکو نعمت سے بڑھکر معلوم ہوتے تھے اور قورمہ تو گرما گرم تھا ہی کھانا کھاکے ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پیا تو قلب کو ذرا تسکین ہوئی مغلانی نے کہا حضور یہ کڑاکے کا فاقہ بہت برا ہوتا ہے۔ اور منہ بھی جھٹا را تو اس موئی سے کالے پانی نے اور کلیجا کھرچنا شروع کیا۔ بارے اتنا اچھا ہوا کہ گوشت روٹی کھالی اور دو نوالے کھاکے پانی پی لیا۔ اب شام تک چھٹی ہے۔

نازو۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اب کیا صلاح ہے۔

نواب۔ اب رونق جنگ کا خط یا تار یا آدمی آئے تو کوئی رائے قائم کرین سیٹھ جی کی بدولت یہ عالیشان مکان مل ہی گیا ہے۔ کوتوال صاحب دفان ہو ہی گئے۔ یہان انکو ناکامی ہوئی۔ مگر دو آدمی چھوڑ گئے ہین کہ خفیہ طور پر نگرانی کرین اور دیکھتے بھالتے رہین۔

نازو۔ اوئی۔ ابھی یہ بخ لگی ہی ہوئی ہے۔

قمرن۔ مین تو دھک سے رہ گئی باجی جان

نازو۔ تو اب کیا ہوگا۔ اور جو لکھنؤ چلو تو کیسا۔

قمرن۔ اے واہ وا۔ تم بھی کیا آنکھ بند کرکے باتین کرتی ہو باجی۔ عین قضا کے منہ جائینگے۔

بیرسٹر۔ بے وہان جائے تو بنے گا بھی نہین کچھ۔

قمرن۔ وہان بھلا کہان سے چھپ سکین گے۔

بیرسٹر۔ ایک کام کرو نواب۔ ان سب کو مرادآباد اُتار دو الموڑے ہوتی ہوئی مرادآباد چلی جائین۔ پہلے سے بندوبست کر لو۔ اگر کوئی معتبر دوست ہو تو اُسکے ذریعے سے انتظام کرنا چاہیے۔ اور جب تک یہ شورش لکھنؤ مین باقی رہے تب تک یہ مرادآباد مین رہین۔

چھٹن۔ ہمارے گرنٹ مین کیون نہ رہین حسن اور میان اختر کے ساتھ مرادآباد ہوکر کانپور مین اُترین اور وہان سے اُنام ہوتی ہوئی ہمارے گرنٹ مین اُتر پڑین کانون کان کسی کو خبر نہ ہوگی۔ مگر ملان انام کے اسٹیشن پر نہ اترین کانپور سے سیدھے فنس یا پہلی پر جائین۔ فنس کی ڈاک لگوا دی جائیگی۔

بیرسٹر۔ یہ تدبیر سب سے بہتر ہے۔ آپ لوگ تو کاٹھگودام کیطرف سے اُترین اور یہ مرادآباد کی جانب سے اور پھر آپ اور یہ کانپور مین ملین اور وہان سے اِن کو چھٹن صاحب اپنے گرنٹ پر لیجائین اور آپ

اور ہم سب لکھنؤ پہونچین مگر سوائے ہمارے آپ کے اور نہ کسی کو معلوم ہوا اور اگر قمرن اور نازو کی ایسی ہی اشد ضرورت ہو گی تو فوراً آسکتی ہین۔ کون مشکل بات ہے۔

قمرن کے دل پر اس تقریر نے تیر کا کام کیا۔ نواب صاحب کی جدائی اور صحبت عشرت کی مفارقت از بس شاق تھی نوابصاحب کیطرف دیکھکر بڑی حسرت سے کہا۔ کیون جی نواب اب ہم جو طرفہ مارے مارے پھرینگے۔ کیا جانے کہان کہان ٹھوکرین کھانی بدی ہین۔ پہاڑ پہاڑ راستہ ہوگا۔ تم ساتھ نہین۔ فقط ہم عورتین عورتین اور میان اختر اور ممن یہ دونون بھی سفر کے کچھ ایسے بڑے مشاق نہین اور پہاڑ کا سفر۔ اور اسمین تنہائی اور اتنا بڑا صدمہ جدائی۔ یہ ہونا کیا ہے۔ میرے اللہ کچھ سمجھ مین نہین آتا یہ دونون بھی تو میرزا پھوہا ہین۔ اختر بیچارے کے تو ہاتھ پانون خود ہی پھول جائینگے اور یہ میان ممن کس مرض کی دوا ہین۔ جلو کو شعر گانے اور سنانے سے مطلب ہے۔ مسخرہ تو موا مسخرہ ہی ہے۔ مہراج بلی کے ساتھ ہم کبھی بھولے سے بھی نہ جائینگے انکو دن دوپہرے بھیڑیا اٹھا لیجائیگا۔ سانپ نظر آئیگا۔ در خفتو نیر بھوت دکھائی دینگے۔ یہ ہم عورتون سے بدتر ہین۔ اس سے بہتر یہی ہے کہ تن بتقدیر جو ہونا ہوگا وہ ہوگا سیدھے راستے سب ہلکے چلو۔

نوابصاحب نے انکو سمجھایا کہ جانی جان بوجھ کے جیتی مکھی تو آدمی نہین نگل سکتا۔ یہین کوئی شک نہین ہے کہ کاٹھگودام مین ضرور دو ایک آدمی اپنے چھوڑ گیا ہوگا۔ آخر نیچے اترینگے تو اسی طرف سے۔ بس یہین مل لینگے تو خواہ مخواہ دیدہ و دانستہ سانپ کے منھ مین انگلی دینی کون عقلمندی ہے۔ ہان یہ البتہ ہو سکتا ہے کہ ہم سب مرادآباد کیطرف سے چلین کہ راستے مین تم کو خوف بھی نہ معلوم ہو۔ یا یہ کرین کہ مین یا چھٹن صاحب یا آغا محمد اطہر بھی تمھارے ساتھ جائین۔ اور سب سے بہتر یہ ترکیب ہے کہ سیٹھ جی سے چار پہاڑی جوان لین۔ مسلح۔ ہتیاربند۔ جو راستے سے خوب واقف ہون اور اختر اور ممن اور دو اپنے سپاہی اور ایک رونا اور آغا صاحب یا چھٹن صاحب کو بھیجدین۔ مزے مین مرادآباد پہونچ جاؤگی ناحق اسقدر ڈرتی اور کانپتی ہو سونا اچھالتے اس پہاڑ پر لوگ چلے جاتے ہین۔

بیرسٹر۔ ارے ابھی اسکا فیصلہ تو نواب ونڈ منگ کے خط آنے پر ہوگا۔ ابھی سوت نہ کپاس کوری سے لٹھم لٹھا۔

نازو۔ افوہ! بڑی مصیبت کا سامنا ہے۔

قمرن۔ مصیبت سی مصیبت ہے۔

مغلانی۔ مولا اپنا فضل کرے۔ ع۔

یا علی مشکلکشا مشکل کشائی کیجیے

قمرن - معلوم یہ ہوتا ہی کہ جتنا ہنسے نہ تھے اتنا رونا پڑیگا!

مغلانی - اے دور از حال ہوی - یہ کیا زبان سے نکالتی ہو علی مشکلکشا سب مشکل آسان کردینگے اللہ کو یاد کیے جایئے -

قمرن - اللہ کو نہ یاد کرین گے تو پھر کس کو یاد کرین گے -

ادھر قمرن اور مغلانی مین یہ گفتگو ہوتی تھی اور ادھر بیرسٹر نواب کو اشارہ کرکے دوسرے دالان مین لے گیا اور کہا مین نے قمرن اور نازو کی وجہ سے صاف صاف نہین بیان کیا کہ انکو ابھی سے کیون ڈرا دون - مگر خوب یاد رکھیے کہ یہ مقدمہ ضرور دائر ہوگا اور قمرن اور نازو اور آپ سب کو عدالت مین جانا پڑیگا یہ آپکا خیال خام ہی کہ نازو اور قمرن مراد آباد مین رہین اور یہان رہین اور وہان رہین تا کجے - بات چھپی نہین رہ سکتی اور اب رونق جنگ کے خط اور آدمی کا انتظار کرکے آپ سیدھے لکھنؤ چلیے اور وہان درفع دخل کیجیے اور دیکھیے کہ وہ کون پاجی آدمی ہی جو آپکے ساتھ دشمنی کر رہا ہی اور لوگون سے کہ سنکر اسکے میان کو راہ پر لائیے جب ایکبار چہرہ شاہی نئے گھن کا دودھ کا دھویا دکھائیے گا تو ایک کیا اگر سو قمرن ہون تو چھوڑ دے اب یہان تضیع اوقات کرنا ہماری رائے کے خلاف ہی - آیندہ جو آپکی رائے ہو - ع -

مصلحت بین و کار آسان کن

قمرن سے ابھی تذکرہ نہ کیجیے کہ وہ ایک نازک بدن عورت ہی - اُسکے شیشہ دل پر ٹھیس لگیگی - مگر غور کرکے کوئی ایسی بات نکالنی چاہیے کہ لکھنؤ تک ہنسی خوشی پہونچ جایئے پھر وہان سمجھ لیا جائیگا - قمرن کو اکیلے چھوڑنا بھی صلاح نہین ہی اور کانٹھ گودام سے ساتھ لیجانا بھی خلاف مصلحت ہی -

ضعف و اختلاج قلب

شب کو دس بجے اسی کوٹھی مین جہان قمرن فروکش تھین کمیٹی کی گئی کہ اب کیا کرنا چاہیے - نواب چھٹن صاحب نے رائے دی کہ بہت بڑی جوکھم تو اب یہ ہی کہ نوالصاحب کی قمرن کو پولیس والے دیکھین اور قمرن کو لا کھنو ساتھ لیجائین اور نواب صاحب بھی ضمانت دیکر لکھنؤ جائین - اس سے تو بہتر یہی ہی کہ قمرن اور نازو کو فوراً کسی جانب سے روانہ کر دیجیے اور انکے ساتھ کافی چوکی پہرے والے ہون اور دو ایک معتبر اور ہوشیار آدمی بھی انکے ہمراہ جائین تا کہ راستے مین کوئی فتور نہ پڑنے پائے - بیرسٹر نے اِن کی رائے سے اتفاق کر لیا اور باہمی مشورے کے بعد یہ صلاح ہوئی کہ آج ہی تارون کی چھاؤن مین نازو اور قمرن الموڑے کے راستے مراد آباد جائین اور وہان سے کانپور ہوکر نواب چھٹن صاحب کے گرنٹ مین رہین اور نواب محمد عسکری صاحب لکھنؤ چلے جائین

جب قمرن کی حاضری کی ضرورت اشد ہو
اسوقت تار بھیجکر قمرن کو بلوالیں چھٹن صنوبر
اور ممن اور اختر اور دو سپاہی اور دو ردوستے
اور مغلانی وغیرہ ساتھ جائیں اور سیٹھ جی
اپنے دو واقفکار آدمی دیں۔ اسی صلاح پہ
کمیٹی ختم ہوگئی اور قطعی رائے قائم کرلی گئی
قمرن کو نوابصاحب کی جدائی اور غیر
مردون کے ساتھ پہاڑ کا سفر کرنا ازبس
شاق تھا۔ اور ناز وجان بھی اس صلاح
سے آزردہ خاطر تھیں کہ نوابصاحب کو تنہا
چھوڑکر چلے جانا شاق تھا۔ اور کیوں شاق
نہوتا یہ چین یہ آرام یہ عیش وعشرت یہ چہل
پہل اور دل لگی اور دولت وثروت اور
امارت کہاں نصیب ہوگی۔

جب سے اس کمیٹی کا حال ان دونوں نے
سنا تھا بہت ہی بے چین اور بیقرار تھیں
مگر یہ بھی دیکھتی تھیں کہ اسکے علاوہ اور کوئی
تدبیر ہی نہیں اور نواب صاحب اپنی آبرو کو
بھی بچانا چاہتے ہیں تمام رات چھوٹے بڑے
سبکو جاگتے اور صلاح ہی کرتے گذری۔

سیٹھ جی نے اپنے گماشتے کو مقرر کردیا
کہ چار بجے کے وقت سب سامان سفر لیس
رہے اور اختر نے ایک فہرست لکھدی کہ
ان ان اشیا اور ادویہ کی ہمکو راستے میں
ضرورت ہوگی اسی کے مطابق گماشتے
نے انتظام کردیا۔

تین بجے شب کے جب چلنے کی تیاریاں
ہونے لگیں تو قمرن اپنے دل میں یہ سوچی کہ
اب قضا کا سامنا ہے۔ اسقدر عرصہ دراز سے
راحت اور آرام کی خوگر ہوگئی ہوں۔ اب
وہ آرام وراحت دل وہ سرور قلب وہ
حکومت وہ چین جان خوش گذران بالکل
خواب وخیال ہوجائے گا۔ پلاؤ اور قورمہ
اور مرغ کے کباب اور فتنجن اور بریانی کہاں
کھانے کو ملیگی۔ وہی مٹھا اور ابالی دال اور ساگ
پھر نصیب ہوگا۔ یہ مغلانی اور مہری اور محلدار
اور ماما اور چھوچھو کہاں خدمت کو نصیب
ہوگی۔ چوڑیوں کا ٹوکرا لے کر گھر گھر گھومنا
ہوگا یہ ہوا دار اور رتھ سے کی سواری کہاں۔
یہ زرق البھڑک پوشاک یہ زرق برق لباس
یہ زربفت یہ اطلس نت نیا جوڑا اب کِسکے
گھر سے لائینگے۔ کبھی میمون کی گون اور سایہ
کبھی بھاری ساری کبھی بیگمات اور
پریزادیوں کی سی تراش خراش اور وضع و
لباس اب وہی موٹا پاجامہ اور میلا ڈوپٹا
گھر میں اور باہر نکلیں تو سفید ساڈوپٹا یا زنگا
ہوا اوڑھ لیا۔ کدرا کا مکان پھاڑ کھائے گا
اسکی صورت دیکھی نہ جائے گی ساس مردار
سے یوں ہی جوتی پیزار ہوتی تھی اب تو
اُٹھتے جوتی اور بیٹھتے لات بات بات پر طعنے
دیگی اور دم بھر بھی نہ بنے گی۔ محلے میں جایا
نہ جائیگا۔ اس سے تو موت ہی آجائے تو
اچھا کہاں اتنے بڑے نامی گرامی نواب
کی صحبت کہاں یہ صورت کہاں رہنے کو

عالیشان کوٹھیان سجی سجائی۔ کہان کدر اکا جھونپڑا اور ٹوٹی چٹائی۔

ان خیالات سے قمرن کا دل بھر آیا اور چونکہ اتنے عرصے سے راحت اور ناز و نعم کی خوگر ہوگئی تھی ضبط نہ کرسکی اور پھر غشی طاری اور وہی پہلی سی بیماری ہو گئی۔ مگر ابکی غش کی حالت پہلے مرتبے سے ذرا زیادہ سخت تھی نواب صاحب نے میان اختر سے کہا کہ حضرت یہ بار بار غش آنا بے سبب نہین ہے آپ تو حکیم سید محمد خانصاحب کے مطب مین برسون لکھنؤ مین تجربہ حاصل کر چکے ہین۔ ذرا تشخیص مرض تو کیجیے کہ اسکا سبب کیا ہے۔

اختر نے مریضہ کی حالت بغور دیکھکر کہا پیر و مرشد غشی ہے اسمین کوئی شک نہین ہوسکتا الغشی ہو حالۃ یتعطل معہا الحس والحرکۃ لضعف القلب۔ ضعف قلب کے سبب سے غشی کی حالت پیدا ہو جاتی ہے حس و حرکت اُس سے بیکار ہو جاتی ہے۔ انسان حس حرکت نہین کرسکتا۔ یہ تعریف اُنپر صادق آتی ہے۔ کھیرا کاٹ کر سنگھائیے اور عطر بدن مین مل دیجیے۔

مغلانی نے دو کھیرے کاٹے اور پھری دو ٹکڑے قمرن کو سنگھانے لگی اور عطر بھی ڈوپٹے مین خوب ملا گیا اور ایک سفید ریشمی رومال کو معطر کر کے قمرن کے گلوبے مصفا مین باندھ دیا اس سے ذرا اور تشفی قلب ہوئی۔

آغا صاحب نے میان اختر سے دریافت کیا کہ ضعف قلب جو باعث غشی ہوا اُس کا کیا سبب ہے۔ اُنھون نے جواب دیا الغشی اسبابہ نوعان۔ غشی کے اسباب دو نوع کے ہین۔ احدہما تحلل الروح وثانیہما اختناقہ غشی کا ایک سبب تو تحلل روح ہے اور دوسرا سبب اختناق روح ہے۔ اختناق یعنی گلوگیر شدن۔ اور سبب اول کی بھی تین قسمین ہین والاول منہا ثلثۃ انواع۔ ایک قسم تو استفراغ کثیر ہے جسمین مادہ زیادہ نکلجاتا ہے احدہا الاستفراغ الکثیر۔ وثانیہا السرور واللذۃ المفرطۃ لان القلب ینبسط فوق عادتہ فیتحلل الروح۔ یعنی دوسری قسم سرور اور لذت کا زیادہ ہونا کیونکہ قلب منبسط ہوتا ہے اپنی عادت سے زیادہ اسلیے روح تحلیل ہوتی ہے واختناق الروح نوعان۔ اور اختناق روح کی بھی دو قسمین ہین۔ احدہما الامتلاء بافراط وخاصۃ من الشراب۔ پہلی قسم امتلاء کا زیادتی کے ساتھ ہونا اور خصوصاً شراب سے۔ وثانیہا غم او خوف مفرط۔ دوسری قسم وفور غم کا ہونا اور خوف زیادہ ہونا۔

نواب۔ تو اسکو آپ کیا تجویزتے ہین۔

چھٹن۔ وفور غم کے سببسے صدمہ ہوا۔ اور غم مین بھلا کون شک کرسکتا ہے۔

اختر۔ اسمین شک نہین ہے کہ یہ اختناق الروح کی دوسری قسم ہے۔ اسمین تفریح اور اشربہ

مبردہ کشراب الحماض والفقاح والنیلوفر
والرمان بماء لسان الثور وماء النیلوفر و
ماء الورد او تجلیب بزر بقلۃ بالمفرحات البارددۃ
الیاقوتیتہ والکافور وغیرہا۔ یہ سب مفید ہین
مین دو نسخے لکھتا ہون ایک لخلخے کا اور ایک
شربت کا سیٹھ جی صاحب یہ دونون تیار
کرا دین تو مہربانی ہوگی۔

سیٹھ۔ بہت خوب (نسخے لیکر خدمتگار کو دیے اور
کہا) جلد تیار ہو کے آجائین (شیخ جی سے کہو
دوائین سب خود دیکھ کے لین۔

مہراج۔ بہت سخت غشی تھی۔ ابھی تک کلی افاقہ
نہین ہے۔

آغا۔ قلب اس صدمے کی برداشت نکر سکا۔

نواب۔ اول تو صدمۂ جانکاہ۔ دوسرے
نزاکت۔ تیسرے عیش مین جسنے زندگی بسر
کی ہو اُسکو یہ صدمہ برداشت کرنے کی
تاب کہان۔

چھٹن۔ واقعی بڑی سخت مصیبت ہے

نواب۔ مصیبت سی مصیبت ہے۔

سیٹھ۔ تو اب تو تڑکا ہو گیا اور تڑکا نہ بھی
ہوتا تو اس حالت مین بھلا سفر کی کون
صلاح دیتا۔

مہراج۔ بھلا اور جو فرض کیجیے کہ مخبری ہو
اور پولیس کو دریافت ہو جائے تو یہ حالت
کیا معنی اس سے بدتر حالت مین جانا ہوگا۔
اس سے تو یہ اچھا ہے۔

بیرسٹر۔ ڈاکٹر کے سرٹیفکیٹ پر منحصر ہے۔ مگر
سول سرجن شاید نہ سرٹیفکٹ دین۔ بہرکیف
نواب صاحب کے مکان مین تو یہ نہین ہین
بس پھر کیا۔ اب تو آج دن بھر طبیعت کا
رنگ دیکھ لیجیے۔

چھٹن۔ مگر ہوئی بری۔

بیرسٹر۔ کیسی کچھ بری ہوئی جناب۔

مہراج۔ سارا بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔

بیرسٹر۔ کھیل تو پہلے ہی بگڑ گیا۔ یہ کہیے کہ سارا
منصوبہ خاک مین ملگیا۔ اب یہ وقت پہاڑ پر
رہنے کا نہین ہے۔ یہ وقت لکھنؤ مین دوڑ دھوپ
کرنے کا ہے۔

سیٹھ جی کا آدمی لخلخہ اور شربت تیار کرا کے
لایا اور اختر کے حکم کے بموجب شربت چٹایا
گیا اور لخلخہ بھی بار بار سنگھایا گیا تو فی الجملہ
افاقہ ہوا۔ اسکے بعد نسخے مین کچھ اور تغیر
و تبدل کیا اور کوئی دس بجے غشی سے
نجات ملی۔

اس عرصے مین ان لوگون مین کسی نے
منھ ہاتھ دھویا۔ کسی نے حمام کیا۔ کوئی چہرنے
پر نہانے گیا اور چونکہ سب پریشان اور
پژمردہ اور افسردہ دل تھے نواب صاحب نے
صرف ارہر کی کھچڑی اور بورانی پکوائی مگر
سراسیمگی کی وجہ سے وہ بھی اچھی طرح نہ کھائی
گئی۔ اختر سے دریافت کیا گیا کہ اب حالت
کیسی ہے انھون نے علے روس الاشہاد بیان
کیا کہ یہ غشی بھی ایسی تھی کہ واقعی اگر اس مین
کوئی جاننے والا اور ماہر فن ہوتا تو جان لیتا

کہ یہ مرض کہانتک بہ سر فساد اور منجر ہو گیا
ہی اب نبض کی یہ کیفیت ہی کہ کبھی تو زاید
اقطار ثلثہ مین ہی یعنی طویل عریض مشرف۔
اور اسی نبض کو عظیم کہتے ہین اور کبھی ناقص
ہو جاتی ہی اقطار ثلثہ مین یعنی قصیر ضیق منخفض
اور اس نبض کو صغیر کہتے ہین۔ اور کبھی قوی
معلوم ہوتی ہی اور کبھی ضعیف القوی ان
یصدمہ العرق الاصابع بقوۃ وان غمز علیہ
لم یبطل حرکتہ بل یدخل فے لحم الاصابع و
یدفعہ عن نفسہ بقوۃ وہذا انما یدرک عند
الانبساط۔ یعنی قوی نبض اُسکو کہتے ہین کہ
رگ کا اُبھرنا انگلیون مین بزور معلوم ہو اور
اگر نبض کو دابین تو حرکت اُسکی نہ باطل
ہو بلکہ نبض انگلیون مین داخل ہوتی ہوئی
معلوم ہو اور انگلیون کو اپنے زور سے ہٹاوے
اور یہ کیفیت انبساط کیوقت ہوتی ہی۔ اور
ضعیف اس نبض کے برخلاف ہوتی ہی یعنی
ان لا یصدمہ الاصابع وان غمز علیہ لم یدخل
فی لحم الاصابع ولم یدفعہ عن نفسہ۔ انگلیون مین
نبض کا اُبھرنا صدمے کے ساتھ نہ معلوم ہو اور
اگر اُسکو دابین تو انگلیون مین نہ داخل ہو اور
اُسکو نہ ہٹا سکے۔

قمرن نے مغلانی سے کہا کہ مجھے ہوقت
سونے کو بہت جی چاہتا ہی۔ اِن سب سے
کہدو کہ ذری رسان رسان باتین کرین
جسمین ہماری آنکھ لگ جائے۔ مغلانی (بہت
اچھا) ابھی اچھی طرح نہ کہنے پائی تھی کہ یہ سب
اُٹھ کھڑے ہوئے اور اختر اد۔ چمن کو وہین
چھوڑکر اپنی کوٹھی مین آئے تاکہ ایک تو قمرن
آرام سے سوئین۔ دوسرے اپنی کوٹھی فرودگاہ
سے ہردم غائب رہنا بھی خلاف مصلحت تھا۔
اختر نے ان سب کے سامنے شربت چٹا دیا اور
کلی کراکے کہا (اب آرام کیجیے۔ یہ شربت
نہایت ہی مقوی دل و دماغ ہی) نوابصاحب
بوسہ لے کر روانہ ہوئے۔ کوٹھی مین آئے
تو تار آیا۔

(احباب کی رائے ہی کہ اب آپکا فوراً چلا آنا
مناسب ہی۔ اتنے مہینے وہان رہ چکے۔ اب گھر
اور جاگیر کے انتظام کے لیے جلد چلا آنا مناسب
ہی بیگم بہت گھبراتی ہین۔ اُنکے نام اپنی خیریت کا
تار بھیجدیجیے)۔

اسی کے ساتھ تار گھر کے چپراسی نے ایک
اور لفافہ دیا۔ جو منشی مہراج بلی کے نام
عصمت اللہ نے بھیجا تھا۔

(یہان بُری بُری افواہین اُڑ رہی ہین
اور لوگ درپے آزار ہین۔ اِسوقت آپ کا
یہان ہونا بہت ضروری ہی۔ کل مسٹر پودر صاحب
اٹارنی ملے تھے۔ اُنھون نے بھی یہی صلاح
دی ہی۔ اب آپ فوراً چلے آئیے ورنہ بات
بڑھ جائیگی۔ جواب جلد میرے نام عنایت کیجیے
تاکہ تسلی ہو۔

بیرسٹر۔ اب سب آپ کو یہی صلاح دیتے ہین کہ
لکھنؤ واپس آئیے۔

نواب۔ آپ کی کیا صلاح ہی۔

بیرسٹر۔ ہماری بھی یہی رائے اور یہی صلاح ہے۔

آغا۔ علیٰ ہذا القیاس ۔ ع ۔

صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست

کیون میان مہراج بلی۔

مہراج ۔ پھر اب خدا کا نام لیکر کوچ بولدو۔

نواب ۔ بسم اللہ جب سب کی یہی صلاح ہے تو کوچ ہی بہتر ہے ۔ یار پہاڑ پر لطف تو خوب اُٹھائے مگر اُستاد ایک بات ہے۔ چلتے چلاتے بُری ہوئی۔

مہراج ۔ بہت بُری ہوئی قبلہ بہت ہی بُری ہوئی۔

آغا۔ اب بھی بات نہ بڑھے تو فبہا ورنہ معاذ اللہ۔

نواب ۔ آپ بھی تو مین اور منحوس لکھے گئے ہین۔

آغا ۔ جی ہان۔ خوردہ نہ بردہ ناحق درد گردہ۔

نواب ۔ ارے بھئی آخر دل لگی چہل تو کرتے تھے ۔ مذاق مین تو شریک ستھے گھورتے تو تھے۔

آغا۔ تو یہ اُسکی سزا ملی۔

چھٹن ۔ ہم تلوہ بچگئے حضرت۔

مہراج ۔ مین نہ دھر وادونگا قبلہ کہ پہلے دن چھٹن صاحب ہی کے مکان پر بی نازو بلوائی گئی تھین ۔ اور مین اپنی لاعلمی ظاہر کردونگا کہ حاشا مین کچھ نہین جانتا ۔ بندہ ہیچ نمیداند بندہ را خبری نیست کہ نازو کیست و قمرن کدام ست دبر کہ مقام می ماند. تو او چہ صورت دارد و این چہ شکل داشتہ من فقیر درویش را با نازو و قمرن زنکہ ہائے چہ کار بار۔

حاجت بہ کلاہ تتری داشتنت نیست
درویش صفت باش و کلاہ تتری دار

آغا۔ دونون مصرعون مین تتری۔ آپ کی ایسی کی تیسی۔

نواب ۔ انجام بخیر ہو تو بات ہے ورنہ یہ سب مذاق اور دل لگی بھول جائیے گا جناب ع

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے

بُری گھڑی سے خدا بچائے ۔ بُری گھڑی اللہ کبھی نہ دکھائے ۔ اب اس پریشانی کو دیکھیے کہ پردیس کا تو واسطہ ۔ اپنا نہ پرایا انسان کو جنون نہ ہو جائے تو تعجب ہے ۔ پھر یہ کیا کم ستم ہے کہ قمرن جان بیچاری کی یہ ردی حالت ہے ۔ غش پر غش آتے ہین اور جرم ایسا سنگین کہ سات برس قید سخت با مشقت اُف کلیجا دہل جاتا ہے بخدا کہ یا الٰہی یہ مصیبت کیونکر رفع ہوگی مہراج بلی بھی سانے گئے آغا صاحب کی ٹنگڑی بھی لی ۔ اختر کو بھی پھانس لیا عالمگیر قتل ہے۔

خدمتگار نے ڈاک حاضر کی ۔ سب کے پہلے نواب رونق جنگ کے بیرنگ خط کو انھون نے کھولا اور بڑے شوق سے پڑھا۔

مائی ڈیر نواب محمد عسکری بہادر ۔ نینی تال مین تو یار تم نے یہ بڑی کارستانی کی کہ اُس موذی کو قمرن اور نازو کا پتا ہی نہ معلوم ہوا

کوٹھی مین جو طرفہ دیکھا کہین پتا ہی نہین
اپ ناز و اور قمرن ہون تو کچھ کارروائی کر سکے
جب وہی نہین تو کارگذاری کیسی۔
یہان بجرنگ بلی سے دکھڑا روتا تھا کہ اُن
لوگون نے ناز و اور قمرن ہی کو نہین چھپا
دیا بلکہ منشی مہراج بلی کو بھی غائب کر دیا۔ اُسکو
وہان کسی گرو نے یہ سمجھائی ہو کہ ناز و اور قمرن
کو لیکر منشی مہراج بلی لکھنؤ پہونچے اور روپوش
ہین۔ مین نے بجرنگ بلی کو سمجھایا کہ تم ان
لوگون کو اور بھی زیادہ گمراہ کر دو اور کہو
ناز و اور قمرن بیشک لکھنؤ داخل ہو گئی ہین
تاکہ وہان تم کو کارروائی کرنے کا کامل موقع
ملجائے۔ اب آپ بخط راست روانہ لکھنؤ
ہون۔ اسی مین خیر ہی ورنہ اور کسی مین خیر
نہین۔ وہان کا قیام اب محض فضول ہی فریزر
صاحب آجکل ڈپٹی مجسٹریٹ ہین اُنسے بھی آکے
ملیے آپکو پوچھتے بھی تھے۔ مگر اُنسے اِسکا ذکر کرنا
بندہ نامناسب سمجھا۔
کدرا کہتا پھرتا ہی کہ (مین کمرن کو ایک
لاکھ پر بیچتا ہون) یعنی نواب صاحب ایک
لاکھ روپیہ دین تو فارغخطی لکھدے۔ اِسکے
یہ معنی کہ ڈھرے پر آجاتے تو عجب بھی
نہین۔ گو ابھی لاکھ روپیہ کی فرمایش ہی مگر
عجب نہین کہ دو چار سو پر راضی ہو جائے
ٹکے کی اوقات۔ اُسکو یک مشت چار پانچ سو
کی رقم کیا زہر ہی۔
مفصل حالات سے اطلاع دیجیے بلکہ
کسی آدمی کے ہاتھ خط لکھکر بھیجیے۔ یہان
بجرنگ بلی کے سبب سے کل حالات معلوم
ہوگئے جاتے ہین۔ مین برابر ٹوہ مین رہتا
ہون۔ اور ہر بات کا دفع دخل کرتا ہون
مگر ابھی تک یہ نہین کھلا کہ کون ذات شریف
در پردہ ہماری تخریب کے درپے ہین اِتنا
سُنا ہی کہ کوئی نواب صاحب ہین۔ نام پھر
معلوم ہو جایا چاہیے۔ بس پھر اللہ دے اور
بندہ لے۔ عمر بھر کو یاد کرے کہ ہان اچھے گھر
بیعانہ دیا تھا۔
منشی مہراج بلی صاحب کی خدمت مین
تسلیم۔ خبر ہی کہ نازو کے میان کی بھی تلاش
ہو رہی ہی۔ حالانکہ اُسکا کہین پتا ہی نہین
ہی مگر دو ایک ذات شریف کسی ایرے غیرے
بچکلیان کو اُسکا مصنوعی میان بنا کے اُسکی
جانب سے بھی نالش داغنے والے ہین مگر
اس کارروائی مین منہ کی کھائینگے۔
آغا محمد اطہر صاحب کی بھی فکر ہو رہی ہی
کہ اُنکو بھی پھانسین ایک نواب چھٹن صاحب
تو البتہ بچگئے۔ انکی رتی بلند ہی ایسر جو قلم نہین
آئی۔ اور کسی کو نچھوڑا۔ مگر ایک بات یاد
رکھیے۔ کہین یہ سمجھکر کہ اب تو کوتوال تحقیقات
کر کے چل ہی دیا اب کیا خوف ہی ایسا نہو
کہ آپ پھر قمرن کو اپنے مکان مین داخل
کیجیے۔ اس موقع پر آپ کو بڑی احتیاط
سے چلنا چاہیے۔ عاصی رونق جنگ الخ۔
اِسکے بعد مہراج بلی نے بجرنگ بلی کا خط

جو بذریعۂ رجسٹری آیا تھا پڑھکر سُنایا۔
جناب قبلہ وکعبہ۔ یہان کے حالات ناگفتہ بہ ہین اور مخالفونکی شورش بحدسے ہے۔ وہ لوگ اب آپ کی بھی فکر مین ہین مگر۔ ع۔

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

یہان خبر مشہور ہے کہ نازو اور قمران کو لیکر آپ لکھنؤ مین آگئے ہین۔ ذرا بہت ہوشیاری سے آئیے گا۔ مسماۃ کا ساتھ لانا خلاف عقل ہے۔ بعد ملاحظہ خط چاک فرمائیے
فدوی بجرنگ بلی

بیگم صاحبہ کی پریشانی

آج صیاد جفا پیشہ نے کیا گل کترے
دور لیجاکے چمن سے پر بلبل کترے

نواب نادرجہان بیگم تو اس فکر مین تھین کہ پر لگا کر اڑکے نینی تال پہونچین۔ نواب کو عرصۂ دراز سے نہین دیکھا ہے اُنسے ملین۔ قمران اور نازو کا رنگ پھیکا کرین۔ پہاڑ کی سیر سے سیر ہون۔ کبھی اپنے دولھا بھائی نواب رونق جنگ بہادر سے اصرار کرتی تھین کہ تم بھی چلو اور ہماری بہن کو بھی اجازت دو۔ کبھی رشتے کی اور عورتونسے وعدہ کرتی تھین کہ تمکو بھی لے چلینگے غرضکہ نواب کی اتنے دن کی جُدائی اور سوتیاڈاہ کے صدمون کے بعد اب خدا خدا کرکے عیش وطرب سے دوچار ہونے کو تھین مگر برق حوادث نے یکایک خرمن عشرت کو جلا دیا عیش وعشرت اور خوشی وشادمانی مبدل بہ رنج والم ہو گئی۔

نواب نادرجہان بیگم نازونعم پروردہ رنج والم کی خوگر نہین اگر خوگر ہوتین تو خیر بقول داغ۔

شادی وغم ہم کو یکسان ہوگئے
آہ سے غمگین نہ خوش ہین واہ سے

غم بھی برداشت کرلیتین۔ مگر کچھ ایسی خبر بد انھون نے سنی کہ چہرے کا رنگ فق اور کلیجہ شق ہو گیا۔ یعنی ایک روز صبح کو بیگم صاحب فہرست لکھ رہی تھین کہ کون کون آدمی ہمراہ جائیگا اور کس کس شئے کی وہان ضرورت ہوگی گھر کی ملازم عورتین اور پاس پڑوس کی دو چار شریف زادیان جو انکے ہان آتی جاتی تھین غور سے سنتی تھین کہ دیکھین کس کس کو ہمراہ لیجاتی ہین کہ دفعۃً دربان نے باہر سے آواز دی اور مہری نے آکے عرض کیا کہ نواب عفت آرا بیگم کی فنس آئی ہے اور معاً مہریان فنس کو محلسرا کے اندر لے آئین۔ بیگم صاحب نے جو اپنی بہن کے چہرہ پر نظر ڈالی تو اُداس پایا۔ کھٹک گئین کہ کچھ دال مین کالا کالا ضرور ہے مگر اسقدر تاب وتوان اور جرأت اپنے مین نہ پائی کہ سبب دریافت کرین۔ مغلانی مہری پیش خدمت خواص سب بشرے سے تاڑ گئین کہ کوئی سانحہ ضرور سنینگی مغلانی نے نواب عفت آرام بیگم کیطرف مخاطب ہوکر

کہا - حضور کا مجاز کیسا ہی اللہ اپنا فضل کرے یہ آج دشمنون کے چہرے پر اداسی کیون پائی جاتی ہی - یا اللہ خیر کیجیو -

عفت - اللہ تمھاری دعا کو تاثیر دے -

راوی - اس فقرے پر اور بھی سب کھٹکے -

مغلانی - سرکار -

عفت - ہوش ٹھکانے نہیان ہین -

راوی - اب اِن سب کو اور بھی یقین ہوگیا کہ کوئی بڑی بڑی خبر سننے والے ہین اور یہ بھی یقین ہوگیا کہ نینی تال سے کوئی خط آیا ہوگا کیونکہ اگر نواب عفت آرا بیگم سے ہان کوئی بات ہوئی ہوتی تو وہ خود نہ دوڑی آتین نادر جہان بیگم کو اپنے ہان بلواتین - درد دل سناتین - انکا خود آنا اس بات پر دال تھا کہ نینی تال مین کچھ گل ضرور کھلا ہے -

عفت - مگر گھبرانے سے کیا ہوتا ہی - ہوگا وہی جو اللہ کو منظور ہی - اُسکی کریمی کے صدقے وہ بڑا کارساز ہی -

مغلانی - سچ ہی حضور فضل اور کرم کرتے ہوے اُسے ایک پل کی دیر نہین لگتی -

بیگم - نینی تال مین تو خیریت ہی -

عفت - جان اور مال پر تو جوکھم نہین ہی مگر آبرو کو اللہ بچائے - مقدم عزت اور آبرو ہی -

بیگم - اب کہہ ڈالو باجی جان -

ع - (عفت) کیا کہون بہن -

مغلانی - حضور اتنا بتا دین کہ ہماری سرکار کہان ہین -

ع - ہین تو ابھی نینی تال ہی ہین مگر اس موئی چوڑی والی قمرن کے میان نے بڑا ادودھم مچا یا ہی -

مغلانی - اللہ خیر کرے -

ع - اُس نے یہان چوکی پر لکھا دیا ہی کہ میری جورو کو نواب عسکری صاحب زبردستی بھگا لے گئے -

مغلانی - کسو نے بہکا دیا ہوگا - پھر اب کیا ہوگا -

ع - اب سنتی ہون یہان سے کوتوال جائیگا

ب - دو لہا بھائی کو بلوا لیجیے - میرے قلب کا اِسوقت عجب حال ہی - کسی طرح چین نہین آتا ہی - دل پہلو مین گھبراتا ہی -

ع - وہ خود آتے ہونگے -

مغلانی - ہان اُنسے یہ تو پوچھ لین کہ چوکی سے جو کتوال (کوتوال) گیا ہی وہ وہان کیا کرے گا -

ع - وہان تلاشی ہوگی - اور جو قمرن ملی تو اُسکو گرفتار کرلا ئینگے -

مغلانی - مگر یہ تو نوابی مین بات تھی - اب تو جو کوئی عورت کہدے کہ ہم فلان سے راضی ہین تو جس کے ساتھ چاہے رہے سہے - کوئی نہین پوچھتا -

ب - یہ کنواری بن بیاہی کے لیے ہی جو بالغ ہو بیاہتا نہین کہہ سکتی - مین سوچتی ہون کہ یا اللہ جو کہین نصیب اعدا قید ہوگئے تو -

راوی - پورا فقرہ نہ کہنے پائی تھین کہ آنکھوں

آنسو ڈبڈبا آئے اور جون جون عورتین انکو سمجھاتی تھین کہ اللہ پر شاکر رہیے ذرا دل کو قابو مین رکھیے اور بھی پھوٹ پھوٹ کے روتی تھین۔

ع۔ بہن اِس سے کیا ہوگا۔ اور دلکو زیادہ دُکھ ہوگا مگر ہوئی بہت بُری۔

بیگم صاحب نے ایک آہ سرد کھینچی اور لیٹ رہین۔ طرح طرح کے خیالات اِنکے دل مین جگہ پاتے تھے۔ اور بہت ہی پریشان تھین۔ اِسی حالت اضطرار خاطر و پریشانی مین نیند آگئی۔ تو نواب عفت آرا بیگم اور سکینہ خانم (محلّے مین رہتی تھین) اور مغلانی اور کئی اور عورتون مین باتین ہونے لگین۔ عفت آرا نے اپنی بہن کی پلنگڑی سے ذرا دور ہٹ کر کہا کہ بڑے غضب خدا کی تو یہ بات ہی کہ دشمنون کے کان بہرے اِسمین خدا نخواستہ خدا نخواستہ (بہت آہستہ سے) سات برس کی قید ہی۔ سات برس کی قید کا نام سُنکر سب کانپ اُٹھین اور تھر تھرانے لگین کہ خدا خیر کرے اپنے اپنے خیالات اور اپنی اپنی ملت اور عقیدے اور صحبت کے اثر کے مطابق سب منتین ماننے لگین۔

۱- پیر دیندار کا کونڈا۔
۲- بابا فرید کا چلّا۔
۳- سید احمد کبیر کا جھاندا۔
۴- مشکلکشا کا دونا۔
۵- ہٹیلے کا مرغا۔
۶- شیخ سدو کا بکرا۔
۷- شہید کا ملیدا۔
۸- بی بی کی پوڑیا۔
۹- پریون کا طبق۔
۱۰- خواجہ خضر کا دلیا (ناو چڑھتی ہی)۔
۱۱- حضرت عباس کی حاضری۔
۱۲- سید سالار کے آکھوے (آسنے کے پکتے ہین)

الغرض۔ ع۔

فکر ہرکس بقدر ہمت اوست

مگر حضرت عباس کی حاضری اور مشکلکشا کے دونے کی منت زیادہ مانگی گئی تھی۔

اتنے مین نواب رونق جنگ بہادر کے آنے کی خبر ہوئی جو پردہ کرتی تھین وہ پردے مین ہوگئین ایک شہ نشین مین نواب صاحب فرش مکلف پر بیٹھے۔ سُنا بیگم صاحب ابھی روتے روتے سو گئی ہین۔ اِنھون نے اپنی بیوی سے شکایت کی کہ تمنے نادر جہان بیگم سے صاف صاف کیون بیان کر دیا۔ تسلّی دینا درکنار صاف صاف کچّا چِٹّھا کہ سُنایا فقط اتنا کہنا کافی تھا کہ قمرن کے میان نے تھانے پر لکھوادیا ہی اور پولیس والے تحقیقات کو جاتے ہین مگر انکو اطلاع دیدی گئی ہی۔ وہ ہوشیار رہو رہین گے اور قمرن اور نازو کو ہٹا دین گے۔ بس کچھ بھی نہ ہوگا۔

عفت آرا بولین (اے ہمارے تو
حواس درست نہین ہین اور جھوٹ بولنے
سے کیا فائدہ - ہم نے بس ایک بات تو
پوشیدہ رکھی ہے - یہ نہین بتایا کہ خدانخواستہ
اسمین دشمنون کیلیئے قید بھی ہے - مگر انھین نے
خود ہی پوچھا اور قید کا لفظ سُنتے ہی
آنکھون مین آنسو بھر آئے اور روتے روتے
سو رہین - تم کو کئی بار پوچھا اور کہا اُن کو لاؤ
تو ہمکو تسلی ہو ہنستے کہا اب آتے ہی ہونگے
اب آنکھ لگ گئی ہے جگانا نامناسب ہے کیا
کوتوال دوڑ لے کے گیا ہے -

رونق - ابھی نہین - مگر -

ع - تم قسم کھا کے سچ سچ بتاؤ کہ اب
کیا ہونا ہے -

رونق - ہونا کیا ہے - کچھ نہین - تار اور خط
اور آدمی بھیج ہی دیا ہے - دمبدم خبر پہونچتی
جاتی ہے - قمرن اور نازو کو اُنھون نے
اپنی کوٹھی سے ایک اور مکان مین بھیجدیا
ہے - وہان چوکی پہرا رہتا ہے - کسی کو کانون
کان خبر بھی نہ ہونے پائی اور قمرن اور نازو
کھٹ سے الگ ہوگئین - اب کیا خوف ہے
ڈر تو سارا یہی تھا کہ مبادا قمرن اور نازو
نواب کی کوٹھی مین پکڑی جائین - اسمین
بڑا ہی فضیحتا ہوتا اور جرم ثابت ہوجاتا -
پھر کچھ بھی بنائے نہ بنتا - اب کیا ڈر ہے
کوتوال صاحب آئے ہین - آئین - سر
آنکھون پر - تلاشی لینگے - بسم اللہ - قمرن کو آپ
جانتے ہین - کون قمرن؟ حاشا! ہم نہین
واقف ہین - نازو کہان ہے - کیسی نازو -
یہ آپ کیسی بہکی بہکی باتین کرتے ہین - کوتوال
صاحب - نازو اور قمرن کون اور ہماری
کوٹھی سے کیا واسطہ - اپنا سا منھ لیکر رہجائینگے
اب شہر مین اِدھر اُدھر دریافت کرینگے وہان
کون جاتا ہے -

ع - تم بھی کیا باتین کرتے ہو - کیا کلھیا مین
گڑ پھوڑا ہے یہان سے وہان تلک کون
نہین جانتا کہ قمرن اور نازو دونون نواب صاحب
کے ساتھ گئین ہین -

رونق - اگر سب کے سب جانتے ہوتے تو
ابتک قمرن کا میان یون چپ چاپ بیٹھا رہتا

ع - اب کیونکر بات پھوٹی -

رونق - دیکھو یہ بھی دریافت ہوجائیگا -

ع - اور جو کوتوال وہان یہ پوچھ بیٹھے کہ
آپ کے ساتھ جو عورتین رہتی تھین وہ کہان
چلی گئین -

رونق - کیسی عورتین - ہمارے ساتھ کوئی عورتین
نہین آئی تھین - اور یون رئیس کی ڈیوڑھی
ہے امیر کا گھر ہے انعام لینے گانے ناچنے
سب ہی قسم کے لوگ آیا کرتے ہین رئیس
کا دل دس پانچ روز لگا لیا - نیچ کے معاملون مین
آپ دخل دینے والے کون -

ع - تو قمرن اگر اُن کی کوٹھی مین گرفتار ہو
تو جرم ہے اور جو کہین اور پکڑی جائے تو کوئی
جرم نہین ہے -

رونق - پھر صرف اتنا ہی کہ اگر ناز داور قمرن بلکہ ناز و سے کوئی بحث نہین ہی اگر قمرن نواب صاحب کے مکان مین ملے تو نواب مجرم ہین اور اگر قمرن کہین اور ملے تو پولیس والے اسکو اپنی حراست مین لکھنو لے آئین۔
ع - اگر انکو نہ لکھا ہو تو اب لکھ بھیجو۔
رونق - تار پر تار اور خط پر خط گئے ہوئے ہین اور آدمی بھی بھیجا گیا ہی۔
راوی - یہ اُسوقت کا ذکر ہی جب لکھنو سے سب انسپکٹر روانہ نینی تال ہو چکا تھا مگر وہان کا حال کچھ نہین معلوم ہوا تھا۔ نواب رونق جنگ نے کئی دن تک اپنی بیوی سے یہ راز چھپایا تھا مگر آخر کار مصلحت اسی مین دیکھی کہ کچا چٹھا کہہ سنائین۔
ع - (آبدیدہ ہوکر) ہمارے قلب کو تو تب تشفی ہو جب ہم عسکری دولھا کو اپنی آنکھون دیکھین چاہے قمرن اُن سے چھن جائے چاہے جہنم مین جائے مگر اُنپر آنچ نہ آنے پائے۔
رونق - وہم کی دوا تو لقمان کے پاس بھی نہ تھی - وہم کا تو کوئی علاج ہی نہین ہی۔ مگر میرے نزدیک اسمین کچھ ہونا ہوانا نہین ہی - اگر نواب عقل سے کام لین اور قمرن کو اُسکے میان کے گھر جانے دین اور اُسکے میان کو روپیے سے خوش کر دین تو اس سے بہتر کیا ہی اور اگر اُسپر ایسے ریجھے ہوئے ہین کہ ایک دم بھر بھی جدا نہین ہو سکتی تو کسی مکان مین اسقدر چھپا کے رکھین کہ کسی کو کانون کان خبر ہی نہ ہونے پائے مگر بہتر تو یہی ہی کہ اب زیادہ فضیحتا نہ اُڑائین اور اُسکے عشق کو تہ کر رکھین اور یہ بات دل لگی نہین ہی۔
ع - چاندسی جورو گھر مین موجود ہو کر ذراسی بات کے لیے اپنی جان اور اپنے عزیزون کی جان گھلانا کسنے بتایا ہی۔
رونق - اپنی بہن کی ذرا تسلی کرتے رہنا۔
ع - اور میری تسلی کون کریگا۔
رونق - یہی تو تم عورتون کی جہالت ہی بھلا گھبرانے اور رونے پیٹنے سے کیا ہو سکتا ہی - تدبیر وہ کرنی چاہیے کہ مطلب براری ہو۔
اتنے مین نواب نادر جہان بیگم کی آنکھ کھلی خواصون نے عرض کیا کہ نواب رونق جنگ تشریف لائے ہین ۔ مضطر و بیقرار ہو کر پہلی بات اُنسے یہی پوچھی کہ (اسکا انجام کیا ہونا ہی) رونق جنگ نے کہ فہمیدہ اور دور اندیش آدمی تھے نہایت سہولت کے ساتھ جواب دیا کہ (ایسے تردد کا مقام نہین ہی بہن کسی کم بخت دشمن نے اُسکے میان کو ورغلانا ہی۔ وہ پنج قوم باجی آدمی ہی۔ ٹکے کی اوقات۔ بھلا اُسکے کیے کیا ہو سکتا ہی۔ ہان روپیہ البتہ صرف کرنا ہوگا اور یہ کوئی بڑی بات نہین۔ چاہے دس ہزار روپیہ پلیٹ جائے تو کیا پروا ہی۔ اب تو ایک بات ہو گئی۔ اب جس بلا مین بالفعل مبتلا ہین اُس سے چھٹکارا پانیکی کوشش

کرنی چاہیے۔ مین نے تو تمھاری بہن کو سمجھا دیا
کہ نواب عسکری کو لکھ بھیجا ہی کہ قمرن کو اپنے
مکان مین نہ رکھو۔ کوتوال جب قمرن کو نہ پائیگا
تو واپس آئے گا۔ بس چلو ختم شد۔ مزیدے
بران نیست کہ کوتوال صاحب کی کچھ خدمت
کر دیجائیگی۔ ع۔

این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر

بیگم صاحب نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ دولھا
بھائی اگر دس ہی ہزار پہ بلا ٹلتی ہی تو بلا سے
مین خود ہی یہ روپیہ اپنے پاس سے دیدونگی
مگر کسی اور پر آنچ نہ آنے پائے۔ دس ہزار
اُنپر سے نچھاور کردونگی مگر کسی طرح انکو اب
یہان بلوا لو۔ میرا دل گھبراتا ہی۔ جی بے قابو
ہی کہ یا اللہ کیا ہوگا۔ عورت کا واسطہ اور
پھر بیاہی عورت۔ اور پیچ توم۔ عزت آبرو
کسی کے ساتھ بھاگ جانے اور پکڑ آنے اور
نالشم نالشا ہونیکا ذری لحاظ نہین۔ ایسی
ہرجائی کے ساتھ بدنام ہونا کیا کم بے آبروئی
ہی۔ ہمین اللہ موت بھی نہین دیتا۔ زہر کھانے
کو جی چاہتا ہی۔ کہ تھوڑی سی سنکھیا کھا کے
مرجاؤن اگر کوئی اور ہوتی تو خیر مگر یہ پیچوڑی
والی کے ساتھ بدنام ہونا اِس سے زیادہ
ذلت اور کیا ہوگی۔ سچ یون ہی کہ اِن یا تو نکا
نتیجہ یہی ہوا کرتا ہی۔ بُرے کام کا بُرا انجام
اب تو جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ مگر آئندہ کیلیے
احتیاط چاہیے اور اب آپ لوگ یہ بندوبست
کیجیے کہ کسی طرح بات اور نہ بڑھنے پائے اور جو

ذلت ہوئی ہی بس اُتنی ہی رہے۔

رونق۔ تم خاطر جمع رکھو۔

ع۔ اب مین اُنکو سمجھا دونگی۔

ب۔ باجی مین کیا کہون آپ سے۔

رونق۔ تم ذرا بھی نہ گھبراؤ بہن۔ ہمارا ذمہ ہی
جو کچھ بھی ہو۔ ہاتھ کٹوا ڈالون۔

ب۔ مین تو کچھ کہتی بھی نہین ہون۔ اندر ہی
اندر پھنک رہی ہون۔ دل ہی دل مین۔ مگر
کرون کیا۔ آج یہ طیاری کر رہی تھی کہ
نینی تال کس کس کو ساتھ لیکر جاؤن یہ فہرست
لکھ رہی تھی کہ بس یہ آئین۔ انکی صورت
دیکھتے ہی مین بھانپ گئی کہ کچھ فتور برپا ہوا
ہی۔ اور تاڑ گئی کہ ہو نہ ہو نینی تال سے کچھ
خبر آئی ہی۔ مین تو پہلے یہ سمجھی تھی کہ شاید قمرن
کے ساتھ عقد ہو گیا اِسکا تو مجھے ذری بھی گمان
نہ تھا کہ وہان دوڑ جاتی ہی اور اُسکے میان
نگوڑے نے ہاتھ پاؤن نکالے ہین۔ غرضکہ
ہر طرح کڑھنا ہی۔ اور لوگون کے طعنے الگ
سننے ہین۔ پھر یا قسمت یا نصیب۔ اب بُلوا
لیتے تو اچھا تھا۔

رونق۔ اب وہان کیا کرین گے آتے ہی
ہون گے۔

ب۔ وہان تنہائی مین رہنا ٹھیک بات
نہین ہی۔

عورت کی آنچ بڑی بُری آنچ ہوتی ہی
پردیس کا واسطہ مبادا قمرن کا میان بدی پر
آمادہ ہوجائے۔

رونق ۔ کیا ۔ بھلا کوئی عقل کی بات ہے ۔ جو ایسے ہوتے ہین ان کے تیور ہی اور ہوتے ہین ۔ یہ جوڑی والا کیا کھا کے برابری کریگا ۔

ب ۔ مجھے سب سے زیادہ اسی بات کا ڈر تھا کہ جورو کے غم مین کہین وہ اپنی جان پر نہ کھیل جائے ۔

رونق ۔ لاحول ولا قوۃ ! ایک ڈانٹ مین تو تھر تھر کانپنے لگے ۔ جان پر کھیل جانا بڑے سورماؤن کا کام ہے ۔ لے اچھا مین تو اب رخصت ہوتا ہون اور تمھاری بہن یہان ایک ہفتے تک رہینگی ۔ ہمنے اجازت دیدی ہے ان کا یہان رہنا ضروری امر ہے جسمین تم گھبراؤ نہین ۔

یہ کہکر نواب رونق جنگ رخصت ہوئے اور بیگم صاحب نے تھوڑی دیر کے بعد نواب محمد عسکری کے نام یہ خط لکھا ۔

نواب تمھین حسین کی روح کا صدقہ ۔ اس خط کے دیکھتے ہی چلے آؤ ۔ کیا یہان دوسرا خدا ہے ۔ معاذ اللہ ! وہان اکیلے ہو کوئی بات کرنیوالا سمجھانے والا اصلاح مشورہ دینے والا بھی نہین ہے ۔ اور جو ہین وہ خود اسی بلا مین گرفتار ہین ۔ سب اسی مقدمے مین پھنسے ہوئے ۔ کوئی مجرم کوئی جرم کا معین کوئی گواہ ۔ مین یہ سب باتین سن چکی ہون ۔ ابھی دولھا بھائی آئے تھے بہت کچھ دلاسا دے گئے ہین ۔ اور باجی جان کو نہین چھوڑ گئے ہین کہ ذرا تسلی تو ہو گی ۔

اُنکی رائے تو یہی ہے کہ تم اب اِن جھنجھٹ کو چھوڑو اور اُس موئی جوڑی والی کو دفعا بلاؤ ۔ اور اُسکے میان کمبخت کو خوش کر دو جسمین یہ فضیحتا تو رفع ہو اور یہ فضیحتا جبھی رفع ہوگا جب وہ موئی دفان ہو گی تمھین کیا ہو گیا ہے نواب ۔ ہائے مین کسطرح سمجھاؤن مین خوشیان کر رہی تھی کہ کل پرسون نینی تال جاؤنگی کہ یہ سنائی سنی ۔ پاؤن تلے سے مٹی نکلگئی کہ یا امداد کیا ہوگا ۔ ع ۔

بے رضائے تو یکے برگ نجنبد ز درخت

میرے دل پر جو گذرتی ہے اُسکا حال خدا ہی کو معلوم ہے اور تم کو بھی زیادہ نہین لکھ سکتی کہ پردیس مین ہو اور خود نصیب دشمنان پریشان اور سراسیمہ ہو اگر آؤ تو مجھے جلا لو ورنہ ؎

کس مصیبت سے بسر ہم شب غم کرتے ہین
رات بھر نالۂ صنم ہائے صنم کرتے ہین

اس خط کا جواب تار پر بھیجنا یا اگر خط بھیجو تو سچا وعدہ کرنا کہ کس تاریخ کو روانہ ہوگے ۔ ایسا نہ ہو کہ ؎

تیرے اقرار مین انکار تری ہان مین نہین
عہد مین عہد یہ پیمان کسی پیمان مین نہین

تم نے جتنے وعدے کیے تھے سب لغو نکلے ۔ ایک بات بھی پوری نہوئی مگر اب اگر تم جھٹ پٹ نہ آگئے تو میری جان پر بنیگی اور اگر زندہ بچی تو عمر بھر کی شکایت ۔ یہان اُسکے میان نے بیٹھے بٹھائے عجب گل کھلایا

اور وہ کیا کرے جس کسی کی بہو بیٹی کو بھگا
لیجاؤ گے وہ دشمن ہوگا یا نہوگا۔
تمھارے ساتھ جو لوگ گئے ہین وہ بھی
سب تمھارے ہی طرز کے ہین۔ کوئی نصیحت
کرنیوالا نہین۔ اور نصیحت تم مانتے کسکی ہو۔
تم کو تو اسوقت وہی لوگ اپنے دوست
معلوم ہوتے ہونگے جو اُس موئی مہارن
کی تعریفین کرین اور جو کوئی تم کو سمجھائے
تو اُس کو اپنا دشمن سمجھنے لگو۔ بس اُسی
بچھل پائی موئی ہرجائی کی صحبت نے
یہ کیا ؎

خاک مین اُسکی محبت نے ملایا تمکو
خاک مین اُسکی ہی اُلفت نے ملایا تمکو
خاک مین اُسکی ہی شفقت نے ملایا تمکو
خاک مین اُسکی ہی صحبت نے ملایا تمکو

قہر ہی ظلم ہی بیداد ہی آفت یا ری
ایسی صحبت سے ستمگر کی بچے یا ری

اسقدر لکھ چکی تھی کہ آنکھوں سے اشک
جاری ہوگئے اور آدھ گھنٹے تک رویا کی۔
اب پھر آنکھین دھو کے لکھنے بیٹھی ہون۔
مگر اندھیر اچھا یا ہوا ہی خط لکھکر بند کیا اور
اور حکم دیا کہ کہو رجسٹری کراکے روانہ کرین
مغلانی۔ حضور ایسی تو کوئی بات نہین لکھدی
کہ گھبرا اُٹھین۔
ب۔ نہین۔ بہت سنبھل کے لکھا ہی۔
م۔ لونڈی نے اسوجہ سے ٹوک کے پوچھا
کہ مکبادا حضور مارے گھبراہٹ کے ایسی پریشانی

کے وقت اپنی بچی بچی کیفیت لکھدین تو وہ
اور بھی گھبرا اُٹھین۔ اور پردیس جنگل پہاڑ
کا واسطہ۔
سکینہ۔ ہان بیگم ایسی کوئی بات نہ ہونے
پائے جس سے وہ بیچارے وہان تڑپین اور تم
یہان تڑپو۔
م۔ اے نہین ایسی کیا نادان ہین۔
سکینہ۔ لے تو ہم تو سمجھا دیا چاہین۔
ب۔ ہم نے اس پریشانی کے عالم مین کیا
جانے کیا لکھدیا ہی ہوش کہان درست ہین
میرے تو ہوش و حواس درست نہین ہین
ہاتھ پانون پھولے ہوئے ہین دردکرہ سکینہ خانم
مین کیا کہون بہن انجام بخیر ہو تو جان مین
جان آئے۔
سکینہ۔ نہین بیگم تمھارے بہنوئی کی
گفتگو سے تو معلوم ہوتا ہی کہ بات بڑھنے
نہ پائے گی۔
مغلانی۔ ہان حضور یہ تو ہی ہی۔
ب۔ یہ سب ہماری تشفی کے لیے کہا ہوگا ورنہ
جرم تو بڑا سخت ہی۔
سکینہ۔ اے نہین بہن۔
مغلانی۔ حضور اس خیال کو دل سے دُور
کردین اللہ اچھا ہی اچھا کرے گا۔ نواب
رونق جنگ بہادر نے بڑے تجربے کی بات
کہی ہی۔ ہر کوئی کا کام نہین کہ اس باریکی
کو پہونچے۔ وہ کہتے ہین کہ جو اگرچہ قمرن اُنکے
گھر مین ہو تو جرم صحیح کرکے ہی اور جو اُس کو

گھر سے ہٹا دیا تو کتوال کیا کر سکتا ہے۔

واپسی

بحر خون شور قیامت نفس شعلہ فشان
در کدامین دل ازان لعل شکر خائے نیست
شور آشفتگی و شیوۂ سرگردانی
در کدامین سر ازان لف چلیپائے نیست

گو نواب والاتبار کی دلی خواہش تھی کہ نینی تال مین چندے اور قیام کرین مگر اسقدر افسردہ دل اور پریشان خاطر تھے کہ قیام محال ہوگیا۔ لکھنؤ سے تار پر تار اور خطون پر خط لگاتار آئے کہ اب احباب اور وکلا کی یہی صلاح ہے کہ جلد واپس آیئے کیونکہ آپ کی عدم موجودگی اور غیر حاضری مین مخالفون کو زیادہ تر موقع ملتا ہے آپ کے یہان آنے سے رعب بیٹھ جائیگا۔

یہان کے احباب اور مصاحبین نے بھی یہی راے دی کہ اب نینی تال مین قیام کرنا فضول اور بیکار ہے کیونکہ اول تو پردیس کا واسطہ دوسرے میاؤن کا ڈر۔ کہ مبادا قمرن کے ہان نواب صاحب پکڑے جائین۔ چوتھے لکھنؤ مین دشمنون کو انکی غیر حاضری سے یہ موقع ملا تھا کہ پولیس والونکو اپنی طرف گانٹھ لیا اور جو جو ہاکر گذرے۔

کس نمی پرسد کہ بھیا کون ہے
ایک ہے کہ ڈیڑھ ہے یا پون ہے

پس ان امور کے دفع کرنے کے لیے لازم آیا کہ نواب صاحب مع کل رفقا و احباب کے جسقدر جلد ممکن ہوسکے روانہ لکھنؤ ہون مگر اب یہ سوال پیدا ہوا کہ قمرن اور نازو ساتھ جائین یا علیحدہ۔ ساتھ لیجانے مین یہ خوف تھا کہ اگر پولیس والون نے باز پرس کی تو جرم گویا کچھ بھی عائد ہوگیا اور اگر علیحدہ بھیجین تو یہ خوف تھا کہ قمرن کی علالت طبع نہ بڑھ جائے کیونکہ ایکبار تجربہ ہوچکا تھا کہ نواب صاحب کی جدائی کا لفظ سنکر قمرن اختلاج قلب کے عارضے مین مبتلا ہوچکی تھی اور فرط نزاکت اور شدت غم اور ہجوم افکار سے غشی کی حالت طاری ہوگئی تھی غرضکہ ساتھ لیجائین تو خود بھی دھرے جائین اور قمرن بھی چھن جائین اور علیحدہ بھیجین تو قمرن کی علالت طبع نازک کا خوف۔ باہم کمیٹی کی۔ اس مشورے مین سب شریک تھے۔ اور خاص نواب کی کوٹھی فرودگاہ مین مشورہ ہوتا تھا تاکہ نازو اور قمرن نہ سن پائین۔

آغا۔ بھائی صاحب اب تو دل قابو مین کرکے چل کھڑے ہوجیے۔

لنڈنی۔ دل کا قابو مین لانا ہی تو مشکل ہے۔

نواب۔ یہی ہوتا تو یہ مصیبت کاہے کو پڑتی ۔

جو دل قابو مین ہو تو کوئی رسوائے جہان کیون ہو
خلش کیون ہو تپش کیون ہو قلق کیون ہو فغان کیون ہو

مہراج۔ سچ ہے بھی۔ اگر دل قابو مین ہوتا تو اسقدر فضیحتا کیون ہوتا۔

آغا۔ تو ساتھ لے چلنا تو اور بھی فضیحتا ہے۔

مہراج۔ ساتھ لے چلنے کا تو موقع ہی نہیں ہے۔

چھٹن - ساتھ لے چلنے کے یہ معنی ہین کہ ہم جرم
کو اوڑھے لیتے ہین - کوئی مجرم قرار دے یا نہ قرار
دے ہم تو مجرم بنے جاتے ہین -
آغا - آتے ہوئے جو آزادی تھی وہ اب
نہین ہے -
بیرسٹر - آتے ہوئے بھی آزادی نہ تھی - تب
بھی آپ لوگ دھر لیے جاتے کہ منکوحہ عورت
کو بھگائے لیے جاتے ہین یا اڑائے لیے جاتے
ہین یا لیے بھاگتے ہین -
نواب - مگر اُس مرتبہ معلوم کسکو تھا کسی کو کانون
کان بھی تو خبر نہ تھی کہ اِن فتنون مین کون لوگ
ہین اور کہان جاتے ہین -
مہراج - ہمارے نزدیک تو سب سے بہتر یہ
بات ہے کہ ایک روپیہ اچھال کے پھینکو چت
گرے تو ساتھ لے چلو اور پٹ گرے تو
علیحدہ بھیجو -
نواب - کیا بکتے ہو خرافات -
آغا - ایک چیت جماؤ صاحب - چت پٹ
لایا ہے -
مسخرہ - جو سوجھتی ہے ایسی ہی سوجھتی ہے -
ممن - ایسی نہین - اوندھی کہو - جو سوجھتی ہے
اوندھی ہی سوجھتی ہے - یہ بھی گوڑیا گڈے کا
کھیل مقرر کیا ہے -
مہراج - آخر پھر کچھ رائے قائم تو ہو -
بیرسٹر - قمرن کو جاکے سمجھائیے کہ اگر ہمارے
ساتھ چلوگی تو ممکن ہے کہ فوراً دھر لی جاؤ - پولیس
والے اپنی حراست مین ضرور رکھینگے اور لکھنؤ
لیجائین گے - اور کدراک حوالے کردیجاؤگی
اور مقدمہ جو دائر ہوگا وہ مزید بران - اور اگر
علیحدہ جاؤگی تو یکایک کوئی تم سے دریافت
بھی نہ کرسکیگا کہ تم کون ہو - ممن یا میان جملہ
یا چڈا گلخیر و ساتھ ہونگے لوگ سمجھین گے کہ انکے
گھر کی عورتین ہونگی مگر نواب صاحب کے ساتھ تو فوراً
تاک گذریگا - اگر پولیس کے لوگ تاک مین
ہونگے تو چھوٹتے ہی بھانپ لین گے کہ نازو
اور قمرن ہین -
نواب - کبھی کوئی پڑھا لکھا آدمی ہوتا تو اُسکو مین
سمجھاتا عورتون کو کیا سمجھاؤن -
ممن - اور عورتین بھی کون -
آغا - کم سنین - چھوکریان -
ممن - اور کبھی گھر سے باہر نہین نکلین -
نواب - اچھا ایک دفعہ تو سمجھانیکی کوشش کرونگا
اور جہانتک ہوسکیگا اچھی طرح سمجھاؤنگا آئندہ
اختیار بدست مختار -
اختر - یہ کہدیجیے گا کہ ساتھ چلنے مین ہمارا
ہر طرح کا ضرر ہے اور علیحدہ جانے مین کوئی خوف
نہین اور یہ تو ہے نہین کہ اُن دونون کو ہم
خدا کی راہ پر چھوڑ دین - اِنکے ساتھ تو عورتین
خادمہ سپاہی سب ہی ہین - لکھنؤ مین پھر یکجا
پھر سب ایک مین رہینگے - یہ اونچ نیچ دکھاؤ
شاید سمجھ مین آجائے -
بیرسٹر - مین بتاؤن - قمرن تو ابھی بالکل ہی
لونڈیا ہے - نازو جان کو سمجھائیے -
لنڈنی - میرے دلکی کہی -

چمن۔ حضور بس یہ ہزار بات کی ایک بات کہی۔
نواب۔ تو بیرسٹر صاحب آپ ہی جائیے۔
بیرسٹر۔ بہت خوب۔

بیرسٹر صاحب یکہ وتنہا اُس کوٹھی مین گئے جہان نازو اور قمرن فروکش تھین۔ اطلاع کرکے اندر گئے اور نازوجان سے کہا کہ مجھے آپ سے تخلیے مین کچھ کہنا ہے۔

نازو۔ خیریت تو ہے۔
قمرن۔ پہلے یہ بتاؤ کہ خیر تو ہے۔
بیرسٹر۔ ہان ہان۔ اب کیا ہوسکتا ہے۔ جو ہونا تھا وہ ہوچکا اب کاہیکا ڈر ہے۔
قمرن۔ تو پھر ہمکو یہان کیون پھینکدیا۔
بیرسٹر۔ ابھی تم کو ساتھ رکھنا مصلحت کے خلاف ہے۔
نازو۔ ہے کچھ ضرور۔ تم لوگ ہمسے چھپاتے ہو۔
بیرسٹر۔ خدا گواہ ہے سچ کی باتین کرتی ہین۔
نازو۔ یہان جنگل پہاڑ پر لاکے ہمکو خدا کی راہ پر اکیلا پھینکدیا اور اوپر سے باتین بناتے ہو۔ بڑے بالشتڑ کی دُم بنتے ہین۔
قمرن۔ ولایت مین جاکے صاحب لوگونکے بابا لوگون کے ساتھ پڑھا ہے۔ انگریزی کپڑے پہنتے ہین اور ہمکو نواب کے ہان سے دودھ کی سی مکھی کی طرح سے نکلوادیا۔
بیرسٹر۔ کیون صاحب۔ محنت برباد گناہ لازم۔
قمرن۔ اے بس ہٹو بھی۔
نازو۔ باتین ہی باتین سُن لو۔
قمرن۔ شرم تو نہین آتی۔

نازوجان بصد آن بان اُٹھین اور ایک کمرے مین جاکر متمکن ہوئین اور مہری کو حکم دیا کہ جو صاحب آئے ہین اُنکو بلا لو۔ مہری سنکے جھک کر سلام کیا اور کہا حضور آپ کو بلاتی ہین قمرن نے گزبس شوخ اور واقعی اس شعر کے مصداق تھین ؎

ای کہ در شوخی نداری ہمسری
مینائی بہروے از منظرے

ہنسکر بیرسٹر کو چھیڑا کہ (دیکھو ہماری بہن بھولی بھالی ہین۔ ایسا نہ ہو اکیلے مین پھسلاؤ۔ بیرسٹر نے جواب دیا (اجی ابھی تو مین تم کو پھسلاؤنگا تمھاری بہن تو خود ہم پر ریجھی ہوئی ہین) قمرن نے کہا (گھر کی ٹیکی باسی ساگ۔ ایسے ہی بڑے حسین ہین آپ۔ رائی لون اوپر سے اُتروا ڈالیے) اتنے مین نازو نے پکارا (اے اِدھر آؤ۔ واہ ہمکو یہان بھیجا اور آپ وہان ایک گوری چٹی چھوکری کو مٹھار رہے ہو)۔

بیرسٹر صاحب اُٹھکر نازوجان کے پاس گئے نازو نے مہری کو للکارا کہ تو یہان کھڑی کیا کر رہی ہے مہری فوراً ہٹ گئی۔

نازو۔ لے اب ہم سے ماخول کی باتین نہ کرنا۔
بیرسٹر۔ معقول! اسکے یہ معنی کہ ضرور چھیڑو۔ واہ بی نازوجان۔
نازو۔ ایسے ہی تو آپ ماشاء اللہ سے بڑے قبول صورت ہین۔ لے الگ کھسک کے بیٹھیے بہت بیٹ سے پاؤن نکالے ہین۔
بیرسٹر۔ نازو وہ گھڑی بڑی بڑی گھڑی تھی۔

جب ہم نے تم کو دیکھا۔

نازو۔ اوئی! اچھا۔ واہ رے بالسٹر۔

ب۔ نہین ہم سے آپ کو کوئی خوف نہین ہی۔

ن۔ اے عقل کی دوا کر مردوئے۔

ب۔ عقل اب کہان۔

ن۔ اوئی۔ عقل کیا لدگئی۔ بھون کھائی عقل؟

ب۔ اب یہ بتاؤ کہ اس پہاڑ پر سے کیونکر چھٹکارا ہو یہان سے جاؤ تو پھر لطف ہو۔

ن۔ اس زبانی داخلے کی بندی قائل نہین۔

ب۔ زبانی داخلہ! اس کا حال تو خدا ہی جانتا ہی۔

ن۔ اے تم لوگونکی بات کا کوئی اعتبار نہین۔

ب۔ ایسی ہی بے اعتباری ہو تو دنیا کا کام کیونکر چلے۔

ن۔ اعتبار کیونکر ہو۔

ب۔ قسم لو۔ وعدہ لو۔ جس طرح یقین آئے ہم حاضر ہین۔

ن۔ اچھا دیکھی جائیگی۔

ب۔ دیکھی نہین قسم کھاؤ۔

ن۔ اب مجھے تمھارا حال تو معلوم نہین کہ کیسے آدمی ہو ہر دیگی پچیے ہو کہ چھیلا ہو کہ چھوٹے لیا پٹے ہو مطلب کے آدمی بہت دیکھنے مین آئے۔ جب مطلب نکلا تب الگ ہو گئے۔

ب۔ وہ کوئی اور ہوتے ہونگے۔

ن۔ سب یہی کہتے ہین۔

ب۔ تو مہراج علی مردود ہے تو ہم ہر طرح اچھے ہین۔ جوانی دولت حسن۔ علم۔ شہرت ہم مین کون بات نہین ہی۔ مگر تمھاری عقل کو کوئی کیا کرے۔

تھوڑی دیر مین بیرسٹر صاحب رخصت ہو کر نواب صاحب کے ہان روانہ ہوئے۔

اب یہ رائے قرار پائی ہی کہ بیرسٹر صاحب ان دونون بیویون کو الموڑے لیجائین اور وہان سے مراد آباد ہوتے ہوئے نواب چھٹن صاحب کے علاقے مین پہونچین اور وہین قمرن اور نازو کچھ دن رہین۔

دوسرے روز نواب صاحب مع خدم و حشم روانہ کاٹھ گودام ہوئے۔ کاٹھ گودام پہونچکر ایک فرسٹ کلاس مین داخل ہوئے تو دیکھا دو انگریزون کا اسباب رکھا ہوا ہی۔ دوسرے فرسٹ کلاس مین پہونچے تو ایک مس اور ایک آیا کو پایا۔ یہان سے بھی پھیر مانگ تیسرے فرسٹ کلاس مین گئے تو دو مسین اور ایک صاحب بہادر۔ چوتھے فرسٹ کلاس مین جو انجن کے پاس تھا اُنکو جگہ ملی خود بدولت یعنی حضور نواب ہلال رکاب اور آغا محمد اطہر صاحب اور نواب چھٹن صاحب اور منشی مہراج علی صاحب میونسپل کمشنر بہا بے بہادر اس درجے مین آرام کے ساتھ بیٹھے۔ اور چونکہ ریل مین ابھی ایک گھنٹہ بھر روانہ ہونے کو تھا لہذا نواب صاحب اور آغا اور نواب چھٹن صاحب نے رفرسمنٹ روم

ہین جاکر انڈون کا آملٹ کھایا اور دودھیا چاء پی - ادر چرٹ پیتے ہوئے ریل کے درجے دیکھتے ہوئے چلے تو ایک سیم بدن مس کو دیکھکر سہم پاس گئے۔ صاحب بہادر کا رخ اس جانب اور پشت اسطرف تھی اور ایک مس اُس جانب کے پہاڑون کو دیکھ رہی تھی مگر یہ دوسری مس سٹیشن کیطرف قتل عام کر رہی تھی۔ نواب صاحب اُسکے بھولے پن پر ہزار جان سے عاشق ہوگئے اور سٹیشن کے چبوترے پر ٹہلتے ہوئے کہا۔ کیون یار آغا یہ کافر ظالم تو جبر یہ دل اور دل کے ساتھ ایمان بھی چھین لے گئی۔ مگر اسکو ذرا بھی خبر نہ ہوگی کہ اُس کی ادا کا کشتہ کون ہے ؎

مرحبا اے دل و دین لیکے مکرنے والے	ہاتھ کا تو نہ مرے نام سے دھرنے والے
منزل عیش نہین ہے یہ سرائے فانی	رات کی رات ٹھہر جائین ٹھہرنے والے

آغا صاحب بولے یار اسوقت قمرن جان ہوتین تو انکو جھاتے کہ دیکھو حسن گلو سوز اسکا نام ہے اور جمال اسے کہتے ہین۔ واقعی کیا جوبن پھٹا پڑتا ہے۔ دوسری بھی اچھی معلوم ہوتی ہے مگر صرف گردن ہی دکھائی دیتی ہے ٹہلتے ٹہلتے ایک درجے مین ایک گرہست پہاڑن دیکھی۔ سرخ وسفید کوئی چودہ پندرہ کا سن اور آنکھین ایسی سیاہ کہ غزالان حرم شرما جائین۔ یہان یہ ڈر تو تھا ہی نہین کہ صاحب بہادر ڈانٹ بتائینگے قریب کھڑے ہوکر خوب گھورا کیے۔ جب اُس عورت کا مرد آیا تو اُسنے انکو للکارا کہ ادھر جہان عورتین بیٹھی ہین تمھارا کیا کام ہے۔ نواب صاحب کو بھلا یہ تاب کہان کہ کسی کی آدھی بات سنین دو چار سخت سست کلمے کہے تو وہ ریل سے اُتر کر چبوترے پر آیا اور اُسنے بھی جواب ترکی بہ ترکی دیا اتنے مین ریلوے پولیس انسپکٹر نے آکے اُسی شخص کا جنبہ کیا اور کہا کہ آپ تشکل صورت سے تو رئیس معلوم ہوتے ہین مگر آپ کے فعل رئیسون کے سے نہین ہین بے ادبی معاف۔ پہلے تو آپ اُس درجے کیطرف میا کو گھورا کیے مگر اچھے گھر بیانہ دیا تھا۔ صاحب دیکھتا تو وہ ڈگ دیتا کہ قدر عافیت معلوم ہوتی۔ اُسکے بعد آپ ادھر آئے اور یہان بھی وہی حرکت۔

نوابصاحب سوچے کہ ایک مقدمہ تو دائر ہے اگر یہان اس سے بھڑ پڑے تو دوسرا مقدمہ چھڑ جائیگا۔ چھٹن صاحب بھی دور اندیش آدمی تھے یہ دونون خاموش ہو رہے مگر آغا محمد اطہر ذرا تیکھے اور ترے تھے۔ انھون نے انسپکٹر سے کہا سنو جی معلوم ہوتا ہے تم کو ہمیشہ جولاہون اور چمارون سے ساتھ رہا ہے۔ پہلے بانسون اور رئیسون سے گفتگو کرنے کا موقع نہین ملا ہے۔ ہماری یہ وضع ہے کہ ہم کیکی بہو بیٹی کو گھورین - اور تم لوگون کو یہ نہین لازم ہے کہ بس وردی پہ اسقدر اتراؤ کہ افراسیاب خان اور فرعون بے سامان

بنجاؤ۔ انسپکٹر یہ تقریر سنکر یون ہی سا جھلایا مگر چونکہ ذات کا جولاہا تھا جرأت نہوئی کہ جواب ترکی بہ ترکی دے۔ اگر کوئی شریف انسپکٹر ہوتا تو اس قسم کی تقریر ہی نہ کرتا اور اگر سمجھاتا تو اور پیرائے مین۔ آغا محمد اطہر صاحب سے اور سچ تو یہ ہے اب تک کب کی چلگئی ہوتی مگر آغا کے دلمین چور تھا کہ واقعی کسی بہو بیٹی کو گھورنا کون شرافت ہے یہ مقتضاے ریاست نہین ہے کہ اسٹیشن پر ٹہل ٹہل کر گرہستون کو دق کرے اور اُنکے اعزہ کے دلپر صدمہ پہونچائے۔ اِس عرصے مین آخری گھنٹی ہوئی اور یہ سب رندان شاہد باز اپنے درجے مین جا کے متمکن ہوئے اور کوئی تین چار منٹ کے بعد ریل چلی۔

نوابصاحب اور اُنکے احباب آغا صاحب اور نواب چھٹن صاحب بہادر کی اِس بیفکری اور بے پروائی اور حماقت اور نا عاقبت اندیشی کو دیکھیے کہ اِس مصیبت مین تو جاتے ہین اور قمرن کا پتا نہین۔ نا زو ندارد۔ عیش و آرام کے عوض بے چینی اور ہر دم کی فکر تازہ کہ یا الٰہی اگر مقدمہ زنا دائر ہو گیا تو کیسی مصیبت پڑیگی۔ یا کیا حشر ہوگا خدا انجام بخیر کرے قمرن کا میان بر سر پرخاش۔ پولیس والونکو شکار ہاتھ آیا۔ جگت ہنسائی۔ خدائی بھر مین رسوائی اور سب سے زیادہ خیال یہ تھا کہ اگر گرفتار اور قید ہو گئے تو کہین کے نہ رہے۔ مگر با این ہمہ اقعال یہ کہ بہو بیٹیونکو گھورتے ہین میس کو دیکھا وہین پھسل پڑے۔ بہارن نظر آئی اُسی کو گھورنا شروع کیا۔ انسپکٹر سے دو دو چونچین ہو گئین۔ لاحول ولا قوۃ۔

منشی مہراج بلی اِسوجہ سے ریل ہی مین بیٹھے رہے تھے کہ مبادا ریل چلدے اور ہم دھوکے سے اسٹیشن ہی پر ٹہلتے رہین۔

آغا۔ اور وہ بہارن کیا بُری ہے وہ بھی تو ہیتل تھی۔ خاصی تنی ہوئی۔

چھٹن۔ مہراج بلی دیکھتے تو وہین ڈھیر ہو جاتے پھر نہ اُٹھتے۔ دونون لاجواب بہارن بھی اِس سے کچھ کم نہ تھی۔

آغا۔ میرے تو دل مین آیا تھا کہ دون بڑھکے لپوٹا کہ تیرے انسپکٹر کی ایسی تیسی۔ ملعون ساٹھ ستر روپیہ کا پانے والا اور ہم رئیسون کے مُنھ لگتا ہے۔

چھٹن۔ ساٹھ ستر پر بات نہین ہے جی۔ بات صرف یہ ہے کہ وہ شریف نہین ہے۔ بجوڑا ہے۔ اصل باجی۔

| گفت از من چو راست می پرسی |
| اصل بد از خطا خطا نکند |

آغا۔ صورت سے باجی پن برستا ہے۔

چھٹن۔ مین تو کہتے کہتے رہگیا کہ خدا باجی بنائے مگر باجی کی صورت نہ بنائے۔

آغا۔ مین نے تو اِسوقت بہت ضبط کیا واللہ

چھٹن۔ علیٰ ہذا القیاس۔

نواب۔ بھئی انصاف پسند تم لوگ نہین ہو۔ اُسکا کیا قصور ہے صاحب۔ آخر اُس کم بخت نے کیا گناہ کیا۔ وہ ریل کے پولیس کا انسپکٹر ہی

کہ نہین - آپ لوگ وہان گھورتے تھے کہ نہین گھورتے تھے - وہ عورت گھرگرہست ہی یا نہین ہی - اس کو آپ نے گھورا تھا کہ نہین - پھر اگر اُسنے ٹوکا اور منع کیا تو کیا بُرا کیا - اُسپر تو یہ فرض ہی -

آغا - گھورنا کیا معنی - یہ گھورنا چہ معنی دارد -

نواب - یعنی بدنیتی کی نظر سے کسی شریف زادی یا کسی عورت کو آنکھین پھاڑ پھاڑ کر دیکھنا -

آغا - تو کوئی اپنی آنکھین پھوڑ ڈالے -

مہراج - پھوڑ نہ ڈالے مگر قرینے کے ساتھ دیکھے -

نواب - یہی مین بھی کہتا ہون -

آغا - اچھا فرض کیجیے گھورا بھی تو یہ کونسا جرم ہی - انسپکٹر کو اس سے کیا سروکار ہی ہم اپنے گھورتے ہین -

مہراج - جی یہ جرم جوتے کھانے کا ہی - یا پولیس کاری کا جرم ہی -

نواب - جب آپ اُس پہاڑن کو گھورتے تھے تو اُس مرد نے آپ کو ایک ڈانٹ بتائی تھی کہ نہین - اب اگر آپ سے اور اُس سے تکرار ہوتی تو مار پیٹ کی نوبت آتی یا نہ آتی -

مہراج - اب وہ انسپکٹر دست درازی کرتا یا نہ کرتا -

آغا - یہ سب بزدلی کی باتین ہین - محض بودے پنے کی یون ہوتا اور وون ہوتا اور چنین و چنان -

مہراج - اچھا صاحب آپ جاکے لڑ پڑیے - بس یہی نہ منع کون کرتا ہی - جایئے لڑ پڑیے -

چھٹن - زیادتی تو بیشک ہماری ہی تھی -

نواب - (آغا کیطرف مخاطب ہوکر) بندگی -

آغا - یہ بھی تھالی کے بینگن ہین -

نواب - بھائی صاحب -

نہ ہر جاے مرکب توان تاختن
کہ جاہا سپر باید انداختن

یہ کوئی بہادری نہین ہی کہ ہر مقام پر جاکے لڑ پڑیے اول تو ہم خود ایک بلا مین گرفتار ہین - اُسی سے ابھی چھٹکارا نہین پایا ایک اور مقدمہ دائر کرادین -

آغا - جبھی تو خاموش بھی ہو رہا ورنہ مین بے ٹھوکے نہ رہتا - سیدھی بات ہی ملعون نہین کرتا - یہ سائیس یا چرکٹے کا نطفہ ضرور ہی -

نواب صاحب کو دفعتہً بی قمرن جو یاد آئین تو دل مین دفعتہً درد اُٹھا اور اُس سیم بدن مس اور گلعذار پہاڑن کی یاد بھی بھول گئے اور اُنکے بشرے سے آغا صاحب اور نواب چھٹن بھی سمجھ گئے کہ قمرن یاد آئین منشی مہراج بلی پیشتر ہی سے افسردہ خاطر اور ملول تھے کہ پیرانہ سالی مین خوش قسمتی سے ایک ایسا معشوق پایا مگر بدقسمتی نے اُسکا ساتھ بھی چھڑا دیا - اِس بوڑھاپے مین ایسی جوان اور خوبرو نازک حسینہ بھلا کہان ملیگی - اور اگر روپیے کے زور سے ملی بھی تو اسقدر بے تکلفی کیونکر ہوسکتی ہے -

آغا۔ یار نواب۔ اب ذرا دل کو بہلاتے چلو۔
نواب۔ بھئی اب اور کیونکر دل بہلاؤن۔
آغا۔ فہمیدہ آدمی ہو۔ سمجھدار ہو۔ یہی وقت امتحان ہے۔

مرد باید کہ ہراسان نشود
مشکلے نیست کہ آسان نشود

چھٹن۔ مہاراج بلی بھی اس بارے مین بودے معلوم ہوتے ہین۔
آغا۔ یہ کوچہ ہی ایسا ہے۔
مہاراج۔ بھائی جان نواب محمد عسکری کو تو کوئی خوف ہی نہین ہے۔ جوان آدمی ہین اور خوبصورت آدمی ہین۔ عورت خود ہی ریجھ جائے۔ مگر بندہ تو بوڑھا ہے۔ مجھپر جوان عورت کیا ریجھیگی۔ نازو سے اب دل ملگیا تھا۔ جوان ہون یا بوڑھا ہون اب تو اُس سے بے تکلفی ہوگئی مگر اب نئے معشوق سے بھلا کیا دل ملیگا۔
آغا۔ تو نازو جاتی کہان ہین۔
نواب۔ مزے مین تو تم ہی ہو یار کہ نازو کا والی وارث ہی کوئی نہین ہے۔
مہاراج۔ اجی چپ رہو بھائی نظر نہ لگاؤ اُس مردود کو مرنے ہی دو۔ اور مرا ہوا تو ہی ہی کہین اُسکا پتا ہی نہین۔
آغا۔ اب کچھ اور ذکر چھیڑو جی۔
نواب صاحب نے با دل سرد کہا یارو لاکھ چاہتا ہون کہ کسی تدبیر سے دو گھڑی غم غلط ہو مگر قمرن نہین بھولتی اِس کا کیا علاج ہے۔
منشی مہراج بلی بھی اِنکے ہمصفیر ہوئے کہ (بندہ اِسوقت یہ سوچتا ہے کہ خدا جانے بیچاری نازو اور قمرن کہان ہونگی ؎

نہ کرون نالہ تو کس شغل مین کاٹون اوقات
یہ تو مانا کہ یہ مانوس اثر کچھ بھی نہین

آغا صاحب اب کس کس کو سمجھائین۔ دو مجنون ہین۔ اور ایک سے ایک بڑھا ہوا۔ کہا بھائی نواب تم دونون تو ہاری مانتے ہو نہ جیتی۔ کسی کے مان کے نہین ہو۔ مہراج بلی کی کیفیت دیکھتے ہو۔ اُنھون نے کہا مہراج بلی کی کیفیت کیا دیکھون۔ میرے قلب کی کیفیت اگر آپ کو معلوم ہو تو مہراج بلی وہراج بلی سب کو بھول جایئے۔

مجنون کا حال سنکے پریشان ہوگئے
میری اگر سنوگے تو اوسان جائینگے

چھٹن صاحب بولے حضرت اگر اِس درجے کا عشق ہوتا تو اُس مس کو دیکھ کے چپک سپھریان نکرتے۔
نواب۔ وہ تو صرف غم غلط کرنے کا بہانہ تھا ورنہ ؎

ترا غرور سمایا ہے اسقدر دل مین
نگاہ بھی نہ ملاؤن جو بادشاہ ملے

قمرن تو شاہ حسن ہے مگر دور سے اُس مس کا چھمکڑا بھی غضب کا جوبن دکھاتا ہے۔ قمرن بھی اگر دیکھتی تو ذرا دل مین کہتی کہ ہان اور ہم جھیڑتے کہ ؎

ہان اور نکھر کے آئینہ دیکھ
لے گھر مین ترا جواب نکلا

اتنے مین اسٹیشن آیا۔ اور ریل ٹھہری اور انھین دونون گلبدنون کے ہاتھ مین ہاتھ دیکر صاحب بہادر پلیٹ فارم پر ٹہلنے لگے۔

آغا۔ (نواب کو چٹکی لیکر)۔

پارہ خواہد شد از ین دست گریبانی چند

مہراج۔ چہ چیز یست۔ بابا چہ چیز یست۔ ع۔

حسن و جمال بینظیر طرز خرام ہمیتال

ایک دفعہ جو پھر وہ مسین اور صاحب بہادر انکے درجے کی طرف سے گذرے تو انگریزی عطر کی وہ خوشبو آئی کہ دماغ طبلۂ عطار بنگیا۔ اور تھوڑی دیر تک لپٹین آیا کین۔ تو نوابصاحب نے کہا حضرت واسرا اسوقت ہمکو وہ شب یاد آتی ہے جب قمرن اور نازو نکھار کرکے ہمارے ساتھ فرسٹ کلاس مین بیٹھی تھین اور اُنکی زلف چلیپا سے موتیے کے عطر کی خوشبو آتی تھی آج ہم ان مسونکو صاحب کے ساتھ دیکھ دیکھ کے ترستے ہین۔

مہراج۔ واللہ اُس سمان کو یاد کرکے مین بھی روتا ہون۔

آغا۔ اسی کا نام انقلاب ہے۔

مہراج۔ انقلاب سا انقلاب مگر خدا کرے وہ لوگ آرام کے ساتھ الموڑے پہونچ جائین۔

نواب۔ ساتھ ایسے شخص کا ہے کہ اُس سے کوئی پیش نہین پا سکتا۔ قانون دان۔ لائق اور تجربہ کار۔

مہراج۔ بس یہی تو تسکین ہے۔

دوسرے اسٹیشن پر پھر وہ دونون مسین اُترین اور صاحب بہادر سایے کیطرح ساتھ ساتھ گو تاریکی غضب کے سبب سے صورت جیسا کہ چاہیے اچھی طرح نظر نہین آتی تھی مگر گوری رنگت تاریکی مین نہ چھپی تو کیا۔

آغا۔ ارے یار ہم تو خود بھی ذرا اُتر کے سیر کرتے ہین۔

نواب۔ واہی ہو۔ تم رہجاؤگے۔

مہراج۔ صاحب لوگون کی برابری کرنے چلے ہین۔

جو کی تقلید خسرو کی تو کار کوہن بگڑا
چلا جب چال کوا ہنس کی اسکا چلن بگڑا

ہملوگ بھلا کیا کھا کے اُنکی برابری کرین گے

اتنے مین نواب صاحب کے خدمتگار نے آکے دوسرا خاصدان دیا اور جو خاصدان ساتھ کردیا تھا وہ لے گیا تو آغا صاحب نے کہا میان ذرا اسکا تو پتا لگاؤ کہ یہ مس اور صاحب کون ہین۔ اُسنے کہا حضور اُنکے نوکر چاکر ہمارے ہی درجے مین بیٹھے ہین یہ بارک ماسٹر ہین اور یہ دونون مسیان کسی انگریز کی ہین ایک کے ساتھ اسکی شادی ہونیوالی ہے یہ دونون نینی تال سے آئی ہین اور صاحب پہلے الموڑے گئے تھے پھر وہان سے نینی تال آئے اور اب دو روز لکھنؤ مین رہکر کانپور جائینگے۔

خدمتگار تو یہ کہکر چلا گیا اور اِدھر چھپن صاحب نے

کہا کہ بھئی ہم تو سوچے ہیں کہ گھر جا کے احباب
سے نینی تال کے حالات بیان کرینگے اور لوگوں کو
ترغیب دینگے کہ گرمیوں میں تھوڑے دنوں کے عوض
یہاں کی سیر کیا کرینگے اور جو جو لطف یہاں حاصل
کیے ہیں ان سے لوگوں کو اطلاع دینگے
تاکہ ان کے دلوں میں از خود شوق سفر
پیدا ہو مگر۔

من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال
کاریکہ خدا کند فلک را چہ مجال

اب کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں
رہے پوچھینگے کہ کہاں گئے تھے اور کیا
کر کے آئے ہم سوائے اس کے اور کیا کہہ
سکینگے کہ ع

تہمتیں چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے کیا ہم کر چلے

مہراج علی۔ بس ہماری بھی یہی قطع ہے
آغا۔ یہ تو سب کے حسب حال ہے۔
چھٹن۔ گھر کے لوگ الگ طعنے دینگے
یار دوست الگ برا بھلا کہیں گے۔ دشمنوں کو
خندہ زنی کا موقع ہاتھ آئیگا جدھر نکلیں گے
انگلیاں اٹھیں گی۔
نواب۔ بھائی صاحب پھر ہمسے تو پہنچے ہوئے
رنج کون سہے۔
مہراج۔ یہ تو ہے ہی۔
آغا۔ بجا ارشاد ہوا جناب۔ مگر یہ تو آپ
دونوں صاحبوں کے حسب حال ہے۔ یہاں تو
خریدہ نہ بردہ ناحق دردسر گردہ۔ مفت کی
بدنامی مگر۔ ع

اگرچہ از دوست میرسد نیکوست

جو کچھ ہو سہنا پڑیگا۔
جب بریلی کے اسٹیشن میں پہونچے تو
نو بجے کا وقت تھا کاٹھ گودام والے ریل
سے اترتے آدمیوں کو تلاش کیا فوراً ایک
خانساماں نے چاء حاضر کی نواب صاحب اور
احباب و مصاحبین نے چاء پی۔ آغا صاحب
نے علی قدر مراتب ٹکٹ خریدے اور اپنے اپنے
درجوں میں سب بیٹھے تو چھٹن صاحب نے اسی
خدمتگار کو بلوایا اور پوچھا کہ وہ دونوں مسین
اب کس درجے میں بیٹھی ہیں اسنے کہا کہ صاحب
نے پورا درجہ کرایہ کیا ہے بڑے امیر آدمی ہیں۔
اور ان دونوں مسوں کو راستے بھر میں کھلاتے
پلاتے آئے ہیں۔ شرابیں خوب اڑتی ہیں۔
آپ بھی پیتے ہیں انکو بھی پلاتے ہیں۔ اب
شادی ہوا ہی چاہتی ہے صبح و شام۔
چھٹن صاحب نے ایک بابو ملازم ریل
سے دریافت کیا (بابو جی) اب کتنی دیر ہے (وہ
بولا ابھی بڑا دیر ہے ابھی سگنل ہورہا ہے ابھی
پہلا گھنٹہ کو سترہ منٹ ہے۔
نواب محمد عسکری اور نواب چھٹن صاحب
اور آغا صاحب یہ تینوں کھٹ کھٹ کرتے
اتر پڑے۔ اور اُس درجے کی تلاش میں گئے
جہاں وہ پریاں بیٹھی تھیں۔ ایک پورے
درجے میں صاحب بہادر ان دونوں معشوقوں کو
لیے ہوئے گل و بلبل کے باتیں کرتے تھے۔

نواب صاحب مع اپنے دونون احباب کے جو اُدھر سے آئے تھے تو انکو کسیقدر ناگوار گذرا اور صاحب نے دو کھڑکیون کے شیشے بند کر دیے۔

نواب۔ اب چلو بھائی۔

آغا۔ سمجھ گیا بھائی صاحب۔

چھٹن۔ تماشہ یہ ہی ہے نہ۔ تاڑ گیا کہ گھورتے آتے ہین۔

نواب۔ اور جو نشہ تیز ہوتا تو ڈگی بھی جاتا۔ لڑائی کرنے پر بھی آمادہ ہو جاتا۔

آغا۔ اُنکی ایسی تیسی۔

جب پہلی گھنٹی ہوئی تو یہ بزرگوار اپنے درجے مین جا کے بیٹھے۔ اور نواب چھٹن صاحب کو شوق مئکشی ہوا۔ مگر شراب عمداً قصداً ساتھ نہین لائے تھے نواب صاحب نے چھٹن صاحب سے کہا بھائی جو کچھ ہونا ہوگا وہ تو ضرور ہوگا اب تو اِسوقت پینے کو جی چاہتا ہے۔ مہراجلی نے بھی اِنسے اتفاق کیا کہ حضرت غم کسیطرح غلط نہین ہوتا۔ اور اس اسٹیشن پر ملیگی بھی آگے پھر شاہجہانپور تک سنا ہے۔ چھٹن صاحب نے گاڑی سے اُتر کر خانسامان کو بلایا اور کہا ہوسکی کی ایک بوتل لاؤ۔ ہم پوری بوتل خریدین گے مگر کھول کے لاؤ۔ تین منٹ مین پوری بوتل کھول کے خانسامان لایا۔ اور کہا سرکار پانچ روپیے کی ہے۔ چھٹن صاحب نے پانچ روپیے نکال کے نکٹ سے دیدیئے اور بکس سے تین ٹمبلر نکالے اور مہراجلی نے

اپنا آبخورہ مرادآبادی نکالا اور بادہ کشی شروع ہوگئی۔

مہراج۔ اب ذرا جان مین جان آئی۔

آغا۔ کیا کہنا ہے۔ اب تک مردے کی طرح تھے۔

نواب۔ ہائے اِسوقت قمرن اور نازو ہوتین تو اُنکے پیارے پیارے ہاتھون سے عجب لطف حاصل ہوتا ؎

سر پہ کیون بارِ محبت کا اُٹھایا ہم نے
جان کو ہائے یہ کیا روگ لگایا ہم نے
دامِ گیسو مین عبث دل کو پھنسایا ہم نے
چین آٹھ پہر کبھی کسی رات نہ پایا ہم نے
زلفِ خمدار کے دیوانے بنے ہین ہم آہ
شمع رخسار کے پروانے بنے ہین ہم آہ

کیون جی قمرن اور نازو کہان ہونگی اس مین تو شک ہی نہین کہ کڑھتی تو ضرور ہونگی۔

مہراج۔ تم نے تو قمرن کو صرف ایک ہی بار دیکھا تھا اور مین نازوجان کو دوسرے تیسرے روز دیکھتا تھا کہ کبھی خالی اور کبھی چوڑیون کی ٹوکری لیکر کس ادا کے ساتھ نکلتی تھی کہ مین کیا کہون۔ میلے کپڑے پہنکر تو کبھی دیکھا ہی نہین۔ اور جس بازار سے نازوجان چلین ٹھٹھ کے ٹھٹھ لگ گئے۔

وہ شرمائی ہوئی آنکھین وہ گھبرائی ہوئی باتین
نکلکر گھر سے وہ گھبرانا ترا اُمیدوارون مین

آغا۔ ہم نے تو قمرن کو البتہ دیکھا تھا اور انھین عسکری نے آکے کہا تھا کہ یار چلکے دیکھ تو کیا

قیامت کا جوبن ہے ایسی چھوکری دیکھی نہ سُنی
چندے آفتاب چندے مہتاب جاکے دیکھتا
ہون تو

وہ ہے تیرا مصحف رخ اگر اُسکو دیکھ پائین
تو یہ کافر کماہی نہ چھوئین کتاب ہرگز

نواب۔ وہ یاد ہے تمھارے ہاتھون کی جوڑیان
کانسٹبلون کے پاس ہونگی ہائے۔
آغا۔ اور کس شوخی کے ساتھ جاتی تھی کہ
ہائے ستم۔ ع۔

چال جیسے کڑی کمان کا تیر

نواب۔ کیا وہ عیش و شادمانی کیا یہ پریشانی ؎

عیش بھی اندوہ فزا ہوگیا
دشمن ارباب وفا ہوگیا
واعظ وہ بہتر ہے جو مرہم بنا
سب مجھے دیوانہ بنانے لگے

ہائے طبیعت تجھے کیا ہوگیا
دوست بھلا ہوکے برا ہوگیا
درد وہ اچھا جو دوا ہوگیا
لو وہ تمھارا ہی کہا ہوگیا

آغا۔ اب تو جب وہ پھر سمان بندھے تو لطف
ہے ورنہ۔ ع۔

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سُنا افسانہ تھا

مہراج۔ خدانے چاہا تو پھر وہی صحبت ہے ؎

اقسام ازل کا اک اشارہ بس ہے
دم بھر مین شہنشاہ گدا ہوتا ہے

نواب۔ احباب بھی ہین دوست آشنا بھی
ہین۔ بادہ خوشگوار بھی ہے سب کچھ ہے مگر قمرن
اور نازو کے بغیر لطف صحبت کہا ؎

خوش نمی آید بباد تو گل خندان مرا
میچکد لخت جگر از دیدۂ گریان مرا
گرمی سوز درونم سوختی پنہان مرا
موج اشکے گرنباشد در شب ہجران مرا
کیست تا آبی زند بر آتش سوزان مرا

مہراج۔ سچ کہتے ہو یار۔ تڑپادیا اس وقت۔
غضب ڈھایا واللہ۔

بندہ پرور کوئی منظور نہین آپ سوا
حور ہو خواہ پری زاد ہو یا ماہ لقا

ہمکو تو بس نازو جان ہون اور قمرن ہون
اور چاہے سارا جہان ہو سچی بات تو یہ ہے۔ مگر
دل گواہی دیتا ہے کہ ضرور پھر وہی صحبت جمیگی۔
چیٹن۔ ہان ہان جی ہمین آپ کو شک بھی
ہے۔ لاحول ولا قوۃ! دو دن کا یہ بھی تفرقہ ہوگیا
مگر یار اب کے تو اجھابور کے اسٹیشن پر ان پری
پیکران فرنگ گلرخان فرنگ مہوشان فرنگ
کی نظارہ بازی ضرور ہے۔
نواب۔ جوتے کھانے کی حرکتین یہی ہین۔
چیٹن۔ پھر چاہے جو ہو ؎

یا ہاتھ توڑے جائینگے یا کھولینگے نقاب
سلطان عشق کی یہی فتح و شکست ہے

ہمارے ساتھ آغا بھی تو ہین۔ دو کو تو یہ
حجاب ہیبتین بے وجہ کسی سے مقابلہ کرنا کیا
کچھ دل لگی ہے۔ ہم اپنے دور کھڑے رہینگے
بس کیون جی آغا کیا کہتے ہو۔ قرینے کے ساتھ
ٹہلتے ہوئے ذرا آنکھین ہی سینکین گے۔
دو تین اسٹیشنون کے بعد تو اجھابور ملا۔
اور یہ لوگ کلبلا کے اُٹھ بیٹھے اور تینون نالت
بالخیر نظارہ بازی کے لیے چلے مگر اب کی ذرا
پھونک پھونک کے قدم رکھتے اور دیکھ بھال

کے چلتے تھے۔
دل کا تو چور بُرا ہوتا ہے۔ خوف تھا کہ مبادا کوئی سمجھے کہ شرابی ہین۔ کوئی چال سے بھانپ جائے کہ مست ہین مبادا اعتدال سے زیادہ پی گئے ہون۔ پانون بے طور پڑتے ہون۔ یا شاید گفتگو کرتے زبان لکنت کرے۔ گو تینون احباب بذلہ سنج سرخوش و تروتازہ تھے اور دائرۂ اعتدال سے باہر قدم نہین رکھا تھا مگر وہی دلکا چور اُس درجے کے پاس جیسے ہی پہونچے جہان فرنگستان کی وہ مہ لقا حور تمثال مسین جلوہ گر تھین تو خلاف اُمید صاحب بہادر نے جنکا چہرہ کمفرٹر اور سمور کی ایک عجیب قطع کی ٹوپی سے کسیقدر چھپا ہوا تھا اُسنے انگریزی مین پوچھا۔ (یہ کون اسٹیشن ہے جناب) آغا صاحب نے بڑھکر کہا یہ شاہجہانپور ہے اور تینون ذات شریف بڑھکر اُس درجے کے پاس گئے تو صاحب نے اردو مین کہا۔ مہربانی کرکے ذرا خانساماں سے کہیے کہ ایک بوتل بیر کھول کے لائے۔ نواب محمد عسکری صاحب بہادر اور نواب چھٹن صاحب بہادر اور آغا محمد اطہر صاحب تینون کی شان کے خلاف تھا کہ رفرشمنٹ روم مین جاکر خانساماں سے کہین کہ ایک صاحب بہادر بیر کی بوتل مانگتے ہین مگر اس للک پر کہ اُن مہوشان فرنگ کو گھورینگے فوراً خانساماں سے بوتل کھلوا کر لائے اور دام بھی خود ہی ادا کر دیے اور آپس مین یہ گفتگو ہوئی کہ صاحب خوش مزاج ہے مگر افسوس ہے کہ گو ہم لوگون کو قریب جانے اور وہان ٹھہرنے اور باتین کرنے کا موقع بھی ملا مگر اُن حور وش مسون کو نہ دیکھ سکے کہ اُس جانب پشت کیے ہوئے بیٹھی تھین۔ بوتل کھلوا کے لائے صاحب نے اپنے گلاس مین بیر لی اور تھینکس کہکر ایک اٹھنی خانساماں کو دی تو محمد عسکری نے کہا (دام دیدیے گئے ہین آپ تکلیف نہ کیجیے) صاحب نے شکریہ ادا کیا اور کہا کہ آپ ہماری نوٹ بک پر اپنا نام لکھدیجیے۔ نواب محمد عسکری صاحب نے اپنا اور چھٹن صاحب اور آغا صاحب کا نام لکھدیا۔ باتین تو صاحب سے یہ لوگ کرتے تھے مگر نظر اُنھین مسون کی طرف تھی۔ اتنے مین ایک قتالۂ عالم انگڑائی لیتی ہوئی اُٹھی اور کھڑی ہوگئی تو اُسکا چہرہ اُنکو نظر نہ آیا مگر پتلی کمر اور سینے کے ابھار پر عش عش کرنے لگے۔ صاحب نے اپنے لہجے مین پھر اُنکا شکریہ ادا کیا اور ہاتھ ملا کر اُنکو رخصت کیا مایوس و محروم افسوس کے ساتھ یہ عشاق زار رخصت ہوئے۔

نواب۔ کہیے حضرت پر و بال تو لا لیے۔
آغا۔ یہ وہی مثل ہوئی کہ ؎

ہمنشین جب مرے ایام بھلے آئینگے
بن بلائے وہ مرے گھر مین چلے آئینگے

چھٹن۔ پہلے تو مین سمجھا کہ صاحب نے ڈانٹ بتائی
آغا۔ مین کہنے ہی کو تھا کہ (صاحب آپکا جانا

نہین ہی ہم پلیٹ فارم پر ٹہلتے ہین مگر جب چھٹن صاحب نے سمجھایا تب تو جان مین جان آئی کہ وہ پوچھتا تھا یہ کون اسٹیشن ہی۔

نواب۔ ایک بوتل بیر بھی پلادی۔

آغا۔ ہان نمک تو ایک قسم کا کھلادیا جی۔

چھٹن۔ اور نام نوٹ بک پر لکھا ہی ہی۔

آغا۔ یار کانپور چلو ایکدن۔

نواب۔ اور کیا نہین بھی چلین گے۔

آغا۔ ایک جلیل القدر انگریز سے ملاقات ہی ہوئی سہی۔ داشتہ آید بکار۔

چھٹن۔ بھئی ہم تو دو ہی تین دن مین کانپور جائین گے۔

نواب۔ ضرور ہم بھی چلین گے۔

آغا۔ اور دل لگی یہ ہو کہ اُسی کے ہان اُترین۔

چھٹن۔ اُس سے پتا تو پوچھا ہوتا۔

اِسپر آغا صاحب پھر لپک کے صاحب کے پاس گئے اور کہا صاحب بہادر حضور کا نام تو ہم کو معلوم ہی نہین ہی صاحب نے معاً جیب سے اپنا کارڈ نکال دیا اور یہ خوش خوش کارڈ لیکر اپنے احباب کے پاس آئے چھٹن صاحب کسیقدر حرف آشنا تھے انھون نے ہجے کر کے کہا۔ بی براڈرس۔ اور پنسل سے کانپور لکھا ہی۔ بس اب بات بنگئی۔ کانپور مین انکا پتا ملجائے گا۔

نواب۔ بی براڈرس؟ نیا نام سنا بھئی۔ بی براڈرس اب بار بار صاحب کو یہ چھیڑو۔ اب لکھنؤ کے اسٹیشن پر ملاقات ہوگی۔

آغا۔ انشاء اللہ! وہان صاحب کو تھوڑی برانڈی بھی پلادین گے۔ آدمی خوش مزاج معلوم ہوتا ہی۔ ایسے آدمی سے ہم بہت خوش ہوتے ہین۔

چھٹن۔ خود پھیر کے گفتگو کی۔ خود نوٹ بک پر نام لکھوائے معقول ہوتے ہین کیا شک ہے۔

نواب۔ مگر یار سنو تو ہمارے دل مین ایک شک اسوقت پیدا ہوا۔ کہین پولیس کا کوئی انگریز تو نہین ہی کہ ہماری ٹوہ لینے آیا ہو اور حساب لگائے کہ فلان تاریخ کو ہم لوگ روانہ ہوئے اور اُسی کے دوسرے روز نازو اور قمرن نے بھی نینی تال چھوڑا۔

آغا۔ ہمارا بھی ماتھا ٹھنکا بھائی صاحب۔

نواب۔ یہ نام لکھوالینا کیا معنی۔

آغا۔ اور آپ نے بہت بنا بنا کے نام لکھے ہین۔

نواب۔ تو وجہ کیا کچھ تو یہ خیال تھا کہ نام صاف صاف لکھے جائین تاکہ بخوبی پڑھ لیے جائین اور کچھ یہ خوف دامنگیر کہ مبادا نشے کی حالت مین نام صحیح طور پر نہ لکھین لہذا بہت بنا بنا کے نام لکھے کہ اندھا بھی پڑھ لے

چھٹن۔ بیٹھے بیٹھے آپ نے تشویش مین ڈال دیا۔

نواب۔ بھئی کھٹکے کی بات ہی یا نہین ہی مجھے جو شک پیدا ہوا وہ بالکل بے اصل تو نہین ہی نام لکھوالینا کیا معنی۔

آغا۔ لاحول ولا قوۃ۔

جب ریل چھوٹنے کا وقت قریب آیا تو یہ اپنے درجے مین جاکے بیٹھے۔ منشی مہراج بلی نے کہا بوتل بالکل خالی ہوگئی تھی۔ مین نے تین روپیے کو ال ال ہوسکی کی ایک بوتل خریدلی ہی۔ راستے مین اُڑتی چلے۔ چھٹن صاحب نے کہا بوتل تو خیر اُڑتی ہی جلیگی مگر یہان تو فشار بگڑا جاتا ہی۔ ہم تینون کی عقل تو اِسوقت ٹھکانے نہین ہی تم غور کر کے اپنی رائے دو۔ ہوا یہ کہ ہم ٹہلتے ہوے صاحب کے درجے کیطرف گئے۔

مہراج ۔ پٹے کہ نہین پٹے۔ اگر بچ گئے تو افسوس ہی۔ جو بات ہے حماقت کی لاحول ولا قوۃ۔

نواب ۔ پٹتے تو کیا بھلا۔ ہم بھی تینون جان پر کھیل جاتے اُنہین کوئی تمھاری طرح بوڑھا تو ہی نہین ۔

آغا ۔ بچوم کر ڈالتا۔ ہمسے مقابلہ دل لگی ہی کچھ گرزروئین تن من؟

مہراج ۔ گرزروئین تن اِسوائے شیخی کے دوسری بات نہین۔ بڑے پہلوان بنے ہین سہ

من آن رستم گرز روئین تنم
کہ دہ پایۂ غنچہ را بشکنم

چھٹن ۔ اب اس بحث کو جانے دو اس مطلب کی بات سنو۔ کہ فشار کیون بگڑا۔ جیسے ہی صاحب کے درجے کے پاس پہونچے انھون نے انگریزی مین پوچھا یہ کون اسٹیشن ہی ہم لوگون نے اُردو مین کہا شاہجہانپور انھون نے خود ہی کہا کہ مہربانی کرکے ذرا خانساماں سے کہیے کہ بیر شراب کی ایک بوتل کھول لائے۔ ہم لوگون نے خانساماں کو جاکے حکم دیا اور بیر شراب کھلوا کے لائے۔ صاحب نے شراب اپنے ٹمبلر مین لے لی اور خانساماں کو اٹھنی دینے لگے مگر ہم نے منع کیا اور کہا ہم تو قیمت دے چکے ہین تھینک یو ادا کیا اور نوٹ بک نکالکر ہمارا سب کا نام ہم سے لکھوالیا اب نواب کے دل مین یہ خوف پیدا ہوا کہ شاید کوئی پولیس کا صاحب ہو۔

مہراج ۔ وہ اگر پولیس کا صاحب ہوا بھی تو کیا آپ چور نہین ڈاکو نہین اُٹھائی گیرے نہین۔ نام لکھنے سے کیا ہوتا ہی۔

آغا ۔ ایک بات اور ذہن مین آئی۔ نام تو ہم لوگون کے لکھے ہی ہین۔ وہ اِس پر تمسک لکھوائے کہ ہم لوگون نے اس قدر روپیہ قرض لیا۔

مہراج ۔ لاحول ولا قوۃ۔ بھئی واہ۔ بی کے بھئی واللہ کیا کیا سوجھتی ہی۔ بہت دور کی کوڑی لانے لگے۔ ایک صاحب کو یہ خوف ہی کہ مبادا پولیس کے سپرنٹنڈنٹ ہون دوسرے صاحب کو نشے مین یہ سوجھی کہ تمسک لکھ لیگا ابے نہین سوچتے کہ پولیس کا حاکم آپ کا نام لکھوا کر کر کیا سکتا ہی۔ یہ کون جرم ہی۔ اور تمسک لکھوانے کے کیا معنی۔ نواب محمد عسکری صاحب نے تمسک پر ان دونون کے نام سے بھی خود

ہی دستخط کردیے ؟
چھٹن۔ اچھا پھر نام کیون لکھوائے۔ ہمین کچھ
لم ضرور ہے بے وجہ نہین جناب۔
مہراج۔ اب پھانسی ہوئی آپ سب کو بچنا
محال ہے واہ ری عقل بندہ درگاہ تو ایک
بھرپور پیگ پی کے عرے سے دراز ہوتے
ہین۔
نواب۔ انڈیلو۔ ہمکو بھی ابھی سرور نہین ہوا ہے۔
چھٹن۔ وہ پی ہی کتنی۔ جو سرور ہوتا۔
آغا۔ تو مہراج بلی کے نزدیک کوئی اندیشے
کی بات نہین ہے۔ اور یا شاید یہ سبب ہو کہ یہ
تو اُس فہرست مین شریک ہی نہین ہین انکی
بلا سے۔
مہراج۔ بس آپ لوگون کی انھین باتون نے
تو ہم کھلتے ہین۔ یہ پاجیونکا کام ہے کہ دوست کو
دوست نہ سمجھے اور اپنے حلوے مانڈے سے
سروکار رکھے۔ ایسے دوست کی ایسی تیسی۔ آپکا
بدنام یا رسوا یا مطعون ہو اور ہم خوش
ہون۔ لاحول ولاقوۃ۔ ارے بھئی ہم سب تو
ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہین تم گرفتار ہوئے
تو کیا اب تو ہمارا آپ کا چولی دامن کا ساتھ
ہے۔ اور اگر واقعی آپ لوگون کا یہی خیال ہے
کہ مین اپنے حلوے مانڈے سے غرض رکھتا
ہون تو خیر۔
آغا۔ واللہ مین نے دل لگی ہی دل لگی مین
کہا تھا۔
چھٹن۔ مہراج بلی دوست صادق ہے۔

نواب۔ بخدا موتیون مین تولنے کے قابل ہے۔
آغا۔ راستباز۔ صاف باطن اور جان پر
کھیل جانیوالا آدمی۔ دوست کا وقت پر
ساتھ دینا دل لگی نہین ہے۔ یہ بڑے دلی
دوستون کا کام ہے۔
نواب۔ دوست تو مشکل سے ملتا ہے۔

دوست آن باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشان حالی و درماندگی

اور یون تو جتنے صاحب سلامت ہے وہ
بھی دوست ہے۔ دور دور کی صاحب سلامت
ہے مگر کہنے مین یہی آئیگا کہ دوست ہین۔
میرے بڑے دوست ہین۔ حالانکہ نام سے بھی
واقف نہین۔
اس گفتگو مین ہردوئی کا اسٹیشن آگیا
کچھ نشے کی ترنگ اور کچھ گفتگو مین نہ راستہ
معلوم ہوا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ شاہجہانپور
سے ریل کب چھوٹی ہردوئی مین آکے
معلوم ہوا کہ اب لکھنؤ قریب ہے۔ اب قمرن
اور نازو کی مفارقت کا صدمہ دوچند
ہوگیا اور نینی تال کی آب و ہوا اور جھیل کے
لطف اور وہان کی چہل پہل اور دن
رات کی دھماچوکڑی اور سروقت کی صحبت
طرب اور محفل عیش وعشرت کا سمان آنکھون
تلے پھر گیا دل ہی دل مین سب افسوس
کرتے تھے کہ کس خوشی اور شوق و اشتیاق
کے ساتھ گئے تھے اور کس پریشانی اور مصیبت
اور بدنامی کے ساتھ وہان سے واپس آئے

نواب صاحب نے پھر وہی شعر بادل شر پڑھا ؎

تھنتین چند اپنے ذمے دھر چلے
کس لیے آئے تھے ہم کیا کر چلے

مہراج - اب اگر اسوقت آپ نے چھیڑا تو نہین واللہ رو دونگا کیونکہ میری روح رو رہی ہے۔
آغا - ایک ایک پگ اور لے لو۔
نواب - ہم تو ضرور لینگے - لاؤ جی۔
مہراج - اب ہنسی خوشی کی باتین کرو۔ جو ہوگا دیکھا جائیگا کہان کا جھگڑا - گو روح ابتک روتی ہے مگر بات یہ ہے۔

دل نرہا سینے مین دم کیطرح	ٹوٹ گیا تیری قسم کیطرح
جب یہ کہا مرتے ہین کہتے ہین وہ	مرنہ گئے اہل عدم کیطرح

نواب - بہت عرصے کے بعد بے تکی اڑائی واہ میری بے تکی کے اڑانے والے واہ۔
اب آپس مین یہ صلاح ہوئی کہ لکھنؤ مین آغا صاحب اور محمد عسکری اور چھٹن صاحب اور کل رفقا ہر دم ایک ساتھ رہین اور چھٹن صاحب کی کوٹھی پر رہا کرین اور شام کو فٹن پر ہوا کھانے نکلا کرین تاکہ جو کچھ ہونا ہو ایک ہی ساتھ ہو۔
مہراج بلی کی نسبت سب کو شک تھا کہ یہ دھر دیگا ان کو چھٹن صاحب نے یون سمجھانا شروع کیا بھائی مہراج بلی - بھائی بلی خان - وہ بھائی منشی مہراج بلی بھائی دیکھو نازک زمانہ ہے بھائی خان - وہ - اجی خانجی مطلب یہ کہ بھائی ذرا سنبھل کے
نواب - ارے میان چھٹن صاحب - کہان ہو

اُستاد -
مہراج - چڑھ گئی! چھٹن صاحب کی تو خبر آگئی صاحب -
چھٹن - جی نہین کیا مجال - ع -

ایسے کمظرف نہین ہین کہ بہکتے جائین

مگر مطلب یہ کہ اب نینی تال تو ہے نہین اب تو بھائی صاحب شاہجہانپور ہے تو کجا نینی تال کجا سلطانپور۔
نواب - (ہنسکر) جی بجا ہے سلطانپور نہین یہ تو پرتابگڈھ ہے حضور - ذرا آنکھ کھول کے ملاحظہ فرمائیے گا۔
آغا - چھٹن صاحب اب سو رہو بھائی جبین لکھنؤ مین آدمی بن کے اسٹیشن سے اترو اب آرام کیجیے۔
چھٹن - بہت خوب اگر ایسی ہی بے اعتباری ہے تو بندہ سو ہی رہیگا - بسم اللہ نینی تال تک تو مزے مزے سے ہمارا اعتبار کیا اب سہارنپور مین آگئے تو ہمارا اعتبار نہین کرتے۔
مہراج - ارے! اب سلطانپور سے سہارنپور - چڑھ دوڑے کیا بھلا تک ہے - مانتا ہون
اُستاد - کیون نہو چرا نباشد خوب سوجھی ہے - ع

ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگا ہوش مجھے

نواب - اِنکو سوڈا پلوا دو۔
چھٹن - ہان یہ بات مانی - سوڈا پلواؤ تو کیا مضائقہ ہے ایک پوری بوتل پلوا دو۔
اگر کچھ بھی دماغ پر احیاناً چڑھ گئی ہوگی تو دور ہو جائیگی کیونکہ نینی تال سرد مقام ہے اور

سہارنپور گرم ہے۔

نواب۔ جی ہان سہارنپور ایسا ہی مقام ہے۔

آغا۔ کبھی سہارنپور اور بھی آپ آئے تھے۔

چھٹن۔ سہارنپور۔ وہ کہان ہے۔ اجی یہ تو سلطانپور ہے وہ۔ اجی ہردوئی کہو۔

مہراج۔ اب دماغ صحیح ہوگیا۔

چھٹن۔ بھائی ابھی تو تم لوگ ہمین سڑی سمجھتے ہو مگر ؎

دیوانہ باش تا غم تو دیگران خورند
واللہ ہوشیار وہی ہے جو مست ہے

اور سچ تو یہ ہے جناب والا کہ ؎

ہے طرفہ تماشا سر بازار محبت
سر بیچتے پھرتے ہین خریدار محبت
اک حشر بپا تھا دم اظہار محبت
رفتار قیامت ہوئی گفتار محبت
اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت
صدقے ہین ترے چھوٹین گرفتار محبت

مہراج بلی نے بوتل کھولکر آغا صاحب کو دی اور انھون نے چھٹن صاحب کو پلائی۔ آدھی بوتل پی کر چھٹن صاحب نے کہا بس اب نہ پئینگے۔ اب سر پر ڈالدو۔ نواب صاحب کی صلاح سے سر پر باقیماندہ پانی ڈال دیا گیا تو ذرا سکون ہوا۔

چھٹن۔ ذرا تیز ہوگئی تھی۔ مگر مین بیہوش نہ تھا۔

نواب۔ اب یہ فرمایئے کہ یہ کون مقام ہے۔

چھٹن۔ ہردوئی تک کا تو ہوش ہے ہمکو بس پھر نہین۔

نواب۔ ملیح آباد یار چلے آئے ہین۔

چھٹن۔ خدا خدا کرکے کہین لکھنؤ کے قریب تو آئے۔ مگر بات تب ہے کہ جب با آبرو وہان بھی رہین اور قمرن اور نازو اور ہم سب ہنسی خوشی رہین۔ آمین۔

آغا۔ آمین۔ یا خدا تو ایسا ہی کر۔ مین تو صدق دل سے دست بدعا ہون کہ ایسا ہی ہو۔

اس گفتگو مین کئی اسٹیشن طے ہوگئے اور ریل کی سیٹی کی آواز آئی اور سب کلبلا کے اُٹھ بیٹھے اسٹیشن پر پہونچے تو استقبال کیلیے بہت سے آدمی کھڑے تھے۔ کوئی دو تین گھڑی رات باقی تھی۔ درجے سے اُترے۔ احباب و رفقا و ملازمین حاضرین اسٹیشن سے ملے۔ سبکو نہایت ہی خوش پایا۔ آغا صاحب اور منشی مہراج بلی اور چھٹن صاحب کے دوست آشنا بھی آئے تھے۔ اسٹیشن سے سوار ہو کر اپنے اپنے گھر روانہ ہوئے۔

منشی مہراج بلی کی پرانے فیشن کی ڈگمنٹ آئی وہی تقات سرنگ گھوڑا۔ وہی چمار کوچبین پھٹے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے۔

آغا محمد اطہر صاحب کا سمند سیاہ زانو ران سواری کا گھوڑا تھا۔ انگریزی قیمتی کاٹھی سائیس وردی سے لیس یہ سوار ہوئے تو ہوا سے باتین کرتے ہوئے چلے۔

نواب چھٹن صاحب کی پالکی گاڑی آئی تھی جوڑی جتی شرغہ یا بوٹیسر کے میلے کی خرید نواب محمد عسکری صاحب کے ٹھاٹھ سب سے اُجلے تھے۔ ویلا کی جوڑی ہوا سے باتین کرتی ہوئی۔ کوچبین ایک مشہور آدمی۔

تنخواہ ۵ ماہواری۔ سائیس فوق البھڑک وردی پہنے ہوئے زرق برق۔

مہراج بلی سیدھے گھر پہونچے اور داخل دفتر۔

آغا محمد طاہر نے ایک دوست کے مکان پر جو راستے مین ملتا تھا گھوڑا ٹھہرالیا اور اُسنے ملے۔

نواب چھٹن صاحب کو اُنکے ایک دوست نواب بدھن صاحب جو اسٹیشن تک استقبال کے لیے آئے تھے اُسی وقت ہوٹل مین لے گئے گو چھٹن صاحب نے بڑا اصرار کیا کہ بندہ اسوقت نینی تال سے تھکا ماندہ مرا پٹا مارا مارا چلا آتا ہی مگر انھون نے ایک نہ سُنی کہا چاہے جو کچھ ہو ضرور چلنا ہو گا۔

نواب محمد عسکری صاحب سیدھے نواب رونق جنگ بہادر کے ہان پہونچے اور اُن کو جگایا۔

رونق - بیا برادر۔

ع۔ (عسکری) اے یار حال کہ چلو۔

ر۔ بیٹھو تو۔ حال سب اچھا ہی۔

ع۔ میان حقہ بھر لاؤ۔

ر۔ حقہ بھر لاؤ۔ پیچوان تازہ کر لاؤ۔

ع۔ بھائی جان اُس قمرن کے میان نے ہلا دیا واللہ تہلکہ ڈال دیا۔

ر۔ اجی لاحول ولا قوۃ۔

ع۔ واللہ بھی صاف صاف بتاؤ۔

ممن۔ خداوند بڑی پریشانی ہی۔

ر۔ یہ سب تمھین لوگون کے کرتوت ہین۔

ع۔ جی اور کیا۔

ممن۔ ہان حضور ہم تو گردن زدنی ہین ہی مگر ہوا یہ سب حضور ہی کے گھر سے۔ اور آغا صاحب اور حضور ہی محرم راز تھے۔

ر۔ ارے چپ ظالم۔ ہماری اسامی یون ہی ہم کو طعنے دیتی ہین کہ دولھا بھائی یہ سب کانٹے بوئے ہوئے تمھارے ہی ہین۔

ممن۔ اجی حضور یہ سب اُسکی کا زصورت کا فتور ہی۔

ع۔ ہی تو یون ہی۔

اختر۔ غلام بھی آداب عرض کرتا ہی۔

ر۔ اخاہ۔ منشی اختر صاحب ہین مزاج شریف۔

اختر۔ الحمد للہ۔ حضور کی جان و مال کو دعا دیتا ہون۔ حق تعالے سلامت رکھے۔ حضور بڑی کھل بلی مچگئی۔

ر۔ سب خیریت ہی۔ گھبرائیے نہین مگر یہ سب آپ ہی لوگون کی بدولت ہوا۔

اختر۔ (مسکرا کر) مگر جوڑی والی حضور ہی کے گھر کی ہی۔ آداب عرض ہی۔

ر۔ بھائی صاحب یہان تو خوردہ نہ بُردہ ناحق درد گردہ کا نقشہ ہی۔ دوڑتے دوڑتے زمین کا گز بنگیا مگر بجرنگ بلی نے واقعی بڑی شرافت کی۔ کچا چٹھا آن کے بتا دیا۔ اُسی کی زبانی تو نہین معلوم ہوا مگر اتنا اچھا ہی کہ کسی اور کو یہ اطلاع نہین ہی کہ بجرنگ بلی اور منشی مہراج بلی مین قرابت ہی ورنہ تھانے سے بدلوا دیتے۔ بڑے

شورہ پشت لوگ آمادۂ فساد ہین۔ لیکن۔ ع۔

دشمن اگر قویست نگہبان قوی ترست

اور یہ بھی آپ کو معلوم ہی کہ یہ سب کانٹے کِس بچہ شیطان کے بوئے ہوئے ہین۔

نواب صاحب نے بڑے اشتیاق کیساتھ پوچھا کہ کون ذات شریف ہین یہ کون میرا دشمن پیدا ہو گیا۔ مین نے تو اپنے نزدیک کسی کے ساتھ بدی نہین کی۔ مین سنون تو یہ کون بزرگوار ہین۔ مجھے حیرت ہی کہ مین نے کِس کا باپ مارا ہی جو میرے ساتھ اسقدر بدی کر رہا ہی۔

اختر نے متحیر ہو کر کہا حضور واللہ جو ذرا بھی کسی پر گمان ہو۔ ہمارے حضور تو ایک مرنجان مرنج رئیس ہین کسی کے لینے مین نہ کسی کے دینے مین۔ کچھ کسی سے سروکار ہی نہین یہ کون کمبخت دشمن پیدا ہو گیا خدا غارت کرے اُس لعین کو۔

ممن۔ حضور نے کئی خطون مین لکھا تھا کہ کورا لونڈے کی بھلا کیا اصل وحقیقت سے اسمین کوئی بڑا آدمی ضرور شریک ہی مگر تشریح نہین کی تھی کہ وہ کون حضرت ہین۔

خان۔ (خانصاحب۔ داروغہ نواب رونق جنگ) حضور پہلے تو مجھے یقین نہین آیا حضور کے نمک کی قسم جب سرکار نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ بھئی خانصاحب کچھ بسنت کی بھی خبر ہی یہ کس شمر اولاد یزید نے نواب محمد عسکری صاحب بہادر کے دشمنون کی تذلیل کی فکر کی تو غلام نے عرض کیا پیر و مرشد وہی اُس چوڑی والی کا میان ہی۔ تو سرکار نے فرمایا۔ (نہین صاحب یہ ایک اور ہی ذات شریف ہین) اور جب نام سُنا تو واللہ مجھے یقین نہین آیا۔

ممن۔ تو حضور اب تو فرما ہی ڈالیے۔ اب تو کھڈ اپیے بس نہین تو۔ اور نہین تو دس پانچ ہزار صلواتین تو سُنائین۔

اختر۔ گردن مارنے کے قابل ہی۔ اور آخر کار ہمارے حضور نے اُسکا کیا بگاڑا تھا سرکار یہ کب کی عداوت نکالی۔

نواب۔ بھئی مجھے ذرا غور کرنے دو۔ (پیچوان پیتے ہوئے) ذہن مین بات نہین آتی اور ذہن مین کیا خاک آئے کسی پر شک ہی نہین گذرتا ہی۔

ر۔ غور کر چکے آپ۔ اب مین بتاؤن۔ یہ آپ ہی کے بڑے گہرے دوست اور عزیز ہین جنھون نے آپ کے تباہ کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا ہی۔

پاؤن تو گولی ماردون (گالی) خدا کی قسم جو وقت مین نے سُنا واللہ یہی جی چاہا کہ۔ (گالی) غضب خدا کا (گالی) رشتہ ہی اور با این ہمہ دشمن ہو گیا۔ بڑی محبت کا دم بھرتا تھا (گالی) اور بے وجہ بے سبب (گالی) ایسا دشمن ہو گیا کہ بے عزتی کا خواہان ہی لاحول ولاقوۃ ایسے (گالی) شاید عمر بھر نہ پیدا ہوئے ہونگے۔ میرا جی چاہتا ہی کہ اس

(گالی) کے گھر مین گھس کے اتنے جوتے اُس
(گالی) پر پڑواؤن کہ کھوپڑی گھُٹ گنجی ہوجائے
واللہ مین آگ ہوگیا ہون جل رہا ہون کہ ایس
(گالی) کو کیا سوجھی۔ بھائی تم اس۔ (گالی)
کا نام سنوگے تو خدا جانے تمھاری کیا کیفیت
ہوگی ششدر ہوجاؤگے۔ بڑا ہی مردود نکلا
ملعون۔

اختر۔ حضور مین حیرت مین ہون واللہ کہ یہ کون
بچۂ خوک بچۂ خنزیر ہے۔ فی النار السقر ہوسہ

فتنہ را خفتہ دیدم نیمروز
گفتم این فتنہ است خوابش بردہ بہ

ممن۔ خانہ زاد چکر مین ہے کہ یہ ہے کون۔ واللہ
جو ذرا بھی سمجھ مین آتا ہو۔

ر۔ بھلا محمد عسکری یار ذرا سوچو تو۔ ابھی لو موقع
ہم دیتے ہین۔ ذرا اور غور کرلو۔ واللہ ششدر
ہوجاؤگے ششدر۔ بس دھک سے رہجاؤگے
کہ این! فلان شخص ہمارا دشمن ہوگیا۔

نواب۔ آپ تو دل لگی کرتے ہین۔

ر۔ بھلا یہ دل لگی کا کون موقع ہے۔ آپ نے
مجھے ایسا پاجی سمجھا ہے کہ مین ایسے موقع پر
آپ سے دل لگی کرونگا سبحان اللہ!

اختر۔ یہ دل لگی کرنیکا کون موقع ہے۔ حضور
صحیح فرماتے ہین۔ مگر ہماری سرکار کو اسقدر
حیرت ہے کہ سمجھ مین نہین آسکتا کہ کون بزرگوار
اسقدر دشمن جانی ہوگئے۔

ممن۔ خداوند اگر سرکار ہمین مہلت دین تو
قسم کلام اللہ کی کل دس بجے تک پتا
لگا دون۔

ر۔ واہ لگ چکا پتا۔

ممن۔ اچھا تو حضور اگر پتا نہ لگے تو صورت
بھی نہ دکھاؤن مجھ ایسے نیاریے سے یہ باتین
چھپی رہ سکتی ہین کیا مجال۔

ر۔ بولو نواب کیا کہتے ہو۔

ع۔ بھائی ہم تو ابھی ابھی سننا چاہتے ہین
کہ وہ کون شخص ہے

ممن۔ (قدمون گرتا ہے) سرکار ذرا ایکدن
بھر کی ملت ملے اچھا اور زیادہ نہین شام
ہی تک کی مہلت ملے خداوند۔

ر۔ بھئی اگر بتا دو تو پچاس روپیے دیتا
ہون۔ وہ بڑا گھاگ اور ایک ہی کائیان ہے

ع۔ اجی بتاؤ بھی۔

ممن۔ حضور خدا گواہ ہے کہ پچاس روپیہ کا
کا لالچ نہین کرتا واللہ مگر ہان اسقدر ضرور
ہے کہ میرا نیاریا ہونا تو آپ پہ ثابت ہوجائے
حضور فوراً بتا لگاؤن۔ نہ لگاؤن تو یہی شام
تک کی مہلت دیجیے۔

نواب صاحب نے جھلا کے کہا یہ وقت
پہیلیان بوجھنے کا نہین ہے اور چیستان بجھولتے
ہین اب بندہ اسکا کیا جواب دے۔ آپ
بڑے نیاریے سہی پھر اس سے مطلب
بتا دیجیے بھائی صاحب۔ اسوقت کچھ عجیب
کیفیت ہے۔

اختر۔ بتا دین حضور۔

ممن۔ اچھا خداوند بتا دیجیے

ر۔ (رونق) بتادو بھئی خانصاحب۔
خ۔ خداوند حضور ہی فرمادین۔
ر۔ نواب ذرا سنبھل بیٹھو۔
ع۔ خوب سنبھلے ہوئے ہین۔
ر۔ یہ ساری کارستانی اور سب کانٹے بوئے ہوئے خاص بشیرالدولہ (گالی) ہین۔
ع۔ (محمد عسکری) این! (انتہا سے بڑھ کر متحیر ہوکر) ارے! اُف!!! ارے میان بشیرالدولہ؟ اُف!!!
اختر۔ اجی نہین حضور۔
ر۔ کیا کہتے ہین آپ منشی اختر صاحب۔
ع۔ اُف! بشیرالدولہ اور ہماری آبرو کا خواہان ہمارا جانی دشمن!!! واللہ یقین نہین آتا۔ مگر کہانتک نہ یقین آئے جب تم کہتے ہی ہو تو کیونکر یقین نہ آئے مگر واہ ری دنیا۔ بشیرالدولہ اور ہمارا دشمن! ہے ہے! اب ؎

ما زیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

افسوس صد افسوس۔ حیرت ہے واللہ حیرت ہے کہ یہ کیا سُنا۔
ر۔ اجی ہین کیا شک ہے بھائی۔ حیرت کیون نہو۔
اختر۔ میری سمجھ مین ابتک نہ آیا۔
ممن۔ حضور غلام اب کچھ عرض نہین کرسکتا کیا کہون حیرت نہین مجھے تو حیرت کا وہ درجہ ہے جسکے لیے کوئی لفظ ہی نہین معلوم۔
ر۔ اب تو ہم اس فکر مین ہین کہ اس (گالی) کو پٹوادین۔ اتنے بے بھاؤ کے جوتے پڑین کہ کھوپڑی کھر گنجی ہوجائے پہلے تو مین اس تاک مین تھا کہ دیکھون یہ کون صاحب ہین بشیرالدولہ کیطرف تو کبھی گمان بھی نہ تھا۔ مگر بجرنگ بلی نے مجھ سے آکے کہا کہ آپ کو کچھ معلوم بھی ہے اس سب فساد کے بانی نواب بشیرالدولہ بہادر ہین۔ ہوش اُڑ گئے واللہ ہوش ٹھکانے نہین رہے۔
اختر۔ اور ہوش ٹھکانے رہنے کا موقع کیا تھا بشیرالدولہ حضور کے عزیز اور رشتہ دار اور دوست اور وہی حضور کی عزت کے خواہان ہوگئے۔
ممن۔ دنیا اسی کا نام ہے۔
اختر۔ آخر یہ حضور سے بگڑے کیون ہین۔
ممن۔ اب سرکار کو یہ کیا معلوم ؎

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضای طبیعتش این است

اسکے سوا اور کیا عرض کرون۔
ر۔ اچھا اب اس۔ (گالی) کی فکر کیا کیجائے میری تو رائے ہے کہ جہانتک آزار پہونچایا جاسکے پہونچائین کیونکہ جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا۔ ع۔

کلوخ انداز را پاداش سنگست

اختر۔ خداوند اب تشریف لے چلیے۔
ع۔ مین خدا جانے کیا سوچ رہا ہون۔
ر۔ گھر مین خیریت ہے۔ مین نے بھی گھر مین کہدیا تھا کہ تم جاکے اپنی بہن کے پاس دس بارہ روز رہو کہ وہ گھبرائین

نہین۔ اُن سے لوگون نے خدا جانے کیا کیا کہا تھا۔

ع۔ عین کریال مین غلہ لگا۔

ر۔ جی ہان وہ سب روانہ ہونیکو تھین۔

ع۔ لکھا ہی تھا۔

ر۔ بس جب مین نے یہ حال سُنا تو معًا روکدیا۔

ع۔ گھر مین کسقدر رنج ہوا ہوگا۔

ر۔ رنج کی تو بات ہی ہے۔

ع۔ ہم اب گھر مین بھی منہ دکھانے کے قابل نہین رہے۔

ر۔ بشیر الدولہ کا حال ابھی نہ ہمارے ہان معلوم ہوا ہے نہ آپکے ہان۔ فقط اتنا جانتے ہین کہ کوئی شخص آپس مین لڑواتا ہے۔ بس۔

ع۔ گھر مین یقین نہین آئیگا۔

راوی۔ اور یہ خبر ہی نہین ہے کہ وہ ملعون نابکار لعین ناہنجار کس ارادے مین تھا اور اُسکی نیت کیا تھی۔ اگر کل حالات سے واقفیت ہوتی تو بشیر الدولہ کو کچا ہی کھا جاتے۔

ع۔ بشیر الدولہ کا اِسمین فائدہ کیا ہے۔

ر۔ کہا نہ بھئی کہ ؎

نیش عقرب نہ از پئے کین ست	مقتضائے طبیعتش این ست

ع۔ نہین صاحب اسکو ہم نہ مانینگے۔

اختر۔ حضور یہ نیش عقرب نہین ہے۔

ممن۔ نہین صاحب یہ کسی بڑے جغادری پاجی بلکہ اپج کا کام ہے۔

ع۔ کیون جی مجھ سے ملنے بشیر الدولہ آئیگا۔

ر۔ ارے نہین بھائی۔ وہ تمھارا جانی دشمن ہو رہا ہے۔ ملنے کس منہ سے آئیگا۔

اختر۔ اور اگر آئے تو خوب ہی ٹھکیے۔

ممن۔ کون۔ اتنے جوتے پڑین کہ چاندلا گنجی ہوجائے بشیر الدولہ ہون چاہے کوئی ہو۔

ر۔ بندھوا کے پٹوائیے گا۔

خان۔ سرکار غلام کو بلوالین تو لطف ہو۔

ع۔ اچھا تو بندہ اب رخصت ہوتا ہے۔

ر۔ چاو تو پیتے جاؤ بھئی۔

ع۔ چاو کا لطف تو پہاڑ پر ہے بس باقی سب کہانی ہے۔

ممن۔ ہائے پہاڑ۔ وائے پہاڑ۔

اختر۔ حضور اللہ زر دے تو پہاڑ پر رہے بس۔

ر۔ ارے میان ہان خوب یاد آیا پہاڑ کا حال تو بیان کرو۔ کیا کیا دیکھا۔ کیا کیا لطف اُٹھایا۔

ع۔ کیا حال بیان کرین بھائی جان ؎

دل کو تھامون کہ تری بزم مین آنسو پوچھون	ہاتھ جب دل سے اُٹھے دیدۂ تر تک پہونچے
اُسکے ہمراہ گیا ہے دل پُر رنج و ملال	یا الٰہی وہ سلامت کہین گھر تک پہونچے
بس دیوار چمن رکھدے قفس اے صیاد	مین نہ پہونچون مرا نالہ گل تر تک پہونچے

پہاڑ کا حال کیا بیان کرون ؎

اک تیر سے دل مین لگا یا کہ ہائے ہائے	پہاڑ پر چلو تو لطف حاصل ہو ہم تو یہان

اس کشمکش مین پڑگئے کہ کیا بیان کرین۔

ر۔ انشاء اللہ۔ لے چا پیجیے۔ چا حاضر ہی میان ممن صاحب۔ ایک روز اس کشمیری سے چا بنواؤ۔ صاحب جیوسے۔

اختر۔ حضور چا پینا حصہ ہی اُن لوگون کا۔

ع۔ اِسمین کیا شک ہی۔

اختر۔ سرد ملک ہی نا۔

ر۔ لے سجائی اب گھر جاؤ۔ وہ سب بہت گڑ بڑائے ہوئے ہین۔ چا پیکر نواب صاحب مع اختر و ممن نواب رونق جنگ بہادر سے رخصت ہوئے۔

قافلہ داخل لکھنؤ ہوا

اب تو قافلہ داخل لکھنؤ ہو گیا۔ سب کے پہلے منشی مہراج بلی صاحب کا حال سُنیئے۔ آپ گھر پر آئے تو پہلے دربان سے پوچھا کہ (یہان دولتخانہ احقر پر من کل الوجوہ خیریت ہی) خیریت کے لفظ سے وہ اُنکا مطلب سمجھ گیا کہا (ہان ہجور سب کھیریت ہی۔ ایک دن کدرا چوڑی والا اور للتوا تنبولی یہ دو آدمی آئے تھے اور آپ کو پوچھتے تھے مین نے بات ٹالدی مگر مہری بیوقوف نے محمد عسکری نواب کا پتا بتا دیا۔ سنتے ہین وہان پولیس والے دوڑ لیگئے تھے مگر آپ لوگون نے اُن دونون کو بھگا دیا)۔

منشی مہراج بلی چکرائے کہ دربان تک کو کچا چٹھا معلوم ہی کہا (تم سے یہ سب کسنے کہا) وہ بولا (سرکار ادتوٹن کی چوری ہوتے ہوتے

کلمھیا مان گڑنا ہین سبھوڑا۔ نکھلیو بھرجات ہی ہجور)۔

اور بھی چکرائے اور اندر آئے تو بیوی کو دیکھا کہ بڑے غصے مین بیٹھی ہی۔

لڑکی اِنکے آنے سے خوش ہوئی۔ چارپائی پر بیٹھکر پوچھا کوئی خط ہمارے نام آیا ہی لڑکی نے کہا آج تو نہین آیا اور روز جو خط آتے تھے نینی تال بھیجدیے جاتے تھے۔

مہراج۔ اور سب خیریت۔

لڑکی۔ ہان۔

مہراج۔ مہری حقہ تو بھرلاؤ۔

مہری۔ بھرا جات ہی۔

مہراج۔ لڑکی کا چہرہ کیون اُتر گیا ہی۔

بیوی (خاموش)

مہراج۔ یہ سکوت چہ معنی دارد۔

لڑکی۔ (آبدیدہ ہوکر) لالہ اور سب کھیریت ہی۔

مہراج۔ ہان ہان۔ مین ہی جو سامنے بیٹھا ہون۔

مہری۔ ہیان تو لوگ ہجارن باتین کہڈالین کوؤ کچھ کہت ہی کوؤ کچھ۔

مہراج۔ او۔ وہ لوگ سب جھوٹ بولنے والا ہی سب بات بازار کا ہی۔

مہری۔ اور مہارن کہان چھوڑ آیو۔

مہراج۔ ہم سے کیا مطلب وہ تو نواب صاحب کے ساتھ گئی تھی مگر اِسمین کچھ ہونا نہین ہی۔

لڑکی۔ تو آپ نہائے ڈالو۔

مہراج۔ ذرا حقہ وقہ پی لین۔

اتنے مین منشی مہراج بلی صاحب کے داماد
تشریف لائے۔
د۔ آداب عرض کرتا ہون۔
م۔ جیتے رہو بیٹا۔ مزاج اچھے۔
د۔ آپ کی عنایت۔
م۔ اور سب خیر و عافیت۔
د۔ جی ہان مگر یہ آپ نے قبلہ کیا گل کھلایا ہے
یہان سب مین مشہور ہے کہ منہارن کو لے
گئے ہین اور اُسکا میان بگڑا ہوا ہے۔
منشی مہراج بلی اپنے سعادتمند داماد کی
تقریر سُنکر بہت چکرائے۔ عورتون مین ساس
کے سامنے لڑکی کے سامنے ذلیل کیا اور بالکل
صاف۔ لگی لپٹی نہین رکھی سسرے سے
مزاج پرسی اور صاحب سلامت کرکے ڈانٹنا
شروع کیا کہ ول قبلہ واہ آپ نے اچھا گل
کھلایا۔ مہراج بلی دنگ۔ اب کہین تو کیا
کہین۔ ایک بیوقوفی تو مہری سنے کی مگر خیر وہ
تو گنوارن بنکے چھوٹ گئی۔ مگر اِنکے داماد
کی یہ خیرگی اور اُجڈپن معافی کے قابل
نہ تھا۔ جب یہ خاموش ہو رہے تو اُن حضرت
نے اِنکو پھر ڈانٹ بتائی۔ (جناب و قبلہ
بڑھ سبس اسی کا نام ہے) بوڑھے آدمی اور
یہ حرکتین۔ آپ (ساس کی طرف مخاطب ہوکر)
یہان سے ایک منہارن کو اُڑا لے گئے اور
وہان فضیحتا ہوا اور خدا خدا کرکے نیچے بھی تو
یہان آکے دھرے جائینگے۔ واہ قبلہ واہ۔
اچھا نام روشن کیا۔ ماشاء اللہ۔ واہ

حضور واہ ہ

چہل سال عمر عزیزت گذشت
مزاج تو از حال طفلی نگشت

راوی۔ اب مہراج بلی اور بھی چکرائے۔
مگر چپ۔ اُنھون نے پھر چھیڑا کہ (نواب تو
ہماری دو ساسین ہین ایک یہ اور ایک وہ
منہارن)
لڑکی۔ منہارن گئی چولھے کی جڑ مین۔
مہراج۔ ہمارا خط ملا تھا۔
د۔ جی ہان ملا تھا۔ مگر آپ نے کوئی تاریخ تو
مقرر ہی نہین کی تھی۔ ورنہ بندہ اسٹیشن پر
ضرور ہوتا۔
راوی۔ منشی مہراج بلی دلمین خوش ہوئے
کہ اچھا ہوا یہ بلند اقبال اسٹیشن پر نہ تشریف
لائے۔ وہان بھی آوازہ کستے اور خواہ مخواہ
چھیڑتے کہ واہ قبلہ واہ۔ ذرا اُس منہارن
کی صورت تو دکھائیے۔ ضرور جھیپنا پڑتا۔
د۔ کیون قبلہ اب آخر اُس چوڑی والی حرامزادی
کو اُسکے گھر بھیجدیا یا نہین۔
م۔ اَے بھئی وہ تو نواب محمد عسکری صاحب
کے ساتھ لے گئے تھے۔
د۔ وہ نواب محمد عسکری لے گئے تھے۔ یہ
اُردو ہے؟
م۔ مطلب یہ کہ نواب صاحب اُسکو ساتھ
لے گئے تھے۔
د۔ اب یہ باجی بنا ہی ہے یا نہین۔
م۔ تو وہ جانین اُنکا کام جانے۔

د۔ بجا۔ آپ کیا ننھے بنے جاتے ہین۔

م۔ اچھا اب اِس گفتگوے سے کیا فائدہ۔

د۔ گفتگوے۔ واہ رہی تیری گفتگوے۔

م۔ (بہت جھلا کر) مہری حقہ لاؤ جا کے۔

مہری۔ بہتر ہے۔

د۔ تو نواب صاحب کے پاس تو چھوٹی بہن تھی اور ہمارے خسر الدولہ بہادر کے پاس بڑی بہن دونون زمانہ ساتھ لے کے گئے تھے۔

لڑکی۔ ان باتون سے کیا جانے کیا ہوتا ہے۔

م۔ لے حقہ لایا ہے۔

د۔ تو جناب اب تو کوئی جھگڑا نہین ہے۔ یا اب بھی کوئی کسر کا باقی ہے۔

م۔ نہین اب کچھ جھگڑا نہین ہے۔

د۔ آپنے دبے دانتون کیون کہا۔

م۔ ہوگا جی۔ واہیات بات۔

منشی مہراج بلی کی بی بی گو میان سے جلی ہوئی تھی مگر داماد کی یہ ڈھٹائی اور گستاخی انکو بھی پسند نہین آئی کرین تو کیا کرین۔ داماد کو ڈانٹ نہین سکتی۔ میان سے بات کرنیکا جی نہین چاہتا چُپ مجبور۔

مہراج۔ پہاڑ دیکھنے کے قابل چیز ہے۔

د۔ ہان ہان۔ جناب وہان کا حال تو بیان کیجیے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ بندے کو نہ لیچلے اور کیونکر لے چلتے وہ تو بات ہی اور تھی۔ ہان وہان کا حال تو بتائیے۔

مہراج۔ بیٹا بس اب مجھے دیکھ لو کہ کتنا موٹا تازہ ہو کے آیا ہون۔ گرمی کا تو وہان نام ہی نہین ہے۔ گرمی کی تو فصل ہی نہین ہوتی اور وہان کی ایک جھیل اس مزے کی جھیل ہے کہ مین کیا عرض کرون۔ حق یون ہے کہ ؎

اگر فردوس بر روے زمین ست
ہمین ست وہمین ست وہمین ست

جھیل کیا خدا کی قدرت کا نمونہ ہے۔

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقی دفتریست معرفت کردگار

وہان یہ ممکن نہین کہ انسان گرمی کے کپڑے پہن کے تھوڑی دیر بھی بیٹھ سکے جوڑی چڑھ جائے۔ کانپنے لگے واللہ۔

د۔ اور رہتے کہان ہین لوگ۔

م۔ پہاڑ پر مکان اور کوٹھیان اور بنگلے ہین قطار در قطار۔ اور کھاتا جو کتنا کھائیے۔ پانی سرد سبک ہاضم۔

د۔ دنیا کا لطف وہان ہی حاصل ہوتا ہے۔

م۔ دنیا کا لطف نہین زندگی کا لطف کہو خدا کی قسم زندگی کا لطف حاصل ہوتا ہے اور جھیل تو ایسی دیکھی نہ سُنی۔ سر شام سے پھر بے اوورکوٹ پہنے نہین رہا جا سکتا ہے۔

د۔ بھلا وہان کی پاترون کی کیا قطع ہے۔

م۔ بہت سردی پڑتی ہے۔

راوی۔ خسرے اچھی فرمائش کی اور اُنھون نے بھی خوب ٹالا کہ (بہت سردی پڑتی ہے۔)

د۔ خوبصورت تو ضرور ہوتی ہونگی۔

م۔ پہاڑی لوگ تو سُرخ و سفید ضرور ہوتے ہین۔

د۔ ٹھنڈا ملک ہے نا۔

م۔ ہان یہی وجہ ہے۔

د۔ بھلا نوکر اگر کوئی رکھے تو کتنے ملتا ہے پر نوکری کرین کیون جناب۔

م۔ اور سب خیر و عافیت رہی۔

د۔ جی ہان خیر و عافیت ہے۔ یہ آپ بار بار خیریت کیون دریافت کرتے ہین۔ کیا بھیڑیا کھا جاتا یا سانپ کاٹتا۔ ؎

ہمیشہ ہمیشہ رہا فضل مولیٰ
مرتضیٰ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

آپ بات نہ ٹال جائیے ؎

گفتہ گفتہ من شدم بسیار او
از شما یک تن نقد اسرار جو

آپ بھی قبلہ طرفہ معجون ہین واللہ۔

م۔ وہان چار گھڑی دن رہے سے پھر کوئی شخص اپنے گھر مین نہین رہتا۔

د۔ ہوا کھانے نکلجاتے ہین۔

م۔ ہان بے دو تین کوس جائیے وہان کھانا ہضم نہین ہو سکتا۔ مشی پر ضرور رہے۔

د۔ مشی کیا شے ہے آپ تو لغت پر لغت لڑھکانے لگے۔ مشی مشی کیا شے ہے۔ یعنی نشہ بازی اور مےخواری۔

م۔ نہین بھائی بیدل چلنا۔

الغرض منشی مہراج بلی صاحب نے نہا دھو کر کھانا کھایا مگر انکی بیوی مارے غصے کے نہ اُنھین اور نہ انسے بولین لڑکی اور داماد سے البتہ باتین ہوئین کھا پی کر دو تین دوست جو ان کی ملاقات کے لیے آئے تھے اُن سے ملے اور تھوڑی دیر بعد بجرنگ بلی بھی آئے۔

م۔ بڑا فضیحتا اُڑایا اس کدرانے جی۔

ب۔ جی ہان بس کچھ نہ پوچھیے۔ کیسا کچھ فضیحتا نوابصاحب کی بڑی بدنامی ہوئی۔ حکام تک بات پہونچی اور وہ فضیحتا ہوا کہ الامان!

م۔ بھلا یہ اصل مین لڑواتا کون ہے۔

ب۔ آپ کو یہ نہین معلوم ہوا۔ وہ کدرا لونڈا نیچ ذات کیا کھاکے مقابلہ کریگا مگر اُس کے پشت و پناہ نواب بشیر الدولہ ہین۔

م۔ واللہ! بشیر الدولہ! اور عسکری کا دشمن! ہو گیا۔ سخت تعجب ہوا بھائی صاحب۔

ب۔ اجی قبلہ وہ ایک ہی کائیان ہے۔

م۔ تو ایسا دشمن ہو گیا۔ معاذ اللہ!۔

ب۔ بڑے افسوس کا مقام ہے مین نے تو جا کے رونق جنگ کو سب راہین بتا دی تھین اور آپ کو بھی لکھا تھا۔

م۔ بس وہی ہوا۔

ب۔ وہ تو مجھے سب معلوم ہے۔ کوتوال صاحب کہتے تھے کہ وہان بڑے بڑے قانون دان لوگ بیٹھے تھے اور پہلے ہی سے ٹھکا دیا تھا۔ مین جب جواب سُنا گیا مگر آپ کی وجہ سے لوگ مجھسے بھی کھٹکے ہوئے ہین۔ ع

دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست

ابتک نواب صاحب کو خدا نے بچایا ہے اور اب تو یہان آ ہی گئے ہین یہان دیکھا جائیگا ادھر بھی بڑے بڑے مدھ جمع ہین۔

م - ہان وہ کر کیا سکتے ہین۔

ب - اب وہ بھی آگئی ہین یا نہین۔

م - ابھی نہین - وہ الموڑے ہوتی ہوئی آئین گی۔

ب - کوئی جوکس آدمی ساتھ ہے۔

م - (مسکرا کر) ایسا جوکس آدمی ساتھ ہے کہ اُسکا مقابلہ کرنا ذرا دل لگی نہین ہے۔

ب - فوجداری کا قانون جانتا ہے۔

م - واضع قوانین ہے - بیرسٹر ہے۔

ب - بیرسٹر - جی نہین۔

م - ہم جو کہتے ہین۔

ب - بھلا بیرسٹر ایٹ لا کا ہمکو کسی کے پھٹے ہین پانون ڈالنے لگا - اور پھر ایسے واہیات مقدمے مین۔

م - تم دیکھتے تو جاؤ - مگر یہان وہ پوشیدہ طور پر رہینگی جب تک ٹل سکے - ع -

دل یہ کہتا ہے کہ جبتک ٹلے ٹل جاتے ہین

ب - وہ اگر مقدمہ ہوا تو کیا ہوگا۔

م - بھلا اگر کدرا کو کچھ روپیہ ملجائے تو خاموش ہو رہے یا نہ خاموش ہو رہے۔

ب - روپیہ وہ شے ہے چچا کہ جو چاہے انسان کر گذرے - اور پھر جوڑی والے کو روپیہ دیکے اپنی طرف کر لینا کونسی بڑی بات ہے۔

م - تو تم اسکی فکر کرو۔

ب - بہت اچھا۔

م - اسکا جواب ہمکو کب ملیگا۔

ب - کل شام تک - یہ فکر تو غالباً پٹ نہ پڑے

مگر بشیر الدولہ کم بخت کے سامنے ذرا رنگ جمنا مشکل ہے - دیکھیے تو سہی مین تو اپنی طرف سے بڑی کوشش کرونگا - آیندہ خدا مالک ہے - ابھی کسی سے ذکر نہ کیجیے گا۔

م - بڑی خرابی یہ ہوئی کہ کپتان صاحب کو بھی معلوم ہوگیا - اور مسٹر فریزر صاحب کو بھی معلوم ہوگیا اور جب دو حکام کو معلوم ہوا تو ممکن ہے کہ اورون کو اطلاع ہو گئی ہو کیونکہ نواب محمد عسکری بڑے مشہور آدمی ہین اور اُنسے کل حکام واقف ہین - اب فرمائیے اس بشیر الدولہ نا ہنجار نے کیسا ذلیل کیا مگر عسکری بے بدلا لیے تھوڑا ہی رہیگا۔

ب - ابھی موقع نہین ہے - ابھی تو دب کے رہنا چاہیے کہ واللہ اعلم کیا افتاد ہو - ابھی سے عرفش کرنا پاگل پنا ہے۔

م - اب دیکھو تم سے اور اُن سب سے ملاقات ہوگی - دیکھو کیا صلاح ہوتی ہے۔

ب - اور اُس کدرا مردود کے ساتھ تنبولی کا بھی لونڈا ہے وہ بڑا بد معاش ہے - پہلے اسکو راہ پر لاتا ہوگا - کدرا تو سیدھا سادھا آدمی ہے مگر وہ بڑے ذات شریف ہین۔

م - بھلا اب تو نواب صاحب کے ہان پولیس کے لوگ نہ جائین گے کہ قمرن آپ کے ہان موجود ہے۔

ب - اگر کوئی مخبر مخبری کرے اور پولیس کو شک ہو یا کدرا مدعی بنے تو پولیس کو اختیار ہے مگر اتنے بڑے رئیس کی نسبت کپتان صاحب

یا صاحب سٹی مجسٹریٹ کے بغیر اطلاع کوئی کارروائی نہین کر سکتے۔

م۔ تو یہان چندان خوف نہین ہی۔

ب۔ یہان چھوٹتے ہی تو مین اطلاع دونگا۔ نوابصاحب سے پولیس والونکو کچھ دلوا دیجیے بس پھر دیکھیے کوئی کارروائی ایسی ہو نہی نہین سکتی جسکی اطلاع نوابصاحب کو نہو۔ اور کوئی بڑی رقم بالفعل نہ خرچین۔ ایک پانچ سو کا بالفعل خرچ ہی۔ سب مین کوڑی پھر جائے بشیر الدولہ نے کوتوال کو گانٹھ لیا ہی مگر جب کوئی معاملہ ہو ہی نہین تو کوتوال کیا کرے گئے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے۔ اِدھر ڈھونڈھا اُدھر ڈھونڈھا۔ اِس سے پوچھ اُس سے پوچھ سٹپٹا کے رہگئے اور نواب صاحب نے اور آپ لوگون نے یہ بڑا غضب کیا کہ کچھ دیا لیا نہین۔ ع۔

دہن سگ بہ لقمہ دوختہ بہ

کچھ دے نکلنا تھا۔

م۔ ہم لوگون کی تو رائے تھی مگر بیرسٹر صاحب نے منع کیا اور وہان کے پولیس انسپکٹر کی بھی رائے نہ تھی۔

ب۔ وہان کے انسپکٹر کے ہاتھ گرمائے تھے یا اُسکو بھی سوکھا ٹالا۔

م۔ نہین اُس کو تو شاید پانچ اشرفیان دی تھین۔

ب۔ چلیے وہ تو سو سوا سو لے مرا۔

م۔ اُسنے کام بھی کیا۔

ب۔ پولیس کو رشوت دینا ہمیشہ سوارت جاتا ہی کیونکہ پولیس رئیس کی عزت بچاتا ہی۔ اب کیا بشیر الدولہ نے دیا نہ ہوگا۔ ضرور دیا ہوگا

م۔ یہ اِس کم بخت کو کیا پاجی پن سوجھا ہی کہ کہ اپنا روپیہ بھی صرف کرتا ہی اور بدنامی بھی لیتا ہی اور اسپنے ایک عزیز کی آبروریزی کا خواہان ہی۔ بھید نہین کھلتا کہ یہ کیا اسرار ہی لاحول ولاقوۃ۔

ب۔ سب کہتے ہین کہ بڑا پاجی نکلا۔

منشی مہراجبلی صاحب نے بجرنگ بلی کو رخصت کیا اور کہا ہم اب سوئینگے مگر تم ذرا اپنی چچی کو جا کے سمجھا دو کہ چچا کا اِسمین کوئی قصور نہین ہی مجرم ہین تو نوابصاحب اور نہین ہین تو وہ۔ بچا کیا کرین اُس کو ذرا اچھی طرح سمجھا دینا۔

بجرنگ بلی اِسکے رخصت ہو کر اپنی چچی صاحبہ کے پاس گئے اور اُنکو سمجھانا شروع کیا۔ پہلے تو اُنھون نے اور اور باتین چھیڑین اُسکے بعد اصل مطلب کیطرف رجوع لائے منشی مہراجبلی کی بیوی نے پہلے اِنکی ایک نہ سنی اور کہا تمکو اُنھون نے بہکا دیا ہوگا مگر جب بجرنگ بلی نے قائل کیا تو ذرا ذرا دل کو ڈھارس ہوئی۔

اب نواب چھٹن صاحب کا حال سنیے کہ یہ جو گھر مین گئے تو وہان نینی تال کے معاملے کی کسی کو کانون کان خبر ہی نہ تھی۔ سب اِسنے بکشادہ پیشانی پیش آئے اور اِنکے گھر مین خوشیان ہونے لگین۔ جسے دیکھیے خوش و خرم

کہ نواب صاحب آئے اور مع الخیر واپس آئے۔

آغا محمد اطہر صاحب (ہر کہ ہیچ ندارد ہیچ غم ندارد) کے زمرے مین تھے۔ اِنکو کسکا خوف تھا۔ گھر جا کے حقہ پیا۔ حمام کیا۔ چائے پی اور احباب سے گفتگو کرکے سب کے ساتھ کھانا کھایا اور آرام کیا۔ یہ سب مین نقدِ ہے ع

بے غم وزد نے غنیم کالا

اب نواب محمد عسکری صاحب کا حال سنیئے اِنکو سب سے زیادہ خوف تھا اور سب سے زیادہ ندامت بھی تھی۔ اور بڑی سالی بھی گھر مین موجود یہ جو کوٹھی مین داخل ہوئے تو فوراً گھر مین گئے۔ محلنجا نے مین دو منٹ ٹہل کر کہا یہان تو لوگون نے بڑی بڑی افواہین مشہور کر دین حالانکہ سب لغو ہین تم لوگ ہرگز ہرگز نہ گھبراؤ۔ سب معاملہ دبراہ ہوگا۔ جو خوف تھا وہ جاتا رہا۔ مین تو اسقدر نادم ہون کہ گھر مین صورت نہ دکھاتا مگر سوچا کہ شاید اور زیادہ تشویش ہو۔ اب ایک ہفتے بلکہ کوئی چار ہی روز کے بعد انشاءاللہ سب صاف ہوجائیگا۔ مفت کی بدنامی ہوئی لیکن تم گھبراؤ نہین۔ اور جو کوئی کچھ کہے اُسکو نہ مانو نواب بہ دلق جنگ بہادر سے سب باتین پوچھو وہ صحیح صحیح بتا دینگے۔

نواب نادر جہان بیگم ایک فہمیدہ خاتون عالیخاندان تھین اور نواب صاحب سے عشق اور محبت تھی اُنھون نے نواب کو دیکھکر مسکرا دیا اور اُنکی سالی عفت آرا بیگم نے کہا (چلو وہ جو ہوا سو ہوا۔ ہمکو یہی کیا کم خوشی ہے کہ تم صحیح وسالم آگئے۔ کلیجہ دہل گیا تھا مگر یہ ہفتے اور دو ہفتے کی مہلت کیسی) اُنھون نے کہا (اچھا چار دن کی مہلت تو ضرور دیجیے۔ ذرا جھجک اور ندامت تو کم ہوجائے)۔

نواب محمد عسکری صاحب تو سمجھے تھے کہ گھر مین جوتیان بٹ رہی ہنگی۔ بیگم صاحب منھ چڑھا کے بیٹھینگی بات نہ کرینگی۔ نواب عفت آرا بیگم الگ طعنے دینگی۔ گھر کی عورتین بھی دلمین خفا ہونگی مگر آئے تو دیکھا کہ وہ اور اُلٹا دلاسا دیتی ہین۔ بیگم صاحب جان بوجھکر مسکرانے لگین تاکہ نواب خفیف نہون۔ سالی نے بھی کوئی بات ایسی نہین کہی جو ناگوار طبع ہو نواب صاحب بخوبی سمجھ گئے کہ اِن دونون نے باہم مشورہ کرلیا ہے کہ نواب صاحب کو زیادہ خفیف نکرنا۔ وہ خود نادم ہوگا۔ ایسا نہو کہ اِسکے دل کو ٹھیس لگ جائے۔ لہذا بیگم صاحب نے عمداً مسکرایا حالانکہ مسکرانے کا کوئی موقع نہ تھا اور عفت آرا بیگم نے بھی سکوت اختیار کیا اور کہا اچھا اگر تمکو ندامت ہے اور اُسکا افسوس بھی ہے تو خوشی کی بات ہے نواب صاحب نے جھک کر سلام کیا اور شکریہ ادا کیا مگر نواب عفت آرا بیگم نے اصرار کیا کہ آج کھانا گھر ہی مین کھانا۔ اسمین نواب صاحب کو کوئی عذر نہ تھا بخوشی منظور کرلیا۔ اور پہاڑ دن کا حال بیان کرنا شروع کیا۔

نادر جہان بیگم کو بڑا افسوس تھا کہ پہاڑ

نہ دیکھ سکین مگر یہ خوشی اور تسلی کیا کم تھی کہ نواب صاحب ہنسی خوشی واپس آئے!

شب کو نواب محمد عسکری نے بیوی سے کہا کہ اگر کوئی بات ہمارے ناگوار طبع کہو تو ہمارا ہی خون پیو۔

ب۔ (بیگم) مجھے تم نے کوئی گنوارن مقرر کیا ہے۔ کہنا ہوتا تو ابتک نہ کہتی۔

ع۔ مین خود منفعل ہون۔

ب۔ ہان سوچو تو نادم ہونیکی بات ہی ہے اور نہ سوچو تو کچھ نہین۔

ع۔ کچھ اور بھی سنا۔ یہ سب کانٹے بوئے ہوئے نواب بشیر الدولہ کم بخت کے ہین۔

راوی۔ بشیر الدولہ کا نام سُنکر بیگم صاحب کا چہرہ سرخ ہوگیا۔

ب۔ یہ اُس موذی کاٹے کو تم سے کیا عداوت ہے۔

ع۔ واللہ اعلم! بوجھیے مین نے کسکا باپ مارا ہے۔ مین نے کیا گناہ کیا تھا۔ نواب رونق جنگ بہادر نے جب مجھ سے ذکر کیا تو خون آنکھون مین اُتر آیا کہ یہ بجوڑا اپن اس سے بڑھ کر دشمنی میرے ساتھ کون کرسکتا ہے۔ مگر مین بھی اندھیرے اُجالے سمجھ لونگا۔ جاتا کہان ہے۔ ابھی کچھ دن خاموش ہون مگر ایسا بدلا لونگا کہ عمر بھر یاد ہی تو کریگا۔

شب کو بیگم صاحب اور نوابصاحب مین کچھ دیر یہ گفتگو ہوئی اور اس کے بعد آرام کیا۔

صبح کو خانہ باغ مین ٹہل رہے تھے کہ چمن نے آکے سلام کیا۔

نعمت غیر مترقبہ

نوابصاحب باغ مین ٹہل رہے تھے کہ ایک جوان سی آیا آئی اور دربان سے کہا کہ ہمکو نواب صاحب سے کچھ عرض کرنا ہے۔ انھون نے اپنے آقا کو اطلاع دی اور حکم ہوا کہ آنے دو۔

آیا۔ (جھک کر سلام کر کے) سرکار کان مین کچھ عرض کرنا ہے بہت پوشیدہ ہے۔

نواب۔ بہت پوشیدہ ہے؟ بھیجا کس نے ہے۔

آیا۔ حضور یہ تو کان ہی مین بتاؤنگی۔

نواب۔ اچھا تو پھر اُس برآمدے مین چلکر ٹھہرو وہان کوئی نہین ہے۔

آیا۔ بہت خوب مگر جلدی آئیے گا۔

نواب۔ (چمن سے) کون ہے بھئی یہ۔

چمن۔ حضور کسے باشد۔ جوان اور نمکین ہے اور کسی کا پیغام لائی ہے۔ یہ بات نہ ہو تو ہاتھ کٹا ڈالین۔

نواب۔ معقول! یہ بھی کوئی بڑی مشکل بات آپنے بتائی ہے۔

یہ کہکر نواب صاحب کوٹھی کے برآمدے مین جاکے کرسی پر بیٹھے تو آیا نے کہا سرکار ہمکو ایک مس بابا نے بھیجا ہے اور آپ کو یاد کیا ہے۔ انھون نے جب سے آپکو دیکھا ہے کلیجے پر سانپ لوٹ رہے ہین مین پتا پوچھتے پوچھتے یہانتک آئی اور ڈرتی ڈرتی حضور کے

آدمی سے کہا۔

نواب۔ جب تم انکی آیا ایسی جوان اور نمکین ہو تو وہ خود کیسی نہ ہونگی۔ رہتی کہاں ہین نام کیا ہی۔ لڑکی کس کی ہین کچھ حال تو بتاؤ۔

آیا۔ حضور چہ میگوئیاں نہ کیجیے۔ جی خوش ہو جائے گا۔

نواب۔ اچھا کچھ تو بتاؤ۔ عمر کیا ہی۔

آیا۔ اے یہی کوئی سولہ برس کی۔

نواب۔ ہان! تو بہت کمسن ہین اور صورت

آیا۔ سرکار اسٹیشن مین تو اسوقت دوسری نہین ہی۔

نواب۔ دُبلی پتلی ہی یا گول بدن کی۔

آیا۔ بہت نازکبدن ہین۔ پتلی کمر بل کھائے ری نندیا نزاکت کا خاتمہ ہی اور نزاکت ایسی کہ بُری نہ معلوم ہو۔

نواب۔ اچھا تو انکے گھر مین کون کون ہی۔

آیا۔ مرد کوئی نہین ہی۔ ایک وہ ہین اور ایک انکی چچی بس اللہ اللہ خیر صلاح۔

نواب۔ چچی بوڑھی ہی۔

آیا۔ جی نہین۔ ادھیڑ۔ کوئی تیس برس کی۔

نواب۔ چھوٹے آدمیون کی آمد ورفت تو نہین ہی وہان۔

آیا۔ حضور کیا کوئی بازاری عورت سمجھے ہوئے ہین مجال کیا کہ پرندہ تو پر مار سکے۔ ہان انکا دادا کبھی کبھی آجاتا ہی مگر انکو اچھی طرح سو جھتا نہین۔

نواب۔ تو اسی وقت چلین۔

آیا۔ جی نہین شام کو۔

نواب۔ بہتر۔ مگر وہان کوئی اور ہوگا تو ہم واپس چلے آئینگے۔

آیا۔ حضور کوئی نہوگا۔

نواب۔ اچھا تو ہمکو کوئی عذر نہین ہی۔

آیا۔ تو بندی اب رخصت۔ شام کو حاضر ہونگی ذری آدمیون سے کہہ دیجیے گا۔

دوپہر کو جب سب حوالی موالی جمع ہوئے تو نواب محمد عسکری بہادر نے منشی جھراجیلی سے کہا کہ آج تو سویرے سویرے ہم نے ایک اچھی بُہنی کی۔ مین باغ مین ٹہل رہا تھا کہ خبر ہوئی کوئی آیا آئی ہی۔ حکم دیا کہ بلاؤ۔ آئی تو دیکھا ابھی اٹھتی جوانی ہی اور خوبصورت اور نمکین بھی ہی بہت جھک کے سلام کیا اور کہا حضور ایک مس بابا نے جہان مین نوکر ہون آپ کو بلایا ہی۔ ہمنے اُنکے حالات پوچھے معلوم ہوا کہ مس کا سن کوئی سولہ برس کا ہی اور بڑی خوبصورت ہین اور اُسی کے گھر مین اُسکی چچی رہتی ہی کوئی تیس برس کی عمر ہی۔ اور گھر مین کوئی مرد نہین۔ ہم نے آج شام کو جانیکا وعدہ کیا ہی۔

منشی جھراجیلی خفا ہو کر بولے۔ خدا ہی خیر کرے۔ آپکی حرکتین بھی کچھ عجیب حرکتین ہین ابھی ایک مقدمے سے نجات پائی ہی نہین ہی اسی مخمصے مین پڑے ہین کہ اُنھون نے ایک اور مقدمہ دائر کرنیکی فکر کی۔

ممن نے کہا حضور مگر اُسکی بات چیت سے

یہ نہین پایا جاتا تھا کہ چہل یا فریب کرتی ہے اور یون کوئی کسی کے پیٹ مین تو گھسا نہین ہے۔

منشی مہراج بلی نے پھر نواب صاحب کی شکایت شروع کر دی کہ اِس جھنجھٹ اور بدنامی کیوقت مین آپ سے بڑھکر بے فکرا پن شاید ہی کسی کے مزاج مین ہو۔ اور یہ بڑے افسوس کی بات ہے۔ مین نے آپکو ریل پر بھی ٹوکنا چاہا تھا۔ کبھی مس کو گھورنے چلے اور کبھی میم سے آنکھین سینکتے۔ اور کبھی بہاڑن کو چھیڑنے۔ بھلا یہ کون شرافت کی بات ہے۔

آغا محمد اطہر صاحب نے اِنکی رائے سے اتفاق کیا کہ واقعی اُس روز ہم لوگ اپنے آپے مین نہ تھے اِس مصیبت مین تو وہان سے چلے اور یہ بفکرا پن۔

چھٹن صاحب نے اسکی تردید کی۔ کہا (بھائی صاحب اپنا تو قول ہے کہ ؎

زندگی زندہ دلی کا ہے نام
مردہ دل خاک جیا کرتے ہین

زندہ دلی نہین تو زندگی بھی بیکار ہے۔ افسردہ دل اور مردہ دل جیسے بھی تو کٹتا جیسے برے احوال۔ ہنس لو۔ بس اِسی کا نام زندگی ہے۔

غنیمت جان لو مل بیٹھنے کو
جدائی کی گھڑی سر پر کھڑی ہے

زندگی کا کون اعتبار ہے۔ اگر دو گھڑی ریل سے اُتر کر کسی سے ہنسے بولے تو کیا ہرج ہے

باقی تسبیح و نماز اور قال قال قلاؤ ذہ یون (قل اعوذیون) ہی کو مبارک رہے ہم اِس قال قال کے پھیر مین نہ آنے کے اور یہ آپ کہان کے بڑے وہ بنے ہین۔ آپ بڑی پارسائی کی لیتے ہین۔

مہراج۔ خیر صاحب جو چاہے کیجیے۔

نواب۔ کسی طرح دِل تو بہلائین۔ اب راستے مین اگر ذرا دلبستگی کی صورت نہ ہو تو چین کیونکر آئے۔

مہراج۔ لعنت ہے ایسے چین پر۔ ہمارا تو واللہ کسی سے بولنے کو بھی جی نہین چاہتا تھا کر گئے کس سٹے اور ٹھاٹھ سے تھے اور آئے کس بدنامی اور رسوائی کے ساتھ کہ خدا دشمن کو بھی اس سے بچائے۔ اور اُن لوگون کی یہ کیفیت کہ ریل ذرا ٹھہری اور یہ کُلبلا کے اُتر پڑے اسٹیشن آیا اور کھٹ سے پلیٹ فارم پر معقول! اور مجھے ناگوار گذرے۔

نواب۔ اچھا پھر کیا کرتے۔

آغا۔ کسی طرح غم تو غلط کرتے۔

چھٹن۔ اچھا اِنسے پوچھیے بلائی کنے تھی۔

آغا۔ ہم لوگون نے تو ٹھان لی تھی کہ ہرگز ہرگز تمام شب ایک بوند بھی نہ چھوئینگے مگر انھون جو للچایا تو بس پھر تاب کہان۔ چلنے لگا دور۔

ممن۔ حضور کو کی ایک بوتل پھر راہ مین اُڑی ہو گی۔ اور یہ ملی کہان۔

چھٹن۔ بریلی کے اسٹیشن پر مول لی اور پھر

تماشا دیکھا کیے تو رہیں - دو بوتلین ہم میں سے ہر دو کی تک پی گئے - مگر ہم کو ذرا سرور تیز ہو گیا تھا کچھ یون ہی سا - سوڈا پیا تو ذرا ذرا تسلی ہو ئی -

چمن - تو راستے مین اُترا تر کے اِدھر اُدھر ٹہلتے تھے -

مہراج - بڑی بڑی بے ضابطگیان کین اِن لوگون نے بیٹھے بیٹھے نچے صاحب -

منشی مہراج بلی مست آدمی تھے - اُنکو نازو کی مفارقت اور مقدمہ دائر ہونے کا بڑا صدمہ تھا - اول تو آپ نازو سے اُنکا دل لگ گیا تھا گو نازو تو اُنکو بھلا کیا پسند کرتی - یہ بوڑھے پیر فرتوت وہ جوان - نوخیز - اِن کا اُن کا میل کہان - مگر کچھ روپیے کے سبب سے اور کچھ نواب صاحب وغیرہ کی صحبت اور کچھ شرات کی یکجائی کے خیال سے یہ غنیمت سمجھتی تھین - اور اِدھر مہراج بلی بھی ہزار غنیمت سمجھتے تھے کہ ایسی جوان حسینہ نازک بدن خوش قسمتی سے ملی ہے - غرضکہ دونون جانب سے خود غرضی تھی -

آغا - اب آپ یہ فرمایئے کہ اِس مس کے ہان کون کون چلے گا - اکیلے تو جایئے گا نہین -

مہراج - سو دوست سو دشمن ہین اور خصوصاً آجکل تو اور بھی پھونک پھونک کے قدم رکھنا چاہیئے کہ مبادا کوئی اور گُل کھلے لیکن آپ لوگون کے تو دیدے کا پانی مر گیا ہے

کچھ دنیا و مافیہا سے خبر ہی نہین کہ دنیا مین کیا ہو رہا ہے -

آغا - بھائی صاحب تو اب اِس مس کے ہان تو ضرور ہی جائینگے آپ چاہے جو ہو - کل سے مہذب بنجائینگے مگر آج تو اور ذرا ذرا آنکھین سینکنے دو -

دو گھڑی دن رہے سے نوابصاحب کا شوق بڑھنے لگا کہ کسی طرح اُن بتان طناز کی دید سے روح کو سرور حاصل ہو سچ ہے -

وعدہ وصل چون شود نزدیک
آتش شوق تیز تر گردد

منشی مہراج بلی یہان سے جھلا کے چلے گئے اور شام کو غروب آفتاب کے وقت وہی آیا پھر آن موجود ہوئی - خدمتگار نے آکے عرض کیا کہ خداوند آیا جی حاضر ہین حکم دیا بُلا لاؤ - آغا صاحب کہ رنگیلے جوان تھے آیا کو باغ کی ایک روش مین دور لے گئے اور یون باتین کرنے لگے -

آغا - آیا جی آپکی اُن مس بابا کا کیا نام ہے -

آیا - اے حضور اُنکا نام تو ایلس ہے مگر ہم نوکر چاکر سب مس بابا مس بابا کہتے ہین -

آغا - اِسوقت جو ہم لوگ وہان چلینگے تو کوئی غیر تو نہ ہوگا -

آیا - اے نہین سرکار - غیر ذالک کا وہان کیا کام اور خصوصاً جب حضور جائینگے تو وہان پرندہ تو پر مار نہین سکتا آدمی کی کون کہے -

آغا - تمھارا نکاح ہو گیا ہے آیا جی -

آیا۔ (جھیپتی ہوئی) جی۔ حضور نے۔ اے سرکار ہم

آغا۔ شرماتی کاہیکو ہو۔ یہان ہی کون؟

آیا۔ اے واہ۔ نہوتا کیا معنی۔

آغا۔ یہان بجز ہمارے تمھارے اور کون ہی۔ کوئی نہین صاف صاف بیان کرو۔ ہم تمکو خوش کر دینگے مگر مس بابا سے یہ ذکر نہ کرنا۔

آیا۔ اے حضور کاہیکا ذکر۔ لونڈی تو کچھ سمجھتی ہی نہین ہی۔

آغا۔ ایک تو مس۔ وہ نواب صاحب کی خاطر کریگی یا ہماری۔ دونون کی خاطر محال ہی۔

آیا۔ حضور تردد نہ کرین دو ہین۔

آغا۔ ایک تو ادھیڑ بتاتی ہو۔

آیا۔ کوئی اٹھائیس انتیس برس کی عمر ہی مگر ان انگریزون کا رکھ رکھاؤ۔ ابھی یہ معلوم ہوتا ہی کہ انیس بیس برس سے زیادہ کی نہین ہی۔

آغا۔ اچھا تو اب ہم تین آدمی ٹھہرے۔ تو نواب صاحب سب سے امیر ہین انکی خاطر وہ مس کریگی اور اونسے اُتر کر چھٹن صاحب ہین انکی خاطر مس کی بچی کریگی جسکی ستائیس اٹھائیس برس کی عمر بتاتی ہو۔ اب رہگئے ہم تو تم ہمارے حصے مین آؤگی۔

آیا (ہنسکر) بڑے گرما گرم آدمی ہین حضور۔

آغا۔ ہم تو معاملے کی بات جانتے ہین۔

آیا۔ جی بڑے معاملے کی بات جاننے والے۔

آغا۔ تم کب سے اُنکے ہان نوکر ہو۔

آیا۔ بچپنے سے حضور۔

آغا۔ تمھاری عمر کوئی اٹھارہ برس کی ہوگی۔

آیا۔ اے سرکار وہ اٹھارہ نہین اُنیس ہوگی۔

آغا۔ اس عمر پر تو ہماری جان جاتی ہی آیا جی خدا کی قسم میری آیا جان۔

آیا۔ (زور سے قہقہہ لگا کر) اوئی۔ آیا سے آیا جی ہوئی اور آیا جی سے آیا جان۔

آغا۔ اب آیا جانی کہا کرینگے اور پھر رفتہ رفتہ آیا جنیان۔

آیا۔ حضور اب دیر ہوتی ہی۔ نواب صاحب سے کہیے کہ تشریف لے چلین۔

نواب صاحب نے پالکی گاڑی تیار کرائی صدر مین نواب محمد عسکری اور نواب چھٹن صاحب بیٹھے اور سامنے آغا محمد اطہر صاحب اور آیا سے اصرار کیا کہ تم بھی اندر ہی آکے بیٹھو۔ آیا نے کہا حضور یہ ہم سے نہونے کا۔ نامحرم مردون کے ساتھ ران سے ران بھڑا کر بیٹھنا ہم بہو بیٹیونکا کام نہین ہی۔

آغا صاحب نے کہا آیا جی اگر کوچ بکس پر بیٹھوگی تو لوگ بھانپ لینگے۔ پیچھے بیٹھوگی تو بھی سب سمجھ جائینگے یہان آکے بیٹھو کوئی دیکھ بھی نہ سکیگا اور باتین بھی ہوتی چلینگی۔ (آیا نے کہا آپ راستے مین چھیڑیے گا تو نہین) انھون نے آؤ دیکھا نہ تاؤ فوراً گاڑی سے اُتر کر آیا کو گود مین اُٹھا لیا اور گاڑی پر لے آئے۔

آیا۔ بڑے بڑے آدمی ہو جی تم۔

نواب۔ بڑے بدمعاش۔ تم ہماری طرف
آ کے بیٹھو۔
آیا۔ واہ۔ آپ سب ذات شریف ہین۔
آغا۔ ران سے ران بھڑا کر بیٹھنے کی شکایت
اور خوف تھا نہ۔ اچھا تو ہم ران سے ران
نہین بھڑاتے۔ بس چھٹی ہوئی۔
آیا۔ اب تو تمھارے بس مین ہون۔
چھٹن۔ اجی تم یہان آکے ہماری بغل مین
بیٹھو یہ دونون پاجی ہین۔
آیا۔ جوان عورت کے حق مین سب مرد بے
پاجی پنے پر آمادہ ہو جاتے ہین۔ ایک اِنپر کیا
آپ پر کیا فرض ہے۔
گاڑی کوئی پچاس قدم چلی ہوگی کہ نوابصاحب
نے کوچبین کو حکم دیا کہ گاڑی روک لو اور گھر
چلو۔ پھیر دو۔ اُسنے حسب الحکم گاڑی پھیر دی
اور گھر کیطرف چلے۔
آغا۔ یہ خبط سوجھا ہے میان۔ آخر اسکے معنی کیا
مجنون سا ہے۔
نواب۔ چلو تو سہی دیکھتے ہی جاؤ کہ ہم دیوانے
ہین یا تم ہو۔
چھٹن۔ آخر گھر پر چل کے کیا ہوگا۔ کہان
انکے ساتھ چلتے تھے کہان اب پلٹے جاتے ہو۔
اسکے کیا معنی۔
آیا۔ اے تو سرکار پھر اگر نہ چلنا ہو تو ہمکو رخصت
کر دیجیے۔
نواب۔ ایسی بات ہے بھلا۔ چلین اور بیچ کھیت
چلین۔ اور ڈنکے کی چوٹ چلین۔ ایک
بات یاد آئی۔
آیا۔ تو ایک عرض اور ہے۔ لونڈی ذمہ دار نہین
ہے اگر دیر ہو گئی اور وہ سو رہین۔
آغا۔ سچ ہی یہ پلٹے کہان چلتے ہو۔
چھٹن۔ پاگل ہو گیا ہے۔
آغا۔ پاگل اور کیسے ہوتے ہین۔
اتنے مین گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی چلی۔
اور نوابصاحب کے مکان پر داخل ہوئی کوٹھی
کے اندر پہونچتے ہی گاڑی رکوائی اور خدمتگار
کو آہستہ سے حکم دیا کہ جا کے دو بوتل سوڈا اور
ہوسکی اور دو گلاس جلد لاؤ۔ خدمتگار حکم
پاتے ہی کوٹھی کے اندر گیا اور سامان
لیکر حاضر ہوا۔
آغا۔ ہان یہ ایک بات اچھی سوجھی۔
چھٹن۔ جی خوش ہو گیا یار۔
ع۔ (عسکری) خیر تم لوگ تو پاگل ہی بنائے
دیتے تھے۔
آغا۔ اسوقت اسکی ضرورت بھی تھی۔
آیا۔ خوب اچھی طرح پیجیے۔
آغا۔ تمھاری مس بابا تو بُرا نہ مانینگی۔
آیا۔ اب حضور مطلب یہ ہے کہ آپ لوگ
رئیس ہین کوئی ایسے ویسے تو ہین نہین کہ
دھوبیون یا کمہارون کی طرح سے آپ غل
مچاتے پھرین۔ اور گو ہماری شرع کی رو سے
یہ چیز حرام ہے مگر ان لوگون مین تو سب
پیتے ہین۔
آغا۔ اگر تم پیتی ہو تو پیو۔

ع۔ ہان ہان آیا جی ایک چسکی۔
آغا۔ لو ہماری جان کی قسم۔
آیا۔ جی نہین کہین نشہ نہ کرے۔
آغا۔ نشہ ایسا کیا کریگی۔
آیا۔ اچھا تو ذرا سی دیدیجیے۔
آغا۔ ہمارے ہاتھ سے پیو۔
آیا۔ زہے نصیب لائیے۔
ع۔ یہ تو ہمپر جبر ہے۔
آیا (پی کر) جی نہین جبر نہین۔ یہ تو کہی بدی ہے کہ آپکی خاطر تواضع تو مس بابا کرینگی اور انکی پچی چھٹن صاحب کی تواضع کرینگی کیونکہ ابھی وہ بھی اٹھائیس انتیس ہی برس کی ہین۔ اور اب باقی رہے دو جنے۔ مین اور آغا صاحب ہم انکے حصے مین آجائینگے۔
ع۔ چلو تقسیم تو اچھی ہوئی۔ بس فیصلہ ہے۔
آیا۔ اور پھسلے مین یہ سلائے جائینگے۔
آغا۔ اجی اس سے کیا خوف ہے۔
تین تین چار چار پگ پی کے یہ سب مسرور ہوگئے اور آیا کو بھی ایک پگ پلایا اور حکم دیا کہ چلو۔ گھوڑیان ہوا ہوگئین۔ تھوڑی دیر مین ایک بیہڑ مقام پر پہونچے چوطرفہ سناٹا تھا
ع۔ یہ کہان آئے بھئی۔
کوچمین۔ حضور یہین کا پتا آیا جی نے دیا تھا
آغا۔ ارے میان کیا گھٹ ہے۔
چھٹن۔ معلوم تو قبرستان ہوتا ہے۔
ع۔ ایں! بستی مین یہ سناٹا۔
آغا۔ بستی اب کہان ہے۔

اتنے مین کوچمین نے گاڑی روک لی اور کہا آیا جی ذرا اتر پڑیے۔
آیا۔ ابھی اور آگا ڑی چلو۔
آغا۔ کیا کچھ منصوبہ کیا ہے کیا۔
آیا۔ جی ہان کپڑے اور گھڑیان اتروا لونگی۔
آغا۔ جان حاضر ہے۔
آیا۔ بس روک لو۔ لے اب چلیے۔ پہلے مین ذری اطلاع کردون پھر آپ سب آئیے۔
جب آیا اطلاع کرنے گئی تو چھٹن صاحب نے کہا یار ہمین تو کچھ فتور معلوم ہوتا ہے۔ ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ یہان کون آکے بیہڑ بیابان مین رہیگا۔ غور کرکے دیکھا تو بستی سے کچھ دور پر بنگلہ سا کچھ نظر آیا اور ویسے ہی آیا بھی آئی کہ حضور تشریف لے چلین بڑے اشتیاق کے ساتھ یہ سب خوش خوش اترے اور آیا نے انکو گول کمرے مین لیجاکے بٹھایا جو اشیاے بیش بہا سے خوب آراستہ تھا مگر روشنی بہت کم۔ صرف ایک لمپ وہ بھی جھلملاتا ہوا۔ اور دور رکھا ہوا۔ اتنے بڑے کمرے مین ایک لمپ کی روشنی بھلا کیا معلوم ہوتی۔ دو منٹ مین انگریزی عطر بیش قیمت کی خوشبو آئی اور تمام کمرہ طبلۂ عطار بنگیا اور ایک زیبا اندام مست خرام مس نے بصد ناز برنائی اس کمرے کو رشک پرستان بنایا یہ سب اسکے آتے ہی استادہ ہوگئے مگر وہ ایک چھوٹے سے کمرے کے اندر چلی گئی اور آیا نے آکے نواب محمد عسکری صاحب سے

کہا کہ حضور کو بلاتی ہین۔
آغا۔ بڑے خوش نصیب ہو یار۔
چھٹن۔ ہم نے تو اندھیرے کے سبب صورت ہی نہ دیکھی۔
آیا۔ حضور کو دوسری میم صاحب بلاتی ہین۔
آغا۔ اُتو ہمین نہ۔ تم تو ہمارے حصے مین ہو
جب ایک کمرے مین محمد عسکری دوسرے مین نواب چھٹن صاحب چلے گئے تو آیا نے آغا محمد اطہر صاحب کا ہاتھ پکڑا اور تیسرے کمرے مین لے گئی۔
اب ان تینون کا حال سنیے کہ انکی کیا کیفیت ہوئی۔
نواب محمد عسکری نے جیسے ہی اُس چھوٹے سے کمرے مین قدم رکھا ویسے ہی وہ مِس انکو لپٹ گئی اور لپٹ کر خوب بوسے لیے دیکھتے ہین تو قمرن جان میمون کی پوشاک پہنے ہوئے اِنکی بغل مین کھڑی ہین این! قمرن جان! یا آلہی مین خواب دیکھتا ہون کہ اصل مین قمرن ہین۔
نواب چھٹن صاحب جو دوسرے کمرے مین گئے تو دیکھا ایک نوجوان میم پشت پھیرے ہوئے کھڑی آئینہ دیکھ رہی ہی آئینے مین جو اُسکی صورت کا عکس دیکھا تو ناز و جان این! ناز و جان۔ ناز و نے پھر کے سلام کیا تو یہ دنگ ہوگئے ارے! سچ مچ ناز و ہی ہین جی۔ کیا حیرت ہی واللہ اسوقت۔
آغا محمد اطہر صاحب کو جو آیا ایک کمرے مین لیگئی تو وہان فوراً کسی عورت نے انکے ہاتھ پیچھے سے پکڑ لیے۔ انھون نے ہاتھ چھوڑا کر زور سے آواز دی (اسمین کچھ منصوبہ ہی) اور پھر کے دیکھا تو بیرسٹر صاحب۔
آغا۔ (دیکھنے لگا کر) ارے یار یہ ماجرا کیا ہی بتاؤ تو سہی۔ افوہ کیا گہرا چکما دیا ہی واللہ
گول کمرے مین سب جمع ہوئے تو ایک دوسرے کی بپتی سنکر بڑے قہقہے پڑے سب قمرن اور ناز و اور بیرسٹر کی ملاقات سے اسقدر محظوظ ہوئے کہ گویا کرورون روپیے ملگئے اور نعمت غیر مترقبہ تو سمجھی ہی۔
چھٹن۔ آئینے کے عکس مین دیکھتا ہون تو ناز و جان۔
نواب۔ مجھے تو قمرن جاتے ہی لپٹ گئین اور لگین چوشنے دیکھتا ہون تو دنگ ہوگیا۔
آغا۔ اور میرے ہیفتے کانٹھے انھون نے۔
قمرن۔ نواب اسوقت جان مین جان آئی۔
آغا۔ کرورون اشرفیان ہم لوگون کو ملگئین
چھٹن۔ آمین کیا شک ہی۔ اس سے کون انکار کرسکتا ہی۔ بیشک کرورون اشرفیان پاگئے اور ذرا سا گمان بھی نہ تھا۔
آغا۔ اسوقت اس ملاقات سے جسکی اُمید نہ تھی اور بھی سرور گٹھ گیا۔

پلا ساقی شراب نکتہ دانی
کہ جس سے چمکے رنگ خوش بیانی
بناؤن حجلۂ شادی زبان کو
سنوار دن مین عروسِ داستان کو

بہار وصل ہو پیدا رقم سے
گلِ شادی کھلیں شاخ قلم سے
رہائی دام سے مانند بلبل
پھر دن بے قید مثلِ نکہت گل
زبان دان عالم رمز سخن کا
ادب آموز یون ہی اہل فن کا

آیا۔ حضور انعام کا کام کیا ہی۔
نواب۔ بیشک۔ بھرپور انعام۔
آغا۔ بھئی کیا ہنسی آئی ہی واللہ۔
نواب۔ کچھ پوچھو نہ بھئی۔
بیرسٹر۔ مگر آپ نے تو آیا ہی پر قناعت کر لی تھی۔
آغا۔ ہم سوچے کہ بھئی ہمارا منھ اسی قابل سمجھا ہی۔ اور پھر نشہ الگ اور نیا نیا مقام۔
بیرسٹر۔ کیا مجھے ہنسی آئی ہی کہ آیا کا ہاتھ پکڑ کر آپ مزے سے چلے آتے ہین۔ مخلع بالطبع کوئی تکلف ہی نہین۔ اُسنے ہاتھ پکڑا اور آپ چپکے سے ساتھ جیسے بلی چوہے سے کان کٹاتی ہے۔ چپ چاپ چلے آرہے ہین۔
آیا۔ اسلئے تو مین دونا انعام لونگی جبطرح صاحب لوگ اپنی میمون کو لے کے ہوا کھانے نکلتے ہین اسی طرح آغا صاحب مجھے لیلے جاتے تھے۔
آغا۔ آغا صاحب تم کو لیے جاتے تھے۔ یا تم آغا صاحب کو گھسیٹے لیے جاتی تھین۔

آیا۔ حضور ہمارا انعام بھرپور ملے۔
نواب۔ بیرسٹر صاحب انکو آیا کو بچاس روپیے دید یجیے ہم کل کھیج کو بھیجدین گے۔
بیرسٹر۔ ہل گئے اُسکو۔
آیا۔ (بہت جھک کر سلام کرکے) حضور کی پرورش۔ اللہ اور اس سے زیادہ مراتبے کرے کہ غریبون کے حال پر اس قدر کا رحم ہے۔
آغا۔ ایسے رئیس پیدا نہین ہوئے۔
آیا۔ اللہ مراتبے زیادہ کرے۔
نواب۔ اب مارے خوشی کے یہ کوئی نہین پوچھتا کہ یہ لوگ کدھر سے آئے اور کیونکر آئے اور ہماری سمجھ مین نہین آتا کہ یہ کیا جادو کیا۔
چھٹن۔ المورے تو یہ لوگ گئے نہین۔
قمرن۔ ابھی نہ بتانا بیرسٹر صاحب۔
نازو۔ ہمارا ہی مزہ دیکھیے جو بتائے۔
بیرسٹر۔ ہرگز نہین۔
قمرن۔ مگر کیون جی ایسے ہردیگی تھیے اور بے مروت ہو کہ مس کا نام سنتے ہی پھسل پڑے۔
نازو۔ اتنا بھی خیال نہوا کہ جس عورت نے اپنے میان کو ہماری بدولت چھوڑا گھر بار چھوڑا اُسکو جنگل میدان مین چھوڑ کے ہم یہان آکے جشن کیا کرین۔ مرنے جینے کی خبر تو آجائے۔ اِسی منھ سے کہتے ہو کہ قمرن پر جان جاتی ہی۔

قمرن۔ چھپے تو ہو گے صاحب۔ اے لعنت خدا ارے تم مردوے بڑے بے مروت ہو۔

نازو۔ کیا مزے سے اس کا نام سنکے چپکے سے چلے آئے۔

قمرن۔ بس اب زیادہ نہ جھپاؤ۔

نواب۔ خدا کی قسم ریل پر تمام رات تڑپتے گذری۔

آغا۔ کسی پہلو چین انکو نہین آتا تھا۔

نواب۔ جیسے کوئی جونک چونک اٹھتا ہے یہ کیفیت میری تھی۔

آغا۔ راستے بھر رویا کیے۔

نازو۔ جی ہان رویا کیے۔

نواب۔ نازو جان کے سر کی قسم۔

نازو۔ اے چپ جھوٹے راستے بھر تو تم دونون نہنون کو گھورتا آیا رونے کا وقت کب ملا۔

آغا۔ (متحیر ہو کر) کیا!

نواب۔ گھورتے آئے۔ کسکو گھورتے آئے۔

نازو۔ بتا دون۔ اچھا لو دیکھو (نوٹ بک پیش کر کے) یہ کس شیطان کا لکھا ہوا ہے۔

نواب صاحب نے جو نوٹ بک بر اپنا اور آغا محمد اطہر صاحب اور چھٹن صاحب کا نام لکھا ہوا دیکھا تو دنگ ہو گئے۔

آغا۔ ارے یار کہین یہی دونون تو مسین نہین بنی ہوئی تھین۔

بیرسٹر۔ (مسکرا کر گردن پھیرلی۔

نواب۔ اُف! مار ڈالا۔ بھئی خوب سمجھے واللہ بڑا چکما ہو گیا واللہ۔ اُف!!! اُف!!!

نازو۔ مسون کے گھورنے کے لیے خانساماں کے ہاتھ بیرسٹر اپ لائے اور انگوٹھی بھی مارے خوشامد کے اپنے پاس سے دیدی۔

اس فقرے پر نواب محمد عسکری اور چھٹن صاحب اچھل پڑے۔ اور آغا صاحب فوراً بیرسٹر کو لپٹ گئے۔

آغا۔ یہ حضور ہی تے بیرکی فرمایش کی تھی مانتا ہون اُستاد واللہ مان گئے۔

چھٹن۔ ہم تو آج سے چیلے ہو گئے۔

آغا۔ واللہ چیلے ہو گئے۔

نواب۔ اور آواز کیا بدل لی تھی۔

نازو۔ اور ہمارا مارے ہنسی کے بُرا حال تھا۔

قمرن۔ مین جو ایک دفعہ کھڑی ہو گئی تو یہ تینون کے تینون خدائی خوار تاک جھانک کرنے لگے۔

نواب۔ لاحول ولا قوۃ۔

آغا۔ دھر لیے گئے۔

قمرن۔ اور ایک دفعہ ہم نے کھڑکیان بھی بند کر لی تھین۔

آغا۔ خوب یاد ہے۔

بیرسٹر۔ آخر تم لوگ آواز بھی نہ پہچان سکے۔

آغا۔ کہدیا نا کہ بڑا گہرا چکما ہو گیا جناب۔

بیرسٹر۔ اور ہم سے بات چیت بھی ہوئی۔

آغا۔ ہم ذرا تمیز نہ کر سکے۔

قمرن۔ جب تم لوگ ہمارے درجے کیطرف آؤ ہم تمھاری طرف لپٹ کر لین۔

آغا۔ اور ہم دل مین جھلائین۔

نازو۔ اور ہم ترسائین۔
قمرن۔ نہین ترسانے کی بات نہین تھی۔ اصل بات یہ تھی کہ ہم ظاہر کرنا نہسین چاہتے تھے۔
چھٹن۔ مگر واللہ کس احتیاط کے ساتھ لائے
بیرسٹر۔ اور کھلے بندون۔ پر وہ بھی نہین کیسا پردہ اور کہان کا پردہ۔ بالکل آزادی کیساتھ فرسٹ کلاس مین لیے بیٹھے ہین کوئی آنکھ اُٹھاکر دیکھ نہین سکتا۔
نواب۔ کیون صاحب اگر کوئی صاحب یا میم اُس درجے مین آکے بیٹھ جاتی تو آپ کیا کرتے۔
بیرسٹر۔ کرتے کیا۔ اول تو انگریز وہان آتا نہین کیونکہ جس درجے مین لیڈیان ہون گی وہان صاحب لوگ نہ بیٹھینگے اور اگر آجاتا تو کہین اور جگہ نہ ملتی اور کوئی آنیکا قصد بھی کرتا تو درجے کے قریب سے لوٹ جاتا۔ ہم نے پورا درجہ کیا تھا۔
نواب۔ جبھی یہ خوب کیا۔
بیرسٹر۔ وجہ یہ کہ اگر فرض کیجیے کوئی انگریز آجاتا یا میم آتی تو مجھکو سخت جھینپنا پڑتا یہ دونون اول تو شرماتین دوسرے انگریزی نہ بول سکتین اور ہماری قلعی کھُل جاتی۔ مگر یہ بھی خوب ہی یقین تھا کہ اس درجے مین کوئی نہ آئیگا یہ تو صرف احتیاطاً پورا فرسٹ کلاس کرلیا تھا ورنہ اسکی کوئی ضرورت نہ تھی۔ مگر واہ رے ہم ذرا چھانٹ تک نہ دی تم پہاڑ پہاڑ اوپر اوپر آئے ہم نیچے نیچے آئے۔ مارسٹن کے ڈاک بنگلے کیطرف سے۔
نواب۔ مجھے اب تک یہی گمان ہی کہ مین خواب دیکھ رہا ہون سان نہ گمان مگر گو ہم لوگ غم غلط کرنے کے لیے دو ایکبار گھوڑے اُترے تھے لیکن خدا گواہ ہی کہ جدائی کا بڑا ہی رنج تھا۔
قمرن۔ اے ہان کہانتک نہ ہوگا۔ اور یون تو آنکھین اسی لیے بنی ہین کہ اچھی شے کو آدمی دیکھے نظر پڑہی جاتی ہی یہ کوئی عیب کی بات نہین ہی۔
نازو۔ دل لگی یہ تھی کہ ہم تم کو دیکھین اور نہین اور تم ہم کو نہ دیکھ سکو۔ اس سے اور بھی ہنسی آتی تھی۔
قمرن۔ کیا چھپ سے خانساماں کو بُلالائے۔
نازو۔ ہم اگر جوتا صاف کراتے تو تم صاف کردیتے۔
آغا۔ مین تو نہ چوکتا۔ مین تو ضرور صاف کرتا۔
قمرن۔ مگر بیبے ہوئے سب تھے۔
نواب۔ کیون صاحب آپ لوگ سٹیشن پر اُترے بھی اُسی بے تکلفی سے۔
بیرسٹر۔ جی نہین۔ ہمارا خانساماں ان دونون کو کرائے کی گاڑی پر بٹھا آیا اور اُسکے بعد ہم درجے سے اُترے اور سیدھے اپنی فٹن پر جاکے بیٹھے اور کوئی سو قدم کے بعد فٹن روک کر انکو بھی سوار کرالیا اور کرائے کی گاڑی کو ایک روپیہ انعام کا دیکر رخصت کیا

اور سیدھے کوٹھی پر لے آئے۔ یہاں کوئی بولے تو گولی ماردون۔ کسی کو کانون کان خبر نہین ہے۔ اور یہ ہمین بنی ہوئی ہین۔

آغا۔ سبحان اللہ کیا سوجھی ہے واللہ۔

چھٹن۔ یہ تو قصون مین لکھنے کی باتین ہین جناب ہم سوچتے تھے کہ اس مکان کی مس کی بچی سے اُس کمرے مین ملاقات ہوگی۔ دعا مانگتے تھے کہ خدا کرے خوبصورت عورت ہو دیکھتے ہین تو بہت ہی کمسن مس ہے آئینے مین جو صورت دیکھی تو دنگ۔ این! یا الٰہی یہ تو نازو جان ہین۔

آغا۔ اور ہم تو گرفتار کیے گئے تھے۔

قمرن۔ اب تو یہ سب کچھ ہوا یہ بتاؤ کہ یہان کا رنگ کیا ہے۔ خون خشک ہوگیا ہے۔

نواب۔ قمرن۔ جانی اب آج وہ ذکر نہ چھیڑو اتنی ہماری خاطر کرو۔

نازو۔ تو تم نے اپنی آنکھون دیکھا تھا نواب چھٹن صاحب کہ وہ مونڈی کاٹا کدرا سوار ہوگیا۔

چھٹن۔ معقول! ابھی وہین سے چلا آتا ہون مین تھا۔ نواب رونق جنگ بہادر اور انسپکٹر صاحب خود ہمارے ساتھ گئے تھے فارغخطی لکھ گیا ہے کہ قمرن سے کچھ واسطہ نہین۔

مہراج۔ سبحان اللہ کیا گہرا جکما ہوا ہے واللہ۔

چھٹن۔ انسپکٹر نے کدرا اور للتوا کو بُلا کر کہا کہ ارے غضب ہوگیا۔ صاحب سٹی مجسٹریٹ بہادر نے تم دونون کے نام گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا ہے اور بشیر الدولہ کے مکان پر بھی کل سے چوکی پہرہ بیٹھا چاہتا ہے اور کوتوال کو مارے غصے کے ٹھنڈ کا بدل دیا بس دونون گڑ پڑا اُٹھے۔

مہراج۔ وہان لالہ بشیشر کے مکان پر رہینگے نا۔

چھٹن۔ جی ہان۔ لالہ بشیشر پرشاد کے ہان۔

نازو۔ کیا شان ہے تیری کریمی کی۔ قربان تیری کریمی کے روتے کو ہنسانا اور ہنستے کو رولانا اِسی کا نام ہے۔ کہان تو ہمارے منھ پر ہوائیان اُڑی ہوئی تھین کہ اب پکڑے گئے اور اب پکڑے گئے۔ قمرن بیچاری کا بیماری کے سبب سے کیا حال ہوگیا تھا کہ توبہ ہی بھلی۔ یہ کسکو اُمید تھی کہ صحیح سلامت یہان تک پہونچینگے اور آج اللہ نے یہ دن دکھایا کہ مزے مزے ہنستے بولتے ہین۔ وہ موا بشیر الدولہ کل تک کیسا خوش و خرم ہوگا مگر آج نانی مرگئی ہوگی۔

چھٹن۔ اُسکو ابھی یہ حال تھوڑا ہی معلوم ہے۔ وہ تو اب تک یہی سمجھا ہوا ہے کہ ایک انسپکٹر گیا دوسرا آیا دوسرا گیا تیسرا آیا جو آئے گا اُسکو زور زر اپنی طرف کرلونگا چلو چھٹی ہوئی کدرا اور للتوا کو وہ اپنا بیٹا اور چیلا سمجھتا ہی ہے۔ وکلا روپیے کے آشنا۔ انکو اس سے کیا بحث ہے کہ بشیر الدولہ برسر حق ہین یا نواب محمد عسکری۔ انکا قول تو یہ ہے کہ ہر خرے کہ باشد

من پالانم - اُنکو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہی مردہ چاہے بہشت مین جائے چاہے دوزخ مین - مگر جب سنیگا کہ انسپکٹر کو تین مہینے کی رخصت ملی اور وہ لکھنؤ ہی مین رہینگے تو سر پیٹ لیگا اور ادھر کدرا اور للتوا کو بھی غائب پائے گا بڑی دل لگی ہو گی -

بیرسٹر - اب یہ دل لگی تو ہوا ہی کرے گی یہ فرمایئے کہ اتنی بڑی خوشخبری سنی ہی کچھ جشن بھی ہوگا -

عسکری - بھائی صاحب ہم سب تو آپکے مہمان ہین - آیا فرمن تشریف مین کھانا آپ کے ہان عمدہ سے عمدہ پکا ہی ہے - جشن مین تین چار چیزین ہوتی ہین - ایک مطعومات لذیذ یعنی عمدہ پکا ہوا کھانا دوسرے شراب ناب تیسرے پیارے پیارے معشوق چوتھے احباب موافق و بذلہ سنج - تو کھانا تو آپ کے ہان پک ہی رہا ہی - میان ذرا انکے خاص بز کو بلالو - (حاضر ہوا) اسوقت کیا پک رہا ہی - خداوند مرغ پلاؤ ہی اور انناس پلاؤ اور باقرخانی اور قورمہ اور کباب ہی اور نواب چھٹن صاحب کے حکم سے تیتر کا قورمہ پکا ہی اور گو بھی ہی اور نازو جان صاحب کی فرمائش بیجرے کے ملیدے کی تھی وہ بھی ہی (اور جو حکم دیجیے) -

نواب صاحب نے فرمایا تو دو چیزین ہماری طرف سے بڑھا دو چاہے کھانے مین دیر ہو جائے کچھ پروا نہین - ایک کندن قلیہ اور ایک انڈون کے ملیدے - اچھا صاحب یہ تو ہوا اب رہی شراب وہ ہمارے ساتھ ہی - اب رہے معشوق بھلا نازو اور قمرن سے بہتر معشوق کہان ملینگے - اور احباب بذلہ سنج تو سبھی ہین -

نازو (ہنسکر) میزان اچھی دیدی -

مہراج - بات معقول کہی -

نازو - آپ بھی بولے (منہ چڑھاکر) بات معقول کہی تیری ایسی تیسی نگوڑے -

مہراج - این! شیطان نے انگلی دکھادی کیا! اِس وقت ہماری نازو جان کلیلو نبیر ہین -

مسخرہ - یہ ہماری کیا معنی! اس کی تصریح کیجیے کہ آپ کی کون ہین - ہمشیرہ عزیزہ یا - راوی - یا کے لفظ کے بعد میان مسخر الدولہ چڈا گلخیر و صاحب کچھ اور کہنے کو تھے کہ فقتی مہراج بلی کے لئے آچک کے مسخرے کا ٹیٹوا لیا اور غل مچا کے کہا -

بو بلیڈی فول کاہے واسطے گالی گلوج بکنے مانگتا بچہ سور جنگلی کہ گفتہ اند - ع -

اصل بد از خطا خطا نہ کند	

نازو (قہقہہ لگاکر) آگئے آگئے بلاڈی فول صاحب آگئے - اب سوجھنے لگی موسے کو -

حسن - (ہنسکر) جی ہان لالہ کاہے واسطے آگئے اور کہ گفتہ اند بھی ساتھ لائے -

اختر - ابتک کیسی بھیگی بلی بنے بیٹھے رہتے تھے

نواب۔ کون۔ ریل پر انکا نقشہ دیکھتے آپ۔
اختر۔ سنا۔ ملے تک نہین۔
چھٹن۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سیکڑون
جوتے اِس شخص پر پڑے ہین۔ بالکل مردہ تھا
آغا۔ اسدن تا۔ اے ہے۔ واللہ بات بھی
کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اور دبکے کے کونے مین
پڑا رہا جاکے۔
چھٹن۔ ہملوگ اپنے اسٹیشن پر ٹہلے۔ ادھر آئے
اُدھر گئے ہنستے بولتے گھورا گھاری کرتے تھے
مگر یہ بچہ خاموش۔
آغا۔ یہ نواب چھٹن صاحب نے خوب کہی
کہ ہین معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سیکڑون جوتے
اِنپر پڑے ہین۔
نازو۔ ہم نے آغا صاحب کو دیکھا نواب
محمد عسکری کو دیکھا نواب چھٹن صاحب کو
دیکھا مگر اس موڑی کاٹے کو نہ دیکھا مین سمجھی
بھیڑیا اِسکو لے گیا ہے۔
آغا۔ اُسدن کی بھی دل لگی نہ بھولے گی اور
اتفاق سے بھیڑیا آہی گیا باتین ہی کرتے
کرتے بھیڑیا نکلا بعضے وقت کی بھی کیا بات
ہوتی ہے۔
بیرسٹر۔ اب یہ فرمایئے خداوند نعمت کہ جشن
کب ہوگا اور اس مین کیا کیا ہوگا اور کسقدر
روپیہ کا صرف ہے۔ روپیہ بندے کے ہاتھ دھریے
اور پروگرام بتا دیجیے۔
نواب۔ یہ سب نازو جان کی رائے پر ہے۔
نازو۔ ایک دن تو رتجگا ہو۔ اور ایکدن
جتنے جتنے جو منت مانی ہے وہ پوری کرے اور
ایکدن ناچ ہو۔ چار طائفے زنانے اور ایک
طائفہ مردانہ۔
مہاراج۔ تو مردانہ طائفہ بی نازو جان کی
پسند کا ہو۔
بیرسٹر۔ جی اور زنانہ آپکی پسند کا ہو۔
آغا۔ تو انھین دونون میان بیوی کی پسند پر
کل دارومدار ہے۔
نازو۔ وہ جو لڑکا آجکل نیا نیا نکلا ہے۔ کہروا جو
خوب ناچتا ہے اُسکو بلواو۔

سپہر سہی۔ انشاء اللہ یار زندہ صحبت باقی
بس یہ کہکر ٹال دیتا تھا مگر تم کو مرغ کے
قورمے کی پڑی تھی۔

سب انسپکٹر نے جواب دیا حضرت ابھی
آئے گھر سے آئے اب کسی کے ہان نہ کھائینگے
مگر میرا یہ عذر وہ مانتے کیونکر۔ دعوت تو سیٹھ جی
کے ہان ہوئی تھی۔ انھین کے شکاری بندوقین
اور کتے لے کر شکار کرنے گئے تھے اور
انھین کی جانب سے دعوت تھی بھلا
انکار کا کون سا موقع تھا اس گفتگو کے بعد
انسپکٹر صاحب نے نواب بشیر الدولہ بہادر
کے نام یہ خط بھیجا۔

بحضور نواب نامدار۔

تسلیم۔ مزاج اقدس۔ آج ۔۔۔ واپس
تشریف لائے۔ مگر موچی کے موچی ہی رہے
افسوس ہے کہ آپنے مجھے نہ جانے دیا ورنہ سب کو
باندھکے لے آتا۔ مگر خیر مضیٰ ما مضیٰ ۵

ہوا جو کچھ سو ہوا بس گذشتہ را صلوٰۃ
کہاں تلک کوئی رویا کرے گلہ دکا

اب یہاں فہمیدہ خواہد شد
راقم سمجھ جایئے

دیگر یہ کہ خط بعد ملاحظہ چاک ہو۔

ایک سپاہی کو حکم دیا کہ یہ خط نوابصاحب کے پاس لیجاؤ۔ نوابصاحب نے خط پڑھکر منھ بنایا اور یوں جواب لکھا۔

مکرمی۔ سخت افسوس ہوا کہ۔ بے نیل مرام واپس آئے۔ اب فرمایئے کیا کیا جائے۔ بڑی خرابی اب یہ واقع ہوگئی کہ کدرا اور للتوا بیدل ہو جائینگے۔ مگر افسوس ہے کہ آپ نے یہانتک آنیکی تکلیف گوارا نہ کی خدا جانے اِسمین کیا مصلحت ہے ؎

مہندی پاؤں مین نہ تھی آپکے۔ برسات نہ تھی
بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی

لازم تھا کہ اُنکو لے کے آتے۔ اگر کوئی سرکاری کام نہو تو آؤ اور اُنکو بھی لیتے آؤ

بندہ بشیر

انسپکٹر صاحب مع اپنے ماتحت کے نوابصاحب کے پاس گئے تو سب انسپکٹر سے انھوں نے شکایت کی کہ واہ حضرت وکہ آپ نے بالکل گوڑ ہی دیا ؎

ما زیاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

سب انسپکٹر نے نینی تال کے کل حالات بیان کیے کہ وہاں پہلے ہی سے خبر ہوگئی تھی

خبر پاتے ہی اُنھوں نے قمرن اور نازو کو ہٹا دیا وہاں کے رئیس اعظم اُنکے بہت بڑے دوست ہین وہ اُنسے گٹھ گئے اور پولیس بھی محمد عسکری کا دم بھرتا ہے اور ایک بیرسٹر بھی اُنکے ساتھ شریک ہوئے ہین۔ اب ہین وہاں کیا بنا لیتا قمرن اور نازو کا کہین پتا بھی نہ تھا اور اگر نازو ہوتی بھی تو مین کیا بنا لیتا۔ نازو کے میاں نے تو دعوی کیا نہین ہے مگر مصلحتاً اُن لوگون نے نازو کو بھی چھپا دیا معلوم ایسا ہوتا ہے کہ پولیس اور رئیس کی سازش اور بیرسٹر کی صلاح سے ان دونون کو کسی مکان مین علحدہ ٹکا دیا۔ بلکہ پہاڑ پر کسی گاؤن مین بھیج دیا ہو تو عجب نہین۔

اس کہانی کے بعد انسپکٹر نے طنزاً کہا کہ کل حال بیان کیجیے۔ مرغ نے قورمے کا ذکر تو چھوڑ ہی دیا۔

سب انسپکٹر بہت جھیپے تو نواب بشیر الدولہ نے اصرار کرکے دریافت کیا کہ کبھی یہ مرغ کے قورمے کا کیا ذکر ہے۔ ہم بھی سننا چاہتے ہین اِسکا مختصر حال انسپکٹر نے بیان کیا تو بشیر الدولہ ہنس دیے اس گفتگو کے بعد انسپکٹر نے کہا۔ خیر یہ تو پہاڑ تک کی خاک چھان آئے اب ہم یہاں شہر ہی مین تحقیقات شروع کرتے ہین اتنی شہادتین پیش ہونگی ایک تو مکان والے کی گواہی لی جائے گی کہ تونے مکان کسکو کرائے پر دیا تھا اور اِسمین کون رہتا تھا اور نواب محمد عسکری وہاں

آیا جایا کرتے تھے یا نہین دوسری گواہی
اسیٹیشن کے لوگون کی ہوگی کہ نواب
محمد عسکری کے ساتھ سواریان گئی تھین یا
خالی گئے تھے اور کدرا اور للتوا کا اظہار
لیا جائیگا کہ تمرن کی عمر ۱۳ برس کی تھی پھر
محلے والون سے دریافت کیا جائیگا کہ کیا
عمر تھی۔ پھر کدرا کی ساس سے پوچھا جائیگا
کہ تیری لڑکیونکو کون بھگا لے گیا تھا جسپر شک ہو
اُسکا نام بتا۔

یہ شہادتین جب ہم بہوچ لینگے تو پھر
ہم صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس
کو رپورٹ کر دینگے بشیر الدولہ نے کہا اور
ایک بڑی گواہی تو تم بھولے ہی جاتے ہو
یار۔ مقدمہ تو وہی ہی (پوچھا وہ کون کہا۔
برف والے لونڈے کی گواہی اور تصویر والے
صاحب کی گواہی)۔

انسپکٹر۔ خوب بتایا۔ برف والے لونڈے کی
گواہی تو ہم رپورٹ مین قلمبند کرلینگے مگر فوٹو
گراف صاحب کی گواہی اس مین نہ درج
کیجیے۔ وہ اجلاس پر پیش کیے جائین گے
اچھا نواب بندہ تحقیقات شروع کرتا ہی پہلے
مکان والے سے لگا لگاؤ لگا۔ تسلیم۔

بشیر۔ چاے تو پیے جائیے۔

انسپکٹر۔ اب چاے واے اسی دن پئینگے
جب محمد عسکری قید خانے مین چکی پیس
رہا ہوگا۔

سب۔ آمین۔ آمین۔

بشیر۔ آپ لوگون کی مہربانی ہوگی تو چکی بھی
پیسے گا اور بید بھی پڑین گے اور بیگم بھی
اجلاس پر بلوائی جائینگی۔ انشاء اللہ تعالی

انسپکٹر۔ آپ دیکھتے جائیے بس۔

سب۔ حضور سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔

بشیر۔ (ہنسکر) بشیر لطیفہ آپ مرغ کے قورمے
پر نہ پھسل پڑیے حضرت۔

انسپکٹر۔ (قہقہہ لگا کر) میرے دل کی
بات کہی واللہ۔

سب۔ اُس دن کا قورمہ وبال جان
ہو گیا۔ اُدھر ہمارے صوبہ دار صاحب
کو دتے ہین ادھر ہمارے حضور طعنے دیتے
ہین۔ لاحول ولا۔

انسپکٹر۔ نواب صاحب ہماری خاطر سے
شب کے وقت ایک مرغ کا قورمہ خوب
اچھی طرح اہتمام کے ساتھ پکوا کر ہر روز انکے
لیے تھانے پر بھیجدیا کیجیے۔ جبتک یہ مقدمہ ہی
روز مرغ کا قورمہ انکو کھلائیے۔

بشیر۔ بسر و چشم۔ واللہ مین دل لگی نہین کرتا
(خدمتگار سے) دیکھو جی خاص پز کو حکم دو کہ
ہر روز بلا ناغہ شام کے وقت ایک مرغ کا
قورمہ بہت اہتمام کے ساتھ پکا کر بہ احتیاط
تمام تھانے پر سب انسپکٹر صاحب کے باورچی
کو دے آیا کرے کہ جب کوتوال صاحب
کھانا کھائین تو یہ بھی چن دیا جائے۔

سب۔ (جھینپ کر) اجی حضور اس سے معاف
فرمائیے (خدمتگار سے) نہین نہین جی مذاق

کرتے ہین۔
بشیر۔ خبردار فوراً حکم دو۔ مذاق کیا معنی۔
سب۔ اے تو نواب صاحب۔
بشیر۔ مین ایک نہ سنونگا۔ بشیر الدولہ فقیر نہین ہی۔ بشیر الدولہ دل کا فقیر ہی۔ فقیر دوست ہی مگر فقیر نہین ہی۔ بشیر الدولہ بہادر امیر آدمی ہین۔ شکر ہی پروردگار کا۔ مرغ کیا چیز ہی۔ احباب کے لیے جان تک حاضر ہی۔
سب۔ مین وہان مرغ کھاکے سخت ذلیل ہوا۔ صوبہ دار صاحب نے بہت ہی ذلیل کیا۔
انسپکٹر۔ ہمین ذلت کی کون بات ہی قبلہ۔
سب۔ واہ ذلت نہین تو اور کیا ہی۔
انسپکٹر۔ گنوار ہو نہ۔ ارے ان شہزادون کے ہان کا پکا ہوا کھانا نصیب کہان ہوتا ہی۔

یہ دونون افسران پولیس نوابصاحب سے رخصت ہوئے تو راستے مین سب انسپکٹر نے کہا یار تم نے ہمین بڑا ذلیل کیا۔ واللہ مجھسے اسوقت بگڑ جاتی مگر کیا کہون افسر ہو) انھون نے جواب دیا (تم تو ہو پاگل ارے میان بالفعل مرغ کا قورمہ تو مزے مزے سے روز چکھو۔ پھر سمجھا جائیگا۔ بڑا شوقین آدمی ہی بشیر الدولہ۔ ایسا کھانا لکھنؤ مین لوگ کم کھاتے ہونگے۔ لے اب آپ توچوکی پر جائیے اور بندہ جاکے تحقیقات کرتا ہی رپورٹ

تیار کرنی ہی)
انسپکٹر صاحب پہلے اُس مکان کو چلے جہان نواب محمد عسکری قمرن جان کو لے کے ٹکے تھے۔ دروازے پر جاکے کھڑے ہوئے پوچھا یہ کسکا مکان ہی۔ لوگون نے کہا یہ کلن خانساماں کا مکان ہی۔ پوچھا کہان رہتا ہی۔ کہا پچھواڑے۔ کانسٹبل کو حکم دیا جاکے بلا لائے۔ کانسٹبل جاکے بلا لایا۔
ا۔ (انسپکٹر) تمھارا نام کلن ہی اور یہ مکان تمھارا ہی۔
ک۔ (کلن) جی ہان۔
ا۔ اس مکان مین ۔ کے مہینے سے ۔ کے مہینے تک کون کرایہ دار تھا۔
کلن۔ حضور وہ نواب تھے۔
ا۔ کون نواب۔
ک۔ نواب! دیکھیے! (ایک ساتھی کیطرف مخاطب ہوکر) کیا نام تھا جی۔
ساتھی۔ نواب عسکری دولہ۔
ک۔ ہان نواب عسکری صاحب۔
ا۔ اور اُنکے ساتھ اس مین کون کون رہتا تھا۔
ک۔ اب بے صاحب یہ ہمین کیا معلوم

محتسب را درون خانہا چہ کار باشد	

ا۔ (مسکرا کر) چہ کار باشد۔ آپ فارسی بھی پڑھے ہین۔
ک۔ جی ہان حضور پڑھی تھی مگر اب تو خانسامانی کرتے ہین۔

ا۔ آخر اسمین زنانہ تھا مردانہ تھا۔ کچھ تو بتاؤ۔

ک۔ حضور بیگم لوگ رہتی تھین۔

ا۔ کون بیگم۔

ک۔ یہ حضور ہمکو کیا معلوم۔ ہم تو نوابصاحب کے دارونعہ کو جانتے ہین وہ چھ مہینے کے مہینے ہمکو پیشگی کرایہ دیا کرتے تھے اور مرمت اپنے پاس سے کرلیتے تھے یہ ہمکو نہین معلوم کہ کون رہتا تھا مگر قیاس سے عرض کرتا ہون کہ اُنکے گھر کی بیگمین رہتی ہونگی یا شیعہ ہین شاید کوئی متاعی ہون۔

ا۔ تم تو شیعہ نہین ہو۔

ک۔ جی نہین ہم سنت جماعت ہین۔

ا۔ بھلا تمھین کبھی شک ہوا تھا کہ اس مکان مین جو عورتین رہتی تھین وہ کم قوم ہین یا یہ کہ بیگمین نہین ہین یا اور کوئی بات تم نے کبھی سنی تھی۔

ک۔ اجی حضور ہمنے یہ کچھ نہین سنا تھا۔

ا۔ اچھا۔ اس بنیے کو بلاؤ۔ تمھاری دکان کب سے یہان ہے۔

ب۔ (بنیا) سرکار کیا جانے کب سے ہے۔

کانسٹبل۔ ابے دو برس سے دس برس سے سو برس سے؟

ب۔ (سر کھجلاتا ہوا) ہان بس اور کیا۔

ا۔ (مسکراکر) پاگل ہے بنیے۔

ب۔ اجی ہجور آدھ سیر آٹا ہجور کی بادولت ملتا جاتا ہے۔ پڑے ہین۔ کہان جائین۔

ا۔ (ہنسکر) سڑی ہے۔ اس کے گھر مین کوئی اور بھی ہے۔

ب۔ ہان ہجور کیلا ہین آپکی بدولت۔

راوی۔ اس (آپکی بدولت) پر انسپکٹر کو کچھ ہنسی آئی اور کچھ جھینپا (کیلا ہین آپکی بدولت) کہی ابھی اتنے مین اُسکا باپ آگیا اُسکا نام رام بخش تھا۔

ا۔ تم اس دکان کے مالک ہو۔

رام۔ (سلام کرکے) ہان سرکار۔

ا۔ یہ دکان کب سے یہان ہے۔

رام۔ پشتہا پشت سے ہے سرکار۔

ا۔ اس مکان مین کوئی نواب اس برس چھ مہینے کے اندر اندر آکے ٹکے تھے۔

رام۔ ہان ہجور ٹکے تھے۔

ا۔ اُنکے ساتھ عورتین بھی رہتی تھین۔

ر۔ ہان سرکار جنا تا بھی تھا۔

ا۔ بھلا وہ بیگمین تھین یا بازاری عورتین۔

ر۔ ہجور۔ اب لے۔ (مسکراکر) اجی ہجور گھرگرست تو تا ہین تھین مُدا نواب اُنپر لٹو تھے۔

ا۔ تمھین یہ کہان سے معلوم ہوا۔

ر۔ ماما واما جنس لینے آتی تھین سو وہی کہا کرتی تھین بلکہ ایک ماما ہمارے دس ٹکے پیسے بھی مار کے لے گئی۔ ہمنے کہا چلو اُسی کا بھلا ہو۔

ا۔ تو ماما لوگ کیا کہا کرتی تھین۔

ر۔ ہجور وہ کہین سے بھاگ آئی تھین۔ دو تھین اور ایک گوری گوری تھی۔

ا۔ یہ تمکو کیونکر معلوم ہوا۔
ر۔ اسے ہجور روج (روز) کوسٹھے پڑ ٹنگی رہا کرتی تھین اور باہر نکل نکل آتی تھین۔
ا۔ نام تو تمکو معلوم ہو گا۔
ر۔ جی ہان ہمارے پاس لکھا ہے۔ اُنکی نوکر چاکر لکھا جاتی تھین کہ یہ جبس بیگم صاحب کے نام لکھو اور یہ ہمارے نام لکھو (بہی کے ورق اُلٹ کر) نام کمرن سا بیگم۔
ا۔ کمرن سا بیگم !! خاہ ! سمجھ گئے۔ قمرن کا کمرن بنایا سا خدا جانے کس لفظ کی خرابی ہے۔
ر۔ ہجور سب شہر دنگی پھری تھین۔
ا۔ تم کو یہ شک ہے کہ نواب صاحب کہین سے سبدگا لائے تھے۔
ر۔ شک نہین ہجور ایک مہری کہتی تھی۔
ا۔ وہ کہان رہتی ہے۔
ر۔ یہی سامنے بیری والے مکان مین۔
کانسٹبل بھیجکر مہری بلوائی گئی کوئی بتیس برس کا سن نک سک سے درست گو کسیقدر سیاہ فام تھی مگر اعضا تناسب اور صورت پیاری پیاری تھی اور خوب چُست کرتی وغیرہ پہنے ہوئے تھی۔ آتے انسپکٹر صاحب کو جھک کر سلام کیا اور کہا سرکار نے لونڈی کو کاہیکو یاد کیا ہے۔ مین ابھی ابھی کھانا کھانے بیٹھی تھی کہ ایکا ایکی سپاہی نے آواز دی بس دھک سے کلیجا رہگیا کہ یا اللہ خیر کیجیو۔ بس دو نوالے بھی نہین کھانے پائی تھی کہ ہاتھ کھینچ لیا اور حاضر ہوئی۔ لونڈی کے قابل جو کام ہو فرما دیجیے۔
انسپکٹر۔ آپکا اسم مبارک کیا ہے بی مہری صاحب ہمین افسوس ہے کہ کھانے کے وقت ہم نے حضور کو تکلیف دی۔
مہری۔ اے نہین خداوند۔ تکلیف کیسی حضور حاکم ہین۔ لونڈی کا نام پوچھ کے کیا کیجیے گا۔
ا۔ ایک کام ہے گھبراؤ نہین۔ کوئی جرم تم نے نہین کیا ہے۔ ہم فقط اتنا دریافت کرنا چاہتے ہین کہ تم نے کہان کہان نوکری کی ہے۔
م۔ حضور مین پہلے تو کوئی دس گیارہ برس تک مچھلیان بیچتی تھی۔ کبھی آما کے ساتھ جاتی تھی کبھی جو پاس محلے مین جانا ہوتا تھا تو اکیلی چلی جاتی تھی پھر بارھوین برس نکاح ہوا تو مین نواب گنج بارہ بنکی چلی گئی کوئی چار برس کے بعد پھر یہان آئی اب پانچ چھ برس سے نوکری کی۔ پہلے خاقان بہو کے ہان منشی گنج مین نوکری کی پھر منجھلے آغا صاحب کی سرکار مین نوکر رہی پھر ایک اور بیگم ہین بیرونی خندق مین رہتی ہین وہان نوکری کی پھر اس بڑے مکان مین ایک بیگم صاحب آکے ٹکی تھین۔ اُنکے پاس نوکر ہوئی۔ اب کچھ دن سے بیکار بے روزگار ہون۔
ا۔ اس بڑے مکان مین بھی نوکر تھین۔
م۔ جی ہان حضور۔
ا۔ اسمین کون رہتا تھا۔
م۔ کوئی بیگم تھین۔

ا۔ کون تھین۔ کہان کی رہنے والی تھین۔ نام کیا تھا۔

م۔ نام تو اس ساعت یاد نہین آتا مگر رہنے والی تو بولی ٹھولی بات چیت پوشاک سے یہین کی معلوم ہوتی تھین آگو اللہ جانے۔

ا۔ پھر وہان سے تم نے چھوڑ کیون دی۔

م۔ اُن سے ہم سے بنتی نہین تھی۔ مجاز کی ذری کڑی ہین اور ہم کو کسو کی آدھی بات سننے کی برداشت نہین کہ ہم کسو کی آدھی بات سُنین۔

ا۔ وہ یہان سے کہان گئین۔

م۔ اللہ جانے۔

ا۔ نوکری چھوڑنے کے بعد تو پھر تمکو وہان ایکبار جانیکا اتفاق ہوا ہوگا۔

م۔ پھر مین جھانکی تک نہین۔

ا۔ اچھا تمھاری نوکری چھوڑنے کے کتنے دن بعد وہ یہان سے اُٹھ گئین۔

م۔ اب یہ سب تو ہمین یاد نہین ہیگا۔

ا۔ کچھ سُنا کہ کہان چلی گئین۔

م۔ جی نہین۔ مین تو نوکری چھوڑ کے جا کے اپنے میکے مین رہی تھی۔ اب کوئی اک اٹھوارے سے یہان آئی ہون۔

ا۔ یہان کسی سے کچھ سُنا کہ کہان گئین اور کیون اُٹھ گئین اور اسی شہر مین ہین یا کسی اور شہر کو گئین۔

م۔ نہین ہمنے کسو سے کچھ نہین پوچھا۔

ا۔ کیون دریافت تو کرنا تھا۔

م۔ اے تو ہمین کیا پڑی تھی کوتوال صاحب مکان ہم نے بند دیکھا سمجھ گئے کہ اُٹھ گئین۔

ا۔ اُنکے پاس کوئی مرد بھی آتا تھا۔

م۔ اوئی کوئی مرد کیا معنی۔ وہ تو بیاہتا ہین۔

ا۔ یہ تمھین کہان سے معلوم ہوا۔

م۔ ہم نوکر ہی جو تھے حضور۔

ا۔ اچھا کون کون آتا تھا۔

م۔ بس اُنکے میان آتے تھے۔

ا۔ اُنکا نام کیا ہے۔

م۔ یہ تو سرکار مجھے نہین معلوم۔ نواب نواب کہتے تھے۔

ا۔ محمد علی نام ہے؟

م۔ نام تو مین نے سنا ہی نہین اور مین نوکر بھی تھوڑے دن رہی۔

ا۔ اچھا ذرا ادھر تخلیے مین ایک بات سنو۔

م۔ (مسکراکر) چلیے۔

ا۔ یہ آپ مسکرائین کیا (لوگون سے ذرا الگ ہٹ کے) مہری خدا کی قسم اگر سب حال صاف صاف بتا دو تو اکہزار روپیہ ابھی اسی دم دون۔

م۔ اچھا تو یہ موقع نہین ہے۔

ا۔ اچھا ہم تھانے پر بلوائین؟

م۔ (ہاتھ جوڑکر) حضور مالک ہین مگر اسمین ہماری بدنامی ہوگی۔ مکان پر بُلوائیے۔

ا۔ صاف صاف کہدوگی۔

م۔ جی ہان کہدونگی۔

انسپکٹر صاحب نے ایک اور دوکاندار کی گواہی لی مگر اُسنے قطعی لاعلمی ظاہر کی اور کہا مین اُن دنون مین مچھلی شہر چلا گیا تھا۔ مجھے کچھ نہین معلوم کہ کون ٹکا تھا۔

یہان سے انسپکٹر سیدھے بشیر الدولہ کے ہان گئے اور تخلیے مین لیجا کر کہا۔ قبلہ مکان والے نے تو عمدہ گواہی نہین دی ہی۔ آدمی حرامزادہ معلوم ہوتا ہی۔ مگر سامنے جو بنیا رہتا ہی اُسنے خوب گواہی دی اور نام بھی (اکمرن سا بیگم) تو بتایا اکمرن تو قمرن کی خرابی ہی اور دسا خدا جانے کس لفظ کی خرابی ہے مگر ان سب سے بڑھکر گواہی ایک مہری نے دی ہی بھائی صاحب صاف انکار۔ نام بھی نہین یاد۔ نواب کا نام سنا ہی نہین یہ بھی نہین معلوم کہ یہان سے کب اُٹھ گئین اور کہان گئین۔ غرضکہ ہر بات مین بتا بتا تی تھی اور ہم کو معلوم ہو گیا تھا کہ یہ مہری بڑی گُٹنی ہی۔ مین نے آخر کار خوب مٹھار مٹھار کے علٰحدہ لیجا کے پوچھا تو یہ کہا یہ موقع نہین ہی گھر پہ بلائیے تو حاضر ہون۔ اس سے تو وہ ملیگی۔

بشیر۔ مہری کی عمر کیا ہی۔

ا۔ حضور کو بس عمر ہی کی پڑ گئی۔

ب۔ بتاؤ تمہین ہمارے سر کی قسم۔

ا۔ کوئی انتیس تیس۔

ب۔ ہی کچھ طرحدار۔

ا۔ ایسی چٹاق پٹاق طرار ہی کہ کچھ نہ پوچھیے سرخ و سفید تو نہین ہی مگر نمکینی غضب کی ہی بات تھوڑا ہی کرنے دیتی ہی مگر رتی رتی حال سے واقف ہی۔

ب۔ تو بلواؤ بھائی۔ یا کہو تو ہم اپنا آدمی بھیجدین کہ صوبہ دار صاحب نے بلایا ہی۔

ا۔ بھیجدیجیے۔ فوراً چلی آئیگی۔

راوی۔ بشیر الدولہ عورت کا نام سُنکر بھڑک گئے۔ اور اس سے اور بھی زیادہ خوشی ہوئی کہ سن بھی کچھ زیادہ نہین ہی اور طرحدار و ملیح بھی ہی۔ ایسے بدوضع بدطینت عیاش آدمی بھی کم دیکھنے مین آئے ہونگے اُنھون نے اپنے آدمی کو بتا بتا کر روانہ کیا کہ مہری کو جا کے بلاؤ اور کہو کہ صوبہ دار صاحب نے یاد کیا ہی۔ مہری کوئی ایک گھنٹے سے کم مین آئی مگر اس مرتبہ سفید جوڑا پہنے ہوئے اور بن ٹھن کے آئین۔

نواب صاحب کی عالیشان کوٹھی دیکھکر بھڑک گئی کہ قسمت جاگی۔ کمرے مین قدم رکھا تو بشیر الدولہ بہادر کو دیکھکر جھجکی۔ مگر انسپکٹر نے کہا آؤ آؤ کوئی غیر نہین ہین مہری نے کمرے مین آکے نواب صاحب کو بہت جھک کر سلام کیا۔

بشیر۔ مزاج اچھے حضور کے۔

مہری۔ سرکار تو کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔

بشیر۔ تو اب ہمارا کام تو اس تکلف سے نہ نکلیگا۔ یہان ہم تین آدمیون کے سوا چوتھے کا نام نہین ہی۔ اور مجال کیا کہ پرندہ بھی اس کمرے مین پر مار سکے۔ آپ بے تکلف کرسی پر

بیٹھیے تو ہم مطلب بیان کریں۔
مہری (دری پر بیٹھکر) حکم سرکار۔
ب۔ کرسی پر بیٹھو جی۔
م۔ کرسی رئیسوں کے لیے ہے سرکار۔ ہم بازار کے گھومنے والے آدمی۔ تکیے کی اوقات ہمکو زمین پر بھی حضور کے سامنے بیٹھنا بڑی عزت کی بات ہے۔
ب۔ کہیں نوکر ہو بی مہری۔
م۔ نہیں حضور حال فی الحال تو بے روزگار ہیں۔
ب۔ ہماری نوکری کروگی۔
م۔ اے حضور کام ہم لوگوں کا اور کیا ہے۔ کچھ کھیتی تو ہوتی نہیں۔ پولیس میں نوکری کرتے سے رہے۔
ا۔ ایک ہوئی یاد رکھیے گا۔
ب۔ بھئی واللہ مہری تو بڑی جگت باز نکلیں تو ہماری نوکری منظور ہے۔
م۔ ہم تو محلخانے کی نوکری کرتے ہیں خداوند مردوں میں جو نوکری کرتے ہوں اُن سے کہیے۔ ہاں عورتوں میں نوکری کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ حاضر ہیں۔ اور نوکری کرتے ہی رہے ہیں یہی کام ہے۔
ب۔ تو آج سے تم ہماری نوکر ہو گئیں صبح شام سلام کر جایا کرو اور جب ہمارے گھر سے سواریاں آئیں تو دن رات رہو ہم پانچ روپیے دینگے اور کھانا اور کپڑا یہ تو تم کو محل سے ملیگا اور ہمارے بنچ کے خرچ سے پانچ روپیہ مہینا الگ پاؤگی بولو منظور ہے۔
م۔ حضور اتنی بڑی تنخواہ سے ہم کھٹک گئے
ب۔ یہ کیوں کھٹک کیوں گئیں۔
م۔ اے حضور بھلا یہ اتنی بڑی تنخواہ اور اپنے پاس سے بنچہ بھرانا کچھ دال میں کالا کالا معلوم ہوتا ہے۔ اگر میں حضور کی خدمت کرتی اور بیگم صاحب یا حضور خوش ہو کے ترقی کرتے تو وہ اور بات تھی یا کوئی پرانی تابعداری ہوتی۔
ب۔ ہم کو خوش کرنا تو تمھارے اختیار میں ہے
م۔ حضور ہم بہو بیٹیاں یہ کیا جانیں بھلا۔
ا۔ اجی صاف صاف باتیں کرو نواب۔ وہ خواہ مخواہ بھڑک جائینگی۔ اس سے فائدہ کیا۔ ان کا مزاج دل لگی کا ہے بی مہری۔
م۔ اللہ رکھے کیا ہنسمکھ رئیس ہیں۔
ا۔ اے اب اصل بات صاف صاف بتاؤ کہ وہ کون تھیں اور کہاں چلی گئیں اور کون بھگا لایا تھا۔ نواب صاحب بھی انکو بالفعل مٹھائی کھانے کو کچھ دیجیے۔
ب۔ (جیب سے اشرفی نکالکر) لو مہری۔
م۔ (جھک کے سلام) تو سرکار کیا بے اسکے نہ بتاتی (اشرفی لیکر) بندگی۔
ا۔ بڑا گھر ہے مہری یہ۔ دو پیسے والے اور بھی اس شہر میں ہیں مگر چھوٹے بہت ہیں کہ ٹھکانہ صرف کریں اور باتیں لمبی چوڑی سن لو

یہ فیاض ہین۔ اگر یہان تم جم گئین تو سونیکی
اینٹون سے مکان بنوالو۔ اور جو کہین نواب
کی آنکھ پڑگئی اور تم چنچ گئین تو پھر کیا پوچھنا
ہی۔ چپڑ طپی اور دو ڈو۔ پوچھکے ہین۔ جیبین ہی
چلین لکھتا ہی اب تم اس ڈیوڑھی کو اپنا گھر
سمجھو جھری بس۔

جھری۔ اللہ ان ایسے رئیسون کی ذات
کو سلامت رکھے کہ ہم غریبون کے سہارا ہین۔

ب۔ اب تم دل لگی کرنے لگین۔ پھر ہم بھی
کہینگے۔ ہان اتنا یاد رہے۔

ا۔ جی ہان پھر اپنے داؤن برا نہ ماننے گا۔ اتنا
ذرا سوچ لیجیے گا۔

م۔ اللہ جانتا ہی جو ہم نے دل لگی کی ہو تو
جیسی چاہیے ویسی قسم لے لیجیے۔ ہماری مجال
ہی بھلا کہ ہم دل لگی کرین۔

ا۔ اچھا تو اب ذرا ہماری جانب مخاطب
ہوجیے۔ اور جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کیجیے۔ کل
حال جو جو معلوم ہو سب لکھوا دو بس۔

جھری۔ حضور جب کا نمک کھایا اسکے گھر کا حال
لکھوانا نمک حرامی ہی آئندہ حضور بھی مالک
ہین جو حکم ہو۔

ا۔ کیسا نمک۔ اور وہ کوئی شریف زادی
تو ہین نہین وہ تو بازاری عورتین ہین۔
انھون نے ہمارے ایک دوست پر زنا کا
مقدمہ دائر کیا ہی تو ہم یہ ثابت کرنا چاہتے
ہین کہ وہ بیسوائین ہین اور انکا پیشہ ہی
یہی ہے۔

م۔ ہان پھر یہ تو ہی۔ نواب محمد عسکری ان کو
بھگا لاتے تھے۔ بعض تو کہتے ہین کہ دونون
بہنین انکے پاس تھین اور بعض فقط چھٹکی کو
بتاتے ہین۔ اور یہ دونون منہار نین ہین
جب وہ اس گھر سے کہین باہر چلی گئین
تو ہم نوکری چھوڑ چکے تھے۔

ا۔ بھلا نام یاد ہین۔

م۔ قمرن تو چھٹکی بہن کا نام ہی۔ اور بڑی
کا نام —— دیکھو —— بھلا ہی سا نام ہی
خیال سے اتر گیا اتنے وخت۔

ا۔ بھلا یہ تمھین معلوم ہی کہ کس منہار کی لڑکیان
ہین اور بیاہی کہان ہین۔

م۔ قمرن تو اسکو بیاہی تھی وہ جو چوڑی والا
اس تنبولی کی دکان کے سامنے رہتا ہی۔ للتوا
تنبولی اور دوسری بہن کے میان کا پتا ہی
نہین ہی۔

ب۔ للتوا کو جانتی ہو تم۔

م۔ ہان بڑا مواانٹ کھٹ ہی۔ کئی عورتون کو
دھوکا دیدے کے تباہ کرڈالا۔

ب۔ کبھی تمپر بھی ڈورے ڈالے تھے۔

م۔ ہمپر موا کیا ڈورے ڈالتا۔

ا۔ نواب کا نام تم چھپاتی ہو بی جھری۔

م۔ بتایا تو نواب محمد عسکری۔

ب۔ کہہ تو چکین۔

یہ شہادت لیکر انسپکٹر صاحب نے
بشیر الدولہ سے رخصت چاہی تو جھری اٹھ
کھڑی ہوئی۔ انسپکٹر نے روکا اور کہا یہ بڑے

نیک آدمی ہین مگر دل لگی باز بڑے ہین۔
انکی باتون سے تم کو ڈرنا چاہیئے۔ مگر ہان اسوقت
تم نے بڑا کام کیا اور ہم تم سے بہت خوش
ہوئے۔ اور یہ تم کو خود ہی معلوم ہو جائے گا
کہ انشاء اللہ تم کو کیا کچھ بڑا انعام ملیگا تو اب
ہم تو قمرن کی مان کے پاس جاتے ہین وہان سے
تحقیقات کرکے اسٹیشن جائینگے۔ آپ اپنی
مہری کو انعام دیجیے کیونکہ ابھی ان سے بڑے
بڑے کام لینے ہین گواہی تو انکی ہو چکی۔ اور
اگر یہ یون نہ مانتین تو ایک کام کیجیے کہ انکو اپنی
کوٹھی کے شاگرد پیشے مین ٹھہرا دیجئے اور انکے
میان کو بھی نوکر رکھ لیجئے۔
مہری۔ ہان یہ ہو سکتا ہے۔
ب۔ تو اپنے میان کو بلا لاؤ۔
م۔ مگر حضور مرد چاہے کیسا ہی ہو اپنے مرتبہ
غریب ہو یہ نہین دیکھ سکیگا کہ اسکی جورو
سے کوئی بیجا ہنسی دل لگی کرے چاہے امین
وزیر بادشاہ ہی کیون نہو۔ تو اس شرط پر ہم
اپنے مرد کو لیے آتے ہین کہ اسکے سامنے ہمسے
نہ ہنسیے گا۔ جب اسکو کسو کام کو بھیج دیجے تو اپنے
ہنسیے بولیے۔
راوی۔ آتی چلین ڈھرے پر۔
بشیر۔ تو اچھا انسپکٹر تم جاؤ اب مگر اسٹیشن سے
واپسی کے وقت ہم سے ضرور ملنا۔
انسپکٹر صاحب رخصت ہوئے اور مہری
بیٹھی رہین۔ جب وہ چلے گئے تو بشیر الدولہ نے
نے مہری کو اشارہ کیا کہ کرسی پر آکے بیٹھو اور
جو کہین وہ سن لو۔
م۔ بس ذری بہت سرست مین نہ آجایئے گا
ب۔ اچھا دو دو باتین تو سن لو۔
م۔ ایسی بہت سنی ہوئی ہین۔
ب۔ بڑی بدگمان ہو جی۔
م۔ ایسے ہی تو بڑے پاک صاف ہین
آپ زمانے بھر کے چھنٹے ——— اب
کیا کہون۔
ب۔ نہین۔ کہو کہو۔ تمھین قسم ہی جو نہ کہو۔
م۔ اچھا اب ہم جائینگے۔
ب۔ کچھ بیوقوف ہوئی ہو۔ جاؤ گی کہان۔
م۔ کیا خوب (قہقہہ لگا کر) کہنے لگے جاؤ گی
کہان۔ ہم کیا کوئی بیاہتا جورو ہین آپ کی
کہان جاؤ گی۔ اب ہمارا کہین ٹھکانا ہی
نہین ہے جیسے۔
ب۔ تم کو عدالت مین گواہی دینی ہوگی۔
م۔ اوئی کیا گواہی دینی ہوگی کہین تو الغضب
کے گھر پڑگئی ہون اور میرا میان جو تمپر نالش
کردے اور الٹا دھڑا باندھے تو کیسی ہو۔
ب۔ گواہی یہی دینی ہوگی کہ قمرن اور نازو
اس مکان مین رہتی تھین اور محمد عسکری سے
اُنسے آشنائی تھی اور وہین رہتے سہتے تھے
بس۔
م۔ صاحب کی تو صورت دیکھے ہماری روح
فنا ہوتی ہے وہان جایا کس سے جائیگا۔
ب۔ وہان ہمارے وکیل ہونگے۔ ہم خود
ہونگے۔ قمرن کا میان ہوگا تھانہ دار ہونگے

سب تمھاری طرف سے ہونگے۔ پھر تم کو کاہیکا خوف ہے۔

م۔ اچھا جو کہیے گا وہ کرینگے۔ اونچ نیچ آپ اپنے سمجھ بیجے کا ہے سے کہ کچہری دربار کبھی جانیکا اتفاق ہوا تو ہے نہین۔ سُننے سے خوف معلوم ہوتا ہے۔

ب۔ پھر ہم بڑے سیدھے اور صاف اور سچے آدمی ہین اور جس عورت کا ہمنے ایک دفعہ ہاتھ پکڑا بس تمام عمر اُسکو نباہ دیا۔ تم کوئی بارہ تیرہ برس کی چھوکری تو ہو نہین کہ تمھاری اُٹھتی جوانی پر ہم مرتے ہین۔ کوئی سرخ وسفید عورت نہین ہو کہ گورے گورے گالو نپر ہم ریجھے ہون کوئی بڑے خاندان کی نہین ہو کہ نام پر جان دین۔ کوئی روپیے والی نہین ہو کہ کچھ اینٹھ لینے کی طمع سے عشق ظاہر کرین۔ مگر بات بس اتنی ہے کہ ہم اِس رنگ پر جان دیتے ہین نمکینی پر مٹے ہوئے ہین تمھاری صورت دیکھی دل بے قابو ہو گیا۔ ہاتھ سے جاتا رہا ایم نخرے کرتی ہو۔

م۔ حضور اب مین جاکے اپنے میان کو بُلا لاؤن تو پھر آپ سے صاف صاف بات چیت ہو ٹھنڈی کرکے کھانا اچھا ہے (جھپکے گردن نیوڑا کر مسکرائی۔

ب۔ اچھا منظور۔

م۔ تو پھر رخصت۔

ب۔ مگر رخصت کیوقت ہم کو خوش تو کرتی جاؤ۔

م۔ آپ تو بڑے جلد باز ہین۔

ب۔ اچھا ایک بوسہ لو یا دو۔

م۔ یا میرے اللہ بڑا جلد باز آدمی ہے۔ اچھا تو اب ایک ہی بوسے پر فیصلہ ہے نا۔ دیکھو بے ایمانی کی سند نہین ہے۔ اچھا آؤ۔ ہاتھ بند کرکے آؤ۔ دیکھو نواب چھینا جھپٹی کی سند نہین۔ پھر دوسری بار ہاتھ بھی نہ لگانے پاؤگے۔ یہ بھی اِسکے ساتھ ہے۔

ب۔ لے ہم آنکھ بند کیے ہوئے کھڑے ہین۔ ہلین یا تمکو پکڑین تو گنہگار۔

م۔ (بوسہ لیکے) اب ٹھنڈک پڑی۔

ب (آنکھ کھولکر) ٹھنڈک تو بڑی مگر ایک خوف بھی دلمین پیدا ہو گیا۔

م۔ کیا۔ خوف۔ خوف کاہیکا؟

ب۔ خوف یہ پیدا ہوا کہ ایک گال چوما اور دوسرا نہ چوما کہین کالا کتا نہ ہم کو کاٹ کھائے۔

م۔ (زور سے قہقہہ لگا کر) تمسے پیش پانا مشکل ہے۔

ب۔ تو پھر یہ گال بھی منتظر ہے۔

م۔ بھلا اُس گال پر کسی اور سے چوموا ؤ تو کیسا۔

ب۔ ہان اور کوئی ایسی ہی صورت ہو تو کیا ہرج ہے۔

م۔ اب جانے دو نواب۔ اچھا آؤ اِدھر بھی سہی۔ (چوم کر) لے اب تو کالا کتا

نہ کاٹے گا۔

اب - ہم تمھاری ملاقات سے بہت خوش ہوئے جانی۔ تم ضرور مع اپنے میاں کے یہان اُٹھ آؤ۔ پھر بس روز ہم تم باتین کیا کرین۔ اب تم نے دو بوسے لیے ہین اسکے عوض مین ہم کیا دین۔ اچھا ٹھہرو مہری تم بھی کیا یاد کروگی (تھوڑی دیر مین دوسرے کمرے سے واپس آنکر) لو یہ سونے کا کرن پھول تم کو انعام دیا۔ ستر روپیہ کی لاگت آئی ہے۔

مہری نے جو طلائی کرن پھول پائے تو جامے مین پھولی نہ سمائی ڈیڑھ برس کی تنخواہ صرف دو بوسون پر پائی۔ اب کیا تھا۔ نواب صاحب کی درم ناخریدہ لونڈی بنگئی نواب صاحب نے قریب آن کر کئی بار بوسے لیے اور یہ بے جھجک کھڑی رہی سچ ہے۔

زر بر سر فولاد نہی نرم شود

مہری کی کائنات ہی کیا تین روپیہ مہینا اور کھانا اور یہان بات کرتے ہی اشرفی ملگئی اور بوسہ لیتے ہی سونے کے کرن پھول عطا ہوئے اب بھلا مہری کیونکر نہ پھسل جائے خیر مہری اور نواب بشیر الدولہ کی کہانی تو یہان چھوڑی اب انسپکٹر صاحب کی کارگذاری کا حال سُنیے۔

یہان سے آپ سیدھے قمرن کی مان کے ہان گئے۔ دروازے پر کانسٹبل نے آواز دی (ارے اس مکان مین کوئی ہے؟) ماما باہر نکلی سپاہیون اور انسپکٹر کو دیکھکر جھٹ اندر چلی گئی اور ضعیفہ سے کہا تھانے کے لوگ آئے ہین۔ اور تھانے دار کو بھی لائے ہین۔ اُسنے کہا اچھا پوچھو کیا ہے۔ کانسٹبل نے کہا قمرن کی مان کہان ہین۔ کہا مکان مین ہین مطلب بتاؤ۔ کہا اُنسے کچھ پوچھنا ہے۔ اتنے مین ضعیفہ نے اندر سے آواز دی (بُلا لو)۔ انسپکٹر اور کانسٹبل اور محلے کا ایک صراف اندر گئے۔ چھنو کی بیوی کوٹھری مین چلی گئی اس وقت اُس مکان مین ضعیفہ اور مُنی اور ماما اور پردیس کے رنگریز کی لڑکی تھی۔ یہ مُنی وہی مُنی ہے۔ جو ریل گاڑی دکھانے گئی تھی۔

انسپکٹر۔ یہ مکان کس کا ہے۔

ضعیفہ۔ یہ مکان میرا ہے صوبے دار صاحب۔

ا۔ قمرن تمھاری کون ہے۔

ض۔ کیا بتاؤن میان۔ مجھے اُسنے کہین کا نہ رکھا ہے تو میری پوتی مگر مین نے اپنی لڑکی کیطرح سے پالا ہے۔

ا۔ وہ ہے کہان اب۔

ض۔ اللہ جانے صوبہ دار صاحب۔ کیا جانے کون پھسلا کے بھگالے گیا۔ بھولی لڑکی تو تھی ہی میری جان مین تو کوئی پھسلا کے لیگیا اور اب نکلنے نہین دیتا۔ روتے روتے آنکھین پھوٹ گئین کہ ہائے میری بچی کو کون اُڑا لیگیا۔ میرے لال کو کون پھسلا لیگیا مجھے جُل دے گیا۔

ا۔ کسی پر تمکو شک ہی۔
ض۔ اس محلے مین تو سب اسکو اچھا جانتے اور لڑکی ہی سمجھتے تھے مگر ہان اُسکی سسرال کے پاس ایک لونڈا رہتا ہی للتوا تنبولی وہ اس لڑکی کو چھیڑا کرتا تھا اور وہ برا مانا کرتی تھی۔ لونڈا [illegible] ہون۔ اور روز [illegible] سامنے رہتا تھا اسی کے دم [illegible] مین آگئے کہین جلدی ہو گی اور کہ سکو بتا ہو ن۔
ا۔ تمھارے گھر سے بھاگی کہ میان کے گھر سے۔
ض۔ نہین یہان سے نہین سسرال سے بھاگی۔
ا۔ دیکھو جی رام سنگھ (کانسٹبل) للتوا اور کدرا کو تو جاکے بلا لاؤ۔ بھلا کیون جی تمھاری دوسری لڑکی کہان ہی۔
ض۔ اے میان وہ بھی کسو کے ساتھ چلدی۔
ا۔ اب تم بھی کسی کے ساتھ بھاگ جاؤ۔
ض۔ مجھ بڑھیا کو کون پوچھیگا بیٹا۔ سر پٹنے لگا۔ وہ تو ابھی ماشاء اللہ جوان ہین اُسکے سیکڑون گاہک ہین۔ مین چار اوپر ساٹھ برس کی ہونے آئی۔
ا۔ اوہو۔ یہ بڑی شستہ بڑھیا ہی۔ کیا صاف صاف کہ رہی ہی۔ یہ دونون چھوکریان ایسے پھیر مین بھاگی ہین۔
ض۔ تو ایسی مائین کوئی اور ہوتی ہونگی۔
ا۔ بڑی گھاگ ہو تم۔ کاٹے کا منتر نہین۔
ض۔ اے تو میان مین اپنی لڑکیون کو اپنے آپ گمراہ کردیتی اور اُن کے دیکھنے کو ترستی۔
ا۔ تمھاری بڑی لڑکی نازو کتنے دن سے غائب ہی۔
ض۔ قمرن کے بھاگ جانے کے کوئی مہینا بھر کے بعد سے۔
ا۔ بھلا تب سے اُنکا خط کب سے نہین آیا۔
ض۔ کہان سے۔ بھاڑ سے۔ بھاڑ کہان ہی۔
ا۔ کیا تمھی بنی جاتی ہین۔ بھلا تم کو یہ معلوم تھا کہ نازو بھی بد چلن ہی۔ قمرن پر تو تمکو شک ہی کہ [illegible] کے کہین بھاگ گئی اور نازو پر کون ڈورے ڈالتا تھا۔
ض۔ نازو نے مجھے ایک باری کہا تھا کہ امی جان کوئی بشیر الدولہ نواب ہین وہ ہمین گھر ڈالنے کو کہتے ہین۔
یہ گرما گرم فقرہ سنکر انسپکٹر کے آیے حواس غائب ہوگئے کہ واہ ری ضعیفہ۔ اچھا الٹا دھڑا باندھا۔ کیون نہو۔ بشیر الدولہ ہی سے ابتدا کی۔ کچھ ہنسی آتی تھی اور کچھ حسرت تھی کہ اسکو کس نے آکے یہ جیہ جڑا۔ مگر سمجھ گئے کہ اسکی گواہی مفید مطلب نہوگی۔ یہ بڑی دور ہی۔ ہم ٹال ڈال تو یہ بات بات۔
اتنے مین کدرا اور للتوا آئے۔
ک۔ انسپکٹر صاحب سلام۔
ل۔ بندگی ہجور کتوال صاحب۔
ا۔ کیون جی للتوا تم کچھ جانتا ہی کہ قمرن کہان گئی۔ اُسکی مان کہتی ہی کہ تمپر وہ ریجھی ہوئی تھی اور تم اُس پر جان دیتے تھے اور تمھین نے

اُسکو بھگا دیا۔

ل۔ اجی ہجور یہ چنڈو بڑی حرحپادی بیگی اسی سے تے (ہکلاکر) اسی نے صاحب تمھارے نواب کے پاس بھیجا اور اپنا سسری لوگون کو لگاتی ہی۔

ص۔ ارے کوئی ہی۔ ارے اس مونڈی کاٹے کو میرے گھر سے نکالو۔ اسکا جنازہ نکلے۔ موئے کل شام اسکو نہ دیکھنی نصیب ہو میری بھولی بالی بچی کو پھسلا کے لیگیا میرا صبر پڑے اُس پر۔

ا۔ کدرا کیا تمھاری گھر والی کو للتوا بھگا لے گیا۔

ک۔ جی نہین للتوا تو ہمارا دوست ہی۔ یہ سب اسی مردار کا پھساد ہی۔

ص۔ (بہت غل مچاکر) مردار تیری اماں۔ مردار تیرا کنبا مردار تیرے گھر بھر کی تیرے خاندان بھر کی عورتین میت پڑے تیرے کنبے کو مونڈی کاٹے۔ موے نامردے میری لڑکی کو کسو بڑے آدمی کے ہاتھ بیچ ڈالا۔ بیحیا بے شرم تیری صورت پر پھٹکار۔ تجھے اللہ سمجھے۔

ک۔ ہجور بس اسکے گھر جو ایک دن آئی بس پھر یہان سے ہمارے پاس نہ گئی اور جانی کہان سے اس سسری نے تو نواب کے پاس بھیجدی تھی۔

ا۔ تم صاف صاف بتاؤ جی کہ نواب محمد عسکری تمھاری لڑکی کو خود بھگلے گئے یا تمنے اُنکے سپرد کردی اور قمرن کی عمر کیا ہی۔

ص۔ حضور جب کی نوچندی کو پیدا ہوئی تھی تو ابکی جو نوچندی گئی۔ جب کے مہینے مین تو اٹھارھوین ہنسلی بڑھائی تھی بہنوئین ڈھائی برس کی چھٹانی بڑائی تھی۔ قمرن کوئی ساڑھے اٹھارہ برس کی ہی اور نازو کیسوین ہین۔

ا۔ نواب عسکری بھگالے گئے تھے یا تم نے خود آن کے سپرد کردی اس کا جواب نہ دیا تم نے۔

ص۔ مین جو لکھواتی ہون وہ کیون آپ صاف صاف نہین لکھتے کہ قمرن بدچلن تھی اور میان اسکا آنکھ چورا جاتا تھا اور اس مونڈی کاٹے دیوث کے یار دوست قمرن کے پاس آتے جاتے تھے اور کدرا کو بھی یہ کھلاتے تھے اور یہ للتوا بھی دن رات گھسا رہتا تھا۔ مجھے یقین ہوتا ہی کہ یا تو للتوا نے اپنے گھر مین چھپا رکھی ہی کیونکہ اسکی اُسپر جان جاتی تھی اور وہ اسکو چاہتی تھی اور یا اس کدرا نے کسو کے ہاتھ بیچ ڈالی اور ہماری بڑی لڑکی نازو جان ایک نواب ہین۔ بشیر الدولہ اُنکے ساتھ نکل گئی ہی ہم نے اُسکے میان کو بلوایا۔ وہ بشیر الدولہ کی گت گت بتائیگا۔ یہ آپ لکھ لین۔

ل۔ عورت کیا بس کی گانٹھ ہی۔

ص۔ تیری اماں نہین بس کی گانٹھ ہی۔

ل۔ اجی اسکے (ہکلاکر) اسکے منھ نہ لگو۔

ص۔ دست پناہ سے زبان پکڑکے کھینچ لونگی

ہان کسواندر بھیر وسے نہ رہنا۔

ک۔ ہما نے دو بار۔

ا۔ تم کون ہو بی صاحب (منی سے)

منی۔ جی ہم بھی یہان کبھی کبھی آجاتے ہین۔

ا۔ قمرن اور ناجو کو جانتی ہو۔

منی۔ جی ہان ہماری گوئیان تھین۔

ا۔ اب کہان ہین۔

منی۔ ایک تو سنتی ہون کوئی تنبولی کے لونڈے کے ساتھ نکلگئی دوسری کو نواب بشیر الدولہ نے بازبردستی سے گھر ڈال لیا اب اُس کا ھرد آنے والا ہے۔

ا۔ (دلمین) یہان دال نہ گلیگی (ماما سے) تم یہان کب سے نوکر ہو۔

ماما۔ اے ہجور ہمکو یہان روٹی پکاتے ہوئی ہونگی کوئی دو برسین۔

ا۔ قمرن کہان گئی ہے۔

ض۔ اب ان سب سے پوچھ کے ——

ا۔ (ڈانٹ کر) چپ رہو تم۔ خبردار جو بیچ مین ٹین ٹین کی ہو گی۔

دفعہ دار۔ کیون بیچ مین بولتی ہے۔ چپ رہ۔

ا۔ ہان ماما کیا جانتی ہو۔

ماما۔ ہجور کمرن بی بی بس ایکا ایکی گائب ہوگئین کوئی نواب ہین کون ہین وہ ایک دن آئے بس دوسرے دن سے بٹھائے کے گاڑی پر لے گئے۔

ا۔ اور وہ خود بھی آتے جاتے تھے۔

ماما۔ ہان آتے رہے۔ تو ن کدر امیان کی چوری سے کمرن بی بی کا بھگائے لے گئے رسول اور خدا اب کا برا معلوم ہوت ہے۔ بڑا وہ پہلے ہی گھراب تھی۔ جانے کیون کس کس کے پاس گئی۔ ایسی لڑکی کی تو صورت نہ دیکھے۔ ہیجا ر مہیتہ رکھائے جائے۔ کو دکمت ہے پہاڑے پر ہین۔

ا۔ اچھا تم اندر آؤ۔ سب حال سرے سے لکھواؤ۔

ماما۔ لکھو صاحب کمرن بی بی اور ناجو بی بی کا ہے جیلی بہنا ہے بیٹھا کا ہمکا اچھا نہین لاگت تھا ہمیں بسمہ انکا ٹھیکا دا اسے وہ اسلئے ایک نواب بانی نے انکے راوئی مان بہٹھائے دہن اور شادی دادی یہ ہمارا ملکنی اُنکا نواب پاس بٹھانے کے نیچے اُتر آئین۔ ہم اپنے دل مین کہا تو دیکھو اند دیر۔ دادی کا ملکا کھاسی کٹنی ہے۔ سبیر ناجو کا نواب کے پاس بھیجیں۔ آس جنڈا لن ہے کٹنی۔ بس پھر نواب کے پاس بڑکی چھٹکی دونون کا بھیجیں۔ نواب چھٹکی کا پسند کینھن۔ بڑی کا ایک منی سے جون ہم پولیس تہارت سپھرت ہین بھڑوائے دہس۔ وہ ہوا دے لاگے۔ بس بھگائے لے گئے۔

ض۔ ارے اس جھوٹی پر آسمان ——

ا۔ چپ نہین رہتی ری بڑھیا تو۔

دفعہ دار۔ اب تو ذلیل ہو گی حرامزادی

ا۔ کیون ماما جی بھلا پہاڑ سے کوئی خط وط بھی آتا تھا۔

ماما- اے ہے۔ کتنی پڑھت- انکی نہیں جبر سے
روپیا کمائی کھا یکا جب ہین تو شوق
(شوق) ہوا۔
ا- بھلا کوئی خط موجود ہے
ماما- پڑھوا سکے تو ان سبہون ڈال ... رکھا ہے۔
ا- اور پڑھتا کون تھا۔
ماما- اُن نواب کے دروگا کا بھائی ہے اوبڑا
کو بیانے کو ہے- موٹ موٹ ہے- ٹھیکے کرائے
بھی کو لیا سے باہر نکل کے سے مُنہ پہرا ہر
مکان سے۔ ڈیوڑھی کو آتا ہے
ا- دفعہ دار جا کے بلا تو لاؤ- سمجھ گئے نہ بیٹے
د- جی ہان سمجھ گیا وہ جو بچہ خوب انکھو نے
ہین۔
دفعدار نواب محمد عسکری کے ہان آیا-
پہرے والے نے پھاٹک پر روکا- کہا
داروغہ صاحب کے چھوٹے بھائی کو ذرا بھیجدو
آدمی نے آکے کہا وہ کہتے ہین ہمکو فرصت
نہین ہے- کہلا بھیجا- کہو سرکاری کام ہے انسپکٹر
صاحب بلاتے ہین- آدمی نے آکے کہا
ذرا آپ کو بلاتے ہین جمعدار صاحب۔
د- بندگی ہے داروغہ صاحب۔
داروغہ (کا بھائی) بندگی- کیا ہے میان
د- صوبے دار صاحب ایک جگہ تحقیقات کرہے
ہین آپکو ذرا بلایا ہے۔
داروغہ- کیون کیون خیر باشد۔
د- کچھ کام ہوگا۔

داروغہ- ہان تو فرصت نہین ہے اس وقت۔
د- چلیے چلیے صاحب- کیون بات کو
بڑھاتے ہیں
داروغہ- ... بات کیسی ... اور کیسے صوبے دار
... نہین- وہ ہین کیا بھجا رہے
حضور۔
د- بہت اچھا- بندگی
دفعدار یہان سے آگ ہوکے گیا- جلا
بھنا خاک- جا کے کہا صاحب انھون نے
قواعد دو سو مجھے سنائین اور ایک دو سو حضور
کو اب جو ارشاد ہو وہ کرون- انسپکٹر صاحب
نے کہا- نہین آتا تو سمجھ لینگے- انھیون کے
کہنے کہا تا خالہ جی کا گھر نہین ہے- جائے کہان
ہین بچہ- وہ خفا دیا ہوکہ عمر بھر یاد ہی تو کرین
اور وہ آتا بھی تو کیا نتیجہ تھا- قبولنا تھوڑا ہی
اچھا اب بتا ری بڑھیا- تیرا میان وہ داروغہ کا
لڑکا خط پڑھ پڑھ جاتا تھا- اور نواب انکار
کرتی ہے وہ خط کہان سے آتے تھے ری
باپ تیرا بھیجتا تھا کہ میان قبر سے لاتا تھا یہ
ماما کیا کہہ رہی ہے۔
ضعیفہ نے اسکا کچھ جواب نہین دیا اور
کوٹھری سے باہر نکلکر رونا شروع کیا- ہاے
میری عزت اُتار لی- مجھے کہین کا نہ رکھا- میرے
گھر مین گھس کے مجھے گالیان دین کسی کو میرا
باپ کسو کو (خصم) بنایا- ادھر بشیر الدولہ
مونڈی کاٹے نے میری نازو کی پالی
نازو کو پھسلا کے گھر ڈال لیا- ادھر اس کدرا

مونڈی کاٹے پر بجلی گرے اسنے قمرن میری بھولی بالی لڑکی کو کہ بچاری تین پانچ بھی نہین جانتی تھی اِدھر اُدھر بھیج کے تباہ کیا اور اس للتوا پر آسمان پھٹ پڑے۔ اسکی میت نکلے کل مرتا ہو تو آج مرے کتے کی موت مرے پھونک پھونک کے مرے اس موے نے مجھ نجموں جلی کو کہین کا نہین رکھا۔ اور اوپر پولیس والون نے آکے گالیان دینی شروع کین۔

ا۔ سُنتی ہے او بوڑھیا۔ اتنے جوتے پڑینگے کہ یاد کرے گی۔

کانسٹبل۔ لڑکیون کو نوابون کے گھر بھیج کر باتین بناتی ہے۔

دفعہ۔ بڑی کٹنی ہے۔ اِسکو چوکی پر لے چلیے۔

ا۔ ہان یہ بے اسکے نہین مانیگی۔

منشی۔ حضور جانے دیجیے اب۔ اسکی معاف کر دیجیے اب جو بولین تو آپ کو اختیار رہے۔

ا۔ دیکھتی جاتی ہو کیا باتین کرتی ہے چڑیل۔

ماما۔ ہجور ہم اب نوکری نہ کربا۔

کانسٹبل۔ جو تیری تنخواہ ہو وہ لے اور انکا اسباب اِنکے سپرد کرکے بھاگ جا نہین یہ بوڑھیا تجھکو کھا ہی جائے گی کچا۔

انسپکٹر نے ماما کو اپنے سامنے اُس بوڑھیا سے چھٹکارہ دلوایا اور دریافت کر لیا کہ کہان ملیگی۔ یہان سے ضیعفہ کو ڈانٹ کر پھر بشیر الدولہ بہادر کے ہان گئے کہا بھائی صاحب ایک گواہی تو مہری کی بے مثل گواہی ملی ہے اور دوسری گواہی قمرن کے میکے کی ملنے وہ پھڑکتی ہوئی دی ہے کہ جی خوش ہو گیا صاف صاف اظہار دیے کہ یہ بوڑھیا کٹنی ہے اور اسی نے اپنی دونون لڑکیون کو ان دہاڑون پہونچایا اور نواب عسکری اُسکے مکان مین برابر آتے جاتے تھے اور وہی اسکو بھگا لے گئے اور یہان سے خطون کا بھی تار لگا رہتا ہے اور عسکری کے دارو غہ کا بھائی وہ خطوط پڑھکے سُنا جایا کرتا تھا اُس ماما کو بھی مین نے پھوڑ لیا ہے۔ تھوڑی دیر مین اُسکو بلواتا ہون۔ کیسے مہری سے کیسے

ہے۔ مین ایک گوشے سے آواز آئی۔

(نقیبن بی صوبے دار صاحب) پیچھے پھر کے دیکھتے ہین تو بی مہری۔ مُسکرا کر بندگی کا جواب دیا اور دل مین سمجھ گئے کہ گردان کبوتر ہو گئی اب اس سے جو گواہی چاہینگے دلوا دینگے۔

ا۔ تو ایک یہ۔ دوسرے ماما۔

ب۔ (بشیر) ماما کو بلوا تو لو ہاتھ سے نہ جانے پائے۔

ا۔ دل لگی ہے۔ پولیس کی کارروائی ہے۔ کیسے بی مہری صاحب کچھ کھانا دانا بھی کھایا۔ ہم تو تڑکے سے ابتک بھوکے ہین والدہ۔

مہری۔ حضور کے جاتے ہی نوابصاحب نے کہا تھا کہ میری چوک ہوئی اور صوبیدار کو کھانا نہ کھلوا دیا۔ اب کھلوا دو جی۔ کیا کھانا ہوگا نہین۔

راوی۔ اب تو حکومتین اور مہمان نوازی

کرنے لگین۔ کیون نہو۔
بشیر الدولہ نے باورچی کو بُلا کر حکم دیا کہ انسپکٹر صاحب کے واسطے کھانا جلد حاضر کرو اور کوئی عمدہ شے کھانے کے قابل نہ پکی ہو تو جلد تیار کر دو۔ انسپکٹر نے کہا (بھئی جو موجود ہو وہ حاضر کرو۔ ہم سپاہیون کے کھانیکی نہ پوچھیے۔ واللہ دو دو دن سوکھی روٹی کھائی ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چبینا بھی وقت سے نصیب ہوا ہے۔ ہم کوئی نواب زادے تو ہین نہین کہ جب تک پلاؤ [illegible] نہو دام نہو۔ دستر خوان پر دو تین [illegible] دہی [illegible] اور انواع واقسام کے سالن نہون۔ جب کھانا گلے سے نہ اُترے)
باورچی نے گرما گرم چپاتیان اور قورمہ اور ماش کی دال اور گوبھی کا سالن لا کے سامنے رکھدیا اور عرض کیا پیر و مرشد اسوقت تو یہی موجود ہے۔ کھانا کب کا بڑھا دیا گیا تھا مگر قورمہ تو خیر اچھا پکا ہی ہے مگر گوبھی فصل کی نئی نئی چیز کھانے کے قابل ہے۔
انسپکٹر بھوک کے وقت اسی کو ہزار غنیمت سمجھے کہا بھئی یہ جو تم لائے ہو اسکو بندہ نعمت سمجھتا ہے۔ اول تو اس قورمے کا کیا کہنا۔ دوسرے گوبھی نے سالن مین واقعی بڑا ہی مزہ دیا۔ اس فصل مین ہم نے ابھی تک نہین کھائی تھی اور تو خیر یہ ٹکے کی چیز دال کیسی خوش ذائقہ پکی ہے کہ واہ۔ واقعی کھانا تو نواب صاحب پر ختم ہے۔ گو اہل لکھنؤ سے بہتر کھانا روئے زمین پر کوئی نہین کھاتا مگر لکھنؤ والے آپکا لوہا مانے ہوئے ہین۔ کھانا کھا ہی چکے تھے کہ ایک خدمتگار نے کہا حضور سپاہی چوکی پر سے آیا ہے اور کسی برف والیکو حضور نے بلایا تھا وہ آیا ہے اور کدرا اور وہ تینون سب حاضر ہین۔ مہری کو انھون نے اشارہ کیا کہ دوسرے کمرے مین چلی جاؤ اور خدمتگار سے کہا آنے دو۔ یہ تینون مع کانسٹبل کے حاضر ہوئے اور انسپکٹر صاحب کو بہت جھک کے سلام کیا اور للتو نے کہا (ہجور یہ برف والا حاجر ہے۔ اور گواہی لکھوانے آیا ہے۔ کہتا ہے ہم کرن کو بہت پہلے سے جانتے ہین) برف والے نے کہا۔ ارے ہجور ہم جانتے تو نواب عسکری کے گھر سے نکلکر ہمارے ہی گھر پڑ جاتی۔ لوہے کے سیخچون کے اندر سے بلائین لیا کرتی تھی اور ہمین دیکھ کے تڑپنے لگتی تھی اور ہمین اپنی تصویر بھی دی) انسپکٹر نے نام پوچھا۔ کہا بھجلے (فضلے) انھون نے سمجھایا کہ تم یہ نہ لکھاؤ کہ ہم کو پیار کرتی تھی اور لوہے کے سیخچون کے اندر سے بلائین لیتی تھی اور اپنی تصویر ہم کو خود دی۔ یون لکھاؤ کہ ہم جو برف بیچنے نکلے تو مہریون نے بلایا اور برف لی تو وہ کوٹھے پر سے جھانکنے لگی تو ہم نے ایک مہری کو مفت مین دو چار روز قفلیان کھلائین اور کہا مہری تمھاری بی بی تو بڑی قبول صورت ہین ہمکو ڈیوڑھی پر نوکر رکھا دو تو احسان ہوگا۔ مہری نے مسکرا کر کہا (کہین شامتین تو نہین

آئی ہین جو نیان کھانے کا جی چاہتا ہے کیا نواب کے مارے پرندہ تو پر نہین مار سکتا یہان - ہوا کا گذر نہین - تو کس کھیت کی مولی ہے - ہاتھی آئین گھوڑے جائین اونٹ بچارے غوطے کھائین) مگر تین چار دن کے بعد جب مہری کو خوب قلفیان کھلائین تو اُسنے کہا اچھا ایک بات ہم کر سکتے ہین نواب نے انکی تصویرین کھنچوائی ہین کہ تو ایک تصویر چوری سے مجھکو لا دو ن ہین تو مرا ہوا تھا ہی ہین نے ہاتھ جوڑے کہ لا دو بوا - وہ جا کے تصویر لے آئی - نواب کا نام محمد عسکری تو تم جانتے ہی ہو - اُسکا نام قمرن ہے اور مہری کا تمھارا ہم سامنا کرائے دیتے ہین - نواب صاحب ذرا اپنے گھر کی مہری کو بلوائیے نواب صاحب نے مہری کو آواز دی اور وہ کھٹ سے آن موجود ہوئی - برف والے کو مہری دکھا دی اور مہری سے کہا برف والے کو پہچان لو - مہری کہیگی کہ جی ہان ہم نے اس برف والے کو تصویر دی تھی اور برف والا کہیگا کہ ہم اس مہری کو خوب پہچانتے ہین یہی اُنکے ہان نوکر تھی اور اس سے ہم کو تصویر ملی تھی -

ب - کہو کدرا کیا خبرین ہین -

ک - حضور شہر بھر مین دھوم مچی ہے کہ چوڑی والے نے نواب پر کیسا داگ دیا -

ا - واہ کیا فخر ہے - واہ رے کدرا -

ب - دھوم ہے تیری بھی -

مہری - اور یہ کیسی جڑواتھی رے تیری کہ ایک دو پیہ بند نہین - للتوا سے ملاقات کہین نواب سے سانٹھ گانٹھ کہین برف والے سے اشارے بازی - مگر وہ تمکو کیا خاک پسند کرتی - پری کی صورت ہے - چاند کا ٹکڑا نکھرا ہے وہ بھلا ایسے کے پاس کاہے کو رہتی بھلا - حضور کوئی سو پچاس مین ایک ہوتا ہے ولاکھ دو لاکھ مین ایک ہے - مگر اُف رے چلبلے پن بڑی [illegible]

کدرا - [illegible] لونڈیا تو ہی ہی -

مہری - تم [illegible] بھی لونڈیا ہی ہے - (قہقہہ لگاکر) تمھا [illegible] لونڈا بنا کے چھوڑ دیا - ابھی ننھی بچی ہی ہے -

للتوا - انکے حساب ابھی لونڈیا ہی ہے - کل ہان وہان کچہری مین لونڈیا ہی بتانا -

مہری - وہان کیا عمر بتانی ہوگی حضور -

ا - تم کہنا کوئی تیرھوان سال ہوگا اور للتوا کہے جب بھاگی تھی تو بارہ برس کئی مہینے کی تھی - اسکی ساس نے مجھ سے کہا تھا - اور میان فضلے تم کہنا حضور ہم نے تو دور سے دیکھی تھی ہم کو تو چھوکری سی معلوم ہوئی بہت ہو بارہ برس حد تیرہ -

مہری - کیا تمھین سچ مچ چاہتی تھی -

فضلے - ہان ہان - سینکڑون کے اندر سے ہاتھ بڑھا کر بلائین لیتی تھی -

ہ - یہ حال ہم پر نہین کھلا برف لیکے تو تم

آتے تھے۔
ف۔ تب سوا ایک عورت کے اور سبکو ہٹا دیتی تھی۔
م۔ یہ بات۔
کدرا۔ جی وہ بڑی حرمجادی ہی۔
ا۔ ہم تو انکے جگرے کے قائل ہین۔
ب۔ جی ہان۔ ہیچ مگوئید اگرچہ میگوید گفتن دہید کہ مرا ہیچ سخنان این مرغکہ خیلے پسندست۔
ا۔ بھلا کیون جی کدرا کبھی تمکو ... ہوا تھا کہ یہ عورت بد ہی۔ تب ... دی ... دل لگی کرتے بھی دیکھ پایا تھا۔
ک۔ جی ہجور ہم تو ایسی بات کا ... ہی نہین کرتے تھے سمجھے صاحب ہماری تو ... جان جاتی تھی اور ہمارا کہا سسری مانتی تو ہم کہتے کہ جو تیرا جی چاہے سو کر مگر اسرے سام سے کنواڑے بند کرکے با اجبت (عزت) آبرو گھر کی چار دیوالی مین رہ۔
اسپر انسپکٹر کو بڑی ہنسی آئی اور میان کدرا خود بھی ہنسے گویا اپنے نزدیک بڑا لطیفہ کہا تھا۔ بشیر الدولہ نے لاکھ ہنسی ضبط کی مگر ضبط نہ کر سکے۔ مہری مارے ہنسی کے لوٹ لوٹ گئی۔
ا۔ با عزت آبرو کی کتنی ہوئی۔
م۔ بات تو اچھی کہی ہی حضور۔ اُسکو سمجھا دیتا کہ دن بھر اسپنے ادھر اُدھر چر چگ مزے سے اور رات کو با عزت آبرو چار دواری مین دیک رہ۔ اور سچ یہ ہی دن بھر چرنے چگنے کو کیا تھوڑا ہی۔
ک۔ ہم تو یہ بات جانتے ہین۔
ا۔ یہ بات تکی ہی اُستاد۔
م۔ ابکی ملجائے تو ہمارے نواب کے سپرد کر دے۔
للتوا۔ وہ تو کول ہو گیا ہی۔
ک۔ ہان نوابصاحب تو ہمارے مالک ہی ہین۔ مدا صورت ہمکو دکھا دیا کرین۔
ب۔ ضرور۔ ایسی بات ہی بھلا۔
ک۔ عورت کا کیا بھروسہ ہی جی۔
م۔ واہ۔ کیون۔ ہی کیون نہین۔
راوی۔ بجا۔ آپ کا فرمانا بہت صحیح ہی
ک۔ رہے تو آپ سے نہین تو سکے باپ سے۔
م۔ اے تو مردون کا کون بڑا بھروسا ہی آج یہان کل وہان۔ پرسون وہان۔ ترسون اور کہین۔ مرد کہان کے بڑے وہ آئے ہین تم لوگون کا کوئی اعتبار ہی۔ اب اتنے مرد بیٹھے ہین جب تو ہم بے جھجک بیٹھے ہین اور جو اکیلے ہین کوئی بٹھائے تو حاشا بندی نہ بیٹھے۔ مرد کا اعتبار کیا۔ آگ اور پھوس کا ساتھ کیا۔
راوی۔ کیا چہک رہی ہین بی مہری۔
ل۔ ہجور کے دم کو کھدا سلامت رکھے کیا بات ہی۔
ک۔ ہمارے واسطے تو جو ہجور نے کیا سو کوئی نہ کرتا۔

م۔ جورو اولوا دی اب اس سے بڑھکر اور کیا ہوگا۔
ک۔ ہم تو کھُد کہتے ہین۔
ا۔ دلوا تو نہین دی۔ یہ کہو کہ انکی جورو کو اپنے بس مین کر لیا۔
ک۔ تو کیا بُرا ہوا اُس کے پاس سے تو یہان اچھی ہی رہے گی۔ ہمارے ہجور کی لونڈی تو بنے گی۔
ا۔ ہم تو تیرے جگرے کے قائل ہین یار۔
ک۔ ہجور ہم تو یہ بات جانتے ہین۔
م۔ بس یہی پکی بات ہے۔ چین کرو اور نواب صاحب کو دعائین دو۔ اور کہین ایسا نہو کہ جورو پا کے پھر صورت بھی نہ دکھاؤ۔
ب۔ جائینگے کہان۔ پھر نہ بھاگ جائیگی۔

اس تقریر مین انسپکٹر چونک پڑا۔ اور بشیر الدولہ کیطرف دیکھکر ہنسا۔ کہا جناب ایک بات کا ذکر کرنا تو بھول ہی گیا۔ اس ٹھڈھو کی اور بھی دل لگی سُنی وہ تم کو پیسے مرتی ہے۔
للتوا۔ کیا ابھی ہجور نے یہ نہین کہا تھا۔
ا۔ نہین جی بالکل بھول گیا تھا۔ خوب یاد آیا۔ اسکو جو مین نے ڈانٹا کہ تو صاف صاف بتا کہ قمرن اور نازو کو کون بھگا لیگیا تو اُسنے کہا قمرن کو تو اُسکا میان خود اِدھر اُدھر پھیجتا تھا۔ بس وہ کسی امیر کے ساتھ نکل گئی اور خدا جھوٹ نہ بُلوائے اِسی للتوا کمبخت نے بھگا دی ہو گی کیونکہ یہ اُسپر مرتا تھا اور اُسکی اِسپر جان جاتی تھی۔

م۔ اور یہ صاف صاف کہ رہی ہے۔
ا۔ ہان ہان۔ اِسکو شرم کا ہیکی ہے۔
للتوا۔ ابھی آگو تو سُنو مہری جی۔
ا۔ اور ہم سے نے پوچھا نازو۔ کہا نازو کو نواب بشیر الدولہ پھسلا کے لے گئے۔ اور گھر ڈال لیا اور اب نکلنے نہین دیتے۔
بشیر۔ (متحیر ہو کر) کیا کہا! اجی نہین۔
ا۔ نواب صاحب کے سر کی قسم۔
ب۔ دل لگی کرتے ہو جی۔
ا۔ دل لگ [illegible] والے کو خدا غارت کرے۔
ک۔ ہان [illegible] اسقدر کر دیتے [illegible]
ل۔ [illegible] کو لقمہ لیا۔
ب۔ [illegible] بیٹھے۔ اُلٹا دھڑا باندھا۔
ا۔ مجھے اُسقدر ہنسی آئی کہ مین بیان نہین کرسکتا مگر وہان کہنے کا کون موقع تھا چپ رہا معلوم ہوتا ہے یہ کسی اُسطرف والے کی کارستانی ہے جا کے یہ بٹی پڑھا دی ایک سے ایک بڑھکے ذات شریف ہین نہ دنیا مین مگر خیر سمجھا جائے گا۔
ب۔ کیا کیا اُستاد لوگ ہین۔ لاحول ولا قوۃ۔ واللہ بڑے بدمعاش لوگ ہین مگر اتنا معلوم ہو گیا کہ میرا نام وہ لوگ سمجھ گئے ہین کہ یہی لڑواتا ہے اچھا کیا پرواہ ہے۔
ا۔ نواب بندہ اسٹیشن جاتا ہے۔ ممکن تھا کہ تھانے پہ بیٹھا رہتا اور سب کو بلوا لیتا مگر یہ تو اپنا کام ہے۔
ب۔ مین اس عنایت کا تمام عمر شکر گذار رہونگا

ا۔ (کانسٹبل سے) اُس ماما کو جا کے بُلا لاؤ
نواب بھی اسکو چیزے خواہند داد کہ خوش
گردد و بگو کہ شش روپیہ تنخواہ می دہم اگر
راضی ہستی بیا و نوکری ما بکن راضی خود
گشت۔ شہادت او ہم مثل شہادت این مہری
بلیح چاق ست۔

یہ ہمثل فارسی بول کر آپ سوار ہو کر اسٹیشن
گئے کدرا اور للتوا اور برف والے کو رخصت
کیا اور کانسٹبل ماما کے بُلانے کو رخصت ہوا
اور نواب بشیر الدولہ بہادر ... مہری
کمرے مین چھوڑ ... دی۔

اسٹیشن پر انسپکٹر ... بجے
سب انسپکٹر ریلوے لین سے ملاکا ... کی۔
اُسکے بعد گواہ بہم پہونچائے۔ ایک تالقدار نے
کہا ہم گواہی دینگے اُنکی شہادت قلمبند ہانی۔
گواہی ...... مہینے کا عرصہ ہوا نواب
عسکری ایک روج رات کو ہمارا پاس تار گھر کا بیچ
مین باہر کو کھڑا ہوا ہمارا تار گھر کا کلاک سے
اپنا گھڑی ملایا۔ ہم سلام بولا کہا بابو شاحب
آپ کا گھڑی اور یہ کلاک ٹھیک ہے جو پھر کے
ہے۔ ہم بولا بابا ہمارا گھڑی تو واٹر بری واچ
ہے اسکا دام ساڑھے آٹھ روپیہ ہے تم امیر
آدمی ہے بولا ساڑہ آٹھ روپیے کا واچ گھڑی
لگانے سے پھائدہ ہم بولا اسکا موطلب
(مطلب) یہ کہ ٹایم کرکٹ دیتا ہے شو ہی
موطلب ہے۔ پھر ہم پوچھا آپ کو کلکتے جاتا
ہے۔ بولا ناہین بابو شاہب ہم لوگ پہاڑ کا
ہوا کھانے کو نینی تال کے بیچ مین جاتا ہے
ہم دیکھا اُسکے ساتھ دو ٹھو بیگم تھا اور بہت
سا نوکر تی لوگ۔ اور وہ بھی ساتھ مین تھا
وہ جو مینو نسپل بورڈ کا ممبر ہے راج بلی کہہ چلبلی
نام ہے۔ ہم اپنے آنکھ سے دیکھا کہ عورت
ساتھ مین ہے اور بہت سارا لوگ جمع ہو گیا
شاب کوئی جانتا ہے۔

ا۔ آپ کو کچھ معلوم ہوا کہ اُن عورتون کا نام
کیا تھا۔

بابو۔ ہم نام کا ہمکو پوچھنے والا تھا۔

ا۔ بھلا پھر اُنکے جانیکے بعد کچھ اور خبر سُنی تھی۔

بابو۔ اب پلا گلا ہوا کہ وہ یہان سے دو
عورت بھگا کے لیگیا ہم سوچا کہ بابا یہ وہی دو
عورت تھا۔

ا۔ وہ عورتین اُنکے ساتھ کے درجے مین بیٹھی
تھین یا الگ۔

بابو۔ الگ نہین دونون کوئے کے نواب
ایک درجے کا بیچ مین بیٹھا تھا اور یاد نہین
کون کون تھا۔

ا۔ وہ عورتین پھر پہاڑ سے واپس آئین۔

بابو۔ سو ہم کیا جانے۔ ہم اُنکو پہچانتا نہین
ہیگا۔

ا۔ آپ لوگون کے کہنے سے سمجھے کہ وہ نواب
محمد عسکری ہین یا آپ کو خود معلوم تھا۔

بابو۔ ہمارا شاہب سلامت بہت روج سے
تھا ہے کیا کہ بات چیت نہین ہوا تھا ہم اچھی
طرح اُسکو پہچانتا ہے اور منشی کو بھی جانتا ہے

جو مینونسپل کا ممبر ہے اور اُنکے ساتھ جو آگا شاہ صاحب تھا اُسکو بھی ہم جانتا ہی وہ ہمارے سے ایک رفل بندوک مول لیا تھا۔

ا- تو آپ کی گواہی تو بہت اچھی ہوگی۔

بابو- جو آنکھ سے دیکھا سو چھپائیگا نہین۔ اور جو نہین دیکھا سو کہیگا نہین۔

کانسٹبل- بابو ایسی ہی بات ہے۔ دھرم دھرم جو بات تھی وہ کہدی بس۔

اِسکے بعد نائٹ اسٹیشن ماسٹر کے اظہار لیے گئے۔

ا- آپ کتنے عرصے سے نائٹ اسٹیشن ماسٹر ہین- اسم شریف آپکا۔

ماسٹر- میرا نام مولچند ولد بہاری لال ساکن قصبہ انام عمر ۲۷ سال- بندہ ڈھائی برس سے نائٹ اسٹیشن ماسٹر ہے- امسال دو ہفتے کی رخصت لی پرسون سے پھر اپنی ڈیوٹی پر آگیا۔

ا- آپکو کچھ خیال ہے کہ مہینے ہین نواب محمد عسکری صاحب مع کچھ عورتون کے ریل پر سوار ہوئے تھے اور اُس دن گھٹا ٹوپ اور گنگا جمنی ہوا دار بھی اسٹیشن پر آئے تھے۔

م- نواب ووا ب تو ہمکو کچھ یاد نہین اور نہ دن اور مہینا اور تاریخ یاد ہے- مگر تین چار بار ہمارے وقت مین عورتون کے لیے گھٹا ٹوپ اور عمدہ عمدہ فنسین وغیرہ اسٹیشن پر ضرور آئی تھین۔

ا- وہ کِسکے ہان کی عورتین تھین۔

م- اب یہ ہم کو اتنے دن کے بعد اچھی طرح نہین یاد ہے۔

ا- کچھ قیاس سے کہہ سکتے ہین آپ۔

م- ایک دفعہ تو شاید نیپال کے کوئی جنرل تھے اور اسی طرح لوگ آتے ہی جاتے رہتے ہین ہم کہان تک اِسکی یادداشت رکھین۔

ا- نواب محمد عسکری کو آپ پہچانتے ہین۔

م- راجہ بلاسپور کے [illegible] نے یہ [illegible] عسکری کو تو پہچانتا [illegible] سے ملاقات نہین ہے [illegible]

ا- منشی [illegible] مسٹر میونسپل سے ملاقات ہے۔

م- [illegible] نہین سُنا۔

ا- [illegible] تو آپ کچھ بھی نہین جانتے۔

م- [illegible] چیز کو۔

ا- خیر آپ سے یہان کسی نواب زادے سے ملاقات ہے۔

م- سنیے جناب بندہ کھڑ تک آدمی ہے- اپنے کام سے کام رکھتا ہے بس- چاہے نواب ہون چاہے بادشاہ۔

ا- اچھا آپکے تکلیف کرنے کی کوئی ضرورت نہین ہے ذرا جمعدار کو بلا دیجیے۔

جمعدار صاحب تشریف لائے- یہ شاہی کے زمانے مین چوبدار سلطانی تھے- بڑے مقرر اور لسان آدمی اور لحیم وشحیم- خواہ مخواہ مرد آدمی- آتے ہی فرشی سلام اُڑایا- اور بہت ادب کے ساتھ کہا حضور نے یاد فرمایا ہے؟ ارشاد

ا - (انسپکٹر) آپ کب سے اسٹیشن کے جمعدار ہین -
ج - خداوند مجھے آج کوئی سات برس ہو گئے -
ا - اس دو برس کے اندر کبھی رخصت لی تھی -
ج - صرف دو دفعہ - عیدین کو اور کبھی نہین -
ا - آپ نواب محمد عسکری کو پہچانتے ہین -
ج - خوب پہچانتا ہون حضور - رئیس ہین ہمارے ملک کے اسپیشل بڑے رئیس ہین - حق تعالی سلامت [illegible] الدولہ بہادر [illegible]
ا - آپ کو یہ [illegible] ہو کر پہاڑ گئے تھے -
[illegible]
ج - نواب محمد عسکری صاحب بہادر کا [illegible] دیکھیے ہان کچھ خیال سا تو ہے - یہ نہین یاد ہے کہ وہان تشریف لے گئے تھے مگر ہان گئے تھے -
ا - کس قطع سے گئے تھے -
ج - یہ غلام نہین سمجھا - یہ قطع کیسی - خاصی اچھی قطع سے گئے تھے - اور قطع کیسی ہوا کرتی ہے -
ا - آپ بڑے مجتی معلوم ہوتے ہین -
ج - حضور افسر پولیس ہین اور غلام جمعدار حضور سے تکرار کرنا نہین چاہتا مگر ہم اہل لکھنؤ اسکا مطلب ذرا دقت مین سمجھتے ہین جو جملہ مہمل ہو - بے ادبی معاف بندہ غلام ہے حضور کا -
ا - تم نے عسکری کے ساتھ کچھ عورتین دیکھی تھین -
ج - نہین - ہرگز نہین -

ا - انکے گھر کی یا اور کوئی عورتین یا گانیوالی ڈومنیان کوئی ساتھ تھین -
ج - جی نہین خداوند کوئی ساتھ نہ تھا -
ا - مرد تو ساتھ تھے -
ج - از قسم مسماۃ کوئی ساتھ نہ تھا -
ا - آپ کو نواب محمد عسکری کے جانیکا حال اچھی طرح سے یاد ہے یا فقط گدے بازی ہی کرتے ہو -
ج - جی کچھ کچھ تو یاد ہے -
ا - آپ کی گواہی قابل لحاظ نہین -
راوی - آہین کیا شک ہے -
ج - (سلام کرکے) بہتر ہے -

اسکے بعد انسپکٹر صاحب بہادر نے اُس بنگالی بابو سے جو تار گھر مین کام کرتا تھا اور جسنے بطمع زر گواہی دیدی تھی سرگوشی کی کہ اگر کسی اور سے گواہی دلوا دو تو اُسکا بھی بھلا ہو جائے - اُنھون نے ایک ٹوپی والے کا نام لیا - جو چھ سات برس سے ہر روز اسٹیشن پر ٹوپی بیچنے آتا تھا - پانڈے کے لقب سے یہ مشہور تھا - اور بابو نے اسکو سبق اچھی طرح پڑھا دیا تھا کہ یہ پوچھین تو یہ کہنا اور یہ سوال کرین تو یہ کہنا -

ا - (انسپکٹر) تمھارا نام اور پیشہ کیا ہے جی -
پ - (پانڈے) ہجور ہمارا نام تو جیسے گیندش پانڈے ہے مدا ہمکو پانڈے پانڈے لوگ کہتے ہین اور ہم ٹوپیان بیچا کرتے ہین -
ا - تم اسٹیشن پر کتنے دن سے ٹوپیان بیچنے

آتے ہو۔

ب۔ ہجور یہ پانچوین برس ہی۔

ا۔ نواب محمد عسکری کو جانتے ہو۔

ب۔ جی کھوب جانتے ہین۔ اُن کو کون نہین جانتا بڑے نواب ہمارے لکھنئو کے رئیس ہین۔

ا۔ تم نے انکو کبھی اسٹیشن پر بھی دیکھا تھا۔

ب۔ ہان دیکھا تھا جب وہ بڑے سامان کے ساتھ پہاڑ پر جاتے تھے۔

ا۔ پہاڑ پر جاتے تھے؟ بھلا اُنکے ساتھ کون کون تھا جو کچھ یاد ہو وہ لکھوا دو۔

ب۔ ہجور اُنکے ساتھ مصاحب لوگ تھے اور نوکر چاکر اور وہ منی تھے جون صاحب تمھارے بیچ مین تھے اور وہان بل پر رہتے ہین وہ تھے اور وہ آگا آگا تھے جون گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تھے اور صاحب تمھارے وہ نواب تھے جنکے پاس وہ دیکھیے صاحب تمھارے وہ ڈومنی نوکر تھی نام بھلا سا ہی منّی ڈومنی۔

ا۔ بھلا اور یاد کرو کوئی اور بھی تھا۔

ب۔ ہجور اب اور تو نہین یاد ہی پینیون پر پردہ کرا کے سوار کرا دیا اور بیٹھ لیے اور گاڑی پر کھچا کھچ نوکرنیان اور مہری لوگ تھین۔

ا۔ نوکرنیان اور مہری لوگ! تو کیا زنانی سواریان بھی ساتھ تھین۔

ب۔ اے ہجور بیگم لوگ گئی تھین کہ نہین۔ بڑا سامان کر کے گئے تھے۔ کچھ لکھیا ہین گڑ تو چھوڑا نہ تھا۔

ا۔ تو خاص بیگم تھین یا کوئی اور بھی۔

ب۔ اب لے سرکار پردے کی بات کون جانے یہ تو ہمکو معلوم نہ تھا۔ مُدا یہ سُنا کہ بیگم لوگ بھی ساتھ ہین کیا جانے کیا سچ ہی کیا جھوٹ ہی۔ مُدا سواریان تو تھین یہین سے سوار ہو کے گئی تھین اور بہت سی تھین۔

ا۔ اسکے بعد کچھ تم نے سُنا [illegible] گئی ہین

ب۔ نہین [illegible] لوگ [illegible] نے یہ افواہ اُڑا دی ہی کہ [illegible] مقرر کر دیے [illegible] لے گئے اب [illegible] بات کیا جانین [illegible]۔

یہ اظہار لیکر انسپکٹر صاحب اسٹیشن ماسٹر سے ملے کہا۔ ہم نے آپ کے ماتحتون میں کئی آدمیون کے اظہار لیے تار بابو اور ٹوپی والے نے سب سے زیادہ ایمانداری کے ساتھ اظہار دیے مگر آپ کے جمعدار کی نسبت میری رائے اچھی نہین ہی۔ وہ چاپ چاپ کے باتین کرتا ہی۔ اسٹیشن ماسٹر نے پوچھا دل یہ بات کیسا ہی۔ کدمہ کیا ہی جسکا واسطے آپ اودتس لینے آیا ہم سُنتا ہی کوئی کا عورت کوئی کا ساتھ چلے گیا) انھون نے جواب دیا یہان کے ایک نواب ہین محمد عسکری۔ بڑے بدمعاش بڑے آوارہ۔ بڑے ذات شریف۔ وہ ایک مہارن کو بھگا لے گئے اور اُسکو اپنے گھر

ڈال لیا اب اُسکے شوہر نے پولیس مین رپٹ
لکھائی تو اُسی کی تحقیقات ہی۔

اسٹیشن ماسٹر نے کچھ غور کر کے کہا۔
(ول) تو وہ کس کا لڑکی تھا۔ نواب سے وہ
راجی کھوسی تھا تو چلا گیا۔ (کوئی کون آمین
بولنے والا ہی) انسپکٹر نے کہا (صاحب اُسکی
شادی ایک منہار کے ساتھ ہوگئی تھی اب
اُسکے مرد نے نالش کی ہی۔ بالفعل پولیس مین
رپٹ [illegible] ائی ہی اور ہملوگ تحقیقات کر رہے
ہین [illegible] اسٹر مسکرایا۔ کہا نواب صاحب
بڑا [illegible] وہی ایسے لوگون نے
کس بات [illegible]

انسپکٹر نے ریل وا[illegible] کا اظہار [illegible]
سُنا دیے اور کہا آپ کے ماتحت [illegible] سے ہم کو
بڑی مدد ملی۔ اسٹیشن ماسٹر کا چہرہ سُرخ ہوگیا
مگر انسپکٹر سے کچھ نہین کہا اور جب یہ روانہ
ہوگئے تو پہلے تار بابو کو بُلایا اور ڈانٹا۔

اسٹیشن ماسٹر (انگریزی مین) معلوم
ہوتا ہی تمھارے پاس کام بہت کم ہے۔
جبھی تم کو جھوٹی گواہی دینے کا بہت
وقت ملتا ہے۔

بابو۔ سر ہمنے جھوٹی گواہی نہین دی۔

اسٹیشن۔ ول ہم نہین جانتے۔ مگر
آپ کو جھوٹی گواہی دینے کا بہت وقت
ملتا ہی۔

بابو۔ انسپکٹر پولیس نے اظہار لیے مین نے
صاف صاف کہدیا۔

اسٹیشن۔ تم کو ہماری اطلاع کے
بغیر گواہی نہین دینی چاہیے تھی۔ تم نے
بہت بُرا کیا۔

بابو۔ قصور ہوا حضور۔

اسٹیشن۔ مرد راضی عورت راضی
تم کون گواہی دینے والے ہو کیون بے سمجھے
بوجھے اُسنے شادی کی کہ جورو بھاگ گئی
اُسکو ایک امیر آدمی ملگیا بھاگ گئی تم بیچ
مین بولنے والے کون تھے۔ اور گواہی بے ہمارے
پوچھے ہوئے کیون دی۔

بابو۔ ہم سے قصور ہوا۔ مگر ہم یہ بات سمجھے
نہ تھے۔

اسٹیشن۔ ول اچھا اب ایک بات
ہو سکتی ہی پولیس کی گواہی کوئی چیز نہین
ہی۔ عدالت کے سامنے تم صاف انکار
کر جانا۔

بابو۔ بہت اچھا۔

اسٹیشن۔ ہم تم سے بہت ناراض ہوگئے
سپاہی ول ٹوپی والے کو بُلاؤ۔

ٹوپی والا (سلام کر کے) سرکار۔

اسٹیشن۔ ول تم کو ہم اسٹیشن سے
نکالدین گے تم کون گواہی دینے والا ہی
کہ اسٹیشن پر کون سوار ہوا تھا اور کون گیا
تھا اور انکے ساتھ کون کون گیا تھا۔

ٹوپی والا۔ سرکار صوبیدار صاحب
نے ڈرایا۔

اسٹیشن۔ چپ رہو بو سور۔ تم نکال دیا۔

جائیگا۔ تم کون گواہی دینا والا ہے۔
اسٹیشن ماسٹر نے ان دونون کو خوب للکارا کہ تمکو اپنے کام سے کام ہے۔ ہماری اطلاع بغیر تم نے کیون گواہی دی۔ اس آزردگی کا سبب یہ تھا کہ نواب محمد عسکری صاحب کی سفارش سے یہ صاحب لکھنؤ کے اسٹیشن ماسٹر مقرر ہوے تھے۔ نواب صاحب نے صاحب ایجنٹ ریلوے سے انکی سفارش کی تھی اور صاحب ممدوح نواب صاحب کے بڑے دوست تھے۔ نواب محمد عسکری کے ہان اسٹیشن ماسٹر کی دعوتین بھی اکثر ہوا کرتی تھین۔ اُنھون نے جو سُنا کہ نواب محمد عسکری کے خلاف دو آدمیون نے گواہی دی تو بہت برافروختہ ہوئے اور انسپکٹر نے جو آکے اظہار سُنائے تو یہ اور بھی آگ ہو گئے۔ اور انسپکٹر کے جانے کے بعد ریل کا جمعدار آیا۔ اور اُسنے تار بابو اور ٹوپی والے کی بڑی شکایت کی اسٹیشن ماسٹر نے پوچھا یہ لوگ گواہی دینے والے کون ہین۔ ٹوپی والے کو اس سے کیا مطلب تھا اُسکو ٹوپی بیچنے سے کام ہے یہان مقدمے لڑانے آتا ہے۔ اور تار بابو کو ہمارے حکم کے بغیر ہرگز گواہی نہ دینی چاہیئے تھی ہم ان دونون سے بہت ناراض ہین ٹوپی والا تو اب اس مہینے کے بعد اسٹیشن پر نہ آنے پائیگا۔ اور تار بابو کی ہم رپورٹ کر دینگے کہ اپنے کام مین غافل ہے اور جھوٹی گواہیان دیا کرتا ہے۔

اب انسپکٹر صاحب کی سنیئے یہ یہان سے سیدھے نواب بشیر الدولہ کے ہان پہونچے۔
نواب۔ (بشیر الدولہ) کہو یار چے۔ ع۔

| بیا برادر آ ورے بھائی |

ا۔ اے یار مار ڈالا نواب صاحب مگر کام بنا کے آیا ہون۔
ب۔ بھائی کہہ چلو۔ یہان اتنی تاب نہین ہے
ا۔ قبلہ ایک تو تار بابو کی گواہی کہ محمد عسکری فلان مہینے مین ریل پر سوار ہوئے تھے اور اُنکے ساتھ مہاراج بلرام اور مہری اور زنانی سواریان تھین وہ مقرر کر دیئے گئے۔ سبھی ساتھ تھین دوسرے ایسی ہی ٹوپی والا کچھ بڑھکر گواہی دی۔
ب۔ ایک بات سمجھ مین نہ آئی الہ کا اسٹیشن ماسٹر کچھ آپکے خلاف نکلے
ب۔ ہان ابھی سمجھ مین یہ بات آگئی۔ وہ نواب محمد عسکری کا بڑا دوست ہے۔
ا۔ جبھی۔ اُسکو ناگوار گذرا کہ ان لوگون نے کیون گواہی دی۔
ب۔ بی مہری صاحب ذرا یہان تشریف لائیے
ا۔ ہان! ابھی مہری صاحب تشریف رکھتی ہین۔
مہری۔ سلام انسپکٹر صاحب۔
ا۔ آیئے آیئے حضور مزاج شریف۔
م۔ اب ہمارے مجاز کا کیا حال آپ پوچھتے ہین۔ ہمارا مجاز اب آسمان پر ہے۔
ا۔ (مسکرا کر) ہمارا احسان تو نہ مانوگی۔

ھم (ہنسکر) کیا اب آپ پولیس کے لوگ یہ کام بھی کرنے لگے۔ بندگی۔

ب۔ (قہقہہ لگا کر) بھئی، خوب کہی۔

ا۔ اچھا ٹھہرو (ٹھہرو) تو تم سے سمجھا جائیگا۔

ھم۔ میاں بھئے کتوال اب ڈر کاہیکا۔

ب۔ (باواز بلند) کیا کہی ہے یا اللہ العظیم۔

ا۔ بڑی طرار عورت ہے۔

ھم۔ اور بھی کچھ سُنا۔ ہم اپنے میاں کو بھی یہان لیئے لا۔۔۔ باہر کی دو کوٹھریان نواب صاحب نے ہمین رہنے کو دیدی ہین۔

ا۔ چھمّو [illegible] در [illegible] بی [illegible] دیا دو وقتہ چکھو بات [illegible]

ھم۔ ہمارا جوڑا [illegible] کا ہے۔

ا۔ ہان اس مین کیا شک تمھی تمھارے جوڑے کا کیا کہنا بشیر الدولہ تجھے یاد دس نہ پاؤ گی۔

ب۔ یہ آپ کی نوازش ہے۔

ھم۔ مگر انہین ایک بات بُری ہے۔ یہ ہم سے آج دوبار کہہ چکے کہ چھمی کوئی مچھلی والی لاؤ کوئی چماری جاکے لاؤ۔ کوئی کم سن عورت لاؤ یہ بات ہمارے ناگوار ہے۔

راوی۔ یہ کمبخت بڑا بدوضع تھا۔ چھمی نے جو کچھ کہا بہت صحیح کہا کہ دن رات اس کو بس یہی فکر تھی کہ اسکو لاؤ اسکو لاؤ۔ اتنا بڑا بندۂ شیطان دوسرا نہوگا۔ ہر دم وساوس شیطانی و فسق و فجور مین غرق۔

ا۔ یہ بات اچھی نہین ہے نواب صاحب۔

ھم۔ ہمکو بڑی ناگوار گذری یہ بات۔

ب۔ اب نہ کہین گے۔

ھم۔ تمھارا اعتبار اب نہین رہا۔

ب۔ قسم کھاکے کہتے ہین کہ اب ایسی بات نہ کہینگے قسم کا بھی اعتبار نہین ہے۔

ا۔ توبہ کیجیے۔

ب۔ مین تو فقط آزمایش کرتا تھا۔

ھم۔ اے واہ اچھی آزمایش ہے ہم درگذرے اس آزمایش سے۔ گھڑی گھڑی آگے خوشامد کرتے ہین کہ ابھی کوئی نیان جاکے لاؤ۔

ا۔ یہ نہ چاہیئے۔

ب۔ اب تو توبہ ہی کر لی بھائی۔

ا۔ ازین زنکہ چنین سخن کردن نازیباست چراکہ این را برائے دادن شہادت آوردہ ام نہ براے حظ نفس جناب۔ اگر حظ نفس میخواہی ہزارہا زنکہ خوبرو وسیم اندام موجودست۔ من کوشش مو فور نمودم کہ این زن کہ ملازمہ ق م رن بود خلاف او شہادت دہد و پر شما نفس امارہ این چنان غالب آمد کہ در محل خود جا دادی و ذریعہ حصول نفس قرار نمودی

ب۔ این ہم اندر عاشقی بالائے غمہاے دگر۔ این زن طبع مارا بالغایت پسندیدہ آمد لہذا ---- از دست شیطان لعین ---- کہ ---- کہ ---- عاجز شدم۔

راوی۔ انسپکٹر صاحب تو ہمیشہ فارسی بولتے

ہی ہے مگر بشیر الدولہ بہادر اُستے سے بھی
بڑھ گئے۔ من چہ نقش ام برادر فلاں من
ایشان نقش ست۔ آپ کے ایک بڑے بھائی
مہری۔ یہ کیا کوئی دکن کی بولی بول رہے ہو۔
ا۔ شمارا باید کہ این زنکہ را بدماغ نہ کنند۔
ب۔ سچ ہے۔
راوی۔ ماشاء اللہ۔
مہری۔ اے اب ہم کو دن رات اسی مکان
میں بند رکھو گے قیدی ہی بنا لیا ہے واہ۔
ا۔ اجی تم نواب صاحب کی باتوں میں تو آؤ
نہیں۔ جو ہم کہیں وہ کرو۔ دن بھر اپنے
مکان میں رہو۔ انھیں دکانوں میں رہا کرو
جو نواب صاحب نے دی ہیں اور رات کو
نو بجے یہاں آ کے گھڑی دو گھڑی چار گھڑی
رہو اور چلدو بلکہ یہاں مکان لیکے رہنا
بھی خلاف عقل ہی اگر نواب صاحب اس
احاطے کے اندر کہیں گھر دو اور تمھارے
میاں کو جگہ دیں تو بہتر مگر کسی سے کچھ نہیں
کیونکہ عدالت میں یہ نہیں کہنا ہوگا کہ مہری
اب نواب بشیر الدولہ بہادر کے مکانوں میں
رہتی ہیں۔ صاف شک ہو جائیگا کہ سکھائی
پڑھائی ہے۔
ب۔ اس سے کیا مطلب۔
ا۔ آپ شاہد بازی اور پلاؤ اور باقر خانی
کھانا اور پڑ کے سو رہنا چاہیئں ان باتوں سے
آپکو کیا سروکار ہے۔
ب۔ ارے بھائی عدالت کو کیونکر معلوم ہوگا
کہ یہ کہاں رہتی ہیں اور عدالت پوچھنے کیوں لگی۔
ا۔ آپ سمجھے ہی نہیں ہیں حضور۔ عدالت تو بیشک نہیں
پوچھیگی مگر فریق ثانی کے وکلا تو ضرور پوچھینگے وہ لوگ کھود
کھود کے پوچھینگے۔
ب۔ او ہو یہ بات ہے۔
ا۔ جی۔ یہ بات ہے اور ضرور کیا ہے کہ بھی مہری کو آزاد
کیجیے یا کوٹھی کے اندر رکھیے۔
مہری۔ ایک کام کرو ہمارے میاں کو دکانوں پر تعینات
کر دو بس ہم اپنے بیچ میں گھر میں رہا کرینگے۔
ا۔ ہاں یہ بات ہو سکتی ہے۔
ب۔ فوراً مقرر کر دینگے۔
ا۔ مگر ان کو تو وہ ایسی ہی پٹی پڑھا دیگا کہ فر فر جواب
دیں دیکھ لیجیے۔
نواب بشیر الدولہ بہادر نے یہ بات پسند کی اور اسی وقت
مہری کے لیے حمام کی جانب ایک کمرہ خالی کرا دیا اور کہا
جب تمھارے میاں آئینگے تو ہم ان کے لیے کہ خالص کوٹھی
دو روپیہ روز کا ہم نے انکا کر دیا بس وہ ادھر جائیں
تم دن رات ہماری خدمت کیا کرو۔ مہری مسکرا کر بولی
(تم خود ہماری خدمت کیا کرو ہم کیوں تمھاری خدمت
کیا کریں)۔ انسپکٹر صاحب مہری سے دو گھڑی چہل
کر کے تھانے کو گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد میاں کدرا
اور للتوا آئے مہری کو نواب صاحب نے آرام کے کمرے میں
بھیجدیا اور انکو بلا لیا۔
ک۔ حجور سلام علیکم۔
ب۔ وعلیکم السلام میاں کدرا صاحب بہادر۔
ل۔ حجور سس سلام (ہکلا کر)
ب۔ آؤ جی للتوا۔

ل ۔ حضور کے سلام کو ایک آدمی آیا ہے ۔

ب ۔ مرد ہے کہ عورت ۔

ل ۔ مرد کا یہان کون کام ہے سرکار ۔

ب ۔ اچھا پوچھو اُسے سے بلا لاؤ ۔

للتو اجا کے بلا لایا دیکھتے ہین تو بی کندن اور ایک اور عورت مسکرائے ۔ کہا اے بی کندن جان صاحب یہ آپکے ساتھ کون آئی ہین ۔ شکل تو دیکھین ذرا ۔ کندن نے کہا یہ ہماری بھاوج ہین ۔ بارہ بنکی نواب گنج مین رہتی ہین ہمنے آپ کی تعریف کی تھی انھون نے کہا ہم بھی چلکے نواب صاحب کو دیکھین پہلے تو ہم نے انکار کیا کہ تم جوان عورت ہو اور خوبصورت بھی ہو ایسا نہ ہو نواب صاحب کی آنکھ پڑے تو ہم سے نہ بنے ۔ نواب بشیر الدولہ ان دونون کو اُسی کمرے مین لیگئے جہان وہ مہری بٹھائی گئی تھی مہری نے جوان دو جوان عورتون کو ~~دیکھا~~ تو کھا اچھا ہم ہرب نواب صاحب نے کندن سے کہا جانی اِسولاتی ہو تو ذرا منھ سے لبین بات چیت کرین ذرا دل لگی مذاق ہو یہ چُپ چاپ بیٹھنے سے کیا فائدہ ۔

کندن ۔ اے کچھ منھ سے بولو جی ۔

ب ۔ پہلے اِنسے کہو یہ گھونگھٹ تو ہٹا لین ۔ کوئی گنوارن سی معلوم ہوتی ہی ۔

کندن ۔ (گھونگھٹ زبردستی ہٹا کر) لے دیکھو نواب کیون ہے چاند کا ٹکڑا کہ نہین ۔

ب ۔ (پھڑک گئے) واللہ پری زاد ہی آپ کا کیا نام ہی حضور

کندن ۔ اے بولو ۔ واہ ۔ اِنکا نام مُنّمن ہی ۔

ب ۔ واہ نام بھی خوب پایا ہی بی منمن صاحب مگر زبان اِنکے منھ مین نہین شاید ۔

منمن ۔ جی ہان چُپ پیر کا روزہ ہی ۔

ب ۔ شکر ہے شکر ہے بولین تو سہی ضرور مینھ برسیگا

منمن ۔ مینھ برسیگا یا نہ برسیگا مگر آپکے منھ سے تو ضرور پھول جھڑتے ہین ۔

ب ۔ سُبحان اللہ ۔ واہ بی منمن صاحب ۔

کندن ۔ اے پڑھی لکھی ہین ۔

ب ۔ کیون جی منمن ۔

منمن ۔ جی ہان وہان پادری خانے کی ایک مس ہمارے ہان آتی تھین چار پانچ کتابین پڑھی ہین

ب ۔ مہری سچ کہنا کیا صورت ہے ۔

مہری ۔ پھر اِس فن کو سرکار سے بڑھکر کون جانتا ہی ماشاء اللہ سے جوان جہان ہین جہان یہان ہین یہ بھی اچھی ہین یہ کیا بری ہین ۔

ب ۔ کندن واللہ ہم انھین پکڑ رکھینگے ۔

کندن ۔ ضرور ضرور

ب ۔ ہم اِنسے عقد کر لینگے ۔

کندن ۔ اے کچھ سڑی تو نہین ہو گئے ہو ۔ یہ بیاہتا ہین ہمارے بھائی کی جورو ۔ لو اور سنو ۔ ہماری بھاوج ہی کو تکا شرم نہین آتی ہی ۔

ب ۔ دیکھو صاحب آپ سے کہتا ہون بی منمن صاحب اسوقت ہماری دو بیویان یہان بیٹھی ہین ایک تو یہ مہری دوسری یہ تمھاری نند بی کندن جان صاحب

مہری ۔ مین کہتی ہون تمکو یہ ہو کیا گیا ہی میرے میان سے مجھ سے جوتا چلواؤ گے کیا ؟

ب ۔ تو بی منمن صاحب بندہ چاہتا ہی کہ آپ بھی ہمارے محل مین داخل ہو جائین ۔

کندن ۔ کیون جی ہم تمھاری بیوی ہین ؟

ب ۔ مین اِسوقت نہ کندن جان کی سنونگا نہ مہری کی
منمن ۔ واہ بہن تم اچھے مردوے کے پاس ہمین لائین ۔ اِسکی تو نیت خراب معلوم ہوتی ہے۔
ب ۔ تو آپ بھی ہماری بیویون کے زمرے مین داخل ہوجائین ۔
منمن ۔ مجھے معاف کیجیے ۔
ب ۔ نہین کرونگی ۔
منمن ۔ ہمارا میان کیا کچھ تم سے بُرا ہے ۔
ب ۔ اجی اُسکو بھی نوکر رکھا دو ۔
منمن ۔ کیا خوب اے واہ جی ۔
کندن ۔ پھونچا دیتے ہی ۔
ب ۔ ہم سنتے ہی نہین صاحب ہم تو اپنے نکاح کی فکر مین ہین تم ہنستے ہی پر لوٹے دیتی ہو ۔
منمن ۔ مجھے حضور معاف فرمائین ہمین ایسی دل لگی نہین اچھی معلوم ہوتی ۔
ب ۔ معلوم ہو یا نہ معلوم ہو ۔
مہری ۔ اتنے بڑے رئیس کے یہان آئی ہین کچھ میوہ تو کھلواؤ مٹھائی منگواؤ ۔
ب ۔ بی منمن خبردار مہری کے ہاتھ سے کچھ نہ کھانا ایسا نہ ہو تیا ڈالا ہو دیا ڈاہ مین تمکو سنکھیا دیدیگی ۔
مہری ۔ (ہنسکر) اے ہٹو بھی ۔ واہ اِنھون نے بیچاری نے کیا ہمارا باپ مارا ہے ۔
منمن ۔ اے اب چلو ۔
ب ۔ واہ چلنے کی ایک ہی کہی ۔
منمن ۔ اوئی کیا قیدی ہین آپکے ۔
ب ۔ قیدی نہین ہو متاعی تو ہو ۔
منمن ۔ (ہنسکر) بڑے بگڑے دل معلوم ہوتے ہین ۔

کندن ۔ کیسے کچھ ۔
ب ۔ اب یہ بتاؤ کہ ہمارا تمھارا عقد کس دن ہوگا کوئی دن مقرر کردو ۔
منمن ۔ اچھا پرسون نکاح ہوجائے یا اترسون چوتھی ۔
مہری ۔ جھٹ منگنی اور پٹ بیاہ ۔
ب ۔ کندن ادھر آؤ سُنو ۔ ادھر آؤ ۔ وہان سب سُن لینگے اور ہمکو تمھارے مطلب کی ایک پوشیدہ بات کہنی ہے ۔
کندن ۔ (دور ہٹ کر) کہو ۔
ب ۔ ہمارا انکا نکاح کرا دو ۔
کندن ۔ اوئی یہ ہمارے مطلب کی بات کہی ہے ۔
ب ۔ خاص تمھارے مطلب کی خاص الخاص ۔
کندن ۔ کچھ تمھین جنون تو نہین ہو گیا ہے ۔
ب ۔ جو سمجھو ۔ اب تو دل آگیا ۔
مہری ۔ دل ہی تو ہے ۔
کندن ۔ واہ اچھا دل ہے ۔
منمن ۔ بیاہتا عورت سے نکاح کیسا تم بھی مرجاؤ ہم بھی دھرے جائین ۔
ب ۔ ہزار روپیہ تو ابھی ابھی نقد دیتا ہون ۔
راوی ۔ ہزار روپئے کا نام سُنکر بی منمن بھی دل مین سوچنے لگین کہ (آؤ موئے کُڑھیے کو دھتا بول دو اور اِن کے گھر پڑ جاؤ ۔ کوئی کانون کان تو سننے کا نہین ایسے رئیس کہان ملینگے) اور اِنکی کوٹھی اور نوکر چاکر اور شان شوکت دیکھکر بھی دل ہی دل مین کہتی تھی کہ اِس سب کی مالکن بن بیٹھونگی ۔
بشیر الدولہ ایک ہی کائیان دل کا حال قیافے سے بھانپنے والا اور فرقۂ نسوان کے تو رگ و ریشہ سے

واقف تھا سمجھ گیا کہ شمن اب ڈھرے پہ آ گئی
چاہتی ہین ـ
مہری ـ انکے میان سے اگر طلاق دلوا دو اور نکاح
پڑھوا لو بس ہو گیا اور نہین یون نصیبا ہو گا ـ
ب ـ مہری جان تم بھی اپنے میان کو راضی کر لو
کہ وہ تمکو طلاق دیکے فارغخطی لکھدین اور ہم تمکو اپنے
گھر مین ڈال لین ـ
مہری ـ اور تو ہٹو بھی ـ
شمن ـ یہ تو تجربے کی بیچ معلوم ہوتے ہین
یہ بھی میان سے طلاق لے اسکا میان بھی طلاق دیدے
اور سب اُنسے نکاح پڑھوا لین ـ اچھے آئے ـ
کندن ـ کیا جورو کا سگے بین ... ہو گئے ـ
ب ـ اجی تمکو اس سے کیا مطلب ہے ـ کھانے کو پاؤ
قورمہ ... و بیار طرح طرح کے سالن عنبر فیرنی
کیسا ... انار ـ انگور ـ
سیب حلوا ... باقرخانی شیرمال ـ دودھ کی بوتی
تمام دنیا کی نعمتین حاضر ہین ـ پہننے کو اطلس کمخواب
زربفت شال دوشالے کامدانی جامدانی جو حکم ہو ـ
سواری کو فنس کبھی پالکی گاڑی سکھپال فنس جو جی چاہے
خدمت کو مہریان خواصین محلدار ددا آتو سب حاضر
ہین رہنے کو کوٹھیان محلسرا ئین نشستین بنگلے باغ
خدا کے فضل سے تمام دنیا کی نعمتین موجود ہین ـ
کندن ـ اے ہان اس سے کسکو انکار ہے ـ اللہ کا
دیا سب کچھ ہے ـ اللہ نے رئیس کیا ہے ـ
ب ـ ہماری تو رائے ہے کندن کہ تم بھی ہمارے
گھر پڑ جاؤ اور نکاح پڑھوا لو ـ
کندن ـ اے واہ ـ (مسکرا کر) اچھی کہی ـ اب تم

مجھکو بھی گھر مین ڈال لو ـ
ب ـ اچھا تو ایک بات تو ماننی ہی پڑیگی شام تک
یہین رہنا پڑیگا ورنہ تمھاری شمن کو ـ
کندن ـ اچھا یہ مانا ـ
شمن ـ ہان شام تک ہم رہینگے ہمارے میان
نہین لکھنؤ گئے ہین ـ کل شام کو آئینگے ـ
ب ـ بس بس بات ٹھیک ـ تم اب کل دوپہر کو
یہان سے جاؤ ـ
شمن ـ نہین سرکار یہ نہونے کا ـ واہ ساس نند
طعنے دینگی کہ رات کہان رہی ـ
ب ـ نند تو تمھارے پاس ہی بیٹھی ہین ـ
شمن ـ تو یہ رہین تو ہم بھی رہین ـ
کندن ـ ہم آنا ... کیسے کہ پیاری کے گھر مین
... جلال کو کہدیا تھا ـ
شمن ـ کہدیا تھا بیگا بھی تھا ـ
مہری ـ بس چھوٹی ہوئی ـ اچھا تو اب ہم تو جاتے
ہین ـ کل اب آئینگی ـ
ب ـ این امکان یہ ـ گھر بار یہ ـ جاتی کہان ہو
کندن ـ اے مٹھو بہن ـ ہمارے رہنے سے تمھارا
کوئی حرج نہونے پائیگا ہم بھی اللہ کے بندے ہین ـ
مہری ـ نہین بہن یہ مطلب نہین ہے ـ
ب ـ (پاپچامے کو پکڑ کر) بیٹھو تمھین ہمارے
سر کی قسم جو جاؤ ـ
کندن ـ اب اتنی بڑی قسم دی ہے ـ بیٹھ جاؤ ـ
شمن ـ کہو تو ہم چلے جائین ـ
مہری ـ اے نہین بہن ـ ہم کہنے والے کون ـ
ب ـ بشیر الدولہ بہادر کو خدا نے اتنی مقدرت دی ہے

اگر تم ایسی سو کو کھلاتے - مین کوئی محتاج آدمی نہیں ہون -
کندن - الله شکر ہے -
مہری - محتاج تمھارے دشمن -
منمن - اللہ نے آپ کو یہ مراتب دیے ہین - اور اللہ کرے یہ مراتب اور زیادہ ہون -
کندن - مگر بیجا ترکیبا ہی - ذرا اپنے روپے کا گھمنڈ نہین
منمن - گھمنڈا چھون کو ہوتا ہی -
مہری - وہ مثل نہین سنی - ع -

جتنے لئے ہین سو آنکو سو اشکل ہی

منمن - ایسی ہی بات ہے بہن -
کندن - تو اب کس کس کے ساتھ نکاح ہوگا -
ب - پہلے تو بی منمن کے ساتھ -
منمن - اوئی سب سے پہلے نشانے پر ہمین ہین -
کندن - پھر اسکے بعد ؟
ب - پھر مہری کے ساتھ -
مہری - بندگی جاو محل تو کہلائینگے -
ب - اور پھر بی کندن کے ساتھ -
کندن - تو ہمارا سب سے آخر پر نمبر ہی - جاؤ ہم نکاح نہین کرتے - یہ دونون تمکو مبارک -
ب - پہلے اور پیچھے سے مطلب کیا - دوپہر کو منمن سے عقد ہوا - ایک بجے مہری کی باری آئی - دو بجے تم - مولوی صاحب بیٹھے رہینگے دو گھنٹے مین تین نکاح پڑھوا کے پچاس ساٹھ روپیہ جو کچھ انکی قسمت کا ہوگا گھسیٹ لیجائینگے -
مہری - ہان جو مقسوم مین بدا ہوگا -
منمن - اور پھر اسکے بعد نکاح ہونگے -

ب - نہین - ایک وہ ہی ایک کافی ہے کیونکہ دو اور ہین نازو اور قمرن -
کندن - اور محلون کے نام کیا رکھوگے -
ب - تمھارا نام کندن محل ہوگا منمن کا نام پری زاد ہو مہری کا نام ملیح النسا بیگم -
منمن - ہمارا نام سب سے اچھا ہے -
کندن - ہمارا کیا برا ہے -
مہری - مگر بیگم ہمارے ہی نام کے ساتھ ہی -
راوی - سب کو خوش کر دیا -
ب - ہماری عادت ہے تم لوگ ذرا بھی واقف نہین ہو مگر رفتہ رفتہ تم کو معلوم ہو جائیگا کہ ہم کس قسم کے آدمی ہین -
کندن - بڑے دینے والے اللہ جانتا ہے -
مہری - اسمین کیا فرق ہی -
منمن - خدا روپیہ دے تو دل بھی دے -
کندن - وہ لاکھ دل دے مگر ایسا دل کوئی کہان سے لائیگا - بڑے دینے والے ہین -
مہری - اسکی تو ہم اپنے آپ گواہی دیتے ہین -
ب - ایک لکڑہارن سے مجھسے جان پہچان ہوگئی تھی تو کیونکر جان پہچان ہوئی - جان پہچان اسطرح سے ہوئی کہ مین ایک روز گھوڑے پر سوار ہوکر بازار مین جاتا تھا کہ اسکی مجھپر نگاہ پڑ گئی - ٹھہر لیٹ کے [illegible] تھا کہ اسکا ایک آدمی موجود پوچھا کون ہے کہا کہ مجھے کہنا ہی - مین تاڑ گیا کہ یہ کسی مطلب [illegible] لے گیا تو کہا کہ ہماری ایک کیبلا تھی [illegible] ڈرا راتے تھے کہ قبلہ تم اسکی تین مہینے [illegible] کرو [illegible] آنکی ایک نہ سنو - [illegible]

یہ لکڑہارن جو بازار مین بائیت ہاتھ کو رہتی ہو اُس نے
آج سرکار کو دیکھا تو عاشک (عاشق) ہو گئی اور وہ
مجھ سے ملنا چاہتی ہی مین نے کہا فوراً لاؤ وہ جاکے لے آیا
دیکھا تو بچہ حور پریزاد - اور سب سے بڑھکے لطیفہ یہ کہ ؎

برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن
مرادون کی راتین جوانی کے دن

اور - ع -

گات جسطرح تمغے روشن

اور بوٹی بوٹی مین - ع -

شوخی چالاکی مقتضا سن کا

دیکھتے ہی پھڑک گیا کہ حور کا بچہ ہی - ع -

پریزاد و پری رو و پری خو

اگر وہ جان بھی مانگتی تو فوراً نذر کر دیتا ؎

دل و جان زلف و تا مانگے ہی
مانگ اب دیکھیے کیا مانگے ہی

مین نے اُس سے پوچھا کہ تمنے مجھے سچ سچ دیکھا تھا یا یہ آدمی تمکو بھسلا کے لے آیا بس اتنا پوچھنا تھا کہ آنسو بھر لائی - کہا قسم کھا کے کہتی ہون کہ جب سے مین نے تمکو دیکھا ہے جی قابو مین نہین ہی - مگر میری ایک تمنا ہے کہ اگر تم مجھے اپنی لونڈی بنانا چاہو گے تو ایک شرط کر لو - مین نے کہا کہو - کہا مین پھر اِس گھر سے نہین نکلونگی اور نکلونگی تو مر کے نکلونگی - مین نے ہاتھ پر خدا [illegible] بس وہ میرے گھر پڑ گئی - اُسی وقت
کندن - [illegible] پا کہ دس ہزار کا زیور بنوا دیا اور دیا سب کچھ ہے - اللہ - مجلس این شہزادیون کی
ب - ہماری تو راے ہے [illegible] کسی چیز کی گھر پڑ جاؤ اور نکاح پڑھوا لو -
کندن - اے واہ - (مسکرا کر) اچھی کہی - تو پھر

کسی روز تیس چالیس روپیے خرچ کیے بغیر نہین رہتی تھی - مگر بعضے وقت کی بات - وہ جو اُس بیچاری نے پہلے دن کہا تھا کہ (مر کے گھر سے نکلونگی) وہی ہوا - ہیضے کی بیماری مین مر گئی -

یہ جھوٹی کہانی کہکر آپ رونے بھی لگے تاکہ انکو یقین ہو جائے کہ سچ کہتا ہی - مگر اِس شادی کے ہم بھی قائل ہو گئے - کہ ایک مہینے تک اُس لکڑہارن نے فرمائش نہین کی کیونکہ شرماتی تھی - یہ فقرہ اسلیے چست کیا کہ یہ تینون بھی شرمائین اور بالفعل فرمایش نہ کر بیٹھین یہ تو سمجھے ہی ہوے تھے کہ دس بارہ روز سے زیادہ اِنمین سے کوئی رہنے نہ پائیگی -

للتوا - حضور تو کندن کی بھاوج پسند ہے -
ب - واہ کیون نہ پسند ہو -
کندن - حضور نجر ہے -
منمن - لے واہ - کیا وارث علیخان بنکے آئے ہین -
کندن - ہان گویا انکی سوتیلی بہن ہی -

اتنے مین وہی انسپکٹر صاحب پھر تشریف لائے

انسپکٹر - این ایک نشد و نشد اور انکی یہ تکلم ! انکی تعریف کیجیے - یہ دونون کون ہین -
للتوا - حضور یہ دونون بھی بندے کھدا ہین -
ا - کے کھدا ہین - بندہ خدا ہین تو پکڑی جائینگی - آج کل بندہ خدا کی عرضیان بہت داغی جاتی ہین اور حکام تلاش مین ہین -
ب - بھئی کوتوال سچ کہتا کیا صورت پائی ہی -
ا - ہمسے نپوچھیے - ہمکو رشک ہوتا ہے واللہ -
کندن - بری نظر سے نہ دیکھنا -
مہری - ہان ہان سچ کہتی ہین ہم سب انکی بیاہتا

بیبیان ہین - پوچھ لو -
ب - بیشک - انکا نام تو پریزاد بہو ہی - اور انکا نام
ملیح النسا بیگم اور یہ کندن محل ہین -
ا - معقول! آپ بھی چھوٹے سے واجد علی شاہ ہین
اپنے وقت کے - یہ پریزاد بہو اور کندن محل - خوب!
اور بی مہری کو کیا خطاب ملا ہے -
مہری - خبردار مہری نہ کہنا - (مسکراکر) مہریان تو
خود ہمارے سکھپال کا کونا پکڑ کے چلینگی -
ب - جی دل لگی نہین ہی جناب - آپ فوجداری کا
قانون جانین - اور یہ وہ قانون ہی جو بوعلی سینا کے
دستے خان بھی نہین جانتے تھے -
ا - اچھا اس محل کا نام تو بتائیے -
ب - انکا نام نامی ملیح النسا بیگم ہے -
ا - خوب - نام تو بھی موقع کے تجویز ہین -
ب - استاد ہین ہسم کہ باہین -
ا - جی کندن تو کٹن ہین اور یہ مہری ہین اور یہ
کون ہین -
منمن - جی ہین وزن ہون -
ا - بس ایک تنبولن کی کسر ہے - وزن کٹن اور مہری تم
اکٹھا ہو گئین -
مہری - تو آپ ڈھونڈھ لائیے مجھے بھی تو حضور ہی
لائے تھے -
کندن - ارے! واہ تھانیدار صاحب -
ا - تنبولن کا نام کیا رکھو گے -
ب - تنبولن کا نام گلابی خانم
للتوا - آ ہجور رنڈا ل جو کڑی جمع کرینگے -
ا - اسپر بڑا قہقہہ پڑا -

ب - لونڈا پرتی ہی -
کندن - تنبولن کا ذکر کیا تا تو وہ تو برا ماناہی چاہئے
ب - آہا - یہ وجہ ہے؟ -
کندن - اسکی تنبولن ہمنے دیکھی ہی -
للتوا - چپ رہو کندن - نہین ہمسے نبیگی نہین یہ
دل لگی ہین دل لگی کونسی ہے -
ب - کیسی ہی کیسی -
کندن - آپ دیکھین گلابی خانم اسی کو بنائین کرئی
ساڑھے بارہ برس کی ہوگی -
ا - خیر یہ بارہ برس اور تیرہ برس الیوں کا ذکر تو ہوا ہی کرینگا
اب یہ فرمائیے کہ کدرا اور للتوا کے اظہار لینے
دیجیے گا یا نہین -
ب - بسم اللہ بسم اللہ -
ا - کدرا اے صاف صاف اظہار لکھواؤ مگر عمر تیرہ برس
کی بتانا - اور جو یہان لکھواؤ بچہ وہی وہان بھی لکھوانا
کدرا - ہجور ہماری کبیلا -
ب - بھئی ہمکو یہان سے اٹھ جانے دو -
کندن - (گھٹنا پکڑ کر) اے بیٹھو بھی -
ا - تم اپنے ہنسا کرو -
منمن - ہنستے ہی گھر بستے ہین -
ب - کیا جانے - ہم تو اسکو تب مانین جب
ہمارا گھر تم بساؤ -
منمن - بڑے استاد ہو - اپنے ہی مطلب کی سوجھی
ا - ہان جی کدرا کہو چلو -
کدرا - ہجور جیسے ہماری ایک کبیلا تھی شرفی
مہری - جیسے تھی کہ قبیلہ تھی اسکی تین بہنے
ا - تم انکی ایک نہ سنو -

ک - تو حجور اُسکی تیرہ برس کی عمر تھی۔ بارہ برس تیرا
حجور کوئی سات مہینے ہوئے کہ وہ ایک روج اپنے میکے گئی
اور تین وہان سے دو دن تلک نہین آئی تو ہماری
اماں نے ہم سے کہا کہ ذرا جاکے ہری بیچو تو کہ ان
اتنے دن کاہے واسطے رہی اور دیکھ جو آوے تو
بولا لا اور نہ آوے تو ایک روج کھیر اور رہے بس مین
جو گیا حجور تو اُسکی مان نے کہا کہ وہ تو کل ہی چلی گئی
تھی۔ مین نے کہا واہ مین تو ابھی آرہا ہون وہ چلی کہان
گئی مین سمجھا وہ دل لگی کرتی ہے یا ادھر اُدھر دیکھا تو
پتا نہین تب مین کھڑا ہوا کہ تم بتاؤ ہماری جورو کو کسکے
پاس بھیجا کہین چوڑیان لیکے تو نہین گئی ہے وہ بولی مین
اب تلک سمجھتی تھی کہ تو دل لگی کرتا ہے۔ آخر کہان چلی
گئی۔ جوان چھوکری ہے کہین کسو کی آنکھ نہ پڑ گئی ہو۔
جب تو ہم کھٹکے حجور کہ یہ اسطرح کی باتین کرتی ہے کہ جاؤ
کچھ ہوا ہی نہین ہے۔ بس پھر ہمنے مارنے کو کہا تو وہ ہمکو
کوسنے لگی اور رونے لگی کہ میری لڑکی کو اپنے کسو کے
ہاتھ بیچ ڈالا ہے ہمنے پوچھا ہماری سالی کہان ہے۔ تو کہا وہ
تو اُسی کے ساتھ گئی ہے۔ جھگڑ کے اماں سے کہا۔ ۔ ۔
حجور کرکے بھاگ گئی پڑی ڈھونڈھا کئی ہفتہ کہین
تلک دھرماری پتا نہ ملی کنوون مین بانس ڈالے پر
نہ ملی۔ پھر سننے مین آیا کہ ایک نواب ہین اُنکے گھر پڑ گئی ہے
تو پھر تلاش کی سنا وہ پہاڑ گئے ہین۔ نواب عسکری اُنکا
نام ہے۔ اور تو جو ہماری سالی کو منشی مہراج بلی لیگئے
کندن۔ جون بھائی کے ۔ ۔ ۔ گا لوگون کے افسر ہین
دیا۔ سمجھو شہر مین آتی لکھاتے تھے کہ جورو ایک مرد کے ساتھ بھاگ گئی
ب - ہما
گھر پڑ جاؤ اور وہان بھی کہنا۔
کندن - اے واہ۔ بارہ برس کی ہے۔

ا - اللہ واسطے تم آؤ - اور بیان کرو -
ل - حجور ہمارے مکان کے پروس مین کاو مہار رہتا ہے
سو اُسکی جو رو جو (ہنکلا کر) -
کندن - جو جو جو (ہنسکر)
ل - ہماری نکل نکرو نہین ہم مار بیٹھینگے -
کندن - (چپت لگا کر) موذی کاٹ ہی کھائیگا -
ل - اُنکی کاورنی جو رو بھی اُنکے ساتھ ساتھ رہتی تھی
ا - کیا نام ہے -
ل - حجور گم کرن -
ا - اجلاس پر اُسکے بلانے کی دل لگی ہوگی -
ل - حجور تو وہ باہر جوڑی بیچنے بیٹھا کرتی تھی اور بڑی
کُک کُک کپل صورت ہے اور -
ا - عمر کیا ہوگی ؟ -
ل - جی صاحب کوئی ہماری جان تو ابھی تیرے
تیرھوین مین بھی نہوگی -
ا - اچھا پھر -
ل - پھر حجور سنتے ہوے کہ وہ اپنے میکے گئی -
ا - تمھین کہان سے معلوم ہوا -
ل - حجور ہماری دوکان پر آئی وہان گلوری کھائی ہمنے
پوچھا کہان جاتی ہو کمرن - کہا اپنے میکے -
کندن - ارے تیری دکان پر بھی آتی تھی بس تو
اسی کے پھیر مین ہے - یہ بڑا موا نٹ کھٹ ہے دیکھو نا
کیسا چھیلا بنا رہتا ہے -
متمن - سیکڑون گھر گھالے اس گبھرو نے -
ب - ہمارے ان کندن کو کرا کی بھاوج اور
مہارن بناکے لائے تھے -
ا - آگے بتاؤ تم اُسکی کیون سنتے ہو -

ل - تو حجور بس کوئی ایک دو دن بچرہ آئی ہوا ایک دن
کدرا نے ہمسے کہا کہ اللہ ہمارے گھر کے لوگون کو
کوئی بھگا لے گیا -

راوی - بجا ارشاد ہوا - اور یہ نہین کہتے کہ کانپور مین
خود بیچارے گئے تھے اور کدرا کو شک ہوا تھا کہ للتوا کے
ساتھ بھاگی ہے -

ل - تو حجور رکین پتا نہین ملا - ہان لوگون کی جبانی
سُنتے تھے کہ کمرن کی مان لئے گھر پھرا بون کو ملاتی تھی
بس پھر سنا کہ نواب عسکری نے اپنے گھر ڈال لیا اور رہنا چھوڑ
پردے گئے - اور حجور یہ بھی سنا کہ نواب کبھی دن رات
جینو کے گھر پر رات کو گئے تھے -

ا - جینو کون ہے کمرن کے میلے کا کوئی ہے یا اس محلے کا رہنے والا

ل - حجور جینو تو کمرن اور ناجو کے باپ کا نام تھا - اسکو
مرے کئی برسین ہوئین -

ا - تم سے یہ کسنے کہا کہ نواب عسکری جینو کے گھر پر رات
کو جاتے تھے -

ل - حجور ہم سے بکہ بدن آیا نے کہا وہ موجود ہے
کل کھیے اُسکو بھی حاجر کردون وہ نا کر نہین ہونے کی
وہ اُسی مکان کے پچھواڑے پروس مین رہتی ہے
اور آیا گیری کا کام کرتی ہے اُسنے ہمسے کہا -

ب - بھئی یہ بڑی پکی گواہی ہے - یہ ہمنے بھی نہین سنا
تھا - واہ رے للتوا -

ا - کیا سچ مچ تمسے ذکر کیا تھا اُس آیا نے -

ل - نہین حجور - مدا حجور رکھ تو لین -

ا - ارے وہ آیا قبول دیگی -

ل - حجور وہ ہم پر جان دیتی ہے - ہم جو کہینگے
سو کریگی - حجور رکھ لین -

ب - بھئی اُس آیا کو لاؤ بکہ بدن کو لاؤ جا کے -

ا - اچھا اچھا اُنکی گھبراہٹ کا ہیکی ہے -

مہری - ہم بتا دین - اُنکو گھبراہٹ یہ ہے کہ کسی طرح اُسکو
دیکھین اور پسند آئے تو اُسکا بھی محل مین داخل کرلین
بڑے اُٹھرا آدمی ہین -

للتوا - پسند ہو تو بھیجے سرکار -

ب - ہٹ تم بیہودے ہو - شیر مگر شکل صورت کیسی ہے اور
عمر کیا ہے اور تمھارے بس مین ہے کہ نہین -

ل - اب ایسی بس مین ہے کہ ہمارے پیچھے میان کو چھوڑ دیا
اور شکل صورت دیکھنے پر معلوم ہوگی سرکار - ان کا
بینا دل ہے -

ب - آہو ہو ہو - لاؤ بھئی - اور عمر؟

ل - حجور ہوگی ہماری جان کوئی برسین سولہ ایک کی

ا - دہترانی ہوگی - چاہے دریافت کرلو -

ب - کیون جی للتوا -

ل - اجی حجور دیکھ تو لین -

مہری - اچھا تو ہے ایک کا بہتر محل بھی نام ہو جائیگا

متمن - دہترانی والے نواب نہ کہلائینگے -

ا - یہ سب کی سب دیق ہین -

ل - تو حجور ہماری گواہی کی بات چیت ہوگئی -

ا - (مسکرا کر) جی حضور بات چیت ہوگئی -

ب - (ہنسکر) بات چیت تو ہوگئی مگر ہماری اور
اُس آیا کی تو بات چیت کرادو -

ل - حجور تو نوکری پر لگتی ہوگی -

ب - اجی کہان کی نوکری بلا لاؤ - کہو ایک اشرفی
دیتے ہین جو گواہی دے - ایک اشرفی اُسکی تین مہینے
کی تنخواہ ہوئی -

ا - آپ کا کیا حشر ہوگا تو اصاحب -

ب - واہی ہو گیا حشر ؎

صبح تو جام سے گذرتی ہے
شب دل آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے
اب تو آرام سے گذرتی ہے

ا - یہ رباعی تو مہینوں کو یاد ہے اور مشہور بھی بہت ہے مگر حشر کے دن معلوم ہوگی -

ب - وہان بھی یہی سب حسین لوگ خدمت کو ہونگے ہم یہان انکی خدمت کرتے ہین یہ لوگ وہان ہماری خدمت کرینگے -

ا - گلستان یاد ہے ؎

دو درویش خراسانی ملازم صحبت یکدیگر سفر کردندی
یکے ضعیف بود که بہر دو شب افطار کردی و دیگرے قوی که روزے سہ بار خوردی

...

دو درویش در مسجدے خفتہ یافت
پریشان دل و خاطر آشفتہ یافت
یکے زان دو میگفت با دیگرے
که در روز محشر بود داورے
گر این بادشاہان گردن فراز
که در لہو و عیش اند و با کام و ناز
در آیند با عاجزان در بہشت
من از گور سر بر نگیرم ز خشت
بہشت برین ملک ماوائے ماست
که بند غم امروز بر پائے ماست
اگر صالح آنجا بود ور باغ
در آید بہ کفش سرم و ماغ
چو مرد این سخن گفت صالح شنید
دگر بودن آنجا مصلح ندید

حیر - اسکے کیا مطلب یہی نہ کہ -

بہشت برین ملک ماوائے ماست
که بند غم امروز بر پائے ماست

ب - اس شعر کے پڑھنے مین تم لوگ یہان کے مزون سے بھی گئے گذرے -

ا - جی آپ کی بلا سے -

ب - اچھا صاحب آپ جاکے بہشت کا کونا دبائیے ہماری حورین تو یہی ہین -

کندن - اور اسی یا کونہ بلواؤ گے -

ب - للتوا یار جاؤ -

ل - اجی کہدا وندہ جو رکل لیجیے -

ب - بھئی جسطرح ہو لاؤ -

ا - یہ بہشت کا زینہ ہو بھلا یا دوزخ کا ؎

بہشت برین ملک ماوائے ماست
که بند غم امروز بر پائے ماست

ب - بہشت مین اگر حور ملی تو کیا بھائی - ع

جنت مین بھی دنیا کے مزے یاد کرینگے

ا - اچھا تو مالک مکان کی گواہی ہوگئی مہری کی گواہی ہوگئی - بنیے کی گواہی ہوگئی - تار بابو کی گواہی ہوگئی - ٹوپی والے کی گواہی ہوگئی - بڑھیا کی گواہی ہوگئی - للتوا اور خود کدرا کے اظہار قلمبند کرلیے اب کون باقی رہا - ایک تو برف والا باقی ہے - اسکو لاؤ جاکے تم چلے جاؤ جی للتوا - کیونکہ صاحب مجسٹریٹ کے ہان رپورٹ کرنی ہوگی -

للتوا - ہجور اب کہ کہان کہان رج رج جاؤن صاحب بٹھالے - ہجور کہتے ہین کہ جاکے آیا کو کسی ڈھب سے بلا لاؤ اور آپ اسکو بلواتے ہین -

ا - تم سیدھے جاکے برف والے کو بلا لاؤ -

کدرا۔ اُسکو مین بلائے لاتا ہون۔ تو للتو جا کے
آیا کو لوا لا۔

کدرا برف والے کو بلانے گیا اور للتو آیا کے
پاس اور ادھر بہری جل بھن کے خاک ہو گئی۔
منمن نے کہا اب چلو جی گھبراتا ہے۔ کندن نے
نواب صاحب سے اجازت مانگی کہ اب ہمین گھر جانے دو
مگر انھون نے توقف بو کرکے سب کو راضی کیا تھوڑی
دیر مین برف والا آیا تو کندن اور منمن اور بہری
دوسرے کمرے مین چلی گئین۔

برف والا۔ (سلام کرکے) حکم حضور۔

ا۔ بیٹھ جاؤ۔

برف والا۔ (سلام کرکے بیٹھا) بہت خوب حضور

ا۔ تمھارا نام کیا ہے میان لونڈے بادشاہ۔

برف والا۔ حضور ہمین فضلے کہتے ہین۔

ا۔ اچھا میان فضلے بھلا کدرا کی جورو کا حال کچھ
جانتے ہو کہ وہ کہان ہے۔

ف۔ (فضلے) حضور ہمنے اُسکو نواب صاحب کے مکان
مین دیکھا تھا اور ہم نہین جانتے۔

ا۔ تم اُسکو کہان سے جانتے ہو۔

ف۔ ہمنے تو کوتوال صاحب اُسکو راہ گلی مین دیکھا
تھا اب ہمکو کیا معلوم کہ کہان چلی گئی۔

ا۔ تم سے اُس سے جان پہچان بات چیت تھی کہ نہین
کدرا کے مکان پر تم کبھی جاتے تھے کہ نہین جاتے
تھے اور نواب صاحب کے ہان تمنے کب دیکھا تھا اور
نواب کا نام کیا ہے نواب کے ہان چوڑیان لیکے
زنانے مین جاتے دیکھا ہے یا اُنکے گھر کے اندر رہتی اور
گھر کے اندر رہتی تو تمکو کیونکر دیکھنے مین آئی۔

ف۔ جی حضور ہم تو ایک روپیے روز کے کاریگر ہین
ہمنے جو قمرن کو پھسلایا ہو کہ بھگایا ہو تو آسمان پھٹ پڑے

ب۔ لاحول ولا قوۃ۔ ارے کدرا یہ تو کسکو لایا ہے
جانگلو کو کیا کہیے للتو انھوا۔

ا۔ پھر آپ ہی جانیے۔

ب۔ تو ڈرتا اور گھبراتا کیون ہے۔ تیرا اسمین کیا قصور
ہے۔ جو حال جانتے ہو وہ لکھوا دو۔ اور سنو بات سنو
(کان مین) لکھوا دو کہ ہمنے نواب عسکری کے
مکان مین جو انھون نے کرائے پر لیا تھا قمرن کو
دیکھا اور اُس سے باتین کین اور اُسنے ہم سے کہا
کہ نواب کے گھر پڑ گئی ہون۔ اگر پورا انعام
لینا ہے بچہ تو یہ لکھوا دو۔

ف۔ حضور ہم انام ونام نہین مانگتے ہم اللہ کو حاجر
ناجر جان کے کہتے ہین۔

ا۔ ہان صاحب۔ تمنے نواب کے ہان قمرن کو کیا
کرتے دیکھا تھا اور اُس سے کیا بات چیت ہوئی تھی

ف۔ ہم برف بیچنے گئے تھے۔ تو ہمنے اُسکو لوہے کی
سلاکھون سے دیکھا تھا (مکان کا پتا بتا کر) وہین کسو
نواب نے اُسکو ٹکایا تھا ہمسے برف لی اور لوہے کی
سلاکھون کے اندر سے ہمارے گالون پر ہاتھ پھیرتی
تھی اور ہم سے کہتی تھی کہ مجھے نواب کے پلاؤ اور گہنے
سے تیرے یہان کا ٹکڑا اچھا تو مجھے نکال لے چل سو
موکا نہ ملا۔ اور ہمین اپنی تسبیر (تصویر) بھی دکھائی۔
وہ ہمنے اُڑا دی۔

ا۔ نواب کا نام۔

ف۔ نواب کا نام ہمکو نہین معلوم۔

ا۔ مکان کا پتا تو تمنے ٹھیک بتلایا اچھا وہان کی کسی

ٹھری کو تم جانتے ہو -

ف - ہان حضور -

انسپکٹر نے پیش الہ ولت کہا ذرا ٹھری کو تو بلایئے

اور ٹھری اٹھلاتی ہوئی کمرے سے نکلین

ا - اس ٹھری کو پہچانتے ہو -

ف - نہین حضور - یہ وہان نہ تھی -

ٹھری - مین اسکے بعد نوکر ہوئی ہون -

ا - اچھا تم جاؤ ٹھری -

ٹھری - جو اپنے کمرے مین آئی تو کندن اور منمن سے کہا لے بہن کبھی قمرن لوہے کے سیخچون کے اندر سے ہاتھ ڈال کے اسکے کانون پر ہاتھ پھیرتی تھی - کیا گھبرو ہے کہ مین کیا کہون کیسی ہی نیک پارسا کیون نہ ہو تمکی دیکھی سب چھپر پڑ رہے -

منمن - ہان جب وہ لکھوا رہا تھا تو ہم بھی اپنے دل مین سوچتے تھے کہ اللہ یہ کون ایسا یوسف کا دوسرا ہے کہ نواب کے روپے اور گہنے پر لات مار کے عورت اسکے بس مین ہوئی جاتی ہی - مگر اب تمھاری زبانی سنا کہ ایسا ہی ہی - تو پھر عورت کیون نہ بس مین آ جائے -

ٹھری - بہن ہمنے تو ایسا نکیلا گبھرو اپنی عمر مین نہین دیکھا کیا سچ دصبح ہی -

کندن - اور بہن یہ دیکھتے ہی دل مین اسکی محبت ہو گئی - نواب سے کہونگی کہ ذرا دکھلا دو - ایسا کون پری کا بچہ ہی - کیا ہمارے للتو سے اچھا ہے -

ٹھری - للتو کون؟ وہ جو آپا کو بلانے گیا ہی - وہ اسکے آگے پانی بھرے - پہلے میری نظر اسپر بھی پڑی تھی -

منمن - جو للتو سے اچھا ہی تو بھر کلیجہ مین اسکا دوسرا نہو گا - کیونکر دیکھین؟ نواب سے کہو -

[illegible]

جب برف لا لا کر آپ نے سر اٹھایا پینڈون کان دیکھ کے قمرن کا حال ان سے ہی تھین جب انسے لوہے کے سیخچون سے کانون پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر سنا ... برف والے نے کہا کہ وہ محبت کرتی تھی تو نواب کے بیاہ کر رہے ... کہ گھبرا گیا ... نواب کے منہ رو رو کر انسپکٹر ایسن خیر اب فضلے کی گواہی کا حال سنیئے کہ انسپکٹر صاحب نے اس سے دو سوال کیے -

ا - قمرن کی عمر کیا ہے -

۲ - نواب کا نام سوچ کے بتاؤ -

ف - حضور عمر تو اسکی ہوگی کوئی اٹھارہ انیس کی -

اور نواب کا نام مین نہین معلوم -

سپا - عمر اٹھارہ انیس بالکل ہی کیون ارے ابھی تیرھوان سال تو شروع نہین ہوا ہی -

ف - مین جھوٹھ نہ کہونگا -

کدرا - ابی نواب صاحب اسکی کاٹھی چاہو ایسی ہو مل ہی وہ ابھی بارہ برس اور کچھ مہینے کی -

سپا - فضلے - بارہ برس عمر لکھواؤ -

ف - حضور انیس برس اللہ کو منہ دکھانا ہی -

ا - بڑے قاضی ہین میان فضلے -

ف - حضور اللہ سے جوابدہی کرنی ہی -

ا - کچھ قمرن نے کہا تھا کہ مین اپنے میان کو چھوڑ کے آئی ہون اور نواب بھگا لائے ہین -

ف - ہان ہمسے کہا تھا کہ ہم نواب کے گھر پڑے ہین مگر

آؤ ے چلے تو اب راجی ہون ۔

ا ۔ اچھا خیر بس اب زیادہ کی ضرورت نہین ہے ۔ مگر نواب صاحب ایک بات ہے ذرا تخلیے مین آئیے ۔ کچھ کہنا ہے ۔ تم ٹھہرو میان فضلے ۔

ف ۔ بہت خوب ۔

انسپکٹر اور بشیر الدولہ اُس کمرے مین گئے جہان نواب صاحب کے معشوق بیٹھے تھے ۔ وہان جاتے ہی بشیر الدولہ نے پہلے ملیح النسا بیگم (یعنی مہری) اور پھر کندن محل یعنی کندن کبڑن کا بوسہ لیا اور ان دونکو چوم کر جب منمن کی جانب بڑھے تو منمن نے آہستہ سے جھپکی دیکر ڈانٹ بتائی اور جھمک کے دور جا کھڑی ہوئی اور کہا ۔ بس نواب ۔ اب جو ہاتھ لگایا تو مجھ سے برا کوئی نہین ۔

ا ۔ بھئی عجیب قطع کے آدمی ہو ۔

ب ۔ میان ہنستے ہی گھر بستے ہین ۔

ا ۔ اچھا صاحب گھر بسائیے مگر اس گواہی مین ایک نقص ہے ۔ اسکو سمجھا دو کہ عدالت مین یہ نہ کہے کہ میرے گاؤن پر ہاتھ پھیرا تھا ۔ ورنہ ہرجائی پنا ثابت ہو گا ۔ تم تو یہ ثبوت دو کہ وہ بڑی نیک عورت ہے اُسکی ماں نے روپیے کی طمع سے نواب کے پاس بھجوا دیا اور نواب نے گھر ڈال لیا ۔

ب ۔ اچھا للتوا کو آنے دو ۔

ا ۔ عمر بھی تیرہ ہی برس کی بتائے ۔

ب ۔ یہ سب کارروائی للتوا کریگا ۔

ا ۔ آپ تو بعضی بات سمجھتے ہی نہین ہین ۔

ب ۔ فضلے کو مین خود سمجھائے دیتا ہون ۔

کندن ۔ نواب ذری بات سُنو ۔ ایک بات کہین مانو گے ۔ کان مین کہنے کی ہے ۔ ذری اِس برف والے کو تو دکھا دو ۔

ب ۔ او چھا جی ۔ یہ لونڈا ایسا مشہور ہو گیا کہ تم لوگ اسکے دیکھنے کے شائق ہو ۔

مہری ۔ بلاؤ بلاؤ ۔ میرے نواب ۔

ب ۔ منمن جان کہین تو دکھا دون ۔

منمن ۔ اچھا ہم کہتے ہین ۔

انسپکٹر تو باہر چلے گئے تھے بشیر الدولہ نے فضلے کو بلا لیا ۔ اور سمجھانا شروع کیا ۔ فضلے تو انسے گفتگو کرتا تھا اور ادھر ان تینون مین اشارے ہوتے تھے ۔

ب ۔ یار فضلے بھائی صاحب ہمارا مقدمہ بگڑنے نہ پائے ۔

ف ۔ اب ہم اسکو کیا کرین نواب صاحب ۔

ب ۔ بھائی صاحب آپ دو کام کیجیے ایک تو اُسکی عمر تیرہ برس کی بتائیے اور دوسرے یہ ذکر نہ کیجیے کہ اس نے آپ کے گالون پر ہاتھ پھیرا تھا ۔

ف ۔ اچھا ہم اسکا جکر (ذکر) نکرینگے ۔

ب ۔ اور عمر ۔

ف ۔ عمر تو نواب صاحب ہم وہی جانتے ہین کہ انیس بیس برس کی تھی ۔

ب ۔ ارے یار عجب آدمی ہو تم نے پہلے سترہ اٹھارہ بتائی ۔ پھر اٹھارہ اُنیس کہی ۔ اب بیس تک پہونچ گئے عدالت مین جاتے جاتے پچیس ہو جائے کہین ۔ واہ بھائی صاحب ۔

ف ۔ بس اٹھارہ اُنیس ہی ۔ وہ اُنیس بیس سب ایک ہی ہی ۔

ب ۔ اور جو تیرہ برس بتاؤ تو تمہارا کیا نقصان ہو اور انعام کا انعام لو ۔

ف ۔ ہم انام نہین مانگتے۔ آپ ہی رئیسون کی بادولت
سے آدھ سیر آٹا ملجاتا ہی۔ اللہ کا شکر کرکے کھاتے ہین
اور سورہتے ہین ۔
ب ۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ ان تینون مین کون پسند ہے
جو پسند ہو اُسکا ایک بوسہ لے لو ۔
راوی ۔ اِس سوال پر تینون اپنے اپنے دل مین خوش
ہوئین اور دعا مانگنے لگین کہ یا اللہ ہمین کو پسند
کرے ۔
ب ۔ بھئی شرمانے کی بات نہین ہے ۔
ف ۔ ہجور ہمارے مالک ہین ۔
ب ۔ مالک تو خدا ہے سب کا۔ مگر دیر نکرو جو سب مین
زیادہ پسند ہو اُسکو چوم لو بس ۔
ف ۔ نہین سرکار ۔
ب ۔ آدمی ہے پاگل ۔
مہری ۔ اے ہان دوانا سا ہے کچھ مجھ جھبٹ جو پسند ہو
اُسکو پیار کیجیے ۔
منمن ۔ منجھ جھبٹ ۔ اے واہ۔ کیون تم مین کیا شراب کا
پر ہے ۔ بڑی وہ بنی ہین ۔
کندن ۔ اجی تم مجھ بوڑھیا کی طرف تو رخ نہ کرو اور
ان دونون جوانون کو نواب صاحب کی خاطر سے ایک
ایک باری چوم لو ۔
ف ۔ بڑھیا تو ان مین کوئی بھی نہین ہی ۔
کندن ۔ اُدئی مین بڑھیا نہین ہون تو کیا جوان
ہون ۔ یہی پرکھ ہی ۔
ف ۔ بڑھیا ہوتین تو اپنے مُنھ سے نہ کہتین ۔
منمن ۔ ہان ٹھیک تو ہے ۔
ب ۔ تم میان کٹھمر و ششے ہم تو ال کو رخصت
کرلین تو آتے ہین ۔
ف ۔ بہت کھوب ۔
راوی ۔ واہ رے بشیر الدولہ۔ اپنے مطلب سے مطلب ہے
کس کس ترکیب اور کن کن راہون سے فضلے کو پھانستے ہیں
جب روپیے کی طمع نہ دے سکے تو چوموانے کی فکر کی اور خود
ٹل گئے۔ یہ تو انسپکٹر کے ساتھ باغ کے بنگلے مین گئے اور
وہان میان فضلے بلا تشبیہ کنہیا بنے ہوے بیٹھے ۔
مہری ۔ کیون فضلے قمرن تو تجھپر جان دیتی ہوگی ۔
ف ۔ کچھ پوچھو نہ جی ۔
منمن ۔ موہنی اِسی کو کہتے ہین ۔
کندن ۔ تمھارا مکان کہان ہی میان ۔
ف ۔ ہم آگو تو نکھاس کے پل پر رہتے تھے اب
مشک گنج مین مکان لیا ہے ۔
کندن ۔ تمھاری شادی ہو گئی ہی ۔
ف ۔ ابھی نہین ۔
مہری ۔ جو ہمارا نکاح نہوا ہوتا تو ہم تو اسی کیساتھ نکاح
پڑھوا لیتے ۔
منمن ۔ ہمنے تو ایسا دیدار و جوان ہین نہین دیکھا ۔
کندن ۔ کیون میان اب کبھی پھر ملوگے ۔
ف ۔ تم رہتی کہان ہو ۔
ک ۔ قیصر باغ بازار مین ۔
ف ۔ تو ہم وہان ملینگے ۔ نواب صاحب ہمسے کہہ ہوتے
تھے کہ جون سی پسند ہو اُسکو چوم لو ۔ اب اِتنے بڑے آدمی
کے سامنے چوما چاٹی کیا کرین ۔
منمن ۔ (جھیپ کر) اچھا اب تو وہ نہین ہین ۔
کندن ۔ تم مہری کو چوم لو میان ۔
مہری ۔ (مسکرا کر فضلے کو گھورنے لگی) ۔

ف۔ (آگے بڑھکر) اچھا پہلے ٹھری ہی سے شروعات کرتے ہین جی۔

ٹھری۔ ہائین ہائین ارے کچھ سڑی ہو گیا ہی۔

ف۔ (بوسہ لیکر) نواب صاحب کا حکم کر دیا۔

ٹھری۔ دُو ہو موے یہان سے۔

ف۔ (آگے بڑھکر منمن کو بھی چوما) دو ہوئین۔

منمن۔ بڑا شریر آدمی ہی تو۔

ف۔ (کندن کا بوسہ لیکر) چلو تینون کی باری ہو چکی اب چوتھی کہان سے آئے۔

کندن۔ چوتھی اپنے گھر والے سے جا کے لا۔

اب ادھر کا حال سُنیے کہ بشیر الدولہ نے انسپکٹر سے کہا کہ بھئی تم اس فضلے کو ڈانٹ کے لکھوا لو جو چاہو۔ اُنھون نے جواب دیا یہ تو ہو سکتا ہی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ کہے کچھ اور ہم قلمبند کچھ کرین مگر یہ نہین ہو سکتا کہ عدالت مین وہ بیان کام آئے۔ فضلے کو ذرا بلا تو میان فضلے ان تینون کو چوم کے باہر آئے۔

ا۔ تو اب تم اس بات پر راضی ہوے ہو کہ عدالت مین یہ نہین بیان کروگے کہ قمرن نے سینکچون کی راہ سے تمھارے گالون پر ہاتھ پھیرے تھے۔

ف۔ یہ نہ کہینگے۔

ا۔ اچھا عمر تو لکھوا دو۔

ف۔ عمر تو سرکار انیس ہی برس کی ہی۔

ا۔ تو پھر بائیس برس کی لکھوا دو جسمین بالکل مہمل قرار دیا جائے۔ اچھا خیر اب تم رخصت۔

ب۔ فضلے قفلیان ہمکو بھی کھلایا کرو۔

ف۔ بہت خوب۔ آج ہی بنا لاؤنگا۔

ا۔ ایک بے ضابطگی ہو گئی ہی کہ آپکے ہان آکے گواہون کے بیان قلمبند ہو گئے مگر کدرا اور للتوا تو کہدینگے کہ تھانے پر لکھوایا تھا۔ اور ٹھری کو بھی سکھا دینگے اور اسٹیشن والون کے تو وہان ہی بیان لیے تھے اور اُس مکان پر خود ہی گئے تھے۔ اُس بڑھیا کے مکان پر بھی گئے تھے۔ برف والے کو کل ذرا چوکی پر بھی بُلا لینگے۔ اب آیا باقی ہی۔ ہم چاہتے ہین کہ آج ہی رپورٹ ضرور بھیجدین۔

بشیر الدولہ نے کہا جب تک للتوا آئے چلکے دو گھڑی اُنھین سے چُہل کرو۔ انسپکٹر اور یہ کمرے مین آئے۔ میان کدرا ساتھ۔

ٹھری۔ اے کدرا میان یہ کیا تو نے جورو کو چھٹی سانڈ بنا رکھا تھا۔

کندن۔ اے ہان برف والا ہی تو موجود۔ للتوا ہی تو موجود۔ اڑوسی پڑوسی ایک پر بند نہین۔ کہین نواب کے پاس۔ کہین کسی کے پاس کہین کسی کے پاس۔

واہ رے میان اور واہ ری جورو

کدرا۔ تم لوگون کی سی تھی جیسی تم تینون بیٹھی ہو۔ کندن میان کو چھوڑے بیٹھی ہین منمن نے میان کو بھجلا گنج پونڈے لانے بھیجا آپ یہان آکے گلچھرے اڑاتی ہین۔ اور یہ ٹھری ہین کہ میان بھڑوے کی خبر ہی نہین۔

ٹھری۔ جیسی اسکی جورو ہے ویسا ہی سبکو سمجھتا ہی۔

کندن۔ ہمارے میان نے ہمکو چھوڑ دیا ہی کچھ ہم نے نہین چھوڑ دیا۔ اُسنے ایک بھٹیاری گھر ڈال لی۔

ک۔ تم سب ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہو۔

ب۔ موے پر شو درے اسی کا نام ہی۔ ایک تو کدرا کی جورو نے اُسکے ساتھ گھاٹ کی دوسرے یہ اور

جب کے سر دیتی ہین -
ا - مین کہنے ہی کو تھا -
مہری - ابکی جو نواب کے نیچے سے بچ کے نکل آئے تو
اُنکے (بشیر الدولہ کی طرف اشارہ کرکے) سپرد کردینا
ب - یہ کدرا کی مہربانی پر ہے -
ک - اور مین تو گلام ہون -
ب - غلام ولام ہم نہین جانتے بھائی صاحب
جو وعدہ کیا تھا وہ پورا کرنا پڑیگا -
ا - شما ہم ہزار ہا پہلو یاد داری - گاہے برادر خورد میگوئی
گاہے زنکہ او میخواہی - پناہ بخدا - باللہ کہ چیزے ہستی -
ب - زن این کس او قیتیکہ از پنجہ آن رئیس نجات
می یابد بہ عقد خویش خواہم آورد - زیرا کہ بغایت
زیبا خصائل است و نہایت رعنا شمائل -
ا - از پنجۂ آن رئیس زود نجات می یابد -
ب - شنیدستم کہ حالا خیلے متفکرست -
ا - از بندی خانہ می ترسد -
ب - بلے از شنیدن نام زندان لرزہ براندامش
می آید مگر فکرے کن براو رکہ بیگمش ہم کشان کشان
بعدالت طلبیدہ آید -
ا - تاخیر دریں کار بندہ را معاف کن -
ب - دوست صادق نیستی -
ا - باشد - الا شریف زادہ ام و حرمت مخدرات
عصمت سمات بر باد دادن کار شرفا نمی انگارم -
ب - او شریف زادی نیست -
ا - بیشک ہست -
ب - خیر دیدہ خواہد شد - ع -
چور جاتے رہے کا اندھیاری

ا - زنکہ خو برو میخواہی - تدبیرش میکنم - این مہ رو ی
برائے شما تلاش کردہ آوردہ ام حالا از من چہ میخواہی
ب - شکریہ شما ادا میکنم - این زنکہ مہ رو ی ہم نہایت
ملیح ست - و ملاحت زا بندہ بر صباحت ترجیح میدہد -
ا - بلے - ملاحت بر صباحت البتہ فوق دارد -
اتنے مین میان للتو اصاحب نے پردہ اُٹھا کر
گردن نکالی - اور بشیر الدولہ مارے خوشی کے اُٹھ
کھڑے ہوے - کہا جلد بتاؤ کام ہوا کہ نہین ہوا
اُسنے کہا جو دو رہو الا للتو استاد جہان جائین وہان
کام نہ کیسے بنے ہجور رحا جر ہی - حکم ہوا بلاؤ -
بی آپا صاحب پردہ اُٹھا کر تشریف لائین مگر
انسپکٹر کو دیکھکر ذرا جھجکی تھی کہ ویسے ہی بہت
ادب کے ساتھ سلام کرکے اندر آئی -
ب - آئیے بی آپا صاحب - تم تو میا بنی ہوئی ہو
آپا - سرکار ہم گریب لوگ ہین -
ب - للتو قسم تیرے ہی سر کی کہ بڑی ہی نکیلی عورت
دکھائی ہی تو نے -
ل - سچ سچ ہجور گواہی کے لیے آئی ہے
کہ ہجور کی پرسند کے لیے -
ب - کُل اعضا متناسب گول گول بدن -
اور گوری چٹی رنگت سانچے کا ڈھلا جسم -
آنکھین کٹیلی رسیلی نشیلی -
رسیلی متوالیون نے جادو ڈالا
ا - مزے مین آگئے میان -
ب - او رسیلی متوالیون نے جادو ڈالا -
مہری - ٹھہر کو تو ذری -
ب - (ٹھرک کر) جادو ڈالا رے - اور

رسیلی متوالیوں نے جادو ڈالا۔
ا۔ اب لکھنے بھی دیجیے گا کہ جادو ہی کو روئیے گا۔
ب۔ بی آیا صاحب ہماری طبیعت آپ پر آ گئی ہے۔
آیا۔ (ہنسکر) این! اے واہ سرکار۔
ل۔ سرکار کا مجاز ہنسی کا ہے۔
ب۔ بس اب طبیعت آ گئی۔
پھرنی۔ طبیعت کیا آندھی ہے۔
ب۔ بس اب آپ ہمارے گھر پڑ جائیے۔
اسپر پھری اور کندن اور منمن نے زور سے قہقہہ لگایا کہ واہ آتے دیر نہیں اور پیغام کرتے دیر نہیں۔ للتو اا ور کدرا منھ پھیر کے مسکرانے لگے اور انسپکٹر کا مارے ہنسی کے برا حال تھا۔
آیا۔ یہ کچھ کالا پانی تو نہیں پیتے ہیں۔
ل۔ نہیں۔ نام کو نہیں۔ دل لگی باج ہیں۔
آیا۔ اب ہمیں نوکری پر دیر ہوتی ہے۔
ب۔ نوکری! یہ کیا لفظ سنایا میرے کان اس لفظ سے آشنا نہیں ہیں۔ میرا محل اور نوکری کرے۔
آیا۔ (ہنسکر) اے واہ ہے۔ اب تک لائی گھری۔ پرائی جورو کو اپنا محل بنائے لیتے ہیں۔
ب۔ تم بھی تو میری گلو۔ بیڑا اٹھاؤگی گلو۔
پھری۔ (مارے ہنسی کے بیتاب ہو کر) گلو بدو۔
منمن۔ گلو بیگم انکا نام رکھدو۔
کندن۔ اتنے دخت تو اور بھی کھیلے
ا۔ واقعی امر یہ ہے کہ عورت یہ بڑی خوبصورت ہے جوانی کے علاوہ حسن بھی بے مثل ہے۔
ب۔ کوئی میرے دل سے پوچھئے۔
ا۔ جی سے

تجھے تیر نیم کش کو کوئی میرے دل سے پوچھئے
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ب۔ ہائے کیا کہا ہے۔ برادر من وایزد کہ بر تو جمال این مہ پارۂ زاہد فریب خرمن صبر من پاک سوخت و بہ یک نگاہ دالہ وشیدا شود پنج صد میدہم اگر شوہر خود را بر فارغخطی راضی کند۔
ا۔ اینقدر زر در یک روز پیدا مے توانند کرد۔ اگر نگاہ کسے والی ملک کسے رئیس خود مختار بر چہرۂ نورانی این حسینہ سیم بدن افتد در و دینار بر و نثار کند۔
ہر دو عالم قیمت خود گفتۂ
نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز
صورت زیبا خداداد دست و شمائل بے مثل من ہم بر جمال بینش شیفتہ و فریفتہ شدم۔
ب۔ طرح تندرست۔
ا۔ عطائے تو بہ لقائے تو بخشیدم۔
ب۔ برائے شما جان ہم حاضر است۔
ا۔ تسلیم حالا معشوقہ خود را اینقدر فرصت وہ کہ اظہار آتش قلب بند کنم۔
ب۔ بی آیا صاحب دیکھیے انسپکٹر صاحب کیا دریافت کرتے ہیں۔
آیا۔ حکم۔ جو پوچھیے۔
ا۔ نام کیا ہے تمھارا اور کسکے ہاں نوکر ہو۔
آیا۔ میرا نام جمالن ہے۔
ب۔ اس نام کے صدقے۔ کیا خوب چنکے کسی نے نام رکھا ہے۔ جمالن۔
ا۔ اور نوکر کسکے ہاں ہو۔
آیا۔ مین مشن مین نوکر ہون۔

ا- قمرن چوڑی والی کا کچھ حال جانتی ہو-
آیا- جی ہان- ہم اور وہ ایک ہی محلے مین رہتے مین اور بچپنے سے ساتھ کھیلا ہین- اور وہ اس ادہر آکو بیاہی تھی اور میکے سے سسرال سسرال سے میکے جیسے اور بہو بیٹیان آتی جاتی ہین وہ بھی آتی جاتی تھی- ایکی کئی مہینے ہوے کہ ہم نے اُنکے میکے کا طور بیطور دیکھا کہ رات کو اُنکے مکان پر مرد آنے لگے اور ہوتے ہوتے دن کو بھی لوگ آنے لگے- ہمنے ٹوہ لگائی تو سُنا کہ نواب عسکری آتے ہین اور قمرن سے اور اُنسے آشنائی ہے- اور قمرن کی دادی کو معلوم ہے اور دوسری بہن نازو ایک ہندو نسی سے پھنسی ہوئی ہے- کہان تو ٹھٹھے کے ساتھ روٹی کھاتی تھی کہان مرغی پکنے لگی- ایک دن قمرن کے گھر جو ہم گئے تو نازو نے کہا کیون بہن جمالن بھلا تم گوری بہت ہو کہ ہماری بہن قمرن- ہمنے کہا نہین قمرن کی رنگت ہمسے کہین کھلتی ہے- ہم جھونٹھ کاہیکو بولین اور قمرن ہی کی نہین بلکہ تمھاری رنگت بھی ہمسے گوری ہے- تم دونون بہنون کی رنگت ہمسے کھلتی ہے پھر ہمنے اُنسے پوچھا کہ کیون بہن ایک بات پوچھین بتاؤ گی- کہا ہان بتاوینگے ہمنے پوچھا تمھارے پاس رات کو کون آتے ہین جب تم سسرال سے دوسرے تیسرے آکے رہتی ہو تو کوئی آتے ہین ہمنے اپنی آنکھون دیکھا ہے- نازو نے کہا اچھا تم بتاؤ تمھارے پاس کون آتا ہے- ہمنے صاف صاف کہدیا کہ ہمنے اپنے میان کو چھوڑ دیا وہ ایک مچھلی والی پر لٹو ہے اور ہمکو مارا کرتا تھا-
ب- کیا گدھا ہے-
مہری- ایسی جورو کو چھوڑ دیا-
منمن- وہ مچھلی والی کیسی ہے-
آیا- اسکی دادی اتا کے برابر ہے اور سیر بھر گوشت ہو تو منہ بھرے-
ا- کیا طبیعت کا حال ہے-
ب- لاحول ولا قوۃ- یار صوبے دار ایک دن کے لیے ہماری خاطر سے اسکو حوالات کردو- نفرت ہوگئی ہے-
مہری- بوڑھیا پسند کی موے نے-
آیا- ہمین بڑا دک (دق) کرتا تھا-
للتوا- دو دو دن کھانا ندے-
کندن- اُسکی عمر کیا ہے-
للتوا- اے کوئی تیس بتیس برس کا ہو دیگا-
آیا- کوئی تیس کا- ہان-
ا- اچھا صاحب- پھر کیا ہوا- وہ قیدلین کچھ اپنا حال کہ کون آتا ہے-
آیا- بس ہمنے جو بات اصل اصل تھی وہ کہدی کہ جب میان نے چھوڑ دیا تو للتوا تنبولی ہمارے پاس آنے جانے لگا- ہم اب اپنے نوکری کرتے ہین اور جاہر جہور (ظاہر ظہور) اپنے کچھ نہین کرتے کہ میمون اور مسون اور بھلے مانسو نہین نوکری کرنی ہیگی
ا- تب وہ کھلی ہونگی-
آیا- جی ہان تب وہ کھلین کہ ہمسے اور نواب عسکری سے رسم ہے وہ ہم کو بہت کچھ دیتے لیتے ہین اور آتے جاتے ہین مگر ہمکو قسم دیدی کہ للتوا کو کانون کان خبر نہو کیونکہ وہ پردیس کا لونڈا ہے-
ا- قمرن کی عمر کیا ہوگی-
آیا- اے یہی ہوگی تیرہ اک کی-
ا- تیرہ برس-
آیا- بس اور نہین تو کیا-

ا۔ نواب عسکری کو تمنے خود بھی وہان بیٹھے یا جاتے
کبھی دیکھا تھا۔
آیا۔ تین چار مرا تب۔
ا۔ بیٹھے کہ جاتے۔
آیا۔ ایک دن تو جب وہ آئے تو ہٹا دیا قمرن کی
بوڑھیا نے کہا کہ اگر اِس سے آنکھ لڑ جاے اور
تمکو بھول جائین تو کیا مطلب یہ ہولے سے
رسان رسان قمرن سے کہا ہم نے سُن لیا اور کئی
باری ہمنے گھوڑے سے اُترتے دیکھا۔
ا۔ تو تم اُنکو پہچان سکتی ہو۔
آیا۔ جی لاکھون مین۔
ا۔ قمرن کا بھاگنا تمھین کب معلوم ہوا اور پہلے تم سے
کس نے ذکر کیا۔
آیا۔ جبدن کدرا اپنی سسرال آیا اسکے دوسرے دن
دوپہر کو جب مین گھر کو آئی روٹی کھانے کو تو سُنا کہ
قمرن اور نازو کہین کو بھاگ گئین مین سمجھ گئی کہ
نواب نے بوڑھیا کو روپے کی لالچ دی اور قمرن کو
لے اڑے اور نازو بھی بہن کے ساتھ گئی ہوگی مگر
پھر سُنا کہ نازو انھین منسی کے ساتھ گئی ہین اور
قمرن کو نواب لے گئے ہین۔
ا۔ اِسکے بعد پھر تم قمرن کی مان سے ملین۔
آیا۔ چوتھے پانچوین ملتی ہی رہتی تھی! ے دیوال
سے دیوال ملی ہی۔
کدرا۔ اور ہمسے نہ کہا۔
ل۔ تمسے تو تمسے ارے ہ ہ ہ ہ ہ
مہری۔ (قہقہہ لگاکر) کیا برا عیب ہے۔
کندن۔ (دھپ لگاکر) ہ ہ ہ

منمن۔ اُسکا کون قصور ہی اسمین۔
ل۔ ہم تلک سے تو چھپایا۔
ا۔ اُسکی مان پھر تمسے کھلی تھی۔
آیا۔ نہ گھر کی ماما ن نے کہدیا تھا۔
ا۔ کیا کہا تھا۔
آیا۔ کہ قمرن کو نواب عسکری اور نازو کو منسی ہندو
ہین کوئی وہ پہاڑ پرے کے چل دیے اور وہان سے
ہجارون روپے بھیجتے ہین اور انکا دوگا ہمیشہ
جایا کرتا ہی ہم نے کسو کو کانون کان خبر نکی۔
کدرا۔ بڑا ہمارے اوپر وہ کیا۔
آیا۔ تو تو موے نکھٹو ہے۔
کدرا۔ ہان پھر اب تو ایک بات ہو ہی گئی۔
آیا۔ وہ مرد کیا جسکو اپنی جورو اکی خبر نہو۔ آج للتو اسکے
پاس گئی کل برف والے کے پاس پرسون نواب
کے پاس۔
کدرا۔ تم اپنی تو کھبر لو۔
ب۔ اچھا اب اس تو تو مین مین سے کیا فائدہ ہی
کچھ اور باتین کرو جسمین دل بہلے۔
آیا۔ نواب ہمکو رخصت نہ دیجیے گا۔
ب۔ آیا جی خدا گواہ ہی میری جان تن سے نکل
جائیگی جو آپ پہلو سے چلی گئین۔
آیا۔ تو یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔
ب۔ تم جاکے کروگی کیا۔ یہان کیا شے نہین ہی
کھانیکو جو چیز مرغوب ہو دو تین وقت کھاؤ۔ میوہ
تر و خشک کھاؤ۔ چار پیو۔ دودھیا چار۔ زیور کیلیے
اسی دم ہم حکم دیتے ہین۔ سنار کو بلا لاؤ جی۔ کپڑے
ہمارے پاس موجود ہین کئی کوٹھے پٹے پڑے ہو

روپیہ جس قدر کہو ابھی بسا دون کمرے سجے سجائے ہین جو کمرا پسند ہو اُس مین رہو۔ خدمت کے واسطے خادمہ موجود ہین۔ ماما چھو پیش خدمت وہان جاکے کرو گی کیا۔

آیا۔ تو کوئی اپنا گھر بار چھوڑ دیتا ہو۔

ب۔ اِسی کو کیون نہ گھر بار بناؤ۔

آیا۔ (آیا نے للتوا کی طرف دیکھا) اب اچھا اِسوقت تو جانے دیجیے۔

للتوا۔ تو کیون نہین کہا مم تم مانتی ہو۔

ب۔ علیحدہ لیجا کے سمجھا دو۔

للتوا۔ ادھر آؤ جا لن۔

آیا۔ سرکار اب اِتنے دخست تو جانے دین۔

ل۔ (علیحدہ لیجا کر)۔ بڑی بیوقوف ہے تو۔ اری کسبت کھُل جائیگی۔

آیا۔ یہ تو ہمین کچھ جنچتے نہین۔

ل۔ یہ کاہے سے۔

آیا۔ تین تو بیٹھی ہین اور چوتھی ہم اور اِسی ڈھنگ سے ہر روز تین چار آتی ہونگی۔

ل۔ سٹرن ہو۔ اری ل ل لکھ پتی ہو جائیگی۔

آیا۔ اچھا انکو ادھر بلا لو جری۔

للتوا جاکے بشیر الدولہ کو لے آیا اور اُس کمرے مین اِن دونون کو علیحدہ چھوڑ دیا۔

ب۔ (بوسہ لیکر) جانی بڑی بدقسمت معلوم ہوتی ہو مجھکو اری نادان اِس گھر مین آن کے خالی خولی جائیگی واہ۔

آیا۔ سرکار آپ لوگون کا کون ٹھکانا ہی گھڑی مین کچھ گھڑی مین کچھ۔

ب۔ اچھا تو ایک ہفتہ تو آزمالش کر لو۔

آیا۔ بہت اچھا۔

ب۔ بس جی خوش ہو گیا۔

تم سلامت رہو ہزار برس
ہر برس کے ہون دن پچاس ہزار

آیا۔ لے اِس بوسے کے دام تو تتال فی الحال دلوا دو پھر آگے سمجھا جائیگا۔

ب۔ حال فی الحال اعربی بولنے لگین۔ کیا دلوائین تھین کہدو۔

آیا۔ چاندی تو ہم لینگے نہین۔

ب۔ سونا لو۔ جواہر لو۔ لو یہ انگوٹھی لو۔ اور اسکو بازار مین اکرا ناکہ کتنے کا مال ہو دیکھو لوگ کیا پرکھتے ہین۔

آیا۔ اوئی جیسین دھرلی جاؤن کہ تو کہان سے اِن دامون کی انگوٹھی لائی۔

یہان کی اِس چہل پہل کو چھوڑ کر اب محمد عسکری کا حال سنیے۔

نواب محمد عسکری کی طرف سے جوڑ

نواب محمد عسکری سے نواب نادر جہان بیگم نے انکی حرکات ناشایستہ کی چندان شکایت نہین کی لیکن دو ایک بار انکی جانب دیکھکر مسکرائین۔ اور یہ جھینپے۔ وہ اسی کو غنیمت سمجھین۔ کہ نواب صاحب ہاتھ پاؤن بچاکر بخیر و عافیت گھر واپس آگئے۔ وہان تو دیکھنے کے لالے پڑے ہوے تھے کل حال اپنی بہن اور بہنوئی کی زبانی سُنا کرتی تھین دو تین روز نواب محمد عسکری شب کو گھر ہی پر رہے کہ بیگم صاحب کے کچھ تو آنسو پوچھین اور پیشتر کی نسبت اب مزاج مین سہولیت اور بردباری

اور تحمل بھی زیادہ تھا۔ چوتھے روز بیگم صاحب سے رخصت کے
طالب ہوے اور کہا دو دن کی رخصت دیجیے۔
دن کو کھانا کھانے آیا کرونگا۔ بیگم صاحب اس
انوکھی درخواست سے متحیر ہوئین اور مسکرا کر فرمایا
(کیا مین آپ کی میانجی ہون)۔

چوتھے روز نواب صاحب پہلے اپنے دوست
نواب چھٹن صاحب کے پاس گئے۔

چھٹن۔ چلتے ہونا۔

ع۔ ہان ہان۔ کہو کوئی تازہ خبر؟

چ۔ وہ بدمعاش یہان کے انسپکٹر سے خوب گنٹھ
گیا ہے۔

ع۔ ہان وہ تو سن چکا ہون۔

چ۔ جھوٹی گواہیان لکھوا رہا ہے۔

ع۔ ابھی مقدمہ دائر ہونے مین عرصہ ہے۔

چ۔ تمھاری یہ پہل انکاری اور بھی مارے ہی
ڈالتی ہے۔ ہمنے اپنا ایک محرر قادر جیو کے پاس
بھیجا ہے اور وہ قادر جیو کو ہمراہ لیکر بیرسٹر صاحب
کی کوٹھی پر آئیگا۔ بس اُس سے بات چیت کیجیے۔

ع۔ مگر بھائی صاحب وہان بلانا ٹھیک نہین ہے۔

چ۔ پاگل ہو خاصے۔ میرا آزمودہ اور معتمد علیہ ہے۔

یہان سے یہ دونون گاڑی پر سوار ہو کر چلے تو
راستے مین کدرا اور للتوا دونون سے مڈبھیڑ ہوئی اور
دونون نے جھک جھک کے اُنکو سلام کیا تو چھٹن صاحب
اور محمد عسکری دونون شرماگئے اور گاڑی دور
نکل گئی تو چھٹن صاحب نے اپنے دوست سے
کہا کیون جی بھلا اس کدرا کلموہے کے پاس ایسی
پری رہ سکتی تھی۔ ہرگز نہین اسکو دراصل تمھارا ہی
سامیان چاہیے تھا۔ مگر سچ کہنا اُنکے سلام کرنے
پر کس قدر جھینپے ہین۔ نواب محمد عسکری نے مسکرا کر
کہا کہ کدرا کو تو مین نے کئی بار نواب رونق جنگ
بہادر کے ہان جاتے آتے دیکھا تھا مگر للتوا کو کبھی
نہین دیکھا تھا۔ پرسون میرے کوچبین نے کہا کہ
حضور وہی پہاڑ پر آیا تھا۔ چھٹن صاحب بولے کہ ہم نے
تو للتوا کو فوراً پہچان لیا پہاڑ پر بھی تو زورون پر
تھا۔ اب یہ اسوقت یا تو اُس نابکار بشیر الدولہ
کے پاس جاتا ہوگا یا تھانے پر۔ دو ہی جگہ اِنکے ٹھکانے
ہین بس۔ مگر ابھی تک جھک کے سلام کرتے ہین۔
کوئی تدبیر ایسی ہوتی یہ دونون گنٹھ جاتے۔ بس
پھر بشیر الدولہ کے باپ تک کے بنائے کچھ نہ بن پڑتا اور
پولیس کی کیا اصل و حقیقت ہے۔ چلو رونق جنگ کے
ہان چلین۔ چھٹن صاحب کی اِس راے سے
محمد عسکری نے اتفاق نہین کیا کہ رونق جنگ کے
پاس جائین۔ کہا اول تو دو کوس نکل آئے اور
دوسرے وہ خود غالباً وہین ہونگے۔ جب بیرسٹر کی
کوٹھی پر پہونچے اور اندر گئے تو دیکھا کہ تازہ اور
قمرن دونون سر کھولے ہوے کھڑی ہین۔

نواب صاحب نے بیساختہ یہ مصرع پڑھا۔ ع۔

سر کھولے ہوے قاف سے پریان اُتر آئین

کرسیون پر سب بیٹھے۔ نواب صاحب نے مسخرے
سے کہا یار اسوقت عمدہ عمدہ شعر سناؤ۔

مسخرہ۔ حضور غلام کی طبیعت حاضر ہے ابھی لیجیے

ناز کرتی ہوئی اٹھلاتی ہوئی ناز و جان
بھکوے مہراج بلی ساتھ مرے گھر آئین

مہراج۔ اب تمھاری قضا کھیل رہی ہے۔

مسخرہ ۔ حضور جانصاحب کا طرز ملاحظہ ہو ۔

فتنہ انگیز اور آفت شوخ
بی بی نازو تو ہین قیامت شوخ
مجھیان لے کے میرے گالونکی
کہتی ہین کیسی ہی یہ رنگت شوخ
بولین مہراج بلیا سے نازو
بھائی تیری بھی ہی طبیعت شوخ

نواب غضنفر الدولہ بہادر کے مشاعرے مین مصرع طرح تھا ع
پھولون مین تل رہا ہی کانٹا مرے چمن کا

بڑے بڑے اساتذہ اس مشاعرے مین موجود تھے منجملہ انکے جانصاحب بھی اوڑھنی اوڑھکے تشریف لائے اور ایک بڑی لمبی چوڑی غزل پڑھی ۔

میرا نہ تو میان ہی تیری نہ مین ہون جورو
اب میرے تیرے رشتہ ہی بھائی اور بہن کا
وحشی سی بن رہی ہون بہلاؤ نگی دل اس سے
ننھا سا لادے بچہ صیاد حستان ہرن کا
سیدھا بنا یا جائے بانکا جو ٹیڑھی لوبے
شاہی مین لطف تھا کچھ لے نو بانکپن کا
وحشی کو رام کر کے ایسی کتھا سنائی
ہر دم دوگانا کلمہ پڑھتی ہی برہمن کا
تو شاعرون مین نامی ہی آج جانصاحب
ہے ملکون ملکون شہرہ اجڑی تمہارے سخن کا

نواب ۔ اپنے فن مین یکتا تھا ۔
اختر ۔ اسمین کیا شک ہے ۔
چھٹن ۔ ریختی انشاء اللہ خان بھی اچھی کہ گیا ہے ۔
نواب ۔ ہان اکیا خوب اکیا جانصاحب کے پہلے بھی ریختی گو شاعر ہو چکے ہین ۔

اختر ۔ ہان پیر و مرشد ۔ انشاء اللہ خان کے دیوان مین موجود ہی اور یہ دیوان کا دیوان ایک دو غزل نہین ۔ جی ۔ اور وہی رنگ ۔ وہی بیگماتی محاورے ہ

نگوڑی چاہت کو کیون سمیٹا عبث کے جھگڑے جھیلنے کو
دوگانا پڑ جائے ٹپکی ایسے تمہارے اٹھکھیل کھیلنے کو

عمدہ کلام ہے ۔
نواب ۔ یہ ہمین آج ہی معلوم ہوا ۔
مسخرہ ۔ اور یہ کسکا شعر ہے ۔

لال منہ ہو گیا غصے سے نہ کھانا کھایا
سنا مرزا نے جو بکتے ہین جیقندر خالی

اختر ۔ جی یہ جانصاحب کی غزل ہے ۔

روز پھر آتی ہی لونڈی مری جا کر خالی
بھاڑ مین جائے کرایہ وہ کرین گھر خالی
کام بیگم نے کیا گونڈے مین مردونکا اجی
کر ٹھیان نور دزمین کروائین بہتر خالی

اور مقطع ہی ۔

جانصاحب کا نہین رہتا ہی چھپر خالی

مسخرہ ۔ یہ رنگ تو خیر پھر بھی کچھ ہی مگر جرئین تو گولی مار دینے کے قابل تھا ۔
نواب ۔ اجی لاحول ولا قوۃ کسکا ذکر کرتے ہو ۔ نام نہ لو ۔ نازو تم بھی اب پڑھنا سیکھ لو ۔
چھٹن ۔ مہراج بلی سے تعلیم لیا کرو ۔
نازو ۔ کیون جی پڑھاؤ گے ۔ اگر پہلے اور پڑھاؤ اے یہ موا خود تو پڑھا لکھا ہے ہی نہین ۔
اتنے مین مہری نے آکے کہا سرکار بی مغلانی بھی آگئین اور ساتھ ہی مغلانی نے بھی جھک کر سلام کیا

نواب صاحب کے جان مین جان آئی ۔ یہ تو سمجھے تھے
کہ مغلانی کا الگ ہو جانا ستم ڈھائیگا ۔ وہ جو ہمارے
خلاف گواہی دیگی تو تسمہ باقی نہ رکھیگی ۔
قمرن ۔ مگر وعدے کی خوب سچی نکلین ۔ واہ ۔ اتنے
دن کے بعد مُنھ دکھایا ۔
نازو ۔ ہم تو سمجھے تھے مُنھ دیکھے ہی کی محبت ہے ۔
مغلانی ۔ لونڈی قربان جائے حضور مین نے تو
بھری کے مُنھ در مُنھ کہا تھا کہ حضور مین چار دن منجھلی
بھاوج کے پاس رہکر جہان حضور ہونگی وہان آونگی
تو جس مکان کا حضور نے پتا دیا تھا وہان سے میری منجھلی
بھاوج اُٹھکے دولت گنج مین جا کے رہین ۔
بھری ۔ تمنے یہ تو نہین کہا تھا بی مغلانی کہ مین چار دن
مین آؤنگی ۔
مغلانی ۔ اے واہ رے ترے جھوٹھ ۔ آنکھون
پر دیوار اُٹھاتی ہو ۔
نازو ۔ وہان تمکو کام کیا تھا بی مغلانی ۔
مغلانی ۔ حضور ہماری منجھلی بھاوج کا لڑکا بن لباب
ماشے اللہ سے جوان ہوا ہے اللہ رکھے ۔ اُسکا عقد ہماری
منجھلی بھاوج کرنے کو تھین ۔ مگر بڑے بھائی کو وہ گھر
نہین بھاتا تھا کہ اُس لڑکی کا باپ شاہی مین جلاد تھا
سر کٹے نالے پر نوکر تھا اور ہمارے بڑے بھائی نے
اپنی آنکھون دیکھا تھا کہ ایک زمیندار کا سر اُس نے
کاٹا تھا اور پھر وہ کچھ برسین جا کے مسلمان ہو گیا
تو آنکھون دیکھی مکھی تو نہین نگلی جاتی حضور ۔
نازو ۔ کیا تلوار سے گلا کاٹتے تھے ۔
نواب ۔ نہین تو ۔ سوئی سے کاٹتے تھے ۔
بھراج ۔ تلوار سے نہین تو کیا مقراض سے گلا
کاٹا جاتا ہے ۔
نازو ۔ (کانپ کر) ہے ہے ۔ جبھی نوابی گئی ۔ سچ ہے
ظالم کی مراد پوری نہین ہوتی ۔
نواب ۔ واہ ۔ کیا اب پھانسی نہین دیجاتی ۔
اختر ۔ آپنے تو منشی بھراج بلی جلاد کو گلا کاٹتے
ہوے ۔ دیکھا ہو گا ۔
بھراج ۔ جی ہان دو بار ۔
قمرن ۔ بھلا جس بچارے کا گلا کاٹتے تھے وہ ہلتا
ڈلتا تھا کہ بس کھڑا رہتا تھا ۔
نواب ۔ بس کھڑا پکارا کرتا تھا کہ آؤ یار جلاد
سر کاٹو یار جے ۔
قمرن ۔ (تنک کر) اے بتاؤ بھی ۔ انکو ہر بات مین
دل لگی ہی سوجھتی ہے ۔
بھراج ۔ ٹخنون سے باندھ دیتے تھے ۔ ذرا تو جنبش
کر نہین سکتا تھا ۔
اختر ۔ وہ بچارے لوگ نہین ہوتے تھے بی قمرن
جانصاحب وہ گردن زدنی ہی ہوتے تھے ۔
پچاسون آدمیون کا خون کرتے تھے ۔ ڈاکے مارتے
تھے ۔ گھرون مین گھس گھس کے اسباب چھینتے تھے
اور آدمیون کو قتل کر کے اور جان و مال دونون کے
کے چل دیتے تھے ۔
مغلانی ۔ تو بھری نے ہمارے ساتھ یہ سلوک کیا اور
مین انکے سامنے کہ گئی تھی ۔ مگر اللہ بچائے ظاہر رحمان کا
باطن شیطان کا ۔
نازو ۔ اچھا خیر وہ دو دن بعد آئین تو کیا حرج ہوا
مگر یہ تو بتاؤ کہ تھہرین کچھ غل ہے ۔
مغلانی ۔ نہین سرکار ہمنے تو کسی کی زبانی نہین سنا اور

اتنے بڑے غدار شہر مین یہ خبرین گھر گھر تھوڑا ہی مشہور ہوا کرتی ہین ۔

نواب ۔ نہین مشہور تو یہ خبر ضرور ہو گی ۔ مگر مشہور تب ہی ہو گی جب عدالت مین مقدمہ دائر ہو گا ۔

اختر ۔ خدا نہ کرے ۔

مسخرہ ۔ حضور اب عدالت کا نام نہ لین ۔

اختر ۔ خدا نے چاہا تو سٹپٹا کے رہجائین ۔

مسخرہ ۔ آمین ۔ اور انشاء اللہ ایسا ہی ہو گا ۔

مغلانی ۔ حضور کچھ سُننے مین آیا یہ اِس موے کدرا کو کس نے اُبھارا ہے ۔

نواب ۔ ہان ۔ یہ ہمارے ہی ایک عزیز بغلی گھونسا نکلے ہین ۔

چھٹن ۔ الاقارب کالعقارب ۔

مغلانی ۔ حضور کے عزیز ۔ رشتے دار ۔

مسخرہ ۔ ایسے رشتہ دار پر خدا کی مار ۔

نازو ۔ رشتے دار کاہیکو دشمن ہین ۔

مغلانی ۔ وہ کون ہین سرکار ۔ ذری مین بھی تو اُس اُجڑے کا نام سنون اور بانی بی بی کے کوسون ۔

نواب ۔ جی یہ نواب بشیر الدولہ کے نٹے ہوئے ہین ۔ یہ کمبخت بغلی گھونسا نکلا ۔

مغلانی ۔ اُنکی جورو اگور کا منہ دیکھے موے بدذات پر بجلی گرے ۔ جل بھن کے راکھ کا ڈھیر ہو جائے ۔ مُرے کو یہ سوجھی کیا ۔ درگور نگوڑے کو ہو کیا گیا ہی ۔

اختر ۔ تم دیکھتی جاؤ ۔ سکیے کی سزا نہ پائے تو سہی کہ کردکہ نیافت ۔

مسخرہ ۔ جی ہان ۔ ع ۔

کیا خوب سودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے

چھٹن ۔ مین نے اِس شخص کی بہت سی روایتین سُنی ہین بڑا زانی و فاجر اور بدذات آدمی ہی ۔

نواب ۔ ذرا اِس معاملے کو فرو ہونے دیجیے ۔ پھر دیکھیے گا کہ کیا ہوتا ہے ۔

مسخرہ ۔ تگنی کا ناچ نچایا ہو تو سہی ۔ جانے کہان مین ہامون مگر ابھی نہین ۔

اتنے مین نواب رونق جنگ بہادر اور میان ممن آئے اور رونق جنگ کو دیکھکر نازو اور قمرن کسی قدر جھیپین ۔ پہلے تو رونق جنگ نے اِنکو چھیڑا کہ واہ واہ اچھا گل کھلایا ۔ ادھر نواب کے ساتھ پہاڑ پر چلدین اور اُدھر کدرا کو لکھ بھیجا کہ تھانے پر رپوٹ لکھوا دے ہمارے تو کاٹے کا منتر نہین ہی ۔ نواب کیسا تھ اچھا سلوک کیا ۔

قمرن سمجھی کہ اِن سے کسی نے جا کے یہ جڑ دی کہ قمرن اور نازو ہی نے کدرا کو سکھایا ہی کہ تو نالش کردے ہوش اُڑ گئے ۔ سیکڑون قسمین کھانے لگی مگر نازو نے کہ طرار اور قمرن کی نسبت سمجھدار تھی مسکرا کر بڑی پیاری ادا کے ساتھ کہا (اچھا پھر کیا بُرا کیا صاحب پرائی بہو بیٹیون کو پھُسلا پھُسلا کے لے جانا اور نکال لینا گھر بار مان باپ میان دیور ساس نند سب سے چھڑوانا کون بھل منسی کی بات ہے ہم کیا یہ جانتے تھے کہ اِنکی نیت خراب ہے) ۔

یہ تقریر نازو جان نے اِس شیرین بیانی اور دلربائی اور کسی قدر کج ادائی سے کی کہ رونق جنگ پھڑک گئے اور کہا (یار عسکری بھائی جان حق تو یون ہے کہ واللہ

مجھے تم سے سخت نفرت ہوگئی تھی کہ ان لوگون
کو تم بھگا کے پہاڑ پر لے گئے اور یہ سارا فضیحتا
کیا مگر اِسوقت جو ان دونون اندر سبھا
اکھاڑے کی پریون کو دیکھا تو دل بیقرار ہوگیا
واہ کیا صورتین ہین واللہ اور نازو کی
اِس تقریر اور کج ادائی نے اور بھی مارڈالا
نازو تم ہمارے گھر پڑ جاؤ) -
مہراج - بندگی عرض کرتا ہون جناب -
رونق - تسلیم عرض ہے (مسکراکر) معاف
فرمایئے کا مزاج شریف حضور کا -
مہراج - مزاج برہم ہے اِسوقت -
نواب - اچھا بھئی نازو کی راے لیجائے
نازو - ہم راضی ہمارا خدا راضی -
مہراج - خوش ہوے آپ
ایسی ہرجائی بھی نہ دیکھی ہوگی
وہان بیرسٹر کے ساتھ بھاگی
جاتی تھی یہان اِن سے پیغام ہے -
اچھا جاؤ ہمنے طلاق دیا -
نازو - اللہ اللہ بڑے طلاق دینے والے
طلاق دے جاکے بیاہتا جورو والو ڈھونڈھ
جاکے کہین اُسکے لیے بیچ رہی ہوگی -
راوی - اِسپر بڑا قہقہہ پڑا -
رونق - مین سوچتا ہون کہ یہ وہی نازو ہے
اللہ اکبر کیا ڈانٹ ڈپٹ اور طراری اور
عیاری اور لگاوٹ ہے کہ واہ جی واہ -
جاہے منشی مہراج بلی صاحب سے لڑائی ہی کیون نہو
بندہ بے گھر ڈالے نہین رہتا -

مہراج - کیا کیا بنیکرے جمع ہین - اجی تم نازو
اور مجکو دونون کو ایک ساتھ گھر ڈال لو مگر
حالات تو بیان کرو صاحب -
مسخرہ - ہان حضور کہیے -
ممن - ابھی تلک تو خیر صلاح ہی مگر -
اختیر - یہ اگر مگر ہی تو بُری -
رونق - بھئی یہان تک پتا لگا ہے کہ کوتوال نے
جابجا تحقیقات کی جس مکان مین تم اِن کو
لیکے رہے تھے وہان جاکے دریافت کیا کہ
یہ مکان کس نے لیا تھا مالک مکان نے تمھارا
نام نہین بتایا - مگر جو مہری تمھارے ہان کچھ
دن کے لیے نوکر ہوئی تھی اُسنے پہلے تو انکار
کیا کہا مین نوکر تو اِس مکان مین ضرور تھی مگر
نام نہین معلوم کہ کون تھین اور نہ نوابصاحب
کا نام معلوم ہے اور نہ اُنکو اچھی طرح سے پہچانتی
ہون کیونکہ وہ رات کو چھپ کے آتے تھے
مگر دوسری دفعہ سب صاف صاف قبول دیا
کہ نواب محمد عسکری صاحب دو عورتون کو بھگا
لائے تھے اور مین اُنکے ہان نوکر تھی اور ایک
کا نام قمرن ہے دوسری کا نازو - روپیے
کی طمع مین کچا چٹھا کہ سنایا اور نواب بشیرالدولہ
کی منظور نظر بھی ہے اور اُس محلے کے ایک
بنیے نے بھی سب صاف صاف لکھوا دیا -
نواب - اُسکی گواہی تو خیر - مگر مہری کمبخت
تو گھر کے اندر تک کا حال جانتی ہے اور کس
کس نے گواہی ہمارے خلاف دی ہی -
رونق - اسٹیشن پر بھی گیا - مگر تم نے بھی لو

غضب ڈھایا کہ ڈنکے کی چوٹ اسٹیشن پر اُن کو افسون پر بٹھا کر لے گئے اور گھٹا ٹوپ اور آتو اور دو اور یہ اور وہ۔ کوئی جانتا نہو تو خواہ مخواہ جان جائے۔ رات کے اسٹیشن ماسٹر نے گواہی دینے سے قطعی انکار کیا۔ کہا ہمکو کچھ نہین یاد ہے۔ اسٹیشن پر صد ہا آدمی روز چڑھتے اُترتے رہتے ہین کیا ہم اسم نویسی کرتے رہتے ہین۔ ہمین کچھ نہین معلوم۔ پھر اُس موٹے جمعدار کو بلایا اُسنے بھی قطعی لاعلمی ظاہر کی۔ کون نواب صاحب ہان جانتا تو ہون۔ ہمارے شہر کے رئیس ہین مشہور آدمی ہین مگر اُنکے ساتھ پہاڑ پر مین نے کسی کو جاتے آتے نہین دیکھا۔

نواب۔ وہ بڑا بھلا مانس آدمی ہے۔ شاہی مین چوبدار سلطانی تھا۔

اختر۔ جی ہان حضور۔ نواب اکرام الدولہ بہادر کے پاس بھی رہ چکا ہے۔

رونق۔ مگر ایک تار بابو نے بہت ہی خلاف گواہی دی۔ بہت زہر اُگلا۔ معلوم ہوتا ہے بشیر الدولہ نے اُسکو معتد بہ رقم دی ہے۔

اختر۔ حضور نے پہچانا۔ یاد کیجیے یہ وہی بابو ہے جس کو حضور نے کوٹھی سے نکلوا دیا تھا۔ وہ جو بلا اطلاع محل خانے کی ڈیوڑھی کے اس طرف باغ مین ٹہل رہے تھے۔ لوگون نے منع کیا تو کہا ہم نواب صاحب کے حکم سے آیا ہے۔

نواب۔ اخاہ یہ وہ ذات شریف ہین۔

اختر۔ جی۔ معلوم ہوتا ہے تاک ہی مین تھا۔

رونق۔ اور ایک ٹوپی والے کی گواہی دلوادی

چھٹن۔ تار بابو نے کیا گواہی دی۔

رونق۔ کہا نواب صاحب کو ہم اچھی طرح سے جانتا ہے وہ اسٹیشن پر آیا۔ دفتر کے کلاک گھڑی سے اپنا جیب کا گھڑی ملایا۔ ہمسے بات چیت کیا۔ اُسکے ساتھ مینو سپل کمشنر منشی مہراج بلی تھا اور وہ آگا تھا جو کالے گھوڑے پر نکلتا ہے اور زنانہ اسواری تھا وہ ٹھو عورت پردے مین تھا اور بہت سا نوکر چاکر عورت تھا پردہ کرا کے فرسٹ کلاس مین بیٹھا اور پہاڑ پر گیا۔

اختر۔ ہت تجھپر خدا کی مار۔

ممن۔ اور سلسلہ وار بیان کیا۔

مسخرہ۔ کیا اُسدن تھا وہ۔

نواب۔ ضرور تھا۔ مگر یہ سب غلط ہے کہ گھڑی ملائی اور بات چیت کیا یہ بالکل جھوٹ ہے محض ٹہل مگر وہ تو اسکو عداوت پڑ گئی ہے۔ دشمن جان ہو رہا ہے۔

رونق۔ اب اس بیان مین جا ہے کچھ کچھ فرق بھی ہو۔ مگر ایسے معتبر آدمی کی زبانی سُنا ہے کہ سر مو فرق نہین ہو سکتا ہان اُسکے اور میرے بیان مین فرق ہو گیا ہو تو تعجب نہین ہے۔

مہراج۔ وہ کون ہے۔

رونق۔ بجرنگ بلی نے روزنامچے سے دیکھکے بتایا ہے اور یہ بھی معتبر خبر ہے کہ کوتوال دو تین دفعہ روز بشیر الدولہ کے ہان جاتا ہے اور اُنکے گھر سے مرغ روز بلاناغہ پک کے آتا ہے۔

یہ انسپکٹر صاحب کی کارگزاری ہی۔ صبح کو
وہین کھانا کھاتا ہے اور شام کو۔ وہ مرغ پک کے
آتا ہی۔ اور چھوٹی شہادتین ڈھونڈھتا پھرتا
ہی نابکار۔
اختر۔ مگر مہری مردار نے انکار کرکے اقبال
کردیا۔ یا شاید انسپکٹر نے دھمکایا ہو۔
رونق۔ محلے مین جب برسر موقع تحقیقات ہوئی
تب تو قطعی انکار کر گئی مگر پھر انسپکٹر نے کانسٹبل
کو بھیج کے بلوایا اور بشیر الدولہ کے مکان پر
بلوایا۔ وہان بشیر الدولہ اسپر ریجھ گئے ہونگے
کیونکہ ایک سپاہی نے بجرنگ بلی سے بیان کیا
کہ مہری کرسی پر بیٹھی ہوئی تھی تو اس نے
خدمتگار سے کہا کہ تمھارے نواب صاحب نے
اس مہری کو بڑا بے ادب کردیا ہی تو خدمتگار نے
ہنسکر جواب دیا کہ ایسی ایسی یہان دن بھر مین
بیس آتی ہین بیس جاتی ہین اور نواب صاحب
انکے ہاتھ کی چپتین کھاتے ہین اور خوش
ہوتے ہین۔ اب مہری کو اپنے ہان نوکر رکھ
لیا ہے اور اسکے دیوث میان کو گانون پر
بھیجدیا ہے۔
نازو۔ مگر واہ ری ارواح۔
قمرن۔ کلموہی۔ کلوٹی چالیس برس کا سن
منھ جیسے اجور کی پھانک۔
اختر۔ تو اسقدر ریجھے کہ گویا اسکے بس ہی مین
آگئے توبہ۔ توبہ۔ کرسی پر بیٹھتی ہی۔
مسخرہ۔ انکا بھی نام لکھ لیجیے۔ اجی وہ ان کے
سر پر بیٹھیگی۔ آپ بھی عجیب آدمی ہین۔

وہ انکے گلے پڑ بہیلی۔ ع۔

آگیا جی اجی یہ جی ہی تو ہے

مگر بقول نازو جان کے واقعی کیا ارواح ہی
ماشاءاللہ کوئی چالیس برس کا سن ہوگا۔
مجھے خیال ہی نہین آتا کہ یہ کون سی مہری ہی
مغلانی۔ اے وہ نہ چالیس کی ہوئی برسین
پنتیس ایک کی تو ضرور رہی ہوگی۔
نازو۔ اور صورت؟
مغلانی۔ اے جیسے الٹا توا۔
رونق۔ نہین سنتے ہین نمکین عورت ہے۔
قمرن۔ پتھر مین نمکین ہی۔
نازو۔ خاک دھول نمکین ہی۔
مغلانی۔ اے حضور بس جیسا حضور کے بوٹ
کا رنگ ہے۔
راوی۔ گو مغلانی دل مین تو خوب سمجھتی تھی کہ
مہری غضب کی نمکین ہے اور یہ بھی جانتی تھی
کہ اگر نواب عسکری دیکھ لین تو ضرور پھڑک
جائین مگر وہ موقع تعریف کرنے کا نہ تھا۔
نازو۔ معلوم ہوگیا موا اندھا بھی ہی۔
قمرن۔ اندھا نہوتا تو کلوٹی پر کاہیکو لوٹ ہو جاتا۔
اختر۔ اور زردار ہوکر۔
مسخرہ۔ خدا غارت کرے سور کو۔
اختر۔ آمین۔
ممن۔ آمین ثم آمین۔ ع۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

اور سن لیجیے گا صبح شام ہی ہیضہ ہوا چاہتا ہی
نواب۔ اجی ہم کیون کوسین کسی کو۔

مغلانی - ایسی ہی بات ہے سرکار نیکی نیک را
بدی بد را - جو کسی کے واسطے کنوان کھودیگا وہ
سو آپ اُس کنوین مین گریگا -
اختر - چاہ کن را چاہ در پیش - کہ کرد کہ نیافت
یہ کرجگ ہے قبلہ -
نازو - ہمارا جی گھبراتا ہے یا اللہ یہ قصہ کب تک
طے ہوگا جو کچھ ہونا ہو وہ ہو جائے -
قمرن - یہ ہر گھڑی کی جھائین جھائین تو جائے -
نازو - سب طے ہوا جاتا ہے -
نواب - تو نازو جان پر تو کوئی جوکھم نہین ہی -
ہان ہماری قمرن جان کی نسبت اِس قدر
ہوسکتا ہے کہ شاید اِنکو حکم ہو جائے کہ کدرا کے
پاس چلی جاؤ سو اُسکو دو چار سو دے کے اِس بات
پر راضی کرینگے کہ فارغخطی لکھدے -
قمرن - اور اُس موئی کلموہی مہری کو بھی کچھ
ضرور دلوا دو -
مغلانی - اُسکے کاٹے کا منتر ہی نہین ہے کیسی
چٹک مٹک سے چلتی تھی - بوٹی بوٹی پھڑکتی تھی -
قمرن - ہان اور اپنے نزدیک بہت بن ٹھن
کے رہتی تھی -
مغلانی حضور اُسکو لگاوٹ بازی مین بڑا دخل ہے
مرد کو باتون باتون ہی مین فریفتہ کرے -
قمرن - اب اِسی بشیر الدولہ کے سے مرد ہون تو
شاید پھسل جائین جن مردون کو اللہ نے آنکھ دی ہے
وہ تو ایسی کلوٹی پر نہ تھوکینگے -
نازو - نواب از برائے خدا ایک ٹھکانے تو لگا دو
اب تو ناؤ منجدھار مین ہی -

نواب - گھبراؤ نہین - ابھی اناڑی نہین ہی
ناؤ اب جلد کنارے پر لگی جاتی ہی -
مسخرہ - کیا خوب - پورا مصرع ہوگیا - ع -

ناؤ اب جلد کنارے پہ لگی جاتی ہی

اختر - حضور شعر ملاحظہ ہو -

جانی نازو سے کہو کاہیکو گھبراتی ہے
ناؤ اب جلد کنارے پہ لگی جاتی ہے

نواب - سبحان اللہ بھئی برجستہ کہا ہے -
ممن - حضور کا بھی تو ایک مصرع برجستہ ہے -
نواب - ہمنے تو خیر اٹکل پچو کہا تھا مگر اُنھون نے
برجستہ کہا ہے اور مضمون خیز -
مسخرہ - حضور غلام نے بھی کچھ عرض کیا ہی ؎

نازو بولین کہ "ارے سُن موے مہراج علی
شکل تیری مجھے اک آنکھ نہین بھاتی ہی"

اختر - ماشاء اللہ آج کی لینے لگے -
اتنے مین منشی مہراج علی باہر سے ہانپتے ہوئے
ایک کاغذ لیکر آئے اور کہا بھائی صاحب
پولیس کے لوگون نے تو آخر کار ہار کر کپتان
صاحب کو رپورٹ بھیج دی سب لوگون نے
ہمہ تن گوش ہو کر اُنکی تقریر سُنی -
نواب - کیا رپورٹ کر دی -
رونق - اول تو ان سے یہ دریافت کیجیے
کہ آپسے یہ حال کس نے کہا کہ رپورٹ کر دی
اور رپورٹ کی بھی تو کیا کی -
مہراج - بھئی بجرنگ علی نے مجھ سے کہا کہ آج
پولیس سے کپتان صاحب کے پاس رپورٹ بھیجدی
گئی مگر ویسے ہی ایک جمعدار آپڑا اور ہم نے

بات ٹال دی اور وہ بجرنگ بلی کو اپنے ساتھ کوتوال کے پاس کسی ضرورت کو لے گیا۔ وہاں زیادہ دیر تک بیٹھنا مناسب نہ سمجھا تو وہاں سے سیدھا سپرنٹنڈنٹ پولیس کے دفتر مین گیا۔ وہان چپکے سے دریافت کیا تو معلوم ہوا خبر صحیح تھی بلاؤ بتو کرکے مین نے نقل اُتار لی۔

رونق۔ نقل کہان ہی۔

مہراج۔ یہ کیا ہی۔ آپ لوگون سے ہرگز نہین پڑھی جائیگی بہت عجلت مین ڈرتے ڈرتے لکھی ہی بندہ خود پڑھکے سنائے دیتا ہے۔

جب تک منشی مہراج بلی پڑھین لوگون کے دل کا عجب حال تھا۔ انتہا کا جوش۔ نازو نے قلب پر ہاتھ رکھکر کہا دھک دھک کر رہا ہی۔ ثمرن بولی ہمارا ابھی یہی حال ہے باجی جان نواب صاحب ہمہ تن گوش۔ حوالی موالی سب خاموش کہ اتنے مین خدمتگار نے آکے بدحواسی کے ساتھ عرض کیا! حضور دو برقنداز درختون کی چھاؤن مین کھڑے ادھر کی طرف نہار رہے ہین۔ اچھو دال مین کالا کالا ہی) اتنا سننا تھا کہ سب کانپ اُٹھے کوئی ادھر بھاگا کوئی اُدھر۔ نازو اور ثمرن سراسیمگی کے ساتھ ایک کمرے مین دوڑ گئین مگر پازیبون کی چھاچھم کی آواز دور تک گئی۔ اور نواب صاحب نے جھلا کر آہستہ سے کہا ارے نیک بخت یہ چھم چھم تو اُتار رکھو۔ ممن نے فوراً جاکے بیرسٹر کو جو اُس وقت آرام مین تھے بیساختہ جگا دیا۔ پوچھا کیون

خیر باشد۔ کہا حضور خیر کجا۔ پولیس والون نے کوٹھی گھیر لی۔ یہ سنکر بیرسٹر بھی ذرا بدحواس سے ہوے کیا! کوٹھی گھیر لی۔ وجہ؟ باہر نکلے اور آدمیون کو پکارا، تو نواب صاحب کے خدمتگار نے کہا سرکار وہ دو آدمی کھڑے ہوے درختون کی چھاؤن مین سے ادھر کو نہار نہار دیکھتے تھے ہمنے کہا شاید کوئی بات ہو مگر وہ دونون برقنداز ہین اور وہ کھڑے ہین۔

بیرسٹر۔ (دیر۔ تم لوگ کون ہی اور کیا مانگتا ہی۔

خدمتگار۔ صاحب بلاتے ہین تم لوگ کون ہو جی اور کہان کے جوان ہو سپاہی ہو کہ پولیس مین ہو۔

سپاہی (سلام کرکے) حجور ہین برپ والے صاحب کا نوکر ہون اور یہ رام لال ہیرا لال کی کوٹھی کا سپاہی ہے ایک آدمی پانی بھرے گیا ہے تون ہم ہون یہان کھڑے ہو گئے۔

بیرسٹر۔ تم برف والے صاحب کے ہان نوکر ہو۔ اور یہ مہاجن کا سپاہی ہے۔ دکھین تمھاری چپراس۔

راوی۔ دیوانہ را ہوئے بس ست۔ خدمتگار کی وحشت کو دیکھیے کہ ان دونون راہ چلتون کو کانسٹبل سمجھا اور نواب صاحب مع رفقا کانپ اُٹھے اور ادھر اُدھر بھاگ کے دبک رہے۔ انشاء اللہ۔ خیر جب بیرسٹر نے ان دونون آدمیون کو بلاکے ڈانٹا تو ممن نے کوٹھی مین جاکر نواب صاحب اور نازو اور ثمرن وغیرہ کی تشفی کی اور سب کے سب ازبس خفیف ہوے کہ لاحول ولاقوۃ کیا بیوقوف

بنے ہین ۔
بیرسٹر ۔ دیوانہ راہوے بس ست لے لاحول ۔
نازو ۔ اِتّی بیر تو ہم سب چھپے ہوے ہین ۔
نواب ۔ مجھے تو بھائی صاحب پورا پورا یقین
ہوگیا تھا کہ پولیس والے گلے پر آن موجود ہوے
اور نازو اور قمرن پکڑی گئین اور ہم اور
مہاراج بلی دھر لیے گئے ۔
بیرسٹر ۔ مہاراج بلی کہان ہین ۔
ممن ۔ ابھی تک تو تھے ۔
نواب ۔ اُنھین نے آن کے بیان کیا کہ پولیس
والون نے کپتان صاحب کے پاس ہمارے
مقدمے کا رپورٹ بھیجدیا ہے بس یہی باتین ہوتی
تھین کہ ہمارے خدمتگار نے گھبرا کے کہا سرکار
دو برقنداز آئے ہین ۔
بیرسٹر ۔ اور میان ممن نے آکے کہا کہ پولیس
والون نے کوٹھی گھیر لی ۔ جلدی اُٹھیے ۔ جا کے
دیکھتا ہون تو ٹائین ٹائین فش ۔
ممن ۔ بعضے وقت کی بات ہی ایسی ہوجاتی ہے
نازو ۔ میرا کلیجا بلیون اُچھلتا تھا ۔
قمرن ۔ مین تو سمجھی کہ بس اب دھر لیے گئے ۔
مغلانی ۔ اے مین اب تلک نہین سمجھی تھی کہ یہ
موئی بھگدڑ کاہیکی پڑ گئی ۔ وہ تو اب سُنا ۔
بیرسٹر ۔ اچھا صاحب منشی مہاراج بلی کو بلائیے ۔
ممن نے جا کے ادھر اُدھر تلاش کیا منشی
مہاراج بلی صاحب کا کہین پتا نہ ملا ۔ آکے
عرض کیا کہ خداوند منشی مہاراج بلی تو کیا جانے
کہان چلے گئے سب کہین ڈھونڈھ مارا پتا نہین
ملتا ۔ مین جانتا ہون بھاگ کھڑے ہوے
اب ان لوگون کو دل لگی ہاتھ آئی ۔
نواب صاحب اور اختر اور ممن اور بیرسٹر انکی
تلاش مین اُٹھے اور ہر ایک کمرے مین ڈھونڈھا
مگر مہاراج بلی کا کہین پتا نہین ۔
نواب ۔ بھاگ نکلا بھائی صاحب ۔
بیرسٹر ۔ ضرور سمجھا کہ عین موقع واردات پر
دھر لیا جاؤنگا اس سے بھاگ کھڑا ہونا بہتر ہی
ممن ۔ مگر بھاگے کدھر سے حضور ۔ کیا یہ ٹٹی
پھاند گئے ۔
اختر ۔ ایسے تو معلوم نہین ہوتے ۔
اتنے مین ایک سائیس نے کہا (سے باٹین
اِہ مان ٹکائے رہے ہین) اصطبل کے ایک
درجے مین جہان گھوڑا بندھا تھا گئے تو دیکھا
کہ منشی مہاراج بلی صاحب بہادر گھانس کے
گٹھے کے نیچے دبکے بیٹھے ہین ۔ مارے ہنسی کے
پیٹ مین بل پڑ پڑ گئے ممن نے اُنکو کھینچ کے
نکالا اور اُسی دم نواب صاحب نے اختر سے حکم
دیا کہ نازو اور قمرن کو جلدی بلا لو ۔ ذرا قطع
شریف تو دیکھ لین ۔ اُنھون نے آکے دیکھا
تو منھ مین خاک ۔ چوطرفہ گھانس ۔ گرد مین لت
پت ۔ اُس درگت کے ساتھ آپ وہان سے نکلے
اُنکا مُنھ ہاتھ دُھلایا گیا ۔ گرد جھاڑی ۔ ٹوپی
بدلوائی گئی ۔ جب حواس درست ہوے اور
آدمی بنے تو اُنسے رپورٹ کا حال دریافت
کیا ۔ اُنھون نے کہا کہ رپورٹ کی نقل مین لایا
تھا مگر اس بدحواسی مین مجھ سے گر گئی ۔

نواب - لاحول ولا قوۃ -
اختر - جو بات ہوتی ہی ایسی ہی ہوتی ہی -
ممن - چلو چلکے ڈھونڈھین -
بیرسٹر - اب جاکے تلاش کیجیے -
مسخرہ - اسی بھسوے مین جاکے دیکھیے جہان حضور استراحت فرماتے تھے - خدا یہ دن حضور کو روز نصیب کرے -

اتنے مین وہ رپورٹ لیکر ممن آئے - کہا حضور واقعی گھانس کے گٹھے ہی مین سے لایا ہون صاف کرکے منشی مہراج بلی صاحب کو دی گئی - آپ نے رپورٹ لیکر پڑھی اور حاضرین کو مع خدمتگار کے چپ چاپ سننے لگے کہ دیکھین پولیس نے کیا کیا لکھا ہے پولیس والون نے رپورٹ لکھی کہ نواب محمد عسکری نامے ایک رئیس کی نسبت کدرا نہار نے روزنامچے مین آکے لکھوایا کہ اسکی زوجہ منکوحہ نابالغ کو نواب صاحب باغوائے منشی مہراج بلی و ممن و آغا محمد اطہر بھاگے اور اپنے گھر مین رکھا اور پھر پہاڑ پر لے گئے - لہذا کوہ نینی تال پر تحقیقات کی گئی تو گو اسقدر ظاہر ہوا کہ زنانی سواری نواب محمد عسکری کے ساتھ گئی تھی مگر وہان پتا نہ ملا - معلوم ہوتا ہے کہ وہان چھپا دی گئی تاکہ پولیس کو دھوکا ہو اور مجرم بچ جائے گواہون کی گواہی سے بھگا لانا نواب صاحب کا مسماۃ قمرن زوجہ منکوحہ کدرا نہار کو اور رکھنا اپنے مکان مین ثابت ہوتا ہے مگر عمر مین اختلاف ہے کہ میان اور اسکے گواہ کہتے ہین کہ تیرہ برس کی تھی مگر اسکا کابل ثبوت نہین دیتے اس زوجہ کدرا کی مان اور اسکے اہل ہمسایہ کی زبانی معلوم ہوتا ہے کہ عمر اسکی اٹھارہ برس کی تھی -

لہذا پولیس نے دست اندازی نہین کی کہ اسکی مجاز نہین ہی - اگر عمر کم ہوتی تو دفعہ ۳۶۳ تعزیرات ہند کے مطابق دست انداز ہوسکتی - یہ مقدمہ دفعہ ۴۹۷ - و دفعہ ۴۹۸ - تعزیرات ہند - کا ہے اور یہ بھی پولیس کی دست اندازی کے قابل نہین لہذا مدعی کو ہدایت ہوتی ہے کہ عدالت مین رجوع لائے -

بیرسٹر - صحیح ہی -
نواب - نواب اسپر کیا ہوگا -
بیرسٹر - اب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس یہ رپورٹ صاحب سٹی مجسٹریٹ کے پاس بھیجدینگے اور صاحب موصوف ملاحظہ شد لکھوا کر دستخط کردینگے -
نواب - اور پھر -
بیرسٹر - پھر کدرا کو اختیار ہے کہ مقدمہ دائر کرے اسکی تاریخ پیشی مقرر ہوگی آپ کو اطلاع دیجائیگی -
نازو - نواب تو کچھ دن کو بلا سر سے ٹلی -
بیرسٹر - بیشک - مگر ابھی اسکا اظہار نہ چاہیے کہ آپ اور قمرن جان یہان تشریف فرما ہین -
قمرن - بھلا امی جان کو دیکھ سکتے ہین -
بیرسٹر - ارے ابتم تو مین دیکھتا ہون سب کو دھروا دوگی -

نازرو - تو کیا امی جان کسو سے کہدینگی -
نواب - بات تو پھوٹیگی -
ممن - محلے والے تو سنینگے -
اختر - بس یون ہی بات پھوٹتی ہی -
نواب - ماما کو تو خبر ہوجائیگی - سنی تو تمکو دیکھنے بوڑھیا کے ساتھ آئیگی -
قمرن - جیسا مناسب سمجھو -
نازرو - اچھا بھلا ہم جائین تو کیا ڈر ہی -
قمرن - نہ بہن - جو یہ لوگ کہین وہی کرو - یہ اونچ نیچ سمجھتے ہین -
نواب - جلد بازی نکرو قمرن جان -
بیرسٹر - خدا خدا کر کے کہین لکھنؤ مین بخیر وخوبی آگئے ورنہ یہان تک آنے ہی کے لالے پڑ گئے تھے اسکو غنیمت نہین سمجھتی ہو اور اوپر سے طرح طرح کی باتین بناتی ہو -
نازرو - جب تلک ہم زندہ رہینگے تمھارا احسان مانینگے صاحب بہادر - تمنے ہمارے ساتھ بڑا احسان کیا ہی -
قمرن - ہان بہن - ہی تو ایسا ہی -
نواب - ہم تک کو تو دھوکا ہوگیا -
نازرو - بہروپیہ کیا بہروپ بدلیگا -
بیرسٹر - بندگی - کیا تعریف کی ہے -
نازرو - جھوٹ کہتی ہون - کیا اسمین کچھ جھوٹ بھی ہی نواب کو دھوکا ہوگیا - چھٹن صاحب کو دھوکا ہوگیا آغا صاحب نے نہین پہچانا اور یہ موا بھسوڑے کا چھپنے والا تو مرا پڑا رہا -
رونق - یہ یہان کیا ہم تج ہو حق مچی ہوئی تھی -
ممن - حضور کہان گئے تھے -
رونق - مین نے کہا بھئی چل کے دو ٹکرین مار لو -
نواب - ابجی اسوقت بڑی کھلبلی مچ گئی تھی -
رونق - وہ تو مین سن چکا کہ برقندازون کے دھوکے لوگ گھانس کھا گئے - رپورٹ کا کیا مضمون ہے ؟
مہراج - پڑھ لیجیے نا -
رونق - (رپورٹ پڑھکر) کیا بدخط آدمی ہو منشی جی مگر لکھی بھی بدحواسی اور عجلت مین ہوگی خیر - تو پولیس نے رپورٹ کردی کہ اس کے دست اندازی کی قابل نہین ہے - اب کدرا کی راے پر منحصر ہے -
بیرسٹر - کدرا کس کھیت کی مولی ہی - یہ کہیے کہ نواب بشیر الدولہ کی راے پر منحصر ہے -
رونق - جی ہان - یون ہی صحیح ہے - انھین ذات شریف کی کارستانی ہی خدا سمجھے -
بیرسٹر - اب بہت بڑی کوشش یہ ہونی چاہیے کہ کدرا کو اپنی طرف پھوڑ لین - بس - بشیر الدولہ تو دشمنی پر تلے ہوے ہین اُن سے اس معاملے مین گفتگو کرنا خلاف مصلحت ہے -
نواب - بڑی توہین ہی -
بیرسٹر - توہین نہین - خلاف مصلحت کہیے اگر یہ معلوم ہو جاے کہ بے انکی خوشامد کے کام سدھرنا محال ہے تو واللہ انکی خوشامد نکرنا بھی حماقت ہے - لیکن خوشامد تو اسکی کرے جسکی خوشامد سے انسان کی عزت بچے یا کوئی کام نکلے - جو اور کسی ترکیب سے نہ نکلتا ہو

ایسے پاجی کی خوشامد کرنا بھی حماقت ہے جو با وصف منت وسماجت وخوشامد قتل پر آمادہ رہے تو یہ ملعون انھیں لوگون مین ہی۔ سواد الوجہ فی الدنیا وسواد القلب فی العقبیٰ۔

ممن۔ انجام برا ہے۔

رونق۔ ابھی ہمکو اسوقت اپنا کام نکالنا ہے اسکے انجام سے ہمین کیا غرض ہی۔ جہنم مین جائے چاہے بہشت مین۔ کیون بیرسٹر صاحب آپ کی اس بارے مین کیا رائے ہے۔ مقدمہ دائر ہوگا یا نہین۔

بیرسٹر۔ سنا آپنے۔ بیچ کھیت۔

رونق۔ اچھا تو بے رو رعایت اور بے خاطر داری یعنی بلا پاس خاطر یہ بتا دیجیے کہ انجام مقدمہ کیا ہونا ہی۔

بیرسٹر۔ کچھ نہین ہونا کیا ہی۔ مگر شرط یہ ہے کہ ہماری رائے پر چلیے۔ اور کسی کی نہ سنیے کھٹ سے ڈسمس نہو جائے تو جبھی کہیے گا۔ مگر یہ نہو کہ امی جان کو دیکھونگی اور نانی جان سے ملونگی اور چھی امان کو بلاؤنگی۔

قمرن۔ (ہنسکر) اوئی! ایک بات کیا منھ سے نکل گئی کہ بس اسی کی گرفت کرلی۔

نازو۔ اچھا کسو کو نہ بلوائینگے زبان لے لو قول لے لو۔

بیرسٹر۔ زبان دوگی؟

مہراج۔ دیکھیے قبلہ یہ بات ٹھیک نہین ہی۔ طویلے ہی مین لیتاؤ۔ ہمسے بگڑ جائیگی واللہ بگڑ جائیگی۔

بیرسٹر۔ بھائی صاحب جوان عورت ملے۔ چاہے بوڑھے دوست سے بنے یا بگڑے کچھ بھی پروا نہین ہی۔

مہراج۔ نازو تم چلکے باغ مین ہمارے ساتھ رہو۔ ہم پر تم پر تو کوئی مقدمہ ہے نہین۔ بس جھگڑا مٹا۔

نازو۔ دور ہو موے۔ چچے دور۔

مہراج۔ تم ہم کو ویسا ہی سمجھتی ہو جیسا میان کدرا کو یہ بی قمرن سمجھتی تھین۔

اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔

قمرن۔ اچھا منشی جی صاحب یاد رکھیے گا۔

ممن۔ اور یاد کیا رکھینگے کچھ جھوٹ ہے۔

مہراج۔ تو اسمین بھی کچھ جھوٹ نہین ہے کہ ہم مقدمے سے بری ہین اور ہماری نازو جان بھی۔

نازو۔ تیری کوئی اور ہوگی۔ سوریان کہین چرا رہی ہوگی۔ جاکے ڈھونڈھ لا۔ ہم تو بالسٹر کے گھر پڑ گئے میم صاحب بنی ہون۔

نواب چھٹن صاحب کے محررنے جو باہر سے بیرسٹر صاحب کے بیرا کو آواز دی تو انھون نے نازو اور قمرن اور بی مغلانی کو اشارہ کیا کہ چپکے سے پردے مین ہو جاؤ اور بیرا سے کہا کہ گول کمرے مین بٹھاؤ۔ محمد عسکری اور چھٹن صاحب اور منشی مہراج بلی گول کمرے مین گئے وہان مرزا قادر بیگ کشمیری المشہیر بہ قادر جیو جو انکے انتظار مین بیٹھے تھے اٹھ کھڑے ہوے۔ باہم مصافحہ ہوا اور سب کرسیون پر بیٹھے چھٹن صاحب نے

اُنکو گلوری دی - بندگی کر کے اُنھون نے
کھائی اور یون باتین ہونے لگین -
چھٹن - آپ جانتے ہین ہمنے کیون آپکو بلایا ہی
قادر - جی خوب جانتا ہون -
چھٹن - پھر -
قادر - فتح ہی -
چھٹن - انشاء اللہ -
مہراج - اِنکی زبان سے فتح کا لفظ نکلا تو
اب فتح ہی سمجھیے -
قادر - ناک کٹا ڈالون اگر فتح نہو -
عسکری - حکمی - دعوے کے ساتھ -
قادر - حضور مین اِنکا غلام ہون یہ جو سامنے
بیٹھے ہین نواب چھٹن صاحب جنکا نام ہے
اُنکا کفش بردار ہون -
چھٹن - اور مین نواب محمد عسکری صاحب
کا غلام ہون -
ق - تو مین حضور کا (عسکری کی طرف مخاطب
ہوکر) غلامان غلام ہون - بس یہ سمجھ لیجیے -
اور خدا کی قسم اِس بشیر الدولہ پاجی کا دھر دا
دینا اور پھنسوا دینا کتنی بڑی بات ہے -
لاحول ولا قوۃ - اور تدبیر اِسکی آسان ہی -
ع - کوئی ہی - مرزا صاحب کے واسطے پیچوان
لاؤ لاؤ اور گلوریان اور لاؤ - ہمارا خاصدان
اُٹھا لاؤ -
چ - اچھا تو پھر جوڑ توڑ چلو کچھ -
ق - کیا سوچنے کی ضرورت ہے - توبہ توبہ
اجی یون دھر لیا جاے یون چٹکی بجاتے -

ناظم لطف علیخان سے اور آپ سے ملاقات ہے
ناظم لطف علیخان وہ جو یار رہتے ہین
اُنسے اور صاحب سٹی مجسٹریٹ سے بڑا یارانہ ہی
چھٹن - ہم مین کسی سے رسم نہین ہے -
بلکہ مجھ سے تو صاحب سلامت بھی نہین ہی -
ع - ہمسے اتھا پھٹول ہی مگر بس وہی دور
دور کی ملاقات تم جانتے ہو ؟
مہراج - نہین - دیکھا ہی مگر صاحب سلامت
بھی نہین ہی - اور آدمی مغرور بھی ہی -
ق - اچھا صاحب اسکو بھی جانے دیجیے -
ساہ موتی چند سے آپ لوگ واقف ہین -
مہراج - بڑا رسم ہے ہم سے - بڑا سابقہ ہے
بالکل گھر کا سا معاملہ ہے - ساہ موتی چند کو اور
ہم کو بس ایک ہی سمجھیے -
ق - بس بات بنگئی - صاحب کے مزاج مین
ناظم لطف علیخان اور ساہ موتی چند بڑے
دخیل ہین - اور آپ مین کسی صاحب سے
اور تحصیلدار فیض اللہ سے بھی ملاقات ہے
جواب بنشن پاتے ہین -
ع - ہان - ہے ملاقات - ساہ موتی چند سے
بھی خوب ملاقات ہے اور منشی فیض اللہ
صاحب سے بھی -
چ - موتی چند سے تو ہم سے اچھی طرح
ملاقات ہے اور ہم اُنکو مثل اپنے بزرگون
کے سمجھتے ہین مگر فیض اللہ صاحب سے فقط
دور کی صاحب سلامت ہے -
ق - اچھا اُس مصور سے ملاقات ہے

وہ کبڑا انگریز۔

مہراج۔ نہین ہمسے نہین ہی۔

ع۔ دو دفعہ تصویرین کھنچوائی ہین۔

ق۔ جانے دیجیے۔ بھلا نواب احمد شاہ کو آپ لوگون مین سے کوئی جانتا ہی۔

ج۔ میرے عزیز ہین۔

ق۔ بس تو موتی چند ساہ اور تحصیلدار منشی فیض اللہ اور نواب احمد شاہ کیا قافیہ ملگیا ہے ان تینون کو سکھا پڑھا کے صاحب سٹی مجسٹریٹ کے پاس بھیجیے کہ یہ جاکے بشیر الدولہ کی بڑی ہی شکایت کرین کہ حضور اندھیر ہو رہا ہے۔ بہو بیٹیون کو زبردستی گھرون سے پکڑوا بلواتا ہے۔ اور بے عزت کرتا ہے اور پولیس والون کو گانٹھ لیا ہے۔

ع۔ اسکا نتیجہ کیا ہوگا۔

ق۔ نتیجہ اس کا یہ ہوگا کہ انسپکٹر اور سب انسپکٹر ان دونون کو صاحب بدل دینگے اور ادھر یہ دونون بدمعاش بدلے گئے ادھر بشیر الدولہ چھٹیل ہوگیا اور کدرا کو ہمنے اپنی طرف پھوڑ لیا اور بشیر نابکار پر تابڑ توڑ مقدمے دائر کرادونگا بس اب آپ اور کوئی فکر نہ کیجیے۔ صاحب صاف اور سچے حاکم ہین اور یہ سب سچا مقدمہ ہے۔ اب بندہ اسوقت رخصت ہوتا ہے کل اور آج آپ اسکا بندوبست کرکے صاحب کے پاس ان تینون رئیسون کو بھجوائیے اور دو دھڑلے سے شکایت جڑین۔

خرمستیان

ادھر تو یہ ہنڈیا پک رہی تھی اور ادھر نواب بشیر الدولہ بہادر بی منمن اور رکندن اور رہبری اور آیا کو لیے ہوے گلچھرے اڑا رہے تھے۔ ایک روز انکے مصاحب نے ایک اخبار سے یہ اشعار انکو سنائے۔

بصد عجز کرتی ہون اپنا بیان
سنو گوش دل سے مری داستان
مین ہون دختر جاٹ بیکس یتیم
فلک نے کیا مجھپہ جور عظیم
وطن ہی مرا شہر لودھیانہ مین
پڑا مجھپہ یہ قہر لودھیانہ مین
مین چھوٹی سی تھی جبکہ باپ اور مان
مجھے چھوڑ کر مر گئے ناگہان
مرا پھر تو ہمدرد و غمخوار
بجز ذات ہر کے نہ تھا کوئی یار
نہ اتری تھی مین گود سے مان کی بھی
نہ انگلی پکڑ پاؤن پاؤن چلی
نہ چھوڑا تھا آنچل کبھی مین نے آہ
نہ روے فلک مین نے دیکھا سیاہ
پدر نے نہ دیکھا تھا بھر کر نظر
دکھایا نہ تھا مان نے ہوا کا ڈر
سحر اٹھنا میرا وہ تارون کی چھاؤن
نہاری کا کھانا وہ کوؤن کی کاؤن
لبون کا مرے دودھ سوکھا نہ تھا
کوئی رنگ دیکھا جہان کا نہ تھا
مرے گھر سے باہر نکلنے کی بھی

نہ پہونچی تھی مے سے مہورت ابھی
کرن مین نے سورج کی دیکھی نہ تھی
کبھی اپنے بل آہ بیٹھی نہ تھی
یکایک بلا میرے سر پر گری
گلی در گلی آہ پھرنے لگی
فلک نے کیا مجھکو بے آناتھ
نہ ظل پدر ہے نہ مادر کا ہاتھ
وہ آنکھین مری ڈبڈباتی ہوئین
جھڑی ابر کی سی لگاتی ہوئین
نہ آنسو بھری آنکھ تھی چشمہ تھا
نہ لہو بھری آنکھ تھی چشمہ تھا
وہ رفتار تھی میری دیوانہ وار
وہ گفتار تھی میری باحال زار
جو گلگونہ وش میرے رخسار تھے
طپش سے وہ رنگ طلا بنگئے
وہ چہرہ جو تھا ارغوانی مرا
تپ رنج سے زعفرانی بنا

بشیر ۔ یار مطلب تو بتاؤ یہ دختر جاٹ کون ہے چہرہ ارغوانی اور رخسار گلگونہ وش پڑھکر دل قابو سے جاتا رہا۔

مہری ۔ بلا کے گھر ڈال لو۔

جمالن ۔ بڑا چھنٹا ہوا بدمعاش ہر دیگی چمچا ہے اللہ اسکی پناہ مین رکھے ۔

کندن ۔ دن رات اُسکو بس اسی فکر مین جاتا ہے کہ کس کسکو گھر ڈالے

مہری ۔ جی ہان ایسکو بھی لاؤ اور اُسکو بھی لاؤ یا میرے اللہ ۔

منمن ۔ ایسا آدمی کس کام کا ۔ جب دیکھو نئی نئی بغل مین کوئی بیٹھی ہے ۔ ایسے آدمی کا اعتبار کیا بھلا آدمی وہ جسکے دل مین محبت ہو ۔

بشیر ۔ تو ہم بُرے آدمی ہین ۔ اچھا صاحب جو آدمی آپ کو پسند ہو اُس سے محبت کیجیے ۔ اس آپا کے سامنے تو آپ کا رنگ بھی پھیکا پڑ گیا ہے ۔ ادہر ہم تو بُرے ہین ہی ۔

منمن ۔ اسمین کیا کچھ شک بھی ہے ۔ بڑے نکمے آدمی ہو ۔ جب ہم کو دیکھا تو ہماری تعریف کی اب یہ آئین انکی تعریف کرنے لگے ۔

بشیر ۔ اچھا خاموش رہو ۔ ہان جی دختر جاٹ والا قصہ سناؤ ۔ دلچسپ فسانہ ہے ۔

راوی ۔ راوی نے پڑھنا شروع کیا ۔

اگر سوے عریانی آئی تھی مین
تو عریانی سے شرم کھائی تھی مین
اگر جانب دشت ہوتا گذر
تو کھاتے درندے مجھے بیخطر
نہ دریوزہ گردی کے تھا کچھ سوا
کئی دن تلک آہ شیوہ مرا
بدن پر پڑا میرے گرد و غبار
اور اُسپر وہ بوندونکا کر کر اتار
یہی جامدانی کا ملبوس تھا
یہی کامدانی کا ملبوس تھا
وہ گورا بدن جو کہ تھا رشک ماہ
طپش سے ہوا شب کی صورت سیاہ

بشیر ۔ عجب ہے بھائی ۔ یار بلواؤ ۔

مہری ۔ ضرور ۔ چوکنا نہین ۔

جمالن ۔ تار بھیجدو تار ۔

راوی حضور بڑی دقت کا مقام ہے واللہ کہتی ہے ۔

پراگندہ روزی پراگندہ دل
فلک کے ستم سے جگر مضمحل
نہ آنکھوں مین کاجل نہ سر کا سنگار
نہ چھوٹی کی بندش نہ تن کا سدھار
نہ روٹی ملی خون کھا کر رہی
نہ پانی ملا اشک پی کر رہی

بشیر۔ بشیر الدولہ کے ہان نان بشیر اور سونے کے نقمے کھاؤ جانی۔ اور پانی کے عوض برفاب پیو۔

راوی۔ کہتی ہے۔

اندھیری وہ راتین چمک برق کی
وہ تنہائی اور وہ دمک برق کی

بشیر۔ ہائے افسوس۔ یہ بہار کی راتین اور ہمسے جدا

راوی۔ پھر کہتی ہے۔

نگوڑے فلک ہائے اب کیا کرین ۔ تجھے رو دون یا اپنے سر کو دھنون

بشیر۔ بھائی مطلب کی بات کہو۔ شادی کرنا چاہتی ہے۔ ایسا ہو تو بارک اللہ۔

راوی۔ اب مطلب کی بات بھی سن ہی لو۔

بھی حال مین ایک مرد کہن ۔ بزرگانہ سیرت شریفی سخن
ملا مجھکو وہ پیر دیرینہ سال ۔ شریف و نجیب و حمیدہ خصال
مجھے اسنے جانا کہ ہے یہ اناتھ ۔ اناتھالہ مین لیگیا اپنے ساتھ
رہی پانچ چھ سال فیروزپور ۔ بریلی مین دو سال سے ہون حضور

ذرا دل لگا کر کان دھر کے سنیے گا۔

مری عمر کا تیرھوان سال ہے
اناتھون مین پلتی ہون خوشحال ہے

بشیر۔ سانپ لوٹ گیا کلیجے پر۔

مہری۔ تیرہ برس کی ہے۔ پھر کیا پوچھنا ہے۔

راوی۔ سنئے بس اب ختم۔

مری عرض ہے آپسے اہل ہند ۔ یتیمون مین ہون آپ ہی دردمند

بشیر۔ بس مطلب نکل آئیگا۔ سو روپیہ کا نوٹ بھیجدیجئے۔ داروغہ جی کو بلاؤ۔ میان ایک سو کا نوٹ لاؤ۔ اور اگر سو کا پورا قطعہ نہو تو پچاس پچاس کے دو لاؤ یا دس دس کے لاؤ

داروغہ۔ سو کا قطعہ نہونا کیا معنی پیر و مرشد۔ اسوقت خدا کے فضل سے دس بارہ ہزار سے بھی سو سو کے قطعے کم نہونگے۔ اور ایک قطعہ کی کیا اصل و حقیقت ہے۔

مہری۔ جی ہان امیرون کا گھر ہے۔ نوابون کا دربار ہے مگر داروغہ جی بڑے شرم کی بات ہے کہ اس ڈیوڑھی سے آگے ہم نامحرم ہی جائین

داروغہ۔ (ہنسکر) حضور یہ شکایت کی باتین بی مہری صاحب کیسی کہتی ہین۔ غلام کے کان اس سے آشنا نہین ہین۔ مہری تم جب جانے لگو گی تو ہم سے ضرور ملتی جانا۔

راوی۔ داروغہ صاحب تو یہ کہکر چلے گئے اور ادھر نواب بشیر الدولہ بہادر نے لنترانی کی لینا شروع کی کہ اگر لینے دینے کے بارے مین کوئی چھوٹون بھی شکایت کا لفظ زبان پر لائے تو ہمارے آدمیون اور ملازمون اور داروغہ تک کو برا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے آقا اور انکی نسبت شکایت ہو۔ اب دیکھو نہ مہری نے دل لگی دل لگی مین شکایت کی۔ داروغہ صاحب بگڑ گئے کہ نہین۔ اور دیکھنا مہری کو کیسا خوش کر دینگے۔ ہم سے تھوڑا ہی

پوچھینگے لاحول ولاقوۃ - یہ تو ہمارا حکم ہے کہ دو مہلے اور حکم پر دستخط کرا دیجیے ادھا دھند بخشش کرو - خوب دل کھول کے دو ہم سے راضی ہمارا خدا - مہری نے بھی ہان مین ہان مائی - ایسے رئیس کے پاس بیٹھنے مین جی خوش ہوتا ہے اور کنجوس کے پاس روپیہ ہوا تو کس مصرف کا - ع -

بے فیض اگر یوسف ثانی ہو تو کیا ہے

سویرے سویرے کوئی نام لے لے تو کھانا نہ نصیب ہو ایسے منحوس کنجوس مکھی چوس کے کے پاس تو روپیہ نہو تو اچھا خود کھائے نہ کسی کو کھلائے -

نہ خود خورم نہ بکس دہم گندہ شود لبگ دہم

بشیر الدولہ یہ تقریر سنکر مسکرائے - کہا خدا کی قسم مہری تم موتیون مین تولنے کے قابل ہو - کیا شستہ درفتہ زبان ہے کہ پھول جھڑتے ہین اور جا بجا شعر و سخن موقع محل پر مصرعہ برجستہ ہم تمسے بہت خوش ہوے -

منمن نے جل کے کہا - اور شکل صورت بھی اچھی ہے - اور سن دن مین بھی بری نہین -

بشیر الدولہ بولے بی منمن صاحب ہم کو دو قسم کی عورتون سے چاہ ہے یا تو چودہ پندرہ برس کی ہو یا پھر تیس اکتیس کی - باقی بیس پچیس برس کی عورت یہ عمر کچھ نہین ہمارے ناپسند -

منمن نے پوچھا تو اتون مین کون پسند ہے - کہا مہری اور تم اور کندن اور رجالن - اسپر سب نے قہقہہ لگایا کہ باقی کون رہی - چار بیٹھی ہین چارون کا نام لے لیا -

آغا المآ غوبی نے انکو دختر جاٹ کی پھر یاد دلائی اور انھون نے ٹھنڈی سانسین بھرین اور کہا بھئی وہ تیرھوین سال والا شعر تو ذرا سنا دینا آغا نے پڑھنے شروع کیے -

رہی پانچ چھ سال فیروز پور | بریلی مین دو سال سے ہون حضور

مری عمر کا تیرھوان سال ہے
اناتھون مین پلتی ہون خوشحال ہے

بشیر - بھئی کیا رقت کے شعر ہین -

آغا - خوب کہا ہے -

اندھیری وہ راتین چمک برق کی | وہ تنہائی اور وہ چمک برق کی
وہ سنسان عالم شب تار کا | رسن پر گمان ہوتا وہ مار کا
دھکنا وہ ماتھے کا گرمی سے آہ | چپکنا وہ نالون کا خشکی سے آہ

وہ ماتھا پکڑ بیٹھنا دمبدم
تھکاوٹ سے ہے ہے نہ اٹھنا قدم

بشیر - بھئی نہ پڑھو واللہ آنکھون سے آنسو بہنے لگے نوٹ فوراً بھیجو - اور لکھ بھیجو کہ ہم عقد کرنے کو مستعد ہین -

آغا - دو چار شعر اور سنیے تو پھر پیام عقد بھیجیے -

رہی وید مذہب مین اور سند مین | نہ عیسائی ہو نہیں انگلنڈ مین
ہوئی قوم سے اپنی باہر نہین | وگرنہ یہ ہوتی کہین کی کہین

یہ ہے باعث کوشش آرائیان
نہ بچے ہند کے مرد اور بیبیان

بشیر - یہ الٹیٹھ ہے قبلہ -

آغا - وہ تو ہندنی ہے حضور -

بشیر ۔ اچھا لالہ کو بلاؤ ۔ اُنکے نام سے بھیجو ۔ لالہ کا نام اور ہمارا کام ہوگا ۔

نہری ۔ حضور خود ہی نہ ہنڈو بنجائین ۔ اے بریلی کون بڑی دور ہی ٹکٹ لیکے پہونچو بس دن سے اور بیاہ کے لئے آؤ ۔ جھٹ تری منگنی اور پٹ ترا بیاہ تیرھوین سال کی چھوکری نصیب کہان ہو ۔

منمن ۔ نہری تم ہی کیون نہین نواب کے گھر مین پڑ جاتی ہو ۔ عقد کرا لو ۔

نہری ۔ مجھ بوڑھیا کو کون پوچھیگا بھلا تم جوانون کے آگے ہمارے دن اب نہین ہین اب تم لوگون کے دن ہین ۔

بشیر ۔ دیکھو بی نہری خبردار ہمارے سامنے ایسی تقریر نکرنا ۔ کوئی ہمارے دل سے پوچھے کہ ہم تم پر کتنے ریجھے ہوے ہین ۔ غضب کا نکھڑا پایا ہے ۔

منمن ۔ لے تو گھر کیون نہین ڈال لیتے ۔

بشیر ۔ اور اسمین اب کچھ شک بھی ہے اور تم اپنی تو کہو تم یا کندن یا جمالن اِن چارون مین سے وہ کونسی ہے جو بے گھر پڑے رہیگی کیا مجال ۔

منمن ۔ مجھ غریبنی پر تو حضور رحم ہی کرین ۔ اپنی نہری کو گھر ڈالیے جسپر حضور ریجھے ہوے ہین

نہری ۔ تم سمجھتی نہین بہن ۔ بڑی پھوہڑ ہو ۔ مطلب یہ ہے کہ جس کسی پر آدمی جان دیتا ہے اُسکے منھ پر اُسکی تعریف نہین کرتا کسی اور عورت کی تعریف کرنے لگتا ہے جس مین معشوق روٹھے اور اِس روٹھنے کا وہ لطف اُٹھائین ۔

بشیر ۔ ایسی تیسی تمھاری ۔

نہری ۔ یہ اپنی معشوق بی منمن سے کہیے ۔

منمن ۔ ہم اُنکے ماسوک نہین بنتے ۔

بشیر ۔ (ہنسکر) ماسوک اِگنوارن ہو نا ۔

جمالن ۔ کیا بفکری اللہ نے دی ہے ۔ دو ادھر بٹھالین دو اُدھر بٹھالین ۔ صبح سے شام ہوگئی شام سے صبح نہ کوئی کام ہے نہ کاج ہے دل لگی ہو رہی ہی ۔ اِس بغل مین چودہ برس والی ۔ اُس بغل مین بیس برس والی آمنے اکی ۔ سامنے ڈھکی ۔ اِدھر تیس برس کی اُدھر اٹھارہ برس کی ۔

نہری ۔ اللہ نے روپیہ دیا ہے اِسی واسطے یا زمین مین دفنا رکھنے کے واسطے ۔

بشیر ۔ مین کہنے ہی کو تھا ۔

قارون ہلاک شد کہ چہل خانہ گنج داشت
نوشیروان نمرد کہ نام نکو گذاشت

یہ دنیا لینا ہی رہجاتا ہے ۔

منمن ۔ پھر لاؤ کچھ دلواؤ ۔

کندن ۔ روٹی کا نہ کپڑے کا سیت میت کا بھترا ۔

نہری ۔ یہ دعویدار بولین نا ۔

اتنے مین داروغہ صاحب سو روپے کا ایک نوٹ لیکر جھومتے ہوے آئے ۔ کہا سرکار نوٹ حاضر ہے ۔ کسکے نام بھیجا جائیگا اور کسکے نام سے بھیجا جائیگا حکم ہوا دیوانجی کو بلاؤ

دیوانجی صاحب دھوتی اور انگرکھا پہنے ہوے ایک ٹوٹا سا قلمدان ہاتھ مین لیے ہوے تشریف لائے۔

بشیر۔ یہ سو روپیہ ہم آپکے نام سے بھیجتے ہین۔ خط لکھیے۔

دیوانجی۔ (عینک صاف کرکے) کسکے نام خداوند۔

بشیر۔ آغا ملا غوجی سے پوچھیے۔

آغا۔ آپ بریلی کے تحصیلدار صاحب کے نام خط لکھیے اور یہ منی آرڈر بھی اُنھین کے نام روانہ کیجیے اور لکھیے کہ ہمنے سنا ہے کہ وہان کوئی ایک لڑکی یتیم ہے اور پریشان حال اُس کا باپ جو ایک جاٹ تھا مرگیا اور اُسکی مان بھی مرگئی ہے اور اُسکو مدد کی ضرورت ہے لہٰذا ایک سو روپیہ بطور خیرات بھیجتا ہون آپ مہربانی کرکے اُس جاٹ کی دختر بیکس و یتیم کو دیجیے آپ کو بھی ثواب ہوگا۔

بشیر۔ بس ٹھیک ہے۔

آغا۔ تحصیلدار صاحب سے بڑھکر معتبر اس کام کے لیے اور کون ہوگا۔

بشیر۔ بس بس یہی تدبیر اولیٰ تر ہے۔

آغا۔ اور یا بریلی کے یتیم خانے سے دریافت کرلو کسکے نام روانہ ہو۔

بشیر۔ اجی نہین تحصیلدار صاحب کے نام بھیجا کیجیے۔

دیوانجی نے پھر عینک صاف کی اور لگاکر قلم بنانے شروع کیے پہلے ایک قلم بنایا اور کہا۔

قلم سرخ رنگ نے باید	تا بہ سختی چو سنگ میباید

اِسکے بعد دوسرا قلم بنایا قط زن نکالی دونون پر قط دیے۔ انگرکھے کے دامن سے پونچھا اور ایک کاغذ پر ایک قلم سے لکھا (امتحان قلم نمودہ شد) اور دوسرے قلم سے لکھا۔ ع۔

دلیو گرڑھ فتح شد مبارکباد

ایک قلم تو پسند آیا مگر دوسرا ناپسند ہوا اسکو سکھایا سکھاکر پھر تراشا تراش کے قط لگانے کے لیے قط زن ڈھونڈھنے لگے تو آغا صاحب نے کہا میان قلم پر قط لگالو۔ اسیر لالہ صاحب نے فرمایا۔ ع۔

قلم پر قلم قط مزن اے عزیز

قط زن قلمدان کے نیچے دب گئی۔ بہزار خرابی ملی تو قط لگاکر پھر انگرکھے کے دامن سے صاف کیا اور پھر لکھا (امتحان قلم نمودہ شد)

بشیر۔ یا الٰہی۔ اب یہ قلم کب تلک بنا کرینگے؟

آغا۔ خدا ہی ہے جو بن سکین آج۔

بشیر۔ مجھے تو وحشت ہونے لگی۔

آغا۔ یا خدا۔ اک اٹھارہ دفعہ تو امتحان قلم نمودہ شد مگر ہمیشہ ایک تاؤ کی کسر رہتی ہے۔

دیوانجی۔ حضور خانہ زاد پہلے قلم کی نوک پلک کو دیکھ لیتا ہے پھر قلم کو بناتا ہے۔

بشیر۔ اچھا اب خط تو لکھیے۔

آغا۔ ابھی دو گھنٹے نہ تین گھنٹے۔

لالہ۔ اب قلم اچھا بنگیا۔ رواں ہے دونون یکسان ہین۔ ایک قط ایک نوک پلک جب تلک کلک اچھی نہین چلتی خوشنویس کا دل نہین بھرتا ہے اب البتہ قلم رواں ہوگا۔

قلم بنا کر دیوانجی صاحب نے یون خط لکھا۔
مظہر لطف وکرم حافظ ایمان دو دھرم ہندو و
مسلمان جناب تحصیلدار صاحب حضور تحصیل
بانس بریلی دام ظلہٗ۔
پس از نیاز عرض رسانیدہ میشود کہ قرطاس
خبر کہ مشتہر کنندۂ وے اخبار نامی منشی لکھنؤ ست
چہ لکھنؤ بلدۂ مصدر علم کہ بر فرنگی محل نازش
بسیار است و ایران کا بچہ در زبان پارسی گفتنش
روا است ہمی دیدم کہ۔ ع

مین ہون دختر حیات بیکس یتیم

دبر شعری تلف کردہ تاسف خوردم کہ او میگوید کہ

اگر سوے آبادی آتی تھی مین
تو عریانی سے شرم کھاتی تھی مین

یعنے ترجمۂ فارسی۔

اگر سوے آبادی رفتیم ما
بسے شرم از عریانی خوردیم ما

راوی۔ آغا صاحب اس شعر پر بہت ہنسے۔
بشیر۔ بھئی چھیڑ دوست۔
لالہ۔ خداوند یہ دق کرتے ہین۔
آغا۔ حضور یہ تو خبطی ہین۔
داروغہ۔ حضرت لکھنے تو دیجیے۔
لالہ۔ ٹوک دیا بس اب نہ لکھا جائیگا۔
بھری۔ گھنٹا بھر مین تو بچرو کا قلم بنا تھا اب
جو لکھنا شروع کیا تو انھون نے ہنسنے پر ٹوکا۔
اب وہ بیچارے کیا کرین۔
لالہ۔ اب اسوقت بھلا کیا لکھا جائیگا۔ ع

طبع موزون نہین رہی اسوقت

بشیر۔ آغا تم ادھر آؤ۔ اٹھو بس ادھر آن کے
بیٹھو۔ مطلب کی بات مین دل لگی بری معلوم
ہوتی ہے۔
لالہ صاحب بلاغت مآب نے خط کا سلسلہ
یون شروع کیا۔ و چون این الفاظ رقت انگیز
و عبرت خیز را شنیدم بلکہ شنیدم کاہیکو یون
کہون کہ خواندم تو بسے تاسف کہ خوردم کی بر میگوید
آن دخت جات۔ ع

فلک دکھ دکھانے کو تیرے بھلی
انوکھی فقط ایک مین ہی رہی

کہ ترجمہ اش این است۔

فلک کجروی میکنی بامنت
کہ دیگر کسی نیست الامنت

تکو دے فلک ہا کے کیا کرون | تجھے رودن یا اپنے سر کو دھنون

یعنے ترجمہ زار این شعر لغز گفتار ست این۔ ع

الا اے چرخ کجرو یا بریدہ
مرا دیدہ و یوسف را شنیدہ

ترا اگر یکنم یا قسمت خویش | بہ بنیم تا چہ می آید برا ایش

بشیر۔ یہ اتنی دیر سے کر کیا رہے ہو۔ خط ابھی
ختم ہی نہین ہوا۔ ماشاء اللہ۔
آغا۔ آپ تو کتون سے آٹا سنواتے ہین۔
داروغہ۔ دیوانجی صاحب کیا اونگ گئے۔
دیوانجی۔ ہم مضامین تازہ کی فکر مین گرد برد
اور غرق و غرقاب ہین۔
بشیر۔ کیا مضامین تازہ مین گرد برد ہین؟
آغا۔ ذرا خط لیکے پڑھیے تو۔
دیوان۔ خداوند۔ اک تنک توقف۔

ب۔ آپکے توقف پر خدا کی مار۔
داروغہ۔ اچھا ذرا خط دیجیے تو ہمین۔
ب۔ خط ندو مگر ختم تو کرو۔
دیوان۔ تنک تاخیر لازم ہوے۔
اسیر بشیر الدولہ ہنسے اور کہا بہت خوب حضور (توقف اور تنک تاخیر لازم ہوے)
دیوانجی نے پھر میدان قرطاس مین اسپ قلم دوڑادیا یا یون کہین کہ کاغذ کے ریگستان پر شتر بے مہار خامہ دوڑایا۔ "برمیگوید بہان زنکہ یعنی وخت جاٹ بکیس تیم کہ۔

بدن پر پڑا میرے گرد غبار	اور آسیرہ بوندونکا گرکر اُتار

یہی جامدانی کا ملبوس تھا
یہی کامدانی کا ملبوس تھا

کہ در زبان ایرانیان فارس واہل مستر ترجمہ کردہ داد بالنون والصاد۔

بچشم اندرم گرد بود غبار	وہ تڑ تڑ ترشح کبھی ادبھار

ہمین جامدانی کا ملبوس بود
ہمین کامدانی کا ملبوس بود

وہ نکسیر کا پھوٹنا دمبدم	جھکا کردہ سر چلنا سو قدم

دیوانجی کو نکسیر کی فارسی نہین معلوم تھی لہذا آپنے یون خلافی محاورات د مضمون آفرینی کی۔

روانی ہمان الف دم مبدم	سر خود نگون کردہ رفتم قدم

راوی۔ حضرت ناظرین یہ ترجمہ ذرا دقت سے سمجھ مین آئے گا۔ اسکا سمجھنا آسان نہین ہے نکسیر کی فارسی دیوانجی نے گڑھی ہے۔ انف عربی مین ناک کو کہتے ہین اور خون کی عربی دم ہے انف دم کے معنی ناک کا خون ہو۔ یا نہین۔ اور انف دم کی روانی یعنی بہنا یعنی پھوٹنا۔ اور دم کے لیے دمبدم نے اسمین بھی لطف مزید دکھایا۔ اِس شعر کے ترجمے پر ہمارے دیوانجی صاحب کو بہت ناز تھا۔ اور باواز بلند پڑھکر سب کو سنایا۔

روانی ہمان الف دم دمبدم	سر خود نگون کردہ رفتم قدم

بشیر۔ کیا میان یہ خط لکھتے ہو یا پاگل بنے مین پڑے ہو۔ یہ بکا کیا دمبدم اور سرنگون۔ دیوانجی اپنے دل مین سمجھے کہ بشیر الدولہ اور آغا المانوجی اور داروغہ سب جاہل ان پڑھ کندہ ناتراش ہین۔ انکی سمجھ مین یہ بلند خیالی بھلا کیا آئیگی اسکے سمجھنے کے لیے مادہ درکار ہے۔ اِسطرح کا ترجمہ بھلا کوئی کیا کرسکتا ہے کہ الفاظ بھی گڑھتا چلے اور ایک مصرع کا ایک ہی مصرع مین ترجمہ بھی کرے اور پھر اہل ایران کا محاورہ بھی ہاتھ سے نجانے پائے ٹھنائی کا بجانا اور چنے کا چبانا دل لگی نہین ہے۔ اِس زعم مین آپنے پھر اشہب خامہ کو گرم جولان کیا۔

" بندہ از مدت العمر یعنی ابتدائے آفریدن راجہ جھاؤلال کہ از۔ع۔پل ومسجد و چاہ وہمانسرائے و یک پل پختہ برلب سڑک بازار جھاؤلال مستحکم تعمیر شدہ است درہمین خیال بود کہ اگر کسے از قسم ذکور واناث نابالغ دست آید خیراتاً پرورش وے کردم کہ عند القیامت بکار آید و باعث اجر آموختن شود۔ ایدون بعد انقضائے سالہا سال جیجون درجیجون

خواندیدم کہ ۔ ع ۔

مین ہون دختر جاٹ بیکس یتیم

مری عرض ہی آپ سے اہل ہند | تیموں کے ہون آپ بھی دردمند
نہ اس سے کوئی بڑھکے خیرات ہے | نہ اس سے کوئی بڑھکے حسنات ہے
اسی امر پر ہی ترقی دین | یہی فعل ہے لائق آفرین
اسی فعل سے قوم قائم رہے | اسی فعل سے نام دائم رہے

یہی ملک پر راہ احسان کی ہی
یہی استواری بھی ایمان کی ہی

فلہذا ایک قطعہاے نوٹ تعدادی مبلغ یکصد روپیہ یعنی سکہ رایجلوقت سیمین ظہری این عریضہ خاکسار ملف کردہ ابلاغ میدارد کہ سرمایۂ کائنات وباعث حسنات و در بہشت جا یابد اگر آن ع

مین ہون دختر جاٹ بیکس یتیم

خواہد کہ در خاندان شریفان بسر کند خانۂ من روسیاہ ازلی واقف نکات خفی وجلی خانۂ او است عمر خاکسار از شصت متجاوز کردہ بود وزوجۂ روسیاہ من بدبخت ہم از پنجاہ وپنج کہ پرور شدہ این نام بردار گنج گوے سبقت بردہ ۔ دکسی مرد توجوان در خانۂ آنچنان بباشد کہ ۔ ع ۔

مین ہون دختر جاٹ بیکس یتیم

کسی را از واندیشۂ بد پیدا شود ۔ اگر مرضی او بود مرا تار دہد بزودی او را درین دیار بیارم وبوسہ بر سر و دریش جنیم و آیۂ کریمہ فتبارک اللہ خوانم ۔ از رسید این معنی عنایت مترصد داشتم ۔ مخفی نماند کہ بندۂ درگاہ بلا اشتباہ از خاندان شرفا ہست و قوم شریف ہندو ۔ خدا کند کہ تحصیلدار صاحب مکتوب الیہ یا

جناب شمار ممدوح الشان ہم خاندان ہندو زا باشند تو بقول شخصے چڑھی اور دودو ۵

نصیحت گوش کن جانان کہ از جان دوست تر دارند
جوانان سعادت مند پند پیر دانا را

راقم نیاز بندۂ خاکسار عبودیت شعار ردّ خلائق روسیاہ ازلی فدوی دیوان ٹیڑچند بدنام کنندۂ نکونامے چند امیدوار مغفرت ایزد منان دیوان دربار حضور رحم جاہ نواب بشیر الدولہ بہادر مدظلہ رئیس بلدۂ لکھنؤ بجواب از ہمین پتہ دربار نواب صاحب براہ خاوندی ابلاغیدہ رود ۔ زیادہ حد ادب ۵

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

بشیر الدولہ نے خط دیوانجی صاحب سے لیا تو پوچھا یہ خط ہے یا بحر طویل ۔ یا شیطان کی آنت ۔ اور نہ چھوڑ پڑھا تو کچھ غصہ آیا اور کچھ ہنسی ۔ مدظلہ اور سکہ رایجلوقت پڑھکر بہت ہنسے ۔ عرض رسانے ٹیمو نے بھی پھڑکا دیا مشطھکے املا مین طرفے بڑا لطف دیا پوچھیے لکھنؤ کے علم وفضل کی تعریف کا یہ کون موقع تھا ۔ فارسی کی ٹانگ توڑتے توڑتے ایران کا بچہ بھی حضور لکھ گئے اور ۔ ع ۔

مین ہون دختر جاٹ بیکس یتیم

کو ہر مقام پر ایک نئی ادا سے ظاہر کیا ہی ۔ بے تکا پن اس خط سے بڑھکر نہین ہو سکتا (بزعم تلف کردہ تاسف خوردم کہ او میگوید) ماشاء اللہ ماردن گھٹنا پھوٹے آنکھ نثر تو نثر

اُردو اشعار کا ترجمہ بھی حضور نے ہاتھون ہاتھ کر ڈالا -

اگر سوے آبادی فتیم ما
بسے شرم از عریانی خود دیدہ ما

ٹکڑے فلک کا ترجمہ کتنا اچھا کیا ہی (پارۂ بریدہ) اور دوسرا مصرع تو واہ ہی واہ - ع -

مرا دیدہ دیو سفید ناشنیدہ

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا

ز تاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

نکسیر کے لفظ کا ترجمہ نہ بشیر الدولہ ہی سمجھے نہ داروغہ نہ آغا صاحب - تو دیوانجی نے اکڑ کر فرمایا کہ نکسیر کا ترجمہ انف دم ہے -

بشیر - انف دم! یہ کون لغت ہے بھئی -

آغا - جناتی زبان کا لغت ہوگا -

داروغہ - کیون دیوانجی یہ انف دم کہان سیکھا یا یہ -

دیوانجی - نثار لوگ سیکھا نہین کرتے ہین بلکہ سکھایا کرتے ہین - ہم سیکھنے کے محتاج ہون تو فارسی بھلا کیا لکھین - عربی مین ناک کو انف کہتے ہین اور نکسیر ناک ہی سے پھوٹتی ہے اور خون گرتا ہے اور خون کی عربی دم ہے لہذا انف دم ہوا -

یہ تصریح و تشریح سُنی تو سب کے سب لوٹنے لگے مارے ہنسی کے بُرا حال تھا کہ بھئی واہ کیا خوب لفظ گڑھا ہی - کسی لالہ صاحب نے چھپکلی کی فارسی نئی (پوشیدہ غنچی) بنائی تھی چھپ کا ترجمہ پوشیدہ اور کلی کا ترجمہ غنچی مگر

من چہ فش ام برادر لالان من بسیار فش ست -

یہ دیوانجی اُنسے بھی بڑھ گئے - گرگٹ کو دم سیاہ دزد یہ قند سیاہ - کہنے والے کے بھی کان کاٹے -

راجہ جھاؤلال کی پیدائش اور اُن کے بل اور بازار کا ذکر سنا تو داروغہ نے کہا (معلوم شد باشندگی)

بشیر - سڑی ہے - پورا خلل دماغ -

آغا - اگر بے ادبی معاف کیجیے تو کچھ عرض کرون اسکے دماغ کا خلل تو ظاہر ہے مگر حضور کو یہ کیا سوجھی کہ اس گوکھے کو خط لکھنے کو دیا -

داروغہ - لاحول ولاقوۃ - آگے تو سُنیے اپنے کو بھی روسیاہ بنایا ہے اور اپنی زوجہ مکرمہ کو بھی فرماتے ہین - (زوجہ روسیاہ من بدبخت)

راوی - جب پنجاہ و پنج کے بعد اکبرُد رشد این نام بردار گنج) پڑھا تو بشیر الدولہ نے خط لے لیا اور کہا آپ اسوقت ازراہ کرم میرے سامنے سے چلے جائیے اُردو بولنے کی تمیز نہین اور فارسی کی ٹانگ توڑنے کو موجود -

اور دعا کیا خوب مانگی ہے کہ مکتوب الیہ بھی خدا کرے قوم ہندو کے خاندان کا ہو - آخرین -

ہر کہ خواند دعا طمع دارم
زانکہ من بندۂ گنہگارم

بڑھکر بشیر الدولہ نے جھلا کے خط پھاڑ ڈالا اور کہا ہمارے سامنے اب یہ نہ آنے پائے -

مہری - (قہقہہ لگاکر) بچارے لالہ نے چھ بار تو چشمہ صاف کرکے آنکھون پر رکھا اور گھنٹہ بھر تک قلم بنایا کیے اور منھ بنا بنا کر کبھی اکڑون بیٹھ کے کبھی لیٹ کے اتنی دیر مین چٹھی لکھی اور انھون نے موتی کی سی آبرو اتار ڈالی

منمن - کیا کچھ بگاڑ دیا تھا -

بشیر - چلو اب وہ ذکر ہی جانے دو -

کندن - اور ان بچارے نے تو پہلے ہی کہا تھا کہ یہ سب بگاڑے دیتا ہے اس سے نہ لکھوائیے -

آغا - ہمنے کہا تھا کہ نہین کہ حضور کتون سے آٹا سنواتے ہین - نواب صاحب کے مزاج مین ضد بڑی ہے - ہمارا کہا ایک نہ مانا - اب پچھتاتے ہین -

بشیر - تو مجھے یہ کیا معلوم تھا کہ خط کے عوض یہ ذات شریف اردو اشعار کا ترجمہ کرنے بیٹھینگے -

داروغہ - وہ راجہ جھاؤلال کے خاندان کا حال لکھنے لگے - لاحول ولا قوۃ !

مہری - مگر اسکی شکل اسوقت دیکھنے قابل تھی جب نواب نے کہا تم میرے سامنے سے ہٹ جاؤ -

داروغہ - تو یہ نوٹ کیا ہوگا -

بشیر - بھیجا جائیگا -

آغا - دیوان ٹہر چند کے نام سے بھیجیے -

بشیر - (مسکراکر) ہان دیوان ٹہرچند اپنے کو لکھتے ہین بڑے دیوان کے بچے بنے ہین -

بدمعاش - نہین مجھے بڑا معلوم ہوا کہ آپ ترجمہ کرنے بیٹھے - مترجم اشعار بنے تھے -

آغا - تو مین اسکے نام سے خط لکھتا ہون -

آغا صاحب نے تحصیلدار بریلی کے نام خط لکھا

جناب تحصیلدار صاحب تسلیم گو بندے کو نسبت سامی مین نیاز نہین حاصل ہے مگر بفحوائے - ع -

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

ایک تکلیف دیتا ہون - اور امید رکھتا ہون کہ اس کار خیر مین جناب مجھے ضرور مدد دینگے مین نے اودھ اخبار مطبوعہ ۲۲ - دسمبر ۱۸۹۷ء مین ایک درخواست منظوم پڑھی کہ کسی جاٹ کی ایک دختر یتیم و بیکس بریلی کے یتیم خانے مین ہے اور وہان اسنے پرورش اور تعلیم پائی ہے - مین اسکی درخواست کے مطابق ایک نوٹ تعدادی مبلغ ایک سو روپیہ کا جسکا نمبر ۹۰۹۸۷۶ ہے بذریعہ رجسٹری بھیجتا ہون مہربانی کرکے یہ نوٹ اسکو یا یتیم خانے کے مہتمم کو میری جانب سے دیدیجیے اور اگر وہ لڑکی ایک شریف خاندان مین لڑکیون کے ساتھ رہنے اور کھیلنے کے لیے یہان آنا منظور کرے تو مجھے مطلع فرمائیے اس تکلیف دہی کی مکرر معافی چاہتا ہون - جواب عریضہ کا منتظر آپ کا خادم بندہ ٹہرچند دیوان از لکھنؤ اہلکار دربار نواب بشیر الدولہ بہادر

مرقومہ - ماہ -

یہ خط پڑھکر آغا صاحب نے نواب بشیر الدولہ کو سنایا - اور نواب صاحب نے پسند کرکے کہا خط

اسکا نام ہے یہ نہین کہ لگے ترجمہ کرنے اور نام بردار گنج اور الم غلم ۔ خواہ مخواہ کی بھرتی ۔

بھری ۔ دل لگی ہوتی جو یہ خط بھی نہ پسند آتا اور انکو بھی نواب صاحب اُسی دیوانجی کی طرح سے نکلوا دیتے ۔

آغا ۔ بندگی ۔ آپ اچھّی ہماری خیر خواہ ہین ۔

منمن ۔ بغلی گھونسا تبھی ہوئی ہین ۔

داروغہ ۔ نہین دیوانجی نے تو حد ہی کر دی اللہ

بھری ۔ ہمین تو ہنسی یہ آتی ہے کہ بچارے نے کئی مرتبے عینک کا چشمہ دامن سے صاف کیا اور بڑے سوز کے ساتھ قلم بنایا اور بنا بنا کے رسان رسان لکھنا شروع کیا مگر پھل یہ پایا کہ نکالے گئے اور بےعزت ہوے بچارے توبہ توبہ ۔ بڑا ذلیل ہوا ۔

کشمیری بیچ چل گیا

نواب محمد عسکری صاحب کی طرف سے خوب خوب داؤن بیچ ہوے اور بشیر الدولہ اپنی ثروت کے زعم مین بھری اور رکندن اور منمن اور جمالن کے پھیر مین رہے اور جاٹ کی لڑکی کے بلانے کی فکر مین تھے ۔ اب کل کارروائیون کا حال ملاحظہ فرمایئے اور سمجھتے جاسئے

پیر کے دن جو صاحب سٹی مجسٹریٹ کی ملاقات کا دن تھا چند سفید پوش ملاقات کو گئے ۔

سب سے پہلے جمعدار نے ساہ موتی چند سے کہا کہ چلیے حضور صاحب نے سلام دیا ہے ساہ جی موٹے تازے آدمی ۔ پُرانا فشن لٹودار پگڑی گھیتلا جوتا اُتار کر چق اُٹھا کے ہانپتے ہوئے

اندر گئے ۔ اور فرشی سلام کیا ۔

صاحب ۔ آپ کا مزاج کیسا ہی ساہ جی صاحب

ساہ ۔ سرکار کی بادولت سے ۔

راوی ۔ آگے آئی آیت ۔

صاحب ۔ شہر کا کیا خبر ہے ۔

ساہ ۔ ہجور جب سے یہان بشیر الدولہ آئے ہین جب سے مانسو کی ناک مین دم ہے ۔

صاحب ۔ (متحیر ہوکر) کیا بات ۔ کون بشیر الدولہ ؟ ۔

ساہ ۔ صاحب وہ ایک نواب ہین یہان سے کلکتے گئے تھے وہان سے ایک عورت بھگا کے یہان لائے وہ یہان سے کسی اور کے ساتھ بھاگ گئی اب وہ نواب بھلے مانسون کی عورتون کو بے اجتّی (بیعزتی) کرنا چاہتے ہین اور بھلے مانس کی بہو بیٹی کب منجور کریگی بس اُسکے مرد کا دشمن ہو جاتا ہی ۔

صاحب ۔ بشیر دولہ (نوٹ بک پر نام لکھکر) ہم دیکھیگا آپ کا مزاج اچھّا رہتا ہے ۔

ساہ ۔ بہت اچھّا سرکار کی بادولت سے ۔

صاحب ۔ اچھا ساہ جی صاحب ہم آپ سے پھر ملینگے ۔

صاحب بہادر نے فرط اخلاق سے کھڑے ہوکر ہاتھ ملایا اور بڑے تپاک کے ساتھ رخصت کیا ۔ ساہ جی کہ بڑے پُرانے فشن کے آدمی تھے رتھ پر سوار ہوے اور چلے ادھر حاضرین و ناظرین نے اُنکی قطع شریف دیکھکر ہنسنا شروع کیا کہ اِس تہذیب کے زمانے مین بھی اُنھون نے

رتھ کی سواری نہ ترک کی۔ ادھر صاحب بہادر نے جمعدار کو آواز دی اور جمعدار نے باہر آکر کہا حضور نواب صاحب چلیے۔ صاحب بلاتے ہین حضور کو اور نواب صاحب نے چق کے پاس جوتا اُتار کر اندر قدم رکھا۔

صاحب۔ (استادہ ہوکر) دل نواب صاحب مزاج شریف آپ کا۔

نواب۔ شکر ہے۔ آپ کا مزاج انور۔

ص۔ دل نواب صاحب اس شہر مین (نوٹ بک دیکھکر) کوئی نواب بشیر دولہ ہی۔

ن۔ اُنکا حال ناگفتہ بہ۔

ص۔ ہمنے بڑی بُرائی بات سُنا ہے۔

ن۔ سٹی مجسٹریٹ صاحب بہادر ایسا دق بھلے مانسون کو کیا ہے اُس شخص نے کہ مین کیا عرض کرو۔

ص۔ وہ کون ہے اور کیا کرتا کیا ہی۔

ن۔ بھلے مانسون اور خصوصًا رئیسون کا جانی دشمن ہے اور جھوٹے مقدمے بنایا کرتا ہی اور بدمعاشون سے گنٹھا ہوا ہے۔ اور خود جھوٹی گواہیان جاکے دیتا ہے اور حلف اُٹھانے کو ہر دم تیار رہتا ہے۔

ص۔ بڑا بُرا آدمی ہی۔

ن۔ مگر آپ کو خوب ٹوہ لگ گئی۔

ص۔ ہمکو رتی رتی حال معلوم ہی بشیر کا۔ اسکا تدارک ہونا چاہیے۔ ایسا آدمی بھلے مانس کا دق کرنے والا شہر مین رہنا ٹھیک نہین ہی۔

ن۔ حضور ذرا اور لوگون سے دریافت تو کرین

ص۔ ہم سُن چکا ہے نواب صاحب۔ آپ اسکا ٹھیک ٹھیک حال اور لوگون سے پوچھکے ہمکو لکھ بھیجیے گا مگر انگریزی زبان مین۔ ہم آپ کا وہ چٹھی آپ کو واپس کردیگا نواب صاحب۔

ن۔ حضور کچا چٹھا لکھ بھیجونگا۔ رتی رتی حال جیسا آپ نے کہا ہی۔ مگر ضرور اسکا تدارک کیجیے گا بڑا اندھیر ہو رہا ہی۔ مگر بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کو اُسکا حال معلوم ہو گیا ہی۔ اب ضرور قرار واقعی بندوبست ہو جائیگا۔ اب ہمین اطمینان ہی۔ تمام شہر مین تہلکہ مچا ہوا ہے۔ دس بدمعاش کھڑے کردیے دو ایک اپنے ہی سے بدمعاشونکو جو شریف صورت ہین گواہ بنا کر عمدہ عمدہ کپڑے پہنا کر لیگیا۔ پولیس والون کو گانٹھ لیا بعض بے ایمان وکیلون سے سازش کرلی چلیے رعب بیٹھ گیا اور روپیہ صرف کرنے کو خود موجود۔

ص۔ بڑا افسوس۔ بہت بڑا افسوس۔

یہ صاحب رخصت ہوے تو ایک تحصیلدار پنشن یافتہ تشریف لائے صاحب سلامت اور مزاج پُرسی کے بعد صاحب نے پوچھا۔ آپ تحصیلدار صاحب اسی شہر کا قدیم باشندہ ہی۔ اُنھون نے کہا جی ہان حضور۔ پوچھا آپ نواب بشیر دولہ جانتا ہے کہ وہ کون ہی۔ تحصیلدار نے بڑی بے اعتنائی کے ساتھ کہا حضور مین تو مختلف اضلاع مین تحصیلدار رہا۔ اب عرصۂ دراز کے بعد یہان مستقل طور پر مقیم ہونے کا اتفاق ہوا ہے اچھی طرح لوگون سے واقف نہین لیکن اگر حضور اُسی بشیر الدولہ کو پوچھتے ہین جو یہان کا خاص

رہنے والا ہے اور کلکتے سے جا کے اب یہان واپس آیا ہے تو وہ تو ایک مشہور بدمعاش ہے مگر مجھے اُس سے کبھی سابقہ نہین پڑا اُسکی سنائی کہتا ہون اور اگر کوئی اور بشیر الدولہ ہین تو حضور مجھے نہین معلوم

صاحب کو اب اور بھی یقین ہو گیا کہ بشیر الدولہ ایک مشہور بدمعاش آدمی ہے۔ اور چونکہ آدمی منصف مزاج رعایا پرور عدل گستر نیک طینت تھے نہایت ہی رنج ہوا کہ میری مجسٹریٹی کے زمانے مین اور ایسے بدمعاش کا اتنے دن تک تدارک نہو۔ اُس روز اور کوئی صاحب بجز اُن بزرگوارون کے جنکا ذکر کیا گیا ملاقات کو نہین گیا تھا۔ لہذا صاحب اُن سب سے رخصت ہو کر جب حاضری کھانے بیٹھے تو دل مین سوچنے لگے کہ اس کا تدارک کس طرح پر کیا جائے کہ جلد اس بدمعاش کے ہاتھون سے رعایا کو چھٹکارا ملے۔ آدمی تھے خوش فکر اور مزاج مین جلد بازی اور عجلت بھی نہ تھی۔ بڑی دیر تک ہر پہلو پر غوض کیا کیے۔ کئی تدبیرین سوچین مگر ہر ایک کے ساتھ ایک ایک شق یا پیچ لگی ہوئی تھی اُس روز تعطیل تھی۔ شام کے قریب صاحب کلب گھر گئے۔ وہان کرنل راس صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس سے ملاقات ہوئی پھر منزل کے کتب خانے مین بیٹھکر یون گفتگو ہونے لگی۔

صاحب۔ ہمنے آج ایک نئی بات سُنی ہے۔ سنا یہان کوئی نواب کلکتے سے آیا ہوا ہے اور بڑی بدمعاشی پر اُسنے کمر باندھی ہے۔ اور جھوٹے مقدمے لڑاتا ہے اور عزت دار آدمیون کو دھمکاتا ہو۔

کرنل۔ ہمنے نہین سُنا۔ اسکا بند وبست کرنا چاہیے۔ وہ کون نواب ہے۔

صاحب۔ اُسکا نام بشیر الدولہ ہو۔

کرنل۔ کلکتے کا رہنے والا ہے۔

صاحب۔ نہین رہنے والا تو یہین کا ہے مگر کلکتے چلا گیا تھا وہان سے اب یہان آیا ہوا ہی

کرنل۔ بشیر الدولہ ہم دریافت کرینگے۔ تو اسکا پیشہ یہ ہے کہ جھوٹے مقدمے لڑائے اور بھلے مانسونکو دھمکائے۔ دھمکا کے کچھ وصول کرتا ہوگا

صاحب۔ سُنا تو یہ ہے کہ رئیسون کی بہو بیٹیون کو تکتا ہے اور جب وہ ہتے نہین چڑھتین تو اُن پر اور اُنکے اعزہ پر مقدمے دائر کراتا ہے اور بدمعاشون اور آپکے پولیس کو گانٹھکر پریشان کرتا ہے۔

کرنل۔ پولیس سے ہم خود تنگ ہین۔ لکھنؤ مین مسن اور تجربہ کار پولیس افسرون کی ضرورت ہے اور یہان نئے نئے آدمی بھرتی کر دیے گئے ہین ہم اُسکی ٹوہ مین رہینگے۔ اِس قسم کے آدمی بڑے خطرناک لوگ ہوتے ہین اُنسے بہت ڈرنا چاہیے اور پولیس اور گورنمنٹ دونون کی انکی ذات سے بدنامی ہی۔ ہم اِسکا ضرور تدارک کرینگے۔

کرنل راس سپرنٹنڈنٹ پولیس نے دوسرے روز اپنے ایک بڑے معتبر انسپکٹر تہیا زخان اور ایک سب انسپکٹر رام سنگھ کو بلوایا۔ مگر مختلف اوقات مین۔ صبح کو انسپکٹر اور

سے پھر کوسب انسپکٹر۔ انسپکٹر شہباز خان سے
جو اُنھون نے نواب بشیر الدولہ کا ذکر کیا تو اُسنے
قطعی لاعلمی ظاہر کی اور واقع مین وہ بشیر الدولہ
سے ناواقف بھی تھا مگر وعدہ کر گیا کہ (مین پوری
پوری تحقیقات کرکے حضور کو اطلاع دونگا۔
کہ آیا وہ اصل نواب زادہ ہے یا کسی بدمعاش
نے اپنا نام نوابون کی فہرست مین شامل کر دیا
اور لہوو لعب کے شہیدون مین داخل ہو گیا ہے
اور اگر نواب ہے تو چال چلن کیسا ہے)۔
کرنل صاحب نے بڑی تاکید کردی کہ آپ
اِسکی بہت جلد تحقیقات کر دین۔ اور انسپکٹر نے
وعدہ کر لیا کہ مین جان لڑا دونگا۔
پھر کو سب انسپکٹر رام سنگھ آئے۔
اِنسے جو کپتان صاحب نے نواب بشیر الدولہ
کا ذکر کیا تو اُنھون نے اپنی واقفیت ظاہر کی
اور کہا حضور وہ ہمارے مکان کے سامنے رہتے
ہین اور بڑے امیر نواب ہین پوچھا آپ اُنکی
نسبت کیا جانتے ہین۔ اُنکا چال چلن کیسا
ہے۔ کہا حضور مین اُنکے چال چلن کو بہت
بُرا سمجھتا ہون۔ ایک دفعہ اُنھون نے ایک
عورت کو زبردستی اُسکے گھر سے پکڑوا بلوایا اور
بیعزت کیا اور اپنے ساتھ کلکتے لے گئے اور
اُسے پھرا رکھا اور جب اُسکا مرد نالش کرنے
کی فکر مین ہوا تو اُنھون نے ایک بدمعاش کو
ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا کہ اُسکو قتل
کر ڈال۔ ایسے ایسے ہتکھنڈے کا آدمی ہے۔
صاحب۔ یہان بھی کچھ بدمعاشی کرتا ہے۔

رام۔ حضور اُسکا تو پیشہ ہی ہے یہ۔
ص۔ یہان کیا حال ہے۔
رام۔ صبح سے شام تلک اور شام سے صبح تلک
برابر عورتین آتی جاتی ہین اونچی بھی اور نیچی بھی
بڑی بھی اور چھوٹی بھی امیر بھی اور غریب بھی
اُنمین بیسوا بھی ہوتی ہین اور شوہر والی بھی
ہوتی ہین۔ سبھی طرح کی عورتین ہوتی ہین
اور دن رات دھما چوکڑی مچی رہتی ہے
اور کئی عورتین ایسی ہین جنکو اُسنے گھر ڈال لیا
اور میان کو خبر ہی نہین ہوئی کہ جورو کہان
بھاگ گئی۔ اور جو کسی سے تکرار ہوئی تو
بدمعاشون کو لگا دیا کہ مار چلو پیٹ ڈالو۔
جوتے لگا دو۔ بیعزت کرو۔ بڑا بد آدمی ہے
اور پرمیشر نے روپیہ دیا ہے۔
ص۔ بھلا آپ یہ بھی دریافت کرکے بتا
سکتے ہین کہ آجکل سے ہمارے پولیس کا کون
کون گٹھا ہے۔
ر۔ ہان حضور جو ٹھیک ٹھیک دریافت ہوگا
عرض کرونگا مگر اتنا جانتا ہون کہ دو آدمی
گٹھے ہوے ہین ایک انسپکٹر۔ اور دوسرے
کوتوال۔
ص۔ او۔ آئی سی ا آئی سی۔
ر۔ حضور اسمین فرق نہین ہے۔
ص۔ اور شہباز خان۔
ر۔ وہ بڑا اکھڑ آدمی ہے حضور۔
ص۔ اچھا اِسکے حال کی ٹوہ لو اور ہمسے کہو۔
ر۔ بہت بہتر حضور وہ جو وکیل ہے مولوی عظمت اللہ

وہ بھی اِس سے گٹھا ہوا ہے ۔
ص ۔ تو بڑا بھاری بدمعاش ہی ۔
ر ۔ اور روپے والا بھی ہی ۔ اِس سے کوئی بول نہین سکتا ۔ اور پولیس کو گانٹھ لیا ہی ۔ اب بھلا کون اُسکا مقابلہ کرے ۔ مجسٹریٹ ہے تو وہ ہے پولیس ہے تو وہ ہے ۔ نواب ہے تو وہ ہی سب ہی وہ ہے
ص ۔ اور ہم کو اب تک آپنے اطلاع نہ دی ۔
ر ۔ حضور یہ کام شہر کے کوتوال کا ہی یہ کام شہر کے انسپکٹر کا ہی ۔ ہمتو باہر کا کام کرتے ہین ہم کون بیچ مین بولنے والے تھے ۔
یہ سب انسپکٹر بھی رخصت ہوے وقت رخصت رام سنگھ سے صاحب نے فرمایا کہ بہتر ہوگا کہ آپ اور انسپکٹر شہباز خان دونون ملکر تحقیقات کیجیے مگر اِسیطرح کی تحقیقات ہو جیسی ڈٹکیٹو پولیس کے لوگ کرتے ہین کہ کانون کان کسی کو خبر نہین ہوتی اور مطلب حاصل ۔
رام سنگھ اُسی روز انسپکٹر شہباز خان سے ملا اور صاحب کا پیغام دیا اور یون مکالمہ اور مشورہ ہونے لگا ۔
ش ۔ ہان صاحب نے ہمسے بھی کہا تھا مگر یہ نواب بشیر الدولہ کون آدمی ہی ۔
ر ۔ ہم سب جانتے ہین ۔
ش ۔ وہ کہتے تھے کہ بڑا بدمعاش ہی ۔
ر ۔ اُس سے بڑھکر بدمعاش اِس شہر مین تو اب کوئی نہین ہی ۔ ایک ہی گرگا ۔ عزت دار آدمی کا جانی دشمن شریف زادیون کی بے آبروئی کرنے کا گاہک ہے ۔
ش ۔ استغفراللہ گولی مارنے کے قابل آدمی ہی دوزخ ایسے ہی لوگون سے بھریگی ۔
ر ۔ بڑا پاجی آدمی ہی ۔
ش ۔ اچھا تو پھر آج اور کل دو دن مین اُسکے کل حال دریافت ہونے چاہیین کہ کون کون عورت اُسکے پاس ہی ۔ کس کس منکوحہ کو بھگا لایا ہی ۔ اُنکے میان کہان ہین ۔ جھوٹے مقدمے کون کون دائر ہوئے ہین ۔ کون کون بدمعاش اُسکی صحبت مین رہتا ہی ۔ یہ کل حال دریافت ہونا چاہیے ۔
ر ۔ مجھے بہت سا حال تو خود ہی معلوم ہے اور باقی حال مین دریافت کرلونگا ۔ آپ اطمینان رکھین ۔ آج ہی سب امور دریافت کرکے اطلاع دونگا ۔
ش ۔ ہمنے آجتک بشیر الدولہ کا ذکر ہی نہین سنا تھا مگر خیر اب تو اُنکی شامت آگئی ۔
ر ۔ صاحب لے ہی ڈالینگے ۔
ش ۔ بہت خفا ہین ۔ کیا معلوم اُن سے کسِی نے کہدیا ہے مگر حق تعالی گواہ ہے کہ جبسے ہم نے یہ سنا ہے کہ یہ شخص شریف زادیون کی آبرو لیتا ہے اور اگر وہ نہ منظور کرین تو اُنکے اعزہ کو زحمت دیتا ہے تبسے ہماری آنکھونمین خون اُتر آیا ہی ۔ اِس قسم کا آدمی گولی مارنے کے قابل ہی ۔ ہمکو خود دلی دشمنی ہو گئی ہی ۔
ر ۔ ہمسے صاحب پوچھے کہ دل تم اب تک کیون نہین بولا ہمنے کہا خداوند یہ کام صدر کے افسر پولیس کا ہی ۔ ہمتو مفصل مین تعینات ہے

اب آپ ایک کام کیجیے۔ بندہ اُنکی قبر تک سے واقف ہے۔ مجھے تو ہ لینے دیجیے۔ دو تین منکوحہ عورتین اگر ایسی ملجائین جنکو نواب بشیر الدولہ نے بےعزت کیا ہے تو پھر مزہ دیکھیے اُسے گنٹھ جائیے اور اُنکے شوہر دن کو بھی بطمع زر اپنی طرف گانٹھ دے بس پھر دل لگی دیکھیے۔

ش۔ ہان بس مین بھی یہی سوچا تھا۔

ر۔ اسکے بغیر یہ ملعون نہ مانیگا۔

ش۔ اور صاحب کھٹ سے سزا دیدینگے۔

ر۔ چھوٹتے ہی۔ چکی پیتا ہو تو سہی۔

اس گفتگو کے بعد شہباز خان اور رام سنگھ رخصت ہوے مگر وقت رخصت خان صاحب نے اپنے دوست سے وعدہ کرا لیا کہ اس معاملے مین بڑی عرق ریزی اور جانفشانی کرینگے اور اُنھون نے کھلم کر بیان کیا کہ اگر دریغ کرین تو پاجی سمجھے گا۔

رام سنگھ نے گھر پر آکر شمسو نامے ایک شخص کو بلوایا جو رام سنگھ کا نمک پروردہ قدیم اور بڑا ارسا آدمی تھا اور کہا شمسو یار ایک معاملے مین ہمکو مدد دو تو عمر بھر احسانمند رہین اور بڑا کام نکلے)۔

شمسو ہاتھ جوڑکر سامنے کھڑا ہو گیا اور عرض کیا حضور مجھے بیوجہ بےسبب کانٹون مین گھسیٹتے ہین۔ بھلا غلام سے یہ تقریر کیسی۔ مین تو حضور پر سے قربان ہو جاؤن تو کون ملعون دریغ کرے نہ کہ ایک ادنیٰ سی بات کے لیے۔ رام سنگھ صاحب نے اُسکو قریب بلا کر آہستہ آہستہ مدعاے ضروری الاظہار سے اطلاع دی۔

رام۔ بھئی بشیر الدولہ نامے نواب کے پاس تم کبھی کبھی جایا کرتے ہو۔ یہ ہمکو خوب معلوم ہوا۔

شمسو۔ جی ہان جاتا ہون۔

رام۔ بھلا کیسے آدمی ہین۔

شمسو۔ یہ نپوچھیے بس۔ بڑے ہی چچوڑے آدمی ہین۔ ہین تو رئیس کے لڑکے مگر نچلے۔

رام۔ صحبت سُنا بہت خراب ہے۔

شمسو۔ اسمین کیا شک ہے۔ بڑا پاجی آدمی ہی ہمارے مذہب کے رو سے وہ بھی دوزخ جائیگا۔

رام۔ بھلا کیون جی شمسو کوئی تدبیر ایسی بھی ہوسکتی ہے کہ وہ پولیس کے ہتے چڑھ جاے مگر ہم بدعت نہین کرنا چاہتے۔ اور جھوٹا مقدمہ نہین دائر کرنا چاہتے۔

ہمنے سُنا ہے کہ وہ منکوحہ عورتون کو بلواتا ہے اور کسی بہانے سے بُلا کر اُنکی عزت لیتا ہی۔

شمسو۔ حضور اُسکا قاعدہ یہ ہے کہ کٹنیون کے ذریعے سے وہ بلاتا ہی۔ خلقت تو کھانے کو مرتی ہی ہی نوکری کے بہانے یا بیگم صاحب کی مصاحبت کے بہانے یا سینے کے بہانے عورتون کو بلواتا ہی۔ اُسکے گھر مین کوئی عورت تو اُسکے خاندان کی ہے ہی نہین بس وہ بیچاری بےبس ہو جاتی ہی۔ اور اکثر اچھے گھرون سے بھی بلواتا ہے غرض کہ بڑا پاجی ہی

رام۔ اچھا پھر کوئی تدبیر ایسی کرو کہ کسی عورت کا شوہر اُسپر نالش داغ دے اور یہ ملعون سزا پاجاے تاکہ اُسکے یہ ہتکھنڈے

تو جائین ۔ ہم تم کو پولیس مین نوکر رکھا دینگے ۔
مگر اس مین دل سے مدد دو ۔
شمسو ۔ تو آپ یہ چاہتے ہین کہ بشیر الدولہ
دھر لیا جاے اور عورت بھی قبولے کہ مجھے
بیعزت کیا اور اُسکا میان بھی نالش کرے
اور روپیے پیسے کا اُسپر اثر بھی نہ پہونچے ۔
آدمی تیکھا بھی ہو اور گواہ بھی جست ہون ۔
بھی یا کچھ اور ؟ ۔
رام ۔ بس بس ۔ تم خود فہمیدہ آدمی ہو ۔
مگر مقدمہ سچا ہو ۔
شمسو ۔ سچا مقدمہ لیجیے ۔ وہان تو روزمرہ
یہ باتین ہوا کرتی ہین حضور ۔ اچھا تو
پھر کل مین حاضر ہونگا اور مطلب کرکے حاضر
ہونگا ۔
رام ۔ اے تم جیو نسیر ۔ دیکھین تو سہی کہ کیا
کارروائی کرتے ہو جب جانین کہ معاملہ درست ہو
شمسو ۔ حضور آپ ایسے اُستادون کی مار
کھائی ہے آپ کی آنکھین دیکھی ہین ۔ ایسا مارون
کہ چارون شانے چت ۔
رام ۔ ہان تسمہ نہ باقی رہے ۔
شمسو ۔ حضور یہ کچھ اِس کام کا بدلا نہین غلام
چاہتا ہے بلکہ حضور کی پرانی مہربانی سے امید ہے
کہ پولیس مین جگہ دلوا دیجیے گا کہ آدھ سیر آٹے
سے لگ جاؤن ۔
رام ۔ کہہ تو دیا کہ اگر مجھے خوش کرنا چاہتے ہو
تو اس معاملے مین مدد دو ۔ کھٹ سے نوکر ہو جاؤگے ۔
یہ ہمارا ذمہ ہے ۔ جہان تک ہوسکے اِس مین

کوشش کرو ۔ ع ۔

کوشش کرو کار خیر ہے یہ

میان شمسو وعدہ کرکے رخصت ہوے اور
دوسرے روز دیسیر کے وقت تشریف لائے
کوتوال رام سنگھ کو آنکے آنے کی خبر ہوئی ۔ فوراً
بلوا لیا ۔ اور پوچھتے ہو کہا کہیں وعدے کے
توسچے نکلے ۔ کچھ کارروائی شروع بھی کی)
اُسنے ہنسکر جواب دیا حضور شروع بھی کی
اور ختم بھی کی ۔
رام ۔ اسکے کیا معنی ۔
شمسو ۔ اسکے یہ معنی کہ حضور ذرا میرے گھر تک
چلے چلین تو سب حال کھل جاے کہ کارروائی
کیسی ہوئی ہے ۔
ر ۔ معلوم تو بہت خوش ہوتے ہو جی ۔
ش ۔ خوشی کی تو بات ہی ہے حضور بلا ندم
بندے کے ساتھ چلے ہی چلیے ۔ دیر نہ کیجیے ۔
ر ۔ کچھ تھوڑا بہت حال بتاؤ تو ۔
ش ۔ حضور وہان سب معاملہ لیس ہے
چلکر دیکھ لیجیے کہ کیا کارروائی ہوئی ہے ۔
ر ۔ تو بھئی بتاتے کیون نہین ہو ۔
ش ۔ حضور مستغیث ۔ گواہ ۔ منکوحہ
عورت ۔ اور ثبوت جرم سب موجود ہے ۔
رام سنگھ فوراً میان شمسو کے ساتھ چلے
تو اُسکے گھر مین جاکر دیکھتے کیا ہین کہ واقعی کئی
آدمی بیٹھے ہوے ہین ۔ غور کرکے دیکھا کہ دو
عورتین اور دو مرد ایک عورت کوئی بیس برس
کی دوسری بوڑھیا ۔ اور مرد کا سن کوئی

چالیس برس کا اور دوسرا مرد بائیس تیئیس سے کم۔ دیکھتے ہی خوش ہو گئے۔

رام ۔ عورت یہ ہے نا۔

شمسو ۔ حضور۔ یہ عورت اِس مرد کی ہے (چالیس برس والے مرد کی طرف اشارہ کر کے)

رام ۔ یہ تمھاری بیوی ہی جی۔

شمسو ۔ ہان صاحب اِسی کی ہی۔ اور یہ دونون اِسکے گواہ ہین۔

رام ۔ اِنکی گواہی معتبر سمجھی جائیگی؟

شمسو ۔ اِنکی گواہی ایک طرف خود بشیر الدولہ کے ہاتھ کے لکھے ہوے ہین۔ یہ لفافہ ملاحظہ ہو۔

رام سنگھ نے لفافہ لیا تو سادہ۔ کھولا تو اس مین یہ لکھا ہوا تھا۔

بخدمت حضور نواب بشیر الدولہ صاحب بہادر جناب والا۔ کورنش۔

اسوقت حضور کا وہ معشوق جسکی حضور کو بڑی تلاش تھی آیا ہی۔ سمجھ جایئے یعنی اِس سپاہی کی بیوی۔ مگر چونکہ منکوحہ عورت ہے لہذا دن کو نکلتے ہوے جھجکتی ہی۔ وہ کہتی ہی کہ شاید دس ہفتے تک آپنے اُسکو اپنے گھر رکھا اور بیوی اور میان کی طرح رہے اور پھر اُسکے میان کے خوف سے اُسکو نکال دیا اور ایک جھنجھی تک ندی۔ اب اُسکے میان سے اور اُس سے کھٹ پٹ ہوئی ہی۔ اور وہ بھاگ آئی ہی جیسا حکم ہو ویسا کیا جائے۔ پیشتر کی نسبت اور بھی زیادہ جوبن ہی۔ آپ یا خود آیئے یا شام کو اُسکو بلایئے۔

ورنہ کوئی اور اُسکو لے بھاگیگا۔ ع۔

مصلحت بین دکار آسان کن

جواب جلد عنایت ہو۔ آپکا خادم (نام سپاہی کا مٹا ہوا) دیگر یہ کہ وہ بھوکی ہے اور بڑی تکلیف مین بازار سے کھانا منگوایا ہے مگر اسوقت بھلا کیا ملیگا۔ اگر ممکن ہو تو کچھ بھیجو کہ بیچاری بھوکی اور قابل رحم ہے۔

اُسکی پشت پر یہ جواب لکھا تھا۔

مشفقی یار تمنے اِسوقت جِلا لیا۔ واللہ جان تازہ جسم مین آگئی۔ ع۔

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

خانۂ احسان آباد۔

کریمن کے آنے کی خوشخبری کیا سنائی کہ مول لے لیا۔ ع

درم ناخریدہ غلام توام

ہماری معشوقہ گلبدن کی شکایت بالکل بیجا ہے کہ ہمنے اُسکے میان کے خوف سے نکال دیا۔ ہرگز نہین۔ اُسکے میان کا ہمکو ذرا خوف نہین اول تو اُسکے میان کے فرشتے خان کو بھی کانون کان خبر نہ ہوتی کہ جورو کہان ہی۔ اور اگر خبر ہوتی بھی تو زنا کا ثبوت کہان سے لاتا۔ ہم اندھیرے اُجالے ٹہرا دیتے۔ اور پولیس ہماری سی کہتا۔ وہ میرے پاس دو ہفتے یا کچھ کم و بیش میری بیوی بنکے رہی مگر مین نے خوش بھی کر دیا۔ ع۔

مین لاکھ کی دو لاکھ کی پروا نہین کرتا

اور پھر کسی کے لیے جسپر میری جان جاتی ہی۔

دیکھی جو وہ صورت و شمائل
دل ہو گیا بسمل و رگھائل

یہ شعر ابھی برجستہ تصنیف کیا ہے۔
کریمن کو قفس مین سوار کرکے ابھی ابھی بھیجدو اور اگر یار انے مین برا نہ مانو اور کلسر شان نہ سمجھو تو بھائی خود بھی ساتھ آؤ۔
اسکا میان تو پہلے تار گھر مین نوکر تھا پھر ریل پر سپاہیون مین نوکر ہوا اب خدا جانے کہان ہے۔
چاندخان اسکا نام ہے اگر وہ مل سکے تو تلاش کرلو اور یہان بھیجدو کہ مین اسکو گانون پر بھیجدون اور یہان گلچھرے اڑادون۔ ع

کسکی رہی اور ہے کسکی

کریمن جان کے لیے انگور کی دو پٹاریان اور ایک انار اور سیب بھیجتا ہون۔
راقم۔ بشیر الدولہ
رام۔ (خوش ہوکر) یہ اسی کے دستخط ہین۔
شش۔ اس مین کیا شک ہے حضور۔
ر۔ اور بشیر الدولہ کو لکھا کس نے تھا۔
شش۔ یہ حضور ابھی نہ بتاؤنگا۔
ر۔ کارے کردہ شمسو۔
شش۔ خداوند تسمہ نہین باقی رکھا مین نے۔
ر۔ بیشک۔
شش۔ حضور دیکھتے ہی بلائین۔
ر۔ تمھارا کیا نام ہے جی۔
شش۔ اپنا نام بتاؤ جوان۔
سپاہی۔ ہجور ہمارا نام چاندخان۔

ر۔ یہ تمھاری بیاہتا بیوی ہے۔
چاند (دبے دانتون) جی ہان ہجور اگر یہ عملداری نہوتی تو گھر مین گھس کے (گالی) کو اتنی چھریان بھونکتے کہ (گالی) تمام عمر یاد ہی تو کرتا۔ اب بھی جو اگر سرکار دربار مین کچھ نہوا تو دیکھا جائیگا۔ یا تو ہمارا ہی سر نہین یا اسی کا نہین۔ جاتا کہان ہے۔
ر۔ تم۔ اس سپاہی کی بیاہتا عورت ہو جی۔
عورت۔ (جھیپ کر منھ پھیر لیا۔
چاند۔ بولتی کیون نہین ہے۔ کتوال صاحب مین ر۔ منھ سے بولو جی۔ ہم اسکو ایسی کڑی سزا دلوائینگے کہ دوتے نہ بن پڑیگی۔
چاند۔ ہجور کام تو گولی ہی مارنے کا ہے آگے مرجی حاکم ہے۔
اس گفتگو کے بعد شمسو نے ایک اور خط جیب سے نکال کر رام سنگھ کو دیا اور کہا حضور یہ خط بھی ملاحظہ ہو رام سنگھ نے پڑھا تو وہی دستخط ویسا ہی کاغذ۔ وہی قلم وہی روشنائی۔
ارے یار۔
احسان کیا ہے تو پورا احسان کرو۔ ع

سوختم سوختم این راز نہفتن تاکے

بھائی وہ کافر صورت یاد آگئی۔

مژہ پیکان کا ہی ٹکڑا اکہ سری کا ٹکڑا
مکھڑا ہی چاند کا ٹکڑا اکہ پری کا ٹکڑا

اب دیر کا ہیکو کرتے ہو۔ کہین ہمارا قاصد تو نہین بھٹک گیا۔ ع

راستہ دیکھا نہین قاصد بھٹکتا جائیگا

یہان اسوقت شادی مرگ کی سی کیفیت ہے

کرون اگر مین رقم ہئیت کا آج آہنگ
تو نکلے میرے قلم سے صدا بربط و چنگ

کریمن کا نام سنتے ہی واللہ دیوانہ ہو گیا -

بنایا کامل مشاطہ نے سودائی ہزارون کو
پری بنکر یہ ناگن ڈس گئی شامت کے مارون کو

خدارا اب انکو سوار کرکے بھیج دو ورنہ دم بہلو مین خفا ہو جائیگا -

کیا قہر ہی جتنا کہ وہ چاہت سے رکی ہی
اتنا ہی اُسے چاہینگے ہم اور زیادہ

بندہ منتظر بیٹھا ہی - طالب دیدار بندہ
بشیر الدولہ مشتاق جمال یار

رام - یہ پیچھے بھیجا ہو گا -

شش - جی ہان - ہی تو ہت کامل حضور -

رام - اب نہین بچ سکتا - بس گیا گذرا -

شمسو - حضور تو یہ بیچارہ تو اب کہین نوکر بھی نہین ہی - کہیے تو غلام اپنے گھر پر اسکو ٹکا لے مگر کھانے پینے کا حضور کو بندوبست کرنا ہوگا

رام - دے و میان بیوی یہ ہین اور ایک تم ہم نان بائی کو حکم دیدینگے کہ صبح کو کوئی سیر بھر کی چپاتیان اور کوئی آدھ سیر خشکہ اور ماش کی دال اور ترکاری دیجایا کرے اور شام کو روغنی روٹی یا شیرمال اور کوئی ہر کے کباب بکری کے اور قورمہ دیجایا کرے مزے سے تینون آدمی ٹکڑے کھاؤ اور مزا اڑاؤ

شش - بس آپ حکم دیتے جائیے -

ر - اور اوپر کے پھٹکل خرچ کے لیے دو آنے روز مقرر کیے دیتے ہین - تیل ہی - دیا ہے بتی ہی - کسی شے کے کھانے ہی کا جی چاہا -

باقی رہا دھوبی اور میان بھشتا اور نائی - یہ سب ہمارے ذمے ہے -

چاند - ہجور ہم اپنے پاس سے کھائینگے - اور ہجور کو کبھی کسی بات کی تکلیف نہ دینگے -

ہان جو سرکار ہمپر رحم کرین تو نالش ہو جاے -

رام - دیکھتے تو جاؤ - مگر تم کہین گڑبڑ نہ کر دینا ایسا نہو یہ عورت کچھ کا کچھ کہدے -

چاند - ہجور یہ عورت بد نہین ہی - مگر ہجور اسکو جال مین پھانس لیا اور عورت تو عورت ہوتی ہے لڑ سکتی نہین بے بس - اور ہجور چودہ دن تک اسکو بند کر رکھا اسکا کون کسور ہے

رام - یہ سب گواہی دینی ہوگی - ہم سب سمجھا دینگے تم آرام سے رہو بس -

رام نے اِن دونون کو اپنے دوست میان شمسو کے سپرد کیا اور انسپکٹر شہباز خان سے جلکے کل حال بیان کیا - انھون نے یہ خوشخبری سنی تو جامے مین پھولے نہ سمائے کہ بڑے موذی کو مارا اور یہ دونون ملکر صاحب مجسٹریٹ کی کوٹھی پر گئے - اطلاع ہوئی اور دونون ایک ہی وقت طلب کیے گئے -

صاحب - ول صاحب کچھ مطلب بھی نکلا -

رام - حضور بشیر الدولہ کی ایک چوری پکڑی ہی

ص - چوری ! کیا چور بھی ہی -

رام - چور نہین ہی - مطلب میرا یہ کہ ایک جرم مین وہ ابھی ابھی ماخوذ ہو سکتا ہے -

ص - وہ کیا -

شہباز - خداوند ایک سپاہی کی منکوحہ

جورو کو اس بہانے سے بلوایا کہ بیگم صاحب نوکر رکھینگی اور محلسرا مین لے گئے تو وہ ہکا بکا کہ نہ بیگم نہ کوئی عورت یہ مین کہان پھنس گئی۔ دو ایک مہریان تھین وہ بھی ہٹ گئین۔ عورت بیچاری کیا کرسکتی ہی۔ ایک دن کے قریب اُسکو اپنے گھر مین زبردستی رکھا۔ آنا جانا سب بند۔

ص۔ جبر بیجا بھی ہی۔ زنا بھی ہی۔

رام۔ حضور سنتے تو جائیے۔

شہباز۔ جب اُسکے میان کو خبر ہوئی کہ کسی نواب نے زبردستی اُسکو گھر ڈال لیا تو وہ تلاش کرنے لگا کہ کسے نواب ہین۔

ص۔ اُسکا مرد کہان کا سپاہی ہی۔

ر۔ حضور پہلے تار گھر مین نوکر تھا پھر ریل مین نوکر ہوا اب آجکل بیکار ہی۔

ص۔ کیون موقوف کیا گیا۔

ر۔ اُسنے خود استعفا دیدیا۔ کام وقت کا تھا۔

ص۔ اُسکی عورت بد ہے۔

ر۔ نہین خداوند۔ بد نہین ہی۔ مگر دروازہ بند کرکے اُسکو قید کرلیا وہ کیا کرسکتی تھی۔

ص۔ تو وہ مرد اور عورت کہان ہین۔ اُن کو بلاؤ اور اپنی تشفی کرلو کہ مقدمہ بناوٹ کا یا جھوٹا تو نہین ہی۔ ہم جھوٹا مقدمہ نہین چاہتے اگر بشیر الدولہ نے سچ مچ ایسا کام کیا تو اُسکو سزا ملنا چاہیے مگر اس سے یہ دشمنی کرنا عقل کا بات نہین کہ جھوٹ تہمت اُسپر لگایا جاسکے۔ ہماری یہ راے ہے۔

رام۔ خداوند پورا قصہ تو حضور نے سنا ہی نہین۔ جب اُسکے میان نے اپنی بیوی کی ادھر ادھر تلاش کی تو بشیر الدولہ نے ایک بدمعاش کو پانچ سو روپے دینے کا وعدہ کیا کہ اندھیرے اُجالے اُسکو مار ڈالو۔

ص۔ بائی جو وہ ایسا بدمعاش آدمی ہے۔ اُس کا ضرور تدارک کرنا چاہیے۔

رام۔ خداوند اب وہ بچ نہین سکتا۔ اب اُسکی بدمعاشی کا پیمانہ لبریز ہو گیا ہی۔ اور اِس مقدمہ مین ایسا کامل ثبوت ہے کہ کسی طرح بچ ہی نہین سکتا۔

ص۔ دل یہ تو مقدمے کی روئداد سے معلوم ہوگا۔

ش۔ خداوند رام سنگھ نے انعام اور ترقی کا کام کیا ہے۔

رام۔ حضور بشیر الدولہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا دکھادون جب کی سنیے۔

ص۔ اُسنے کیا لکھا ہے۔

رام۔ لکھا ہے کہ مین اور سپاہی کی بیاہتا جورو اسطرح تین ہفتے تک رہے جیسے میان اور بیوی رہتے ہین اور مین نے اُسکو بہت کچھ روپیہ دیا۔ اگر اب بھی وہ آئے تو مین اُس کو گھر ڈال لون۔ ممکن نہین کہ اُس کے میان کو کانون کان خبر ہو اگر اسکا میان نوکری چاہے تو ہم اپنے گانون پر بھیجدین۔

ص۔ اِسی طرح کا عبارت اُسکا لکھا ہی!

رام۔ حضور اِس سے بڑھکر۔

ص۔ ہو نہین سکتا۔ کوئی پاگل ایسا لکھدے

تو لکھدے جسکے ہوش حواس درست ہونگے
وہ ہرگز نہین لکھ سکتا - اور کیون لکھنے لگا بھلا
رام - حضور یہ خط موجود ہی - اور اُس کا ثبوت
ہم دینگے کہ خاص اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہی
شہباز - مین پڑھکے سُنا دون حضور -
مشفقی - یار تم نے اِسوقت جِلا لیا -
واللہ جان تازہ جسم مین آگئی -

اے وقت تو خوش کہ وقت ما خوش کردی

خانۂ احسان آباد -
کریمن کے آنے کی خوشخبری کیا سُنائی کہ
کہ ہسم کو مول لے لیا -

درم ناخریدہ غلامِ تو ام

ص - دل کریمن کے کیا معنی -
رام - حضور یہ اُس سپاہی کی جورو کا نام ہی -
ص - اچھا آگے پڑھیے -
شہباز - بہت خوب ہو کریمن کے آنے کی
خوشخبری کیا سنائی کہ مول لے لیا - ع -

درم ناخریدہ غلام تو ام

ہماری معشوقہ گلبدن کی شکایت بالکل بیجا ہی
ص - معشوقہ کسکا نام ہی -
ش - خداوند - معشوقہ -
رام - سر معشوقہ کے معنی بلّو ڈ‍ڈ -
ص - (مسکرا کر) او! گو آن -
شہباز - شکایت بالکل بیجا ہے کہ ہمنے اُسکے
میان کے خوف سے اُسکو نکال دیا - ہرگز نہین
اُسکے میان کا ہمکو ذرا خوف نہین - اول تو
اُسکے میان کے فرشتے خان کو بھی کانون کان
خبر نہوتی کہ جورو کہان ہی اور اگر خبر ہوتی بھی
تو زنا کا ثبوت کہان سے لاتا ہم اندھیرے
اُجالے پٹوا دیتے - اور پلیس ہماری سی کہتا
وہ میرے پاس دو ہفتے یا کچھ کم و بیش میری
بیوی بن گئی ہی مگر مین نے اُسکو خوش بھی کردیا -
ص - دل - یہ تو بہت صاف صاف لکھا ہی
یہ تو صاف ماخوذ ہوسکتا ہے -
رام - حضور اب اِسکے ماخوذ ہونے مین کیا
بات باقی رہگئی ہی - بیچ کھیت سزا پائیگا -
ش - ہان حضور وہ مگر مین نے خوش بھی
کردیا - ع -

مین لاکھ کی دو لاکھ کی پروا نہین کرتا

اور پھر کریمن کے لیے جسپر ہماری جان جاتی ہی

دیکھی جو وہ صورت و شمائل
دل ہوگیا بسمل اور گھائل

یہ شعر ابھی برجستہ تصنیف کیا ہے -
ص - وہ عورت دیکھنے مین کچھ اچھی ہی -
رام - جور کا ہے حضور -
ص - عمر کیا ہے -
رام - کوئی اُنتیس تیس برس کی -
ص - دل - گو آن -
شہباز - دو کریمن کو فنس مین سوار کرکے ابھی
ابھی بھیجدو اور اگر یار لانے مین بُرا نہ مانو اور
کسر شان نہ سمجھو تو بھائی خود بھی ساتھ آؤ -
ص - یہ کسکے نام ہے -
رام - حضور یہ ابھی نہ بتاؤنگا -
ص - دل - گو آن -

ش - اُسکا میان تو پہلے تار گھر مین نوکر تھا
پھر ریل پر سپاہیون مین نوکر ہوا - اب خدا جانے
کہان ہی چاند خان اُسکا نام ہی - اگر وہ ملے
تو تلاش کرلو اور یہان بھیجدو کہ مین اسکو گانون
پر بھیجدون اور یہان گلچھرے اڑادن - ع

کسکی رہی اور رہیگی کسکی

کریمن جان کے لیے انگور کی دو پٹاریان
اور ایک انار اور دو سیب بھیجتا ہون -

راقم بشیر الدولہ

صاحب یہ خط پڑھکر بہت خوش ہوے کہ
بشیر الدولہ نے صاف صاف اقبال کرلیا
اب اگر عدالت مین اسکے خلاف بیان کرے
تو دروغ حلفی کا دوسرا مقدمہ دائر ہو - مگر
رام سنگھ اور شہباز خان سے کہا کہ شاید وہ
اجلاس مین یہ کہدے کہ مین نے نشے کی حالت
مین یہ خط لکھدیا یا کسی دشمنون نے مجھے بلا کر
لکھوا لیا ہوگا مجھے یاد نہین کریمن نے کب لکھا تھا
رام - حضور یہ دوسرا خط بھی ملاحظہ ہو - ملا لیجیے
ایک ہی خط - ایک ہی روشنائی ایک قلم ہے -
ص - اچھا اسکو پڑھکر سناؤ -
رام - حضور اسمین لکھا ہی -

"اوے یار -

احسان کیا ہے تو پورا احسان کرو -

سوختم سوختم این راز نہفتن تا کی

بھائی وہ کافر صورت یاد آگئی -

مژہ پیکان کا ہے ٹکڑا کہ برچھی کا ٹکڑا
مکھڑا ہے کہ چاند کا ٹکڑا کہ پری کا ٹکڑا

اب یہ ذکر کا ہے کو کرتے ہو - کہین ہمارا
قاصد تو نہین بھٹک گیا -

راستہ دیکھا نہین قاصد بھٹکتا جائیگا

یہان اسوقت شادی مرگ کی سی کیفیت ہے

کرون اگر مین رقم تہنیت کا آج آہنگ
تو نکلے میرے قلم سے صدائے بربط و چنگ

کریمن کا نام سنتے ہی واللہ دیوانہ ہو گیا -
ص - کریمن کسکا نام -
رام - حضور اسی سپاہی کی بی بی کا نام ہی
ص - اوہاں ہم بھول گئے تھے - گو آن -
رام - " " واللہ دیوانہ ہو گیا -

اپنا یا کاکل شکین نے سودائی ہزار ونکو
پری بنکر یہ ناگن ڈس گئی شانے کے اونکو

خدارا اب انکو سوار کرکے بھیجدو ورنہ
دم پہلو مین تنہا ہو جائیگا -

کیا قہر ہے جتنا کہ وہ چاہت سے رکے ہین
اتنا ہی اُسے چاہینگے ہم اور زیادہ

بندہ منتظر بیٹھا ہے -

طالب دیدار بندہ بشیر الدولہ
مشتاق جمال یار

ص - یہ دوسرا خط ہے -
رام - حضور سے ثبوت یا نہین ہی خداوند -
ص - ہان بیشک ہے - مگر شرط یہ ہے کہ
اُسی کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہو - اسکا ثبوت
البتہ چاہیے کہ اسکا راقم وہی شخص ہی -
رام - یہ میرے ذمے ہے اس سے اطمینان
رکھیے -

صاحب سے رخصت ہو کر رام سنگھ اپنے گھر کو واپس آئے اور اس فکر مین تھے کہ بشیر الدولہ کی خاص تحریر کسی بہانے سے دیکھنے مین آئے۔

بشیر الدولہ کی شامت اعمال سے اُسی روز رام سنگھ کوتوال کے ہان ایک مہمان آکے ٹکا۔ یہ اُنکے وطن جگدیس پور کا ایک پنشن یافتہ صوبہ دار تھا۔ قوم کا برہمن۔ شب کو انسپکٹر شہباز خان جو رام سنگھ سے ملنے کو آئے اور اُنکی بشیر الدولہ کے باہم آہستہ آہستہ گفتگو ہونے لگی تو یہ نام سنکر صوبہ دار چونکا۔ کہا بشیر الدولہ کون وہ نواب تو نہین جو کلکتے سے یہان آیا ہے اور یہین کا رہنے والا ہی۔ وہ تو بڑا بدمعاش ہے۔ رام سنگھ نے پوچھا آپ اُسکو کہان سے جانتے ہین۔ کہا وہ اب کہان ہے ہم تو اُسکی تلاش مین بہت دن سے ہین لوگ اُسکو ڈھونڈھتے ہوئے کلکتے گئے تھے وہان سنا لکھنؤ گیا ہی۔ لکھنؤ آئے تو سنا یہان سے پھر کلکتے کو گیا۔ اب اِن دونون کو اور بھی فکر ہوئی کہ یہ کیا بات ہے۔ باصرار تلاش کا سبب دریافت کیا تو صوبہ دار نے کہا (ہم یون نہین بتائینگے تاوقتیکہ ہمکو یہ نہ معلوم ہو جائے کہ وہ آپ لوگون کا دوست ہے یا نہین)

رام سنگھ نے کُل قصہ صاف صاف کہ سنایا اور کمرے کا دروازہ بند کر لیا۔ اور صوبہ دار کو تشفی دی کہ آپ راست راست بلا کم و کاست فرما دیجیے ہمکو تو خود ہی فکر ہے کیونکہ اُسکی بدمعاشی کا حال اب حکام تک مشہور ہو گیا ہی۔ اور سب اُسکے بر سر پرخاش ہین۔ اگر آپ سے بھی ہمین کچھ مدد ملے تو احسان ہوگا۔

صوبہ دار نے بیان کیا کہ چھ مہینے کا عرصہ ہوا کہ ایک اہیرن پر نواب بشیر الدولہ عاشق ہوے اور اُسکے پاس پیغام بھیجا اُسنے انکار کیا مگر روپیہ بخشنے سے جب اُنھون نے طمع زر دی تو وہ بھی پھسل گئی۔ مگر اُسکا باپ بڑا اکائیان ایک ہی بگڑے یار تھا۔ اُسنے کہا کہ اِس شخص کی لڑکی کنواری ہی۔ اگر آپ یہ ذمہ کر لین کہ مین تمام عمر پچاس روپیہ مہینا دیا کرونگا تو خیر۔ نواب صاحب تو فریفتہ تھے ہی فوراً ایک کاغذ پر لکھدیا مگر اہیر نے اُس کاغذ کے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا کہ آپ میرے وکیل کے مشورے سے جسطرح وہ بتائے لکھدیجیے چنانچہ نواب صاحب نے لکھکر مہر کر دی اور اپنے دستخط کر دیے ایک میرے دستخط ہوے اور ایک مسلمان زمیندار رئیس کے دو مہینے تک نواب کے گھر مین وہ رہی اسکے بعد نواب صاحب نے اُسکو تماشے کے دھوکے سے ایک عورت کے ساتھ میلا دکھانے کو بھیجا اور میلے مین سے وہ عورت اُسکو چھوڑ کر چلدی۔ لوگون نے اُسکو پہچانا۔ اِسکے گھر لے گئے اب وہ دور سے کھانا پاتی ہے اور زار زار روتی ہی کہ نہ اِدھر کی رہی نہ اُدھر کی رہی۔ اور جسوقت اُسکو میلا دکھانے کو بھیجا تھا کُل زیور نکال لیا تھا کہ ایسا نہ ہو کوئی زیور پر ہاتھ ڈالے۔ لاکھ لاکھ تلاش کی مگر اُس کا پتا نہ ملا نہ ملا۔ اب آپکی زبانی جو اُسکا نام سنا تو کان کھڑے ہوے معلوم ہوا کہ وہی ہی۔

شہباز۔ وہ کاغذ پاس ہے۔

صوبہ۔ بیشک وہ کہاں جاسکتا ہے۔

رام۔ تو اُس چھوکری اور اُسکے باپ اور اِس کاغذ کو لائیے۔ آپ تو اچھے ملے واللہ بڑے موقع پر مدد دی۔

صوبہ۔ لیکن اتنا یاد رکھیے گا کہ اگر بشیر الدولہ کو ذرا بھی خبر ہوئی تو پھر وہ کوئی ایسی تدبیر سوچیگا کہ آپکے بنائے کچھ بھی نہ بن پڑیگا اور وہ نلوہ بال بال بچ جائیگا۔

رام۔ بھلا ہم پولیس افسروں سے بات پھوٹے تو انتہا ہے بس۔ ہم چھاپہ تک تو دینگے نہیں۔ مگر ایک امر دریافت طلب یہ ہے کہ وہ چھوکری بیاہی تھی کہ بن بیاہی۔

ص۔ اُسکی شادی ہو گئی تھی جی۔ اُس کا میاں دوسرے گاؤں میں رہتا ہے مگر غریب سا آدمی ہے اُسکے خسر یعنی چھوکری کے باپ نے کچھ دے لے کے اُسکو راضی کر لیا ہے۔

رام۔ اب آپ ایک کام کیجیے۔ اُسکی اُن کو بُلوائیے اور باپ کو۔ باپ کی جانب سے تو کوئی نالش نہو مگر اُسکا میاں نالش کر دے

شہباز۔ نہیں۔ اِسمیں گڑبڑ ہو جائیگا۔ وہ کہدیگا کہ جب اِسکے باپ نے رضامندی ظاہر کی اور مجھسے کاغذ پر دستخط کرا لیے اور دو معتبر آدمیوں کی گواہی ہو گئی تو مین کیونکر جان سکتا تھا کہ وہ بیاہتا عورت ہے باقی رہا ماہواری جو دینے کو کہا تھا وہ دیتا جائیگا۔

رام۔ اچھا تو بدچلنی تو ثابت ہو گی کہ اِس سے وعدہ کر کے ستیاناس کیا اور میلے کے بہانے سے نکال دیا یہ تو ثابت ہو گا کہ اِس ملعون کے قول و فعل کا کوئی اعتبار نہین ہے۔ آپ اِن سب کو بلوائیے ادھر ایک مقدمہ اور تیار ہے اور یہ دوسری ہت پلیتی دیکھیگی تو دل لگی ہوگی اور تب تک دو ایک اور مقدمے دائر ہو جائین تو عجب نہین۔ حکام پر ظاہر ہو جائیگا۔ کہ یہ بھلے مانسوں کی بہو بیٹیوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہے۔ اور یہی ہمارا منشا ہے کہ دو ایک ایسے مقدمے صبح شام اور آیا ہی چاہتے ہین اور سب مقدمے چلاس پر جاتے ہین ثابت ہو جاے اور کسی مین دو برس کسی مین ایک برس اور کسی مین چھ مہینے قید سخت کی سزا دیجاے۔ جرمانے کو تو وہ کچھ سمجھیگا نہین۔ روپے والا آدمی ہے۔ زردار ہے۔ قید البتہ اُسکے کردار بد کی سزا ایسے مناسب ہے

شہباز۔ ہم تو آپ سے کہہ ہی چکے ہین کہ ہمکو اس کمبخت آدمی کی صورت سے نفرت ہے۔ سپاہی کی جانب سے آپ مقدمہ دائر کرا دین۔ دوڑ دھوپ مین ہم بھی شریک ہین اور دامے درمے قدمے سخنے مدد کو بھی موجود ہین۔ اور اِسکا ہمکو اور آپکو اور صاحب کو خیال ہی ہے کہ جھوٹا مقدمہ نہ دائر ہو سچا مقدمہ دائر ہو۔ اور اِن دونوں مقدموں سے بڑھکر اور سچا مقدمہ کیا ہو گا کہ تحریری شہادت موجود ہے اور خود اقبال کرتا ہے کہ منکوحہ عورت کو اپنی بیوی کی طرح پر رکھا اور اب بھی خواستگار ہے کہ اگر وہ ملے تو فوراً بھیجدیجاے اُسکے میاں کو گاؤں پر بھیجدونگا

اور خود کلچھرے اڑاؤنگا۔ مگر ہان اُسکے دستخط نہوے تو کل کارروائی ملیامیٹ ہوجائیگی پہلے اِس کا اطمینان کرلیجیے کہ دستخط بھی اُسی کے ہین بس پھر فتح ہی چار دن شانے چت

صاحب کو لوگون نے انسپکٹر اور کوتوال کی جانب سے خوب بھر دیا کہ جب تک یہ دونون اِس شہر مین رہینگے بشیر الدولہ پر ہرگز آنچ نہ آسکیگی یہ سب قادر بیگ کی چالین تھین اِنکا نتیجہ سُنیے کہ بے سان گمان ایک روز دفعۃً انسپکٹر پولیس کے نام پروانہ پہونچا کہ تم لکھنؤ سے محمدی ضلع کھیری کو بدلے گئے اور تمھین تاکید کیجاتی ہے کہ بفور رسید پروانہ تم انسپکٹر شہباز خان کو چارج دیکر آج ہی روانہ محمدی ہو۔ اِسکی تعمیل کو اپنا فرض اور اسکی عدم تعمیل کو اپنے ضرر کا باعث سمجھو یہ پروانہ پڑھتے ہی انسپکٹر کے ہوش غائب غلہ ہو گئے کہ پروانہ کاہیکو بم کا گولہ ہے۔ پھر غور سے پڑھا کہ کہین کسی اور انسپکٹر کے نام تو نہین ہے۔ سخت صدمہ ہوا کہ اِس گلزار مقام سے بدل کر اُس کورِدہ مین بھیجے جاتے ہین۔ اپنے سب انسپکٹر کو بُلا کر یہ پروانہ دکھایا تو وہ بھی متحیر ہوگیا علٰحدہ کمرے مین جا کر سرگوشی ہونے لگی۔

ا۔ (انسپکٹر) کچھ ہماری سمجھ مین نہین آتا۔

س۔ (سب) لاحول ولاقوۃ کیا رنج ہوا ہے واللہ۔

ا۔ آخر غور تو کرو یہ بات کیا ہے۔

س۔ کسی کا جوڑ چلگیا؟

ا۔ شہباز خان انسپکٹر کی تو بدمعاشی نہین ہے

ش۔ کیا عجب ہے۔

ا۔ ہم صاحب کے پاس جائینگے اور پوچھینگے کہ حضور ہمسے کونسی خطا سرزد ہوئی جسکے جلد وین ہم یون راندے جاتے ہین۔ بے وجہ بے سبب یہان سے محمدی کی بدلی مین ہمارا بڑا نقصان ہوگا

س۔ ضرور کہیے اور نہ مانین تو صاحب انسپکٹر جنرل کو عرضی دیجیے کہ ہمارا کیا قصور ہے۔

ا۔ جی چاہتا ہے استعفا بھیجدون بس۔

ش۔ خاصے مزے مزے انسپکٹری کرتے تھے

	نے غم دزدے نے غم کالا
این از کجا رسید دگر بار لغیات	

چلکر سر رشتہ دار سے دریافت کیجیے۔

ا۔ ہان ہم بھی یہی سوچے تھے۔

تھوڑی دیر مین یہ دونون سر رشتہ دار کے گھر پر گئے صاحب سلامت کے بعد انسپکٹر نے اپنی مصیبت کا حال بیان کیا کہ خدا جانے کن ذات شریف نے چغلی کھائی اور صاحب کو ہمسے بدظن کر دیا۔ آپ اسمین اگر کچھ مدد دین تو احسان ہوگا۔ اب سُنیے کہ سر رشتہ دار نواب رونق جنگ بہادر کا دوست اور محمد عسکری کی پارٹی کا آدمی تھا جب انسپکٹر صاحب اپنا سارا دکھڑا رو چکے تو سر رشتہ دار نے کہا مجھے آپ کی بدلی کا حال اب تک نہین معلوم ہوا تھا۔ کیونکہ مین نے کل دو گھنٹے کی چھٹی لی تھی۔ آپ کہان بدل دیے گئے) اُنھون نے جواب دیا (جی کھیری کے ضلع مین۔ محمدی مین بدلا گیا۔

سررشتہ دار نے مسکرا کر کہا (اوہ بڑی دور پھینکا۔ یہ کہیے کہ جہنم ہی کو سیدھا بھیجدیا۔ بڑے افسوس کا مقام ہے اور اب آپکی جگہ پر یہان کون آئیگا۔ کوئی باہر سے آئے شاید۔ بڑا افسوس ہوا۔)

سب۔ کوئی بات اسکی تہ مین ضرور ہے۔ کبھی ذات شریف نے چغلی کھائی ہے یا شکایت کی ہے جب تو یہ ہوا۔

سررشتہ۔ ہمارے صاحب چغلی سُننے والے نہین ہین جناب۔

سب۔ آخر بھر بیٹھے بٹھاے یہ کیا سوجھی۔

سررشتہ۔ اب ہم بھلا کیونکر کہہ سکین۔

رموز مصلحت ملک خسروان دانند
گداے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

ایسا نہو کہین آپ کو بھنگا بدل دین۔

سب۔ کیا تعجب ہے۔

ا۔ خدا نکرے یہ بیچارے اور بھی پریشان ہون گے۔ لڑکے بالے تو انکو وہان کہان لیکے جائینگے۔ تھوڑی دیر کے بعد یہ دونون رخصت ہوے مگر سررشتہ دار کی تقریر سے سخت ناراض گالیان دیتے ہوے جاتے تھے۔

سوچے کہ صاحب کے بنگلے پر چلکر رو مین شاید کوئی نتیجہ نکلے۔ پہونچے اطلاع ہوئی پہلے انسپکٹر صاحب بلائے گئے۔

ا۔ (جنگی سلام کرکے) حضور۔

ص۔ آپ محمدی نہین گیا۔

ا۔ حضور ابھی تو پروانہ پایا ہے۔

ص۔ آپ کو فوراً روانہ ہونا چاہیے۔

ا۔ خداوند ایک التماس ہے۔

ص۔ آپ فوراً جائین۔

ا۔ خداوند بندگی بیچارگی۔

ص۔ آپ جانے کا بندوبست کیجیے دوسرا بات نہین ہوسکتا۔

ا۔ حضور غلام کی کیا خطا ہے۔

ص۔ حاکم کا حکم۔ بس۔

ا۔ تو حضور ایک ہفتے کی مہلت ملے۔

ص۔ آپ کو آج لکھنؤ چھوڑ دینا ہوگا۔

ا۔ حضور — غلام سے کبھی — کوئی تکرار حکم حاکم۔

ص۔ اچھا صاحب سلام۔ کار بد کا ہمیشہ کار بد نتیجہ ہے دل سلام۔

ا۔ اچھا تو حضور۔

ص۔ بس اب فرصت نہین سلام صاحب کوئی ہے۔

جمعدار حاضر ہوا اور انسپکٹر صاحب با دل حزین باہر تشریف لیگئے۔ اور کوتوال صاحب طلب ہوے۔

کوتوال۔ (جنگی سلام کیا)

ص۔ دل آپ کب بھنگا جائیگا۔

کوتوال۔ خداوند مین لکھنؤ کا ایک سب انسپکٹر ہون۔

ص۔ ہون نہین تھا بولو۔ لکھنؤ کا سب انسپکٹر تھا اب ہمنے تمکو بھنگا بدل دیا تم اور تمھارا انسپکٹر مل کے لکھنؤ لوٹ کھایا۔ کار بد کا نتیجہ کار بد ہے

کوتوال - خداوند جو حکم حضور نے دیا وہ
سر آنکھون پر بجا لائینگے مگر حضور تحقیقات
کر کے ہماری اتنی تشفی کر دین کہ ہمسے کیا
خطا سرزد ہوئی ہی - بس -
ص - دل بھنگا مین تمکو مرغ کا قورمہ
اور پلاؤ نہین ملیگا - وہان بشیر دولہ نہین
ہے - ہمکو افسوس ہے کہ ہم تمھارے انسپکٹر
کو اس سے بُری جگہ نہ بھیج سکا اندھیر لکھنؤ
مین مچا دیا - بشیر دولہ کا راج تھا اور تمھارا
عملداری تھا - اب تم کو ہمنے جہنم کو بھیجا ہی -
اور ترقی سے بھی اب تمکو ہاتھ دھونا پڑیگا
تم پروانہ پاتے ہی فوراً بہرایچ جاؤ - ہم تمکو
شہر مین نہین مانگتا - نہ تم نہ تمھارا ساتھی
چور انسپکٹر بشیر الدولہ کا دوست ہو
ک - حضور یہ کسی دشمن نے حضور سے -
ص - (کھڑے ہو کر) - دل سلام - رخصت
ک - تو حضور دفعتہً چلا جلانا تو محال ہی -
ص - ہم نہین جانتا سلام بس رخصت
صاحب کھانے کے کمرے مین چلے گئے
اور سب انسپکٹر اپنا سا منھ لیکر باہر نکلے گئے تھے
انسپکٹر صاحب کی سفارش کے لیے مگر وہان
الٹی آنتین گلے پڑین - نہایت ہی سراسیمگی
اور بدحواسی کے ساتھ گھوڑون پر سوار
ہو کر احاطے کے اندر چپ چاپ چلے جب
باہر سڑک پر پہونچے تو بادل پردرد یون
باتین ہوئین -
ا - ہماری طرف سے کسی نے ضرور بھر دیا ہے -

بات ہی نہین کرتے دی - کہا ابھی محمدی جاؤ
اور اکبر تب غصہ ہو کر کہا کہ کار بد کا ہمیشہ
کار بد نتیجہ ہے فوراً محمدی جاؤ - اب فرصت
نہین سلام صاحب دل سلام - آپ جانے کا
بند و بست کیجیے - دوسرا بات نہین بس سلام
تم سے کیا بات چیت ہوئی -
س - (اسب) کیا عرض کرون - مجھے تو
کہین کا نہ رکھا -
ا - کیون کیون خیر باشد -
س - مکان بنانا الگ چھڑا ہی - ٹھیکا اپنے
بھائی کے مصنوعی نام سے الگ لیا ہی لڑکے
بالے بھی آ گئے ہین عجب پریشانی ہی -
ا - مجھے تو وحشت ہوتی ہی -
س - وحشت کی تو بات ہی ہی مگر یہ سر رشتہ دار
بڑا پاجی نکلا - برہمن ہی نا - اس کم بخت
کو سب معلوم تھا جیسے مین نے سلام کیا صاحب نے
پوچھا تم یہان کہان تم بھنگا ابھی نہین گیا -
ا - واللہ! یہ کیسے -
س - مین نے کہا خداوند مین لکھنؤ کا انسپکٹر
ہون کہا دل ہون مت کہو - یون کہو کہ لکھنؤ کا
سب انسپکٹر تھا اب تم نہین ہے -
ا - یہ جبھی سر رشتہ دار ملعون نے کہا تھا
کہ کہین آپ کو بھنگا نہ بھیجدین - بڑا پاجی ہی -
س - کہا تم اور تمھارا انسپکٹر ملکے لکھنؤ کو
لوٹ کھایا -
ا - ہان! یہ کسی نے جڑ دی ہی -
س - اب بھنگا مین تمکو قورمہ اور مرغ پلاؤ

نہین ملیگا وہان بشیر الدولہ نہین ہو۔
ا۔ (متحیر ہوکر)۔ واللہ! افوہ یہ پتے پتے کی کسی نے پہونچائی ہو۔ بشیر الدولہ کا نام لیا؟
س۔ بیشک! ۔ کہا تم لوگون نے اندھیر مچادیا بشیر الدولہ کاراج اور تمھارا عملداری تھا۔
اب سم تم کو جہنم بھیجتا ہے۔
ا۔ لاحول ولاقوۃ۔
س۔ ہم تمکو شہر مین نہین مانگتا۔
ا۔ یہ تو ہمسے بھی کہا تھا۔
س۔ تمھاری ترقی سے بھی تمکو ہاتھ دھونا پڑیگا۔ تم فوراً بھرائچ جاؤ۔ شہر مین تم نہین رہ سکتا۔ تم اور تمھارا چور انسپکٹر دونون شہر بدر تم بشیر الدولہ کا دوست ہے۔
ا۔ یہ غور کے قابل بات ہے۔
س۔ یہ کیسا جوڑ پڑ گیا یا آلہی۔
ا۔ دریافت کرنے کی بھی تو مہلت نہین وہ تو آج ہی کوچ کرنا ہے۔
س۔ ہسم بے طرح مارے پڑے۔
ا۔ بڑا افسوس ہے۔
س۔ یہ بشیر الدولہ سے کیون کھٹک گیا۔
ا۔ اسکی حرکتین۔
س۔ یہ پلاؤ اور قورمے کی کرنیں جڑی۔
ا۔ ہم بتائین یہ سب بجرنگ بلی (گالی) کی شرارت ہے وہ ایک ہی (گالی) ہی افسوس ہو کہ اب سم اس (گالی) کا کچھ نہین کرسکتے ورنہ (گالی م) کو کھا ہی جاتا۔
س۔ ہان یہ بات ہمارے ذہن مین بھی آئی تھی

کہ تھانے پر ہمارا آپ کا نعلی گھونسا بجرنگ بلی ہی ہو اور وہ منشی مہراج بلی کا عزیز بھی ہے اور نواب محمد عسکری کی ملکٹری کا آدمی ہو یہ سب اسی کی آگ لگائی ہوئی ہے۔
ا۔ نہین یہ ہمارا گمان نہین ہو۔ ہماری یہ رائے ہے کہ بجرنگ بلی نے کسی رئیس یا حاکم سے یہ سب باتین جڑ دی ہین اور اُسنے صاحب کا مزاج درہم برہم کردیا ہو۔ بجرنگ بلی کی یہ مجال نہین کہ اتنے بڑے حاکم کے پاس جائے اول تو بار ہی پانا محال ہے اور اگر سلام ہو ابھی تو یہ جرأت بھلا ہوسکتی ہے کہ افسرون کی شکایت کرے لاحول ولاقوۃ۔ کیا مجال۔ کیا واللہ برا وقت ہے کہ نہ کسی سے مشورہ لے سکتے ہین نہ صلاح۔ کسی سے مِل تک بھی تو نہین سکتے۔
س۔ اس طرح شہر سے نکالے جاتے ہین جیسے چھٹے ہوے بدمعاش اور نادری حکم ہے کہ آج ہی شہر چھوڑ دو۔
ا۔ صبر پڑیگا ہمارا۔
س۔ اب آپ تو تھانے پر جائیے اور بندہ اپنے گھر جاتا ہے کہ اُن لوگون کا کوئی بندوبست کرون۔
ا۔ تمھارے بھائی کی رخصت کو اب کتنے دن باقی ہین۔
س۔ ابھی اٹھارہ بیس دن باقی ہین۔
ا۔ بھنگا جاکے متعلقین کو بلا لینا۔
س۔ ابھی مکان جو بنوا رہا ہون۔
ا۔ ہان سچ کہا۔

س - یک سر و ہزار سودا -
ا - بڑا رنج ہے واللہ -
س - کیا مصیبت دفعۃً پڑ گئی ہے -
ا - کچھ کہتے سنتے نہیں بنتا - ع -

جسنے ہمیں جلایا وہ بھی جلے خدایا

اتنے میں ایک کانسٹبل نے کہا صوبیدار صاحب آپ کی تلاش میں انسپکٹر باج کہاں بیٹھے ہیں - جلدی جائیے - دونوں نے گھوڑے تیز کیے اور پولیس اسٹیشن پر پہونچے تو دیکھا کہ انسپکٹر شہباز خان اور سب انسپکٹر رام سنگھ انکے منتظر بیٹھے ہیں -
شہباز - ارے میاں بڑی دور پھینکے گئے -
انسپکٹر - کیا بتائیں بھائی -
رام - آپ کے نام بھنگا جانے کا حکم ہے -
سب - جی ہاں - کیا آپ ہماری جگہ آئے ہیں -
رام - ہاں بھئی ہم تو اپنے مفصل ہی میں اچھے تھے مگر حاکم کے حکم کو کیا کریں -
سب - بیشک - اچھا آپ کو مبارک ہو -
انسپکٹر اور سب انسپکٹر شہباز خان اور رام سنگھ کو چارج دیکر تین بجے کے وقت اسباب لدوا پھندوا کر نواب بشیر الدولہ کے ہاں گئے -
سب انسپکٹر انسے رخصت ہو کر اپنے گھر گیا اور یہ نواب صاحب کے مکان پر پہونچے -
بشیر الدولہ کو اطلاع ہوئی فوراً بلا لیا -
ب - (بشیر) کہو استاد یہ کل کہاں غائب رہے - ایں! یہ آج چہرہ کیوں اترا ہوا ہے -

ا - کیا بتاؤں نواب صاحب -
مہری - اللہ خیر کرے بہت چہرہ اتر گیا ہے -
ب - بھئی ہمیں وحشت ہوتی ہے -
ا - اب ہم آپسے رخصت ہوتے ہیں -
ب - کیا معنی - رخصت کیسی -
ا - بدلی ہو گئی -
ب - اے! لاحول ولا قوۃ! کیا بری خبر سنائی ہے میاں دل لگی تو نہیں کرتے ہو -
ا - خدا کی قسم -
ب - اور کہاں کی بدلی ہوئی -
ا - محمدی ضلع لکھیم پور کھیری -
ب - اوہ! یہ سب معاملہ بگڑ گیا - اب ہمارے ہاتھ پاؤں پھول گئے بس اب کچھ نہو سکیگا -
مہری - ان سے بڑی بڑی امیدیں تھیں -
ب - آپکے اسسٹنٹ تو رہینگے -
ا - انکو بھنگا بدل دیا -
ب - بھنگا کہاں ہے -
ا - نیپال کی ترائی میں - بہرائچ کا ضلع دینا بھر سے دور - بڑی مصیبت پڑ گئی -
ب - بھلا کب تک جانا ہوگا -
ا - اسی دم - حکم ہے کہ ابھی جاؤ اور شہر کو فوراً چھوڑ دو -
ب - ایں! واللہ!!! اور جرم -
ا - حاکم کا حکم -
ب - دوڑو دھوپو - خوشامد کرو -
ا - اب وقت نہیں ہے اور نہ کچھ ہو سکتا ہے حکام سب بدظن ہیں - بات تک صاحب سٹی مجسٹریٹ

نے نہ کرنے دی کہا کار بد کا نتیجہ بد ہوتا ہے۔ آج ہی شہر چھوڑدو اور سب انسپکٹر سے کہا کہ تم کو ہم بھنکا بھیجتے ہین وہان مرغ پلاؤ اور قورمہ نہین ملیگا وہان بشیر الدولہ نہین ہی۔ تم نے اور تمھارے انسپکٹر نے لکھنؤ کو لوٹ کھایا اور بشیر الدولہ کا راج تھا تم دونون چور ہو اور بشیر الدولہ چھٹا ہوا بدمعاش ہی۔

ب ۔ یہ کیا۔ ہمنے اُنکا کیا بگاڑا ہے۔

ا ۔ خدا جانے کس نے کیا جڑدی ہی۔

ب ۔ مرغ پلاؤ اور قورمے کا حال اسکو کہانسے معلوم ہو گیا ہمین تو حیرت ہے

ا ۔ اب ہمارا یہان رہنا ہوتا تو ہم کچھ فکر کرتے مگر وہ تو حکم ہی فوراً جاکر چارج لو۔

ب ۔ کیا افسوس ہے واللہ۔

ا ۔ اگر کھانے بھر کا سہارا ہوتا تو مین تو نوکری چھوڑ دیتا ہرگز ہرگز نوکری نہ کرنا۔

ب ۔ کوتوال بیچارے کے لڑکے بالے آ گئے تھے۔

ا ۔ وہ ہمسے زیادہ تباہی مین ہین۔

ب ۔ پھر بھائی اب ہم کیا کرین۔ تمھاری تقریر سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہمارے دشمن ہین اور ادھر لالہ بجرنگ بلی بھی بغلی گھونسا ہی۔ پھر ہمکو کیا صلاح دیتے ہو۔

رام سنگھ کو ہم جانتے نہین ہین اور وہ جو مسلمان انسپکٹر ہین میان شہباز خان وہ سنا ہے کہ بڑے ہی مرشد ہین۔

ا ۔ بڑا بدآدمی ہی۔

ب ۔ وہی تو کہتا ہون۔

ا ۔ کیا تفرقہ پڑگیا ہی۔ افسوس !!!

ب ۔ ارے یار آج ہی چلے جاتے ہو۔ بھئی اچھی طرح باتین کرنے کا بھی موقع نہ ملا۔ اور اتنا بڑا حاکم خواہ مخواہ مجھ سے بگڑ گیا اور خدا جانے لوگون نے اُنسے کیا کہدیا ہوگا۔

ا ۔ خبر نہین۔ بہت کچھ لگائی بجھائی ہوگی کہ خداوند جنین ہوا اور جنان ہی۔ کہتے تھے کہ تم نے اور تمھارے انسپکٹر نے شہر کو لوٹ کھایا۔ اور بشیر الدولہ کا راج ہی۔ اندھیرے ہے صبح سے اگر پانی تک پیا ہو تو قسم لیجیے۔ تڑکے ہی تڑکے یہ گولہ پڑا۔

ب ۔ کھانا کھائیے۔ پہلے کھانا کھائیے۔ دیکھو جی پوچھو کیچھ ہی۔ کوئی شے تیار ہے۔ جو تیار ہو لے آئے۔

باورچی نے آکے کہا سرکار بسکٹ ہین اور آغا صاحب کے واسطے اسوقت پرندے کے کباب اور چپاتی پکی ہی۔ سویرے اُنھون نے کھانا نہین کھایا تھا اور بھنے گردے ہین حکم ہوا کہ آغا صاحب سے کہو یہین آن کے کھائین اور چپاتیان گرما گرم اُتارو۔

انسپکٹر اور آغا نے گرما گرم چپاتیان اور پرندے کے کباب اور بھنے گردے اور تلی ہوئی مٹر کی پھلی اور نورتن چٹنی کھائی اور بعد فراغ طعام دودھیا چاء بسکٹ کے ساتھ اُڑائی تو ایک گوشے مین لیجاکر بشیر الدولہ نے یون آہستہ آہستہ گفتگو کی۔

ب ۔ بھائی صاحب آپ بڑا لونڈا پن کیا جو آپ میرے ہان اسوقت آگئے۔ تم تو

محرری بدل دیے گئے مگر بندے کو نہین ہٹا سکتے اگر صاحب مجسٹریٹ سن لینگے کہ تم یہان آن کے ٹکے تھے وہ اور بھی بدظن ہو جائینگے اسلیے بہتر یہی ہی کہ آپ سرا مین ٹکین شام کو بندہ ریل کے اسٹیشن پر ملیگا۔

یہ گرما گرم فقرے ایک ایسے شخص کی زبان سے سنکر جسکے بدسے یہ اسقدر مصیبت مین پڑ گئے تھے انسپکٹر کا چہرہ مارے غصے کے لال ہو گیا اور تمتمانے لگا۔ اُسی وقت کمرے کے باہر نکل آئے اور پھاٹک کے باہر جا کر اپنے خدمتگار کو حکم دیا ہمارا اسباب لیکر داروغہ صفائی کے ہان ابھی چلے آؤ اور ایکا کرایہ کر کے اُسی وقت داروغہ صفائی کے گھر پر گئے۔ ادھر بشیر الدولہ کے خدمتگار نے اپنے آقا سے کہا حضور انسپکٹر صاحب اُسوقت بہت خفا ہو کر چلے گئے اور اپنے خدمتگار کو کہ گئے ہین کہ اسباب اُٹھا لاؤ۔

ب۔ (اشارہ کر کے) تمسے کیا مطلب ہے۔

خ۔ کچھ نہین حضور۔

راوی۔ انسپکٹر کے خدمتگار نے گاڑی کرایہ کی اور اسباب بار کر کے داروغہ صفائی کے گھر چلا ادھر مہری نے متحیر ہو کر یون سوال کیا

مہری۔ اے یہ اسوقت انکا اسباب کاہیکو ہٹوا دیا۔

ب۔ اُترا شحنہ مردک نام۔

مہری۔ اتنی دوستی ہو کے کوئی ایسا کرتا ہی۔

ب۔ اب ہمین اس سے کیا مطلب ہے۔

آغا۔ تو اب اسقدر بے مروتی بھی نچاہیے۔

ب۔ بندہ مطلب کا آشنا ہی۔ بس مطلب سے مطلب رکھتا ہے۔

آغا۔ اُسنے آپ کا کتنا ساتھ دیا۔

ب۔ روز قورمہ اور مرغ کے کباب اور کٹلٹ اور بریانی اور طرح طرح کا سالن نہین کھایا۔ یہ سب مفت کا آتا ہے۔

مہری۔ تو اب کہین ہمسے بھی یہ طوطے چشمی نہ کرنا اے ہان آج تو تمھاری بانگی دیکھ لی۔

ب۔ تمھاری اور بات ہے۔

مہری۔ بس بس آج تم کو بھی آزما لیا جب ایسے وقت مین تمنے اپنے دوست کا ساتھ نہ دیا تو پھر اب تمسے کیا امید ہو سکتی ہی۔ ایسے وقت پر جو دشمن ہو اُسکو بھی مدد دینی چاہیے اور وہ کوئی تمھارے دست نگر نہین دو سو مہینا پاتے ہین اور اوپر سے لین تو ہزارون ہی پیدا کرین۔ اور وہ بھلے مانس کیا جو کسی دوست کو کھلا کر جتاتا پھرے کہ ہمنے فلانے کو مرغ کا پلاؤ کھلایا تھا اور فلانے کو قورمہ کھلایا تھا یہ رئیسون کی شان نہین ہی۔

ب۔ صاحب تو اُسکے دشمن ہو رہے ہین اور مین اُسکو اپنے گھر ٹکاؤن۔

مہ۔ جاؤ بھی معلوم ہو گیا تم نکمے آدمی ہو اور شام تک کی بات تھی۔

ب۔ تو تم تو اُنکا جامہ پہنے ہوے ہو جیسے تمکو ہمسے مطلب ہے یا اُنسے مطلب ہے۔ ایسے ایسے انسپکٹر ہمارے ہان بندھے رہتے ہین۔

آغا - اچھا اب اسٹیشن پر تو چلیے گا -
ب - واہی ہو - کیسا اسٹیشن - بندہ سے اور یہ ہین اور دل لگی مذاق ہی -
م - ایسے تو آنکے رہنے سے مین کہین بھاگ جاتی -
ب - ہم کسی کے غم مین نہین شریک ہونا چاہتے -
آغا - اور دُکھ ہی کے وقت شریک ہونا چاہیے -
م - اِس مین کون تعجب ہے -
ب - ہم غم کے وقت کسی کے شریک نہین ہوتے -
م - تو تمھارا بھی گاڑھے وقت کوئی شریک نہ ہوگا یہ بھی یاد رکھو -
ب - ہمین ایسا وقت ہی نہ آئیگا - ہم پر گاڑھا وقت پڑے ہی گا نہین - اتفاق سے مہری اور آغا دونون نے اپنے اپنے دل مین کہا (بڑے بول کا سر نیچا) -
ب - خدا نے ہمین اسقدر دولتمند کیا ہے کہ ہمارا روپیہ ہمکو کل مصائب سے بچا لیگا -
مہری - اللہ نہ کرے کہ مصیبت پڑے - یہ واہیات باتین نہ کرو -
آغا - واجد علی شاہ سے زیادہ تو روپیہ نہین ہے حضور کے پاس - پھر بھلا کیا -؟
ب - وہ اور بات تھی -
مہری - ہمارا جی اِن باتون سے گھبراتا ہی -
آغا - کچھ اور باتین کیجیے -
اتنے مین حضور تحصیل سے تحصیلدار صاحب کی گاڑی گھڑگھڑاتی ہوئی آئی اور برآمدے مین ٹھہری اور خدمتگار نے دوڑکر اطلاع دی کہ حضور تحصیلدار صاحب تشریف لائے ہین ڈرائنگ روم مین نواب بشیر الدولہ صاحب جا کے بیٹھے اور تحصیلدار صاحب کو بلوایا -
ب - (استادہ ہوکر) تسلیمات عرض کرتا ہون -
ت - (تحصیلدار) تسلیم جناب نواب صاحب - مزاج اقدس -
ب - الحمد للہ - آپ کا مزاج انور -
ت - آپکے ہان انسپکٹر صاحب فروکش ہین -
ب - جی یہان سے کھانا دانا کھا کے اب صفائی کے داروغہ کے ہان گئے ہین -
ت - سُنا آج ہی قصد روانگی ہی -
ب - جی ہان -
ت - تو مین آداب عرض کرتا ہون - انھین سے ملنے کو آیا تھا -
ب - بسم اللہ خدا حافظ ہے -
تحصیلدار صاحب گاڑی پر سوار ہوے اور کوچبین کو حکم دیا کہ داروغہ صفائی کے مکان پر چلو اور ادھر آغا اور مہری سے بشیر الدولہ نے کہا کہ دیکھو تحصیلدار آیا تھا ہم کیا کسی تحصیلدار کو سمجھتے ہین اِنکو حکومت کا نشہ ہے تو ہم کو بھی اپنی دولت کا نشہ ہی
مہری - کیا کچھ حکومت کی لیتے تھے یا انھین آپ ہی آپ خیال ہوا کہ یہ حکومت کی لیتا ہی
آغا - مہری خدا گواہ ہے تم اِنکی باتون سے خوب واقف ہو گئی ہو - خوب اِنکے

مزاج کی تم نے بشاشی کی۔ واقعی اِن کے دلمین یہ واہم پیدا ہوا ہوگا کہ یہ ہمسے تحصیلداری کی لیتا ہے۔

ب۔ مین نے واللہ حقہ نہین دیا۔ نہ گلوری دی۔ وجہ کیا۔ ہمسے اور دون کی اہم سے بشیر الدولہ سے اور حکومت اور رعونت کی جو دنیا مین کسی کی حقیقت ہی نہین سمجھتا۔

آغا۔ کیا بڑے بڑے کلمے اور غرور بیندار کے الفاظ آج حضور کی زبان سے نکلتے ہین۔

داروغہ۔ عجب وبیندار نہین۔ سچ کہتے ہین نواب بشیر الدولہ بہادر جنکا نام ہے وہ ایسے ہی ہین۔ آپ کو ابھی معلوم کیا ہے بندہ نواز من۔

آغا۔ بندہ نواز من کیا خوب۔ مشفقی من کے بھائی بندہ نواز من پیدا ہوے۔

داروغہ۔ آپ ایک شے کو جانتے ہی نہین ہین جناب آغا صاحب۔

ب۔ خدا کی قسم افلاطون آئے تو دو کلمون مین بند کر دون۔

داروغہ۔ حق ہے۔

آغا۔ تم ہی ایسون نے تو سلطنت غارت کرائی۔

مہری۔ (مسکرا کر خاموش ہو رہی)۔

آغا۔ مہری تم واقعی وزارت کے قابل ہو۔

مہری۔ (مسکرا کر) بندگی۔

داروغہ۔ حضور بادشاہ ہون اور مہری وزیر ہون اور ہمارے لیے کیا عہدہ تجویز مے گا جہان پناہ۔

آغا۔ آپ کا سر منڈوا کے گدھے پر سوار کرا کے شہر بدر کرا دون کہ غارت کن رڈ سا ہو۔

مہری۔ میرے دل کی بات کہی تمنے۔

بشیر۔ اچھا بی مہری صاحب تو آپ خوب چڑھ گئے لگین ماشاء اللہ۔ بڑی علامہ اپنے نزدیک۔

آغا گو ایک وارستہ مزاج اور مسخرہ آدمی تھا مگر آقا کا جان نثار اور استقلال اور حق پرست خوشامد اور تملق اور چاپلوسی سے طبیعت نفور اور داروغہ اسکے برعکس پرا کائیان ایک ہی ذات شریف جسکے کاٹے کا منتر نہین اُسنے بڑھاوے دے دے کے بشیر الدولہ کی اور بھی مٹی خراب کر دی مہری گو بڑی چرباتک اور آوارہ عورت تھی مگر خلقی دانشمند اور دوراندیش اور فہمیدہ اور باسلیقہ۔

خیر۔ ادھر تو یہ گفتگو ہوتی تھی۔ اب اُدھر تحصیلدار صاحب کا حال سُنیے کہ داروغہ صفائی کے مکان پر یہ اپنے دوست انسپکٹر سے ملے دریافت کیا کہ یہ دفعۃً کیسا گولہ تم پر پڑا اُنھون نے کل حال بیان کیا کہ (ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ ہم پر صاحب کا عتاب کیون ہے اور دفعۃً ہمسے کم ایسی کون خطا سرزد ہو گئی کہ کھڑے کھڑے شہر سے نکلوائے دیتے ہین اور ہمارے سب انسپکٹر کے نام بھی پروانہ جاری ہوا ہے کہ تم فوراً چارج دیکر بھنگا چلے جاؤ عجب گو مگو کا معاملہ ہے مگر حکم حاکم مرگ مفاجات سب انسپکٹر سے کہا کہ تم اور انسپکٹر دونون نے ملکے شہر کو لوٹ کھایا۔ اور بشیر الدولہ نے تما

پلاؤ اور مرغ کھلا کھلا کے اپنے بس مین کرلیا تھا۔
تحصیلدار نے کہا مین آپکی تلاش مین بشیر الدولہ
ہی کے ہان گیا تھا۔ سنا وہان سے آپ
لدبھند کے یہان اُٹھ آئے تو یہان آیا۔
اِسکے جواب مین دارو غہ صفائی نے کہا
حضور نے ابھی پورا پورا حال تو سُنا ہی نہین
یہ تو ظاہر ہے کہ انسپکٹر صاحب اور ان کے
سب انسپکٹر دونون بشیر الدولہ کی بدولت
راندے گئے ذلیل اور مردود ہوئے اور بدل
دیے گئے اور اِس بشیر الدولہ محسن کش احسان
فراموش کی باتین سنئے کہ یہ جو انکی کوٹھی مین
اسباب لیکر گئے اور کل حال اُس سے بیان
کیا تو وہ دم بھر بھی اِنکے ٹکنے کا روادار نہ ہوا۔
کہا آپکے یہان ٹکنے سے صاحب مجسٹریٹ
بہادر کے سے اور بھی بدظن ہو جائینگے۔ آپ
جاکے سرائین فروکش ہو جیے۔ مین اپنے گھر
مین آپ کو ٹکا کر بدنامی نہین لینا چاہتا۔
اِس اندھیر کو ملاحظہ فرمائیے کیا دنیا ہے اور کیسے
بد باطن لوگ ہین۔ دم بھر ٹھہرنے کا روادار نہوا
حالانکہ خوب جانتا تھا کہ آج ہی شب کو روانہ
ہو جائینگے اور اُسی کمبخت کے سبب سے یہ
مصیبت اِنپر پڑی ہے ایسے محسن کش اور
احسان فراموش کو زندہ چنوا دے۔ سنگسار
کرے بس۔ اور انکی عقلمندی کہ اُسکو اپنا
دوست سمجھتے تھے۔ وہ آدمی کیا جو دوست
اور دشمن مین تمیز نکر سکے۔ مگر انکی عقل کو
کوئی کیا کرے۔

تحصیلدار صاحب نے یہ کل قصہ بغور سنا اور کہا
افسوس صد افسوس۔ یہ بشیر الدولہ ایسا پاجی
آدمی ہے۔ لاحول ولا قوۃ! واللہ بڑا رنج ہوا۔
رنج کیا معنی صدمہ ہوا۔ لعنت خدا۔ احسان فراموشی
کی بھی کوئی انتہا ہے۔ اور تم میرے گھر کیون
نہ اُٹھ آئے بھائی اِسقدر مغائرت! واہ۔
خیر یہ باتین تو ہوتی ہی رہینگی اب آپ ذرا
میرے ساتھ چلیے۔ مجھے ایک بڑی ضروری
بات عرض کرنی ہے۔ اب پس و پیش نہ کیجیے۔
بس چلے چلیے۔
انسپکٹر۔ اب تو کہین جانے آنے کو جی
نہین چاہتا۔
ت۔ آپ کچھ پاگل ہو گئے ہین۔
داروغہ (صفائی) جائیے تحصیلدار صاحب
کا کہا کیجیے۔
ت۔ آپ اِنکا اسباب تو میرے بنگلے پر
بھجوا دیجیے اور یہ ابھی یہان سے نجائینگے۔
بالفعل میرے ہان چند سے فروکش رہینگے۔
داروغہ۔ خدا ہمچنین کند۔
ت۔ سب بندوبست ہو گیا ہے۔
انسپکٹر۔ اور یہ دانے کی تعمیل نکرون۔
ت۔ اجی کیسا یہ دانہ تم چلو تو سہی۔
ا۔ بسم اللہ چلیے مگر اونچ نیچ آپ دیکھ لیجیے
بندہ نواز۔ ۵

سپردم بتو مایۂ خویش را تو دانی حساب کم و بیش را	

داروغہ۔ کچھ تو تحصیلدار صاحب نے سوچ لیا ہوگا۔

ت - فتح ہی - مگر ہان جو یہ ہو تو پھر نہ کر جائین -

ا - وہ کیا -

ت - وہ یہ کہ اب بشیر الدولہ کو اپنا دوست نہ سمجھو -

ا - دوست! غضب کیا - خدا گواہ ہے اگر میرا بس چلے تو اُس لعین نابکار کو ایسا دق کرون کہ تمام عمر یاد ہی تو کرے - وہ پاجی پن اُس بدذات نے میرے ساتھ کیا ہے اس طرح آنکھین پھیر کر گفتگو کی کہ مارے غصے کے مین کانپ اُٹھا - دو دن اگر پھر مجھے ان پاکڑی ہو جائے تو وہ تگنی کا ناچ نچاؤن کہ یاد کرے - مگر - ع -

| آن قدح بشکست و آن ساقی نماند |

اس گفتگو کے بعد تحصیلدار صاحب اپنے دوست انسپکٹر کو گاڑی پر بٹھا کر لے گئے اور داروغہ صفائی کو تاکید کر گئے کہ انکا اسباب ہمارے مکان پر بھیج دیجیے اور یہ بھی تاکید کی کہ اسوقت کی گفتگو کا حال بجز ہم تین آدمیون کے چوتھے کو نہ معلوم ہو -

گاڑی پر سوار ہو کر چلے تو تحصیلدار صاحب نے یہ نہین بتایا کہ کہان جاتے ہین - اور نہ کوچبین کو کچھ حکم دیا چلتے چلتے صاحب مجسٹریٹ کی کوٹھی مین گاڑی ایک دم سے گھڑ گھڑاتی ہوئی داخل ہو گئی -

ا - یہ تو صاحب سٹی مجسٹریٹ کی کوٹھی ہی -

ت - یہ ہمارا بنگلہ ہی -

ا - (ہنسکر) - آپ پاگل سمجھے ہین مجھے -

ت - ہمارا بنگلہ ہے میان -

ا - (متحیر ہو کر) یہ یہان کاہیکو لائے بھائی کیون ذلیل کراؤ گے - وہ میری صورت دیکھکر جل جائینگے -

ت - پھر اب جو کچھ ہو - ع -

| ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم |

ا - آج آپ جوتے پڑوائے نہین مانتے - خیر - ع -

| ہر چہ از دوست میرسد نیکوست |

راوی - یہ مصرع تحصیلدار نے بھی مسکرائے ہوے دُہرایا اور کہا ہماری خاطر سے آج آپ جوتے ہی کھا لیجیے یارانے مین یہی سہی - کون بڑی بات ہے -

ا - آپ تو دل لگی کرتے ہین اور مجھے پورا پورا یقین ہی کہ صاحب میری صورت دیکھتے ہی رول سیدھا کرینگے کہ یو بلاڈی فول اب یہان کیا کرنے آیا ہے -

ت - رول اگر ہاتھ مین لیا تو ہماری تشفی نہو گی یہین تم پر کفش کاری کرین جب کی سند ہے - اب دل لگی تو ہو چکی مطلب کی بات سُنو - ہم تمکو تین ہفتے کی رخصت دلوائے ہین - تم بشیر الدولہ کے دھروا دینے کی فکر کرو صاحب تم سے خوش ہو جائینگے وہ بدمعاش کے دشمن جانی ہین ایسا کھرا اور راستباز اور ملنسار انگریز بھی نہین دیکھا - بشیر الدولہ کے پاجی پنے کی حرکتون کا حال انکو رتی رتی معلوم ہی اور یہ بھی معلوم ہے کہ اُسنے تم کو گانٹھ لیا تھا اب اگر تم اُسکو دھروا دو اور خود الگ رہو

تو تم سے بڑے خوش ہون مگر ہان اگر اس مین
تمنے ذرا بے ایمانی کی یا جعلی مقدمہ پیش کیا
یا جھوٹے گواہ دیے تو بشیر الدولہ کو تو وہ فوراً
چھوڑ دینگے مگر تم کہین کے نہ ہوگے -

ا - رخصت کا ہیکو وہ دینے لگے -

ت - اس سے تمکو کیا بحث ہے -

ا - اگر ایسا ہو تو سبحان اللہ - کیا اچھا ہے -
گھی کے چراغ مسجد مین روشن کرون - عید ہو جائے
واللہ بھائی جان اس امر مین ضرور شتابہ لڑاؤ -

صاحب کسی دوست کے پاس ملاقات کو
گئے تھے - کوئی آدھ گھنٹے کے بعد واپس آئے
اور تحصیلدار کے ساتھ انسپکٹر کو دیکھکر مسکرائے
باواز بلند کہا (دل تحصیلدار صاحب ہم آپ کو جلد
دیکھینگے) اُنھون نے جواب دیا بہت خوب حضور

ا - شگون تو اچھا ہے مسکراتے جاتے تھے -

بولا وہ شگون ہے نرالا
نیولا پکڑ آستین مین پالا

ت - بہکنے لگے چڈا گنجر -

ا - تمھاری ہی جوتیون کا صدقہ ہے سب -

ت - اگر رخصت ملی تو دعوت لینگے برادر -

ا - مع جلسے کے -

ت - کھانا اور ناچ اور جام بادۂ گلفام -

ا - بڑ ودے والی کو بلواؤن حضور -

راوی - کہان تو ابھی تھوڑی ہی دیر ہوئی
کہ منھ پر ہوائیان اُڑی ہوئی تھین اور کہان
اب ناچ رنگ کی سوجھنے لگی - صاحب ذرا
مسکرا دیے اور جان مین جان آگئی -

تھوڑی دیر کے بعد اردلی نے آکے کہا -
صاحب نے سلام دیا ہے دونون صاحب چلیے
تحصیلدار خوش خوش بے جھجک اور انسپکٹر
ڈرتے ہوے چلے کمرے مین گئے تو صاحب نے
کھڑے ہوکر دونون سے ہاتھ ملایا اور کرسی دی

ت - حضور تین ہفتے کی اُنکو رخصت دیجیے -

ص - ول مگر اسکا ذمہ کون کرتا ہے کہ یہ ایماندار
رہیگا بشیر الدولہ سے نہین ملجائیگا -

ت - حضور یہ میرا ذمہ ہے -

ص - اچھا تین ہفتے کا رخصت منظور -

ت - تو حکم تحریری ملجاے -

ص - وہ سب ہو جائیگا -

ت - حضور یہ بڑے سچے آدمی ہین مگر بشیر الدولہ
کے چکمے مین آگئے اور مارے پڑے -

ص - اچھا اب ہم سے اور ان سے کوئی بات
چیت نہوگا جو ہوگا آپکے ذریعے سے ہوگا -

ت - بس بس حضور نے اچھا فیصلہ کر دیا -

ص - بشیر الدولہ بڑا بھاری بدمعاش ہے -
عورت لوگ کو بے آبرو کرنے والا - ہماری
مجسٹریٹی مین ایسا آدمی نہین رہنے پائیگا اور
جو اہلکار اُسکا دوست ہوکے رہیگا وہ بھی نہین
رہنے پائیگا -

ت - حضور بجا فرماتے ہین -

ص - ہم کسی کا دشمن نہین ہے اور ہم جھوٹا
مقدمہ نہین مانگتا سچ بات ہو اور گواہ بھی سچا ہو
بس اور کچھ نہین - جھوٹ بولا کوئی اور
ہمارا مزاج بد لگیا - بڑا کڑا مزاج ہو جاتا ہے

ت۔ بیشک۔ جتنے سچے اور ایماندار آدمی ہین اُن سب کا یہی قاعدہ ہے۔ نہ جھوٹ بولین اور نہ جھوٹ کسی کا سُنین۔

ص۔ (مسکرا کر) اور نہ جھوٹ بولنے دین ؎

در دگ اے برادر مگو زینہار	کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

ت۔ (مسکرا کر) حضور ابھی ذرا سی مین امتحان دینگے ؟

ص۔ دل ہائی اسٹینڈرڈ کی ہم کوشش کر رہا ہے۔

اچھا صاحب رخصت۔

دونون نے جھک جھک کر سلام کیا اور باہر آئے۔

ت۔ لے اب دعوت اور جلسہ دیجیے۔

ا۔ ضرور رجلا لیا و اللہ جلا لیا۔

ت۔ اب بشیر الدولہ کے پھانسنے کا سامان کرو۔

ا۔ سامان کیسا پھنس گیا سمجھو۔ اب کیا کوئی دقیقہ باقی بھی رہیگا شہباز خان کو بلوائیے اور رام سنگھ کو بس پھر دل لگی دیکھیے کہ حضور فیض گنجور نواب مستطاب بشیر الدولہ بہادر بندھے چلے جاتے ہین۔

ت۔ رام سنگھ کی زبانی سُنا کہ بڑے بڑے ظلم ڈھائے ہین اور اب تک دو تین بیاہتا عورتین موجود ہین۔ جو کڑی اور چھکڑی ہی نکلتا ہے ایک فٹن مین جوڑی چلتی ہے اور ایک فٹ اور ایک ران سواری اور ایک کوتل۔

ا۔ مجھ سے پوچھیے صاحب۔

ت۔ بقول شخصے گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے۔

ا۔ یون گرفتار کرا دون یون (چٹکی بجاتے) گھر پر پہونچکر تحصیلدار صاحب نے انسپکٹر شہباز خان کے نام رقعہ لکھا۔

مائی ڈیر انسپکٹر۔ آج شب کو حضور کی دعوت ہے۔ مع انسپکٹر رام سنگھ کے تشریف لائیے۔ نو بجے جلسہ شروع ہوگا۔ اور ماحضر بھی یہان ہی تناول فرمائیے گا۔ رام سنگھ کے لیے بازار سے کھانے کا بندوبست ہو جائیگا۔ ملاقات ہوئی اور حسب دلخواہ ؎

بسد الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست	آمد آخر ز پس پردۂ تقدیر پدید

سمجھ جاؤ۔ تین ۔ ۔ ۔ کی ۔ ۔ ۔ منظور ہوئی دعوت اور جلسہ انھین کی جانب سے ہے۔ آپ فوراً چلے آئیے اور کو توال صاحب کو بھی ہمراہ لائیے کہ مشورہ ہوگا۔

آپکا نیازمند۔

دیگر یہ کہ اپنی پسند کا کوئی طائفہ بھی تجویز کیجیے۔ ایک روپیہ کچہڑی کا حاضر ہے ساتھ لیتے آئیے گا۔

یہ رقعہ سپاہی نے انسپکٹر شہباز خان کو دیا۔ پڑھکر رام سنگھ کے حوالے کیا اور رام سنگھ نے یون جواب لکھا۔

جناب تحصیلدار صاحب۔ کورنش۔ بڑی خوشی ہوئی کہ ہزار نے تین ہفتے کی .... منظور کی۔ اب کچھ طے ار کرائیے۔ کیا پوچھنا ہے اور ... کو دھر دیں پوچھیے بندہ مع حضور انسپکٹر صاحب بہادر

جلد حاضر ہوگا انسپکٹر صاحب فرماتے ہین کہ
بندہ تو ارباب نشاط مین کسی سے واقف نہین
ہے حضور اپنی پسند کے موافق کسی کو بلوالین ع

ہر چہ از دوست میرسد نیکوست

اب آپ جایئے اور وہ جائین۔ بندہ تو
ایلچی ہی۔ آپ بھی افسر وہ بھی افسر۔ مگر بخدا
بڑی خوشی ہوئی کہ نقش مراد کرسی نشین ہوا۔

شکر نعمتہاے تو چندانکہ نعمتہاے تو
عذر تقصیرات ما چندانکہ تقصیرات ما

میرے لیے کھانے کا بکھیڑا نہ کیجیے گا۔
بندہ کھانا کھاکے آئیگا ہان انسپکٹر صاحب
البتہ کھائینگے مگر فرماتے ہین کہ ع۔

دلق تقوی گرو بادہ و جام ست اینجا

مین نے سنا کہ اُن ذات شریف نے بڑی
محسن کشی کی۔ ؎

دل مرا لیکے مری جان دغا تمنے تو کی
تھی مجھے چشم وفا تمسے جفا تمنے تو کی

سزا اس شخص کی

ناز ہم سے اور دشمن سے نیاز
طاق ہے وہ فتنہ گر ہر کام مین

ہم سے بھٹے بھٹے رہتے تھے بچہ۔ مگر خیر
دیر آید درست آید جلسے کے لیے جن لوگون کو
بلایئے وہ خوش گلو بھی ہون اور خوبرو بھی ہون۔

بندۂ رام سنگھ

از جانب خاکسار شہباز خان بعد نیاز
مضمون خط واحد ہے یہ جلسہ مبارک ہو۔ ع۔

بعد مدت کے حسینون کا نصیبا جاگا

آپ کی پسند ہمارے سر آنکھون پر ہے۔
اور بہر کیف منظور ہیپر و چشم منظور خدا توفیق دے
بندہ مع کوتوال صاحب حاضر ہوتا ہے۔
ہمارے یار کو ہمارا اسلام۔

رقعہ پڑھکر تحصیلدار صاحب ہنسے۔
اور انسپکٹر کو دیدیا کہا کوئی شے منگوایئے قبلہ
گو ہمارے پاس ایک بوتل عمدہ قسم کی موجود ہی
مگر بندہ نہ صرف کریگا آپ خود ہی منگوایئے
مین ہون تم ہو رام سنگھ تین ہوے اور
شہباز خان چار اور نواب چھٹن صاحب
پانچ اور شاید کوئی مسماۃ بھی شغل کرین۔ کوئی
چھ سات آدمی پینے والے سمجھو۔ ایک بوتل
مین تو قبلہ کچھ نہو گا۔ انسپکٹر نے کہا آپ
انگریزی آرڈر لکھیے بندہ دستخط کردیگا
تحصیلدار صاحب نے چٹھی لکھی۔

Messrs. Nowroji + Co

Gentlemen

Please supply

1- Glenliver Whisky
one bottle

2. Carlton Whisky
one bottle
[yes old)

3. Demas Mounie
one bottle

4. Curaias one bottle

Soda a dozen bottles

Lemonade a dozen bottles
Bitters one do

اسپر انسپکٹر نے دستخط کر دیے۔
ا۔ ہوسکی منگائی تو پھر برانڈی کیون لکھی۔ یہ تو بیچین کر دیگی۔ آدھا تیز آدھا بٹیر۔
ت۔ آپ بھی اس قابل ہوے کہ ان معاملات مین دخل دیجیے بیوقوف فرض کرو چیٹن صاحب برانڈی ہی پیتے ہون تو ایک بوتل وہ بھی منگالی۔ اور فرض کرو کہ مسماۃ برانڈی اور ہوسکی دونون کو ناپسند کرین اس سے کیورسیو بھی منگالے۔
ا۔ کیا حاتم بنے بیٹھے ہیں۔ کیورسیو بھی منگوائی پر وٹھصا بھی منگوائیے۔ مال مفت دل بیرحم سنا ہی جانا اسکے اور رہستے کا حکم منسوخ اور رہس لینگے۔ ہمسے اڑاتے ہو کیون دیکھو تو مین کسقدر ...
ا۔ آپ تحصیلدار ہین تو اپنے گھر کے ہونگے بندہ بھی الانسپکٹر فی الپولیس ہے قبلہ
ت۔ ہان۔ اچھا۔ اچھا بچہ اچھا۔ ہماری ہی بلی اور ہمین سے میاؤن احسان فراموش!۔
ا۔ آخر بشیر الدولہ کے دوست ہین کہ نہین پھر محسن کش کہان تک تھون۔ فرمائیے۔
ت۔ اس لعین کا نام ہمارے سامنے نہ لینا اب۔ خون آنکھون مین اُتر آتا ہے جب وہ بات یاد آتی ہے یہ اُس سے کہا کیونکر گیا مجھے بھی حیرت ہے۔ اور دو بدو لاحول ولاقوۃ!
ا۔ جی ہان صاف منھ در منھ۔ لگی لپٹی ذرا نہین بالکل صاف۔ بھائی صاحب آپ اب جاکے سرا مین رہیے بندے کے ہان ٹھکانا نہین ہے کیونکہ صاحب بدظن ہو جائینگے بس آگ لگ گئی واللہ سر سے پانون تک پھنک گیا کہ سور نے آنکھین پھیر لین۔
ت۔ مین ہوتا تو مار بیٹھتا واللہ۔
ا۔ جوتے کھانے کا کام کیا ہے۔ مگر دیکھو تو سہی کہ کیا ہوتا ہے۔ ایسا انتظام کیا ہو کہ عمر بھر یاد کرے ؏

کرتے جو وہ نہین ہم تو سخن مین سبقت
پر وہ کچھ ہے سکیم سنیگا جو کہیگا ہم کو

ہمارے بھی منھ مین زبان ہے۔
ت۔ تم پھر اُسکے بھرون مین آجاؤگے۔
ا۔ غضب کرتے ہین آپ تو تحصیلدار صاحب واللہ ستم ڈھاتے ہو بھائی جان بدنام سے نفرت ہے مردود کی صورت سے نفرت ہے واللہ اور آپ ایسا فرماتے ہین کہ مین پھر مل جاؤنگا معقول۔ میرا بس چلے تو کھڑا چنوا دون جناب۔
آپنے یہ اچھا لطیفہ کہا۔
ت۔ بہت مروت بھی انسان کو خراب کرتی ہے۔
ا۔ جی تو وہ مروت والے کوئی اور لوگ ہوتے ہونگے۔
ت۔ اچھا دیکھا جائیگا۔

ا - ایسا مردت کا طوطا بندہ نہین پالتا ہی۔
اتنے مین سوداگر کے ہان سے بوتلین آئین اور تحصیلدار صاحب اور انسپکٹر بڑے شوق سے انکو دیکھنے لگے۔
ا - این با دوالا انکا لیے گا بندہ کا - مین ایک حبہ تو دونگا نہین - اور سُنیے گا ایک دو تین چار اور بارہ - سولہ اور دس چھبیس اور دو آقوہ یہ اٹھائیس بوتلون کا رقعہ تھا - ارے ! اور ایک تیچہ بھی ہی غضب خدا کا انتیس بوتلون کا رقعہ - معاذ اللہ -
ت - آج ہی تو پھنسے ہو چڑا -
ا - ابی نہین - صدقے ہے تیرے -
ت - وہ صدقے نہین ہی تو کیا فکر ہے -
ا - دکان کی دکان قربان کردون -
ت - اے جیو میرے حاتم -
ا - یہ پھرتے کسی لونڈے کو دیجیے گا -

	ہم نہ حلقے مین کبھی آ پہنچے آپ استاد تو مرشد ہین ہم	

ت - جی - اور بشیر الدولہ کے حلقے مین آ گئے -
ا - ہان بشیر الدولہ ہی کہتے ہین -
اتنے مین انسپکٹر شہباز خان اور رام سنگھ کوتوال آئے - اور یہ چارون باہم گرمجوشی کے ساتھ ملے اور بہت خوش ہوے اور بیٹھے تو یون گفتگو ہونے لگی -
شہباز - آپکے دوست ہمارے انسپکٹر صاحب کے مزاج مین لونڈا پن اسقدر ہے کہ معاذ اللہ بس کسی بات کا اعتبار نہین ہو سکتا ہی ورنہ بشیر الدولہ کو ایسا ناچ ہم نچائین کہ تمام عمر یاد کرے - اب آپ خود ہی غور کیجیے کہ جب (آہستہ سے) حاکم خود ہی برسرِ پرخاش ہے تو ممکن نہین اولہ دولہ کوئی تاوہ بچ جائین اور جب پولیس کے افسران اعلیٰ بقول شخصے خاص اسی کام کے لیے متعین کیے جائین تو پھر فرمائیے اسکا کہان ٹھکانہ بیٹڑا لگے - مگر اس کم بخت سے خوف ہے کہ اسکے دم دھاگے مین نہ آجائے
ا - کیسی باتین کرتے ہو خانصاحب -
ش - یار ہمکو یقین نہین آتا -
ا - بھلا کوئی صورت یقین آنے کی بھی ہی؟
ش - ہان ہے -
ا - وہ کیا -
ش - وہ یہ کہ تم ہمارے بنا تھ رہمط کرلو نہین ہمکو دریدہ چٹھی لکھی -
ت - بس یہی چٹھی Mrs. Nowroji
ش - سچ کہ نہین -
رام - ہمارا اور آپکا اب بھار رہے -
ش - ورنہ اگر بشیر الدولہ کے پھندے مین ابکی پھنسا تو بس یہ دین اور روٹیان دونون سے گیا گذرا -
ا - ہائے افسوس - یہ لوگ کس قدر مجھ سے بدظن ہو گئے ہین -
رام - بے ادبی معاف حضور کی سب حرکتین ہی ایسی ہین -
ت - کچھ اور بھی سُنا آپنے جب انھون نے جاکے انیے تبادلے اور صاحب کی ملاقات کا

حال بیان کیا تو انکا اسباب پھکوا دیا اور کہا
سرا مین رہیے جا کے ۔
رام ۔ پھر یہ دارو غہ صفائی کے ہان گئے ۔
سب حال سُن چکے ہین جناب اُف رے
طوطے چشمی ا ۔
ا ۔ باجی پنا کہو صاحب ۔
ش ۔ سزا تمھاری ۔ واللہ تمھاری سزا
اب بھی سویرا ہے ۔ نہین چھپتایئے گا ۔
ا ۔ اچھا اب تو ہمارے آپکے عہد ہی ہو گیا ہی
کہ آپ دونون کی حراست مین رہینگے ۔
بس پھر کاہیکا جھگڑا ہے ۔
ش ۔ سنو جی تم اگر بشیر الدولہ سے بلجاؤ گے
تو نقصان اٹھاؤ گے اور عجب نہین کہ نوکری
بھی جاتی رہے اور ہم سم تو بشیر الدولہ ضرور
پھانس لینگے ۔
ا ۔ دیکھو تو مین کسقدر مدد دیتا ہون ۔
رام ۔ آپ کی موجودگی سے ہم لوگون کا
بھی بڑا فائدہ ہے ۔ وہ یہ کہ جو جو باتین آپکو
معلوم ہین وہ ہمکو معلوم ہو جائینگی ۔
ا ۔ آپ دیکھتے تو جائیے ۔
رام ۔ ہاتھ پر ہاتھ مارو ۔
ا ۔ (لاؤ) قول مردان جان دارد ۔
ش ۔ اب ایسے بیوقوف تو یہ نہین بنجائینگے
کہ بشیر الدولہ کے لیے اپنا گلا کٹانے پر
آمادہ ہو جائینگے ۔
ت ۔ جی نہین ۔
رام ۔ ہان اسکی تو امید نہین ہے ۔

ت ۔ ابھی دو ایک روز بشیر الدولہ کو انکی
رخصت کی منظوری کا حال نہ معلوم ہو تو بہتر ہی ۔
رام ۔ مشکل ہے ۔
ش ۔ اُسکے گویندون نے پرچہ جڑ دیا ہوگا ۔
رام ۔ آپ بھی کیا باتین کرتے ہین ۔
ا ۔ گویندے اُسکے کون تھے ۔ ہم اور ہمارا سب
بجرنگ بلی دشمن ہی اُسکا ہی ۔ تھانے پر اور کسی
سے جان پہچان نہین ۔ بلکہ ہر دفعہ دار جمعدار
کانسٹبل سُنے دلون مین رنجش ۔ گویندہ
اُسکا کون رہگیا ہے ۔
رام ۔ ہان یہ بھی صحیح ہی ۔
ش ۔ کوتوال کا کیا جانے کیا حشر ہوا ۔
رام ۔ لپھندکے بیچارہ اسٹیشن پر پہونچا
ہوگا مگر افسوس یہی کہ ہم لوگون سے ملے بھی نہین ۔
اتنے مین ایک طائفہ آیا اور چھما چھم کی
صداے دلفریب ان احباب موافق کو معلوم
ہوا کہ کوئی پری بصد شان دلبری ڈولی سے
اُتری اور چھم چھم کرتی ہوئی کوٹھے پر آئی ۔
آپس مین صلاح ہوئی کہ اب شغل مے ہونا چاہیے ۔
مگر رام سنگھ نے کہا ابھی ذرا نواب چھٹن صاحب
کا انتظار کر لینا چاہیے ۔
کہ اتنے مین نواب صاحب کی گاڑی بھی آئی
اور تحصیلدار صاحب نے استقبال کیا ۔ نواب صاحب
کو کوٹھے پر لائے اور سب حاضرین سے مصافحہ ہوا ۔
چھٹن ۔ ارے میان انسپکٹر یہ تمیز کیا اوس
پڑ گئی بھائی ۔ سنا تم مجھی بدل دیے گئے ہو ۔
یہ کیسا ۔

ا - یہ سب آپ ہی لوگون کے کلتٹے بوئے
ہوئے ہین -
چھٹن - بجا ارشاد ہوا - آپ کے کوتوال
صاحب نے تینتی تال بھر ڈھونڈھ مارا -
کہین پتا نہ لگا - مجرا اپنا چھوڑ آئے - ادھر
ادھر لوگون کو ڈانٹا ڈپٹا اور آپ اب
الٹا دھڑا باندھتے ہین - سنا اب تین ہفتے
کی رخصت منظور ہوئی -
ا - جی ہان -
رام - اب آپ کے معین ہین -
چھٹن - میرے معین ؟ میرے معین کاہے
ہین ہینا -
رام - محمد عسکری اور بشیر الدولہ کے معاملے مین
ج - مگر ان تو اس مقدمے مین کوئی فریق
نہین ہوں میرا تو نام بھی نہین ہے -
رام - نواب محمد عسکری صاحب دوست
تو آپکے ہین -
ج - دوست تو میرے بشیر الدولہ بھی ہین -
ا - بشیر الدولہ ملعون پاجی کی اور آپ کی
دوستی کیا -
ج - این ایکجا وہ دانت کاٹی روٹی ٹوپی
بدلول کجا یہ تقریر - این شورا شوری باتین
بے نمکی - قربانت شوم -
ت - اجی اس بھلے دھگڑے کو جانے دو -
اب یہ اس پاجی کے دشمن ہین - اور اسکی
وجہ بھی ہے -
ج - آپ کو شاید یقین آتا ہو ہم کو تو یقین
نہین آتا ہے بشیر الدولہ کے تو نفس ناطقہ
ہین یہ - اُنکے کل امور مین شریک حال -
خلوت اور جلوت دونون کے سمجھنے والے
بھلا یہ اُنکے دشمن کیونکر ہو سکتے ہین -
ا - خدا گواہ ہے نواب صاحب - اور اگر ذرا
غلط کہتا ہون تو باری تعالے اکل کا دن نہ
دیکھ سکون کہ اگر میرا بس چلے تو ایسی جگہ اسکو
قتل کرون کہ جہان پانی نہ ملے -
چھٹن - ارے میان کیون کسی بیچارے
کو کوستے ہو -
ا - بیچارہ ہے - ایک ہی لعین ہے بخدا -
چھٹن - شکر ہے کہ اب آپنے اسکو پہچانا -
ا - ایسا پہچانا کہ عمر بھر نہ بھولونگا -
چھٹن - یہ کھٹ پٹ آپمین اور ان سے
کاہے پر ہوئی تھی -
ا - یہ نہ پوچھیے - رنج ہوتا ہے -
ت - یہ انکو اپنا دلی دوست اور احسانمند
اور اپنے کو انکا محسن اور یار سمجھکر بغیر انکی
اطلاع کے اسباب لیکر انکی کوٹھی پر گئے کہ
شام کو محمدی روانہ ہو جائینگے پہلے تو بڑے
تپاک سے حسب معمول پیش آئے مگر جب یہ کل
حال سنا کہ صاحب سٹی مجسٹریٹ نے صاف صاف
کہا کہ تم نے اور بشیر الدولہ اور کوتوال نے
ملکے شہر مین اندھیر مچا دیا ہے اور بشیر الدولہ
کاراج تھا لہذا تم کو ہم جہنم واصل کرتے اور ان
دونون کو یہان سے دور بدلے دیتے ہین -
بس یہ سنتے ہی فوراً کہا کہ آپ مہربانی کرکے

میرے مکان سے اسباب لیجائیے -
چھٹن - واللہ! اسقدر پاجی ہے -
یہ تو انتہا ہے - بس اب اس سے بڑھکر
پاجی پنا اور کیا ہوگا -
ت - ابھی سنتے تو جائیے - کہا آپ فوراً
تلف شمر لیجائیے اور سرا مین جاکے ٹکیے ورنہ
صاحب مجھ سے اور بھی بدظن ہو جائینگے
اور اسکے بعد دوسرے کمرے مین چلے
گئے اور بات تک نکی -
چھٹن - معاذ اللہ! جناب تحصیلدار صاحب
اگر شیر الدولہ کے پاجی ہونے مین تو کوئی
شک ہو ہی نہین سکتا مگر یہ روایت جو آپنے
بیان کی واللہ میرے ذہن ناقص مین یہ بات
نہین آئی - بے مروتی بھی تو کتنی معاذ اللہ
کا مقام ہے - میرے تو ہوش اُڑ گئے -
ا - خون جگر پی کے رہگیا - اسکا جواب
فقط یہی تھا کہ پکڑ کے بیس لگاتا اور
ایک گنتا - اور بھول جاتا تو پھر سرے سے گنتا
رام - جی نہین - یہ سزا نہ تھی - سزا یہ ہے
کہ مارئیے نہ پیٹیے - سمجھے جناب - بس مقدمہ
قائم کرکے جہنم واصل کرا دیجیے - اس سے
زیادہ سزا اور کیا ہوگی - تمام عمر یاد رہے
کہ ہان اچھے گھر بیانہ دیا تھا -
چھٹن - ہونا تو ایسا ہی چاہیے -
رام - توا نسے تو یہ نہو سکیگا -
چھٹن - این! اب بھی مروت کرینگے -
رام - دیکھ ہی لیجیے گا -

ا - اچھا اگر آپکے دسوین دن مقدمہ نہ دائر
ہو تو ہمین شریف نہین پاجی سمجھیے گا - ابھی دفعتہً
مقدمہ کو چھیڑ دینا ٹھیک نہین ہے - مگر انشاء اللہ
ذرا دیکھتے تو جائیے جناب -
چھٹن - جواب ترکی بہ ترکی تو یہی ہے -
اتنے مین تحصیلدار صاحب نے اپنے خدمتگار کو
بلایا اور ایک چپراسی کو جو انکا محرم راز تھا -
چھٹن صاحب سے دریافت کیا کہ آپ برانڈی
پئینگے یا ہوئسکی - انھون نے کہا حضرت ہم
تو قدح نوش ہین - ہم سے آپ یہ کیا پوچھتے ہین
بلا نوشون کو برانڈی اور ہوئسکی سب یکسان
ہے - تحصیلدار نے حکم دیا کہ کارٹلن ہوئسکی
کھولی جلے - سب نے اپنے اپنے گلاسون مین
تھوڑی تھوڑی انڈیلی اور سوڈا ملا کر انسپکٹر
کی تندرستی کا جام پیا - پہلے دور مین ذرا
ذرا گرمائے پھر دوسرا دور شروع ہوا اسمین
رام سنگھ نے کہا حضرت بے ادبی معاف ہو تو
کچھ عرض کرون - مردون کے ساتھ شراب
پینے مین کسی ملعون ہی کو لطف آتا ہوگا ہمکو تو
لطف نہین آتا سچی بات تو یہ ہے -
چھٹن صاحب نے بھی انکے کلام کی تائید
کی - کہا بھئی ہمارا بھی صاد ہے - جب تک
معشوق نہو تب تک لطف کیا - لطف تو جب ہے
کہ وہی ساقی ہے -

گرچہ ام تو بہ بدست صنم بادہ فروش
کہ دگر مے نخورم بے رخ بزم آرائی

انسپکٹر نے اس رقاصہ کو بلوایا جو پیشتر سے

آئی ہوئی تھی چھٹن صاحب نے کہا اور جو وہ یہان نہ آئے یا آئے بھی اور شریک نہو تو بے لطفی ہوگی - انسپکٹر اِسپر ہنسے - فرمایا اب ایسی گئی گذری انسپکٹری ہماری نہین تھی کہ آج چھٹی لی کل کوئی رُعب نہ مانے -

یہ باتین ہو ہی رہی تھین کہ رقاصہ چھم چھم کرتی ہوئی رندون کی محفل مین آئی - کم سن عورت کوئی سترہ برس کی عمر - گدرایا ہوا بدن - اعضا متناسب سرخ و سفید چہرہ اور آنکھین نشیلی -

ت - یہ کون ہین ہمنے اِنکو آجتک دیکھا ہی نہین -

ا - یہ لکھنؤ ہی کی ہین مگر کوئی پانچ برس سے مرزاپور چلی گئی تھین اب پھر یہان آئی ہین -

چھٹن - اب کتنے دن سے آپ یہان ہین؟

عباسی - (رقاصہ) کوئی دو ڈھائی مہینے ہوے ہونگے -

چھٹن - آپ کا نام کیا ہے -

عباسی - عباسی جان -

چ - مین سمجھ گیا - اب تمھاری بہن چھٹن کہان ہین -

ع - وہ باندے مین ایک رئیس کے پاس نوکر تھین مگر وہان سے چلی آئین - پرسون پہونچین -

ت - کیا کوئی رشتہ آپ سے اِنسے قائم ہوگیا -

چ - ہان - یہ ہماری سالی ہوئین -

ع - آپ کا کیا نام ہے -

ت - نواب چھٹن صاحب - بڑے رئیس ہین ہمارے شہر کے -

ع - اخاہ - بندگی -

رام - اپنا پرانی ملاقات نکلی -

ع - مین نے جب آپ کو دیکھا تھا تو بہت چھوٹی تھی -

ت - یہ کیا بھئی - اجی نواب صاحب -

ع - ہماری بہن سے اور آپ سے رسم تھا -

چ - (گلاس دیکر) پی جاؤ -

ع - کیا - کالا پانی! ادی -

چ - بہو - نخرے نکرو -

ع - جی نہین - ہم سچ کہتے ہین -

ا - کیون صاحب آپ سچ کہتی ہین ذرا مجھ سے تو چار آنکھین کیجیے - آپ شغل نہین کرتی ہین -

ع - اے ایکدن اُس جوہری کی خاطر سے تولہ بھر پی لی تھی -

چ - آج ہماری خاطر سے آپ ماشہ ہی بھر پیجیے -

ع - بہت اچھا لائیے -

شراب پیتے ہی بی عباسی گرمائین اور لگین چہکنے چھٹن صاحب کی طرف مخاطب ہو کر کہا ہمسے آپ کا ذکر باجی اکثر کیا کرتی ہین کہ بڑی خاطرداری سے پیش آتے ہین اور بڑے رئیس ہین اور مجاز کی بڑی تعریف کرتی تھین کہ واہ کیا مجاز پایا ہے - اللہ جانتا ہے آپ کی باتون پر لوٹ ہین ہم تو بڑے خوش ہوے کہ آپ کو یہان دیکھا - اب باجی کو لیکے کل ہی تو پہونچتی ہون -

چھٹن صاحب نے کہا آپ اور آپ کی

باجی دونون سر آنکھون پر مگر مین نے تو اب توبہ کرلی ہی بالکل تائب ہوگیا۔ اُسپر اُسنے قہقہہ لگا کر جواب دیا کہ اللہ میان سے بھی دھوکے دھڑی کرتے ہو۔ توبہ کرلی ہے اور یہ ہاتھ مین کیا ہے۔ بندگی۔ واہ کیا توبہ ہے ایسی توبہ ہمکو بھی سکھا دو روز فجر کو اُٹھکے توبہ کرلیا کرین دنیا مین مزے مزے سے چین کرین اور وہان بھی نیک بیبیون کے ساتھ حشر ہوگا ازین چہ بہتر۔

چھٹن۔ اچھا سکھا دینگے مگر اتنی سی مین تمھارا کیا بھلا ہوتا ہے اور لو۔ یا تو ہے نہین انسان اور لے تو پھر اچھی طرح لے ذرا سرور تو گٹھے

عباسی۔ اے نہین اب نشہ تیز ہو جائیگا۔ اور ناچنا گانا بھی ہی بس اتنی ہی بہت ہے۔

ت۔ ناچ گانے کے یہان ہم لوگ کم شائق ہین۔ ہم تو باتون کے عاشق ہین بی صاحب

ع۔ اے تو گھنٹہ آدھ گھنٹہ تو ناچ مجرا ہوگا پھر جو زیادہ ہوگئی تو لطف کہان رہا۔

رام۔ اجی ایک گلاس اور ہو صاحب۔

ا۔ ہان ہان ابھی گال تو گرما گرم ہو جائین۔

ع۔ بہت اچھا۔ ایسا نہو باجی خفا ہون۔

ا۔ جی ہان ایسی ہی باجی ہین آپ کی۔ قرابے کے قرابے لنڈھا دیے چھٹن صاحب بہادر کے ساتھ۔ کہنے لگین باجی نہ خفا ہوئین کیا اُنھون نے بھی اب توبہ کرلی ہی چلو دونون اچھے رہے۔ اِدھر اِنھون نے توبہ کرلی۔ اُدھر اُنھون نے اخوب شد۔

ش۔ جناب تحصیلدار صاحب کی پسندیدہ بندہ درگاہ کا بھی صاد ہی واقعی آدمی معقول ہی

ت۔ مجھسے کیا بحث ہے جناب۔ جیسے آپ مہمان ویسا مین۔ پسند انسپکٹر صاحب کی ہی۔

ا۔ روپیہ دینے کے وقت بندہ تو شہباز خان کے یہان ہوگا جسکو دینا پڑیگا وہ جانے اُسکا کام جانے ہم تو مہمان آپکے گھر کے ہین ایسا کون بے حمیت ہوگا جو مہمان کو کٹوائے۔

ت۔ آپ شہباز خان صاحب کے ہان ہون چاہے چڑی مار جنگ کے ہان اور چاہے لالہ بدی مل کے گھر مین۔ دو پیک آپکے مین نے تاک لیے ہین کہیے دو چار طلیقے اور آجائین۔

ا۔ سب صاحب یاد رکھین پولیس کے روبرو اقبال کرلیا ہی اِنھون نے۔

ش۔ مجسٹریٹ کے سامنے پولیس بیچاری کیا کرسکتی ہے پولیس کے سامنے لاکھ کوئی اقرار کرلے۔ کیا ہوسکتا ہے۔

اتنے مین چپراسی نے اطلاع دی کہ (وہ کوتوال صاحب آگئے ہین جو مشکی گھوڑے پر نکلتے ہین)۔ حکم ہوا کہ آنے دو مگر اور کوئی بلا اجازت نہ آئے۔ کوتوال آئے چھٹن صاحب کو دیکھکر ذرا جھجکے۔ علیک سلیک کے بعد شہباز خان نے گفتگو شروع کی۔

ش۔ اِنکو تو تین ہفتے کی رخصت ملگئی آپ اپنی کہیے۔

کوتوال۔ انسپکٹر صاحب کی سفارش تو ہمارے

جناب تحصیلدار صاحب کی ہم غریبون کو کون پوچھتا ہی - ہم پہلے چوکی پر گئے وہان سے بشیر الدولہ کے ہان گئے وہان سُنا کہ داروغہ صفائی کے مکان پر اُٹھ گئے ہین - نواب صاحب سے ملنا چاہا -

داروغہ نے آکے کہا آرام مین ہین (اسوقت ملاقات نہین ہو سکتی) اور کمرے مین باتین ہونے لگین - ایک عورت نے کہا کہ بلوا لو دوست ہین تمھارے اِسکے جواب مین بشیر الدولہ صاحب نے فرمایا اُف جی جان کھا گئین - آگ بھی کرو - اُترا شحنہ مردک نام تس کم دھیان پاک

ت - واللہ ابھی نہین -

ک - خداوند مین نے اپنے کانون سُنا -

ش - ایسا بچھڑا ہے -

ک - جھوٹ آنکھون مین اُتر آیا -

ت - بات ہی ایسی ہے -

ک - وہان سے داروغہ صفائی کے مکان پر گیا وہان سُنا کہ تحصیلدار صاحب اپنے بنگلے پر لیگئے ہین - یہان حاضر ہوا -

ت - اُنسے بھی اسی طرح پیش آئے -

ک - سزا ہم لوگون کی -

ت - اُنسے کہا آپ سرا مین جاکے رہیے -

ک - جی ہان سُن چکا ہون -

ا - تو پھر اب -

ک - اب بندہ توکل شب کو بھنگا جاتا ہے ایک بڑی تقویت ہوئی کہ میرے دیرینہ مربی کپتان کنگ صاحب وہان سپرنٹنڈنٹ ہین - بندہ کا توکل کو سچ بولنا ہے - اب آپ اس (گالی) سے سمجھ لیجیے - کچھ سکھانے کی ضرورت نہین ہی - مگر تابڑ توڑ ہون -

ا - یہ دوستی کا پھل ہمکو دیا ہے -

ک - نواب زادے ہین صاحب -

چھٹن - حضرت یہ ملاحی کی سند نہین -

ت - (مسکرا کر) جی ہان اُدھر کے لوگ بھی بیٹھے ہین ذرا سنبھلے ہوے قبلہ -

ک - نہین آپ اُدھر کے لوگ نہین ہین آپ خود اُسکے درپے تخریب ہین -

ت - جناب نواب چھٹن صاحب آپکی شکایت کرتے تھے -

ک - مین نے تو اپنے نزدیک شکایت کی کوئی بات نہین کی -

ت - پہاڑ پر آپ ہی تو گئے تھے -

ک - تو اسمین تو مین مجبور تھا -

ت - اور وہ فرض منصبی تھا -

ک - آپ خود ہی غور کرسکتے ہین اور اگر واقعی نواب چھٹن صاحب بہادر کو خاکسار سے کسی قسم کی رنجش ہے تو مجھے معاف فرمائین مسلمان کو مسلمان سے بےسبب کاوش نہونی چاہیے -

چھٹن - مجھے آپسے کوئی رنجش نہین ہی -

ک - تو مجھسے بغلگیر ہو جیے -

دونون ہنسی خوشی بغلگیر ہوے اور کوتوال کو بھی دورمین شریک کیا دیر تک ہنسی دل لگی مذاق رہا اتنے مین انسپکٹر شہباز خان

نے اپنے دوست انسپکٹر سے پوچھا کہ کھیے
کھانے کو کیا پکوایا ہے۔ اُنھون نے کہا
بھائی صاحب شام کو تو جلسے کی صلاح ہوئی
شام تک تو ہماری روح پر صدمہ تھا۔ بھلا
اِس عجلت مین کیا پک سکتا تھا۔
ع ۔ اے توجہ ہو وہ منگواؤ۔ بے کبابون کے
پینے کا مزہ کیا۔ کباب نہو کچھ اور ہی ہو۔
رام ۔ بے بدرقے کے لطف نہین ہے۔
شش ۔ ہماری خود یہی رائے ہے۔
ت ۔ لاؤ جی بدرقہ کچھ لاؤ۔
دو پلیٹون مین الگ الگ تلے ہوے
پستے آئے تو شہباز خان نے کہا یار رام سنگھ
یہ ہندوے پن کی یہان نہین چلیگی سب
ساتھ کھائینگے۔ اِسین چاہے بی عباسی ہون
چاہے جناب تحصیلدار صاحب ہون دروازہ
بند کر لیجیے چاہیے اِس کا مضائقہ نہین رام سنگھ
نے مسکرا کر کہا اچھا صاحب زبردست ہو۔
اور حاکم اور افسر ہو ہمارے۔ لائیے
آج ہم بھی لہو لگا کے شہیدون مین داخل ہو جائین
۱۱ بجے شب تک دور جام رہا۔ اُسکے
بعد سب نے ملکر کھانا کھایا اور تھوڑی دیر گانا
سُنا۔ مگر نشہ اسقدر تیز تھا کہ نہ سامعین
کو مطرب سے کوئی واسطہ تھا نہ مغنی کو سامعین
سے۔ آواز کہین جاتی ہے طبلہ کہین جاتا ہے
اور سارنگی کہین جاتی ہے۔
دو بجے سے پھر بادۂ گلگون کا دور چلا
اور گانا موقوف ہوا۔ اور سازندے اپنے
اپنے گھر چلے گئے۔ صرف بی عباسی اور اُنکی
ایک بھری سنگتین۔
ع ۔ اے اب کیا رات بھر یہی شغل رہیگا۔
ا ۔ ہم اپنے نواب چھٹن صاحب کی تندرستی
کے جام پر جام نوش کرینگے۔
رام ۔ کل چھٹی بھی تو ہے۔ اتوار ہے کہ نہین۔
ا ۔ ہمکو تو بالفعل تین ہفتے کی مہلت ہے۔
ت ۔ نواب نواب چھٹن صاحب اور ہمارے
دوست انسپکٹر صاحب مین تو میل ہو گیا اب
تو رنجش نہین باقی ہے۔
چھٹن ۔ مین تو اب صاف ہون۔
ت ۔ اور کوتوال صاحب۔
ک ۔ مین خادم احباب ہون۔
ج ۔ اِسوقت اِس جلسے مین جتنے ہین اِنسے
کسی سے رنجش نہین رہ سکتی اور نہ رہیگی۔
ا ۔ ہم سب اب نواب محمد عسکری صاحب کے
دوست اور بشیر الدولہ لعین مردود محسن کش
احسان فراموش کے دشمن ہین۔
ک ۔ وہ ایسا ہی پاجی ہے۔
ت ۔ کیا کہنے لگا (اُترا شحنہ مردک نام)۔
رام ۔ دیکھو تو سہی۔
چھٹن ۔ اب اتنے آدمیون سے تو بچکے نہین
رہ سکتا جائیگا کہان۔
آپس مین یہ صلاح ہوئی کہ انسپکٹر صاحب
صبح کو کدرا اور للتوا کو بلائین اور اُن دونون کو
دھمکائین کہ صاحب ڈسٹی مجسٹریٹ بہادر
نواب بشیر الدولہ کے دشمن ہو گئے ہین اور

تم دونون کے نام وارنٹ گرفتاری جاری ہوا ہی۔ مگر تھانے پر نہ بلائین علیحدہ کہین بلائین اور اُنکو اسقدر ڈرا دین کہ ہوش و حواس غائب ہو جائین۔ اور اُنکو صلاح دین کہ تم رُوپوش ہو جاؤ اور یہ بھی کہین کہ بشیر الدولہ کی دوستی کے جرم مین صاحب نے کوتوال صاحب کی بدلی کر دی ہی۔ جب وہ دونون گھبرا جائین اور روپوش ہونے پر آمادہ ہون تو اُنکو صلاح دیجیے کہ کانپور بھاگ جاؤ یہ راے چھٹن صاحب نے دی۔ اور یہ تجویز قادر بیگ کی سکھائی ہوئی تھی۔

تحصیلدار صاحب پھڑک اُٹھے۔

انسپکٹر صاحب نے بھی اسپر صاد کیا شہباز خان نے بھی پسند کی۔ رام سنگھ بھی متفق الراے ہوے کہ چلما کارگر ہو جائیگا۔ چار بجے کے قریب جلسہ برخاست ہوا۔

رنگ رلیان

دوسرے روز انسپکٹر صاحب دن بجے سو کے اُٹھے رام سنگھ نے جو گھر پر جلکے لمبی تانی تو بارہ بجے کی خبر لائے تحصیلدار آٹھ بجے اُٹھے منھ دھو کے چار پی کر پھر سو رہے کوتوال بیچارے کو نیند کہان گھر پر جاکر منھ ہاتھ دھو اور چار پیکر اپنے دھندے سے لگا کر شب کو نا زم سفر ہونا تھا۔ بارہ بجے دن کے انسپکٹر صاحب تھانے پر گئے تو سنا کہ شہباز خان صاحب آرام مین ہین۔ اُنکو جاکے جگایا رام سنگھ کو بلوایا اور ایک کانسٹبل کو بلوایا جو اُنکا خاص آوردہ اور محرم راز اور معتمد علیہ تھا اور اُسکو علیحدہ لیجاکر نشیب و فراز سمجھا کر روانہ کیا اور وردی پہن گھوڑے پر سوار ہو کر شرف الدولہ کے باغ مین گئے اور وہان کدرا اور للتوا کا انتظار کیا اب سُنیے کہ کانسٹبل وردی اُتار کر اور معمولی کپڑے پہنکر گیا تھا۔ پہلے کدرا ملا۔

کانسٹبل۔ تمھارا یار للتوا کہان ہے۔ اُسکو بھی بلا لو صوبے دار صاحب نے جھٹکے سے بلایا ہے۔

کدرا۔ کھیر باشد۔

کانسٹبل۔ بلا تو راستے مین کہینگے۔

کدرا۔ (للتوا کو آواز دیکر) ابے جری ادھر آ۔

للتوا۔ سلام جمعدار صاحب۔

کانسٹبل۔ صوبے دار صاحب نے بلایا ہی۔ تم دونون ہمارے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

للتوا۔ کھیریت تو ہے۔

کانسٹبل۔ اب یہ نہ پوچھو کچھ۔

للتوا۔ کیا۔ ہ ہ ہ ہمکو تو کچھ دَ دَ دَ دال مین کَ کَ کَ کالا کَ کالا معلوم ہوتا ہی۔

کانسٹبل۔ کیا بتائین یار۔

کدرا۔ کھدا کھیر کرے۔

للتوا۔ ہمارے تو ہوش اُڑ گئے۔

کدرا۔ دیکھو اللہ مالک ہے۔

ل۔ وہ مالک ہے تو کُل مالک ہے۔

جب چلتے چلتے ایسے مقام پر پہونچے
جہان باغون کی کثرت کے سبب سے آبادی
کم تھی تو کانسٹبل نے ایک تکیے مین ایک قبر
پر بیٹھکر اِن دونون سے آہستہ آہستہ یون
گفتگو کی۔
کانسٹبل۔ لے اب سب حال سُنو۔
بڑا غضب ہوگیا ہے یار نواب محمد عسکری کے
کسی دوست نے جاکے صاحب سیٹی مجسٹریٹ
سے کچا چٹھا جڑ دیا اور تم دونون کا نام بھی لیا
اور بشیر الدولہ کی سازش اور بے ایمانی کا
سب حال کہدیا اور صاحب سُنکے آگ ہوگئے
تم دونون کے نام وارنٹ گرفتاری جاری
ہوا ہی آج لکھا گیا ہوگا۔ اِسی لیے صوبے دار
صاحب نے تمکو بلوا لیا ہے کہ صلاح دین اور
پہلے ہی سے سمجھا دین کہ تم لوگ چھپ رہو۔
للتوا۔ (رنگ زرد ہوگیا) اِس عمر سسری
کے پیچھے کیا جانے کیا کیا ہوگا۔ اور یہ اسکو
چھوڑتے نہین۔ تو کیا مجسٹر صاحب سے اور
بشیر الدولہ نواب صاحب سے میل نہین ہی۔
گدرا۔ تو اب ہم دونون گرپتار ہو جائینگے۔
کانسٹبل۔ وارنٹ تو ہمارے ہی ہاتھ سے
جائیگا گرفتار کرنے والے تو ہم ہی ہین مگر
جب صوبے دار صاحب تمھاری طرف ہین
اور تمکو دوست سمجھتے ہین تو پھر تمکو کیا ڈر ہی
مگر ہان روپوشش ضرور ہونا پڑیگا۔
للتوا۔ بڑی وہ پڑگئی اور ہماری بہن
کی منادی ہی۔

گدرا۔ صوبے دار صاحب کہان ہین۔
کانسٹبل۔ جو تھانے پر بلاتے تو اپنے آپ
دھر لیے جاتے کوئی جاکے صاحب سے جڑ دیتا
کہ یہ تو للتوا اور گدرا سے ملے ہوے ہین اِسی
باغ مین انسپکٹر صاحب آگئے ہین اور خاص
تم سے ملنے کے لیے تمھارا بڑا خیال ہی۔
ک۔ اللہ اُنکے مراتب اور بلند کرے۔
ل۔ بھلا ہم گگ گریب آدمیون کی اتّی
تو بھکر رہی یہ کیا کم ہے ہجور۔
کانسٹبل اِن دونون کو باغ مین لیگیا تو ٹوٹی
پھوٹی بارہ دری کے ایک درجے سے انسپکٹر
صاحب نے اُنکو اشارہ کیا کہ ادھر آؤ۔
انسپکٹر کی بدحواسی دیکھکر دونون کے حواس
غائب ہوگئے پہلے تو اُنھون نے اپنے کانسٹبل
کو للکارا (عجب آدمی ہو جی۔) کہا تھا کہ ان
دونون سے کہنا کہ مُنھ کو رومال سے چھپالین
وہ تو سکھایا پڑھایا تھا ہی۔ اُسنے عرض کیا
(حضور اِسی سے تو مین نے وردی نہین پہنی۔
اُدھر گنیش گنج کی طرف لوگ جاتے ہین ادھر
سعادت گنج کی طرف ہم کو کون جانتا ہی)۔
ا۔ للتوا یار بڑا ہی غضب ہو گیا۔
ل۔ (روتا ہوا) ہجور سُنا صاحب نے ہماری
گرپتاری کا حکم دیا ہی۔
ا۔ ہان اب تمکو ہوشیار رہنا چاہیے۔
ک۔ اور ہجور ہم۔
ا۔ تمھارے ہی سبب سے تو ہم سب خفطے
مین پھنس گئے نواب بشیر الدولہ بیچارے کی

جان عذاب مین ہی کوتوال صاحب کو بھنگا بدلوا دیا
ل۔ حضور کیا نواب صاحب پر بھی آنچ آگئی۔
ا۔ محمد عسکری کے جتنے دشمن ہین اور نواب بشیر الدولہ کے جسقدر دوست ہین وہ سب راندے گئے۔ کوتوال کوتیال کی ترائی مین بدل دیا بشیر الدولہ کے ہان کل سے چوکی پہرا بیٹھیگا ہمکو صاحب نے بُلا کے بہت دھمکایا۔ بشیر الدولہ کے وکیل کا ڈبلو تا چھیننے کی رپورٹ کی ہی۔
ل۔ اور سنئے حضور۔
ا۔ تمھارے نام گرفتاری کا حکم ہی۔ تم اور کدرل۔
ل۔ تو حضور اب ہم تو بھاگ جائینگے۔ پکڑے گئے کید ہوے تو کیا پھائدہ۔
ا۔ فوراً روپوش ہو جاؤ۔
ل۔ تو روپوش ہو کے بچ جائین کہان۔
ک۔ حضور ہم کانکرا باد چل دین۔
ا۔ ہماری صلاح تو یہ ہی کہ کانپور مین جاکے رہو۔
ل۔ بہت اچھا۔
ا۔ وارنٹ تو ہمارے ہی ذریعے سے جاری ہوگا یہان اگر تم رہے تو ہم پر فرض ہوگا کہ تمکو گرفتار کرلین اگر نہ گرفتار کیا تو کوئی جاکے صاحب سے کہدیگا اور ہم سے وہ اور بھی خفا ہو جائینگے اور کانپور چلے جاؤگے تو ہم وہان نہ بھیجینگے
ل۔ تو سرکار پھر آج ہی چلے جائین۔
ا۔ بیشک۔
ل۔ (آبدیدہ ہوکر) حضور ہماری بہن کا بیاہ ہی۔
ا۔ کب تک۔

ل۔ ک ک کوئی مہینا بھر ہے۔
ا۔ او۔ تب تک سب ساف ہو جائیگا۔
ل۔ آج ریل پر سوار ہو جائین۔
ا۔ ہان۔ دونون کے دونون مگر اپنے گھرین نہ کسی سے کہنا۔ آخیر اگر ظاہر ہو گیا کہ تم کانپور جاتے ہو تو بات پھوٹیگی اور تم دھر لیے جاؤگے
ل۔ حضور کانون کان کسو کو نہ خبر ہو۔
ک۔ گھرمین کچھ بہانہ کر دینگے۔
ا۔ تمھاری قمرن نے بہت آدمیون کو دق کیا بشیر الدولہ بیچارے کی حالت پر سخت افسوس ہے۔ یہ سب قمرن کی بدولت ہے۔
ک۔ کیا بتائین سرکار۔
ل۔ بڑی بُری گھڑی اِنکا نِکاح اُسکے ساتھ ہوا تھا۔ اب کیا ہوتا ہی۔
انسپکٹر نے اُنکو صلاح دی کہ تم دونون گلیون گلیون اپنے گھر جاؤ اور ٹھیک سات بجے شام کے ہلوصفائی کے داروغہ صاحب کے مکان پر ملو تو ہم کانسٹبل ساتھ کردینگے اور وہ تمکو سوار کرا دیگا۔ دونون نے جھک کر سلام کیا اور یون گڑگڑا کر منت کرنے لگے۔
ک۔ حضور ہی کا سہارا ہے۔
ل۔ حضور اپنا ہاتھ رکھے رہین۔
ک۔ ہم لوگ نے بڑی سرکار کو دِقت دی۔
ا۔ نہین۔ یہ غلط ہے ہمنے جو کچھ کیا نواب بشیر الدولہ کے سبب سے کیا جو ہمارے دوست ہین۔ مگر اب کیا مصیبت پڑگئی ہی کہ ہم بشیر الدولہ سے مِل تک نہین سکتے

اچھا اب تم لوگ رخصت۔ شام کو سات بجے داروغہ صاحب کے مکان پر آجاؤ بس۔

ک۔ سلام ہجور۔

ل۔ ہجور پر دوستی رکھیے گا۔

اُدھر للتوا اور کدرا ادھر انسپکٹر اور کانسٹبل روانہ ہوے۔

للتوا نے کدرا کو راستے مین ڈانٹنا شروع کیا۔

ل۔ تمھاری بدولت ہمیان نکسان ہی اٹھایا۔

ک۔ بھائی ہسم تو کھد کھراب ہین۔

ل۔ پہلے کانپور مین جل کے پھجیت کیا اب سہسے نکلوایا۔ یہ دوستی مین ملا۔ جو کبھی کمرن کا گال بھی چوما ہوتا تو کتے بھلا ابھی پھیر

ک۔ ہکو دیکھو۔ جورو اکی جورو ادگئی اور گھر کا گھر چھوٹا

ل۔ اب کہو مین کہان رہوگے۔

ک۔ جہان تم رہو۔ مدا کسے مین کسو سے نہ کہنا کہ کہان جاتے ہین کہان نہین جاتے۔

چار بجے نواب چھٹن صاحب نے اپنی گاڑی بھیجکر انسپکٹر صاحب کو بلوایا۔ یہ جو چھٹن صاحب کے ہان گئے تو نواب رونق جنگ ملے بڑے تپاک سے مصافحہ ہوا۔ نواب صاحب نے کہا کہ نواب چھٹن صاحب بہادر کی زبانی مین نے سب حال سُنا۔ بشیر الدولہ نے جو کانٹے ہمارے حق مین بوئے اُسکا حال تو آپ پر روشن ہی۔ مگر خیر اب آپ ہمارے معین و مددگار ہین انسپکٹر نے پہلے معذرت کی اسکے بعد چھٹن صاحب سے کہا کہ کدرا اور للتوا کو آج مین نے بلا کے ڈرا دیا وارنٹ گرفتاری کا نام سُنکر روح فنا ہوگئی اور شام کو وہ دونون کانپور بھاگ جائینگے۔ چھٹن صاحب بہت خوش ہوے۔ کہا ایک کام کیجیے۔ ہم خط لکھ دینگے وہ خط لیکر کانپور ہمارے دوست لالہ بشیشر پرشاد سے ملین اور انھین کے گھر پڑ رہین اور وہین دونون وقت کھانا کھائین اور دند نائین۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور آٹھ بجے رات کو چھٹن صاحب اور رونق جنگ اور انسپکٹر نے اپنے سامنے کدرا اور للتوا کو ریل پر سوار کرا دیا ٹکٹ لے دیا اور لالہ کے نام خط دیا اور پتا بتا دیا۔

ا۔ بندہ تو اب رخصت ہوتا ہی۔

چھٹن۔ شکریہ ادا کرتا ہون۔

انسپکٹر سے رخصت ہوکر چھٹن صاحب نے رونق جنگ کو انکی کوٹھی پر اُتارا اور خود بیرسٹر کے یہان گئے اور کچا چٹھا کہ سنایا محمد عسکری اور بیرسٹر اور اختر نے کان دھر کے سُنا۔

نواب چھٹن صاحب نے حاضرین جلسہ کو جب یہ مژدہ روح افزا سنایا تو سب کی باچھین کھل گئین اور قمرن اور سب سے زیادہ خوش ہوئی کہ منھ مانگی مراد پائی۔

نازو اور قمرن اور بی مغلانی نے بشیر الدولہ کو کوسنا شروع کیا۔

مغلانی۔ اللہ کرے ہوے کے ہاتھون مین ہتکڑی پڑی ہو اور اسی طرف سے نکلے اور ہم اوپر سے اُسپر تھوک دین اور کہین موے پر سو در ہے۔

نازو - برچھی کا پھل سلے نگوڑے کو -
قمرن - اللہ کرے بنیت پڑین -
چھٹن - کیا خدا نے نیچا دکھایا ہے -
اختر - ابھی ہماری پوری پوری تشفی نہین ہوئی ہی
چھٹن - تو آپ وہمی ہین بندہ نواز -
مغلانی - اِسکی دوا تو میان وہ کیا مثل ہے
لقمان کے پاس بھی نہ تھی - مگر ہان یہ کہو کہ
بھی جیسے یقین سا نہین آتا ہے کہ مبادا
اسکی تقدیر خدا ناخواستہ خدا ناخواستہ پلٹا
کھا جائے -
چھٹن - اِس سے اطمینان رکھو بی مغلانی -
مغلانی - اے تم جیو میرے شیر جم جم جیو -
نازو - آمین -
قمرن - اِنھین سب لوگون نے اِس گاڑھے
وقت مین ہمارے نواب کو مدد دی - اللہ انکو اجر دے -
مغلانی - آمین - آمین -
نازو - ہمارے رونگٹے رونگٹے سے دعا نکلتی ہی
اتنے مین منشی مہراج بلی صاحب نازل ہوے
مہراج - فتح ہی یاران فتح ہی - خوشی کے
شادیانے بجاؤ - آئی ہوئی ٹل گئی بجرنگ بلی
نے آج یہ خوشخبری سنائی - بی مغلانی مبارک ہو
اب وہ شمر کافر یاجی کوئی دم کا مہمان ہی
خدا نے چاہا تو بڑے گھر مین چکی پیستا نظر آئیگا
ہزارون لاکھون کی آہون کا دھوان کہان
جائیگا بیکار جا سکتا ہے بھلا - کیا مجال للتوا
کدرا تو کانپور بھیج دیے گئے اور وہان
چھٹن صاحب کے دوست لالہ شیشمبر کے

رہینگے - یہ کھٹکا تو رفع ہو گیا -
اچھا - مقدمہ ابھی تک دائر نہین ہوا ہے
پولیس نے مستغیث کو ہدایت کی کہ ہماری
دست اندازی کے قابل نہین ہی - اگر تیرا
جی چاہے تو عدالت مین نالش کر - اور وہ
ضرور نالش کرتا اور مقدمہ دائر عدالت ضرور
ہوتا - اور بڑا ہی فضیحتا ہوتا - ہوتا ہواتا خاک
بھی نہین مگر بدنامی اور زیر باری تو ہوتی خدا
نے اِس سے بچا لیا - کدرا جو مستغیث تھا وہ
کانپور گیا - للتوا جو اُسکو ورغلاتا تھا وہ بھی
شہر بدر کانپور کو بیرنگ روان باشد -
چلیے مقدمہ تو جہنم واصل ہوا - اب سُنیے
کہ جس انسپکٹر سے اور بشیر الدین سے تکرار
کا ٹی رو ٹی تھی وہ جانی دشمن یا ہوتا ہی -
ہو گیا ہی - اور کوتوال قسمین کھاتا کہ تم دونون
تو کچا ہی کھا جاؤن - اور خود میان نے شام
کی جو درگت ہونے والی ہے وہ صبح شام
مین دیکھ لینا -
مغلانی - چاہ کن را چاہ در پیش -
مہراج - کیا فرق ہی -
اختر - نواب دو صاحبون کی ایک ہی خبر
سُنی اور دونون ایک ہی روایت بیان
کرتے ہین اور مختلف ذریعون سے سنی ہوئی
ایک نے بجرنگ بلی کی زبانی سُنی دوسرے
نے خاص پولیس کے افسرون کی زبانی سُنی -
عسکری - شکر ہے خداوندا ہزار شکر ہے -
نازو - تو تمنے اپنی آنکھون دیکھا تھا

نواب چھٹن صاحب کہ وہ مونڈھی کاٹا کدرا
سوار ہوگیا۔
چھٹن۔ معقول! ابھی وہین سے چلا آتا ہون۔
مین تھا نواب رونق جنگ بہادر اور انسپکٹر
صاحب خود ہمارے ساتھ گئے تھے۔ فارغ خطی
لکھ گیا ہی کہ مجھ سے قمرن سے کچھ واسطہ نہین۔
مہراج۔ بھئی کیا گھر اپکھا ہوا ہی واللہ۔
چھٹن۔ انسپکٹر نے کدرا اور للتوا کو بلا کر کہا
کہ ارے غضب ہوگیا۔ صاحب سٹی مجسٹریٹ
بہادر نے تم دونون کے نام گرفتاری کا
وارنٹ جاری کیا ہے اور بشیر الدولہ کے
مکان پر بھی کل سے چوکی پہرا بیٹھا جاہتا ہے
اور کوتوال کو مارے غصے کے بھنگا بدل دیا
بس دونون گڑبڑا اٹھے۔
مہراج۔ وہان لالہ اشبیشر کے مکان پر پہنچے نا۔
چھٹن۔ جی ہان۔ لالہ اشبیشر پرشاد کے ہان۔
نازو۔ کیا شان ہی تیری کریمی کی۔ قربان
تیری کریمی کے روتے کو ہنسانا اور ہنستے کو
رولانا اسی کا نام ہی۔ کہان تو ہمارے منھ پر
ہوائیان اڑی ہوئی تھین کہ اب پکڑے
گئے اور اب پکڑے گئے۔ قمرن بیچاری کا ساری
کے سبب کیا حال ہو [illegible]
یہ کسکو امید تھی کہ صحیح سا [illegible]
ہو پہنچینگے اور آج اللہ [illegible] علق رکھتا ہی۔
مزے ہنستے بولتے ہین۔ وہ [illegible] دیکھلے
تک کیسا خوش و خرم ہوگئے بھائی صاحب ع
ہو گی۔ [illegible] اندین دست کرباتی چشمہ

چھٹن۔ اسکو ابھی یہ حال تھوڑا ہی معلوم ہی
وہ تو اب تک یہی سمجھا ہوا ہے کہ ایک انسپکٹر
گیا دوسرا آیا دوسرا گیا تیسرا آیا جو آئیگا اسکو
بزور زر اپنی طرف کرونگا چلو چھٹی ہوئی۔
کدرا اور للتوا کو وہ اپنا بیٹھا اور چیلا سمجھتا ہی
ہی۔ وکلا روپیے کے آشنا۔ انکو اس سے کیا
بحث ہے کہ بشیر الدولہ برسر حق ہین یا نواب
محمد عسکری۔ انکا قول تو یہ ہے کہ ہر خرے
کہ باشد من پالانم۔ انکو اپنے حلوے مانڈے
سے مطلب ہے مرو وہ چاہے بہشت مین جاے
چاہے دوزخ مین۔ مگر جب سنیگا کہ انسپکٹر
کو تین مہینے کی رخصت ملی اور وہ لکھنؤ ہی مین
رہینگے تو سر پیٹ لیگا اور ادھر کدرا اور للتوا
کو بھی غائب پائیگا بڑی دل لگی ہوگی۔
بیرسٹر۔ اب یہ دل لگی تو ہوا ہی کریگی یہ
فرمائیے کہ اتنی بڑی خوشخبری سنی۔
کچھ جشن بھی ہوگا۔
عسکری۔ بھائی صاحب ہم سب
مہمان ہین۔ آیا ذہن شریف مین کہ [illegible]
ہان عمدہ سے عمدہ پکا ہی [illegible]
چار چیزین ہوتی [illegible] ہین۔ ایسے بے فکرے
بیٹھے ہونگے واللہ کچھ فکر ہی نہین
[illegible] پکا ہو
چھٹن [illegible] آہستہ سے) جی ہان اور ایسی پری
پیکر جورو پا کے!۔
نواب۔ جی ہان۔
چھٹن۔ تو اس تقریر سے حضور کا منشاء کیا ہی
نواب۔ منشاء تو صاف صاف عرض کر دیا کہ آپ

اور باقرخانی اور قورمہ اور کباب ہے
اور نواب چھٹن صاحب کے حکم سے تیتر کا قورمہ
پکا ہے اور گوبھی ہے اور نازو جان صاحب
کی فرمایش بجرے کے ملیدے کی تھی وہ بھی
ہے اور جو حکم دیجیے) ۔
نواب صاحب نے فرمایا تو وہ چیزین ہماری
طرف سے بڑھا دو جا ہے کھانے مین دیر ہو جائے
کچھ پروا نہین ایک کندن قلیہ اور ایک انڈون
کے املیٹ ۔ اچھا صاحب یہ تو ہوا اب رہی
شراب وہ ہمارے ساتھ ہے ۔ اب رہے معشوق
بھلا نازو جان اور قمرن سے بہتر معشوق کہان
ملینگے اور احباب بذلہ سنج تو سبھی ہین ۔
نازو ۔ (ہنسکر) میزان اچھی دے دی ۔
مہراج ۔ بات معقول کہی ۔
نازو ۔ آپ بھی بولے (منھ چڑھا کر) بات
معقول کہی تیری ایسی تیسی نگوڑے ۔
نازو ۔ ج ۔ این ! شیطان نے انگلی دکھا دی
اسے مہت ہماری نازو جان کلیلون پر ہین ۔
مہراج ۔ تو ہماری کیا معنی ! اسکی تصریح کیجیے
شادیانے بجاؤ ۔ ۔ ہمشیرہ عزیزہ یا ۔
نے آج یہ خوشخبری سنائی محمد میان مسعود الدولہ
اب وہ شمر کا فر باجی کو نے کوٹھے کن
خدا نے چاہا تو بڑے گھر مین چکی پیستا نظر آئیگا
ہزارون لاکھون کی آہون کا دھوان کہان
جائیگا بیکار جا سکتا ہے بھلا ۔ کیا مجال للتوا
کدرا تو کا بیوہ بھیجدیے گئے اور وہ
چھٹن صاحب کے دوست لالہ تبشیر

نازو ۔ (قہقہہ لگا کر) آگئے آگئے بلاڈی قول
صاحب آگئے اب سو جھنے لگی موے کو ۔
چمن ۔ (ہنسکر) جی ہان لالہ کا ہے واسطے
آگئے اور گرگفتہ اند بھی ساتھ لائے ۔
اختر ۔ اب تک کیسی بھیگی بلی بنے بیٹھے رہتے تھے ۔
نواب ۔ کون ۔ ریل پر انکا نقشہ دیکھتے آپ ۔
اختر ۔ سنا ۔ ابے تک نہین ۔
چھٹن ۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سیکڑون
جوتے اس شخص پر پڑے ہین ۔ بالکل مردہ تھا
آغا ۔ اسدن نا ۔ اسے ہے ۔ واللہ بات بھی
کرتا تھا تو آہستہ آہستہ اور دبک کے کونے
مین پڑ رہا جا کے ۔
چھٹن ۔ ہم لوگ اپنے اسٹیشن پر ٹہلے
ادھر آئے ادھر گئے ہنستے بولتے گھورا
گھوری کرتے تھے مگر یہ بچہ خاموش ۔
آغا ۔ یہ نواب چھٹن صاحب نے خوب
کہی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ جیسے سیکڑون
جوتے اس پر پڑے ہین ۔
نازو ۔ ہمنے آغا صاحب کو دیکھا نواب
محمد عسکری کو دیکھا نواب چھٹن صاحب کو
دیکھا لیکن موڈی کاٹے کو ندیکھا مین
ستی اور وہ
یا ہے
کرتے ہین او ۔ بھی دل لگی نہ بھولیگی
ایک نے پھر نکس ۔ پڑ یا آ ہی گیا ۔ باتین ہی
نے خاص پولیس کے انکلا بعضے وقت کی بھی
عسکری ۔ شکر ہے خدا ۔
وہ ۔ تو تنے اپنی آنکھون سے خداوند نعمت

کہ جشن کب ہوگا اور اس مین کیا کیا ہوگا
اور کس قدر روپیہ کا صرف ہے۔ روپیہ
بندے کے ہاتھ دھریے اور پروگرام
بتا دیجیے۔
نواب۔ یہ سب نازو جان کی رائے پر ہی۔
نازو۔ ایک دن تو رنگ ہو۔ اور ایکدن
جسنے جس نے جو منت مانی ہو وہ پوری کرے
اور ایک دن ناچ ہو۔ چار طائفے زنانے
اور ایک طائفہ مردانہ۔
مہراج۔ تو مردانہ طائفہ بی نازو جان کی
پسند کا ہو۔
بیرسٹر۔ جی اور زنانہ آپ کی پسند کا ہوئے
آغا۔ تو انھین دونون میان بیوی کی
پسند پر کل دار و مدار ہے۔
نازو۔ وہ جو لڑکا آج کل نیا نیا نکلا ہی۔
کہروا جو خوب ناچتا ہے اسکو بلواؤ۔
نواب۔ یار مہراج بلی بس ہم سمجھ گئے تمھاری
جورو اسے چھٹین بس اب اس بھانڑ کو
آپ نے دیکھا ہے؟
چھٹن۔ سترہ برس کی عمر اور اسقدر نمکین
ہے کہ بے اختیار گھورنے کو جی چاہتا ہی۔
نواب۔ مردون کا یہ حال ہی۔
چھٹن۔ جی۔
نازو۔ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی۔
قمرن۔ ہمنے بھی دیکھا ہے۔
مہراج۔ خدا ہی خیر کرے بھائی صاحب ع

پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند

بی نازو جان صاحب اب ہم تمکو ڈبیا مین
بند کر رکھینگے آپ ذرا اب بہت چل نکلی ہین
نازو۔ ایک ڈبیا مین کیا اگر تو ہمین سات
پسدون مین بھی بند کرے تو ہم نکل بھاگین
تو مونڈی کاٹا ہے کیا مال بچارا بڑا بند
کرنے والا۔
نواب۔ چھٹن صاحب میری اس بات کو
گرہ کر رکھیے کہ نازو (کان مین) کسی طرح
اب مہراج بلی کے پاس نہین رہ سکتی تو وجہ
کیا۔ عورت سے کم عمر۔ کوئی سترہ اٹھارہ
برس کی اور شوخی رنگ و ریشہ مین بھری
اور اس عورت کی قطع اور آنکھین کہے دیتی
ہین کہ کم سن مرد پر یہ جان دیتی ہے۔
تو اس سے بہتر یہ ہے کہ اپنے جلسے ہی مین رہے
مہراج بلی کے پاس تو بھائی صاحب ع

اگر ماند شبے ماند شب دیگر نمی ماند

کا نقشہ ہے اس سے تم ہو یا نواب ولی
جنگ ہین یا آغا صاحب تم مین سے کوئی
اپنے گھر ڈال لو اور مال بھی بے جوکھم ہے
کیونکہ کوئی والی نہ وارث نہ کوئی کہنے سننے
والا میان کا پتا ہی نہین۔ ایسے بے فکرے
میان بھی کم دیکھے ہونگے واللہ کچھ فکر ہی نہین
چھٹن۔ (آہستہ سے) جی ہان اور ایسی پری
پیکر جورو پا کے!
نواب۔ جی ہان۔
چھٹن۔ تو اس تقریر سے حضور کا منشا کیا ہی
نواب۔ منشا تو صاف صاف عرض کر دیا کہ آپ

یار ونق جنگ یا چھٹن صاحب بہادر - وہ - (مسکرا کر) یا آغا صاحب اِس کو اپنے گھر ڈال لین -

چھٹن - تا با با - بندہ درگذرا -

نواب - تو آغا سے ہم کہینگے -

چھٹن - ہان اُنسے کہیے -

نواب - رونق جنگ سے ہم نہ کہینگے - اگر ہماری ساس نی سن لیگی تو خواہ مخواہ جوتا چلیگا - وہ الگ کوسینگے اور بیوی الگ کوسینگی - جسطرح ہماری بیوی بات بات پر بہن اور بہنوئی کو طعنے دیتی ہین کہ یہ سب کانٹے بوئے ہوے دو دولھا بھائی ہی کے ہین -

چھٹن - عورتون کو کیا جلد خبر مل جاتی ہی واللہ ہم تو اسکے قایل ہین -

نواب - ڈیوڑھی پر پھاٹک پر بازار ہین - جب خدمتگار رو تا سپاہی خواص مہری ماما یہ سب ملتے ہین تو کچا چٹھا کہہ سناتے ہین اور مہریان رسوخیت جتانے کے لیے جاکے تڑسے بیگم صاحب سے پرچہ جڑ دیتی ہین اور میان بیوی مین جوتا چلنے لگتا ہی - اب کوئی کہان تک چھپائے - ع - نہان کے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا -

اتنے مین آغا صاحب نے کہا بھئی یہ کانا پھوسی کی سند نہین - اگر پوشیدہ باتین کرنی ہین تو باہر جائیے -

چھٹن صاحب نے مسکرا کر جواب دیا (آپ ہی کی خانہ آبادی کی باتین ہوتی ہین اور آپ ہی بگڑتے ہین - یہ عجیب اندھیر ہی) آغا صاحب بھی مسکرائے - فرمایا خیر خدا نے آپ کو یہ توفیق خیر تو دی - ہم ممنون ہوے - مگر جو سماۃ تجویزی ہین اُنکے سن و سال سے مطلع فرمایئے رنگ کیا ہے قطع کیا ہی - بھدی بھدیسیل ہین یا نازک اندام - منھ چوڑا ہے یا تنگ ہے - کمر کیسی ہی - نک سک سے درست ہین یا نہین -

نواب - معقول اہم تجویزین اور آپکے لیے تجویزین اور بھدی بھدیسیل ہو -

چھٹن - جی ہان اب ہم لوگون کو ایسا گاؤدی سمجھے ارے نادان چندے خورشید چندے مہتاب -

نواب - سن کوئی اٹھارہ برس کا -

آغا - سبحان اللہ -

نواب - رنگت جیسے کندن دمکتا ہے - سرخ و سفید - اور رنگینی بھی اور ملیح و صبیح -

آغا - ازین چہ بہتر -

نواب - اور دھان پان -

آغا - بس بس منظور منظور بھائی صاحب مگر مزاج کی کیسی ہی یہ ضرور فرمایئے -

نواب - بڑی تیکھی - بڑی شوخ -

آغا - بس بس اینجانب کے پسند ہے - بھلا اگر ہم اُس سے کچھ چین چیڑ کرین تو کان گوشی کر دے -

نواب - کان گوشی ! کان گوشی نہین - جوتا لیکے گرد ہو یا پوش کاری کرے حضرت -

آغا۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ خیانہ احسان آباد۔ بھلا محلے والون کے ساتھ کس طرح پیش آئیگی۔
نواب۔ بس وہ آپ کے کل دوستون کو مثل آپ کے سمجھیگی۔
راوی۔ اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔
آغا۔ بس نکمّی بات۔ بھلا تاک جھانک کریگی۔
نواب۔ دن بھر یا دروازے پر کھڑی جھانکا کریگی یا چھت پر ٹہلا کریگی۔ اور ادھر اُدھر اشارے بازی کیا کریگی۔ اور جُہل۔
آغا۔ اچھا صاحب تو بعد نکاح ہم کس مکان مین رہا کرینگے۔
نواب۔ ہمارے پڑوس۔
چھٹن۔ (ہنسکر) ابھی نہین ہم اپنے پڑوس کوٹھی دینگے۔
رونق۔ آپ لوگ سب وقت پر نکل جائینگا۔ اپنے مردانے مکان کا ایک حصّہ ہمکو دینا پڑیگا۔
آغا۔ بھئی ایسی جورو کہان ملیگی کہ ابھی آئی بھی نہین اور یار لوگ اپنے مکانون اور کوٹھیون کی ڈالیان لگانے لگے اچھا پھر ہم جسکے پڑوس رہینگے وہ جسطرح کا برتاؤ ہمارے ساتھ کریگا اُسیطرح کا برتاؤ ہم بھی اُس کے ساتھ کرینگے۔
نواب۔ آپ تو بدگمان آدمی ہین۔
رونق۔ احسان فراموشی۔
چھٹن۔ کسی بدمعاشون کے محلے مین جا کے رہینگے وہان اپنے خود ہی بھگت لینگے ہمکو کیا

ہم شریفون کے محلے مین بھلا کاہیکو آنے لگے۔ خیر صاحب اختیار ہے۔ یہ گپ شپ دیر تک رہی۔ آخر کار چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر اور رونق جنگ اور اختر اور رمن رخصت ہوئے بیرسٹر صاحب اپنے کمرے مین گئے۔ مہراج بلی کا قصد پہلے وہین رہنے کا تھا۔ مگر طبیعت کے کسل کے سبب سے سٹیشن گئے۔ اور آغا صاحب کے ہمراہ چلے گئے۔ اب باقی رہ گئے نواب محمد عسکری صاحب اور بی قمرن اور نازو جان چلتے وقت منشی مہراج بلی صاحب نے اپنی مطبوعہ نازنین کو ہدایت کی کہ ادھر لغل والے کمرے مین دروازے اندر سے بند کرکے سو رہنا۔ اور بی مغلانی بھی تمھارے ہی کمرے مین شب کو سوئین۔ فجر کو ہم تم کو اسی کمرے مین پائین خبردار۔ نازو چپ چاپ سنتی رہی اور جب منشی مہراج بلی نے اپنی کہانی ختم کی تو چمک کر اُٹھی اور ایک ڈھول لگا کر کہا (موئی قمن ؟ کالے) مین عورت ذات کیا کرسکتی ہون بھلا اور جو بالسٹر رات کو شیشے کے دروازے توڑ ڈالے تو کیا ہو۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ اسی گاڑی پر اپنی جورو کو بھیجدے وہ پہرا دے اور ہم آرام سے سوئین مزے سے ٹانگ پھیلا کے۔ وہ بڑھیا کھیٹ ہو گی۔ اُسکو کیا ڈر ہے۔ ہم ابھی جوان جہان ہین۔ اسپر پھر قہقہہ پڑا اور مسخر الدولہ نے دو ایک پھبتیان کہین اور جانیوالے سب رخصت ہوگئے۔
نواب محمد عسکری نے قمرن جان کو جان بوجھکر

ذرا زیادہ پلادی اور جب نشہ تیز ہوا تو قمرن
کو پلنگ تک جانے کی تاب و طاقت بھی نہ
باقی رہی بستر ہی پر لیٹ گئی اور ایسی نیند
آئی کہ غافل سو رہی۔ نواب صاحب تو یہ خدا سے
چاہتے تھے۔ دبے پاؤن چپکے چپکے اُٹھے اور
نازو جان کے کمرے کے پاس جاکر دروازے
کو آہستہ سے کھولا وہ تو خود اس تاک مین تھین
کہ کہین نواب صاحب آئین۔ جب دروازے
کے پاس آہٹ معلوم ہوئی تو یہ چپکے سے اُٹھ
بیٹھین اور اشارے سے کہا کہ باہر چلو مین دہین
آتی ہون اور معاً دبے پاؤن باہر گئی اور برآمدے
مین جہان تیئی پردے پڑے ہوئے تھے ایک
کوچ پر یہ دونون بیٹھے۔

نازو۔ (گال پر آہستہ سے تھپڑ لگاکر) تو بڑا چنچل ہے۔
نواب۔ نازو۔ جانی اب آخر اپنی بہن سے
صاف صاف کہدو اور دونون ہماری ہو کے رہو۔
نازو۔ کچھ پاگل ہوگیا ہے کیا؟
نواب۔ تم خود سڑن پنے کی باتین کرتی ہو۔
اری نادان بیوقوف (گال پر ہاتھ پھیر کر) اسمین
تو تم دونوں کا فائدہ ہے۔
نازو۔ کوئی بڑی بہن ایسی ہوگی کہ بیحیائی سے
اپنی چھوٹی بہن سے کہے کہ آؤ بہن ہم تم
سوتین بنجائین۔
نواب۔ دونون چین کروگی۔
نازو۔ یون کیا کم چین تمھاری بدولت
کرتے ہین۔ یہ بات اپنے دل سے نکال ڈالو
نواب ناحق بن ناحق ہمسے اور بہن سے لڑوا دیگے

نواب۔ اب تو خدا خدا کرکے وہ بھگا فضیحتی
دور ہوئی اب نہ ملتوا کا ڈر ہے نہ کدرا کا
خوف ہے کدرا اور ملتوا اب تو جہنم واصل ہوئے
بشیر الدولہ صبح شام مین دھر لیا جائے گا
بس اب ہمین ہم ہین۔ ایک راجہ نے ایک
عورت کو اپنے گھر ڈال لیا۔ عورت تھی
عقلمند۔ سوچی کہ یہ سونے کی چڑیا ہاتھ سے
نجانے پائے جھٹ اپنی جوان بہن کو بلالیا
اور وہ بھی ساتھ رہنے لگی۔ راجہ اُس کو
دیکھ کے پھڑک گیا اور ہزار جان سے
عاشق ہوگیا۔ اور یہ اپنی بہن کو روز پٹی
پڑھاتی جاتی تھی کہ خبردار میرے ساتھ ہی
ساتھ رہا کرنا مجھ سے نہ جدا ہوتا۔ ایکدن
راجہ جب کوٹھی پر آنے لگا تو اُس عورت نے
اپنی بہن سے کہا کہ جاکے نیچے سے عطر کی شیشی
لے آ۔ زینے پر ان دونون کی ٹدھ بھیڑ
ہوئی تو راجہ نے موقع وقت غنیمت
جان کر اُس نوجوان کے گال زور سے
کاٹے وہ اکیلی چھوکری گھبرا اُٹھی اور
آہستہ آہستہ رونے لگی۔ راجہ کوٹھے پر
آیا اور تینگ اُڑانے کے لیے سہ منزلے
پر چلا گیا جب تھوڑی دیر مین وہ چھوکری
اوپر آئی تو اُسکی بہن نے اسکو بدحواس
اور ہراسان پایا۔ اور دیکھا تو گال بیر بہوٹی
کے سے لال لال ہو رہے تھے۔
اور آنکھون سے صاف ظاہر تھا کہ ابھی ابھی
آنسو پونچھے ہوئے آتی ہے۔ اسکا تو منشا ہی

یہ تھا کہ بہن کو بھی پیشکش کرے پوچھا کہ
تو اسوقت گھبرائی ہوئی کیون ہے پہلے تو
اُس ناکردہ کار نے کچھ جواب ندیا مگر جب
اسکی بہن نے بڑا اصرار کیا اور دھمکی دی تو یہ
رونے لگی۔ اسکی بہن اسکو کوٹھری مین لیگئی
اور وہان دم دے دیکے سب حال پوچھ لیا
اور دل مین بڑی خوش ہوئی کہ آرزو برآئی
اب مار لیا ہی۔ اُسکو کوٹھری ہی مین بٹھایا
اور خود چھت پر آنکر حسب معمول بیٹھی جب
راجہ کوٹھے سے اُترا اور اُس عورت کے
پاس جاکے بیٹھا تو اُسکو ذرا سست پایا۔
دل مین چور تو تھا ہی سمجھ گیا کہ یہ کیا بات ہے
پان مانگا۔ اُس نے گلوری بناکے دی۔
کہا نہین ہم یون نہ لینگے ہم تمھارے
ہاتھ سے کھائینگے۔ اُسنے بلا عذر اپنے ہاتھ سے
گلوری کھلا دی تو راجہ کو اسقدر جرأت
ہوئی کہ اُسکے سست بیٹھنے کی وجہ اس سے
دریافت کرے ڈرتے ڈرتے آہستہ سے پوچھا
کہ تم اسوقت سست کیون ہو اُسنے پہلے تو بات
ٹال دی کہ کچھ نہین سست تو نہین ہون مگر
جب راجہ نے بڑی خوشامد کی تو اُسنے دو
خادمہ عورتونکو جو خدمت کے لیے حاضر تھین
اِدھر اُدھر کام کے لیے بھیجدیا اور راجہ سے
کہا اسوقت تمھاری یہ حرکت کیا تھی جی بھلا نسی
اسی کو کہتے ہین۔ اسکا نام تو شہدپن ہی۔ اِس
بیچاری کی تب سے روتے روتے آنکھین لال
ہوگئین راجہ کے۔ ع۔

کاٹو تو لہو نہین بدن مین

بہت شرمایا۔ کچھ جواب دینے کو تھا مگر زبان
گویا نہین ہوئی۔ اِسپر اُس عورت نے کہا ع

ہے یا یہ نہین خطا تمھاری
فرمائیے کیا سزا تمھاری

راجہ کا دل اِس شعر کے سُننے سے شیر ہوگیا۔
کہا اب تو جو ہوا وہ ہوا۔ لیکن اگر وہ ہم سے
پوچھے کہ۔ ع۔

فرمائیے کیا سزا تمھاری

تو ہم یون جواب دین۔

قابو مین پری کے تھا سلیمان	لو بتلائیے کیا پشیمان
کی عرض خطا ہی جو خوشی ہو	عاشق کی سزا جو پوچھتی ہو
مشکین لٹون سے مشکین کسوا دو	کالے ناگون سے مجھکو ڈسوا دو
تلوار سے قتل ہو جو منظور	ابرو کے اشارے سے کرو چور
زندان مین جو زندہ بھیجنا ہو	اپنے دل تنگ مین جگہ دو

ع۔ ہان۔ اچھا تو اب یہ معلوم ہوا۔
ر۔ ہاتھ جوڑتا ہون معاف کرو۔
ع۔ نہین۔ بس اب ہم سوچ لیے۔
ر۔ کیا سوچین۔
ع۔ اِس چھوکری کو اب ہم یہان سے اپنے
میکے بھیجدینگے تم اب اِس قابل نہین ہو کہ تم پر
کوئی اعتبار کرے۔
اتنا سننا تھا کہ راجہ کی آنکھون مین آنسو
ڈبڈبا آئے اور وہ تہ دل سے خوش ہوگئی کہ
اب راجہ کو اچھی طرح پھانس لیا اب کہان
جاسکتا ہی۔ بس دوسرے دن راجہ تو ہوا
کھانے گیا اُسنے قفس مین سوار کرکے اپنی بہن کو

میکے مین بھیجدیا راجہ کو جو معلوم ہوا تو آٹھ آٹھ آنسو رونا شروع کیا کہ ہائے کیا غضب ہوگیا۔ اور بیشتر کی نسبت اب اس عورت کو زیادہ پیار کرنے لگے کہ شاید بہل جائے۔ کوئی تین چار دن تک اُسنے اُنکو خوب جھکایا آخرکار ایک دن اُنسے کہا ادراجہ ہمین معلوم ہوتا ہے کہ تم اب خدا نخواستہ مرجاؤگے تمھاری یہ کیفیت دیکھکر مجھے ڈر معلوم ہوتا ہی۔ یہ آخر کس پر جان جاتی ہے کسسے آنکھ لڑی۔ گو سوتیا ڈاہ بڑی بُری چیز ہے مگر تمھارے ادپرسے جان قربان ہی تم اُسکو نوکر رکھ لو ہم تنخواہ دینگے۔ بس اسپر راجہ نے کہدیا کہ مجھے تمھاری بہن نے مارڈالا مین بے اُسکے دیکھے اب نہ جیونگا بس اُسنے اُسی وقت بہن کو بُلوادیا۔ وہ تو یہ چاہتی ہی تھی اب وہ دونون چین کرتے ہین۔ تمھاری طرح بیوقوف نہ تھی۔

نازو۔ تو بڑا کائیان ایک ہی نٹ کھٹ ہے جسے گنواری بولی مین مُرہا کہتے ہین۔

نواب۔ اور تم۔

نازو۔ ہم نیک پارسا۔ بہو بیٹیان۔

نواب۔ اور ہم مرے ہین۔

نازو۔ بیشک ا تو بجّر مرہا ہے۔

نواب۔ بجّر تو بہرے کو کہتے ہین جو سُن نہ سکے۔ بجّر تمھارا وہی ہوگا مہراج بلیا۔

نازو۔ درگور موے کس نگوڑے کا نام لیا۔ پڑے بھاڑ بھٹی مین۔ چولھے کی جڑ مین مُوا۔

نواب۔ تو اگر تم دونون بہنون کو چین کرنا ہی تو ہمارا کہنا مانو ورنہ خیر۔

نازو۔ اچھا لے اب تھوڑی سی پلاؤ تو۔

نواب۔ ابھی لو۔ خدا کرے بہت پی جاؤ۔

نازو۔ اے ہم تم کو پلانے کا دم دعویٰ رکھتے ہین تم بیچارے کیا مال ہو۔

نواب۔ لو۔ چپکے سے لایا ہون۔ قمرن غافل سو رہی ہین ذرا خبر بھی نہین ہی۔ لے اب اتنی دیر تک باتین کی ہین اب ایک بوسہ تو دو۔

نازو۔ (بوسہ لیکر) ایک نہین ہزار سہی۔

نواب۔ جی خوش ہوگیا۔ ہمارے ہاتھ سے پیو ہم زیادہ نہ پلائینگے تھوڑی ہی سی لو۔

نازو۔ بس ایک بار۔

نواب صاحب نشے مین تو چور تھے ہی نازو کو پکڑ کر اتنے بوسے لیے کہ گال سرخ ہوگئے اور وہ لڑ جھگڑ کے چھڑا کر الگ جا کے کھڑی ہوئی۔ اور کوسنے لگی کہ تیرے ہاتھ ہی ٹوٹین مونڈی کاٹے۔ ین ہاتھون سے تو نے مجھے پکڑا تھا اب مین تیرے چکمے مین نہ آنے کی اب جا کے سو رہو۔ جو کہین قمرن کی آنکھ کھلی تو غضب ہی ہو جائیگا بس بہنون بہنون مین کیون لڑواتے ہو۔ ہم دونون بہنین تو بہنین ہی بنکے رہینگی سالیان بنکے اور سوتین بنکے نہ رہینگی تم بن ناحق کو دردسر مول لیتے ہو اور یون چاہے پکڑ دھکڑ کرکے ہزار بار چوم لو تو کیا ہوتا ہے الغرض اسی پکڑ دھکڑ مین جب رات خوب بھیگی تو نواب تھک کے سو رہے اور نازو نے اپنے کمرے مین جا کے آرام کیا

دھوکے بھر گئے

نواب بشیر الدولہ بہادر کو تو اپنی دولت کا غرور تھا اور اس زعم مین تھے کہ ہمارا کوئی کیا کریگا۔ ادر ادھر نواب محمد عسکری کے احباب اور پولیس والے انکی فکر مین تھے کہ کسی تدبیر سے انکو گرفتار کرین اور نیچا دکھائین۔ مگر بشیر الدولہ کو ذرا بھی خبر نہونے پائی کہ ہمارے لیے کیا کارروائی ہو رہی ہی چنانچہ ایک روز نھری سے یون باتین ہوئین

نھری۔ تو نے بہت سے گھر گھالے ہین۔ کیا جانے تیرا کیا حشر ہو گا کبھی سوچتا بھی ہے کہ اللہ کے سامنے کیا کہیگا۔

بشیر۔ اس فکر کا طوطا کوئی اور پالتے ہونگے یہان ان باتون کے پاس نہین پھٹکتے۔ اگر اللہ میان ہمسے پوچھینگے تو ہم صاف صاف کہدینگے کہ نھری کو اسقدر ملاحت کیون بخشی تھی کہ ہمارا دل ہاتھ سے جاتا رہا اور ہم بے قابو ہو گئے۔

کیون بتون کو حسن بخشا تھا جو ہم بھولے تجھے
منصفی لے داور روز قیامت چاہیے

اسکا وہ کیا جواب دیگا بس گناہ بخشا جائیگا۔

نھری۔ معلوم ہو گی وہان۔ ہمارا کہا مانو تو بس اب یہ کرو کہ ہمکو تو گھر ڈال لو اور باقی اور سب کو دھتا بولو۔ بہت سی بدمعاشی کر چکے۔ اب کچھ حشر کا بھی خیال چاہیے۔ وہان کی بھی فکر کرو۔

بشیر۔ خوب۔ تم تو ہماری اتالیق ہی بنگئین

نھری اگر تم ہمسے قسم کھا لو اور ہمکو یقین بھی آجائے تو ہسنسم تمھارے نام آدھی دولت لکھدین اور اپنی خاص الخاص زوجۂ منکوحہ سمجھین۔ مگر یقین آنا محال ہی۔ یہی بڑی مشکل ہے کہ تمھاری بات کا یقین کیونکر آئے۔

نھری۔ جو بے ایمان ہوتا ہے وہ سب کو اپنا ہی سا سمجھتا ہے تم خود بے ایمان ہو۔ ویسا ہی اور سب کو بھی سمجھتے ہو تمسے کچھ بھی نہو گا۔ بس یہی ہوا کریگا کہ آج ایک آئی کل ایک آئی صبح کو ایک اور شام کو ایک۔ تم چھٹے ہوے شہدے ہو نواب راور تمام شہر تمکو جانتا ہی

اس عرصے مین کندن منمن بھی آگئین اور جالن آپا سو رہی تھی نیند سے بیدار ہو ئی اور سب کی سب بشیر الدولہ کو گھیر کر بیٹھین۔

بشیر۔ سب مین خوبصورت نھری ہے اور کم سن منمن ہے اور سرخ و سفید جالن اور نازک بدن کندن ہی۔ سب مین ایک ایک ہنر ہے۔ کوئی اسسے خالی نہین ہے۔

بشیر الدولہ منمن کے زانو پر سر رکھے ہوے کندن سے چہل کرتے تھے اور نھری انکی کمر پر سر رکھے ہوے دراز تھین اور بی جالن آپا انکے گالون پر ہاتھ پھیر رہی تھین اور یہ بلا تشبیہ کنھیا بنے ہوے لیٹے تھے۔ کہ آغا صاحب آئے۔ کہا حضور ایک چھوڑ دو۔ دو چھوڑ تین تین چھوڑ چار۔ چار کا کیا ہار گلے مین ڈالیے گا۔ انمین سے ایک ہمکو عنایت ہو جائے حضور کے ساتھ کے کھیلے ہوے ساتھ کے پڑھے ہین اور خدمت کرتے ہین۔ ایک ہمکو عطا ہو۔

نواب صاحب نے کہا بھئی سنو جسکے نام پر چٹھی نکلے وہ تمھاری۔ فوراً بخش دونگا نام لکھو آغا نے نام لکھے کندن۔ جمالن۔ مہری۔ منمن اور گولیاں بنائیں اور تین خالی گولیاں بنائیں اور ایک میں لکھا (مال مبارک) اور چاروں لکھی ہوئی گولیاں الگ رکھیں اور سادی الگ منمن بولی ہم اٹھائینگے۔ کندن نے کہا ٹھہر جاؤ پہلے ان سے پوچھو انکو سب میں کون پسند ہے۔ آغا نے کہا منمن۔ اور نواب صاحب سے پوچھا تم کو کون پسند ہے آنھوں نے مہری کی طرف اشارہ کرکے کہا ہم تو اس رنگ اور نک سک پر جان دیتے ہیں سچے رنگ پر مرتا ہوں۔

کندن۔ آغا کو منمن اور انکو مہری پسند ہیں۔

مہری۔ اگر کہیں میرے نام کی چٹھی نکلی تو نواب ہاتھ ملینگے اور جو منمن کے نام کی چٹھی نہ نکلی تو آغا رو دینگے۔

آغا۔ یہ کاہے سے۔ ہم کیوں رونے لگے۔ ہماری روئیگی جوتی۔ کوئی نکوئی تو ہمارے نام نکلے ہی گی۔

کندن۔ تم تو ہر طرح مزے میں ہو۔

منمن۔ چاروں لکھی ہیں۔

آغا۔ چاروں جوان ہیں کہ نہیں ہیں۔ اچھا اور چاروں حسین۔ اور شوخ اور حسینہ چالاک نواب بشیر الدولہ کے ڈنگل کی بیٹھنے والی۔

کندن۔ اور کیا اِکھرا دیر چڑھی ہوئی اِایک سے ایک بڑھ چڑھ کے۔

آغا۔ یہ دل لگی تو ہوا ہی کریگی۔ اب حضور خود اپنے ہاتھ سے چٹھی اٹھائیں دیکھیے تو سہی

بشیر۔ بھئی ہم بی منمن کے سامنے چٹھی اٹھانے والے کون انھیں سے کہو وہ تو پہلے ہی سے تلی ہوئی ہیں۔ میں جانتا ہوں تمکو آنھوں نے پسند کیا۔ جبھی بڑھ بڑھ کے بولتی ہیں۔

منمن۔ (دیکھکر) لے بس بھی۔ پسند نہیں وہ کیا۔ ہم اب جاتے ہیں بس۔ رخصت۔

آغا۔ معقول! رخصت کی ایک ہی کہی رخصت چمن دار داور جو چٹھی میں تمھارا ہی نام نکلا تو پھر کیا ہوگا۔ گھر سے پکڑوا بلوائی جاؤ گی۔ جی

نواب۔ بی مہری تم چٹھیاں اٹھاؤ۔ بی منمن تو ہم سے بگڑ گئی ہیں۔ خدا کرے انھیں کا نام چٹھی میں نکلے تو پھر دل لگی دیکھیے۔ اور خدا نے چاہا تو انھیں کا نام نکلیگا۔

مہری نے آنھوں چٹھیاں اپنی طرف کھینچ لیں۔ چار ادھر رکھیں چار ادھر اور سب کو مخاطب کرکے کہا کہ اب میں اٹھاتی ہوں۔

نواب۔ یا خدا منمن مال مبارک میں نکلیں۔

منمن۔ ایسی تیسی تمھاری۔

آغا۔ جو نکلے۔ ہماری ایک کہیں نہیں گئی ہے

مہری۔ یا اللہ مجھ چھٹ اور سب کا نام نکلے

کندن۔ اوئی مجھ چھٹ اور سب کا نام نکلے اسکے کیا معنی ہوئے۔ کیا سب کی سب انکے کھونٹے باندھی جائینگی بس ایک ہم سے بچے

منمن۔ ہم اس چٹھی میں شریک نہیں ہیں

آغا۔ رو دو۔ رو دو ذرہ سی۔

منمن۔ دور ہو نگوڑے تو خود رو۔ روئے

ہماری جوتی روئے ہماری بیزار ہو اور وانہ ہوگیا ہے کیا۔

مہری۔ اب تم لوگ لڑلو بہلے۔

مہری نے بہلے ایک چٹھی اُٹھائی اور نواب بشیر الدولہ کو دی اُنھون نے کھولی اور پڑھکر کہا (مہری) مہری نے کہا یا اللہ خالی جائے یا خدا خالی جائے اور یہ کہکر دوسری چٹھی اُٹھائی تو نواب اور آغا دونون بول اُٹھے خالی۔ اسپر مہری اُچھل پڑی (چلو ہم تو بلا وہ بچگئے۔ ہماری دعا کہین بیکار جا سکتی ہے اب یہ تینون جانین اور انکا کام جانے۔ ہمین کیا واسطہ ہے۔ یہ کہکر دوسری چٹھی اُٹھائی نواب صاحب نے پڑھکر کہا (آیا۔ جمالن) جمالن اپنا نام سُنکر مسکرائی مینمن بولی اللہ کرے انھین کا نام نکل آئے دوسری کھولی تو وہ بھی خالی گئی۔

جمالن۔ چلو ہم بھی بچ گئے۔

نواب۔ مہری کے بچ جانے کی ہمکو بھی خوشی ہوئی۔

جمالن۔ اور ہمکو اپنے بچنے کی خوشی ہوئی۔

مینمن۔ اب ہم اور کندن رہگئے۔

نواب۔ (گولی کھولکر) کندن جان۔

کندن۔ اللہ عزت رکھنے والا ہے۔

نواب۔ (دوسری چٹھی کھول کر مسکرائے)

آغا۔ (اُچھل کر) مال مبارک۔

نواب۔ (کندن جان صاحب مبارک ہو آپ کو۔

کندن۔ (جھیپ کر) ایسی تیسی تمھاری۔

نواب۔ اب تو ہم زبان ہار گئے۔

کندن۔ (اُٹھکر) ہم تو جاتے ہین اب۔

آغا۔ (ڈوپٹا پکڑ کر) کیا دل لگی ہے۔

کندن۔ (بیٹھکر) یہ مہری کے ہاتھ سے قلم کرڈائے بس۔

مہری۔ اب ہم کیا ان گولیون کے پیٹ مین بیٹھے تھے۔ ہمارا اسمین کیا قصور ہے بہن۔

کندن۔ بھلا اس مین عوضی ہوسکتی ہے۔

آغا۔ جی نہین یہ عوضی دوضی کچھ نہین ہوسکتی ہے۔

کندن۔ ہماری عوضی ہماری بھاوج۔

آغا۔ جی نہین۔

کندن۔ اے ہمسے جوان ہے۔

آغا۔ ہمکو نہین چاہیے۔

اس چہل پہل کی عین گرم بازاری کیوقت نواب بشیر الدولہ کا ایک سپاہی اور ایک خدمتگار دوڑتا ہوا کمرے مین آیا۔

نواب۔ یہ کیا حماقت ہے بے۔

مینمن۔ اوئی مین کانپ اُٹھی۔

سپاہی (ہانپتا ہوا) سرکار پھاٹک پر تندا زور بہرہ ہوگیا اور کوتوال آگئے ہین۔

نواب۔ کیا؟

کندن۔ یا اللہ بچائیو۔

خدمتگار۔ حضور کوئی بات اسمین ضرور ہے۔

نواب۔ آغا۔ دیکھو تو جی۔

مینمن۔ مین تو بھاگ کے اس شہ نشین مین ہو رہتی ہون۔

کندن۔ مین بھی چھپ رہونگی۔

زادی بیمن اور کندن بھاگ کے شہ نشین
مین گئی ہی یقین کہ کمرے مین رپ رپ کی
آواز آئی اور بشیر الدولہ کے ہوش اڑ گئے
مگر ابھی تک مہری کے زانو پر سر رکھے لیٹے ہوے
ہین اور جمالن اُنکے پاس لیٹی ہوئی ہو کہ دفعتہً
انسپکٹر شہباز خان دراتے ہوے کمرے
کے اندر۔ اور انکے پیچھے چار کانسٹبل اور دو
بنیے۔ اور ایک لالہ۔ دیکھتے ہی مردنی چھا گئی۔
انسپکٹر۔ نواب صاحب تسلیم۔
بشیر۔ کیا بات کیا ہے۔
ا۔ دیکھیے عرض کرتا ہون۔
ب۔ (گھبرائے ہوے) فرمائیے فرمائیے۔
ا۔ (مہری کی طرف) تمھارا کیا نام ہے۔
مہری۔ حضور ہمارے نام دو ہین مگر ہم کو لوگ
منّی کہتے ہین۔
ا۔ (کانسٹبل سے) بلاؤ تو اُس آدمی کو۔
ک۔ (کمرے کے باہر جاکر) چلو جی عیدو۔
ع۔ (کمرے مین قدم رکھکر) نواب صاحب کو سلام۔
ا۔ یہی ہے۔
ع۔ ہان ہجور یہی حرامجادی ہے۔
مہری نے جو اپنے میان کو دیکھا تو ہوش
اُڑ گئے اور تھر تھر کانپنے لگی۔ رنگ رو باختہ۔
بشیر الدولہ سمجھے کہ مہری نے کوئی سنگین جرم
کیا ہے اور تھانہ دار اور کانسٹبل اسکو گرفتار
کرنے آئے ہین۔ پہلے تو اسکے ہوش حواس
غائب غلہ تھے کہ پولیس والون کا آنا کیا معنی
مگر اب سمجھے کہ مہری کے لیے آئے ہین تو بہت

زور سے مہری کو ڈانٹا (دور ہو میرے گھر سے
مُردار کیا انسپکٹر صاحب اِسنے کوئی خون کیا ہی
آپ فوراً اِسکو گرفتار کر لیجیئے)
ا۔ اِسنے خون نہین کیا ہی۔ آپنے عصمت
کا خون کیا ہے اور شرع کا خون آپ کی گردن
پر الگ ہے۔
عیدو۔ حرامجادی اب دیکھ تو اپنی گت۔
مہری۔ (گردن نیچے کرکے رونے لگی۔
ع۔ اب روتی ہی مکار۔
ا۔ اور تمھارا کیا نام ہے بی بی صاحب۔
آیا۔ سرکار ہمارا نام۔
ا۔ کیا! بتاتی کیون نہین۔ جب اوکھلی مین مُنھ ڈالا
تو موسلون کا کیا خوف ہے۔
آیا۔ سرکار ہماری آبرو آپکے ہاتھ ہے۔
کانسٹبل۔ ہونہہ! بڑی آبرودار ہین!
ا۔ کیسی کچھ۔ لے نام بتاؤ نہین اور ذلیل ہوگی
ک۔ بتاتی ہو کہ نخرے کرتی ہے اب۔
آیا۔ ہمارا نام جما۔
ا۔ کیا۔ مُنھ سے صاف بولو۔
آیا۔ جمالن میرا نام ہے سرکار۔
ا۔ جمالن! یہ نام تو مین نے سُنا ہے۔ کوئی رپٹ
لکھانے آیا تھا۔ جمالن! روز ناچے دیکھینگے چلکے
ک۔ تم یہان کیون آئی ہو۔
جمالن۔ نوکری کرنے کو آئی تھی۔
ک۔ نوکری! کیا کماتی ہی۔ ٹھکٹ لیا ہی۔
آیا۔ نہین۔ آیا گیری کی نوکری کرتی ہون۔
کانسٹبل۔ (دوسرا) آیا گیری کی نوکری کرے آئیو

اور نواب صاحب کی بغل مان پہوڑ رہیو۔

ا۔ یہان مردانے مین آیاگری کیسی۔ اور جو آیاگری کے لیے آتی ہو وہ بغل مین سو رہتی ہو۔

بشیر۔ اچھا صاحب تو میرے مکان پر تو پنچایت نہ سمجھیے یہ۔

ا۔ آپ ہین کس خیال مین نواب صاحب۔ اور یہ آپ فرما کیا رہے ہین کچھ بسنت کی بھی خبر ہے حضور کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ کونسا جرم ہے۔

بشیر۔ جرم کیسا۔ کیا جرم کیا ہے۔

ا۔ جی یہ جرم چلمی پینے کا ہے۔

ب۔ چلمی کوئی اور پیتے ہونگے۔

اتنے مین سب انسپکٹر رام سنگھ بھی آگئے اور ان دونون عورتون کو دیکھکر عیدو سے پوچھا۔ تیری عورت کون ہے اس مین اُسنے مہری کی طرف اشارہ کرکے کہا (ہجور یہ ہے)۔

رام۔ اور یہ کون ستاة ہین صاحب۔

ا۔ جی یہ کوئی جمالن ہین۔ آیاگیری کرتی ہین۔

رام۔ مسماة جمالن آیا۔ اخاہ۔ یک شد دو شد انکو آپنے پہچانا نہین انسپکٹر صاحب (کانسٹبل کی طرف مخاطب ہوکر) قیصر باغ کے نکڑ پر جو لال کوٹھی ہے اُس مین ایک ڈاکٹر صاحب رہتے ہین اُنکے ہان مہتر نوکر ہے دیکھو بھلا ہی سا نام ہے بخشا سمجھے۔ بخشا کو جاکے بلا لاؤ۔ کہ تیری لڑکی کا پتا لگگیا۔

ا۔ کیا یہ مہترانی ہے لاحول ولا قوة۔ اور یہ اسکو پاس بٹھائے پاس لٹائے ہوئے تھے۔

لے لاحول ولا۔ لاحول ولا قوة۔

رام۔ تمھارے مرد کا کیا نام ہے۔

جمالن۔ ہجور مرد کا نام ہم کیا بتائین۔

رام۔ اچھا تیرے باپ کا نام کیا ہے۔

ج۔ یہی جو ہجور نے لیا ابھی ابھی بکسا۔

ا۔ جمالن نام سُنکر تو مین خود بھی کھٹکا تھا کہ روز نامچے مین کسی نے لکھوایا تھا کہ اُس کی جوان لڑکی کا دو روز سے پتا نہین ہو کہ کہان چلی گئی۔ مگر تم نے خوب پہچان لیا۔

رام۔ نواب صاحب کے بھی کیا کرتوت ہین۔

ا۔ ماشاء اللہ۔ خدا جانے کیا حشر ہوگا۔

انسپکٹر اور رام سنگھ ایک بنچ پر بیٹھ گئے۔ میان عیدو کھڑے دانت پیس رہے تھے اور انکی بیوی یعنی مہری نیچی گردن کئے ہوئے روتی جاتی تھی۔ رام سنگھ ان دونون سے جرح کرتے تھے (کیون مہری۔ بھلا اب جو نواب صاحب تم کو جواب دیدین تو ہمارے ساتھ چلی چلو)۔

عیدو بولے سرکار جب ایک کو چھوڑ کے یہان آئی تو اب اسکا کون ٹھکانا ہے۔ عورت بگڑ گئی بس۔ مدا کھوب پلیتھن نکال کے اسکو چھوڑ دونگا۔ رام سنگھ نے جمالن سے پوچھا (کیون آیا جی کتنے دن سے غائب ہو)۔ آیا تھرتھر کانپتی ہوئی اٹھی اور رام سنگھ کے قدمون کے پاس گر پڑی اور کہا (سرکار اوپر اللہ اور ہجور۔ ہجور۔ ہم سے بڑا اکسور ہوا اب جو مرجی ہو وے)۔

رام سنگھ مسکرائے اور کچھ کہنے ہی کو تھے کہ
کانسٹبل بختا مہتر کو ساتھ لیکر حاضر ہوا۔ اس مہتر کے
ساتھ چار مہتر اور تھے۔ بختا نے جھک کے سلام
کیا اور اُن چاروں نے بھی جھک جھک کے
سلام کیا۔
رام۔ بختا تمھارا نام ہی۔ تم بھنگی ہو۔
بختا۔ جی نہیں حجور ہم مہتر جادے ہین (مہتر زادے)
ا۔ (مسکراکر) معقول بات ہے۔
رام۔ (ہنسکر) مہتر زادے ہین آپ۔
بختا۔ حجور کی جوتیون کی بھیٹ بھیٹ ہین۔
رام۔ تیری لڑکی جو بھاگ گئی تھی اُسکا کچھ
پتا لگا :۔
بختا۔ حجور یہ کیا بیٹھی ہے۔ جو حکم ہو جاوے تو
اسی بکھت اُتار کے بیرا سکے لگا دُون۔
ا۔ بک مت۔ یہان مارپیٹ کی کیا بات چیت ہے
اس عورت کا مرد کہان ہی۔
بختا۔ اسکا مرد یہ ہے۔ نام بتلائے۔
مرد۔ حجور میرا نام گھگھو ہے۔
ا۔ نرا گھگھو ہی ہے۔
رام۔ انسپکٹر صاحب انصاف سے دیکھیے تو ان
نیچ قومون مین اس شکل صورت کی عورت کا
خدا ہی حافظ ہے۔
ا۔ مین خود یہی کہنے کو تھا۔
رام۔ اب تھوڑی تو انکی اوقات ٹھہری۔
جہان کسی نے چہرہ شاہی کھنکتے ہوے دکھائے
اور بس پھسل پڑین۔
ا۔ روپیہ عجیب چیز ہے بھائی صاحب۔

رام۔ یہ عورت تیری کون ہے گھگھو۔
گ۔ حجور ہماری جورو ہے۔
رام۔ کتنے دن سے غائب تھی۔
گ۔ حجور آج دسوان دن ہی۔
رام۔ تم کو کسی پر شک تھا۔
گ۔ ہمسے حجور ایک تنبولی نے کہا تھا کہ ایک
آیا کو ایک نواب صاحب نے نوکر رکھ لیا ہے
اور وہ عورت ٹھرا ہے اور جوان ہے اور
گوری گوری ہی۔ ہم سمجھ گئے کہ یہی ہو گی۔
ہم نے پھر اُس سے دھر دھر کے پوچھا کہ وہ نواب
کون ہین مُدا پھر اُسنے نہ بتایا۔
ا۔ تو اسکی عورت ہے۔
ج۔ ہان سرکار۔
ا۔ نواب صاحب کے پاس کب سے آتی جاتی ہی۔
ج۔ حجور آٹھ دن سے یہین ہون۔
ا۔ کھاتی پیتی کہان تھی۔
ج۔ نواب صاحب کے ساتھ۔
ا۔ اے لعنت خدا۔
رام۔ توبہ! توبہ! ایک ساتھ بیٹھ کے کھاتی تھی۔
ج۔ جی ہان۔ ہم اور وہ ری دونون کھاتے تھے۔
عیدو۔ عجب ہو گیا حجور یہ آسمان کیون نہین پھٹ پڑتا ہی
عجب کہ خدا کا مہترانی کے ساتھ کھانا کھا لیا۔
رام۔ نواب نامدار یہ کیا کہہ رہی ہے۔
نواب۔ (آنکھین نیچی کرکے) جسکا جو جی چاہے وہ کہے

کار خویش را بخداوند کارساز
بسپردہ ایم تا کرم او چہا کند

ا۔ اب خدا یاد آیا۔

رام - جی ہان سترچوہے کھاکے بلی حج کو چلی -

نواب صاحب کے احباب کو آغا الماغوجی نے اُسیوقت خطوط اور رقعے روانہ کیے کہ یہ مدد کا وقت ہے - نواب بشیر الدولہ بہادر بڑی مصیبت مین پڑ گئے ہین - بعضون نے تو جواب ہی نہین دیے اور بعضون نے آدمی کو گھر سے نکالدیا اور بعضون نے جواب دیے بھی تو یہ ہین -

ا - آغا صاحب مہربان مخلصان زاد نوازشہ - بندگی کے بعد واضح ہو کہ آپ کی تحریر سے ظاہر ہوا کہ نواب بشیر الدولہ بہادر نے کسی منکوحہ عورت کی عزت لی اور اُسکو اپنے گھر ڈال لیا تھا اور آج اُسکا میان پولیس والون کو ہمراہ لیکر نواب صاحب کی کوٹھی پر آیا اور وہ عورت نواب صاحب کے پاس لیٹی ہوئی پکڑی گئی - بڑا افسوس ہوا - مگر - ع -

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

نواب صاحب کو ہم سمجھایا کیے مگر اُنھون نے ایک نہ شُنی -

نتیجہ کار بد کا کار بد ہے

بندہ میر ضامن علی عفی عنہ

یہ نواب صاحب کے بڑے پُرانے دوست تھے -

۲ - شفیق من آغا صاحب سلامت - آپکا خط جسکے پڑھنے سے سخت قلق ہوا مجھے اسوقت بلا منکوحہ عورت کی آبرو ریزی خلاف شرع ہی نواب صاحب کے یہ ہتکھنڈے کوئی نئی بات نہین ہی - بندہ ہزار ہا بار اُنکو سمجھاتا رہا مگر اُنھون نے ایک نہ شُنی آخر کار دھر لیے گئے - وہ عورت کون ہی - کوئی نیچ قوم ہے یا کوئی شریف زادی - ضمانت پر بافعل رہا ہوسکتے ہین

ترقیمۂ نیاز کمترین اسد اللہ

یہ صاحب بشیر الدولہ کے ساتھ کے پڑھے اور کھیلے ہوے ہین -

۳ - مائی ڈیر آغا - مین نے ایک آزمودہ کار سے دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ضمانت پر نواب صاحب ابھی رہا ہو سکتے ہین - مگر یہ نہ معلوم ہوا کہ وہ مسماۃ کون ہی - مجھے اسی دم اطلاع دو آدمی ساتھ بھیجتا ہون - انسپکٹر پولیس نواب صاحب کا دوست ہے یہ گڑبڑ کیا ہوگیا

خاکسار راجی مل -

یہ نواب صاحب کے محرم راز اور لنگوٹیے یار ہین -

۴ - مکرمی جناب نواب صاحب آغا الماغوجی کا ایک رقعہ میرے پاس اس مضمون کا آیا ہے کہ کسی عورت کے شوہر نے تھانے پر رپورٹ لکھائی تھی کہ آپ اُسکی منکوحہ بیوی کو بھگا لیگئے اور آج اُسکا میان پولیس کو لیکر آپ کی کوٹھی پر آیا تو زن مذکورہ آپ کی بغل مین مع ایک اور زن جوان کے پائی - آغا صاحب کی بات کا تو ہمین ذرا بھر یقین نہین ہے اول تو یہی سمجھ مین نہین آتا کہ پولیس والے باوصف آپ کے سپاہیون اور چوکی پہرے کے کیونکر ایسے مقام تک گھس گئے جہان آپ اُس عورت کو بغل مین بٹھائے ہوے تھے اور پھر دوسری مسماۃ صاحب کیون تشریف

فسانہ ہاتھیں - یہ آغا باجی کا مسخرہ پن ہے -
آپ کا نیاز مند - سری چند -

اور یہ ان صاحب کو خبر ہی نہین کہ ایک پھوڑ چار چار جو دھتین اور خطوط تو آغا الماغو ہی کے پڑھنے رکھ لیے مگر ذیل کے خط کا جواب لکھا -

۵ - آغا صاحب مین ابھی حاضر ہوتا ہون - تم نواب صاحب کو تسلی دیتے رہو میرے ہان اسوقت انسپکٹر صاحب مع ہمراہ آئے ہین وہ گئے اور بندہ سوار ہوا منکوحہ عورت کا بھگا لیجانا بڑا سخت جرم ہے مگر از راست کہ بر راست اور ہم پہلے ہی سے سمجھاتے تھے کہ بشیر الدولہ بہت برا کرتے ہو - مگر وہ کم بخت سنتا کسکی ہی کہا کرتے تھے کہ ؎

مرنے عشق کے کچھ وہی جانتے ہین
کہ جو موت کو زندگی جانتے ہین

اب مزے چکھئے -

لگ گئی میری سیہ بختی مین
دیکھنا زلف سیہ فام کی حرص

مین روز کہا کرتا تھا کہ ؎

دین و دنیا سے گیا تو سمجھ لے اے داغ
غضب آیا اگر اس بت پہ ترا دل آیا

مین دو دسواد و گھنٹے مین آتا ہون -
یورس ٹرولی میر مشتاق حسین

اسکا جواب آغا نے یون لکھا -

جناب میر صاحب -

تا تو بمن میرسی من بخدا میرسم
آپ کے دو دسواد و گھنٹے پر لعنت - پھر آئے

تو کیا آئے وقت پر آؤ تو کام آؤ ورنہ بے وقت آئے تو کیا - تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود - یہان ایک گل و رکھلا ہی دوسری عورت بھی جو نوا سب کے گھر سے دس روز سے باہر نہین نکلی منکوحہ نکلی اور بہت نیچ قوم - خدا کے لیے جلد آؤ -
تمھارا خادم آغا الماغو ہی -

پندرہ منٹ کے عرصے مین میر مشتاق صاحب کی گاڑی آئی - اترے ہی تھے کہ آغا نے بڑھ کے ان کو لیا -

میر - یہ کیا گڑبڑ ہو گیا -
آغا - بڑا غضب ہو گیا -
میر - ہین کہان -
آغا - وہان کمرے مین تحقیقات ہو رہی ہی -
میر - شہباز خان آئے ہین -
آغا - جی ہان اور ایک ہندو کوتوال ہی -
میر - اچھا تو پہلے بغیا مین آؤ -
آغا - (بغیا مین) ستم ہو گیا حضور -
میر - گھبراؤ نہین - یہ بتاؤ کہ وہ عورت کون ہی -
آغا - وہ ایک بھلی والی ہی -
میر - لاحول ولا قوۃ اور میان اسکا کہان ہی -
آغا - وہ بھی آیا ہے -
م - یہ کتنے دن سے تھی -
آغا - کوئی بیس دن تو ہوئے ہونگے -
م - تو بہ اور وہ دوسری عورت کون ہی -
آغا - کہتے ہوئے شرم آتی ہی -
م - کیون کیا کوئی شریف زادی ہے -

آغا جی بڑی شرف زادی ہے۔ مہترانی ہے
م۔ میرے سر کی قسم
آغا۔ آپکے قدموں کی قسم۔
م۔ وہ بھی منکوحہ ہے۔
آغا۔ اُسکا باپ اور شوہر اور تمام کُنبا لیکر آیا ہو۔
م۔ توبہ توبہ۔ اور وہ بھی نہین ملی۔
آغا۔ ایک دو۔ چار ہین اسوقت۔
م۔ تو ایک مہترانی بھی ہو۔
آغا۔ چلیے نا۔ اب یہان کھڑے رہنے سے کیا ہوگا۔
م۔ کیا چلین میان۔ لا حول ولا قوة!۔
آغا۔ کئی مہتر آئے ہوے ہین۔ اور بی مہترانی اور مہری دونون سرکار کی بغل تینہ پکڑ لی گئین چار اُسوقت بیٹھی ہین وہان۔
م۔ اور چار دن شوہر والی ہین؟
آغا۔ جناب۔ ایک دو تین چار۔ ایک مہری۔ دو کبڑنین اور ایک آیا۔ بی مہترانی صاحب۔
م۔ دو کبڑنین ناحق تھین۔ ایک کبڑن کے عوض اگر جولاہن یا چمارن ہوتی تو لطف زیادہ ہوتا۔ افسوس۔ مگر معلوم نہین کہ شہباز خان کیسا آدمی ہے مقدمہ بڑھیگا سُنا صاحب سٹی مجسٹریٹ بھی خلاف ہین۔
آغا۔ میر صاحب بندہ نمک حرامی تو کرتا نہین چاہتا اگر ہماری سرکار نے تو اندھیر کر دیا تھا کسے باشند گھرون مین کٹنیان بھیجا کرتے تھے۔ غضب خدا کہان تک نہ نازل ہو۔ فرمائیے۔
م۔ کیا کہین یار۔
آغا۔ چلیے اب وہان تک تو چلیے۔

م۔ چلو چلین مگر مہترانی کا ذکر سُنکر نفرت سی ہو گئی
آغا صاحب کے ساتھ میر مشتاق حسین صاحب گئے تو انسپکٹر شہباز خان نے کہا۔ بندگی عرض ہی۔ رام سنگھ نے بھی جھکے سلام کیا۔ میر مشتاق حسین صاحب علیک سلیک کے بعد اُسی بنچ پر بیٹھے۔
میر۔ یہ کیا ہنگامہ ہے۔ آپ لوگون نے آج یہان کیون تکلیف کی ہے۔
رام۔ نواب صاحب ہی سے پوچھیے۔
میر۔ یہ کون عورت ہے۔
ا۔ جی یہ نواب صاحب بہادر کی آشنا ہین۔
جمالن۔ ہجور ہم کو اس دھوکے سے بُلوایا کہ محلسرا مین ایک نوکری خالی ہے اور جب یہان آئے تو ہمکو گھر سے نکلنے نہین دیا اور اجت (عزت) کی اجت لی۔
میر۔ تو اتنے دن سے تم کو قید کر رکھا ہے تم کسی وقت موقع پا کے نکل کیون نہ گئین۔
مہری۔ ہے کے چوکی سے بھاگ کے کہان جائین۔ ہر گھڑی کنواڑے بند۔ ایک کمرے سے دوسرے کمرے مین جائین تو دو چار سٹنڈے ساتھ۔
میر۔ تم کون ہو۔
مہری۔ حضور مجھے بھی نوکری کے بہانے سے بُلوایا تھا۔ بس یہان آنا تھا کہ چیز غٹو کر لیا۔ نہ ایگم تھین نہ بیگم۔ یہی تھے جب سے دن رات روتے روتے آنکھین پھوٹتی ہین نہ تو ہمکو ان دو تین کمرون سے کہین جانیکا حکم ہے نہ کسو سے

بات کرنے پلتے ہین۔ جی گھبراتا تھا کہ اللہ کہان پھنسا یا لاکے۔ بارے خدا نے ہماری سن لی۔

رام۔ تو جس بیچا بھی ہی۔

میر۔ اچھا انکے میان کو تو دعوی نہین ہی۔

عیدو۔ واہ صاحب۔ ہجور بھی اچھے آئے۔

میر۔ بھئی جو بات ہونی تھی وہ تو ہو گئی اب تو کچھ بھی ہو نہین سکتا۔ باقی نواب صاحب سے کچھ لے مرو بس۔

عیدو۔ ہم نالت بھیجتے ہین ایسے روپیے پر۔ اجنت ہمارے گھر کے لوگون کی اُتار لی اور اُسے لے کے کھراب کر دیا جو اگر نوابی ہوتی تو سر کاٹ کے دھر دیتا۔

بخشا۔ ایسی ہی بات ہے۔

رام۔ یہ عورت تو اِنکے میان عیدو مہرا کی ہی۔

میر۔ اسکو تو مین پہچانتا ہون۔

ع۔ ہجور کے یہان جھوائی ٹولے سے حصہ لینے گیا تھا۔

میر۔ ہان خوب یاد آیا۔ اور یہ کون ہی۔

رام۔ جی۔ یہ اُسی سے پوچھیے۔

بخشا۔ جی یہ ہماری لڑکی ہی اور یہ ہمارا داماد ہی دس دن سے روتی جو اچھی طرح کھائی ہو تو کسم لیجیے آج پتا چلا ہی۔ مین مہتر جادا ہون۔

ا۔ (شہباز خان)۔ خوش ہوے میر صاحب اور جمالن اِدھر دیکھ تو کھانا کہان کھاتی تھی۔

جمالن۔ نواب صاحب کے ساتھ۔

ا۔ توبہ توبہ۔ مہترانی کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ کیا اندھیر کی بات ہی۔ ستم ہے بس افسوس صد افسوس۔

بخشا۔ اِتنے بڑے رئیس کو یہ نہ چہیے۔

میر۔ اچھا اب تم ہی رحم کرو صاحب۔

بخشا۔ کھدا نے ہجور رئیس اور نہ تو نہین جانتے تھے۔

مہری۔ ہمارا صبر پڑیگا۔

میر۔ تم لوگون کو رحم کرنا لازم ہے۔

مہری۔ اللہ کرے ایسی جگہ اسکی گردن ماری جائے جہان پانی نہ ملے ہماری آبرو لی ہی۔ ہم کو بے قابو پاکے کہین کا نہ رکھا مگر اللہ نے بدلا لیا۔

جمالن۔ ہم لوگ تو سمجھے تھے کہ بس اب اس جنجال سے نہ بچینگے مگر اسکی مربی۔

میر۔ ہم تو تم کو یہی صلاح دیتے ہین کہ اب اِنکے حال پر رحم کرو۔ اور بھرپور روپیہ اِنسے لے لو

بخشا۔ اللہ کو منھ دکھانا ہے۔

عیدو۔ نوابی ہوتی تو تماسا دکھا دیتے میر صاحب۔ مدا اب بے بس ہین۔

ا۔ اچھا اِس سے کیا مطلب ہے۔

ع۔ ہجور کو ڈراتے ہین نہین ہم تو گردا انسے موڑ کاٹ لین۔ اور کیا۔

رام۔ پھانسی بھی یاد ہے۔

ع۔ بلا سے ہجور۔

رام۔ تو تمھاری عورت کا تو اِس مین کچھ قصور نہین ہے وہ بیچاری بے بس ہو گئی۔ کیا کر سکتی۔

ع۔ ہجور پہلے تو ہم سمجھے تھے کہ یہ حرامجادی اپنے آپ نواب کے پاس آئی۔ مل اب سنا کہ

بہنا نے اسے بلوا کے جبر دتی (زبردستی) گھر مین بند رکھا۔
بختا۔ یہی تو ہوا ہے۔
جمالن۔ ہم سے دھوکا کھا گئے۔
رام۔ اور دو دو ایک دم سے۔
جمالن۔ دو نہین چار ہین۔
نہری۔ کاہیکو بکتی ہو۔
ا۔ چار کیسی۔ وہ دو اور کہان ہین ؟
جمالن۔ ڈھونڈھ لائیے تو بتا دین۔
گھگھو۔ بتاتی کاہے نہین حرامجادی۔
نہری۔ اب اِس سے کیا مطلب ہے بہن۔
جمالن۔ ہمین چار چار نالشین ہون موے پر۔
رام۔ جمالن تم ذرا ادھر آؤ اور نہری تم بھی آجاؤ بس اور کسی کو ہم نہین بلاتے۔

نہری اور جمالن کو لیکر رام سنگھ علیحدہ گئے اور وہان کچھ باتین ہونے لگین۔ اب سنیئے کہ منمن اور کندن نے جو سنا کہ جمالن ہمکو دھرے دیتی ہے تو کانپ اٹھین۔ ادھر اُدھر تلملاتی پھرین مگر مفر کی صورت نہین پائی۔
کندن۔ اِس آیا موئی کی زبان بل جائے۔
منمن۔ جی چاہتا ہے منھ جھلس دون پکڑکے۔
ک۔ نہری بیچاری نہین بولی۔
م۔ یہ مردار نہترانی ہو نہ آخر۔
ک۔ جی چاہتا ہے کو دپڑون۔
م۔ تمکو تو خیر کچھ ایسا ڈر نہین مگر ہماری تو ہڈیان ہی تمھارا بھائی کچل ڈالیگا۔
ک۔ اور ہمکو چھوڑ دیگا ہمارا بھائی۔
م۔ کیا کرین۔ اب۔
ک۔ بڑے برے پھنسے۔
م۔ اور ہمکو اس مونڈنی کاٹنی سے ہمیشہ سے نفرت تھی۔
ک۔ بہن روپیہ وہ چیز ہے کہ آدمی کو اندھا کر دیتا ہے بس چوندھیا دیتا ہے۔
م۔ اب یہ کوتوال ان دونون کو لے کے گیا کہان۔

القصہ پولیس والے بعد تحقیقات باضابطہ ضروری کارروائی کرکے روانہ ہونے تو بشیر الدولہ سوچے کہ چلو اپنے دوست انسپکٹر کے پاس جو تحصیلدار کے ہان اُٹھ گئے ہین اور اُنسے چلکے مشورہ لو۔
خدمتگار۔ ہجور کوئی بشیر الدولہ آئے ہین۔
انسپکٹر۔ (باواز بلند) کون بشیر الدولہ۔
بشیر۔ کہو نواب بشیر الدولہ۔ آپکے دوست۔
خدمتگار۔ سرکار ہجور کے دوست نواب بشیر الدولہ ہین۔
ا۔ تم یہان کہان آئے۔ بھاگ جاؤ بھاگ جاؤ صاحب ہمسے بدظن ہو جائینگے۔ یہان کچھ کام نہین ہے۔
خ۔ ہجور ہمارے آقا غصہ ہوتے ہین۔
بشیر۔ پوچھو کہین اور چوری سے چلتے ہو۔ دو دو باتین کرنی ہین بس۔
ا۔ ارے میان تم جانتے ہو کہ مین گردنی دون
بشیر۔ (زینے کی طرف جاکے)۔ اچھا خیر۔
ا۔ خیرا خیرا اور شر کیسا۔ ہم تیرے لیے اپنی ذکری

دینگے بے۔
بشیر۔ بے تے بکرنا۔
ا۔ کوئی ہے مار کے نکالدو۔
ب۔ (جلدی جلدی قدم بڑھاکر) اچھا سمجھا جائیگا۔
ا۔ چکی پیسو جاکے اب۔
ب۔ سوٗر۔ ٹھہر جاتو۔
ا۔ غفور نکالدے اس سور کو یہان سے۔
بشیر الدولہ بہت گرمائے ہوے یہان سے گاڑی پر سوار ہوے اور گھر جاکر آدمی کو حکم دیا کہ کدرا اور للتوا کو بلا لاؤ۔ آدمی اُنکے مکان پر گیا تو دیکھا کہ کدرا للتوا کی دکان پر بیٹھا ہے۔
آدمی۔ کدرا چلو نواب صاحب نے یاد کیا ہے۔
للتوا۔ کون نواب صاحب بھیا۔
آدمی چلو تم کو بھی بلایا ہے۔
للتوا۔ ٹب ٹب بلایا تو ہے۔ مدا کب کب کس نے ہے۔
آدمی۔ سرکار نے۔ این! تم تو جیسے اجنبی ہو گئے
للتوا۔ تو ہم اور کدرا تو نواب محمد عسکری کے نوکر ہو گئے ہین
آدمی۔ کیا! دل لگی کرتے ہو کیا؟
ک۔ دل لگی نہین۔ سچ کہتے ہین۔
آدمی۔ اور تیری جورو کہان سے ہے۔
ک۔ (بگڑ کر) کیا!
للتوا۔ یہ جورو جاتے کی بات چیت اچھی نہین ہے۔ بھائی لے ہماری دکان سے ٹل جاؤ
آدمی۔ آج تو کچھ الٹی الٹی باتین ہو رہی ہین

ل۔ ارے بھائی کہ تو دیا کہ ہم دونون اب عسکری نواب کے نوکر ہین۔
ک۔ اپنے نواب سے کہو آئے دال کی ٹھہر لین
ل۔ اچھا اس سے کیا مطلب ہمکو۔
ک۔ اور وہ مہری والے مقدمے مین کیا ہوا۔
آدمی۔ دیکھا چاہیے کیا ہوتا ہے۔
ک۔ چکی پیتے ہونگے۔
آدمی۔ کیا بکتا ہے۔ جوتی کھانے کی باتین۔
ک۔ (اینڑ دیکر) وہا کی ہو مارے ڈالتا ہے
للتوا۔ (دوکان سے اتر کر) کیون لڑتے ہو جی
آدمی۔ (کدرا کو لپیٹ کر) مار ہی ڈالونگا۔
للتوا نے اٹھاکے دے مارا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا اور کدرا نے تو اب ٹھونکا۔ بشیر الدولہ کا آدمی پٹ پٹا کر اٹھا اور گالیان دیتا ہوا گھر گیا اور نواب صاحب کے پاس جاکر رونا شروع کیا۔
آدمی۔ سرکار ہمکو کدرا اور للتوا نے مارا۔
بشیر۔ (آگ بھبوکا ہو کر) کیا! کدرا اور للتوا بھی ہمارے دشمن ہو گئے۔
آدمی حضور وہ کہتے ہین کہ ہم نواب محمد عسکری کے نوکر ہین۔
بشیر۔ ہان۔!
آدمی۔ اور کدرا نے ہم سے پوچھا کہ مہری والے مقدمے مین کیا ہوا۔ تمھارے نواب چکی پیسینگے
بشیر۔ آغا کو بلاؤ۔ آغا صاحب کدرا اور للتوا کو پیٹتے ہوے لاؤ۔ جوتے مارتے ہوے لاؤ
آغا۔ کہا ہوا کیا۔ ارے کیا ہوا ابھی۔

آدمی ۔ سرکار نے ہمکو بھیجا تھا کہ للتوا اور کدرا کو بلا لاؤ اُنھون نے ہمکو بھی گالیان دین اور سرکار کو بھی گالیان دین اور بہت بُرا بھلا کہا اور جب ہمنے منع کیا کہ سرکار کو کیون ایسی افق کہتے ہو تو ہمکو مارا ۔ دونون نے ملکر ہمکو مارا ۔

بشیر ۔ اب اس تحقیقات سے کیا مطلب ہے تھوکتے ہوے لاؤ جوتے مارتے ہوے لاؤ ۔

آغا ۔ بہت خوب ۔ چلو بھئی ۔

آغا صاحب اُس آدمی کے ہمراہ للتوا کی دکان پر گئے اور ڈانٹ کے کہا (کیون بے منہار وائے یا جی دو کوڑی کے آدمی تو اور نواب بشیر الدولہ بہادر کے خدمتگار پر ہاتھ اٹھائے ۔) للتوا نے اِسکا جواب یون دیا (ہجور ہن ناہک کو بیچ مین بولتے ہین یہ نواب بشیر الدولہ کے نوکر اور ہم اور کدرا نواب محمد عسکری کے نوکر ۔ نوابون کے نوکرون کی لڑائی مین آپ ب ب ب بڑے آدمی کاہیکو بولتے ہین) ۔ آغا اور بھی جھلائے ۔ کہا بچہ عسکری بیسکری کے بھروسے نہ بھولنا ۔ اتنا پٹوگے کہ کھوپڑی گنجی ہوجائیگی اسپر للتوا کو بھی طیش آگیا اُسنے کہا آگا صاحب جری جبان سنبھال کے بولیے گا ۔ ہان بس کہدیا ہیگا ۔ ہم کچھ آپکے یا آپکے نواب کے بسے نہین ہین ۔ ہمکو ایک کہ کہیے گا تو ہسم دو دس سُنائینگے ۔

آغا صاحب جھلّے آدمی ۔ اِنکو یہ تاب کہان کہ ایسے کلمے سُنین ۔ آؤ دیکھا نہ تاؤ تڑ سے ایک لپڑ جمایا ۔ آدمی تھے شہ زور یہ لپڑ اس زور سے پڑا کہ پانچو چم گئین اور للتوا کو چکر آگیا یہ بھی لپٹ پڑا کہ جان پر کھیل جائے اتنے مین للتوا کے ایک دوست نے جسکا نام صادق تھا اور جو واقعی دوست صادق تھا آغا صاحب کو اُٹھا کے دے مارا آغا صاحب نے جھاڑ پونچھکر صادق کے بھی ایک ڈگ اِس زور سے دیا کہ اُسکا ایک دانت ٹوٹکے کھٹ سے گر پڑا ۔

پولیس کے لوگ جمع ہوگئے ۔ اور فساد بڑھگیا ۔ صادق لڑنتیا آدمی تھا ۔ اور بنجیت ۔ نور خان کے اکھاڑے کا خلیفہ آغا صاحب بڑے شہ زور آدمی ۔ ہاتھ پاؤن کے کرارے ۔ اور ڈنڑ پیل ۔ اُس نے اِنکو اٹھا کے دے مارا ۔ اِنھون نے گھونسا دیا کہ دانت توڑ ڈالا ۔ دونون پکڑے گئے اور تھانے پر آئے رام سنگھ کو خبر ہوئی ۔

رام ۔ کیا ماجرا ہے ۔

صادق ۔ کوتوال صاحب یہ آغا جو کھڑے ہین اِنھون نے ہم کو اور للتوا کو مارا اور ہمارا دانت توڑ ڈالا ۔

رام ۔ بڑے جنگلی آدمی ہین ۔

للتوا ۔ ہجور ہماری دُکان پر ۔

رام ۔ مت بکو ۔

کانسٹبل ۔ چپ رہو جی ۔

رام ۔ اچھا اب بتاؤ کہ تم کو اِنھون نے کیون مارا اور تمھارا دانت کیونکر ٹوٹا ۔

صادق ۔ کوتوال صاحب ہم اُسکی دُکان پر للتوا کی بیٹھے تھے ۔
رام ۔ للتوا کون ہی؟
راوی ۔ کیا تجاہل عارفانہ ہی ۔ جی یہ وہی ہی جو حضور کے ساتھ کانپور سے آیا تھا ۔
صادق ۔ یہ تبنولی ہی خداوند ۔
رام ۔ ہان تو کیا ہوا ۔
صادق ۔ کوتوال صاحب ہم اُسکی دکان پر بیٹھے تھے کہ یہ آغا صاحب آئے اور انھون نے آکے دو سو گالیان للتوا کو دین ۔
رام ۔ خواہ مخواہ گالیان دین ۔
صادق ۔ پہلے آکے کہا کہ نواب بشیر الدولہ کا حکم ہی کہ جوتیان مارتے ہوے للتوا اور کدرا کو لاؤ للتوا بولا ہم نہین جاتے نواب صاحب کیا کوئی کوتوال ہین بس اسپر آغا صاحب نے للتوا کو دکان پر سے گھسیٹ لیا اور مارتے مارتے بیدم کردیا اور جو بیچ بچاؤ کو گئے تو ہمکو گھونسا مارا ۔
رام ۔ تو نواب بشیر الدولہ کے بڑے زور ہین ۔
للتوا ۔ ہجور بڑا ابھی آدمی ہی ۔
رام ۔ لوگون کو زبردستی پکڑوا پکڑوا بلاتے ہین کوتوال کی کیا حقیقت ہے بھلا ۔ اب دیکھو دانت تُڑوا ہی دیا کہ نہین ۔
کدرا ۔ ہجور ہمکو کھیدے گھرائے لیے جائین کہ چل نواب صاحب کا حکم ہی کہ گھسیٹ لاؤ ۔
رام ۔ بڑے وہ بنے ہین ۔
للتوا ۔ جیسے اُنھین کی کی حکومت ہے ۔

رام ۔ آپ کیا فرماتے ہین آغا صاحب ۔
آغا ۔ ہم راہ راہ جاتے تھے بس صادق ہمکو لپٹ گیا اور للتوا اور کدرا نے اُسکو مدد دی اور ہمکو ذلیل کرنے کی کوشش کی ۔ ہم نے اپنے تئین چُھڑا لیا تو صادق نے اپنے مُنھ پر گھونسا مارا اور اپنا دانت توڑ ڈالا ۔
ص ۔ اِس اندھیر کو دیکھیے ۔
ل ۔ ہجور دیکھیے ۔
رام ۔ کتنے سچے ہو آغا صاحب ۔
ص ۔ ہم لپٹے اور تمنے چُھڑا لیا ۔ تم ایسے دس تو چھڑا لین بھلا ۔ ہجور ہماری انکی کشتی ہو جائے
رام ۔ کیا بکتے ہو واہیات خرافات ۔
کانسٹبل ۔ کشتی لڑ دنگل مین جاکے ۔
رام ۔ تم نے کیا دیکھا للتوا ۔
ل ۔ ہجور آغا صاحب نے آکے کہا چلو نواب صاحب نے تمکو یاد کیا ہی ۔ ہمنے کہا اس بکھت ہمارا بکری کا ہرج ہوگا ہم نجائینگے کہا ۔ نواب صاحب کا حکم ہے کہ نہ آئے تو جوتے مارتے لاؤ ۔
رام ۔ ہون !
ل ۔ بس ہجور ہمنے کہا کیا نواب صاحب کوئی کوتوال ہین یا بوئی انکا دیا کھاتا ہے بس ہجور اتی بات پر ہمکو ہکان پر سے کھینچ لیا اور مارنے لگے ۔ کدرا نے گل مچایا اور ساوک بیچ بچاؤ کو آئے تو انکے جور سے گھونسا مارا تو دانت ٹوٹ گیا ۔
رام ۔ اور کون گواہ ہے ۔

کدرا۔ ہسم ہجور۔
رام۔ تم کیا کہتے ہو۔
ک۔ ہجور ہم للتوا کی دکان پر بیٹھے تھے اور سادک سے باتین کر رہے تھے کہ آگا صاحب آئے اور نواب صاحب کا کھدمدار (خدمتگار) آیا آگا صاحب نے ہم سے کہا کہ چلو نواب بشیر الدولہ نے یاد کیا ہے اور للتوا تمکو بھی بلایا ہے للتوا نے کہا ہم تو اس بکھت نجا مینگے۔ اسپر آگا جی بولے کہ نجاؤ گے تو جوتے مارتے ہوے تمکو لیجا مینگے حکم ہے نواب صاحب بہادر کا للتوا نے کہا تو کیا نواب صاحب کے بسے ہین کچھ یا نواب صاحب کہین کے حاکم کوتوال ہین۔ بس اتنی بات ہین بگڑ گئے اور للتوا کو مارنے لگے بس ہمنے گل مچایا لوگ دوڑے آکے سادک بچ و جو بیچ بچاؤ کو گئے تو انکو گھونسا لگایا اور بچارے کا دانت ٹوٹ پڑا۔
رام۔ اور کوئی گواہ ہے۔
آواز۔ ہسم بھی ہین۔
رام۔ آپ کا نام کیا ہے۔
آواز۔ ہمارا نام چڈا گلخیرو۔
رام۔ نیا نام ہے۔
چڈا۔ انکا نام بھی تو آغا الماغوجی ہی۔
رام۔ الماغوجی!!! آپکا اسم مبارک آغا صاحب
آغا۔ نام تو میرا اصل مین رضائی بیگ ہے مگر
چڈا۔ اگر مگر نہین۔ نام بتائیے۔ رضائی بیگ ضرار توشک بیگ اور لحاف پرشاد اور گدڑی مل نہ بتائیے۔ صاف صاف بتائیے۔

اسپر بڑا قہقہہ پڑا۔ رضائی بیگ کے لیے توشک بیگ اور لحاف پرشاد خوب سوجھی کدرا للتوا اور صادق اور کل حاضرین انکی خوش کلامی سے خوش ہوے مگر سب کو حیرت تھی کہ یہ بیچ مین کہان سے کود پڑے۔ لڑائی کیوقت انکا تو کہین پتا ہی نہ تھا۔
رام۔ ہان حضرت۔ آپنے کیا دیکھا۔
چڈا۔ حضور بندہ درگاہ تو قدمے کھڑکھڑ چلے آتے تھے۔
اس فقرے پر بھی بڑا قہقہہ پڑا۔
رام۔ تو آدمی کاہیکو ہو ہین آپ۔
چڈا۔ حضور سنا نہین۔

اسپ تازی اگر ضعیف بود
ہمچنان از طویلہ خر بہ

رام۔ اچھا صاحب۔ فرمائیے۔
چڈا۔ تو دیکھتا ہون کہ اک ہنگامہ بپا ہے۔ پہلے خدا جانے کیا غضب ہوئی اور کس بات پر جوتا چلا مگر ہمنے صرف اسقدر دیکھا کہ یہ آغا الماغوجی صاحب بہت ہی بگڑے اور اس بیچارے تنبولی کو دکان سے گھسیٹ کے مارنا شروع کیا بس پھر تو اللہ دے اور بندہ لے مارتے مارتے بھرکس نکال ڈالا مین دبلا پتلا دھان پان نہین آدمی۔ لڑنے بھڑنے کی طاقت نہین ورنہ اللہ جانتا ہے ان میان الماغوجی کو اتنا ٹھوکتا کہ انکا پیتھن نکل جاتا یہ پہلوان جو کھڑا ہے اس بیچارے نے انکی خوشامد کی کہ اب جانے دیجیے کاہیکو

بارے ڈالتے ہو۔ بس اسیر آپنے ایک
ڈگ جمایا اور اس بیچارے کا دانت توڑ ڈالا۔
افسوس کا مقام ہے۔

رام۔ بس اور تو کچھ آپ کو نہین فرمانا ہے۔
آپنے انکو گھونسا لگاتے اور اسکا دانت
ٹوٹتے ہوے اپنی آنکھون سے دیکھا ہے؟

چڈا۔ جی ہان۔ دونون کٹوری کی سی کھلی
ہوئی تھین۔ یہ بھی اور وہ بھی۔

رام۔ بڑی بری ہوئی۔ اچھا خیر آپکے
اظہار ہوچکے۔

چڈا۔ ہان مگر حضور ایک بڑی بات تو باقی
ہی رہگئی ہے وہ بھی عرض کردون۔

رام۔ جو کچھ آپ کو کہنا ہو فرمائیے۔ مگر طول
نہ دیجیے مختصر مختصر۔

چڈا۔ مختصر۔ بہت اچھا مختصر ہی سہی ؎

بات ہے جسقدر بڑھاؤ بڑھے
طول بھی ہے یہ مختصر بھی ہے

مختصر یہ التماس ہے کہ بس آغا الماغو جی کو
سولی پر چڑھا دیجیے۔

اسیر بھی بڑا قہقہہ پڑا۔

رام۔ سولی پر چڑھا دین!

چڈا۔ بیشک۔ آج اسکا دانت توڑا۔ کل
کسی اور کا کان کاٹینگے پرسون کسی کی ناک
اڑا دینگے۔ یہ نت نیا شگوفہ کھلائینگے۔

ے زبردست زیر دست آزار | گرم تا کے بماند این بازار
بہ چکار آیدت جہانداری | مردنت بہ کہ مردم آزاری

اس کا پھانسی ہی پانا اچھا ہے۔

آغا۔ یہ بالکل جھوٹا ہے۔ یہ وہان تھا ہی نہین۔

چڈا۔ (کمر کستے ہوے) کیون قضا سر پر کھیلتی ہے؟

رام۔ (ہنسکر) اجی حضرت آپ ان
ڈیڑھ ہڈیون پر کیون خواہ مخواہ انسے دیو سے
بھڑتے ہین جنھنے اتنے بڑے پہلوان کا دانت
توڑ ڈالا۔

کانسٹبل۔ یہ تو ایک پھونک مین بہا جائین۔

چڈا۔ لڑوا لو۔

آغا۔ اجی جناب بندہ ہارا۔

چڈا۔ وہ مارا۔

آغا۔ نواب مجھے کیا حکم ہوتا ہے کوتوال صاحب۔

چڈا۔ اب آپ جا کے ایک آدھ کی ناک کاٹیے۔

رام۔ آپ اگر ضمانت دیجیے تو خیر ورنہ حوالات۔

آغا۔ تو مین تو نواب بشیر الدولہ بہادر کا نوکر
ہون اُنکے نام عرضی لکھتا ہون وہ ضمانت
کر دینگے۔

رام۔ آپ یہان ٹھہرے رہیے۔ اُن کا
ضمانت نامہ آلے تو پھر آپ تشریف لیجائیے۔

آغا۔ بہت خوب۔

آغا صاحب نے بشیر الدولہ کے نام عرضی لکھی

بجناب مستطاب نواب بشیر الدولہ بہادر۔

بعد عرض۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میرساند
ازانجا کہ حسب الحکم حضور کے واسطے سرکوبی
و گوشمالی کدرا منہار و للتوا بیڑا فروش فدوی
بھیجا گیا تھا چنانچہ مسمی للتوا نے سخت بدزبانی
اور فحش گالیون سے فدوی اور حضور پر نور
دونون کو یاد کیا۔ جان نثار جان دینے پر آمادہ ہوا

للتوا نے بہت سخت سُست حضور کی شان مین
کہا بندہ نے دکان سے کھینچکر ٹھونکا اسپر ایک
شُہدا اسمی صادق کہ کسی اکھاڑے مین لڑتا ہی
بزعم پہلوانی للتوا کی طرف سے بولا کہ خانہ زاد نے
ایک گھونسا اُسکے بھی جمایا اور اُسکا دانت
میرے شہ زور گھونسے کی ضرب سے شکستہ ریخت
اب پولیس والون نے گھیر لیا۔ اور گرفتار کرکے
تھانے پر لے آئے۔ بے ضمانت کے رہا ہونا
غیر ممکن ہے دوسو کی ضمانت چاہیے ۔
حضور ضمانت نامہ لکھدین تو بندہ رہا ہو۔
آفتاب دولت درخشان باد
فدوی خانہ زاد آغا
یہ عرضی رام سنگھ نے اُسسے لیکر ایک
کانسٹبل کو دی اور کہا جاے
کو دو اور ضمانت نامہ لکھوالاؤ۔ تھوڑی دیر کے
کانسٹبل واپس آیا۔ رام سنگھ نے پوچھا
ضمانت نامہ لکھوالائے۔ نواب صاحب سے
ملاقات ہوئی؟ اُسنے یون جواب دیا۔
کانسٹبل۔ اجی سرکار کیسا جمانت نامہ۔ پڑھتے
ہی چٹھی اُٹھا کے پھینکدی اور کہا ہم نہین جانتے
آگا پاگا کو۔ وہ ہمارا ملاجم نہین ہی۔ وہ شُہدا
جواری چانڈو باج ہے۔
رام۔ یہ تو نوکرون اور مصاحبون کیساتھ
حال ہی ہم اسکو کیا کرین۔
آغا۔ کیا کہا! شُہدا جواری چانڈو باز ہے؟
ضمانت نہین کی نواب صاحب نے!!!۔
آدمی۔ (بشیر الدولہ کا ملازم جسکو اُنھون نے
پہلے بھیجا تھا کہ للتوا اور کدرا کو بلالاؤ) یہ بڑے
تاجُب (تعجب) کی بات ہے۔ اِتنے بڑے
رئیس اور اپنے مصاحب کی دوسو کی جمانت نکی
کوئی کس دن کی امید پر اِنکی نوکری کرے۔
آغا۔ تو پھر اب حوالات کے بغیر چارہ نہین ہی۔
رام۔ مجھے خود افسوس ہے۔
آدمی۔ ایسے رئیس کی تو صورت نہ دیکھے۔
آغا۔ بڑے پاجی نکلے۔
رام۔ واقعی یہ شخص اِس قابل نہین ہے
کہ کوئی اِسپر بھروسا کرے۔ افسوس اور دوسو پلی
آغا۔ بڑی خرابی مین ہم پڑ گئے۔
رام۔ میرے امکان مین اگر کچھ ہوتا تو بندہ
ضرور مدد کرتا مگر افسر پولیس ہون۔ گو مگو کا معاملہ ہے
آغا۔ پھر کوئی تدبیر ہی بتائیے۔
رام۔ ایک کام کیجیے یہان ایک رئیس ہین
نواب چھٹن صاحب شاید آپ جانتے بھی
ہونگے۔ مَین اُنکو خط لکھتا ہون۔
آغا۔ آپکی مہربانی کا شکریہ۔
خط لکھکر رام سنگھ سب انسپکٹر نے اپنے
آدمی کو دیا اور کوئی دس ہی منٹ مین وہ
واپس آیا اور اُسکے ساتھ نواب چھٹن صاحب
کا ایک متصدی تھا۔
رام۔ کچھ جواب دیا۔
متصدی۔ جواب نہین دیا ہے مگر یہ ضمانت
نامہ لکھدیا ہے اور فرمایا ہے کہ اگر آغا صاحب
کو روپے کی ضرورت ہو تو یہ دوسو روپیہ
نقد حاضر ہے۔

رام ۔ ریاست اِسکو کہتے ہین ۔
آغا ۔ پانون دھو دھو کے پیے ۔
رام ۔ جی خوش ہو گیا ۔
آغا ۔ مین تو غلام ہو گیا ۔
متصدی ۔ اور حضور فرمایا ہے کہ آغا صاحب کو اگر تکلیف نہو تو تشریف لائین ۔ گاڑی بھی بھیجی ہے اور کہا ہے کہ مین بے آغا صاحب کے کھانا نہ کھاؤنگا ۔
آغا ۔ یہ مین خواب دیکھ رہا ہون ۔
آدمی ۔ ایسے رئیس پر جان قربان کر دے ۔
رام ۔ چلیے ہم بھی چلتے ہین ۔
رام سنگھ اور آغا صاحب گاڑی پر بیٹھے ۔ آغا کے حکم سے آدمی بھی کوچ بکس پر بیٹھ لیا ۔ اور گاڑی چلنے ہی کو تھی کہ میان مسخر الدولہ چڈا گلنچر د بھی جھپٹ سے آن موجود ہوے ۔
رام ۔ کیا آپ بھی چلین گے ۔
چڈا ۔ کھانے کا نام سُنا اور بندہ چلا ۔
آغا ۔ آپ تو ہمین سولی ہی پر چڑھائے دیتے تھے ۔
چڈا ۔ آداب چھٹن صاحب کو دعائین دیجیے ۔
آغا ۔ رونگٹا رونگٹا دعا گو ہے ۔
رام ۔ اِس انسانیت کو دیکھیے کہ ضمانت نامہ لکھدیا اور روپیہ نقد بھیجدیا اور گاڑی بھیج کے بلوایا کہ بغیر آپکے کھانا نہ کھاؤنگا ۔
آغا ۔ اور جان نہ پہچان ۔
نواب چھٹن صاحب بہادر کے دولتخانے پر پہونچے تو وہ استقبال کے لیے آئے اور آغا صاحب سے بغلگیر ہوے ۔
آغا ۔ حضور سب مجھے اپنا غلام ان غلام ۔

چھٹن ۔ ہرگز اِس قسم کی تقریر نہ کیجیے گا آپ میرے برادر حقیقی کے برابر ہین ۔
آغا ۔ خداوند ۔
چھٹن ۔ مین ایک نہ سنونگا ۔ مجھے رنج ہوتا ہی ۔
آغا ۔ مین کیا عرض کرون ۔
بیچ ۔ مزاج شریف کوتوال صاحب ۔
رام ۔ حضور کی جان و مال کو دعائین دیتا ہون ۔
بیچ ۔ بشیر الدولہ تو ایک نالائق پاجی آدمی ہی بلکہ بچھڑا آدمی ۔ اجیج الیواج ۔
آغا ۔ حضور انھین کے کام کو گیا تھا ۔
آدمی ۔ سرکار ہم دونون گئے تھے ۔
رام ۔ مگر ان لوگون کی سزا ۔ ایسے پاجی کی انکا ہم کیدن کی ۔
آغا ۔ تو مین اب تو ہم غریبون کی اللہ نے بھینٹی ہی ۔ اِس مہری والے مقدمے مین کیسا ذلیل ہوتا ہے ۔
چھٹن ۔ آپ کو تو سب معلوم ہی ہی ۔
آغا ۔ حضور دنرات کا رہنے والا مجھے نہین تو اور کسیکو معلوم ہوگا ۔
چھٹن ۔ کیون صاحب وہ اصل مین ہترانی ہی ۔
آغا ۔ حضور یہ کچھ نہ پوچھیے ۔
رام ۔ لعنت خدا ۔
چھٹن ۔ اُسکی ارواح پر لعنت ۔
آدمی ۔ ہجر ہم سب کا ایمان کھو دیا ۔
آغا ۔ ہم لاعلم تھے ۔
چھٹن ۔ ہم مسلمانون کا ایمان ایسا بودا نہین ہے کہ لاعلمی مین کسی نے ہترانی کیسا تھ

کھانا کھلا دیا اور ایمان جاتا رہا۔ مگر اُسکی
بدمعاشی کو دیکھیے کہ روپیہ پاس موجود ہو کے
پسند آئی تو کون پسند آئی۔
آغا۔ حضور دن رات وہان یہی شغل رہتا ہی
کہ صبح کو دو اور دوپہر کو ایک اور سہ پہر کو
دس اور شب کو چار۔
چھٹن۔ اور سب منکوحہ۔ بن بیاہی کوئی نہین
آغا۔ سب منکوحہ۔ یہی تو سخت عیب ہے۔
چھٹن۔ اب اس مہری والے مقدمے مین
تو آپ کی گواہی ضرور ہوگی۔ آپ کیا کہیے گا۔
آغا۔ اب تو مین حضور کا غلام ہون جو حضور
فرمائینگے وہ عرض کرونگا اب تو بالفعل اس
مخمصے مین پھنسا ہون اس سے چھٹکارا ملے
تو بڑی خیر ہو۔
رام۔ ضمانت ہو جانے لئے اتنا البتہ ہوا کہ
آج حوالات سے بچ گئے مگر سات برس کی قید
اس دفعہ مین ہے۔
آغا۔ اُف ہوش اُڑ گئے۔
رام۔ بڑے بیڈھب پھنسے ہو۔
آغا۔ اور ان حضرت کی گواہی نے اور بھی
معاملہ بگاڑ دیا تسمہ تک باقی نہین رکھا۔
چڈا۔ بندہ راست باز ست۔ ع۔

راست میگویم و یزدان نپسندد جز راست

حرف راست ستودن۔
رام۔ آگے آیئے۔
آغا۔ تو خداوند پھر جہان اِسقدر عنایت کی ہی
اتنی مہربانی اور کیجیے کہ مجھے کسیطرح بچا دیجیے۔

رام۔ نواب صاحب پورا احسان کیجیے۔
چھٹن۔ خدا گواہ ہے چٹکی بجاتے رہا ہو جائین
آغا۔ (قدمون پر ٹوپی رکھکر) حضور تمام
عمر شکر گزار ہونگا بس زر خرید غلام بنا رہونگا
ورنہ اگر دو تین برس کی قید ہوگی تو حضور
چکی پیستے پیستے مرجاؤنگا۔
چھٹن۔ ابھی آپ کا اعتبار نہین ہی۔
آغا۔ مین سمجھا نہین۔
چھٹن۔ آپ کے اندیشہ ہے۔
آغا۔ وہ کیا۔
چھٹن۔ جبتک آپ خوب یقین نہ دلا دین
کہ اب نواب بشیر الدولہ سے نہ ملیے گا تب تک
ہم کو بندہ آپ سے نہین کر سکتے۔
بھی کھٹکتے ہین۔
آغا۔ حضور یہ کیا فرماتے ہین۔ حضور کو یہ
یقین ہے کہ مین بشیر الدولہ سے ملونگا۔ اگر مین
اُسکی صورت دیکھنے کا روادار ہون تو ایک
باپ کا نہین۔
چھٹن۔ پھر قول ہارتے ہو۔
آغا۔ ہارے۔
چھٹن۔ اور گواہ کون ہے۔
آغا۔ ہمارے اور آپکے درمیان خدا گواہ ہی۔
چھٹن۔ بس منظور۔
رام۔ اب آپ نواب صاحب سے کچھ نہ کہیے
شب کو یہین آرام کیجیے مگر بشیر الدولہ کا آدمی
جو ساتھ ہے۔
آغا۔ جی یہ تو میرا نوکر ہی۔ تنخواہ انھین سے

پاتا ہے سپاہیون مین ہو۔ اسکو مین نے بچپنے سے پالا ہو۔ جہان مین رہونگا وہان یہبھی رہیگا۔

آدمی۔ ہجور مین تو نمک پرورده ہون۔

آغا۔ تمنے دیکھا بشیرالدولہ نے کیسی طوطے چشمی کی مجھے اسقدر غصہ آ رہا ہو کہ بیان نہین کر سکتا۔

آدمی۔ سرکار حکم ہو تو ناک کاٹ کے اسی دم لے آؤن ذرا دیر نہ لگے۔

آغا۔ کام تو ایسا ہی کیا ہے۔

چھٹن۔ ابھی خاموش رہو۔ جو ہم اور کوتوال صاحب بتائین وہ کرو جلد بازی نہ کرو۔ تم اب ہمارے رفیق ہو۔

آغا تو بشیرالدولہ سے جلا ہوا بیٹھا [illegible] ر یہ بھی سوچا کہ اب انکا اقبال یاری پر [illegible] ہی بلکہ بدی پر ہے اور انھون نے میرے ساتھ اسقدر بے مروتی اور طوطے چشمی بھی کی ہے چھٹن صاحب کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تا دم مرگ ممنون منت رہونگا۔

اب سنیے کہ اصلیت اسکی یون تھی کہ ذات چھٹن صاحب نے پولیس والون کو بشیرالدولہ تک بھیجا ہی نہین اور سکھا دیا کہ تم آ کے کہدو کہ وہ ضمانت نہین کرتے اور کہتے ہین کہ اس بدمعاش سے ہمسے کوئی واسطہ نہین۔ وہ سب سے لڑتا ہو۔ اس چکمے سے آغا کو بشیرالدولہ سے بدظن بلکہ جانی دشمن کر دیا۔ اب بشیرالدولہ کے ہاتھ پاؤن بھی انکے دشمن ہو گئے۔ پھر آپ کے خلاف گواہی دینے کو موجود جالن خون کی

پیاسی۔ کندن اور منمن جان بچا کے بھاگین تو انکے مکان کی طرف رخ بھی نہ کیا۔ آغا الماغوچی پاتا تو مار ہی ڈالتا کہ اسنے کام لے لیے بھیجا اور جب مصیبت کا وقت آیا تو پولیس مین دھروا دیا۔ اگر مین کدرا اور للتو اسے بشیرالدولہ کی نسبت لڑنہ پڑتا تو پولیس تک جانیکی نوبت کاہیکو آتی۔ ہمنے تو خیرخواہی کی کہ ہمارے آقا کو گالیان دیتا ہی ہم نہین سن سکتے۔ اور جب پولیس مین دھرے گئے تو ہمارے خلاف ہو گیا۔ ادھر انسپکٹر پولیس جو انکے بڑے دوست تھے انکو بھی اسنے وقت پر دغا دی اور دشمن بنا لیا۔ الغرض شہر بھر انکے خلاف اور انکا عدو ہو گیا اور کوئی بھی [illegible] نظر نہ آیا۔ وجہ یہ کہ جو اسکے دوست تھے انھون نے اسکے لیے اپنا نقصان کیا انھین کا دشمن ہو گیا۔

زندان کو چلے مچل مچل کر

نواب بشیرالدولہ نے ادھر ادھر بڑی دوڑ دھوپ کی کہ کسی تدبیر سے ایکی دفعہ بچ جاؤن تو پھر ان حرکتون سے باز آؤن مگر کوئی اپنا حامی نہ پایا۔ وکلا مین سب نے جواب دیا بیرسٹرون نے قطعی انکار کیا۔ مجسٹریٹ دشمن ہو گیا گواہی کو ایک نہین۔ کل احباب کل ملازم کل آشنا اور تمام شہر انکے خلاف گواہی دینے کو مستعد۔ پولیس کی یہ کوشش کہ پھانسی ہی ہو جائے۔ جسوقت صاحب مجسٹریٹ کے سامنے

جا کے کھڑا ہوا تو شہر بھر اُمنڈ آیا اور سب کے سب خوش تھے کہ آج بشیر الدولہ قید خانے جائینگے ۔ صاحب مجسٹریٹ کے اجلاس پر یہ خوب روئے اور صاف اقبال جرم کیا اور جسقدر گواہ پیش ہوئے سب نے صاف صاف کہا کہ حضور انکو خوب معلوم تھا کہ مہری کا میان موجود ہے اور جان بوجھکر اس بیچاری کو گھر مین بند کر رکھا اور کسی طرح باہر نہ نکلنے دیا اور جہالن کا حال بھی انکو خوب معلوم تھا کہ اسکا میان موجود ہی جسوقت جہالن اور اسکا میان اور باپ اور کئی اور مہتر اور مہترانیان کھڑی ہوئین اور جہالن نے اظہار دیے کل سامعین نے حقارت اور نفرت کی نظر سے بشیر الدولہ کو دیکھا کہ نواب زادہ اور اتنا بڑا امیر کبیر اور مہترانی کے ساتھ کھانا کھاتا تھا کئی آدمیون نے آواز بلند ([illegible]) کا نعرہ کہا اور کئی آدمیون نے زور زور سے دعا مانگی کہ یا خدا اسکا منھ کالا کر یہ بنی نوع انسان کا ننگ پیدا ہوا ہی ۔

قمرن جان نے ڈاک بٹھا دی تھی کہ جلدی خبر لاؤ کہ اس موے بدذات کا کیا حشر ہوا ۔ گھر سے پچاس قدم کے فاصلے پر ایک رونا کھڑا تھا ۔ اور وہان سے ایک گولی بھر کے ٹپے پر ایک اور رونا تھا اور پھر وہان سے دو کھیت کے فاصلے پر ایک سوار تھا ۔ اور وہان سے کچہری تک دو دو رونے اور دو دو سوار کھڑے تھے کہ ادھر سزا ہو ادھر فوراً انکو اطلاع ہو جائے اور خوشی کے شادیانے بجین ۔

نازو کی یہ کیفیت تھی کہ کھٹ ہوا اور انکے کان کھڑے ہوئے اور جواصیلون کو حکم دیا کہ دربان سے پوچھو کوئی خبر آئی ۔ گاڑی کہین گھڑ گھڑائی اور یہ چونکتا ہوئین مغلانی کی زبان دعا مانگتے مانگتے تھک گئی کہ یا علی مشکلکشا دس برس سے کم سزا نہو ۔ بلکہ یون کہنا چاہیے کہ بددعا مانگتے مانگتے زبان تھک گئی ۔

مہری آمین آمین کہتی جاتی تھی ۔

گھر بھر مین سب کو یقین تھا کہ بشیر الدولہ ضرور سزا پائیگا اور اگر بشیر الدولہ کو سزا نملتی تو اسمین شک بھی نہین کہ قمرن کو غش آجاتا نازو زار زار روتی مغلانی کی جان نکلجاتی ۔ اور نواب صاحب کے دلمین بشیر الدولہ کیطرف سے پھر کھٹکا ہو جاتا اور اسمین بھی شک نہین کہ ابکی بشیر الدولہ جان کا دشمن خون کا پیاسا ہوکر خدا جانے کیا کیا ستم ڈھاتا ۔

جون جون وقت گذرتا تھا قمرن اور نازو مضطر و بیقرار ہوتی جاتی تھین ۔ نواب صاحب کی بے صبری بھی پل پل بڑھتی جاتی تھی اندر سے باہر تک سب اسی خبر کے منتظر تھے کہ بشیر الدولہ قید ہو گیا ۔ دو بجے قمرن نے ممن کو نواب صاحب کی گاڑی پر سوار کرا کے کچہری بھیجا کہ جلدی سے خبر لاؤ ۔ اسنے واپس آکے کہا کہ ابھی صاحب نے حکم نہین سنایا مگر مقدمہ بالکل بگڑ گیا ۔

نازو سمجھی کہ مقدمہ بگڑ جانے کے یہ معنی ہین کہ بشیر الدولہ بچ جائینگے ۔ بڑی حسرت کے ساتھ کہا دیکھیے اب کیا ہوگا ابکی دہ

سلے ہی ڈالیگا موا میرے تو جیسے ہوش سے اڑ گئے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے) قمرن نے تسلی دی اور کہا باجی جان تم کچھ سمجھین بھی الٹی الٹی سنتی ہو - یہ کہتے ہین کہ اُس مونڈی کاٹے کا مقدمہ بگڑ گیا - تو جو مقدمہ بگڑ گیا تو ہماری جیت ہے) مغلانی نے بھی اس کلام کی تائید کی (جی ہان یہ تو اسکے معنی ہین ہی حضور کچھ کا کچھ سمجھی تھین - اے اب دو گھڑی مین سن ہی لوگی - اب وہ موا جیتا نظر نہین آتا)

نواب صاحب نے مسکرا کر نازو کو بنانا شروع کیا کہ واکر اب کی بشیر الدولہ چھوٹا تو خیر نہین نظر آتی - قمرن کا تو اب وہ کچھ بنا نہین سکتا - مگر ہان تم بیاہی والی ہو تمکو البتہ عدالت تک کھچوائیگا نازو نے جواب دیا (اس بات کا یہان تم ہم ڈر نہین رکھتے ہمارے میان کا ہونا نہونا سب برابر ہے - وہ موا ایک گھڑ گنجی پر ایسا لٹو ہے کہ جان دیتا ہے ہم سے اسکو کوئی غرض کوئی سروکار نہین ہم چاہین دن بھر مین ستر کرین چاہے سو ہمارا میان تو ہمکو چھوڑ چکا اب جیسے چھٹے سانڈ - اب ہم کو کاہیکا ڈر ہے) نوابصاحب نے کہا اس بھروسے بھی نہ رہیے گا - وہ میان کسی ایرے غیرے پچکلیان کو بنا لیگا - اور اُسکی طرف سے دعویٰ کرادیگا) نازو بولی (اسکی ایسی تیسی مونڈی کاٹے کی - کچھ قمرن کا اُسنے بنا لیا کچھ اب ہمارا بنائیگا - قمرن کے تو میان بھی موجود تھے جب میان کے ہوتے ساتھی کچھ نکر سکا تو اب ہمارا کیا کرسکیگا کہ ہمارا میان بھی موجود نہین ہے - تم یون ہی واہی تباہی ہمین بنایا کرتے ہو اِن جھگڑے مین ہم نہ آنے کے اور پہلے تو وہ کھچیگا کب - خبر آتی ہی ہوگی کہ بڑے گھر بھیجدیا گیا مغلانی نے آمین کہکر دعا مانگی کہ یا علی مشکلکشا اب جلدی سے مشکل کشائی کیجئے - اب کان یہ سننے کو ترس گئے کہ اُس موے موذی نے دس برس قید کی سزا پائی اور شہر بدر کردیا گیا - یہ تو موا اس قابل ہیگا کہ اُلٹے اُسترے سے اسکا سر مونڈے اور گدھے پر اُلٹا سوار کرکے منہ کی طرف دم اور دم کی طرف منہ) اسپر بڑا قہقہہ پڑا اور مسخرے نے مغلانی کو بنانا شروع کیا کہ (کیون مغلانی کیا بشیر الدولہ کے بھی دم ہے) -

مغلانی - وہی جی - دم نہین میٹھ سہی -

مسخرہ - ہم تو سمجھے تھے کہ آدمی نہین دمدار ستارہ ہے

مغلانی - اے تو نوس تو موا ایسا ہی ہے -

مسخرہ - تمنے اُسکی دم کہان سے دیکھ لی -

مغلانی - آپ بھی بس جیسے -

سب صورت لنگور فقط دم کی کسر ہے

نازو - ہان تو گدھے پر سوار کرکے کیا کرے -

مغلانی - خوب سا ہنڈوائے -

مسخرہ - بھلا منہ بھی کالا کرے کہ نہ کرے -

مغلانی - نہین منہ نہ کالا کرے - منہ کالا کرنے سے لوگ سمجھینگے کہ موئے مسخرے گلخیرو کا بڑا بھائی ہے -

مسخرہ - کہ مغلانی کا خالو سمجھینگے -

مغلانی - نواب صاحب دیکھیئے یہ مسخرہ میرے بھی منہ چڑھنے لگا اب مین اسکو صلواتین سناؤنگی ہان

ن - تم نے خود ہی چھیڑ کی -
قمرن - جھوٹ بولتے ہو تم - چھیڑ خانی اسی
موئے نے کی -
مسخرہ - کسی زمانے مین مغلانی پر بھی غضب
کا جوبن تھا -
مغلانی - اور کسی زمانے مین تیری آپا پر بھی
غضب کا جوبن ہو گا - مونڈی کاٹا جیبٹ -
نازو - ٹینگا جو بولا ہو گا - خبردار -
مسخرہ - آپ تو نازو جان کچھ سمجھتی تو ہین نہین
ہمارے اور بی مغلانی کے رشتہ ہی ایسا نازک ہے
نواب - کیا رشتہ ہے بھئی -
مغلانی - دیگر اکر حضور اور رشتہ دیتے ہین -
نواب - ہمنے تو صرف رشتہ پوچھا تھا -
مسخرہ - یہ ہماری نصف بیوی ہوتی ہین -
اسپر مغلانی بہت بگڑی اور مسخرے کو
صدہا بے نقط سنائین اور بڑا قہقہہ پڑا
اور مسخرے اور مغلانی سے دیر تک جھگڑت
رہی - یہان صرف نواب صاحب اور آسکے ر
چڈا اگلخیر و رہ گئے تھے چھٹن صاحب و بیا اور آغا
محمد اطہر اور نواب ردلق جنگ خان و بہ اختر اور
میان کملو سب کچہری گئے تھے - نواب صاحب
اپنا دل مسخرے کی باتون سے بہلاتے اور
منتظر بیٹھے تھے کہ بشیر الدولہ کے قید ہونے
کی خبر سنین - جب تین بجے اور کچہری سے
کوئی واپس نہ آیا تو انکو تشویش ہوئی اور اختر
کو انھون نے ٹمٹم پر دوڑا دیا کہ تم بھی جاؤ اور
خبر لاؤ -

مغلانی - آج جشن ہو گا -
نازو - دیکھو اللہ ہے -
قمرن - ہمارا تو دل گواہی دیتا ہے باجی -
ن - اسمین شک کیا ہے جی -
قمرن - وہ چاہے ایک ہی مہینے کو قید ہو جائے -
مسخرہ - مگر کیا نیچا دیکھا ہے -
ممن - ایسے کا ایسا ہی انجام ہوتا ہے -
ن - ایک نہ ایک دن پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے -
ممن - اور آغا الماغوچی کیسا دشمن ہو گیا -
مغلانی - آغا تو آغا ہاتھ پاؤن دشمن ہو جاتے
ہین حضور - اپنے ہی ہاتھ پاؤن دشمن ہو جاتے
ہین - بری گھڑی اللہ نہ دکھائے - یا اللہ
پڑنے [illegible] بری گھڑی سے بچانا - جیسا موئے
نے کیا ویسا ہی پایا - سزا موئے کی -
[illegible] تنے مین
[illegible] ٹہری دوڑتی اور غل مچاتی
[illegible] آئی کہ فتح ہے فتح ہے حضور فتح ہے -
سوار نے آکے عرض کیا کہ موذی کو مار لیا
صاحب نے قید کا حکم سنایا ہی جس نے سنا
اچھل پڑا -
قمرن - مارے خوشی کے آنسو آنکھون مین
بھر آئے) چل جھوٹی کہین کی - سچ سچ بتا -
نازو - بڑے موذی کو مارا - بڑے موذی کو مارا
مغلانی - ہماری دعا کہین خالی جایا کرتی ہے
نواب - (چہرہ بشاش) اف - آج جیسے کسی نے
قارون کی دولت اور قزل ارسلان کی سلطنت ہمکو دیدی
مین سچ کہتا ہون کہ بڑی مشکل سے مین خوشی کا
ضبط کرتا ہون اور دلکو سنبھالتا ہون - اوہ مجھے تو آج

بدبخت نے کہین کا نہین رکھا تھا۔ مگر چاہ کن را چاہ در پیش۔ جو بات یہ میری نسبت چاہتا تھا وہ اسکے آگے آئی۔

مسخرہ۔ کہ کرد کہ نیافت۔

مغلانی۔ اب آج تو جوڑے بل بیٹھے سرکار۔

قمرن۔ کہین کسی نے دل لگی تو نہین کی ہو۔

مغلانی۔ اے نہین۔

نازو۔ نواب جاکے باہر پوچھو تو۔

قمرن۔ اے ہان یہ تو ماچا تو بڑے بیٹھ گئے۔

نازو۔ اے باہر جاکے دیکھو۔ پوچھو کون آیا ہی کیا کہتا ہے۔

نواب۔ (کوٹھی کے احاطے مین جاکے) کون آیا ہے۔

دربان۔ حضور چھٹن صاحب کی بہری آئی ہے۔

راوی۔ دربان کچھ اور کہنے کو تھا کہ اتنے مین دور سے ایک گاڑی نظر آئی اور ممن نے کہا (حضور یہ تو نواب رونق جنگ بہادر کی گاڑی معلوم ہوتی ہی) اتنے مین گاڑی ذرا قریب آئی اور فٹن مین سے لوگون نے غل مچایا۔ مگر بُعد کے سبب کچھ سنائی نہ دیا۔ نواب صاحب اور ممن اور چند اگلے نیز احاطے سے سڑک کیطرف دوڑے اور چونکہ وہان بستی نہ تھی اس سبب سے اور بھی بے تکلف دوڑنے لگے یہان تک کہ گاڑی روک لی گئی اسپر نواب رونق جنگ اور نواب چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر اور نواب محمد عسکری کے دارونہ سوار تھے۔ دیکھتے ہوتے ہی چھٹن صاحب نے باواز بلند کہا (مبارک باشد مبارک باشد) ع۔

	همیشه دلبر سبحان مبارک باشد	

ممن۔ حضور بڑی خوشی ہوئی۔ واللہ بڑی خوشی ہوئی۔

راوی۔ گاڑی سے سب اتر پڑے اور آغا محمد اطہر اور نواب محمد عسکری لپٹ گئے۔ اور بڑے قہقہے پڑے عجیب مسرت کا عالم تھا۔

نواب۔ بھائی صاحب سچ کہیے گا کیا اُسکی قدرت ہے۔ کیا کا کیا ہو گیا۔ مین ذرا اسکی صورت دیکھتا کہ جب حکم سنایا گیا تو اسکے چہرے کی کیا قطع تھی۔ نانی ہی مر گئی ہو گی۔ ہات تیرے کی۔

آغا۔ مُردنی چھائی ہوئی تھی چہرے کی رنگت جیسے دھویا ہوا کپڑا۔

ٹہلتے ہوے کوٹھی مین پہونچے ہی تھے کہ ویسے ہی بیرسٹر صاحب ادھا گاڑی پر آ پہونچے۔ معزّزین کو یاد ہو گا کہ نازو اور قمرن پہاڑ سے مسیح بیرسٹر کی اس کوٹھی مین فروکش ہوئی تھین بخلاف اسکے بالکل الگ تھلگ تھی یہ کارروائی جو ابتدا سے ناول مین بیان کی گئی اسی کوٹھی مین ہوئی تھی۔

بیرسٹر۔ (گاڑی سے اتر کر) بھائی صاحب اب وعدہ وفا کیجیے۔ ہمارے منشی مہراج بلی صاحب بھی ہمارے ساتھ ہین۔

مہراج۔ (مسکراتے ہوے گاڑی سے اتر کر جھپٹ کے کوٹھی کے اندر پہونچے) مبارک مبارک۔ بشیر الدولہ لد گئے۔

	زندان کو چلے مچل مچل کر	

نازو۔ کے برس کی قید ہوئی۔

مہراج۔ ایک برس کی۔

قمرن۔ (بہت خوش ہو کر) اللہ جانتا ہے کہین مجھے وہ نہو جائے جسکو شادی کے ساتھ۔

نازو۔ نحس بات نہ منہ سے نکالا کرہن۔

مغلانی۔ کیون منشی جی جب حکم سنایا گیا تو کیا حال اسکا ہوا ہوگا۔ کانپ اٹھا ہوگا۔ ہے ہے کیا بری گھڑی ہوگی۔

مہراج۔ بری گھڑی تھی کہ اچھی گھڑی تھی؟

مغلانی حضور ایک طرح تو اچھی تھی اور ایک طرح بری تھی۔

نازو۔ اب قید مین کب سے رہیگا۔

مہراج۔ اب قید تو ہے ہی۔

نازو۔ بس آج ہی سے۔

مہراج۔ سر منڈ گیا ہوگا۔ رنگے ہوے کپڑے پہنے ہونگے۔

قمرن۔ اب ہمین جیسے رنج سا ہوتا ہے۔

مغلانی۔ اللہ سب کا بھلا کرے مگر یہ اسکو سوجھی کیا تھی پھر جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا

اتنے مین بیرسٹر اور کل حاضرین جلسہ مع نواب نامدار کے تشریف لائے۔ مارے خوشی کے چوطرفہ شور اور غل مچا سب کے سب ایکدم سے غل مچاتے تھے اور کوئی کسی کی نہین سنتا تھا سب اپنی اپنی گاتے تھے۔

بیرسٹر۔ کیون کیسا نیچا دکھایا۔

مہراج۔ آج کا دن بھی عجیب دن ہے۔

مغلانی۔ اے حضور اب نتین پوری کیجیے۔

مہری۔ کوئی کسی کی نہین سنتا۔

مسخرہ۔ یہ خوشی کی ہربونگ ہے۔

آغا۔ ارے یارو ایک ایک آدمی بولو۔

نازو۔ کان پڑی آواز نہین سنائی دیتی۔

قمرن۔ کچھ مجھ سے کہتی ہو باجی۔

نازو۔ کہتی ہون سب اپنی ہانک رہے ہین

قمرن۔ ہمنے اب بھی نہین سنا۔

چھٹن۔ اے بھائی صاحب اب وعدہ وفا کیجیے

نواب۔ ارے یارو یہ کیا حماقت ہے۔

جملو۔ حضور غلام بھی حاضر ہے۔

نواب۔ کچھ گانا شروع کردو کہ یہ سب خود ہی خاموش ہو رہینگے۔

آغا۔ [illegible] تو اچھی ہے۔

جملو۔ [illegible] حضور۔ ص

[illegible] کیون نکرے روزگار عیش
[illegible] حکم بدے ہین سو سو ہزار عیش

[illegible] خوب چھیڑ چھیڑ کی ہے میان جملو واللہ

[illegible] حسب حال۔ برجستہ و موزون۔

ہان صاحب فرمایئے۔

جملو۔ حضور عیش کا تو دن ہی ہے۔ ص

رنگین نشاط سے ہے سپید و سیاہ دہر
ہے ابلق زمانہ یہ گویا سوار عیش

اختر۔ بہار عیش بھی آگئے۔

جملو۔ کوئی قافیہ نہ بچیگا۔ ص

اس نکہت کو چرخ نے عشرتکدہ کیا
اب دیکھیے دکھائیگا کیا کیا بہار عیش
اہل زمین کو زیر فلک جوشش نشاط

آسودگان خاک کو زیر مزار عیش

اللہ ری ایکی گرمی ہنگامۂ سرور
کیا کیا نکالتا ہے دلوں کا بخار عیش

رحمت سے حق کی دور نہیں جنتی کیطرح
گر آج دوزخی کو ملیں بیشمار عیش

لکھا کسی نے بھول کے گر کوئی حرف غم
نکلا زبان خامہ سے بے اختیار عیش

نازو۔ پہلے ہم کو سب حال بتادو پھر گانا سنو۔
نواب۔ اچھا یہ ختم کر لینے دو پھر کہیں۔
بیرسٹر۔ آؤ ہم تم اُس کمرے میں چلکے بیٹھیں۔
نازو اور بیرسٹر دوسرے کمرے میں جاکے بیٹھے۔
نازو۔ ایک برس بھر کی قید ہوئی ؟
بیرسٹر۔ ہاں! کیا تھوڑی ہے لینے کے دینے کو ہوچکیا۔
نازو۔ روتا تھا کچھ۔
بیرسٹر۔ مرگیا۔ یہ روتا لیے پھرتی۔ لڑکی گاڑی کی رنگت ایسی ہوگئی جیسے مردہ۔ خون لب نہیں تھا۔ سفید اور آنکھیں گڑھے میں دھنس گئیں۔ کچھ پوچھو نہ جتنے آدمی تھے سب کو سناٹا ہوگیا اور سبکے سب عبرت کرتے تھے
نازو۔ اسکی کوئی جورو جاتا بھی ہے۔
بیرسٹر۔ جورو نہ جاتا اللہ میاں سے ناتا۔
نازو۔ اتنی اچھی بات ہے۔
بیرسٹر۔ کیوں نازو جان ریل پر کی کوئی بات یاد ہے۔
نازو۔ بڑے اُستاد ہو۔ سولے اپنے مطلب کی بات کے دوسرا مطلب نہیں۔
بیرسٹر۔ کیوں صاحب یہ طوطے چشمی۔ اچھا خیر۔ ادیکھو تو سہی جاتی کہاں ہو۔
نازو۔ (مسکرا کر) لے سے لے ہے۔ میں آپکی ان گیدڑ بھبکیوں میں کب آتی ہوں بھلا
ب۔ نازو پچھتاؤ گی پھر۔
نازو۔ تمھاری ایسی تیسی۔
ب۔ اچھا جائیے بس اب ہمسے نہ بولیے گا۔
نازو۔ (ہاتھ پکڑ کر) کچھ سڑی ہو گئے ہو۔ ہم دل لگی کرتے تھے۔ تمنا ہمکو ملے کہاں
ب۔ پھر اچھا ایک بوسہ تو دیدو۔
نازو۔ تم تو ہو جلد باز۔ یہ موقع نہیں ہے۔
ب۔ اچھا یہ مانا۔

جب میاں جلو گا چکے تو چھٹن صاحب نے بیرسٹر کو آواز دی کہ میاں ادھر آؤ ذرا مشورہ کریں آج تو رتجگا ہوگا۔ بڑی بڑی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ نازو اور بیرسٹر باہر آئے اور چھٹن صاحب نے یوں کچہری کا حال بیان کیا جو جسوقت صاحب کے چپراسی نے آواز دی ہم سب کا عجب حال تھا۔ اور اتنے آدمی جمع ہوگئے تھے کہ تل رکھنے کی جگہ نہ تھی ٹھٹھا ٹھٹھ بھرے ہوئے بیٹھے۔ بشیر الدولہ کانپ رہا تھا جب صاحب کے روبرو گئے تو وہ کسی کاغذ پر دستخط کر رہے تھے اب لوگ دل کے کانوں سے سننا چاہتے ہیں کہ کیا حکم ہوتا ہے۔ انکی طرف والے دعا مانگتے تھے کہ بری ہو جائیں اور بے داغ یہاں سے جائیں

اور ادھر والے دست بدعا تھے کہ قید کا
حکم سنایا جائے اور جن عورتون پر اسنے
بدعت کی تھی وہ یہی چاہتی تھین کہ پھانسی
کا حکم سُنایا جائے۔
نازو۔ اوئی کیا پھانسی بھی اِسمین ہوتی ہے۔
نواب۔ بات کہتے ہین جی۔
مہراج۔ جلے ہوے لوگ تو یہ چاہتے ہی تھے
چھٹن۔ جب صاحب دستخط کر چکے اور
بشیر الدولہ کی طرف اُنھون نے دیکھا تو وہ
تھر تھر کانپنے لگا۔ صاحب نے کہا (ان بشیر الدولہ
تم سخت نالائقی کا کام کیا ہے۔ بڑا ایا نکاح
پڑھا ہوا عورت لوگ کو تم عزت لیا)۔
قمرن۔ ہے ہے مر گیا ہوگا بس۔ کیا بُرا وقت تھا۔
مہراج۔ مردنی تو اسی وقت چھا گئی تھی بس۔
نواب۔ کچھ بولا بھی۔ مگر بولتا کیا بھلا۔ نانی
مر گئی تھی جان پر بنی ہوئی کہ اب قید کا لفظ
کہا اور اب قید کا حکم سنایا۔ اور گئے گذرے۔
رونق۔ سب کو یقین ہو گیا کہ اب یہ نہین بچتے
مسخرہ۔ صاف صاف کہہ دیا نا۔
چھٹن۔ نہین اُسطرف والون کو ابھی تک
یقین تھا کہ شاید کچھ فہمایش کر کے بری کردین
مگر یہ محال امر تھا۔
نازو۔ اُف۔ اُسپر تو بیتی تھی اور ہم سن
سُن کے کانپ اٹھتی ہون کہ یا اللہ
اُس دم کیا حالت ہو گی۔
مہراج۔ حالت کیا۔ سکتے کا عالم تھا۔
قمرن۔ اچھا اب مختصر کرو۔

بیرسٹر۔ اجی اب شب کے جشن کا ذکر کرو۔
نازو۔ ہان یہ کہان کا جھگڑا لگایا ہے۔
آغا۔ آج جشن کرنے کی تو ہماری صلاح
نہین ہے لوگ کیا کہینگے بہت بُرا سمجھینگے
آج کیا معنی دو ہفتے تک غرہ کر جاؤ ہماری
تو یہی صلاح ہے۔
نواب۔ منظور۔ مگر کثرت راے کیا ہے۔
چھٹن۔ ہماری بھی یہی راے ہے۔
نازو۔ اے تو ہم اپنے گھر مین تو جشن کرین
جی یا گھر مین خوش روزہ کرنے مین بھی عیب ہے۔
چھٹن۔ گھر مین جو چاہو کرو۔ اِس مین کسی
کا کیا اجارہ ہے۔ چلیے سب کے سب
ملکے ناچو چاہے گاؤ بجاؤ۔
آغا۔ آج خوب اُڑے بھئی آرام ہے
اُس سے [illegible] ہی نہین۔
کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نواب محمد عسکری
آغا۔ بیگ کا ٹمٹم آیا اور یہان سب کے
قمرن۔ ہوگی تو باجی پیلی پینی [illegible] ہم بھی پینگے۔
آغا۔ بتر حساب کر لون۔ نواب محمد عسکری
اور چھٹن صاحب اور ہم اور اختر اور مسخرہ
اور نازو اور قمرن اور مہراج بلی اور رمن
اور رونق جنگ آج سب کو پینی پڑیگی۔
نواب۔ تو کتنے آدمی ہوے۔ سب ملا کے
دس ہوے وہ تو خالی شامپین پینگے نازو جان
اور قمرن اور باقی سب ہوسکی۔
آغا۔ تو آدھی درجن تو ہوسکی ہوئی اور
آدھی درجن شامپین پاینٹ اور دو بوتل

شری اور دو بوتل اکشا نبرون برانڈی
اور دو درجن سوڈا اور ایک درجن لمونیڈ
اور ایک بوتل ٹبرز کی بھی ہونی چاہیے۔
ممن۔ خداوندا اسکے ساتھ ہی اینو کا فروٹ
سالٹ بھی منگوا لیجیے گا۔
مسخرہ۔ وہ کیا ہوگا۔
ممن۔ صبح کو طبیعت سب کی پریشان ہوگی۔
نواب۔ بھئی کیا کہی ہے واللہ۔
چھٹن۔ خوب سوجھی واقعی جہان اسقدر
کثرت سے شراب اور اسقدر سامان عشرت
ہوگا وہان ضرور صبح کو طبیعت بدمزہ ہوگی۔
رونق۔ ہمارے نزدیک دو بوتل ہوسکی اور ایک بوتل شامپین
اور چار چار بوتلین سوڈا اور لمونیڈ کی کافی ہین
بیرسٹر۔ بس باقی جھول جھال ہے
ہوچکیا۔ [illegible] تیسی اور نواب [illegible]
[illegible] ہوتا تھا کچھ [illegible]
[illegible] ن سے نہ [illegible]
قمرن۔ ہان کیا بیہوش [illegible] صبح [illegible] یاد رکھی گا
نواب۔ اور جو تم بیہوش ہوئین۔
خوار بہ مضر
آغا۔ پاپوش سے۔
قمرن۔ جوتی کی نوک سے۔
نازو۔ بیہوش تو ہونا ہی چاہیے۔
چھٹن۔ بھئی پھر جلدی منگواؤ۔
بیرسٹر۔ سنو بھئی ہماری رائے تو یہ ہے
کہ آج خوشی بدرجہ ضرور ہو مگر ذرا اعتدال کیساتھ پیو
نازو۔ ہم آج کسی کی نہ سنینگے۔
قمرن۔ اور نہ ہم سنینگے باجی جان۔

بیرسٹر۔ دل لگی آج اچھی ہوگی۔
نواب۔ ایک کام کرو بھئی۔ تین آدمی کم
کم پیین تاکہ اگر ہم لوگون سے کوئی بےضابطگی
ہو تو روکے۔
رونق۔ بندہ تو محروم ہے۔
آغا۔ کیون بنتے ہو یار رہنے۔
ممن۔ خداوند غلام دو بجے تک نہ پیئیگا۔
نواب۔ بہتر جب تک سب سو بھی رہینگے
ممن۔ اور جب دو بجے لگا لگا کو نکالو لتک
پی سکونگا بس۔ اور آپ لوگ پی پاکر
سو گئے ہونگے۔ ہین اور نواب رونق جنگ
بہادر اور میان جملو یہ تین آدمی کافی ہین۔
بیرسٹر۔ بندہ اپنے قرینے کے ساتھ رہیگا۔
نہ کم نہ زیادہ۔ تم سب کو ہین ہی سنبھالونگا جی
[illegible]
[illegible] سوداگر کے نام
[illegible] نواب [illegible] کی ٹمٹم پر آدمی
[illegible] سامان حاضر کرو۔
[illegible] یہان سب اسی کے
[illegible]
[illegible] بندوبست کیا ہوگا۔
بیرسٹر [illegible] طلب ہے
نازو۔ [illegible] کہین وہ بگولو
بیرسٹر۔ [illegible]
نازو۔ [illegible]
آملیٹ۔ خوب [illegible]
سا بین دیکھے۔
ے جائین

راوی - اب مالیٹ کی فرمائشین ہونے
لگین اور کھٹا میٹھا اور باجرے کی روٹی
بھول گئین -
بیرسٹر - یہ تو آپ کی فرمائش ہے اور بی
قمرن جان صاحب -
قمرن - بس یہی کباب سالن قورمہ اور کیا
کباب سے بڑھکر اور کیا گزک ہو گی -
بیرسٹر - تو مرغ کباب مسلم مرغ - اور
آملٹ جسکو نازو جان مالیٹ کہتی ہین -
اور بکری کے کباب مرغ کا قورمہ پلاؤ وغیرہ
تو پکے ہی گا -
مسخرہ - اور حضور ایک ہماری بھی فرمائش ہے
ہرن کے انڈون کے کباب بھی ہون -
راوی - اسپر سب نے قہقہہ لگایا مگر مہراج بلی
چپ چاپ بیٹھے رہے -
آغا - منشی مہراج بلی صاحب شاید اس لطیفے
کو نہین سمجھے -
مہراج - جی ہان نہین سمجھے - ہونہہ اسکے سمجھنے کی
ایک ہی کہی -
آغا - اچھا کیا سمجھے -
مسخرہ - سمجھے اور سیتھر کے ہوے -
مہراج - اسمین بات ہی کیا ہے - ہرن کے بھی
کہین انڈے ہوا کرتے ہین - ہرنی کے انڈے
کہنا چاہیے تھا مرد کے انڈے کیسے -
راوی - اسپر پیشتر سے بھی زیادہ قہقہہ پڑا -
نواب - بھئی کیا خوب سمجھے ہو واللہ -
چھٹن - دور کی سوجھی جناب - کہنے لگے ہرن کے
انڈے نہین ہوتے - ہرنی کے انڈے ہوتے
ہین - واہ صاحب واہ -
آغا - اور مرد کی کتنی کہی - ہرن تو مرد ہوتا ہی نا
اور ہرنی عورت ہوتی ہے -
چھٹن - جی ہان مرد اور عورت کی خوب بوئی
بیرسٹر - اب یہ مرد اور عورت ہی ہوا کریگا
یا اس تقریر کو ختم بھی کیجیے گا - تو وہی معمولی
چیزین پکین - کباب اور قورمہ وغیرہ - مگر
بھائی صاحب آج کے کباب بھی وہ خوش
ذائقہ پکینگے کہ عمر بھر نہ کھائے ہون -
نازو - تو پھر ہم کیا یون ہی کی گزک بنائینگے
قمرن - اوئی - اور چاول اور گوشت کچھ
نہ کھاؤ گی -
نازو - بس اور کچھ نہین - یہ کیا کم ہے -
اس سے بڑھکر اور گزک ہی نہین -
کوئی ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نواب محمد عسکری
صاحب کا ٹمٹم آیا اور یہان سب کے سب
بشاش ہو گئے کہ سامان عشرت آ گیا اور
لطف صحبت دوچند ہو جائیگا -
بیرسٹر نے ایک مختصر سی اسپیچ دی کہ
دیکھو یارو ایسا نہو کہ کثرت ہو جائے - ورنہ
اسکا خمیازہ برا ہو گا - پیوگے تو ضرور ہی
مگر سمجھ بوجھ کے - ابھی سے دل مین ٹھان
لو کہ کم پینگے - مگر انکی اس اسپیچ کو سنتا کون تھا
آغا - آج آپ پاگل ہو گئے ہین -
چھٹن - جی ہان جبھی تو خبط کی باتین کرتے ہین
نازو - اے ہان یہ کیا پادریون کی سی وعظ کرتا ہے

نواب - سچ کہتے ہین -
قمرن - اچھا پھر تم نہ پیو -
آغا - ہے اب ڈرائینگ روم مین چلیے کھانیکے کمرے مین چل کے بیٹھیے - وہان یہان کی نسبت زیادہ لطف ہے -
ممن - غلام تو نہ جانے کا سرکار بس بندہ تو دو بجے سے کارروائی شروع کریگا - مگر آپ لوگ بھی ذرا سمجھ بوجھ کے شغل کیجیے گا ؎

نہ چندان بخور کز دہانت بر آید
نہ چندان کہ از ضعف جانت بر آید

مہراج - اب یہ باتین تو ہوا ہی کریگی - بندے چل کے کھانے کے کمرے مین ڈٹتے ہین -
منشی مہراج بلی کے اُٹھتے ہی اور سب بھی اُٹھ کھڑے ہوے اور کھانے کے کمرے مین آکے کرسیون پہ بیٹھے اور بیرسٹر صاحب کے خانساماں اور نواب صاحب کے خدمتگار نے آنکے پہلے سامان لیس کیا میز پر ٹمبلر اور گلاس چُنے - اور بوتلین کھولین - پہلے شاپین کی ایک پائنٹ کھولی اُسکے بعد ہوسکی شاپین نازو اور قمرن نے پی اور ہوسکی اور حاضرین جلسہ کے گلاسون مین انڈیلی گئی اور سوڈے کی بوتلین دنادن کھلنے لگین بیرسٹر صاحب نے گلاس اُٹھا کر کہا (بی قمرن جان کی تندرستی کا جام پیجیے) اور سب نے تھوڑی تھوڑی چسکی لگائی - اسکے بعد نواب چھٹن صاحب نے بی نازو جان کی تندرستی کا جام پیا - اور منشی مہراج بلی نے تجویز کیا کہ آغا محمد اطہر صاحب کی تندرستی کا جام نوش کیا جائے -
چڈا گلنجیر و مسخرے کو بھی لوگون نے زبردستی پلا ہی دی ابھی کھانا نہین منگوایا گیا صرف بکری کے کباب اور تلے ہوے پتے اور آملٹ گزک کے لیے حاضر تھے اور نیبو (لیمون) اس سے بہتر گزک اور کیا ہوسکتی تھی - چڈا گلنجیر کو سب سے زیادہ لطف حاصل ہوا - اور لہرا لہرا کر فرمایا کہ ؎

نشۂ مے مین کبابون کا مزہ کیا جانین
بدمزہ لوگ غم حشر کے کھانے والے

آغا - سوجھنے لگی -
مسخرہ - آپکے قدمون کی قسم - ایسا لطف کبھی کبابون مین نہین حاصل ہوا تھا - گویا نعمت کی مان کا کلیجا ہے -
نازو - شاپین بھی کیا چیز ہے -
قمرن - باجی دنیا ہو اور شاپین ہو -
آغا - اور نواب ہون -
مہراج - ان قمرن کو تو ایسا ہی کہنا چاہیے مگر نازو جان کے دل سے کوئی پوچھے کہ وہ کس جوان رعنا کا نام لیتگی -
آغا - پوچھ دیکھو -
مہراج - پوچھین کیا - ہم خود جانتے ہین -
آغا - بھلا بوجھ دیکھیے -
مسخرہ - تو پوچھنے مین کیا مضائقہ ہے -
مہراج - نازو جانی بولو اب -
نازو - اسے تم خود ہی جانتے ہو -

مہراج - بندگی - اب فرمائیے -
آغا - اِسکی سند نہین - نام لیکے کہین -
مہراج - اچھا نام بھی لے دو جی -
نازو - ہم تو اپنے بارسٹر کا نام لینگے -
بیرسٹر - (کھنکھار کر) - واہ رے مین -
مہراج - نازو دیکھو سنبھلو - مگر خیر اسوقت
نشے مین ہو معاف کیا - آیندہ ایسا کلمہ مُنھ سے
نہ نکالنا -
نازو - دُر موئی کاٹے تجھے اللہ کی سنوار
آغا - یہ بیڈھب ہوئی بھائی صاحب -
نواب - کیون جی جس دن نینی تال مین خبر
آئی تھی کہ کدر اسنے رپورٹ لکھوائی ہے
اُسدن کو خیال کرو اور آجکے دن کو -
زمین آسمان کا فرق ہی - خدا نے بڑا فضل کیا
وہ دن ہمین خوب یاد ہی - کیسی کھلبلی مچی ہوئی
تھی کہ الامان الامان - توبہ ہی بھلی -
ہوش اُڑے ہوے تھے -
نازو - آپ کی بھی کیا باتین ہین نوابصاحب
بھلا اِس جشن مین اُس دن کا کون ذکر ہے -
کہان تو مزے اپنے پی رہے ہین -
کہان اِنھون نے اِس منحوس دن کا ذکر چھیڑ دیا
قمرن - مین تو کانپ اٹھی مجھے وہ دن یاد آگیا -
مغلانی - بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے -
آغا - این! یہ مغلانی کہان سے بول اُٹھین -
مغلانی - حضور آج خوب دل کھول کے
ہنسے بولیے ایسی ویسی بات کا خیال نہ کیجیے -
مہراج - ہان ہماری بھی یہی رائے ہی ؎

امروز روز جشن ہست سب ملکے جشن کر لو
گلگون شراب سے تم جام طرب کو بھر لو

آغا - شعر شاعری شروع ہو گئی -
اتنے مین منشی اختر صاحب بھی تشریف
لائے اور - ع -

لو کون کو تسکار ہاتھ آیا

آ گئے آ گئے - آؤ بھئی منشی اختر صاحب
مزاج شریف لائیے جناب - اسوقت کہان سے ؎

بعد مدت کے پھنسا آج پرانا جنڈول
لگی گلشن کی ہوا دُم کا ہلانا گیا بھول

حضور اسوقت کہان سے تشریف لائے ہین
ابھی ابھی یہان سے اُٹھ کے کہان چلے گئے تھے
اب ہم رندون سے شیخوخیت کی نہ لیجیے - بس
بسم اللہ کہکے شریک ہو جائیے -
اختر - چکرایا کہ بُرا پھنسا - خدا ہی خیر کرے
اب اِن لوگون سے مفر محال ہی - اور دل لگی
یہ کہ سب کے سب پیے ہوے ہین - اندھے کی
داد نہ فریاد - سوچا کہ ناحق ہی آیا -
نواب - بیس دفعہ تو ہمارا آپ کا ساتھ ہو چکا
ہی اب یہ آپ ن - رخ کی کیا لیتے ہین -
اختر - (ہاتھ جوڑ کر) سرکار یہ سب سچ ہے
مگر غلام کو آج معاف ہی کر دیجیے تو بہتر ہے -
بڑا ہی ممنون ہونگا -
آغا - یہ نہونے کا -
نازو - آج اِس خوشی کے دن ایسی باتین کرتے ہو
چھٹن - لے اب خاصی طرح سے پیجیے یا ور بہت
چین چبڑ کی نہ لیجیے - ورنہ یہ رند بُرے طور سے

پیش آئینگے۔
اختر۔ غلام کو کوئی عذر نہین مگر حضور۔
مہراج۔ اگر مگر دونون کی ایسی تیسی۔
اختر۔ حضور مگر۔
مہراج۔ اے اگر مگر دونون کی ایسی تیسی۔
اگر کی بتی ہوتی ہے اور مگر دریا مین ہوتا ہے۔
اختر۔ یا الٰہی۔ اب۔
چھٹن۔ لو میان۔ اڑاؤ بس اب۔
اختر۔ مجھے کوئی عذر نہین ہے مگر۔
رونق۔ پھر وہی اگر مگر۔
نواب۔ سنو صاحب۔ یا تو آئے ہی نہوتے۔
ہم لوگون کو تمھارا خیال بھی نہ تھا۔ مگر تمھاری
حماقت نے تمکو کہین کا نہ رکھا اب کیا ہوسکتا ہے

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

آخر خوف کیا ہے بھائی۔ اگر گناہ ہے
تو ہمارے سر پر بس اب اڑائیے۔ لو بس۔
نیازو۔ پی جاؤ۔
قمرن۔ یہ مزہ کرکرا کرنے آئے ہین یہان۔
نواب۔ پھر آئے کیا کرنے تھے جی تم۔
اختر۔ حضور قصور ہوا۔
بیرسٹر۔ اب ایک آپ ہی تو بہشت مین جائینگے
اور ہم سب تو دوزخی ہین۔

جنتی وہ ہون جلتی دوزخ ہین
جلتی ہین یہ کسر دامن ترسے

اگر آپ کو شریک صحبت نہین ہونا تھا
تو آنا کیا فرض تھا اور اب جو آپ تشریف
لائے تو ہماری صحبت کو پھر بھنڈ کرنا کیا معنی
آپ کی بھی کچھ عجیب باتین ہین۔ اتنے لائق
اور معمر ہو کر اسقدر بھی نہ سمجھے۔ نازم باین
ریش و فش ماشاء اللہ۔
آغا۔ کیون صاحب یہ ہماری صحبت مین
بےلطفی کرنا کیا معنی آپ کو آنا ہی کیا فرض تھا
اختر۔ سب ہمین کو کہتے ہین۔
نیازو۔ غریب کی جورو سب کی سلہج۔
قمرن۔ اے یا تو نواب انکو یہان سے
نکالو یا زبردستی سے پلادو جھگڑا پاک ہو بس۔
نواب۔ دیکھا کر منشی اختر صاحب ہم سے
آپ ہرگز نہ بنیگی۔ آپ کو بلایا کس نے تھا
اگر آپ کو پینی ہے تو پیجیے ورنہ اپنے گھر کی راہ لیجیے
قمرن۔ اور پھر آج سے نہ آنا۔
ممن۔ کیا ہے کیا حضور کیا بات ہے۔
نواب۔ ایک ممن بھی تو ہین۔ انھون نے
کہدیا کہ خداوند بند دو بجے کے بعد شروع
کریگا۔ اچھا جب انکو یہ معلوم تھا کہ دو بجے
کے بعد شروع کرینگے تو یہ چپ چاپ چلدیے
اور دوسرے کمرے مین جاکے بیٹھے کہ اگر
یہان بیٹھا تو ممکن ہے کہ لوگ زبردستی
کرین کہ ضرور پیو اور آج عہد یہ ہوا ہے
کہ تین آدمی اپنے ہوش مین رہین۔ منجملہ
انکے میان ممن بھی ہین تو اب ممن کی دوراندیشی
کو دیکھیے کہ یہ اس کمرے مین نہین آئے یہ سمجھکر
کہ اگر میرا جو جی للچایا تو مین پی لون گا
اور نواب کی نظرون سے گرجاؤنگا۔
آغا۔ آپنے تو اک بحر طویل چھیڑ دی۔

نواب ۔ مجھے عرض کر لینے دیجیے ۔ تو ممن کا
مطلب یہ تھا کہ اگر مین پی لونگا تو نواب کی
نظروں سے گر جاؤنگا اور اگر مین نے نہ بھی
پی تو یہ سب کے سب مجھے زبردستی پلا دینگے ۔
لہذا وہ اس کمرے مین نہین آئے ۔ اب
آپ یہ فرمائیے کہ آپ کیا سمجھکر آئے ۔

اختر ۔ حضور ۔ غلام ۔

نواب ۔ آپ کیا سمجھکر آئے ۔

آغا ۔ مین عرض کرون ۔ آپ یہ سمجھکر آئے
کہ میری صحبت کو بھر بھنڈ کرین ۔ بس ۔

اختر ۔ حضور ۔

نواب ۔ کیون کہتے ہو جی ۔

اختر ۔ حضور غلام ۔

چھٹن ۔ بھئی نواب محمد عسکری ۔ خدا کے لیے
یا تو اس مردک اختر کو نکال دو یا اس سے کہو
کہ تمھارے حکم کی تعمیل کرے ۔

نواب ۔ کوئی ہے ۔

آغا ۔ حاضر خداوند ۔ جو حکم ہو ۔

چھٹن ۔ آغا صاحب یہ دل لگی کا موقع نہین
ہے مذاق کو اسوقت بالائے طاق رکھیے ۔

آغا ۔ بھائی آخر ۔

مہراج ۔ بھائی صاحب بات یہ ہے ۔

نواب ۔ ممن او ممن ۔

بیرسٹر ۔ اب سمجھ بوجھ کے چلیے گا ۔

نواب ۔ کیون ٥

ما ز یاران چشم یاری داشتیم
خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

بیچارے اختر نے جو یہ رنگ دیکھا تو نواب صاحب
کے ہاتھ سے جام شراب لیکر تین چار قطرے
ڈرتے ڈرتے پیے اور کہا ۔ مثل مشہور ہے
دبلے پر بلی چوہے سے کان کترواتی ہے ۔
ایک دفعہ پی تھی اب ایک دفعہ اور سہی ٥

زاہد کے مین ضرور ڈرانے سے ڈر گیا
جام شراب لائیے بھی ساقی کدھر گیا

ناز و اور قمرن بہت خوش ہوئین کہ اختر
نے ہماری خاطر سے شراب پی لی اور ناز و
یون چہک کر بولین اللہ کی کیا کریمی ہے ۔
ابھی کل ہی کی بات ہے کہ ہم دل مین سوچتے
تھے کہ یا اللہ اب ہمارا کیا حشر ہوگا ۔ پھر وہی
ماش کی دال اور موٹی موٹی چپاتیان اور دن
بھر محنت مزدوری ۔ بتھوے کا ساگ ۔ پانی اور
نمک کا کھایا اب کس سے جائیگا اور مزدوری کون
کریگا ۔ یہان تو بے مرغ پلاؤ اور انناس پلاؤ
اور کباب اور کندن قلیے کے لقمہ حلق سے
نہ اترینگا اور محنت مزدوری کا اب یہ حال ہے
کہ ہل کے پانی پینا بھی محال ہے ۔ اور سب سے
زیادہ یہ سوچ تھا کہ نواب کو اللہ ان آفتون
سے بچائے بری گھڑی نہ دکھائے کہ ان کی
بدولت چین چان خوش گذران کیا ہے ۔
یا رے اللہ نے ہماری سن لی ۔
قمرن بولی باجی جان اگلے جو کہہ گئے ہین
سچ کہہ گئے ہین کہ جو کنوان کھودیگا کسی کو
اس مین ڈھکیل دے وہ آپ ہی اس کنوین
مین گریگا اور ایسا گریگا کہ کہین ٹھلبیڑا نہ لگیگا ۔

دیکھو نواب بشیر الدولہ موے کو کیسا ازغیبی تھپیڑا
لگا۔ سیکڑون ہزارون کی آہ بدبختی اور غریب
کی آہ کوئی بیکار جایا کی ہے۔ کیسا مُنھ کے بھل
گرا ہے کہ نہ اُبھر سکتا ہے نہ تڑپ سکتا ہے۔
بی مغلانی نے بھی ہان مین ہان ملایا۔ حضور
ایسی بات کہی ہے کہ موتیون مین تولنے کے
قابل۔ جواہرات ایک طرف رکھے اور ان
باتون کو ایک طرف۔ چاہ کن را چاہ درپیش ۔

کسی کی بدی تو نکر عیب ہے
کہ اُسکا خدا عالم الغیب ہے

اور جو حق کی طرف ہوتا ہے اُسکا کوئی بال
بھی بیکا نہین کرسکتا۔ ع۔

دشمن چہ کند اگر چہ مہربان شد دوست

بس بہ انسان یاد رکھے کہ کسی کی بدی نہ کرے
ہم تو یہ جانتے ہین اور بشیر الدولہ تو دین و دنیا
دونون کے کام کا نہین رہا۔
گھسٹر کنجی بیچ قوم عورتین ڈوم بہتر واہ واہ وا
اور انھین پر جان دیتا تھا جنکی آنکھ ناک صورت
شکل کچھ بھی نہین۔ آنکھ نہ ناک بنو چاند سی۔
چھلو۔ حضور کچھ غنغناؤن ۔

ساقیا برخیز و در دہ جام را	خاک بر سر کن غم ایام را
بادہ در دہ چند ازین باد غرور	خاک بر سر نفس نافرجام را
گرچہ بدنامی ست نزد عاقلان	ما نمیخواہیم ننگ و نام را

نواب۔ بس ہمارا اس شعر پر عمل ہے۔
چھٹن۔ علی ہذا القیاس۔
رونق۔ تم دو رنڈیون نے ہمکو بھی مارا ستیاناس
کیا آپکی وہی مثل ہے کہ۔ ع۔

خود تو ڈوبینگے مگر یار کو لے ڈوبینگے

خود تو ڈوبے تھے ہی مگر ہمکو بھی ڈبویا۔
ناظر۔ اچھا نواب ایک جام ہمارے ہاتھ
سے بھی پی لو۔
رونق۔ ان ہاتھون سے نصیب کہان ہو
مہراج۔ ہمکو تو نصیب ہے۔
بیرسٹر۔ ایسی تیسی آپ کی۔
ناظر۔ یہ اپنی ٹانگ ضرور لڑاتا ہے۔ ہر بات
مین اپنی ٹانگ لڑائیگا۔ مان نہ مان مین تیرا
مہمان تو ہوتا کون ہے۔
بیرسٹر۔ اچھا ہمکو اور رونق جنگ دونون کو
اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام دو۔ ع۔

کسکی رہی اور رہیگی کسکی

مہراج۔ اچھا پلادو۔ یہ بھی کیا یاد کرینگے
یہ جام دے ہی چکی تھین کہ خدمتگار نے آکے
عرض کیا (حضور ڈیوڑھی پر سے ایک آدمی
آیا ہے اور یہ خط لایا ہے) نواب محمد عسکری
صاحب نے خط پڑھا۔ نائب داروغہ کی
جانب سے خط تھا۔
حضور نواب قمر رکاب محمد عسکری صاحب
بہادر دام اقبالہ۔ بعد عرض میرساند۔
کہ جب سے حضور عالیہ متعالیہ آقاے نامدار
جناب حضور بلقیس مرتبت بیگم صاحبہ یہ خبر سنی
ہے کہ نواب۔ ع۔

بد نام کنندہ نکو نامے چند

کو صاحب مجسٹریٹ بہادر کے اجلاس سے
قید کی سزا جسکا وہ نابکار مستحق تھا ملی ہے تب سے

از بس خوش ہین مگر مہری نے آکے کہا کہ جناب عالیہ فرماتی ہین کہ نواب صاحب کو عرضی لکھکر دریافت کرو کہ یہ خبر کہان تک صحیح ہی حضور غلام نے کہلا بھیجا کہ سارے شہر مین خبر اڑی ہے اور بھائی صاحب کا رقعہ بھی اس مضمون کا آگیا اور جو سپاہی یہان سے روانہ اور تعینات کیے گئے تھے وہ بھی یہی خبر لائے ہین مگر تسکین نہین ہوتی۔

اب التماس ہی کہ حضور اپنے قلم مبارک سے دو سطرین لکھکر بھیجدین تو جناب عالیہ متعالیہ کی تشفی خاطر ہو۔ فدوی مخلص امین بھیجو ادیگا۔ پہلے تو صلاح ہوئی تھی کہ ڈومنیان بلوائی جائین چنانچہ حیدری چونے والی آبھی گئی مگر نواب رونق جنگ بہادر کے ہان سے ممانعت آئی کہ اسکے نام کے ساتھ بھی نواب کا لفظ ہے گو وہ کیسا ہی سیہ کار کیون نہو۔ لہذا ڈومنیون کا گانا موقوف رہا۔ اگر حضور محفل رقص کسی روز قرار فرمائین تو فدوی کو ضرور یاد فرمائین کہ جشن ضرور ہی ہی مگر ہان دو چار دن کے بعد۔

جواب حضور جلد بھیجین کہ فوراً نظر انور واقدس جناب عالیہ دام اقبالہا سے گذرے تابعدار نمکخوار۔

رونق۔ اپنے ہاتھ سے جواب لکھو۔

نازو۔ وہان بھی خبر ہوگئی جی۔

مسخرہ۔ سارے زمانے مین خبر ہوگئی۔

چھٹن۔ ارے صاحب ہر گلی کوچے مین اسوقت یہی چرچا ہوگا مشہور آدمی ہے کوئی ایسا ویسا نہین ہی۔ اُسکو کون نہین جانتا۔ ہر جگہ یہی چرچا ہوگا۔

اختر۔ گھر گھر یہی ذکر ہے یہی شو۔

نواب۔ اچھا ہوا کہ ڈومنیان نہین آئین اور یہ گانا بجانا موقوف ہوگیا۔

مہراج۔ آپ کو جنون ہے۔

نواب۔ یہ کاہے سے۔

مہراج۔ اب کسی کو کیا معلوم کہ ناچ کاہیکو کیا گیا مگر ہان یہ کہو کہ اپنے دل کا چور رہی۔

آغا۔ میرے دل کی بات کہی واللہ۔ لیکن احتیاط شرط ہے ایسا فعل کیون کرین جس سے مطعون خلائق ہون۔ اور خواہ مخواہ لوگ بکو بنائین۔ آج نہین کل سہی۔ کل نہین پرسون سہی۔ جلدی کیا ہی۔

نازو۔ ہماری جان تو اس سے بڑھکے اور کوئی جلسہ نہوگا کہ سب مِل کے ہنستے بولتے ہین اور وہ موا تاتان رین رین نہوا تو کیا۔ خط کا جواب لِکھ کے بھیجدو۔ دیر کیون کرتے۔

قمرن۔ ہمارا اسلام لکھدینا نواب۔

نواب۔ (مسکرا کر) بہت خوب۔

آغا۔ ضرور۔

قمرن۔ اور لکھ دینا کہ آپکے دیکھنے کو بہت ہی جی چاہتا ہی۔ ایکدن کے لیے یہان آجائیے ہم بھی آنکھ بھر کے دیکھ لین۔

آغا۔ بیگم صاحب آج خوش تو ضرور ہوئی ہونگی لیکن زیادہ تر خوشی کا باعث تب ہوگا

جب وہ سنینگی کہ اب قمرن نکالی گئین -
قمرن - کیا منحوس باتین بکتے ہو - نکالا ملے تمکو -
واہ وا کیا جانے کون گھڑی کیسی ہوتی ہے -
تم بڑے بُرے آدمی ہو جی - آغا یا غاہنے ہین -
اختر - جی ہان -

چربی آنکھون مین تیرے چھائی ہے کچھ نگوڑے کی شامت آئی ہے

چھٹن - یہ کیا بوکے بھئی -
مہراج - انھون نے بھی اک ہانک لگادی -
نازو - اگر بیگم صاحب ایسا سمجھین تو اُن کی غلطی ہے - ہم لوگون کے آنے سے نواب کا فائدہ ہی ہوا نقصان نہین ہوا اگر ہم نہوتے تو یہ ادھر اُدھر روپیہ لٹا دیتے ہمارے سبب آتا تو ہے کہ چار دیواری مین بیٹھے ہین کوئی تنخواہ ہمکو نہین ملتی ہان کھانے بھرکے تو گنہگار ضرور کرکے ہین - پھر خدمت نہین کرتے اور یون نواب کہدین ہم ابھی چلے جائین -
قمرن - تو نواب بچارے تو بولتے بھی نہین ہین -
نازو - یہ بیچ کے ٹھلوے تو بولتے ہین -
آغا - (قہقہہ لگاکر) تو ہم بیچ کے ٹھلوے ہین -
نازو - اور کون ہے تو -
آغا - (ہنسکر) اچھا اب دیکھو ہم لگائی بجھائی کی فکر کرین تو سہی - اچھا بی نازو -
نازو (نشہ مین) مجھے دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے جو لگائے بجھائے نہین - لگاؤ بجھاؤ -
قمرن - ارے باجی وہ تو ہمکو بناتے ہین اور تم نیتی ہو - چڑھ گئی ہے کیا -

نازو - مین ایک مانونگی - اپنی اور آغا کی جان ایک کردونگی
نواب - اِنکو ذرا ہی سی مین چڑھ جاتی ہے -
آغا - مجھے پائین تو کچا ہی چبا جائین -
مہراج - اب اِنکو نہ ملے -
نازو - (لیڑ لگاکے) مونڈی کاٹے اب نہ ملیگی کیا تیرے باپ کا مال ہے -
مہراج - پی کے سب ٹھیٹ بھی ہو جاتی ہین -
بیرسٹر - بھائی صاحب لطف تو اس لیڑ سے آیا ہے -
مہراج - بجا - آپ پر پڑے تو لطف کا لطف معلوم ہو - پرائی کھوپڑی پر تو سب ہی کو لطف آتا ہے - کھوپڑی بھنا گئی مستفرہ بھر پر نہ پڑی -
آغا - ہان سمجھیلتی ہوئی پڑی -
نواب صاحب نے اس عرصے مین خط تیار کیا
بیگم - مبارک - اس نشیر الدولہ لعنتی کو صاحب نے ایک برس قید سخت کی سزا دی اور جرمانہ الگ جرمانے کو تو وہ کیا سمجھتا ہے روپیے والا ہے مگر ہان قید کا نام سنکر رو دیا - ع -

زندان کو چلے مچل مچل کر

ہمنے جو آدمی بھیجدیے تھے انھون نے تمسے کہا کہ نہین کہا پورے ایک برس کی سزا ہوئی خوب شد - وہ اسی قابل تھا - کیے کو بھوگیگا اب اپیل مین بھی کچھ نہونے کا رد دیا کرے - مگر کیا خدا نے سزا دی ہے - الٹی ہوگئی - ایسے کا یہی حشر ہوتا ہے - یہ تو بنی بنائی بات ہے -

راقم نواب -

جب تک نواب صاحب کا خط جائے جائے تین چار آدمیون نے بیگم صاحب کو باہر سے

اطلاع دی کہ بشیر الدولہ کو قید ہو گئی۔ ماما مین
اور مہریان اندر سے باہر آتی تھین اور
باہر سے اندر۔ اور تمام گھر مین خوشی کے
شادیانے بج رہے تھے کہ بڑے موذی کو مارا۔
بیگم۔ آج کلیجے مین ٹھنڈک پڑی۔ بہت دن
سے جل رہی تھی۔ آج ٹھنڈک پڑی۔
مغلانی۔ برس بھر تک یہ مونڈی کاٹا قید خانے
مین جھیلیگا جب کہین نجات پائیگا۔
مہری۔ تا بی بی۔ دیکھ لینا وہین سے مرکے نکلیگا۔
ماما۔ اب تو بیڑیان کھڑکھڑائے۔ موے نے
تمام شہر کاندھے پر اُٹھا لیا تھا اور روز روز
کلیجا تھر تھر کانپتا تھا کہ یا اللہ کیونکر عزت بچیگی۔
بیگم۔ کیون بی مغلانی بھلا خوشی تو قمرن کو بھی
ہوئی ہوگی آخر شش وہ بھی تو نواب کے حق مین
دعا ہی مانگتی ہوگی کہ یا اللہ بشیر الدولہ نیچا
دیکھے اور نواب کے پاؤن مین کانٹا نہ چبھنے پائے۔
مغلانی۔ جی ہان سرکار اسمین کیا فرق ہے
اُسکی تو بڑھتی دولت ہے۔ نواب ہی کے
نام سے اور نواب ہی کی طرف سے اور انھین
کے سبب سے تو یہ اتنی مشہور ہوئی اور انھین
کے دم سے اسوقت شہزادی بنی ہوئی ہے
دونون بہنین چین کرتی ہین۔
بیگم۔ اُف۔ ہم سوچتے تھے کہ یا اللہ کبھی وہ دن
بھی ہوگا کہ ہم گھوڑے بیچ کے بیفکر سوئینگے
جو خدانکرے ذرا نواب صاحب کے دشمنون کے
پاؤن مین کانٹا چبھتا تو غضب ہی ہو جاتا۔
چلو اب اپنی منتون کو پورا کرو جو وعدہ
کیا ہے وہ تو پورا ہو۔
مغلانی۔ ہان سرکار ایسا ہی ہے یہ سچ ہے حضور
اتنے مین نواب صاحب کا خط آیا اور
ڈیوڑھی مین کھڑے ہو کر ایک آدمی نے
پڑھکر سنایا اور بیگم صاحب اور بھی دل مین
خوش ہوئین کہ اب کوئی شک نہین باقی
رہا کہ بشیر الدولہ قید ہو گیا۔
اب سنیے کہ کچھ روز کے بعد نواب صاحب نے
بڑے اہتمام بلیغ کے ساتھ جلسے کی تیاری
کی اور مشہور کیا کہ ہمارے دوست نواب
چھٹن صاحب کے ہان لڑکا پیدا ہوا ہے
اور ہماری جانب سے جلسہ ہوا ہے۔ کیونکہ
نواب بشیر الدولہ کے گرفتار ہونے کا جلسہ
کرنا انکی وضع کے خلاف سمجھا جاتا اور لوگ
سمجھتے کہ محمد عسکری ایک چھوٹی اُمت کے
آدمی ہین ورنہ ؎

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہم این ماجرا رود

مگر اس بہانے سے کہ نواب چھٹن صاحب
کے ہان لڑکا پیدا ہونے کا جلسہ ہے کوئی حرف
نہین رکھ سکتا تھا۔ اور اندر باہر دونون جگہ
دھما چوکڑی مچی ہوئی۔ ادھر اُنکے احباب
مین وہ ہو حق مچا ہوا تھا کہ کئی دن تک برابر
میکشی اور محفل رقص و سرود آراستہ و منعقد رہی۔
بشیر الدولہ کو بھی قید خانے مین لوگون نے
خبر دی کہ نواب محمد عسکری صاحب کے ہان کئی
دن سے دھما چوکڑی مچی ہوئی اور دور دور سے

طائفے بلوائے گئے ہین - یہ سنا تو اور بھی بوٹیان نوچ لین مگر قہر درویش برجان درویش - وہان کیا بس چل سکتا تھا - جن لوگون نے بشیر الدولہ کو اس خبر سے اطلاع دی تھی انھون نے اسطرح پر کہا تھا کہ گویا کسی کو کوئی مژدہ سناتا ہے - انسپکٹر کی عداوت کے سبب سے نواب بشیر الدولہ کو اکثر اوقات جیلخانے مین ذلیل ہونا پڑتا تھا -

فاعتبروا یا اولی الابصار

اس جشن جمشیدی اور بزم فریدونی اور صحبت طرب و انبساط اور محفل رقص و سرود و نشاط کے اختتام پر جسکو جہان جگہ ملی وہان پڑ رہا - نازو اور قمرن اور منی اور نغلانی ایک کمرے مین سوئین اور یہ سب سوئے تو اسطرح کہ گویا گھوڑے بیچکر سونے تھے - ایسی لمبی تانی کہ کوئی گیارہ بجے بیدار ہوا کوئی بارہ کے عمل مین سو کے اٹھا - اکثرون نے حمام کیا بعض بعض نے گومتی مین جا کے نہایا - کوئی دو بجے کے وقت کپڑے پہنکر کھانا کھانے بیٹھے - اسوقت پورا انگریزی ڈنر تیار ہوا تھا - ملگٹانی سوپ (ملگٹانی) مرغ کے کٹلٹ - مرغ کا اسٹو - مچھلی - ٹرکی روسٹ - مٹن روسٹ بط کا کباب - فرنچ بال - آملٹ - چکن کری - نان یا ولوٹ - آلو - گوبھی - چاول - پائی - پلم پڈنگ - مٹھائی فواکہ - چاء - نواب محمد عسکری اور آغا محمد اطہر اور منشی مہراج بلی اور ہیرسٹرٹ نصرف شامپین پی اور وہ بھی قلیل المقدار - رونق جنگ اور چھٹن صاحب اور رمن نے بیر پر اکتفا کی نازو اور قمرن نے بٹر ملا کر تجربتہ پیا - دن کے سبب سے تیز شراب کسی نے نہین پی - پان کھا کر حقے پی رہے تھے کہ آغا محمد اطہر کے آدمی نے کہا (حضور آغا الماغوچی آئے ہین - اور سلام کرنا چاہتے ہین - حکم ہوا کہ بلا لو -

آغا - (الماغوچی) حضور کل حاضر نہو سکا -

نواب - آپ بڑے واہی ہین -

آغا - ایک ایسی وجہ ہو گئی کہ -

چھٹن - اور آئے بھی تو یہ وقت - ابھی ہم لوگ کھانا کھا چکے -

آغا - کچھ تو بچا بچایا ہو گا -

نواب - کھائیے گا - کوئی ہے - آغا صاحب کو کھانا کھلواو حکم دو کہ جلد میز پر چن دے باورچی نے مرغ کے کٹلٹ اور کری اور چاول اور ایک روٹی اور مکھن دانی اور نمکدانی اور سرکہ اور چٹنی اور آلو اور مچھلی اور فرنچ بال لا کے میز پر چن دیا آغا صاحب نے چکھنا شروع کیا - خدمتگار نے ادب کے ساتھ دریافت کیا (خداوند - گرم کرنے والی بھی کوئی شے حاضر کرون -

آغا - نواب صاحب وغیرہ نے اسوقت کھانے کے ساتھ پی تھی ؟

خ - جی ہان کسی نے بیر پی کسی نے شامپین دو ایک نے خالی تجربتہ ہی پی تھوڑی

سب نے پی ۔

آغا ۔ اچھا پھر کوئی ہلکی چیز لاؤ ۔ مگر تھوڑی ہو دن کا وقت ہے ۔

خ ۔ شری پیجیے ۔ لمونیڈ ملا کے مزہ دیگی ۔ آج ہی تو پینے کا دن ہی ۔

آغا صاحب نے چار پگ شری کے اڑائے اور ایک بوتل لمونیڈ بھی پی اور منھ دھو کر محفل مین آئے ۔ حقہ پیا پان کھائے ۔

نواب ۔ انگریزی کھانا کیا اچھا پکا تھا ۔ آپکو پسند ہے ؟

آغا ۔ کیا بات ہے حضور ۔ سب سے بہتر کٹلٹ تھی اور مچھلی بھی خوب پکی تھی ۔ کاریگر لوگ ہین

چھٹن ۔ کچھ اور بھی ساتھ تھا ۔

آغا ۔ جب مین نے سنا کہ قدرے قلیل سب صاحبون نے پی ہے تو بندہ بھی لہول کے شہیدون مین داخل ہوا ۔ ع ۔

لہول کے کشتون مین داخل ہوئے ہین

رونق ۔ آپ نے اسوقت کون چیز پسند کی

آغا ۔ حضور ہم غریبون کے لیے سب چیزین نعمت ہین اور پھر ایسے دربار مین ۔ بندے نے تو اسوقت شری پی لمونیڈ کے ساتھ ۔

مہراج ۔ آپ کیا شراب پیتے ہین ۔

آغا ۔ جی نہین حضور ۔

چھٹن ۔ ان سے پوچھیے آپنے کیا کھایا ۔

مہراج ۔ ہمنے بازار سے پوری منگوائی ۔ ہسم تو ہندو ہین (مسکرا کر) اور کیا کھاتے

چھٹن ۔ جھوٹے کی ایسی تیسی ۔

مہراج ۔ بیش باد ۔

چھٹن ۔ اد کافر ۔ کھاتا ہی اور کھا کے مکر جاتا ہی

مہراج ۔ ہزار روپیے کا لقمہ ہو تو نہ کھاؤن

آغا ۔ (اظہرہ) بھئی دعوت تو مہراج کے ہان ہوئی تھی ۔

دال ارہر کی بے نمک پھیکی
جسمین خوشبو ذرا نہ تھی گھی کی

مہراج ۔ کھا کے یہ کفران نعمت ! کیون صاحب

نواب ۔ بڑے احسان فراموش لوگ ہین ۔

مہراج ۔ دو قسم کا پلاؤ اور دو قسم کے کباب اور کندن قلیہ اور نان بشیر اور مرغ کباب اور نان آبی اور میوے کی روٹی اور مٹھائی اور ایک درجن بوتل شامپین اور خدا جانے کسقدر انبار لگا ہوا تھا ۔

چھٹن ۔ جی ہان مجھے یاد ہے ۔

نواب ۔ تم تو کنجوس ہو یار مگر تمھاری منشانی بڑی فیاض اور مخیر ہین ۔

مسخرہ ۔ اب بندہ بھاگتا ہی ۔

نازو ۔ (ہنسی کو ضبط کیا) ۔

قمرن ۔ (مسکرانے لگی) یاد ہی کچھ ۔

نواب ۔ کیا واہیات ۔ اس ذکر کو جانے دو صاحب

مہراج ۔ (چہرہ سرخ) اسی سے تو ہسم کہتے ہین کہ یہ صحبت شریفون کے قابل نہین ہی (بگڑ کر) سب پواج اسمین بھرے ہوے ہین سب یا جی کہ گفتہ اند ع

ہمنشین تو از تو بہ باید
تا ترا عقل و دین بیفزاید

نواب ۔ بھائی صاحب ابکی دفعہ مکرمہ نے وہ چیخ ماری اور وہ غل مچایا کہ ہم لوگون کو خوف تھا کہ مبادا ہم پر بجلی پڑین (معاذ اللہ) کا مقام ہے مین تو سمجھا کہ ہم سب پر آج بے بھاؤ کی پڑین مگر ۔ ع ۔

رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت

شرفا کے گھر مین اسقدر غل مچے ہمنے نہین سنا تھا ۔ اور کھانا ! تو بہ ہی بھلی ۔ کوئی شے کھانے کے قابل نہ تھی مگر شراب کے زور سے کچھ زہر مار کیا اور پھر اپنے گھر کا کھانا منگوانا پڑا ۔ چیزین کثرت سے تھین مگر لاحول ولا قوۃ !!!

پھراج ۔ تم لوگ اس قابل ہو کہ تمکو ترسائے اور بھوکا رکھے اور کھانا ندے اور بازار سے نانبائی کی دوکان سے کچھ منگوا دے ۔ حلوائی کی دکان اور دادا جی کا فاتحہ وہ بھلے مانس کیا جو کسی شریف کی ہجو کرے ۔ کھائے اور غرائے یہ بڑے پاجیون کا کام ہے ۔ ہمسے بڑی غلطی ہوگئی واللہ ۔ خیر اب سے آئے گھر سے آئے ۔

نواب ۔ یہ تو ہم لوگون کو کہنا چاہیے کہ اب سے آئے گھر سے آئے ۔ اب کبھی جرأت نہوگی کہ تمسے دعوت مانگین کیونکہ جب اپنے گھر سے کھانا منگوانا پڑا تو دعوت سے کیا فائدہ ۔ اور ویسی شراب ملعون نے منگوائی تھی ایسا غصہ آیا کہ بیان سے باہر مگر قہر درویش برجان درویش ۔ یہ تو ہملوگونکو کہنا چاہیے کہ اب سے آئے گھر سے آئے ۔ آپ تو مزے مین رہے ہم لوگ البتہ اب آپسے چھوٹون دعوت نہین مانگ سکتے ۔

پھراج ۔ اچھا بھئی ابکی کسی روز ہم دعوت کرینگے ۔

چھٹن ۔ روپیہ بسا دیجیے ۔

نواب ۔ بس یہی ترکیب اچھی ہے ۔ ہم اپنے پکوائینگے تم اس جھنجھٹ مین کیون پڑو ہم بھگت لینگے ۔

قمرن ۔ اچھا پکے تو واہ واہ برا پکے تو واہ واہ ۔

مسخرہ ۔ کوئی شکایت نکر سکیگا ۔

نازو ۔ واہ ہم اپنے اہتمام سے پکوائینگے جی ۔

پھراج ۔ بس بس ۔ یہی ٹھیک ہے ۔ تخمینہ کرو ۔

نازو ۔ کے آدمی ہین ۔ ایک مین اور ایک قمرن اور نواب عسکری اور نواب دلق جنگ اور چھٹن صاحب اور آغا صاحب اور پھراج بلیا اور آغا الماغوجی اور یہ موا مسخرہ اور ممن اور کون بس ۔

پھراج ۔ یہ سب کتنے ہوئے ۔

نواب ۔ اور سب کے پہلے اپنا اور قمرن ہی کا نام لیا ۔

ممن ۔ اور ہمسب کے بعد ۔

پھراج ۔ آٹھ اور ایک نو آدمی ہوئے ۔

نازو ۔ اور پکے گا کیا لیا ۔

ممن ۔ اہتمام تمھارا اور پوچھو ہمسے ۔

نازو ۔ ابھی نو آدمیون کے لیے کوئی دس سیر کا پلاؤ ہو ۔

ممن ۔ (قہقہہ لگا کر) بلکہ بارہ سیر ۔

رونق ۔ نازو کا اہتمام ہوا تو میاں کا دوالا
بھی نکلجائیگا نو آدمیون کے لیے دس سیر پلاؤ
نازو ۔ کیا تھوڑا ہوا ۔
ممن ۔ فی آدمی پاؤ بھر بھی رکھو تو نوے ہوے
اور نوے کا سوا دو سیر ہوا ۔ نہ کہ نو سیر
سوا دو سیر کا تم ڈھائی سیر رکھ لو اتنا ہی ۔
نواب ۔ کچھ اور بھی ہوگا یا بس پلاؤ ہی پلاؤ
نازو ۔ اور انگریزی روٹی ہوگی اور مکھن ۔
رونق ۔ معقول اپیل اچھا ہی ۔
ممن ۔ بورانی ہونی چاہیے ۔ کباب پکواؤ ۔
مہراج ۔ یہ تو سب مفت خورے ہین ۔ تم پلاؤ
اور انگریزی نان پاؤ اور مکھن اور دو سیر کا
قورمہ بس یہ پکواؤ ۔ اور ماش کی دال اور
چپاتیان ۔ بس بہت ہے ۔
چھٹن ۔ اپنی اصلیت پر آگیا ۔ ماش کی
دال اور روٹی ۔
نازو ۔ اجی پلاؤ ہوا ۔ قورمہ ہوا ۔ روٹی
ہوئی انگریزی ۔ مکھن ہوگا اور کوئی سوا سیر
سکے کباب سہی ۔ اُرد کی دال اور روٹی نہ سہی
نواب ۔ آپ نقدی بتا دیجیے قبلہ اور ہم
کسی خاص بزرگ کو بادرچی لوٹے سے بلوا کے
اُسکے سپرد اہتمام کر دینگے ۔ ورنہ آپ
تو ہین یا جی ۔ آپ اُرد کی دال اور موٹے
موٹے ٹکڑون کے سوا اور کچھ نہ کھلائیے گا ۔
ہم آپ سے خوب واقف ہین قبلہ ۔ ایک
دفعہ چکما کھا گئے ۔ ایسے آئے گھر سے آئے
ورنہ اِس دعوت کو سلام ہے ۔

چھٹن ۔ یا ممن کے تعلق اہتمام کر دیجیے ۔
منشی مہراج بلی شیخی مین آ کے کہ تو گئے
کہ ابکی ہم ڈنڑ دینگے مگر ہوش اُڑے ہوے
کہ ایک رقم کی رقم نکل جائیگی ۔ کچھ جواب
دینے ہی کو تھے کہ نواب رونق جنگ بہادر کے
ایک مصاحب نے آکے عرض کیا (حضور
اسوقت آنکھون سے آنسو نکل پڑے)
نواب ۔ کیون خیر باشد ۔
رونق ۔ آنسو کا کون موقع ہی میر صاحب ۔
مہراج ۔ خدا خیر کرے ۔
رونق ۔ بولو صاحب ۔
میر ۔ (مصاحب) حضور ذرا تکلیف کرین
اور ذرا پھاٹک تک چلے چلین ۔
نواب ۔ کیا ہے کیا ۔ کچھ کہو تو سہی ۔
رونق ۔ پی ہے چڑھی اُنکو ۔
ممن ۔ ارے میان کچھ کہو گے بھی ۔
میر ۔ حضور چل کے دیکھ لیجیے ۔ مین زبانی
نہ کہونگا ۔ بڑی رقت کا مقام ہی خدا کی قسم حضور
نواب ۔ ممن جاؤ تو بھئی ۔
رونق ۔ عجب بے تکا اور حجتی آدمی ہی ۔
ممن اُس مصاحب کے ساتھ باغ کے پھاٹک
تک گئے اور افسوس کنان واپس آئے ۔
نواب ۔ کیا ہے بھئی ۔
ممن ۔ حضور خود چل کے دیکھ لین ۔
نواب ۔ معقول ! تم بھی وہی بولنے لگے ۔
ممن ۔ حضور خدا یہ دن دشمن تک کو نہ دکھائے
نواب محمد عسکری اور رونق جنگ اور

چھٹن صاحب اور منشی مہراج بلی اور سب حوالی موالی اُٹھ کھڑے ہوئے کہ چل کے دیکھیں کہ کیا ماجرا ہی۔ مگر ممن نے منع کیا اور کہا پھاٹک تک چلیے مگر وہان سب جماعت کر کے نہ کھڑے ہون پھاٹک تک سب گئے اور وہان سے ممن کے ساتھ پہلے چھٹن صاحب باہر گئے دیکھا تو فوراً حیرت کے ساتھ ممن سے دو ایک باتین کین اور بڑے افسوس سے واپس آئے

رونق - کیا بات ہے بھائی صاحب -

چھٹن - افسوس صد ہزار افسوس -

نواب - دل لگی بازی ہی معلوم ہوتا ہی۔

چھٹن - کیا کہتے ہو۔ دل لگی بازی نہین - بڑی رقت کا مقام ہی ہے - کون رئیس اور کس حالت مین ہی افسوس صد افسوس ؎

گندم از گندم بروید جو ز جو
از مکافات عمل غافل مشو

اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے -

ممن - حضور افسوس ہی کہ نواب بشیر الدولہ سڑک کوٹ رہے ہین۔ وہی قیدیون کے کپڑے اور کنٹوپ۔ رونا آتا ہی واللہ۔

نواب - یا خدا شر آفات سے بچا۔ یا خدا ہم سب کو شر آفات سے بچالے۔ ہم گنہگار بندے بندی ہین۔ بھئی ہم سے نہ دیکھا جائیگا۔

ممن - حضور واپس چلین۔ یہ کون دیکھنے کی بات ہے جو اُسنے کیا وہ پایا۔ اب اِسمین دیکھنے کی کون بات ہے۔

رونق - ہان کوئی تماشا تو ہے نہین۔ یہ تو مقام عبرت ہے -

نواب - یار کچھ بندوبست کر کے اِس بیچارے کو کچھ کھلوا دو خدا جانے کب سے بھوکا ہوگا۔ دو آبالی ترکاری ملی تو کیا۔

ممن - حضور جیل کے منتظمین سپاہی کو گانٹھتا ہون -

نواب - اچھا۔ بڑا ثواب ہوگا - ع -

کوشش کرو کار خیر ہے یہ

ممن - تو حضور کے سامنے کھلایا جائے یا علٰحدہ

چھٹن - نہین یہان بالکل علٰحدہ - میرا ایما نواب ہے مگر باہم مین سے کسی کا ذکر ہو نا چاہیے - ایسی حالت مین اسکو اب زیادہ شرمانا شرافت کے خلاف ہے -

ممن - اچھا دیکھئے کوئی ترکیب نکالتا ہون مگر آپ لوگ چلے جائین - اُسکو یہ تو نہین معلوم ہے کہ کس کا باغ ہی -

نواب - مین نے تو ابھی دل لیا ہے بھئی - باغبانون سے البتہ منع کر دو کہ بتائین نہین -

چھٹن - چلو اب سب رہین -

ممن پھاٹک کے باہر جا کر جیلخانے کے سپاہی سے بات چیت کرنے لگا -

ممن - تم جیلخانے مین نوکر ہو -

سپاہی - جی ہان -

ممن - کیا تنخواہ ملتی ہوگی -

سپاہی - کھانے بھر کو ملتا جاتا اور آٹھ روپے ملتے ہین جناب - غریبا مو بسر ہو جاتی ہی -

م - بھلا کچھ اوپر سے بھی مِل رہتا ہی -

س۔ اب ملتا نہین تو آٹھ مین بسر ہو سکتی ہے بھلا رئیسون امیر دن سے مل ہی جاتا ہی۔
م۔ آجکل کوئی نواب بیچارے قید ہوے ہین ؟
س۔ جی ہان حضور۔ وہ جو بیٹھے ہوے ہین۔
م۔ افسوس کتنے افسوس کا مقام ہی۔
س۔ حضور دیکھا نہین جاتا۔
م۔ بھلا کیون جی انکو اگر کچھ کھلا دین تو آپکے خلاف تو نہو گا۔
س۔ ایسا تو حضور کہان ہو سکتا ہے بھلا یہ تو غیر ممکن ہی ابھی کوئی دیکھ لے تو غضب ہو جائے۔
م۔ آپ کے ہاتھ بھی گرما دینگے۔
س۔ تو کہان کھلائیے گا۔
م۔ اِس باغ مین ساتھ لیجا کے۔
س۔ تو ہمارے ساتھی کو بھی کچھ دینا ہو گا۔
م۔ جو کہوگے وہ دینگے۔ اچھی طرح خوش کر دینگے خاطر جمع رکھو۔ ہم ان لوگون مین نہین ہین جو وعدہ کر کے مکر جاتے ہین۔
س۔ اچھا آپ بندوبست کرین۔
م۔ بس کسی بہانے سے اس باغ مین لیجائیے ہم اِدھر اُدھر چھپ جائینگے کہ ہمکو دیکھ کے یہ شرمائین نہین بس وہ کھا لینگے تو تم اپنے لیجانا۔ اور بھاگنے والے تو معلوم نہین ہوتے۔
س۔ بھاگ کے کہان جائیگا کوئی۔
م۔ (نواب سے) حضور حاضر ہے۔ سب معاملہ لیس ہے۔
نواب۔ کھانے کو کچھ بچا بچایا ہے۔
خاص پیز۔ ہان حضور کچھ تو ہے۔ کتنے آدمیون کا کھانا ہو گا۔
نواب۔ کتنے! اجی ایک آدمی۔
خاص۔ اے حضور حاضر ہے۔
نواب۔ کیا شے ہے۔
خاص۔ فرینچ پال ہی اور کری بھات اور آلو۔
نواب۔ اچھا میز پر چنو اور میوہ اور مٹھائی بھی رکھدو۔
جب خاص پز نے عرض کیا کہ کھانا میز پر چن دیا گیا حضور تو حکم ہوا کہ تم وہان سے چلے جاؤ اور اب کھانیکے کمرے مین کوئی اور نہ جانے پائے۔ خاص پز کمرا بند کر کے چلا گیا حکم ہوا کہ انکو بلاؤ۔ نواب بشیر الدولہ بیڑیان کھڑکھڑاتے ہوے اُس کمرے مین گئے اور اُدھر نواب محمد عسکری نے نازو کو بھیجا اور بی منی کو ساتھ کر دیا کہ اِس قیدی کو آرام اور عزت سے کھلا دو۔ بی منی اور نازو جان نے حکم کی تعمیل کی اور نازو جان اٹھلاتی ہوئی بصد آن بان اُس کمرے مین گئین۔
بشیر الدولہ اکیلا بیٹھا تھا مگر پاؤن مین بیڑیان پہلے تو یہ دونون کسی قدر جھجکین مگر دل کڑا کر کے اندر گئین اور کہا کہ کھانا رکھا ہے۔ کھاؤ۔ قیدی نے فرینچ پال اور کری بھات کھایا اور ٹھنڈا ٹھنڈا پانی پی کر نازو کیطرف مخاطب ہو کر یون گفتگو کی۔
قیدی۔ آپ کا کیا نام ہے سرکار۔
نازو۔ ہمارا نام حسن آرا بیگم ہے۔

قیدی ۔ نام تو خوب پایا ہے ۔
نازو ۔ (شرماکر) کچھ اور چاہیے ۔
قیدی ۔ اب ہمکو ایک بوسہ چاہیے ۔ بس ۔
منی ۔ اے خدا خدا کرو میان ۔
قیدی ۔ یہ مکان کسکا ہی حضور کا دولتخانہ ہی
آپ کون ہین اور آپکے شوہر کہان ہین ۔
نازو ۔ مین بیوہ ہون ۔
قیدی ۔ اچھا ہمکو قید سے چھٹنے دو ۔ انشاءاللہ
ہم حاضر ہونگے ۔ اور ہمارے آپ کے ۔ ع ۔

خوب گذریگی جو مل بیٹھینگے دیوانے دو

ہم بھی بربند دے ہین ۔
منی ۔ اچھا اب رخصت ہوجیے بیگم صاحب ۔
قیدی ۔ یا الٰہی مین اسوقت خواب دیکھتا
ہون یا بیداری کا عالم ہی ۔ مجھے بس یہی معلوم
ہوتا ہے کہ کسی پری نے مسخر کرلیا ۔ اور
اُسی کے عشق نے مجھے یہ کنوئین جھنکوائے ۔

عشق نے خوب کیا ظاہر و باطن یکسان
داغ جو سینے پہ دیکھا وہی دلبر نکلا

ظالم اب قید خانہ اور بھی کاٹ کھائیگا ۔

تھک تھک کے نہ بیٹھینگے نہ مرکے اٹھینگے
اب ظلم نہ سہے دل مضطر کے اٹھینگے

اِس سے تو موت ہی بہتر ہے ۔ اچھا اب
اتنا احسان تو کرو کہ ایک دفعہ چوم لو ۔

بوسہ دو ہمین بغیر لے گئے
اتنی ہمت ہمین خدا نے

ظلم ہی کرنا آتا ہے یا کچھ اور بھی بھلا ہم
بھی یاد کرین کہ قید خانے مین بھی خدا نے

ایک پری کی صورت دکھادی ۔
منی ۔ اب چلو بیگم صاحب ۔
قیدی ۔ ٹھہر جا ظالم ۔ ذرا انکو ادھر تو آنے دو
نازو کو خوف معلوم ہوا کہ مبادا ہاتھ ڈال
بیٹھے ۔ جھٹ وہان سے بھاگ کے دوسرے
کمرے مین آئی تو دیکھا کہ نواب محمد عسکری صاحب
اور چھٹن اور قمرن اور ممن سب کھڑے سُن
رہے ہین ۔
نازو ۔ قیدی کیا موا کوئی سڑی سا ہے ۔
اور بڑا بد ذات معلوم ہوتا ہے ۔
نواب ۔ (اشارے سے) چپ ۔ خاموش ۔
نواب صاحب نے ممن سے کہا کہ اب ان کو
سپاہی کے ہمراہ رخصت کیجیے ۔ ممن نے جاکے
سپاہی کے سپرد کردیا اور کہا ۔ خبردار بشیر الدولہ
چلے تو متحیر کہ یا خدا یہ کس کی کوٹھی اور کس کا
باغ ہی اور یہ اُس پری پیکر نے میری اسقدر
خاطر کیون کی اور اُسکو میرے ساتھ اسقدر
ہمدردی کیونکر ہوئی ۔ سپاہی سے دریافت
کیا کہ (یہ کسکا باغ ہی) اُسنے کہا کوئی لالہ ہین
پوچھا کون لالہ) کہا (نام نہین معلوم)
وہ تو اپنے کام پر گئے اور ادھر نازو نے
باصرار تمام دریافت کیا کہ کون ہی ۔
نازو ۔ بات چیت سے تو بھلا مانس معلوم ہوتا ہی
منی ۔ اور شکل صورت سے بھی ۔
نواب ۔ بتاہی دون ۔
چھٹن ۔ نواب بشیر الدولہ ہی ہی ۔
نازو ۔ ارے !

منتی۔ اوئی ابتک اسکے یہ ہتکھنڈے نہین جاتے۔
نواب۔ اِس درجے کو پہونچگیا۔ یہ گت بنی مگر ابھی تک ذرا فرق نہین ہوا ہی۔
رونق۔ ہم تو قائل ہوگئے اسوقت۔
ممن۔ ہے ہے۔ ارے غضب خدا کا بیڑیان کھڑکاتا ہے اور ابھی تک اپنی اِن حرکتون سے باز نہین آتا ہی۔ بوسہ بازی پر آمادہ۔
منتی۔ اور جسکا اسقدر احسان ہو کہ ایسی حالت مین بلا کے کھلائے اور سپاہی کو انعام دے اور خود جاکے کہے کہ اچھی طرح کھاؤ اُس سے یہ گفتگو۔
نازو۔ تمکو یہ کیا سوجھی نواب۔
مہراج۔ حماقت کسکو کہتے ہین۔
چھٹن۔ بھائی حماقت نہین رحم آگیا۔
مہراج۔ اِس رحم کو یاجی پنا کہتے ہین ؎

نکوئی با بدان کردن چنان ست
کہ بد کردن بجاے نیک مردان

اختر۔ ہماری بھی یہی راے ہے۔
مہراج۔ یہ جو حال آپنے اِس کا اسوقت دیکھا ہی وہی حال ہمارا اور آپ کا ہوتا۔ اِسی طرح مہراج بلی اور محمد عسکری اور چھٹن صاحب بھی سڑک پر درمٹ چلاتے ہوتے۔
چھٹن۔ بندے کو کیون سانتے ہو۔
نواب۔ ہان انکا تو نام ہی نہ تھا۔
رونق۔ کہتے ٹھیک ہین مہراج بلی۔
بیرسٹر۔ ہمارے بہت خلاف یہ کارروائی ہوئی
رونق۔ بیشک۔ اور جو کوئی واردات ہو جاتی۔

ممن۔ ہان حضور صحیح ہی۔
بیرسٹر۔ کتنی ٹیڑھی کھیر تھی۔
نواب۔ اجی اب تو جو ہوا سو ہوا۔
ممن۔ اب پچھتائے کیا ہوت ہے کہ چڑیان چگ گئین کھیت۔
چھٹن۔ کس عبرت کا مقام ہے اور عبرت کے ساتھ کتنی حسرت ہوتی ہی۔ توبہ توبہ۔ غضب خدا کا اِس حالت مین بھی شاہد پرستی کا وہی حال ہی۔ نازو کو دیکھا اُسی پر لوٹ ہوگئے۔ اور پیغام یہ کہ قید سے رہا ہولین تو تمھاری خدمت بجا لائین۔ اور پاؤن مین بیکڑی ہی مگر پیغام اور شاہد بازی سے باز نہین آتے اِس حرکت کو دیکھیے۔ اتنا بڑا امردود نالائق نابکار تو پیدا نہین ہوا ہے ایسے پر رحم کرنا سخت نادانی ہی۔
منتی۔ اور حضور اور نواور۔ وہ تو۔۔۔ (شرما کر مسکرا کے خاموش ہوگئی)
نازو۔ بلاتا تھا کہ یہان آکے بوسہ دو۔ وہ تو اپنے نزدیک مالک بن بیٹھنے کی نیت سے آیا تھا کہنے لگا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مین کسی پری کے پھندے مین پھنسا ہون اور اُسنے مجھے قید کر لیا ہے۔ مین خواب دیکھتا ہون یا سچ مچ صحیح ہی۔ پھر مجھ سے پوچھا تم کون ہو نام کیا ہے اور تمھارے میان کہان رہتے ہین۔ مین نے کہا ہمارا نام حسن آرا بیگم ہے اور ہم اب بیوہ ہوگئے ہین بس اتنی شہ جو پائی تو ایکا ایکی بوسے کا سوال کیا۔

اب مین کیا جانتی تھی کہ کون نگوڑا ہے۔ سوچی کہ نواب کو یہ کیا سوجھی کہ موے قیدی کے سامنے ہمین بھیجا اور یہ بند ھوا بھی موا کیسا ڈھیٹ ہے کہ تو بہ ہی بھلی۔ یہ ہمین کیا معلوم تھا کہ یہی موا نواب بشیر الدولہ ہی۔ اللہ اِس نگوڑے سے سمجھے۔

قمرن بولی کہ نوابنے بڑی بیوقوفی کی کہ اس موذی کو بلوا کے کھانا کھلایا۔ اِسکو تو زہر دینا چاہیے ہے کہ کھاتے ہی انتاغفیل ہوجائے۔ ایسی جگہ گردن مارے جہان پانی بھی نہ ملے۔

رونق۔ چلو جو ہو چکا اُسکا اب کیا ذکر ہی۔

ممن۔ یہ سب اعمال کا نتیجہ ہے۔

رونق۔ میرے تو بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

مہراج۔ بھائی صاحب اُس سور نے یہ کوشش کی تھی کہ نواب محمد عسکری کو اس حالت کو پہونچائے خدانخواستہ جو اُس کی حالت خود ہے۔ اور مجھے بھی وہ لپیٹ لیتا مگر خدا کو بچانا منظور تھا۔

آغا۔ (الماغوچی) آپکی نسبت تو اُنھون نے یہ فکر کی تھی کہ ایک مصنوعی شوہر قائم کرکے مقدمہ دائر ہوجائے اور آپ بھی بندھے بندھے پھرین۔ ایکدن مجھ سے بھی کہا تھا کہ تم نازو کے شوہر بنجاؤ مین نے کہا حضور مجھ سے یہ نہوگا معاف فرمایئے۔ بندہ اِن باتون سے بہت ہی ڈرتا ہے۔

مین ایک یار باش آدمی۔ مرنجان مرنج۔ لڑنے بھڑنے سے مجھے کیا سروکار ہے عدالت کی کبھی صورت نہین دیکھی وکیل کے نام سے منزلون بھاگتا ہون مارے سوالات جرح کے نکدم کردیتے ہین۔

نازو۔ اُسی موے بدذات کو یہان بلایا

بیرسٹر۔ اگر وہ یہان کوئی بے ضابطگی کرتا۔ مثلاً کسی کو مارتا۔ یا کاٹ کھاتا یا کسی پر پتھر پھینکتا تو سب دھرے جاتے سپاہی اور ممن اور ہم سب۔ جا ہے پیچھے کچھ نہوتا مگر پہلے تو مصیبت پڑ جاتی۔ اسکو تو یہ لوگ سمجھتے نہین۔ رحم اور ترس اور یہ اور وہ کہہ کے اسکو یہان بلا کے کھانا کھلایا۔ اور اُس نابکار کو دیکھو کہ اس تباہی مین بھی نازو سے بوسے کے طالب ہوئے۔ واہ

نازو۔ اب کل پھر بلانا۔

نواب۔ بیچ بی ہزار نعمت پائی۔

ممن۔ ذرا جاکے دیکھون تو سپاہی سے کیا کہتا ہے اور میرا کچھ شکر یہ ادا کرتا ہے یا نہین۔

ممن جو باغ کے پھاٹک کے باہر گئے تو دیکھا سڑک کے کونے پر بشیر الدولہ کھڑے چلم پی رہے ہین۔ تنباکو کا ہیکو بھساکو تھا۔ ممن اُسوقت اپنے دل مین سوچنے لگا کہ اللہ رے انقلاب! یہ وہی نواب بشیر الدولہ ہے جس کے خدمتگار تک دوسیر امشکبو تنباکو پیتے تھے۔ گنگا جمنی حقے

اور فوق البھڑک بیش بہا دست انداز اور دستکی اور سونے اور شیب اور چاندی کی تھالین اور کجا علم اور رہتو۔ کیا مقام عبرت ہے۔ سپاہی سے انھون نے پوچھا کہ ان نواب کے کچھ تمکو ملتا بھی ہی اُسنے کہا یا حضور ملتا ہے۔ دو روپیے روز سپاہیون کو دیتے ہین اور چار روپیے روز دارو غہ کو۔ اور وہ نہ بھی کچھ دیتے تو کیا تھا۔ ہم بھی بھلے مانس کے لڑکے ہین۔ کچھ ایسے ویسے نہین ہین۔ چھ روپیے روز کے روز نواب کے دوست ہمارے داروغہ صاحب کے پاس پہونچا دیتے ہین۔ ہین ہم لوگ بین کرتے ہین اور یہ بھی بین کرتے ہین۔ اب کوئی چار بجے انکے واسطے مرغ کا پلاؤ اور کباب تک کے آتے ہونگے۔ ان درخت کی آڑ مین یہ بیٹھ کے چپکے سے کھا لینگے اور پانی پی کے الگ ہو جائینگے اور خالی آپ ہی نہین بلکہ روز دو تین قیدی انکی بدولت کھاتے پیتے ہین اور روندناتے ہین ایک روز دس قیدیون کی دعوت تھی۔ دسون نے انکی بدولت مزے مزے سے کھانا کھایا اور کون کھانا! وہ کھانا جو انکے باپ کو بھی کبھی نصیب نہوا ہوگا۔ دور تلک اُسکی خوشبو آتی تھی۔ مارے مہک کے مین کیا کہون۔ بس دو قیدی ایک طرف کھڑے کر دیے ایک ایک طرف اور سڑک کی طرف ہم کھڑے رہے اور بس اس باغ کے اندر کھانا ہوا۔ تو اس ترکیب کے ساتھ کہ نواب صاحب کے یہان سے دو آدمی دسترخوان بچھا کے کھا کے بیٹھے اور قیدیون نے ایک جانب اور نواب صاحب نے دوسری طرف کھانا شروع کیا۔ اگر کوئی آجاتا تو قیدی سب الگ ہو جاتے اور نواب صاحب کے اہلکار اپنے کھانے لگتے کوئی کانون کان بھی نہ سنتا بس یہی ہوا۔ کھا کے مزے سے حقہ پیا گلوری کھائی اور دندنانے لگے۔

ممن۔ تو یہ کہیے کہ جشن رہتے ہین۔

س۔ حضور کی دعا سے۔

ممن۔ پوچھتے تو نہین تھے کہ یہ باغ کسکا ہی۔

س۔ جی ہان پوچھتے تھے۔

م۔ پھر تمنے کیا کہا۔

س۔ ہمنے کہدیا کہ ایک لالہ کا باغ ہی۔ پوچھا نام ہمنے کہا نام تو نہین معلوم کہ کون ہین مگر ہین لالہ ہی کوئی۔

ممن اُس سپاہی سے یہ باتین کر ہی رہا تھا کہ بشیر الدولہ نے ایک باغبان سے جو شہر کی طرف سے آتا اور باغ کے اندر جانے کو تھا دریافت کیا کہ یہ کسکا باغ ہی۔ اُسکو یہان کی اس کارروائی کی کیا خبر تھی۔ اُسنے صاف صاف کہدیا کہ یہ باغ نواب صاحب کا ہے۔ نواب کا نام سنکر کان کھڑے ہوے۔ پوچھا (کون نواب) اُسنے کہا (نام تو نہین یاد ہی مگر بڑے نواب ہین) اتنے مین ایک رہر و نے جو اُسی باغ کے قریب کے ایک پوردے کا رہنے والا تھا کہا (یہ باغ نواب محمد عسکری بہادر کا ہی) عسکری کا نام سنتے ہی جھکر پڑ گئی

چھا گئی پھر کسی سے کچھ کہا نہ سنا ایک قسم کا سناٹا سا ہو گیا۔ اور اُس رہبر کی طرف ایک دفعہ نظر ڈالکر منہ پھیر لیا۔ اور سپاہی کو بلا کر آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگا۔

بشیر۔ (ب) - یہ باغ کسکا ہی۔ تم تو کہتے تھے کہ لالہ کا باغ ہی اور یہ لوگ کہتے ہین کہ نوابصاحب کا باغ ہی ذرا دریافت تو کرو۔

سپاہی۔ (ایک بہشتی سے) کیون میان بہشتا۔ یہان اِس جنگل مین کہان آنکلے۔

بہشتا۔ اجی اِسی رستے مین تو ہم رہتے ہی ہینگے۔

سپاہی۔ ہان بھلا یہ باغ جانتے ہو کسکا ہے۔

بہشتا۔ یہ باغ ہے نواب عسکری کا۔ جانتے ہو عسکری نواب کو۔ وہ جو تمہارے داغ کو پہاڑ پر بھگا لے گئے تھے اور وہان برس بھر رہے۔ اور اب وہان سے آکے اُسکے میان کو کشش (خوشش) کر دیا اور اُس سے پھارک کھتی لکھوا لی۔ اللہ اللہ پھیر سلا۔ بڑے آدمی ہین بھائی بڑے لوگ ہین۔

س۔ ارے ہان سمجھا۔ نواب محمد عسکری وہ جنپر منہار کے لونڈے نے مقدمہ دائر کیا تھا اور پھر کچھ ہوا ہوا یا نہین۔

بہشتا۔ اجی مار انواب بشیر الدولہ کو بیڑا کر دیا۔ وہ ایسے ہین۔

راوی۔ بشیر الدولہ کا لفظ سنکر سپاہی بھی ذرا چکرایا اور سوچنے لگا کہ بشیر الدولہ تو یہی ہین اِسکو انکا نام بخوبی معلوم تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ منکوحہ عورت کے بھگا لیجانے سے سزا پائی ہی مگر یہ نہین معلوم تھا کہ محمد عسکری سے اور اُنسے عداوت ہے۔ بہشتا تو کہکے چلا گیا مگر بشیر الدولہ کو سخت ملال ہوا کہ اول تو یہ بات ساری خدائی مین مشہور رہو گئی۔ دوسرے عسکری کے باغ مین جاکے کھانا کھایا۔ پہلے تو خوف ہوا کہ کہین زہر نہ ملا دیا ہو پھر سوچا کہ اُس اہلکار کا نام دریافت کرو جو ہمارے پاس پہلے پہل آیا تھا اور جو سپاہی سے کہکے چلا گیا تھا۔ مین دور آڑ مین کھڑے ہوے یہ سب سُن اور دیکھ رہے تھے جب بشیر الدولہ نے سپاہی کو بلا کے کہا کہ یار ذرا اُس صاحب کو تو پوچھو جو تمھارے پاس پہلے پہل آیا تھا تو مین اور بھی آڑ مین ہو گیا۔

سپاہی۔ اب ہم اِس باغ کے اندر جا سکینگے

بشیر۔ پھر نام کیونکر دریافت ہو۔

س۔ کل پرسون اترسون کسی دن دریافت کر لیجیے گا۔ ذرا ہاتھ پاؤن بچا کے چلنا چاہیے حضور تو بڑے آدمی ہین مگر ہمارے تنیقہ ہی بگڑ جائینگے۔

ب۔ ابی تم ہمکو ذرا قید سے چھوٹنے تو دو۔ مالا مال نکر دیا ہو تو سہی۔ تمکو نوکری کرنے کی پھر کیا حاجت رہیگی۔ کہوگے تو نقدی دیدونگا کہوگے تو کسی مہاجن کے ہان جمع کرا دونگا۔ کہو تو بنک مین جمع ہو جائے اور اُس کا سود کھاؤ۔ یا نوٹ لے دین۔ یا ماہواری کچھ مقرر کر دینگے۔

س۔ حضور اِس مصیبت سے نجات پائین بس اِس سے زیادہ ہمارے لیے اور نہ کوئی

وظیفہ ہو سکتا ہے نہ کوئی تنخواہ بس بہت بڑی خوشی یہی ہے۔ اس سے زیادہ خوشی اور کیا ہو سکتی ہے۔

ب۔ تم شریف زادے ہو۔

س۔ حضور کو خدا اس سے نجات دے بس

ب۔ بھلا دو باتین تو دریافت کرو۔

۱۔ وہ چھری اب کسکے پاس ہے۔

۲۔ خاص سازش اسمین کسکی تھی۔

س۔ اجی سرکار اب اسکا ذکر نہ کیجیے۔ گذشتہ را صلواۃ آیندہ را احتیاط۔ شدنی امر تھا۔

ب۔ جو ہنسے کیا وہ کون نہین کرتا۔ مگر خدا کی مرضی

س۔ حضور جتنے رئیس ہین سب کرتے ہین مگر بقول حضور کے خدا کی مرضی۔ مرضی مولی از ہمہ اولی۔ ع۔

بے رضای تو یکے برگ نجنبد ز درخت

ممن یہ سب تقریر سُن رہا تھا۔ جب سپاہی سب قیدیونکو لیکر چلا تو ممن باغ مین آئے اور نواب محمد عسکری صاحب سے کچا چٹھا آ کے بیان کیا کہ ایک سقہ اُدھر سے جاتا تھا اُسنے یہ یہ کہا اور ایک مالی نے یہ کہا اور ایک راہرو نے یہ جواب دیا اور بشیر الدولا اور سپاہی مین یہ یہ باتین ہوئین اور پلاؤ اور قورمہ اور باقر خانی اور زردہ روز گھر سے پک کے آتا ہے اور چھ روپیہ روز قید خانے مین صرف کرتا ہے دو روپیہ سپاہیون کے لیے اور چار روپیہ روز دار وغہ کو دیتا ہے اسطرح سے جیلخانے مین رہتا ہے اور سپاہی سے

کہتا تھا کہ دو باتین تم دریافت کرو۔ ایک یہ کہ وہ چھری اب کسکے پاس ہے۔ اور دوسرے ہمارے اس معاملے مین کس کس کی سازش تھی۔ مگر اس سپاہی نے ٹال دیا اور کہا کہ اب اسکا ذکر نہ کیجیے۔ اسپر خاک ڈالیے خدا حضور کو اس مصیبت سے نجات دے بس ہم تو یہی دعا مانگتے ہین۔ اسپر خاموش ہو رہا۔

نواب۔ تو ابھی تک اُسکی ٹوہ ہے۔

ممن۔ جی ہان ضرور ٹوہ ہے۔

ر دولق۔ تو اُسکو یہ معلوم ہوگیا کہ اس باغ کے مالک نواب محمد عسکری اُسکے دوست ہین۔

ممن۔ صاف صاف سُنا۔

مہراج۔ وہ ابھی ہتکھنڈون سے باز نہ آئیگا۔

ممن۔ اجی ابھی ایسی تیسی ہتکھنڈے کریگا۔

چھٹن۔ اب وہ سیدھا کلکتے بھاگیگا۔

ناز و۔ جہنم مین جاے مونڈی کاٹا۔

چھٹن۔ اب اس سے بڑھکر جہنم اور دوزخ اور کیا ہوگا دنیا مین اس سے بڑھکر سزاے افعال و اعمال کیا پاتا مگر اس اتفاق کو دیکھے کہ اسی باغ کیطرف اُسکو بھی سڑک کوٹنے آنا تھا اور کہین نہین ٹھکانا تھا۔ کانے چور کنوڑے بھینٹ۔ یہ تو ظلم پالنا تھا ؎

ہوش جس روز سے سنبھالا ہے
پیر گردون نے ظلم پالا ہے

ظلم سے ظلم کیے ہین تو نے	ہو بُرا چرخ ستمگر تیرا

ایک ظلم تھوڑا ہی کیا۔ ظلم پر ظلم توڑے ہین
صدہا آدمیون کی آہ بد کا یہ نتیجہ ہے۔

جبھی تو اِن دہاڑون یہونچا ایسے پر رحم واقعی
غلط تھا مگر ہم لوگون سے رہا نہین جاتا۔
نواب۔ ہم کیون بدی کرین جو جیسا کریگا وہ
خود پائیگا۔ مگر اسوقت اسکے دل مین مڑوڑا
پھرتا ہوگا کہ نواب محمد عسکری کے باغ مین کیون
جاکے نمک کھایا۔ اور عجب نہین کہ یہ بھی وہ سمجھ
جائے کہ نواب عسکری کہین نہ کہین سے بیٹھے
ضرور دیکھتے ہونگے۔ اور اِس حالت مین دیکھکر
خوش ہوے ہونگے۔
مسخرہ۔ اور یہان یہ کیفیت تھی کہ ہر فرد بشر
اُسکی حالت پر افسوس کرتا تھا ؎

آسائش دو گیتی تفسیر این دو حرف است	با دوستان تلطف با دشمنان مدارا

اِس شعر حافظ شیراز کی حضور نے پوری پوری
تعمیل کی ہی واللہ ہے اتنے بڑے دشمن کیساتھ
اِس درجہ دوستی کا اظہار یہ بڑے رحمدل
آدمیون اور خدا کے مقبول بندون کا کام ہی ؎

انسان وہی مقبول خدا ہوتا ہی	جو مسلک خیر مین فنا ہوتا ہے
قسام ازل کا اک اشارہ بس ہی	دم بھر مین شہنشاہ گدا ہوتا ہے

مقبول بندگان خدا کی یہی تعریف ہی۔
ممن۔ اسمین شک نہین کہ حضور نے اس
وقت بڑا کار نمایان کیا۔ ورنہ یہ کون بشیرالدولہ
ہی وہی جسکے سبب سے نینی تال بڑھل بلی مچگئی
تھی اور کس مصیبت سے بھاگے تھے کہ الامان۔
توبہ توبہ تار پر تار چلے آتے تھے کوئی دو برس کی
قید کا جرم بتاتا تھا۔ کوئی چھ مہینے کی میعاد
کہتا تھا۔ قمرن جان بیچاری کیسی نصیب دشمنان
علیل ہوگئی تھین کیا بُری حالت تھی۔
معاذاللہ ادل پر کس مصیبت سے آئے تھے
راستے مین قدم قدم پر خوف۔ کاٹھ گودام
مین چور سے بدتر بنے ہوے تھے بارے خدا
خدا کرکے یہان داخل ہوے تو یہان بھی
چین نہ لینے دیا۔ یہان اور بھی گل کھلایا۔
وہان پولیس والے تحقیقات کے لیے آئے
بدنامی الگ اور سوہان روح الگ۔
یہان جھوٹے گواہ بنائے اور آسمان سر پر
اُٹھا لیا سنتے سنتے کلیجا پک گیا۔ شدہ شدہ
کپتان صاحب تک نوبت آئی مگر خدا کو
کچھ اچھا ہی کرنا منظور تھا کہ بخیر گذشت نہ وہ
کشمیری صلاح دیتا اور نہ یہ سب ہوتا۔
اور اِس مین انسپکٹر کی بھی بڑی مدد تھی۔
ایسے شخص اور اتنے بڑے دشمن کو جو جان
کا بھی دشمن تھا وقت مصیبت مدد دینا اور
اُسپر رحم کرنا ہر ایک کا کام نہین ہی۔
نازو۔ کس کس مسہری پر یہ سوتا ہوگا اور
کہان کہان آرام کے ساتھ رہتا سہتا ہوگا
اور کیا کیا کھاتا ہوگا۔ سونے کے لقمے کھاتا
ہوگا مگر اب کیا جانے کیا ملتا ہوگا۔
ممن۔ اب بھی پلاؤ کھاتا ہے مگر جیلخانے
مین وہی موٹی روٹی اور ابالی دال یا پانی
پر ترکاری نمک ڈال کے۔ اور پہننے کو کمل
اور کملی۔

تا زو۔ شال دو شالے اوڑھتا ہوگا۔
قمرن۔ نواب ہی ہی۔ شال دو شالے کون بات ہے۔
مسخرہ۔ آغا الماغوجی کو سلام کو جانا چاہیے تھا۔
آغا۔ ارے یار عزیز کس منھ سے مین جاتا بھلا اور کس مُنھ سے چار آنکھین کرتا۔ میری تو روح پر اُس وقت صدمہ ہوا۔ وہ کیسے ہی بُرے سہی۔ مگر نمک کھایا ہی۔ اُنکے اعمال ایسے نہوتے تو یہ بات کاہیکو ہوتی۔ اور سمجھایا کرتا تھا۔ نہ مانا۔ ایکدن بڑے غرور کے ساتھ کہا کہ ہمارا کوئی کیا کرسکتا ہے۔ ہمین کون نیچا دکھانے والا ہی۔ کسی کی کیا مجال ہے اُس مہری تک نے خدا کی قسم کہا کہ نواب بڑا بول نہ بولا کر۔ مگر اُنکو تو چڑھی ہوئی تھی کہ ہمچو من دیگرے نیست۔ بزور زر ہم سب کو نیچا دکھاینگے دس کی جگہ ہم سو خرچینگے اور پولیس تنے لوگ ہمارے غلامان غلام ہین۔ وہان تو یہ خبط تھا۔ بڑے بول کا سر نیچا۔ وہ بڑے بول کا سر نیچا ہوا آخر۔ اور ایسا نیچا دیکھا کہ تمام عمر یاد کرینگے۔ ذرسلامت روی سے چلتے تو یہ روز بد کاہیکو دیکھتے۔ نواب محمد عسکری کو پھانسی لو منشی مہراج بلی کو جیلخانے بھجواؤ۔ اُن کے رفیقون اور مصاحبون کو قید کرادو۔ وہان تو بس یہ خیال تھا۔ پھر یہ خیال تو بھلے مانسون کا نہین ہی۔ انسپکٹر سے وہ دانت کاٹی روٹی کہ معلوم ہوتا تھا کہ یک جان دو قالب ہین ؎

من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی
تاکس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگرے

یہ معاملہ تھا۔ مگر بس وہ طوطی چشمی کہ معاذ اللہ کا مقام ہے ؎

اُن تلون تیل ہی نہ تھا گویا	
آپ سے میل ہی نہ تھا گویا	

اُسدن بھی مین نے سمجھایا کہ نواب صاحب یہ آپ کیا کرتے ہین اِسکو آپ نے اتنا مُنھ لگایا اور اب اِسطرح اُس سے پیش آتے ہین مگر وہ سنتے کسکی تھے۔ بس وہ آگ ہو گیا کہ تمھارے ہی واسطے تو مین یہ پاپڑ بیلتا تھا اِسی علت مین نکالا گیا۔ مردود ہوا۔ اور تمھین مجھسے اِسقدر خلاف ہو۔ اِدھر آپ لوگون نے کوشش کی بس تسمہ تک نہ باقی رہا۔ مروت تو نواب بشیر الدولہ کے مزاج مین چھو ہی نہین گئی ہے مروت کے پیچھے تو سونٹا لیکے دوڑتے ہین کہ خبردار ادھر نہ آنا۔
رونق۔ بدمزاج بے مروت اور چال چلن کا یہ حال! پھر بھلا کیونکر بچ سکتا۔
آغا۔ ایک دن انسپکٹر بھی بیٹھے تھے اور مین بھی تھا تو کندن کو بُلوایا اور بڑے شوق سے بلوایا۔
مہراج۔ کندن کون! قطع کلام تو ہوتا ہے آپ کا۔ یہ کندن کون مسماۃ ہین۔
آغا۔ جی یہ ایک کبڑن کی چھوکری ہے اور نواب صاحب کی مطبوعہ۔ میان کدرا اور للتوا ہی اِسکو لائے تھے نمکین سی عورت ہے۔
نواب۔ قمرن جانتی ہونگی۔ کیون جی قمرن جان یہ کندن کون ہی۔

قمرن - ہم کی موئڈی کاٹی کوئی - مین کیا جانون کندن بندن کو - کٹر نون کٹریون کو مین کیا جانون - وہ موا کیا میرے ساتھ رہتا تھا

نواب - ہان جناب پھر کیا ہوا - بی کندن تشریف لائین -

آغا - جی ہان - اُسکے ساتھ اُسکی بھاوج بھی تھی - بی منمن اور دو ایک اور بلوائین - روز دس پانچ سات آٹھ آتی تھین عمدہ سے عمدہ کھانا اور اچھے سے اچھا کپڑا اور برف اور انار اور کشمش پستہ اور سیب اور بہی اور انگور اور فصل کے کل میوے اور طرح طرح کی مٹھائیان موجود رہتی تھین وہ ڈال کی ٹوٹی مر بھکی عورتین بھلا اس قسم کا کھانا کہان سے لائین دن رات لنگی رہتی تھین اور باقی بھی تھین روپیہ بھی ملتا تھا بس پھر بھلا ایسے کو کیونکر چھوڑتین - منمن کندن مہری اور جالین اور مہادئی اور جنکو ہندنی اور مسلمانی ہر قسم کی عورتین سارے زمانے کی پھٹنی ہوئی موجود رہتی تھین -

اِس گفتگو مین ایک آدمی نے آکے کہا کہ حضور خواجہ صاحب آئے ہین وہ جو نواب گنج مین رہتے ہین نازو اور قمرن ہٹ گئین اور خواجہ صاحب تشریف لائے علیک سلیک کے بعد خواجہ صاحب نے کہا مزاج شریف (فرمایا الحمد للہ عرصے کے بعد ملاقات ہوئی) پوچھا (یہ نصیر الدولہ کی نسبت کیا سُنا - کیا سزا ہو گئی ؟)

غالب - کار بد کا نتیجہ ہمیشہ کار بد ہے -

خواجہ - کیا واقعی سزا ہو گئی - افسوس کا مقام ہے یہ آخر ہوا کیا - کسکو بھگا لے گئے تھے -

ن - اُنکی حرکتین ہی ایسی ہین - ایک باجی بنا ہو دو باتین ہون تین باتین ہون جب یہ کیفیت ہو کہ کسی کی بہو بیٹی پر بند نہین کے باشد تو کب تک بچے رہتے بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی - ایکدن نہ ایکدن اسکی گردن پر چھری پھری ہی جائیگی -

خ - یار تم تو دفتر ابو الفضل لکھنے لگے کہ ایک صفحے مین تمہید ہے تو دس صفحون کے بعد کہین جا کے خبر نکلی - صاف صاف کہو بھائی -

ن - صاف صاف اور گول گول اسین کیا ہے برسون گھر گرہستون کی عزت آبرو لیا کیے آخرکار دھر لیے گئے ایک مہری اور ایک کٹرن سے آپ کی ملاقات تھی - اسی مین گرفتار ہوے -

خ - کے برس کی قید ہوئی ؟

ن - ایک برس کی اور جرمانہ ہوا -

خ - اور اپیل کا نتیجہ کیا ہوا -

ن - ڈسمس -

خ - کیا غضب ہوا ہے واللہ - کتنا معقول آدمی ہے - اور یار باش - مگر اتفاق -

ممن - جناب یہ ہتکھنڈے تو اُنکے عرصہ دراز سے تھے مگر روپیے کے زور سے بچتے گئے - ابکی دھر لیے گئے -

خ - اور وہ عورت کون تھی -

ممن - ایک مہری مچھلی والی - کوئی تیس

تینتیس برس کا سن - اور ایک مہترانی
جو کسی صاحب کی آیا تھی -
خ - لاحول ولا قوۃ!
اختر - حضرت بڑا بد اعمال آدمی تھا اور واللہ
اس سے بھی زیادہ سزا کا مستحق تھا -
خ - مگر آپ کو اپنی زبان سے یہ فضول تقریر
نکرنی چاہیے کسی کی مصیبت پر خوشی نکرنی
چاہیے - ع

اے دوست بر جنازۂ دشمن چو بگذری
شادی مکن کہ بر تو ہمین ماجرا رود

اختر - اسکا حال تو خدا ہی جانتا ہی کیونکہ وہی
عالم الغیب ہے - مگر جو جیسا ہوگا اسکو لوگ
ویسا کہینگے -
ممن - پھول کو سب پھول کہینگے - کانٹے
کو کوئی پھول نہ کہیگا -
خ - یہ فرمایئے کہ بشیر الدولہ ہی بیچارے
کے ایسے کرم تھے کیا ان افعال کے آپ
لوگ نہین مرتکب ہوتے - چھلنی کیا کہے سوپ
کو کہ جسمین نو سو چھید -
ممن - اب کچھ اور گفتگو کیجیے -
مسخرہ - یہ خواجہ صاحب بھی مجھے چور کے
ساتھی گٹھ کٹے معلوم ہوتے ہین - اگر آپ کو
بڑی ہمدردی تھی تو آپنے اپنے ہی اوپر
اوڑھ لیا ہوتا -
خ - مین اپنے اوپر کیا اوڑھ لیتا -
مسخرہ - کہدیتے کہ نہری میرے پاس ہے
نواب صاحب سے کوئی بحث نہین - بس

وہ بیچارے بچ جاتے -
ممن - اجی سنا کیجیے - گاڑھے وقت آڑے
آنا دل لگی نہین ہی اور یون خالی خولی باتین
بنانے والے تو بہت مل جائینگے -
اختر - کہنے اور کرنے مین بڑا فرق ہی -
خ - جرمانہ تو دے دیا گیا ہوگا -
اختر - جی ہان - اسی دم -
مسخرہ - نہین صاحب - کیسا جرمانہ - اسکے
بدلے کیا تھا اب آپ جرمانے ہی سے امداد کیجیے -
خ - میرا بس اگر چلے تو سر منڈوا کر گدھے پر
سوار کرا کے شہر مین ہنڈواؤن -
ن - کیا اپ کسکو -
خ - اسی بشیر الدولہ کو - میرا رونگٹا رونگٹا
بد دعا دیتا ہے اس نابکار لعین کو -
ن - مین سمجھا تھا کہ آپ اسکے بڑے ہمدرد نکلے
خ - ہوے پر سو درّے - سبھے کوئی چل کے
ذرا اسکو کملی پہنے ہوے دکھاوے تو گویا کروڑون
روپیہ مجھے ملگیا -
ن - یہ کون بڑی بات ہے - اگر آپ تھوڑی
دیر پیشتر آئے ہوتے تو ہم دکھا دیتے -
خ - واللہ! کیا اس طرف نکلا تھا -
ن - اسی سڑک پر اور رقیہ یون کے ساتھ
آیا تھا اور دو برقنداز جیلخانے کے ہمراہ تھے
خ - آپ لوگون سے چار آنکھین ہوئین -
ن - نہین صاحب - آغا محمد اطہر صاحب
اور چھٹن صاحب اور میان ممن نے البتہ
دیکھا تھا مگر مین نہ دیکھ سکا -

ممن ۔ اور اسمین دیکھنا ہی کیا ہے ۔

خ ۔ ضرور دیکھنا ہی ۔ میرا انگوٹھا رونگٹا اسکو بد دعا دیتا ہے اور یہ میری ہی بد دعا کا اثر ہو ۔ ہائے مجھے کوئی دکھا دیتا ۔

ممن ۔ اگر آپ کو ایسا ہی خیال اور فکر ہے تو کیا مضائقہ ہے کل ہی پرسون سہی ۔

یہ کون بڑی بات ہے ۔ ابھی تو ادھر سے جاتا تھا ۔ اگر دو گھڑی پہلے آپ آئے ہوتے تو دیکھ لیتے خدا نے چاہا تو کل سہی ۔

خ ۔ یا خدا مجھے ایک دفعہ اس حالت مین اسکی صورت دکھلا دے کہ یا تو وہ چکی پیتا ہو یا کملی پہنے ہوے درمٹ ہاتھ مین ہو ۔ رام بھیج ۔

م ۔ آپ بھی بہت جلے ہوے ہین ۔

خ ۔ کچھ پوچھیے نہین ۔

م ۔ آخر اسکا سبب کیا ۔

خ ۔ کچھ نہ پوچھیے ۔

ن ۔ سبب دریافت کرنے والے آپ کون ۔

خ ۔ گولی مار دے ملعون کو ۔

ن ۔ ہی تو اسی قابل واللہ مگر نیکی نیک را بدی بد را اگر دو کہ نیافت ۔

ممن ۔ رقت ہوتی تھی کہ اتنا بڑا امیر اور اتنا بڑا دولتمند آدمی اور یہ حال ہائے ہے

ہوا حیرہما عنقا سے بھی معدوم ان روزون
پڑے ہین دھوپ مین محتاج سایۂ ظل سبحانی

خواجہ ۔ دنیا تغیر کا نام ہی مگر یہ دیکھنا چاہیے کہ اس تغیر کے اسباب کیا ہین ۔

مہراج ۔ بشیر الدولہ کی حالت مین جو تغیر واقع ہوا اسکا سبب ظاہر ہے ۔

خواجہ ۔ انکا باپ بیتا ۔ پچھیے تو ہین یہ میان الماغوثی پسے پوچھ لیجیے ۔ اور یہ بیچارہ ہمیشہ ٹوکتا رہتا تھا کہ نواب یہ بیت نہ بگڑ جاؤ مگر سنتا کون ہی ۔ نواب تو ہوا کے گھوڑون پر سوار تھے ۔

آغا ۔ خواجہ صاحب سب جانتے ہین مگر انکے ساتھ بھی وہ بدی کی ہی کہ واللہ کوئی شریف ایسا نہ کرتا مگر کیے کی سزا پا گئے ۔

خ ۔ ابھی کہان ۔ ابھی دیکھتے تو جاؤ ۔

ن ۔ اب اس سے زیادہ اور کیا ہوگا ۔

خ ۔ ابھی بہت نیچے ہی مین ہے ۔ تو سہی ۔

رونق ۔ ہونا ایسا ہی ہی ۔

خ ۔ اچھا بندہ رخصت ہوتا ہی ۔ کل انشاء اللہ بارہ بجے سے آکے ڈولونگا ۔

ن ۔ تو پھر ماحضر بھی یہان ہی تناول فرمائیگا کوئی دس بجے آجائیے ۔

خ ۔ تسلیم ضرور حاضر ہونگا ۔

ن ۔ مگر بندہ میز پر کھانا کھاتا ہی ۔ آپ کو اسمین کوئی عذر تو نہو گا ۔ یہ فرما دیجیے ۔

خ ۔ تم تو بھائی انگریزی خوان کبھی نہین ہو مگر خیر ۔ میز ہی پر سہی ۔

خواجہ صاحب رخصت ہوے تو نازو اور قمرن پھر آکے بیٹھین کہ ویسے ہی کسی نے آکے کہا کہ حضور شہر کے دو چار صاحب آئے ہین ۔ نواب صاحب نے آدمی کو ڈانٹ بتائی کہ یہان ہم اسلیے نہین آکے رہے ہین

کرتے ملاقات کرتے رہین - جو آئے فورًا
کہدو کہ گھر پر جائیے - کوٹھی پر جائیے -
یہان بیرسٹر صاحب انکے دوست آکے رہے
ہین - یہ کون لوگ ہین جو آئے ہین -
مراج علی نے کہا (جوہری لوگ ہین)
نواب صاحب باہر برآمدے مین نکل کے
گئے وہان ان جوہریون سے ملے انسے بھی
نواب بشیرالدولہ کی نسبت گفتگو رہی اور ان
سبنے متفق اللرائے ہوکر کہا کہ واقعی بڑا
موذی اور بدذات آدمی ہے جسکے کاٹے
کا منتر ہی نہین - مگر آپنے خوب سیدھا بنایا
اُنھون نے کہا بھئی مجھ سے کیا واسطہ -
مین نے تو صرف اُسکی چوٹ بچائی تھی بس -
اپنی طرف سے کوئی وار نہین کیا - اُس کا
وار روکا - اور اپنا وار نہین کیا - اس شخص
نے خواہ مخواہ مجھے بھنسوانا چاہا تھا)
جوہریون نے جواب دیا کہ جیسی بدی
اُسنے کی تھی ویسی ہی سزا بھی پائی - آپنے
اُس کے ساتھ کچھ نہین بدی کی مگر نارائن نے
اُسکو سزا دی اور وہ اسی قابل تھا کسی نے
اُسکی کوئی حرکت ناشایستہ بیان کی اور
کسی نے کوئی ُرسنے برائی کی اور سب
متفق الرائے تھے کہ بڑا بدکار اور آوارہ
آدمی ہے -
جب جوہری رخصت ہوے اور نواب صاحب
پھر اپنی جگہ پر واپس آئے تو بیرسٹر صاحب نے
آغا الماغوچی سے گفتگو کرنا شروع کی -

بیرسٹر - ہان صاحب یہ ان خواجہ صاحب
کی کیا تاریخ اور روایت ہے - کیا یہ بھی
مظلوم ہین -
آغا - حضور ایک انپر کیا فرض ہی - صدہا آدمی
مظلوم ہین - ایک دو نہین - انکی روایت
بیان کرون تو ہنستے ہنستے پیٹ مین بل پڑ پڑ
جائین -
بیرسٹر - ہان مین سمجھ گیا تھا کہ یہ بھی تیر ظلم
کے صید ہین - وہ تو اُنکی گفتگو سے ثابت
ہوتا تھا - مگر اُنکے سامنے زیادہ اصرار کرنا
خلاف تہذیب سمجھا - لہذا خاموش ہو رہا
آپنے اور زیادہ اشتیاق دلایا -
آغا - واللہ ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ جائیے گا
عجیب قطع کا آدمی ہی -
بیرسٹر - تو حضرت کچھ فرمائیے گا یا اشتیاق
ہی دلاتے جائیے گا -
آغا - خواجہ صاحب ایک رئیس کے لڑکے
ہین - انکے باپ ایک سال تک چکلہ دار ہوگئے
تھے - اب انکا زمانہ بکام نہین ہی - مگر کھانے
بھر کو ہے - کوئی ستر اسی روپیہ ماہواری
زمینداری مین پیدا کرتے ہین اور سیر
وغیرہ ہین اور لکھنؤ مین دکانین اُنکی آمدنی
بھی چالیس پینتالیس روپیے ماہواری سے
زیادہ ہے - تو کوئی سوا سو کے قریب یہ ہوا
اور ایک بہت بڑا امکان انکا سعادت گنج
مین ہو لاگت تو اُس مین بہت آئی ہے
مگر اب بھی بکے تو کم سے کم پانچ چھ ہزار کو بکے

اور ڈھائی ہزار کے نوٹ ہین - اپنے دال روٹی سے خوش ہین اور آدمی چلین سکے ہین - ہمارے نواب صاحب کے پاس بہت آتے جاتے تھے - اِنکی ایک لڑکی بھی ہے - نواب صاحب نے کہین اتفاق سے دیکھ لی - عقد کا پیغام کیا اُنھون نے منظور کر لیا کہ دولتمند آدمی ہے امیر ہے - آمدنی بہت اچھی ہے اور نواب زادہ ہے - برات کے دن وہ جوتا چلا کہ توبہ

نواب - یہ کاہے سے -

بیرسٹر - یہ جوتا کیون چلا -

آغا - (الماغوجی) اپنے عوض آپنے اپنے خدمتگار کو نوشہ بنا کر بھیج دیا - برات پہونچتے ہی لوگون نے پہچانا کہ بشیر الدولہ نہین یہ تو کوئی اور ہی ہین - اور شادی کا سامان اپنے علاقے پر کیا تھا - وہان سب گنوار کے لٹھ - میان نوشہ صاحب سے دریافت کیا گیا جو لوگ ہمراہ آئے تھے اُنسے سخت کلامی ہوئی - گنوارون نے منصوبہ کیا کہ اِنکو خوب پیٹین - آخر کار نوشہ صاحب نے جوتے کے خوف سے قبول دیا کہ ہمارے میان نے ہمکو دولھا بنا کر بھیجا تھا کہ جب نکاح ہوجائیگا تو وہ لوگ پھر کیا کر سکینگے - اور مجھسے یہ وعدہ تھا کہ تو بیاہ کے لاہم ایک ہزار روپیہ دینگے اور ایک سال کے بعد وہ تیری ہو جائیگی -

پھر تو اُنپر اور براتیون پر خوب جوتے برسے اور لوگون نے فکر کی کہ اِنکو تھانے پر گرفتار کرا دین یا مقدمہ دائر کرین مگر صلح جو آدمیون نے سمجھا بجھا کے رفع دفع کر دیا لیکن دولھا خوب ہی پٹا اور برات کے ساتھ جو لوگ آئے تھے اُنکا بھی مارتے مارتے بھُرکس نکالا -

بیرسٹر - (قہقہہ لگا کر) لاحول ولا قوۃ - !

نازو - (ہنستے ہنستے لوٹ لوٹ گئی) بس اب حد ہوگئی کچھ ٹھکانا ہے -

قمرن - (لوٹن کبوتری بنی ہوئی) ایسے کی صورت نہ دیکھے ایک بیچاری کنواری کو کہین کا نہ رکھا تھا -

مسخرہ - بایان قدم لے بشیر الدولہ بہادر کا - جب ہی خواجہ صاحب بگڑے ہوئے تھے -

مہراج - پہلے اُنھون نے ہم لوگون کو ٹٹولا تھا کہ دیکھو اِن سب کی کیا رائے ہے - دیکھا تو سب کو بشیر الدولہ سے فرنٹ پایا - بس خود ہی اُگل پڑے - کتنا پاجی آدمی ہے پاجی پنے کی بھی کچھ انتہا ہے معاذ اللہ !!! خدمتگار کو نوشہ بنا کے بھیجا - آنکھوںین خاک جھونکنا اسی کو کہتے ہین -

رونق - واللہ عجیب روایت سُنی - خواجہ صاحب نے اچھے گھر بیاہ دیا تھا - سمجھے کہ صاحبزادی لکھو کھا روپیے کی جائداد پر قابض ہوگی دیکھا تو نوشہ کی کایا پلٹ - خدمتگار - کجا بشیر الدولہ کجا -

نواب - مگر خوب ہی بے بھاؤ کی پڑی ہونگی واللہ - میان نوشہ صاحب کی کھوپڑی ہی جانتی ہوگی ہزار روپیے گئے بنا بنایا گھر بلٹ گیا اور جوتے گھاتے مین کھائے

اچھے بھلے چنگے ا

اتنے مین خاص پرستارنے آکے دریافت کیا (خداوند اس وقت کیا حکم ہوتا ہے -)

نازو - آج ہم اس وقت ہلکی غذا کھائینگے -

پیرسٹر - ہم بھی -

قمرن - بٹیرین پکواؤ -

نازو - اور ارہر کی بھنی ہوئی کھچڑی -

نواب - سبحان اللہ کیا ہلکی غذا بتائی ہے - اجی تم سادے چاول پکاؤ اور نان پاؤ ہوا ور مکھن اور قورمہ - یا چاہے گوشت مین گوبھی پکالو - بس - پلاؤ و لاؤ اس وقت نہو -

مہراج - یا آلو کا بھرتا بنواؤ -

نازو - اور ترکیب ہمسے سنو - پہاڑی آلو لے کے بھون لو اور بھون کے پسوا ڈالو - اور پودینا ادرنک اور مرچ اور پیاز ڈال کے تل لو دیکھو تو کیسے لگتے ہین -

ادبار ! ادبار ! ادبار !!!

قمرن یعنی بی قمرن النسا بیگم نے ایک روز اپنی پرانی صندوقچی کو جو کھولا تو تین عطر کی شیشیان اس مین پائین عطر سونگھا تو چلتا ہوا مہری کو تینون شیشیان دیدین مگر تاکید کردی کہ خبردار یہ عطر نہ ملنا - اپنی کسی گوئیان یا بہن کو دے دینا میرے سامنے یہ عطر مل کے نہ آنا - بہت دنون سے یہ صندوقچی کھولی نہ تھی اس سے چکٹ گیا - اتفاق سے اس صندوق مین کوئی ایسی شے دیکھی کہ دس منٹ تک قمرالنسا ٹکٹکی باندھے اسی کو دیکھا کین اور تھوڑی دیر بعد صندوقچی کو بند کرکے ٹھنڈی سانسین بھرنے لگین مہری کی سمجھ مین نہ آیا کہ یہ کیا بات ہے - اس مین کون سی ایسی شے دیکھی جس سے آہ سرد بھرنے لگین -

جب غور کرکے دیکھا کہ قمرالنسا بیگم کی حالت اچھی نہین ہے تو تاڑ گئی کہ کوئی یاد آیا ہے اور اتفاق سے اُس وقت اُن کو ہچکیان بھی آنے لگین -

مہری - حضور کو کوئی اس وقت یاد کررہا ہے -

ق - (آہ سرد بھرکر) کیا جانے

م - مگر سرکار دل کو دل سے راہ ہے -

ق - کیا بکتی ہے خرافات -

م - بکتی تو نہین ہون کہتی تو ٹھیک ہون -

ق - اچھا پھر اس کہنے اور پوچھنے سے کیا فائدہ

م - لونڈی سن لے تو عرض کرے -

ق - ہم بیکار بات کہکے ضائع نہین کرنا چاہتے - ہان جو وعدہ کرو تو کہین - مگر تو بھلا کیا جانتی ہوگی -

مہری میرے دل پر اس وقت کیا جانے کیا گذرتی ہے مین جانتی ہون یا میرا دل -

مہری - حضور پھر کوئی کسو کے دل مین تو بیٹھا نہین ہے اب دل کا حال اللہ کے سوا اور کون جانے اتنی ہی بات تو سوا اللہ پاک کے اور کوئی جان نہین سکتا بس یہی تو اسنے اپنے ہاتھ مین رکھا ہے -

اور اک مدت بیش دو باتین بندہ نہین جانتا

اور تو آسمان پر تھگلی لگاتا ہی جو کچھ حال سنون تو شاید ہے کہ کچھ کر سکون -

ق - مین تو سب صاف صاف کہدون مگر اعتبار نہین کیونکہ جو کہین ادھر کی بات اُدھر ہوئی تو بس مین عمر بھر کے لیے گئی گذری پھر کہین میرا ٹھکانا نہین ہی - اس سے نہ کہنا اور دل ہی دل مین گھٹنا اچھا اور کہکے اپنے پائون مین کلھاڑی مارنا اس سے اپنا نقصان ہی نقصان ہی - اور سراسر ضرر - تو ایسا کام کاہے کو کوئی کرے -

مہری - اے تو حضور یہ حضور کو کہان سے معلوم ہو گیا کہ بات ادھر کی اُدھر ہو گی - جو ذرا کوئی بات بھی ادھر کی اُدھر ہو تو زبان پکڑ کے دست پناہ سے نکال لیجئے ایسی بات ہے بھلا - ہم آپ ہی امیر دن رہے دن مین رہے ہین ایسی بات ہے بھلا کہ ادھر کی بات اُدھر ہونے پائے -

ق - مہری ہمنے اسوقت کیا جانے کیا دیکھ لیا کہ بس سن سے رہگئے - کلیجا پکڑ کے رہ گئے - دل اب قابو مین نہین ہے اور نہ کچھ کرتے دھرتے بن پڑتی ہی - مہر درویش بر جان درویش -

م - لگی بری ہوتی ہی - ع -

تاڑ جاتے ہین تاڑنے والے

اب حضور کا چھپانا بیکار ہے -

ق - سمجھ بوجھ کے چلنا چاہیے - جلدی کیا ہی ٹھنڈی کر کے کھانا اچھا - بہت گرما گرم کھائی اور منھ جل گیا زبان مین چھالے پڑ گئے تو کیا -

اس سے آدمی پہلے ہی کیون نہ سمجھ لے -

مہری اور قمر النسا بیگم مین بڑی دیر تک اسی قسم کی گفتگو رہی - شہ بانو بیگم صاحب نے چھپا رکھی کہ انکے دل کی بیقراری کا کیا سبب تھا اور نہ مہری صاف صاف سمجھی مگر اسقدر ضرور تاڑ گئی کہ انسے دو دن سے پہلے یہ رسم تھا انسے اپنی کوئی نشانی دی تھی صند وقچی مین وہ اسوقت انھون نے دیکھ لی تو طبیعت قابو سے جاتی رہی اور اسکی یاد نے انکو بیقرار کر دیا ہے اور یہ ٹھنڈی سانسین بھرتی ہین -

مہری بڑی کائیان کار عورت تھی اور اس فن مین استاد سوچی کہ اچھا شکار ہاتھ آیا - مگر کھود کھود کے پوچھنا خلاف مصلحت سمجھی لہذا اسوقت بات ٹال دی کہ اتنے مین قمرن کی گوئیان بی منی صاحب آئین - منی اور قمرن مین پہلے ادھر اُدھر کی باتین ہونے لگین - قمرن نے کہا کہ محلے کے دیکھنے کا ہمکو بہت جی چاہتا ہی امی جان چوتھے پانچوین آ جاتی ہین مگر اور اپنی گوئیون کو نہین دیکھ سکتے ترستے ہین - تو اب کہین جانے دین نہ آنے دین - اب انکی مرضی کے بغیر بھلا کیونکر ہم جا سکتے ہین - انکا حکم ہی نہین ہے - اور سب باتون مین تو ہم انکا کہنا مانتے ہین مگر اس مین کیونکر انکے خلاف کر سکتے ہین -

منی نے کہا - اے بہن اللہ نے جو تم کو

دیا ہے وہ اللہ سب کو دے بلکہ زیادہ
تو انسان کے لیے چار چیزین ہین بس جسکے
پاس چار چیزین ہین اسکو سمجھنا چاہیے کہ مین
ظالع سکندر ہون اور مُلے والی شہید تون سے
نہ ملین تو کیا اور ملین تو کیا -

قمرن بولی - ہان بہن یہ ٹھیک کہتی ہو
رہا جو کہا کھائیگا اچھا پہنیگا اچھا - اوڑھیگا اچھا
وہ یہ بھی تو چاہیگا کہ کوئی دیکھے - جب سے
ہمکو انھون نے اس چار دیواری مین بند
کر دیا ہے نہ تو اچھا کھانا اچھا لگتا ہے -
نہ اچھا پینا نہ اچھا پہننا اچھا لگتا ہی - نہ اچھا
بچھونا - مکان بھی سجا ہوا ہی آدمی نوکر چاکر
پیش خدمت ہے وہ سواری شکاری سبھی کچھ
ہے مگر بس ان دیوارون کے باہر جانے
کی اذاجت (اجازت) نہین ہی - جیسے
قیدی ہوتے ہین - تو ہم بھی بہن آج کل
بند ہوے ہو رہے ہین - لاکھ لاکھ جتن کرتی
ہون کہ باہر نکل سکون مگر ایک نہین پیش جاتی
ہی تم ہی کوئی بہانہ بتاؤ -

منی - بہن تمکو تو جنون ہوا ہی - ناز دلہن
کہان ہین -

قمرن - اوئی کہین اُنسے ذکر بھی نکرنا -
وہ تو کہتی ہین کہ ہم لوگ آج کل بادشاہی کر رہے
ہین - انکا کون ذکر ہے -

منی - وہ سچ کہتی ہین - تمکو تو روٹیان لگی ہین -
قمرن - تو ہم تو قید سے تنگ آ گئے ہین -
م - تمھاری ایسی تیسی -

ق - نہ کہین جانے کے نہ آنے کے -
م - جانے آنے مین کیا دھرا ہی سٹر ان -
ق - تو قیدی بنے رہین -
م - قمرن تمکو سچ مچ روٹیان لگی ہین -
تم اسکی قدر نہین کرتی ہو کہ اللہ نے تم کو
کسقدر کے مراتب پر پہونچا دیا ہے اور
کہان سے کہان آ گئی ہو - افسوس ہی -
ق - مگر بہن -
م - چل بیگی - اری اب تو بیگم بنی ہوئی ہو -
پاگل پنے کی باتین کرتی ہو کہ قید ہون اور
یہ ہون اور وہ ہون بیوقوف جو عروج
تو نے پایا وہ اچھی اچھی شہزادیون کو نہین ہی -
ق - ہمکو تو بہن جو لطف اسمین تھا کہ دو بازار
گھومے ادھر ادھر ہنسے بولے دس آدمیون نے
جو بن دیکھا وہ لطف اس مین نہین ہی -
م - چل بدنصیب -
ق - اچھا تم ہماری جگہ پر نواب کے پاس
آؤ اور ہم تمھاری جگہ پر جائین -
م - کتنی ناشکری کرتی ہو بہن -
ق - پھر چاہے جو ہو - ع -
کسکی رہی اور رہیگی کسکی
اتنے مین ناز و آئی - منی اور ناز و مین
باتین ہونے لگین ناز و نے کہا بہن تین
چار دن ہوے امی جان آئی تھین کہتی
تھین کہ ہماری گوئیان واحد کی چھوٹی بہن
ہمکو دیکھنے کو ترستی ہے اور یہان آنا
چاہتی ہے ہم نے نواب سے کہا -

وہ بولے کہ میرے گھر وہ نہین آ سکتی۔
اُسکی مان کٹنا پا کرتی ہے۔ کیا جانے اُن کو
کہان سے معلوم ہو گیا کہ ادھر ہمسے کہا
اور ادھر جھٹ وہ بول اُٹھے کہ وہ ہمارے
ہان نہین آسکتی اور اُسکی مان کٹنا پا کرتی ہے
منی نے ہنسکر جواب دیا۔ بہن کہتے تو
ٹھیک ہین اُسکی مان کٹنی تو ہے ہی۔ ایک
دن مین جو اُس کے گھر گئی تو ایک سوار کو
بلا لائی اور وہ ریب ریب کرتا ہوا اندر
گھس گیا۔ مین ڈر کے بھاگی تو کہنے دم
دینے لگین کہ بیٹا بیٹھو آدمیون سے آدمی
نہین بھاگا کرتے ہین۔ انسان ہی انسان
کے پاس بیٹھتا ہے۔ ادھر آؤ۔ یہ ہمارا لڑکا
ہے اب بہن بھائیون مین پر وہ ہونے لگا
اور وہ موا بھی بولا کہ ذرا سے صاحب اِدھر
آؤ۔ آخر اب تو ہم نے تم کو دیکھ ہی لیا ہے۔
اب چھپنے سے کیا ہوتا ہے۔ ہم بولین چاہینگے
نہین۔ یا کہو ہم چلے جائین۔ ہم تو اپنا گھر
سمجھ کے آئے تھے۔ یہ کیا معلوم تھا کہ لوگ
یہان ہمکو دیکھکر دیکھ کے بھڑک جائینگے۔ اور ہم تو
ہمیشہ بھلے مانسون اور بہو بیٹیون مین ہی بیٹھا
کیے ہین مگر تمھاری بھڑک کو ہم کیا کرین)
مین چپ چاپ سنتی گئی مگر دم نہ مارا سٹ
مار کے بیٹھی رہی تو موئی نڈی کا ٹاگانے لگا۔

جان آنکھون مین ہے کر نہ کنارا قاتل
کوئی دم اور بھی ہو جاے نظارا قاتل

میرا کلیجا دھڑ دھڑ کرنے لگا کریا خدا
اب کیا ہوگا۔
نازو۔ یہ کیون۔ کیا کچھ کہتا تھا۔
قمرن۔ تم بھی اندھیر کرتی ہو باجی۔
نازو۔ آخر کلیجا دھڑ دھڑ کیون کرتا تھا
منی۔ اے بڑا نا مرد۔ موا دیو۔
نازو۔ پھر اُس سے کیا ہوتا ہے۔
قمرن۔ تم ہو کہان باجی اسوقت۔ اے
تو ذرا ہی جا ہے کہ جسکے گھر گئی ہے وہ کہتی ہے
کہ بیٹا یہان آکے بیٹھو اور نامحرم موا وہان
ڈٹا ہوا ہے۔ ڈر کی تو بات ہی ہے۔
منی۔ اِس وقت سوتے سوتے اُٹھی
ہین نازو۔
نازو۔ نہین تو۔ تمکو ڈر ہو تو ہو مگر تمھاری
گوئیان قمرن کو ڈر نہ لگتا۔ یہ تو کل ہم سے
لڑتی تھین کہ باجی اب یہ چار دواری ہمین
کھائے جاتی ہے۔ اب تو جی چاہتا ہے کہ
ذرا باہر نکلا کرین۔ اِدھر اُدھر جایا کرین
ہم سے اب یہ قید نہین سہی جاتی۔ اِسی پر
اُئی جان نے یہ طرہ کیا کہ واحد کی بہن کا
ذکر چھیڑا اور اُسکی مان زمانے بھر کی مشہور
کٹنی ہے۔ بس تو اب اور بھی کھٹک گئے۔
اُسکو لاکھ لاکھ سمجھاتی ہون کہ اری سٹرن
یہ بات تمام دنیا بھر مین تجھے نصیب نہو سکے
گی مگر اسکو کیا جانے کیا چڑھی ہے مین تو
سکھاتے سکھاتے ہار گئی۔ اب یہ ہمارے
ہان کی نہین ہے۔ تم سمجھا دو تو شاید کچھ سمجھے
اور اُئی جان تو سٹھیا گئی ہین۔

منّی - قمرن - اری کچھ سودا ہوا ہے - تو اپنے دل مین آخر سمجھتی کیا ہے - وہی سوسی کے پائجامے پہنتے ہونگے اور ربالی دال کھانے کو ملیگی -

قمرن - لے تو ہم کرتے کیا ہین بہن -

نازو - پھر تو یہ کیون بکا کرتی ہے کہ مین بازار جانے کو ترستی ہون اور قیدی بناکے نواب نے رکھا ہے - جو یہی تھا تو نکاح کیون پڑھوا لیا -

ق - لے مین یون ہی کہتی تھی باجی تم تو تجھے ہی پڑ گئی ہو - اب کوئی دکھ سکھ کی باتین بھی نکرے -

منّی - دکھ! کیا ہو گیا ہے تجھے - یہ کیا تیری مت پھر گئی - دکھ کیسا - تجھے دکھ سے کیا مطلب -

ق - اچھا اب نہ کہینگے -

نازو - آپ بھی راج کرتی ہے اور دس کوڑے کے راج کرتی ہے اس کو غنیمت نہین سمجھتی -

منّی - اللہ انکو عقل دے - مجھے تو بڑا رنج ہوتا ہے کہ اسے ہوا کیا ہے -

ق - اچھا اب صاف صاف کہین -

منّی - ہان کہو - جو کچھ کہنا ہو ہم لوگون سے کہو

ق - نواب سے کہو کہ ہمکو شام کو ہوا کھانے بھیجا کرین -

منّی - روز ہوا ہی تو کھایا کی ہین -

نازو - بڑے دن جب آتے ہین تو یہی باتین سوجھتی ہین بہن - پوچھو ہوا کھانے سے کیا ہوتا ہے

ق - اب تک رونق جنگ آتے تھے اور نواب چھٹن صاحب دو گھڑی ہنستے بولتے تھے آغا سے باتین کرتے تھے - دن رات دس پانچ دس پانچ آدمی بنے ہی رہتے تھے اب صبح سے شام تک ہم ہین اور یہ چار دیواری اور بس -

منّی - ہمکو اللہ نے اسکی چوتھائی بھی دولت دی ہوتی تو ہم تو کبھی نام بھی باہر جانے کا نہ لیتے -

نازو - اپنے بافراغت سے رہتی ہو - دس عورتین تمھاری خدمت کو ہین - تم سے بڑھ کے کون ہوگا -

قمرن - تو ہوا کھانے مین بھی موا کوئی عیب ہے -

منّی - اچھا کہینگے نواب سے -

نازو - کہنے کی طرح پر کہینگے - کچھ زبردستی تو ہے نہین -

ق - کیون نہین زبردستی ہے -

نازو - تم جانو تمھارا کام جانے -

منّی - قمرن اب تم دودھ پیتی بچہ نہین ہو - اب تم ننھیون مین نہین ہو -

اتنے مین مہری نے قمرن سے کہا حضور آپ کا ہیکو ان سب سے باتین کرتی ہین اور خواہی نخواہی ہلکان ہوتی ہین - بیکار بیکار نازو نے قہر کی نظر سے مہری کو دیکھا اور اسکی اس تقریر سے جل گئی اور قمرن خاموش ہو گئی - منّی کو بھی اسکی تقریر سخت ناگوار گذری کہ بہن کے مقابل مین مہری

کیا ہے اور اس آپس کی گفتگو مین مہری کون
بیچ مین بولنے والی ہو۔
مہری۔ حضور کوئی سونے کا لقمہ کھلائے جائے
زربفت اور کمخاب پہنائے مگر جب تک ذرا
ادھر ادھر ہوا کھانے نجائے تب تک لطف نہ
منی۔ تم اور وہان سے آئی ہو۔
قمرن۔ تم چپ رہو مہری۔ مجھ سے یہ لوگ۔
جیت نہ پائینگے مگر تم کو سیکڑون سنانے
لگینگے۔
م۔ قمرن تجھے ہو کیا گیا ہے۔
ق۔ تو مین نے کہا کیا آخر۔
م۔ بڑی بے تکی ہوتی جاتی ہو تو۔ یہ بڑی
شرم کی بات ہے اب تیری فصد کھلوانی
ہوگی۔
ق۔ ہان۔ اچھا۔ اپنی اور ہماری دونو کی
فصد کھلواؤ۔
م۔ کیا مین بھی سڑن ہوگئی ہون۔
ق۔ سڑن نہ ہو مین تو سڑنوں کی سی باتین
کیون کرتین تم۔
مہری۔ (مسکرا کر خاموش ہو رہی) حضور اب
آپ اس بات کو جانے ہی دین۔
نازو۔ یہ توہنسی کیاری مردار۔
مہری۔ مجھ سے مردار دردار کی گفتگو نکرو ناجی
نازو۔ دور ہو مردار یہان سے تو۔
مہری۔ تم ہوتی کون ہو۔
منی۔ اری تو کچھ نشہ کھاکے آئی ہے۔
یہ تو کس سے جھگڑتی ہے تیری اور یہ مجال۔
مہری۔ تم کون بیچ مین بولنے والی ہو۔
منی۔ اجی اسکو نکال دو گھر سے۔
خلافی۔ مہری کیا بڑھ بڑھ کے باتین بناتی
ہے۔ تو اپنا درجہ نہین دیکھتی۔ دو روپے کی
نوکری کرنیوالی اور برابر کی تقریر کرتی ہو۔
مہری۔ اور تو کے روپے کی نوکر ہے۔
خلافی۔ اس کو تو تمہارے شوہر نے دیکھا۔
مہری۔ تم ہو کیا بیچاری۔ تمہارا بجتی کیا ہون
خلافی۔ تو کیا سردار میرے تو یہ لگتا
ہے۔ نہین تو گھر سے نکلوا دوگی ہان
اسکے جواب مین مہری اور بھی گرمائی
اور اب خلافی اور مہری مین نوک جھونک
ہونے لگی۔ تو ب علی اور بڑی سخت کلامی
ہوگئی۔ نوبت باینجا رسید کہ غل کی آواز
نواب صاحب نے بھی سن لی اور یہ تو اس
ہو کر آئے کہ دیکھین یہ ہنگامہ کیسا برپا ہے
آکے دیکھا تو مہری اور خلافی مین ہو رہی ہے
اور مہری مغلظ گالیان سناتی ہے۔ نواب نے
آکے مہری کو ڈانٹا اور بہت سخت کہا
اور نازو پر بھی خفا ہوئے کہ تم دیکھتی ہو
اور منع نہین کرتین۔ مکان کا مکان بھٹیارخانہ
ہو گیا۔ نازو نے کہا مین تو تب منع کرون
جب کوئی میرا کہنا مانے اور جب میری کوئی
وقعت ہی نہین ہے تو مین کیون بولون۔
مگر رہا نہ گیا۔ بولی ہی بولی اور بیچ مین
بول کے ذلیل ہوئی۔ اب تم جانو اور
تمہارا کام جانے۔

نواب - نکال دو ابھی اس چڑیل کو -
قمرن - دھری ابھی کو نکالینگے -
نواب - کیا -
نازو - یہی تو ہماری آپا ہی ہیں -
نواب - دھری کو نہین اوس کو کہین -
قمرن - تو آپ جانتے نہین اوہ دھری -
نواب - ہان اب یہ بات سمجھا -
نازو - لگائی ڈومنی اور ناچے تال بے تال -
مغلانی - حضور اسنے گھر والون کا لیان ... دین
مگر مین چپ -
ن - جب میرے سامنے اسکی یہ کیفیت ہے
تو میرے پیچھے تو اسنے آسمان سر پر اٹھا لیا ہوگا
نازو - گھر کی مالکن شروع ہی باقی تھی تو آسمان
سر پر کیون نہ اٹھالیتی -
قمرن - تمکو بھی خوب ناک مین دم آتا ہو -
نواب - یہ آج اسکی کیفیت کیا ہے -
ق - بیچاری سودا ہو گیا ہے -
ن - ہان سودا تو ہو گیا ہے - جب بڑی بہنا
کو تم نے ڈانٹنا شروع کیا تو سودا نہین ہے تو
اور کیا ہے - اور ایک ٹکے کی باجی کیلئے -
دھری - یہان ذکر ہی نکرتے تو باجی کاہو کو بنتے
ن - میرے منھ نہ لگنا چڑیل - نکل یہان سے
مردار دور ہو یہان سے -
دھری - (اٹھکر) مین آپ چلی جاتی ہون
ن - ابھی جہنم واصل ہو -
قمرن - (دھری کو پکڑکر) جو یہ جائیگی تو مین
سنکھیا کھا کے سو رہونگی بس - مین نے کہدیا ہے

دھری - اے حضور آپ جم جم جیین -
دودھون نہائین پوتون پھلین - ہم اپنے
آپ نہ رہینگے -
ق - تو گئی اور مین نے زہر کھا لیا -
ن - چاہے زہر کھاؤ اور چاہے سنکھیا کھاؤ
یہ یہان نہین رہ سکتی چھوڑ دے اسکو
ق - اچھا لو چھوڑ دیا مگر اسکا مزہ تمکو چکھادونگی
نواب - اب یہ مار کھائیگی -
منی - حضور اپنی طرف دیکھین -
ن - تم دیکھو تو اسکی ڈھٹائی کو -
منی - قمرن - ہائین ! بھلا یہ کون عقل کی بات
ہے جی - وہ ٹکے کی باجی عورت - اسکی طرف
سے تم اپنی بہن سے لڑتی ہو -
نواب - یہ دھری چڑیل کے پیچھے اسقدر جامے
سے باہر ہوئی جاتی ہو - اسمین کوئی بات
ضرور ہے - مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو مین
اسکو گھر مین نہ گھسنے دیتا -
قمرن - کیا - اُسنے بچاری نے کیا کیا ہے
جی - جسے دیکھو اُسی کا دشمن ہو رہا ہے -
ن - (غصے مین باہر جانے لگے -) آج یہ
نئی بات دیکھی -
نواب صاحب تو باہر چلے گئے اور ادھر
قمرن نے دھری کی خوشامد کرکے اُسکو منا لیا
اور کہا کہ (اس وقت تو نواب غصے مین تھے
اب ہم کل انکو راضی کرلینگے ہماری بھی نادانستگی
ہوئی - اب تم معاف کرو) -
اِس تقریر سے نازو اور منی کو اور بھی رنج

ہوا کہ ایک ادنیٰ سی مہری اور خادمہ کی
اس قدر خاطرداری اور ہمارا ذرا بھی خیال
نہین - بڑی بہن کوئی چیز ہی نہین ہے -
مہری نے سنلانی کو گالیان دین - نازو نے
سخت کلامی کی - منی سے تم ٹھونک کے لڑنے
پر آمادہ ہوگئی - اور قمرن ابھی تک اسی
کا دم بھر رہی ہے علیحدہ جا کر یہ دونون
باتین کرنے لگین کہ اس چھوت کو کسی
ترکیب سے نکالنا چاہیے کیونکہ یہ قمرن کے
مزاج پر بڑی حاوی ہوگئی ہے ایسا نہ ہو
کہ قمرن کو یہ خراب کر دے اور پھر نواب
کی نظرون سے بھی گر جائے اور اُدھر قمرن
اپنی مہری کو لے کر کوٹھے پر گئی اور کوٹھے
کے زینے بند کر لیے اور مہری سے یون باتین
کرنے لگی -

قمرن - مہری ایک تو ہمکو آج یون ہی رنج
تھا کہ سویرے کیا جانے کون یاد آیا -
اسپر ہماری بہن نے اور بھی صدمہ پہونچایا

مہری - بہن کا ہے کو ہین حضور -

ق - اب تم سے سب حال کہون یا نہ کہون
مگر تم کہہ نہ دینا کسی سے -

مہری - حضور کو ہمارا اعتبار ہو تو پھر کہہ چلیے
نہین تو خیر جانے دیجیے مگر مین چاہے مار ڈالی
جاؤن - زبان سے نہ نکالون گی - مجھے
کسی سے کہنے سے کیا ملے گا -

قمرن - سوچ لو - اعتبار لاکھون مین ہے -

مہری - خوب سوچ لیا ہے - مجھے کسی سے
کہنے مین کیا ملیگا -

قمرن - بات یہ ہے کہ ایک لونڈے پر
جان جاتی تھی میری اور کھانا پینا حرام
تھا مگر اب بھول گئی تھی آج اُسکی تصویر
جو دیکھی ظالم کی - بس مرمٹی -

مہری - وہ کون ہے سرکار -

قمرن - ڈھونڈھ لاؤگی ؟

مہری - آسمان سے تارے اُتار دون تو سہی

ق - اچھا انعام دون کہ عمر بھر کھاؤ اور لڑکے
بالون کے واسطے چھوڑ جاؤ -

م - چاہے کچھ دیجیے اور چاہے نہ دیجیے
حضور کا کام ہو جائے بس مطلب تو یہ ہے -

ق - ایسا لونڈا ہے ظالم کہ اہو ہو ہو !!!

م - کچھ نام و نشان بتاؤ تو ابھی ہے -

ق - ہم اسکا نام فضلے ہے -

م - فضلے ! اور رہتا کہان ہے -

ق - یہی تو نہین معلوم - مگر اتنا جانتی ہون
کہ برف بیچتا ہے - اور ایسا بانکا سجیلا کہ دیکھو
تو معلوم ہو - مگر خبردار تو اُسپر آنکھ نہ ڈالنا -

م - کیا مجال ! اچھا ہم تلاش کر کے لائینگے

ق - میری مہری - مین تیرے صدقے -

م - یہ کاہیکو کانٹون مین گھسیٹتی ہو -

ق - میری جان جاتی ہے -

م - تو جس روز اُسکو ڈھونڈھ کے لاؤنگی
اُس روز ایک جوڑا اور دو اشرفیان لونگی
اسکا وعدہ کیجیے بنا وعدے کے مین نہ لاؤنگی
قول جان کے ساتھ ہے - اب جو حضور سے

زبان ہارے ہی تو سب اُس لونڈے کے لالے
رہونگی نہیں ۔
ق ۔ تو ایک جوڑا اور دو اشرفیان کہتی ہو
اور مین دو جوڑے اور چار اشرفیان دونگی
م ۔ تو حضور مین لاؤن اور پھر لاؤن ۔
اور یہ انعام تو خیر ملے ہی گا ۔ انعام کی
کون بات ہے آپ انعام چاہے دین
چاہے نہ دین ۔ مین ڈھونڈھ نکالونگی ۔
وہ کونسا ایسا پریزاد چھوکرا ہے یا خدا ۔
مین ابھی سمجھی نہین اور فضلے نام ہے ۔
فضلے برف والا کون ہے ؟ برف والے
ایسے کوئی ہزار دو ہزار تو ہین نہین یہان
انھین لوگون سے خوب دریافت کرونگی ۔
ق ۔ ہان ہان اُنھین سے پوچھو ۔ کسی برف
والے سے پوچھو ۔
م ۔ وہ لوگ جانتے ہونگے ۔
ق ۔ تو اب کب تک یہ معاملہ چوکس ہوگا ۔
م ۔ کل ۔ کل نہین تو پرسون بس دو تین
دن کے اندر ہی اندر ۔
ق ۔ ہان ! اتنی جلدی ۔
م ۔ اور نہین کیا ۔ اے مین شہر بھر سے
جان پہچان رکھتی ہون مجھے کون نہین جانتا
اب تو آپ کی طبیعت کا حال معلوم ہوا ہے
ایک سے ایک بڑھ کر دکھا دون ۔
ق ۔ تو مجھے اور اُسکو ملا دے مہری بس ۔
م ۔ کل ہی جو اللہ نے چاہا ۔ اور اس کی
تو بات ہی اور ہے کہ نواب صاحب ہاتھ

پکڑکے نکال دین ۔
ق ۔ ایسی مجال پڑی ہے کسو کی ۔
م ۔ یہ آپ کی بڑی بہن کیون اکثر یہان
رہا کرتی ہین ۔
ق ۔ دوسرے تیسرے اپنے میان کے
یہان جاتی ہین بس انکا ہمین کون ڈر ہے
م ۔ اور مغلانی بھی بڑی بس کی گانٹھ ہے
اسکے بھی کلٹے کا منتر نہین ہے ۔ ایک ہی
افعی ہے اسکو نکالیے کہین ۔ ہم سے
اسکی کبھی نہ بنیگی ۔ اور یہ آپ کو بدنام کریگی
اس سے ڈرتی رہیے گا بڑی ہی ایک ہی
ادھر مہری اور قمرن مین سرگوشی ہوئی
اُدھر نازو اور منی مین مہری اور قمرن آوارگی
کی باتین کرتی تھین اور نازو اور منی عقل اور
دوراندیشی کی ۔ منی کو قمرن اور نازو سے
لڑکپن سے محبت تھی ۔ اور مہری کو اپنے
حلوے مانڈے سے غرض ۔ منی خیرخواہ اور
خیرطلب تھی ۔ مہری بدکارہ و بدخواہ ۔ نازو کے
مزاج مین آراستگی اور دوربینی تھی قمرن کی
طبیعت بسبب ناعاقبت اندیشی کے بدی پر
آمادہ ۔ اسی سبب سے منی اور نازو مین میل
ہوگیا ۔ اور ادھر قمرن اور مہری مین سانٹھ
گانٹھ ہوگئی ۔ مغلانی بڑی بوڑھی عورت
دوراندیش اور خیرسگال ۔ رئیسون اور رئیس
زادیون کی آنکھین دیکھے ہوئے ۔ وہ بھلا
مہری کی چال ڈھال کو کب پسند کرتی ۔
اور پھر نازک مزاج بھی ہرنے سرے کی تھی

کسی کی آدھی بات بھی سُننا گوارا نہ تھا۔
مہری کی اس سخت کلامی پر اسقدر صدمہ
ہوا۔ کہ نازو سے آکے کہا (حضور۔ لونڈی
اب نوکری بجھ چکی اور یاد رکھیے ۔ مہری کا ذکر)
تنقل آپ کو بہت بُرا دن دکھائیگی۔ میرا کہنا
حضور کو بھی ضرور بُرا معلوم ہوگا تو اسکو مین
کیا کرون۔ مجھ سے تو یہ نہین دیکھا جائیگا کہ
مہری ٹکے کی عورت کا وہ جنبہ کرین اور بڑی
بہن سے اسکے سبب سے جھگڑین اور نہ وہ نواب
صاحب سے اُلجھ پڑین یہ بیل منڈھے چڑھنے
والی نہین ہے ایک نہ ایک دن اسکا انجام
بُرا ہونا ہے۔ اس وقت کیا غضب کی بات
کی کہ اگر مہری کو نکال دوگے تو مین سنکھیا
کھا لونگی اور زہر کھاکے سو رہونگی اُف
رے غضب خدا۔ مہری نہوئی کوئی دوہ
ہوگئی۔ آج تو یہ کہا کل کو اور اس سے بڑھ
کے کہینگی۔ اب یہان رہنا ٹھیک نہین ہے بس۔
نازو۔ بی مغلانی تمکو ایسا نچاہیے۔ ہم لوگ
مل کے قمرن کو سمجھائینگے۔ اور مہری کھڑے
کھڑے نکال دی جائیگی۔ مہری بھی کوئی چیز ہے
ابھی یون نکالی جائے یون (چٹکی بجاتے)
اس وقت اُسکو کیا جانے کیا ضد پڑگئی ہے۔
مغلانی۔ بیگم صاحب یہ جھگڑا اٹنا اب روز
روز کا سمجھیے ایک دن کا نہین ہے۔
مہری اب بڑی مشکلون سے نکلیگی۔
منی۔ اے بہن۔ تم دیکھتی تو جاؤ۔
مغلانی۔ اے بیٹا ابھی دنیا کا رنگ دیکھتے سمجھے

اپنی عقل سے بہکی۔ یہ سب ناسمجھی ہے۔
لڑکی ہے کچھ دنون ... خود ہی اُنکو بہلالیں
اور اس مہری کی چھوت کو نکالیے۔
منی۔ تو بی دادی کو بلوائیے۔
مغلانی۔ ہان انکو بلواؤ۔
نازو۔ ضرور بلواؤ منی۔ یہ تو ہاتھ سے
نکلی جاتی ہے۔
مغلانی۔ آج ہی بلوائیے۔
منی۔ ہماری صلاح ہے کہ آج انکو بلوائیے
بلکہ آپ آتے اور نازو جان انہین کے گھر جائین
مغلانی۔ ضرور جائیے اور ان سے کہیے کہ آکے
سمجھائین اور اس مہری کا سب حال اُنسے
کہیے کہ اب یہ ہاتھ سے جاتی ہے اسکو سنبھالو
نہین تو مہری خدا جانے کیا غضب ڈھاویگی
ایک بڑی دورستہ۔
منی۔ اچھا تو نواب صاحب کو بلا کے اُنسے
مشورہ کرلو۔
نازو۔ پوچھ لینگے۔
مغلانی۔ میرا ابھی کچھ ذکر نہ کیجئے گا۔
نازو۔ نہین جی تم کاہے کے واسطے
ڈرتی ہو تم نے تو اور ہماری طرف سے
مہری کو للکارا۔ تم ہماری خیرخواہ ہو تم کو
کیا خوف ہے۔
یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ قمرن کے
میکے سے ایک عورت خیر صلاح پوچھنے آئی
قمرن کوٹھے سے نیچے اتری اور مہری
سائے کی طرح ساتھ ساتھ۔

عورت - بٹیا کھیر سلامت بچپی ہو -
ق - کہتا تمھاری چھوٹی لڑکی مر گئی -
ع - اے اللہ خیر کرے بٹیا -
ق - بس مین یہی کہہ دینا -
ع - اے یہ کیا بکتی ہو آج -
ق - بس دور ہو یہان سے -
ع - (تحیر ہو کر مہری سے) بڑی بٹیا کہان ہو
ق - ہم نہین جانتے -
نازو - (دالان سے باہر آکر) کون ہی امامن
ع - (امامن) کہو صلاح !-
نازو - ہان خیر صلاح ہی - ہان تو خیر صلاح ہی
ع - ہان بٹیا - سے کہا کہ جاکے کچھ صلاح پوچھ آؤ - آج یہ (قمرن کی طرف) کا ہیکو بگڑی بیٹھی ہین -
نازو - مین تو آنے ہی کو تھی -
ق - چلو بس کم جہان پاک -
مہری - (مسکرا کر) خاموش -
ع - یہ آج کیا ہے کیا -
نازو - چل اب تجھکو اس سے کیا مطلب ہے
ع - لے سیدھی بات ہی نہین کرتی ہین - ٹیڑھی ٹیڑھی باتین منھ سے نکالتی ہین -
نازو - اچھا تو جاکے کہہ کہ نازو آج رات کو آئینگی -
ع - بہت اچھا -
ق - (مہری کو جاتا دیکھ کر اوپر جانے لگی) ہم کوٹھے پر جاتے ہین -
ع - آج انکو ہوا کیا ہے بی بی -
نازو - انکو ہو گیا ہے سودا -
ع - لے ہان معلوم تو کچھ ایسا ہی ہوتا ہی -
ق - تیرا سر - دور ہو مالزادی -
ع - لے کچھ دوانی ہو گئی لڑکی - فصد کھلواؤن تیری -
ق - دوانی تو اور تیرے ہوتے سوتے مردار -
نازو - امامن تم جاؤ - سنتی نہین ہو -
ق - اب جو میکے گھر مین آئی تو کوچے کاٹ کے دھر دونگی -
منی - قمرن - تو سچ مچ سٹرن ہو گئی ہی -
ق - تو سٹرن تیرے ہوتے سوتے سٹرن -
م - مجھ سے بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی نہیں تو جہان کی ہو وہین پہونچا دونگی -
ع - بی بی مین تو جاتی ہون -
منی - ٹھہری رہ - مین بھی چلتی ہون -

منی ڈولی پر سوار ہوئی اور چلی گئی اور امامن ڈولی کے ساتھ ساتھ گئی - جب ڈولی نازو کے میکے مین اتری تو امامن اور منی ساتھ ساتھ اندر گئین -

ضعیفہ - منی اچھی ہو -
م - کچھ نہ پوچھو - کیا کہون اور کیا نہ کہون
ض - کیا ! کیون ! کیون ! یہ امامن کہان ملگئی ؟
امامن - حضور آج جوتیان کھاتے کھاتے بچ گئی - احت ہی گئی تھی بس -
ض - یہ کیا بات کیا ہے -
امامن - منی سے پوچھو -

ض - اے منّی بولو - یہ کیا کہہ رہی ہو -

م - تازو جان آتی ہونگی وہ سب حال کہینگی -

ض - اور قمرن کہان ہے -

م - اُنکا حال نہ پوچھو - وہ اب قابو سے جاتی رہی ہین وہ کسی کے مان کی اب نہین رہی ہین آن سے کون بولے -

امامن نے حال بیان کیا کہ میرے جاتے ہی قمرن لگین اُلٹی اُلٹی باتین کرنے پہلے کہا - کہدینا قمرن توبہ توبہ دشمنون کے کان بہرے مرگئین - پھر کہا (جا اور جاکے کہدے) نازو بی بی نے کہا امی جان سے کہدینا کہ ہم آج آئینگے) اسیر بولین (خس کم تو جہان پاک) مجھے مردار اور حرام جادی اور مہر دنگی اور کیا جانے کیا کیا بنایا -

ضعیفہ کو سخت حیرت ہوئی - کہا ہماری سمجھ ہی مین نہین آتا کہ قمرن نے یہ کیون کہا - بہنین بہنین ایک دوسری پر فدا ہین - یہ بات نئی سُنی - منّی بولی اب وہ پائے تو بہن کی بوٹیان نوچ کھائے اور یہ سارا فساد اُس مردار مہری کا ہے جسکے پٹون مین قمرن آج کل ہین بڑی بد ہوتی جاتی ہین نازو کے تو ناک مین دم آگیا وہ آتی ہونگی

ضعیفہ دم بخود ہوگئی - سوچنے لگی کہ اِسکا سبب اصلی کیا ہے طرح طرح کے خیال دل مین آئے - پہلے سوچی کہ کہین نواب نے نازو پر تو ڈورے نہین ڈالے - قمرن کو بُرا معلوم ہوا ہی چاہے - پھر سوچی کہ شاید قمرن کو بدراہ چلتے دیکھا ہوگا اِس سے نازو خفا ہوئی اور قمرن سے لڑ پڑی -

منّی نے کہا (بہنون بہنون مین خوب ہوئی اور مہری نے نازو جان کو بیسیون باتین کہین اور بغلانی جو اُنکی طرف سے بولی تو مہری نے کرورون گالیان دین نواب باہر سے اندر آگئے - اُنھون نے مہری کو للکارا بس قمرن آگ ہوگئین - نواب سے خوب لڑین - اور برابر مہری کی طرف سے بولتی رہین اور جب نواب نے کہا کہ (نکل جا میرے گھر سے) تو قمرن نے اُسکو پکڑ لیا اور کہا (مہری جائیگی تو ہم زہر کھاکے سو رہینگے) یہانتک تو نوبت پہونچ گئی - بڑا غل مچایا نواب کا مُنہ مارے غصے کے لال ہو ہو گیا - اور خون پی پی کر رہ گئے مگر جب عورت جامے کے باہر ہو جائے تو مرد کیا کرے - اور دو ایک بار اگر ایسا ہی ہوا تو قمرن نظرون سے گر جائینگی اور سچ پوچھو تو نظرون سے تو آج ہی گر گئی کہ میان تو مہری سے کہتا ہے کہ تو نکل جا اور بیوی کہتی ہے کہ اِسکے بغیر مین زہر کھاکے سو رہونگی - یہ آئی اور مین نے زہر کھا لیا - اِسکے بغیر مین نہ جیونگی اب اِسکا کیا علاج ہے سوائے اِسکے کہ مرد کو غصہ چڑھے اور مہری کو مار کے نکال دے اور بیوی کو مارتے مارتے بیدم کردے اور کیا ہوگا بتائیے -

ض - کیا جانے کیا اِسکی قسمتون مین بدا ہوا ہے

م - اسکو تم کیا کروگی اور کوئی کیا کریگا -

ض - وہ مہری بڑی گوئیان بن گئی ہے -

ھم - نازو جان سے لڑ پڑی - بس اور اس سے بڑھ کے کیا ہو گا -

ض - لوکا نہ منھ مین لگا دیا -

ھم - وہ اور اُلٹا ہمارے منھ مین لوکا لگاتی -

امامن - بات ساری یہ ہے کہ مہری مجھے بڑی بدعورت معلوم ہوتی ہے - اگر جو وہ نہ نکلی تو بُرا ہوگا - اور اُسکے نکلنے پر بڑا جوتا چلیگا - یہ بھی یاد رکھنا - اُسنے قمرن پر جادو کر دیا ہے - اب یہ اُسکے بس مین ہین - اور اُسکے واسطے نازو سے اور خود نواب سے لڑ پڑین -

ہم اور منی بچاریان کس کھیت کی مولی ہین -

ض، لچھن بُرے نکلے -

منی - اب تم اپنی لڑکی ہی کی زبانی سُن لینا -

ض - اے نہین بابا تم کیا جھوٹ کھوگی -

امامن - ہماری تو صلاح یہ ہے کہ اس مہری کو پکڑ کے بند کر دے اور اتنا مارے اتنا مارے کہ بیدم ہو جائے -

ض - انگریزی ہو امامن -

منی - ہان امان یہ بھی سچ ہی -

ض - آج کل ان باجیون کا زمانہ ہے - دیکھو اب تو ملنے پر سب باتین ہین - جیسا ہو گا ویسا کیا جائیگا -

اب ادھر کا حال سُنیے کہ جب قمرن اور مہری کوٹھے پر چلی گئین تو نازو جان نے فوراً نواب صاحب کو بلوایا اور کہا (نواب - ہم اب یہان نہ رہینگے - تم جانو تمھاری جورو جانے چاہے سنبھالو چاہے بگاڑو نہ دو شد مارد تو تمھاری آبرو ہے اور بگاڑو تو تمھاری آبرو ہے) -

نواب صاحب نے بڑی سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا کہ (نازو جان - تم اور ایسی باتین کرو) نازو نے کہا میرا تو کلیجا پک گیا - اس مہری کا ستیاناس ہو - اسنے ہماری بہن کو بس تباہ ہی کر ڈالا - یہ چڑیل کہان سے آئی نواب صاحب نے پوچھا (ہین کہان ؟) - کہا (مہری کو لیکے کوٹھے پر گئی ہین اور ہم نے جو امامن سے کہا کہ امی جان سے کہدینا کہ ہم آج آئینگے تو کہا خس کم جہان پاک - اور مہری موئی نے اسپر مسکرا دیا)

نواب کو سخت حیرت ہوئی کہ بیٹھے بٹھائے یہ قمرن کو کیا ہو گیا - پوچھا (امامن کیون آئی تھی اور اُس سے کیا بات چیت ہوئی تھی) - کہا - اُسکی شامت آئی تھی خیر صلاح دریافت کرنے - اسپر بھی بگڑ پڑی - اُس سے کہا کہدینا کہ قمرن مر گئی اور پھر اُسکو مردار اور تھبہ اور کیا معلوم کیا کیا بنایا - وہ پہلے تو ششدر ہو گئی کہ یہ کیا ماجرا ہے اور بڑی حیرت سے اُسنے پوچھا کہ یہ آج کیا ہو گیا ہے بڑی چڑ چڑی ہو گئی ہین - بات کرتے کاٹے کھاتی ہین اور پھر وہ بُرا ماننے لگی - اسکے بعد منی کو سیکڑون سُنائین - منی بھلا کب دبنے والی تھی یہ عروج تو ہم کو تمھاری بدولت ہوا ہے وہ تو رتی رتی حال جانتی تھی اُسنے بھی خوب سُنائین اور گھر مین ایک

دھوم اور حشر مچ گیا۔ تب ہمنے منی کو اماجان کے پاس بھیجا اگر وہ آئین تو اچھا اور نہ آئین تو ہین اب یہان نہ رہنے کی۔ جب بہن نے کہا خس کم جہان پاک تو اب بہن کے یہان کیکے بھروسے پر کوئی رہے۔ جھگڑا کود تاہی کھونٹے کے بل پر۔

نواب۔ اچھا اپنی مان کو تو آنے دو۔

نازو۔ تو پھر اُنکو بلواؤ۔

نواب۔ تم نے تو منی کو بھیجا ہے۔

نازو۔ منی سے تو ہمنے کہلا بھیجا ہے کہ ہم آتے ہین۔ مین تو سوچی تھی کہ پہلے مین جا کے اچھی طرح سمجھا تو دون پھر وہ اُسکو ڈانٹین ڈپٹین۔

نواب۔ مین بلوائے لیتا ہون۔ منی نے سب بیان کر دیا ہو گا ورنہ منی نے نہین تو امامن نے تو ضرور ہی کہا ہو گا ہم ڈولی بھیجے دیتے ہین۔

نواب صاحب کے حکم سے ایک مھری دو ڈولیان لیکر گئی کہ ضعیفہ اور منی کو سوار کرا لائے اور خود جا کے باہر بیٹھے کہ جب نازو کی مان آئینگی تو اندر چلا آؤنگا۔ قمرن کو اس حال سے ذرا بھی اطلاع نہ تھی۔ وہ وہان مھری سے باتین کر رہی تھی اور مھری نے اسکے دل آراستہ اور خراب کرنے مین کوئی دقیقہ نہین اُٹھا رکھا۔

مھری۔ بھلا وہ تصویر ہم بھی دیکھین۔ کیا ہرج ہی۔

ق۔ غش مین آکے گر پڑوگی وہ صورت ہے۔

م۔ بلا سے جو ہو۔ پہچان تو لوگی۔ یہ کیا کم بات ہے۔

ق۔ ارے ہان خوب یاد دلایا ہے۔ پہچان تو لو۔

م۔ شاید راستے مین بھینٹ ہی ہو جائے۔

ق۔ پہلے ہاتھ صاف پاک کرکے آؤ اور عطر مل لو پھر تصویر تم کو دکھائینگے۔ یہ مُنھ کھائے جو لائی!!!

م۔ حضور دل کی تو صفائی ہو۔ یہی سب سے بڑھ کے ہے۔

ق۔ (صندوقچی کھول کر) ہائے جان نکل گئی۔ مار ڈالا۔

م۔ حضور دکھا دیجیے۔ مین صدقے دکھا دیجیے۔

ق۔ دور سے دیکھو۔ بس دور ہی سے دیکھ لو۔

م۔ (تصویر لیکر) واہ۔ کیا شکل ہے اور کیا صورت اللہ نے بنائی ہو۔ واہ! اسپر تو پریان بھی عاشق ہو جائین اور ابھی اچھی عورتین اسکو چاہنے لگین اس مین کچھ شک نہین مرد کیا ایک چیز ہے اور ابھی اُٹھتی جوانی نکلتی کوبل ہے۔ دیکھ کے جی خوش ہو گیا حضور واہ۔ اہا ہا!!!

ق۔ جبھی تو ہماری جان جاتی ہے۔ اور دم نکلتا ہے۔

م۔ اسکو لاؤن اور ہزارون مین لاؤن دیکھ لینا۔

ق۔ پھر جو وعدہ کیا ہے وہ بھی پورا ہوگا اُسی دم۔

م - تصویر دیکھنے سے ہی خوش ہوتا ہے۔ ایک بات اور بھی ہے - سرکار کہ بعضے کی تصویر اچھی لگتی ہے اور جب اُسکو دیکھو تو تصویر کا آدھا بھی نہین یہ بھی ہوتا ہی۔

ق - اے سنیے - یہ تو تم اُلٹی باتین کر رہی ہو تصویر مین تو آدھی بھی وہ شکل نہین ہے مین سچ کہتی ہون مہری وہ - جو عورتون کی تعریف سُنی ہے کہ پان کھائین تو گلے سے سرخی نظر آئے وہ اس مردین بات ہے - جب دیکھو گی تو کہو گی کہ تصویر تو کوئی چیز ہی نہین ہے اب دیکھ ہی لوگی اور ایک جھیر کیا فرض ہی جسنے اسکو دیکھا وہ عاشق ہو گیا -

م - تو یہ اور بھی نئی بات ہے کہ تصویر سے صورت اچھی ہی - واہ اسکا کیا کہنا ہے - اب آخر دیکھون رہیگی - آج نہین کل سہی -

ق - جھکے سلام کرون جو غش نہ آجائے - عجب صورت ہے مہری -

م - جب حضور کی سی قبول صورت ایسا کہین تو بس سمجھ لیا کہ اُسکا مثل دنیا مین نہین ہی - بس یہ سمجھ لیا ہمنے -

ق - تو ہے تو ایسا ہی -

م - موہنی اِسی کو کہتے ہین -

ق - اِسی کا نام موہنی ہی - بلکن موہنی کی بھی کوئی حقیقت اسکے سامنے نہین ہے - ہاے (آہ سرد بھر کر) -

م - تو اب کب چھٹی ملیگی لونڈی کو - یہ فرمایئے

ق - کل صبح کو اُٹھ کے چلی جاؤ بس شام کو آجانا -

پرسون پھر چلی جانا - بس یون ہی جاؤ اور آؤ -

م - اور جو ہمکو یہان آپ کی بہن نے موقوف کر دیا اور جواب دیدیا پھر ہم کیا کرینگے پھر تو کچھ بس نہین چل سکیگا - حضور کا اختیار کیا ہی

ق - بکومت واہیات - اِکسی کی کیا مجال ہی

قمرن کی تو دلی خواہش یہ تھی کہ فضلے برف والا کسی ترکیب سے ملے - اسکو دل سے اس لونڈے کا عشق تھا نہ نازو کا خیال تھا - نہ بوڑھیا کا لحاظ نہ یہ خوف کہ نواب سُنینگے تو کھڑے کھڑے نکال دینگے نہ یہ ڈر کہ اگر اُنھون نے نکال دیا تو کوڑی کے پھر تین تین ہونگے - یہ عیش و آرام یہ آسایش یہ چین پھر بھلا کہان نصیب ہو گا - فضلے خود مفلس محتاج آدمی اُسکو یہ مقدرت کہان مگر باین ہمہ فضلے کی حسرت دیدار مین گویا آنکھون مین جان اٹکی تھی سہ -

اب تو آنکھون مین جان اٹکی ہے
دیکھ جا آکے اک نظر مجھکو

مہری اِنکی بیقراری دیکھ کر سمجھاتی تھی اور دلاسا دیتی تھی کہ آسمان زمین سمندر ہوا جہان ہو گا وہان سے لاؤنگی -

بولی وہ جو بولے تو زبان سے
تارے مین اُتارون آسمان سے

قمرن کہتی تھی کہ مہری جب مجھے وہ

یاد آتا ہے تو اسکی جدائی خون رلاتی ہے اور اندھیرا سا چھا جاتا ہے ؎

اٹھتے ہی چھٹتے ہین آنکھون کے تلے تارے سے
جب جدا تجھ سے ہم اے ماہ جبین ہوتے ہین

اور یہ ان دونون کو خبر ہی نہ تھی کہ ادھر نواب اور نازو مین کیا ہنڈیا پک رہی ہے۔ قمرن مہری سے کہہ رہی تھی کہ اللہ وہ دن دکھائے کہ ہم اور وہ برف والا ایک پاس بیٹھے ہون وہ ہمکو چوم رہا ہو اور ہم اسکو بس زندگی ہو جائے۔ اور روپیہ پیسا اشرفی اور زیور یہ سب دو دن کا ہے۔

مہری ایک ہی کلان کار۔ استادہ۔ ہان مین ہان ملاتی جاتی تھی کہ اللہ وہ دن بھی جلد دکھائیگا۔ گھبرائیے نہین۔ تفضلے کو کل ہی پرسون تک حضور کی بغل مین نہ بٹھا دیا ہو تو سہی۔ یہ کونسی مشکل بات ہے۔ وعدہ سے سمجھے تھوڑا ہی کیا ہے۔ ہان وہ جو دو جوڑے اور چار اشرفیان آپ نے قبولی ہین اسکے سوا ایک انعام اور بھی مانگتی ہون جسمین کوڑی پیسا کچھ دام بھی نہ لگیگا۔

ق۔ وہ کیا ہے۔ سنون تو جواب دون۔

م۔ بے سنے ہوئے منظور کر لیجیے۔ حضور کا کوئی نقصان نہین ہے۔

ق۔ ہان ہان اچھا منظور کر لیا۔ اب بتا دو کہ وہ کیا ہے۔

م۔ قول دیجیے اور کہیے کہ قول دیا۔ ہان !!!

ق۔ اچھا قول دیا۔ اب نہ پھرینگے۔

م۔ اسکے گالون کے دو بوسے۔ ایک ادھر ایک ادھر۔

ق۔ دور ہو موئی۔ وہی بات کہی نہ بڑی ایک ہے۔

م۔ اب قول دیا ہے حضور نے۔ اب پھرئیے نہین۔

ق۔ مین تو جانتی ہی تھی کہ تو بھی عاشق ہو جائیگی وہی بات ہوئی آخر۔ اری یہ موئی ہی سے ہے۔

م۔ تو حضور پھر اپنے منہ سے فرما دیجیے بس۔

ق۔ ہان ہان وہ تو وعدہ ہی ہو گیا۔ قول ہی ہار رہی ہون۔ اور مین تو کہتی ہی تھی کہ عشق آ جائیگا۔ ہزار جان سے عاشق ہو جائیگی۔

م۔ اب مین اس صورت کو نہ بھولنے کی نہ بھولنے کی دل مین کھب گئی۔ وہ صورت ہے!

ق۔ دیکھو اللہ سے جو نصیب ہو جائے ہمکو تو یقین نہین آتا۔

اتنے مین دو ڈولیان آئین۔ نواب صاحب کی مہری ساتھ ساتھ۔ پردہ کرا کے سواریان اترین نازو نے ڈیوڑھی کے پاس مان کا استقبال کیا۔

نازو۔ امی جان بندگی عرض ہے۔

ض۔ جیتی رہو۔ پھلو پھولو خوش رہو بیٹا۔

منی۔ مہری ذری سا پانی پلا دو۔ بڑی دیر سے پیاس لگی ہے۔ مگر خوب ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ہو۔

ض - (اندر آکر) قمرن کہان ہو -
نازو - بیٹھیے تو - دم لے لو - بڑے بڑے مسرکے ہین -
ض - منی کی زبانی سب سن چکی ہون -
نازو - جو سنا وہ اب آنکھون دیکھو -
ض - ہے کہان ؟ -
نازو - مہری کے ساتھ کوٹھے پر ہے -
بس مہری ہے اور وہ ہے ہم سب دشمن ہین - ایک سے ایک سب -
ض - یہ مہری کم بخت کہان سے بہتی بوڑتی آئی -
نازو - اسکے ہتکھنڈے کیا جانتے تھے ہم لوگ -
ض - ہان یہ بھی سچ ہے -
منی - نواب صاحب تو نہین آئے تھے پھر ؟
نازو - اے انھین کے کہنے سے تو ڈولیان بھیجی گئین -
منی - ہان سچ کہا - مین ہی بھول گئی تھی -
نازو - (مہری سے) ذری نواب کو تو بلواؤ -
مہری نے دربان سے کہا - اُسنے ایک سپاہی کو بلا کے کہا - اُسنے نواب صاحب سے عرض کیا - اور نواب صاحب اندر تشریف لائے ضعیفہ نے دعائین دین - پاس بٹھایا - اور یون باتین ہونے لگین -
ض - یہ کیا سننے مین آیا -
ن - اب آپ ہی جانیے - آپ کی لڑکی ہے - ہم اسکو کیا جانین حشر مچا ہوا ہے -

ض - یہ مہری کہان سے آئی اور اسکو کھڑے کھڑے کیون نہین نکلوا دیتے -
ن - تم نکال دو نا - اب تو آہی گئی ہو -
ض - بلاؤ قمرن کو -
خواص - (کوٹھے پر جاکر) حضور کی امی جان آئی ہین اور بلاتی ہین -
قمرن - کہدو کہ آرام کرتی ہین -
خواص - (نیچے اُتر کر نازو کے کان مین) حضور فرمایا کہ (کہدو آرام مین ہین) -
ض - کیا کہا ہے سے بیان کردو جی -
نازو - جاگتی ہی اور کہا کہدے آرام کرتی ہین -
ض - اری قمرن! جاکے جگادو -
خواص - (کوٹھے پر جاکر) حضور حکم ہی کہ جگادو -
ق - دور ہو یہان سے - نکل جا -
خواص - (نیچے آکر) حضور وہ خفا ہوتی ہین -
ضعیفہ نے جو یہ سنا تو آگ ہوگئی - فوراً نازو اور منی اور خواص کو لیکر اوپر گئی - دیکھا تو کمرے کا دروازہ بند ہی - اور بھی بد دماغ ہوگئی -
منی - قمرن تمھاری امان جان آئی ہین -
ض - اری قمرن - کیا اتی جلدی سو رہی -
منی - قمرن -
ض - نواب یہان آؤ - اس دروازے کو اسی دم چرواؤ بس دیر نہ ہونے پائے مین اپنا اور اُسکا لہو ایک کرونگی - یہ جاتی کہان ہے -
ن - مجھے غصہ نہ دلاؤ نہین بری ہوگی -

ض - میری اجازت ہے کہ تم مارتے مارتے اُتو کر ڈالو بس -

نواب - ہونا کچھ ایسا ہی ہے -

ض - ایسی ڈھیٹ نگری لڑکی کو مارتے مارتے بیدم کردے -

نواب - دو ہڈیاں ہین اُنپر رحم آتا ہے -

ض - نہ آنا چاہیے - جو اپنی گوئیان کی نہین - اپنی بڑی بہن کی نہین اپنی ماں کی نہین اور سبکو چولہے مین ڈالو اپنے میان کی نہین وہ اس قابل ہے کہ اُس کو سنگسار کرے - اور گردن مارے -

منی - اب تک تو ایسی تھی نہین - اس مہری قطامہ کے اُتار کے دو سو لگاؤ اور ایک گنو - یہ اس چڑیل پچھل پائین کی سب کارستانیان ہین کہ ہماری انمول لڑکی کو بہکایا اور ڈھیٹ کر دیا موئی کہان کی آئی ہے -

مغلانی - وہ تمپر بھی برس پڑیگی - وہ سننے والی نہین ہے -

مُنّی - مین بھی جلی بھنی ہون - بوٹیان ہی نوچون جاکے کھال کھینچون - اور بھُس بھر دون نکالو اس نگوڑی چڈو ستر خصمی کو موئی پچھل پائین -

نواب - سمجھا کے کہدو کہ دروازہ کھول دین نہین تو مین آگ لگا دونگا - اور اسی مین پھونک کے دھر دونگا -

ض - بس یہ تو ہونا ہی ہے - یہی تو ہونا ہے -

مغلانی - کردن روپے مین تولنے کے قابل تھی -

ض - وہ کہتے ہین نہ کہ بد کی صحبت سے اللہ بچائے بس بُرے کی صحبت مین بیٹھی اور یہ انجام بد ہوا -

منی - اری قمرن تو نہین کھولیگی دروازہ؟ کیون -

مغلانی - (دروازہ دھم دھما کر) کیا سو رہین -

ض - بکر کرتی ہے جی اسی دن کے لیے اسکو پالا پوسا تھا - یہ اسی دن کے لیے ہڈیان توڑی تھین - انکو کلیجے سے لگائے رہے آپ اپنے اوپر سب سختیان سہین - واہ رے زمانے -

منی - قمرن کھول دو -

ض - اب دروازہ توڑ ڈالو جی -

ل - مین خود اوپر آتا ہون -

مغلانی - (دروازے کے پاس) بھلا اس تو تو ہین مین اور جھگڑے ٹنٹے سے کیا ملے گا -

ل - وہ یون نہ مانیگی -

نازو - افسوس اسکی مت کیسی پھر گئی -

منی - اچھا دن اسکے نصیبون مین دیکھنا نہین بدا ہے -

ض - بس دیکھ چکین اب -

نازو - ہو چکین ساری خاطرین سب ختم -

باہر کسی سپاہی نے دربان سے کچھ کہا اور اُس نے خواص سے کہا اور اُسنے اوپر آکے نواب سے کہا حضور کوئی صاحب آئے ہین - نام لونڈی کو یاد نہین رہا -

فرمایا۔ داروغہ سے کہو (نام لکھ دین)
اُسنے نام لکھ دیا۔
(منشی مہراج بلی صاحب) حکم ہوا کہ اُنکو یہان ہی بھیج دو۔ نواب اور سبکے پردہ ہوتا تھا مگر نواب رونق جنگ بہادر اور منشی مہراج بلی صاحب سے پردہ نہین ہوتا تھا۔ اس مین نواب رونق جنگ کا سامنا تو شاذ و نادر ہی ہوتا تھا مگر مہراج بلی البتہ چھٹے ساتوین مِل لیتا تھا۔

مہراج بلی جو کوٹھے پر آئے تو دیکھا ضعیفہ اور نازو اور منی اور مغلانی اور نواب صاحب مضطر اور پریشان کھڑے ہین۔ اور سبکے چہرے سے غصے کی علامت نمایان ہے۔

مہراج۔ آج کیا ماجرا ہے یہ۔
ض۔ تم خوب موقع پر آئے۔
مہراج۔ آخر ہے کیا معاملہ۔
ض۔ میرا سر اور کیا کہون بیٹا۔
مہراج۔ نواب کیا ہوا بھئی کوئی بولتا ہی نہین۔
نواب۔ نازو جان سے پوچھو صاحب۔
مہراج۔ نازو جان۔ کیا یہ معاملہ کیا ہے اور قمرن کہان ہین بتا دیجیے۔
نازو۔ معاملہ کیا ہی۔ کچھ نہین۔ لڑکی ہاتھ سے جاتی رہی ہے اور کچھ بھی نہین ہی۔
مہراج۔ قمرن! کیا ہوا! کیون ہاتھ سے کیون جاتی رہی۔
نازو۔ پوچھو اُسی سے۔
مہراج۔ پوچھون کس سے جب وہ کہین ہو بھی
نازو۔ وہ اِس کمرے مین ہے اور اِس کمرے کو بند کر لیا ہے اور کھولتی نہین۔
مہراج۔ (علٰحدہ لیجا کر) کیا ہوا کیا۔
نازو۔ آج قمرن نے وہ آنکھین نکالین کہ مین کیا کہون مجکو برا بھلا کہا۔ مغلانی کو سنائین نواب سے زبانی سخت گفتگو ہو گئی۔ ایک مہری نگوڑی جو نوکر رکھی ہے یہ سب اُسی کی حرمزدگی ہی۔ نواب نے کہا اِس مہری کو نکال دو بس اسپر آگ ہو گئی۔ کہا مہری کو نکال دوگے تو مین ابھی ابھی سنکھیا کھا لونگی۔
مہراج۔ کہا ہوتا کھالے۔
نازو۔ امی جان نے امامن خیر صلاح کو بھیجی تھی اُسکو مردار قحبہ بنایا۔ ایک حشر مچا ہوا ہی
مہراج۔ اِس مہری پر جوتے پڑوا دو۔
نازو۔ جب وہ دروازہ تو کھولے۔
مہراج۔ دروازہ کھول دو قمرن۔ اِس سے کیا فائدہ۔
نازو۔ ہم تو ہار گئے۔
مہراج۔ قمرن جان دانا ہو کے نادان بنی جاتی ہو اب کھول دو دروازہ۔
قمرن۔ کیا ہے کیا۔ یہ دنگا کا ہیکا ہی۔
مہراج۔ دروازہ کھول دو تو نہ کوئی دنگا ہی نہ فساد ہی۔ تم تو اپنے آپ دنگا فساد مچاتی ہو خواہ مخواہ کو۔
قمرن۔ لے کے سونا حرام کر دیا۔ کیا ہے کیا۔

واہ پیاری صاحب!

مہراج۔ نواب سو چکین۔ ابتو دروازہ کھولدو صاحب۔

ق۔ جب تلک تم سب دروازہ کا ٹیسے رہوگے تب تلک ہرگز ہرگز تو کھولونگی نہین۔ کیا ماجرا کیا ہے۔

مہراج۔ بڑی حجت مزاج ہین ہی جی بھئی واہ۔

ق۔ ضد ہی تو ہے۔ کیواڑے کا نس کے سب کھڑے ہو گئے کیا ہمنے خون کیا ہے کسی کا یا کسی کا باپ مارا ہے۔

نازو۔ گفتگو سن لی۔ کیا تقریر ہے۔

مہراج۔ (اشارے سے سمجھا کر) چپ رہو۔ اچھا سب ہٹے جاتے ہین ہٹ جاؤ جی سب

مہری۔ مار کے بی بی کو ہلکان کر ڈالا۔ سونے تلک نہ دیا۔ جو آتا ہے اس گھر مین حکومت ہی کرتا ہوا آتا ہے۔ جیسے سبکی دبیل اور لونڈی ہین۔

نازو۔ (کان مین) یہ مہری کی آواز ہی۔

مہراج۔ خوب سمجھا لے اب کھول دو۔

قمرن۔ ہم تو کسو کے کہنے سننے سے نہ کھولینگے۔

مہراج۔ اچھا خیر۔ چلو جی نیچے چل کے بیٹھین

منشی مہراج بلی کے کہنے سے سب نیچے اُتر گئے اور نواب صاحب انکو لے کے باہر گئے اور حکم دیگئے کہ جیسے ہی دروازہ کھلے ہمین اطلاع ہو جائے اور دربان کو حکم دیا کہ جو مہری نئی نئی نوکر ہوئی وہ بے ہمارے حکم کے دہلیز باہر قدم نہ رکھنے پائے

فوراً روک اور ٹوک دو اور ہمکو اطلاع کر دو۔ یہ کہکر نواب اور مہراج بلی باغ مین ٹہلنے لگے۔

تھوڑی دیر کے بعد بی قمرن صاحب نے دروازہ کھولا مگر نہ وہ کوٹھے سے نیچے اُتری اور نہ ضعیفہ کوٹھے پر گئی۔

قمرن مہری سے باتین کرنے لگی۔

ق۔ یہ گھر نہین ہی یہ سرا ہے۔

م۔ جو آتے ہین حکومت جتاتے ہوے۔

ق۔ وہ رہنے والی کوئی اور ہونگی۔

م۔ اے حضور کو کونسی غرض ہی۔ حضور خود دن کے کھاتی ہین۔ وہ خوشامد کرین کہ حضور۔

ض۔ (آپس مین آہستہ آہستہ) بڑی کلہ دراز ہی

نازو۔ ہان اِن جان بڑی ایک ہے مردار۔

منی۔ مگر اس وقت نواب اور منشی جی دونون خار کھائے ہوے ہین۔ اللہ کرے بے بھاؤ کی پڑین۔

نازو۔ ضرور پٹیگی۔ دیکھنا تم۔

منی۔ مین بھی اپنا بدلا لونگی۔

نازو۔ نہین۔ تم نہ بولنا منی۔

ض۔ وہ لوگ اپنے آپ سمجھ لینگے۔ جاتی کہان ہی۔

نازو۔ (خواص سے نواب صاحب کو اطلاع کرادو۔

نواب صاحب اور منشی مہراج بلی ڈیوڑہی مین آکے کھڑے ہوے اور کہا کہ جب وہ نیچے اُترے تو اشارہ کر دینا کیونکہ اگر ہم کوٹھے پر گئے اور اُنھون نے پھر دروازے

بند کر دیے تو بڑا غصہ آئیگا ۔
ق ۔ (مہری سے) یہ جتنی ہمارے یہان ماما اصیلین ہین سب اس قابل ہین کہ سر منڈوا کے گدھے کے اوپر سوار کرے ۔
م ۔ ہے تو ایسا ہی ۔
ق ۔ ایک سرے سے سب کی سب ۔
م ۔ ہان ہے تو ایسا ہی ۔
ق ۔ اور ہو گا ۔ یہ میرے یہان نہ رہ سکینگی ۔
نازو ۔ (چپکے سے) کھلی کھلی چھیڑ کرتی ہو ۔
ض ۔ مین سب سن رہی ہون ۔
منی ۔ ہم تو سن سن کے جلتے ہین ۔
ض ۔ کیا بس ہے ۔
نازو ۔ برابر کی لڑکی سے کیا کہے ۔
ض ۔ نواب اور منشی بچارے ڈیوڑھی مین کھڑے ہین ۔
نازو ۔ کیا کرین ۔
منی ۔ اللہ برے سے نہ سابقہ ڈالے ۔
نازو ۔ ہے تو ایسا ہی بہن ۔
منی ۔ اے دیکھتے دیکھتے قمرن کیا سے کیا ہو گئین ۔
نازو ۔ اولیا سے خبیث ہو گئین ۔
منی ۔ اور سب کی دشمن ہو گئین ہر کسے بھی تہلات اماں کو بھی گالیان ۔ نازو جان پر بھی طعنے ۔ مان سے بھی خلاف ۔ خود نواب سے لڑنے پر موجود ۔ منشی جی آئے انکو بھی سنتا ہی دین ۔
ض ۔ آثار اچھے نہین ہین ۔

منی ۔ مین تو خود کہتی ہون آغا جان ۔
ض ۔ لچھن بڑے برے ہین ۔
منی ۔ ظاہر ظہور تو ایسا ہی ہے ۔
نازو ۔ راج اور چین کرنا نہین بدا ہے ۔
منی ۔ ہرگز کبھی نہین بدا ہے ۔
ض ۔ ہمنے تو ان کو اس عروج کو پہونچا دیا اب یہ جانین انکے مقسوم جانین ۔ ہم اسکو کیا کرین ۔
منی ۔ بس یہی بات ہے ۔
ض ۔ ہم اور جیے بیحیائی سے برس چھ مہینے ۔
منی ۔ جیسا کرینگی ویسا بھگتینگی ۔ ہم اسکو کیا کرین اور تم کیا کر سکتی ہو ۔
اس عرصے مین قمرن نے مہری کو کسی کام کے لیے نیچے بھیجا بس نواب نے موقع پا کر مہری کو پکڑ لیا اور مہراج بلی نے مارے غصے کے چٹے پکڑ کے دو تین لپڑ رسید کیے ۔ بس مہری نے کوسنا شروع کیا ۔ وہ کوستی جائے اور یہ پیٹتے جائین ۔ مارتے مارتے بیدم کر دیا اور قمرن کی یہ کیفیت کہ مہراج بلی سے کشتی لڑنے پر تیار ۔ حملے کر کر کے آتی تھی ۔ ضعیفہ پکڑتی تھی ۔ منی پکڑتی تھی مگر وہ حملون سے باز نہین آتی تھی ۔ نوبت باینجا رسید کہ مہری بیٹھ گئی اور نواب صاحب نے قمرن کو ایک دالان مین لیجا کر خوب ہی پیٹا اور قمرن بہت روئی پیٹی چلائی ۔
نازو ۔ بس اب کیا رہی ۔
ض ۔ بے اسکے یہ مانتی بھی نہین ۔

منتی - یہ سارا فساد اس مردار کا ہے۔ یہ مہری حرامزادی۔
نازو - بس اسی نے ہی کی قمرن منتظر تھی۔
منتی - چلو اب نظروں سے گر گئی۔
نازو - اب ہم بھی یہاں نہ رہینگے۔
ض - (مہراج بلی سے علیحدہ لیجا کر) تم اپنی والی کو اب اپنے گھر لیجا کے رکھو۔
مہراج - ہاں مین خود یہی سوچتا تھا۔
ض - آج سے نہ مین قمرن کی ماں اور نہ قمرن میری بیٹی۔
مہراج - جہنم مین ڈالو۔
نازو - اپنی بھگتیگی بس
مہراج - یہ وہی قمرن ہے جسپر نواب کی جان جاتی تھی۔
نازو - پھر یہ سب اپنے کرتوتون سے ہے۔ نواب کا اس مین کیا قصور ہے۔
ض - مین تو خود یہی کہتی ہون۔
نازو - لے اب گاڑی منگواؤ۔
ض - ڈولی تیار کرو۔
نازو - اری جان ہم منی کو آج اپنے ساتھ لیے جاتے ہین۔
ض - اچھا بیٹیا - لے نواب اب ہم رخصت ہوتے ہین اب ہم سے اور اس چھوکری سے کوئی واسطہ نہین۔
نواب - آپنے تو خود ہی سب دیکھا۔
ض - قسمت اسکی پھوٹ گئی۔
نازو - یہ سب ملا کرنا نواب۔
نواب - کیا تم بھی جاؤ گی۔

مہراج - ہان انکو ہم لیے جاتے ہین۔
ض - لے رخصت خدا حافظ۔
ضعیفہ ڈولی پر سوار ہوئی اور ڈولی روان ہو گئی مہری کو نواب صاحب نے ٹھوکرین مار کے نکال دیا اور باہر اور بھی گت بنائی گئی۔
دربان - اب آئے تو سر مونڈ داؤن۔
سپاہی - آئے تو جوتے نہ کھائے۔
رونا - ارے یہ بڑی حرامجادی ہے۔
سپاہی - صورت کہے دیتی ہے۔
دربان - آتے ہی پھوجداری کرا دی مردار نے۔
سپاہی - (ہنستے ہوے) فوجداری کی اچھی کہی
دربان - اور کیا ہے۔ پھوجداری تو تھی ہی
مہراج - ہم جاکے اب گاڑی منگوائین یا اب کون جائے نواب پالکی گاڑی کو حکم دو جوڑی اور گاڑی - سرنگ جوڑی ہو بانکن ہی سہی۔
بیس منٹ کے اندر ہی اندر ضعیفہ اور ننھی مہراج بلی اور نازو جان اور منی اور وہ بدبخت مہری کوئی بھی اس محل مین نظر نہ آیا۔ فقط قمرن اور ماما اصیلین تھین اور بس۔ یہ پہلا ہی مرتبہ تھا کہ قمرن نے نکلنے کے بعد مار کھائی تھی۔ کیونکہ کسی کی مجال نہ تھی کہ مارنے کی جرات کرتا اور نواب نے کبھی پھول کی چھڑی بھی نہین اٹھائی تھی آج جو سب کے سامنے اس بے عزتی سے پٹی

تو کٹ گئی اور سب سے زیادہ خرابی یہ کہ گھر مین سب دشمن مغلانی کو تو اب جانی دشمن سمجھتی تھی - خواصون کو بغلی گھونسا اور مہری کی جدائی کا اور بھی صدمہ تھا کہ فضلے برف والا اب کیونکر ملیگا -

نواب صاحب نے آج کھانے کو بھی نہ پوچھا اور مغلانی خواصون نے بھی ان سے بات تک نہ کی اور - اب اندھیرا بھی ہو گیا تھا الگ الگ کھانا کھا کے باہم یون سرگوشی کرنے لگین -

خواص - اب یہان گذارا نہین ہی -

مغلانی - ہم تو کل گھر چل دینگے -

خواص - ہم بھی نوکری چھوڑ دینگے بوا -

مہری - مین تو کل سے اپنے مچھلیان لیکے بیٹھونگی کہان کا جھگڑا ہے -

خواص - اری بہن وہ کیا کہا ہے ایک در بند سو در کھلے ہوے -

مغلانی - ہمین تو کچھ ایسی نوکری کی فکر نہین ہے لڑکا اللہ اُسکو صد و سی سال کی عمر عطا کرے دس روپیے مہینے کا دفتری ہی - ایک لڑکی اسکول مین پڑھانے پر نوکر ہے بارہ پاتی ہی داماد بیس روپے کا سوار ہی -

تین روپے مہینا مرزا لے گھر کے یہان سے اُنتیسوین دن ملتا ہے ہمین کیا کرنا ہے - دو روٹی صبح دو روٹی شام تین گز کپڑا -

خواص - اب تو نوکری نکر بوا - اور کر بھی تو آرام کی -

مغلانی - اور نہین کیا اب ہم سینے پرونے کے قابل ہین - بس اب اِس قابل ہین کہ بتلاتے جائین اور بس -

مہری - مگر وہ مہری خوب ہی دُھنی بھی گئی بائی کچھائی سب نکل گئی - ڈھائی گھڑی کی بادشاہی نہ بھلی - جوتے برسنے لگے -

مغلانی - بڑے بول کا سر نیچا - بہت بڑھ بڑھ کے باتین بناتی تھی - ویسا ہی نیچا بھی دیکھا - سزا ہے مونڈی کاٹی کی - ایسے کو ایسا ہی چاہیے -

خواص - تو کل تم بھی نوکری چھوڑ دوگی بوا اور ہم بھی چلے جائینگے اور مہری بھی جانے کو کہتی ہی - پھر یہان کون رہجائیگا - وہی تین عورتین باقی رہجائینگی -

مغلانی - اِسکے پاس کون رہے - ہمسے ہرگز ہرگز یہان نہ رہا جائیگا اس کا اعتبار کون ہے اور اصل یون ہے کہ اصل ذات سے خطا نہین اور کم اصل سے وفا نہین آخر ہے تو وہی چوڑی دالی - مگر واہ ری نازو واہ بڑی بھلی مانس عورت ہے ہزار دن لاکھون مین ایک بہن کو کیسا ڈانٹا اور للکارا - اور اُسکی مان بھی بہت سمجھدار عورت ہے - یہی ایک ایسی نکلی - مگر جیسا کیا ویسا پایا اتنا بٹی کہ یاد کرتی ہوگی ادھر یہ دُھنی گئی اُدھر مہری پر پڑین -

خواص - جا کے پانی دانی کو تو پوچھو -

مغلانی - پڑے جوتے ہین - مجھے کیا اسکی نوکری کرنی ہی ہین نے کیسی کیسی خدمتین کی ہین کس کس طرح سے آدمی بنایا ہی - کیسی کیسی جانفشانیان کی ہین - پہاڑ پر اور یہان ان جہان رہی جان لڑا دی - مجھ ایسی خیر خواہ کے ساتھ جب اسنے یہ برتاؤ کیا تو اب اس کُتیا سے کیا کوئی امید رکھے - بس آ زمالیا کو اہنکسنی بنی رہیگی - نوکری تو اسکے یہان کوئی کرنے سے رہا اور کوئی رہتا بھی ہو تو مین بہکانے والی نہیں موجود ہون - کوئے نہ ہانکے تو سہی -

خ - قسمت مین اسکی یہی لکھا ہے بس -

مہری - ہان پھر یہ تو لکھا ہی ہی -

خ - ادھر بی مغلانی چل دینگی - اُدھر مہری جاتی ہی اور ہم بھی پا برکاب بیٹھے ہین - اور بڑی بہن چل ہی دین - منی اب آنے سے رہین - اماں انکی رخصت ہو کے گئی ہین اماں آوے ہیگی نہین - اور یہ جو دو ایک ہین یہ بھی نہ ٹکینگی -

سیدانی - (مصاحب نو) بی مغلانی یہ تو نیچ ذات ہین -

مغلانی - اور تم سمجھی کیا تھین -

سیدانی - تیج بی ہزار نعمت پائی - ہم کل سویرے کسو بہانے سے بھاگ کے گھر چلے جائینگے -

خ - اور اتنے روز دن کی تنخواہ -

س - اے تنخواہ گئی چولھے مین -

مغلانی - ہان جی کہین یہان سے چھٹکارا تو ملے -

س - بس بس -

مغلانی - مین بھی کل سویرے اپنے ڈھرے لگونگی -

خ - مین بھی نہ رہونگی -

مغلانی - اور یہ مہری بھی چلی جائیگی -

س - یہان رہکے ذلیل کون ہو بہن -

مغلانی - بس ایک ساتھ ہی نوکری چھوڑ دو -

س - جو اپنی مان بہن کی نہین وہ کسو کی کیا ہوگی -

شب کو نواب صاحب نے ایک چوکیدار کو چھت پر سُلایا اور زینے کے دروازے مین قفل ڈال دیا اور ڈیوڑھی پر حکم دیا کہ ہوشیار رہنا - اور مغلانی کو علٰحدہ بلا کر یون گفتگو کی -

نواب - یہ ہماری نظرون سے گر گئی -

مغلانی - حضور کم اصل سے وفا نہین -

ن - سچ کہتی ہو مغلانی -

م - کم اصل پھر کم اصل ہے چاہے لاکھ کوئی پڑھاوے -

ن - ہے تو ایسا ہی -

م - ہمارا تو اب سلام ہے حضور -

ن - کیون کیون -

م - کلام اللہ کی قسم ہم انکی نوکری نکرینگے

ن - اچھا تا زو کے پاس رہو -

م - ہان یہ مانا -

ن - ہم مہراج بلی کو لکھ بھیجینگے - تنخواہ

ہمسے لو اور رہو وہان - تم نے مصیبت کے وقت ہمارا ساتھ دیا ہے بی مغلانی -

م - اے حضور جان صدقے سے حضور کے نام پر - یہ کیا بات ہے - مگر انکی نوکری کردن تو یا اللہ بڑے بڑے آدمیون کے ساتھ حشر ہو - یہ نہونے کا - سویرے ہی چل دونگی -

ن - ہمسے مل کے جانا -

م - ضرور کیا مجال جو بے سلام کیے جاؤن -

صبح کو بی مغلانی نواب صاحب سے رخصت ہوئین بہت دعائین دین اور کہا تین چار دن کے بعد نازو بیگم صاحب سے ملونگی جیسا کہینگی وہ کرونگی -

نواب صاحب نے بڑے افسوس کے ساتھ اسکو رخصت کیا - اسکے بعد مہری نے جھک کے سلام کیا اور کہا (سرکار مین اب نوکری نکرونگی) حساب کرکے تنخواہ دے دی گئی اور یہ بھی رخصت ہوئی - اسکے بعد سیدانی نے کہلا بھیجا کہ مجھے نوکری کرنی منظور نہین ہے مجھے ہنسی خوشی رخصت کیجیے -

الغرض قمرن کے علاوہ گھر مین دو عورتیں اور رہگئین - ایک مہری اور ایک اندھی چندھی خواص - یہ مہری اس سبب سے رہگئی کہ اب چوری کرنے کا خوب موقع ملیگا کیونکہ قمرن بے فکر اور لاؤ بالی عورت ہے اور خواص کو دن کو اونٹ نہین سوجھتا اور چندھی اندھی خواص اس سبب سے رہگئی کہ اسکو پوچھتا کون - الغرض تمام رات قمرن بے آب و دانہ رہی اور تڑکے اٹھی تو مکان کو سونا پایا -

مہری - دیکھو بیگم صاحب یہ سب حضور کو چھوڑ کے چل دین -

قمرن - (خاموش جواب ندارد) -

مہری - ہجور نمکحرام تھین یہ سب کی سب -

ق - (بے اعتنائی کے ساتھ) ہوگا -

مہری - اور ماما کی کچھ خبر ہے -

خواص - وہ تو رات ہی کو چلی گئی تھین -

راوی - ہم اسقدر لکھنا بھول گئے کہ دو عورتین جو قمرن کے کھانا پکانے کے لیے مقرر تھین وہ یہ رنگ دیکھ کر رات ہی کو چل دین اور بہانہ کر گئین کہ ایک سیدانی کے پاس روپے کے تقاضے کو جاتے ہین - شب کی بھوکی پیاسی - اشتہا کا غلبہ نواب کا پتا نہین - نہ کوئی بات کرنے والا - اپنا نہ پرایا - یگانہ نہ بیگانہ - اور ماما دونون غائب - تھوڑی دیر انتظار کرکے مہری نے نواب صاحب کے پاس کہلا بھیجا کہ حضور آج دو ماماؤن سے ایک بھی نہین ہے کھانے کا کیا انتظام ہوگا وہان سے جواب آیا کہ کھانا باہر پک رہا ہے اور ۱۰ بجے کے قریب باہر سے کھانا آیا - ایک پیالے مین ماش کی دال - ایک کٹورے مین کوئی باؤ بھر قلیہ اور چار کباب اور اچار اور تھوڑے سے میٹھے چاول اور کوئی سیر بھر کی چپاتیان

پہلے قمرن نے کھانا کھایا۔ نصف گوشت دو کباب کسی قدر دال اور تھوڑے سے میٹھے چاول اور تین چپاتیان۔ باقی اُن دونون نے بیٹھ کے کھایا۔ کھانے کے قمرن کوٹھے پر چڑھی اور بازار کی جانب کی کھڑکی سے سیر دیکھنے لگی مگر طبیعت بیقرار تھی نہ کوئی بات کرنے والا۔ نہ بولنے چالنے والا نہ ہنسنے بولنے والا نہ نازو نہ منی جان نہ مغلانی نہ مہری۔ گھر مین سناٹا پڑا ہوا۔ فقط اتم ھی چندھی خواص جو کسی مصرف کی نہین اور ایک مہری جسکو چوری کرنے کے سوا کوئی کام نہین کئی بار کوٹھے پر سے نیچے اُتری اور پھر کوٹھے پر گئی مگر بے چینی کم نہوئی۔

مہری۔ سرکار اوپر ہی بیٹھیے یا نیچے ہی بیٹھیے۔

قمرن۔ (بے اعتنائی سے) ہان ہان۔

خواص۔ آج نیند بڑی آتی ہے۔

مہری۔ آج ہمکو گھر اچھا معلوم ہوتا ہے کاہے سے کہ نہ جھگڑا ہے نہ ٹنٹا ہے۔ اب کھاؤ اور پیو اور چپ چاپ اللہ کا نام لو اور شکر کرکے سو رہو۔

خواص۔ اب انکو تو چہل پہل کی عادت ہے۔

م۔ بُری عادت ہے۔

خ۔ پھر کیا۔ کنواڑے بند کرکے چپ چاپ بیٹھا رہے۔

م۔ جتنا بکھیڑا بڑھاؤگے اتنا ہی بڑھیگا۔

خ۔ اے کیا باتین کرتی ہو۔

م۔ جو لفت (لطف) اکیلے مین ہے وہ کسی مین نہین۔

خ۔ ہان ہوگا۔

م۔ اکیلا سب سے اچھا ہے۔

خ۔ تم معلوم ہوتا ہے اکیلے گھر مین رہی ہو۔

م۔ اور تمھارے گھر مین کوئی سو پچاس ہڑدنگیان ہونگی۔ اپنا اپنا گھر ہے۔

خ۔ جو ہنسی خوشی سے رہنے مین لفت ہے وہ اِس مین کہان کہ اکیلا اُلّو بنا بیٹھا رہے۔

م۔ اچھا تو تم اب اُن ہڑدنگیون کو پھر بلا لو۔

خ۔ ہم کون ہین جی۔

جب قمرن گھبرا کر کوٹھے پر گئی تو مہری نے خواص کو خوب للکارا کہ تم بھی بڑی گدھی ہو۔ سمجھتی ہو نہ بوجھتی ہو اور بیجا باتین واہیات بکتی جاتی ہو اری نادان تب ہم کو جا کے ملتا تھا جب سب کی سب گھر مین رہتی تھین تب ہماری دال بھی گلتی تھی۔ ہم سے تھے کس مین۔ کسو مین نہین۔ ہمین جب پوچھتا کون تھا کوئی نہین۔ اور اب ہم ہی ہم ہین اور سولھون آنے کے مالک اور تم سمجھتی نہین ہو اور اُلٹی پلٹی بکتی جاتی ہو تم سے بڑھ کے بیوقوف بھی نہین دیکھی کہ اپنے بُرے بھلے کا کچھ حال نہین دیکھتین۔ وہ گھر بھرا ہو چاہے اُجڑا ہو ہماری جوتی بیزار کی نوک سے۔ ہم کو تو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔ مردہ بہشت مین جائے چاہے دوزخ مین۔ ہم کو اِس سے کیا مطلب

بلکن ہم تو سناتے تھے کہ کہین یہ سب چلے جائین اور یہین ہم رہجائین - جو چاہو کرو کوئی پوچھنے والا نہین -

خواص نے اسکی تقریر سُنکر کہا - تو ہم مین اور تم مین فرق ہے ہماری کتنے کی سی خاصیت ہے اور تم بلی ہو بلی مناتی رہتی ہے کہ اس گھر کے سب اندھے ہو جائین تو مین مزے مزے چکھون اور کتا مالک کا خیر خواہ ہوتا ہے کہ انکو اللہ اور دے کہ مجھے چھیچھڑے کے عوض دو وقت گوشت ملا کرے -

مہری - لے دور ہو گدھی - خواص کی دم بنی ہی

خواص - تم بھی ایک دن اسی مہری کی طرح سے پٹو گی -

م - واہ ہم یہان سے کچھ بنائے بیچا ئینگے جی

خ - کہین ہاتھ نہ صاف کرتا ہن -

م - لے نہین بہن کچھ چور تو ہین نہین -

خ - نہین تمھاری نیت بد معلوم ہوتی ہے -

م - اسکا حال تو اللہ ہی جانتا ہے -

خ - اللہ تو سب جانتا ہی - تمھاری باتین تمکو دھروائے دیتی ہین کہ گھر مین جو سناٹا پڑ گیا تو بغلین بجانے لگین - اور تم نے اپنے آپ ہی کہا کہ مردہ بہشت مین جائے چاہے دوزخ مین ہمکو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے - اسی سے تمکو حرامی معلوم ہوتی ہے -

م - اچھا ہم نمکحرام سہی -

خ - اے تو لڑتی کیون ہو -

م - اللہ کرے تم دونون آنکھ سے اندھی ہو جاؤ -

خ - ہمکو تو خدا ہی نے اندھا کیا ہے - ٹٹول ٹٹول کے کچھ سوجھا تو کیا - رہا جو کسی کی بدی چاہتا ہے اللہ اسکو بدلا ضرور دیتا ہے -

م - تجھ پر آسمان پھٹ پڑے -

خ - تجھ پر ساتون آسمان ٹوٹ پڑین -

م - تیرا منھ کالا ہو -

خ - تجھے گدھے کی سواری ہو -

م - تیرے بال بچون پر ہمارا صبر پڑے -

خ - تیرے بال بچون کو ہیضہ ہو - سب آج شام ہی تک بلک بلک کے مرجائین -

م - اللہ کرے تیرا جنازہ نکلے -

خ - اللہ کرے تجھے کفن نہ نصیب ہو -

م - مین دست پناہ سے زبان پکڑ کے نکال لونگی موئی بیسوا پاجیون کی پاجی -

خ - آنے دے میرے لڑکے کو - اتنے جوتے پڑواؤنگی کہ ایک بال نہ رہے گا - تو سمجھی اپنے دل مین کیا ہے ری - اتنے جوتے پڑین کہ منھ نہ پہچان پڑے - حرامزادی

قمرن ان دونون کی باتین زینے پر کھڑی ہوئی سرے سے سُن رہی تھی - مگر چپ چاپ - اسکو صاف یقین ہو گیا کہ مہری بدخواہ اور بد طینت اور بد اندیش ہے اور چاہتی ہے کہ اس گھر مین اسکے سوا اور کوئی نہ رہنے پائے کیونکہ اس نے

صاف صاف کہدیا تھا کہ (مردہ چاہے
بہشت مین جائے۔ چاہے دوزخ مین۔
ہم کو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے)
اسکے علاوہ اور بھی بہت سی باتین ایسی
کہی تھین جسسے اس کی بدنیتی اور بدطینتی
ظاہر ہوتی تھی لہذا قمرن کی نظرون سے
گر گئی۔ خواص کی باتین البتہ قمرن کو پسند
آئین اور سمجھی کہ یہ ہماری خیر خواہ ہے۔
اور یہ نہین چاہتی کہ ہمارا گھر اجاڑ ہو جائے
جب مہری اور خواص مین خوب جوتا
چلا تو شدہ شدہ دربان نے نواب صاحب
تک یہ بات پہونچائی۔ وہ سمجھے کہ قمرن ان
دونون سے لڑتی ہے۔ دربان کو حکم دیا کہ
خواص اور مہری کو علیحدہ علیحدہ بلا کر اس
جھگڑے کا سبب دریافت کر کے ہمکو
اطلاع دو۔

دربان۔ (پکار کر) مہری۔ مہری۔
اجی مہری صاحب۔
مہری۔ آئی (باہر جا کے) کیا ہے۔
دربان۔ سرکار پوچھتے ہین یہ غل کیا مچ
رہا ہے کہ باہر تک آواز سنی جاتی ہین۔
اسکا سبب کیا ہے۔
مہری۔ کچھ نہین۔ باتین کرتے تھے۔
دربان۔ اچھی باتین کرتے تھے۔ حرامزادی
اور بیسوا اور کیا جانے کیا کیا گفتگو ہو گئی۔
یہ باتین ہی تھین۔
مہری۔ اجی دنیا کی باتین تھین۔
دربان۔ تم جھوٹ بولتی ہو۔
م۔ جھوٹ بولنے سے ہمین کیا فائدہ۔
دربان۔ سرکار سنینگے تو بہت خفا ہونگے
اچھا تم جاؤ۔ اے بی خواص ذرا یہان تک آ تو
خواص۔ کسے کون بلاتا ہے بھئی۔
دربان۔ سرکار دریافت کرتے ہین یہ غل
کیسا مچ رہا تھا کہ وہان تلک آواز گئی
اور معلوم ہوا کہ خون ہو گیا یہ کیا بات
کیا ہے۔ کس سے لڑائی ہوئی۔
خ۔ اب تمکو ہمارے کہنے کا تو کاہیکو یقین
آئیگا۔ تم حضور سے کہدو کہ خود بیگم صاحب
سے دریافت کر لین۔
دربان۔ آخر کیا ہوا کیا تھا۔ یہ ہوئی
کس سے ؟۔
خ۔ مہری نے کہا کہ ہمین آج یہ گھر اچھا
معلوم ہوتا ہے کہ نہ غل ہے نہ غپاڑا ہے۔
نہ کوئی بولتا ہے نہ چالتا ہے ہم نے کہا۔
ہمکو تو آج سناٹا معلوم ہوتا ہے۔ بس
اتنے پر کہنے لگی کہ تو بیوقوف ہے ری۔
جو سب کی سب ہوتین تو ہمکو کون پوچھتا
ہم نے کہا ہمکو کوئی پوچھے یا نہ پوچھے
اس سے ہم کو کیا مطلب ہے ہم بدخواہی
اس سرکار کی نہ کرینگے جسکا نمک کھایا
ہے بس اسپر لڑنے لگی کہ تیرا جنازہ نکلے
اور تیرے بال بچے مرین اور بس پھر تو
اللہ دے اور بندہ لے۔ ہم نے بھی
پھر جواب دیئے۔

دربان - اب دور ہوگئی ہو اُسپر بھی نہین تسکین ہے -

نخ - تو ہم اسکو کیا کرین -

دربان - کیا واہیات !

نخ - کہ سکتی ہے جی - گالیان دیتی ہے بُرا بھلا کہتی ہے کوئی - کہان تک سہے -

دربان - تو یہی ہم جاکے کہے دیتے ہین -

نخ - بیشک ہم جوابدہی کرلینگے جی -

دربان - سوائے جھگڑے اور دنگے فساد کے کوئی بات نہین - ادھر سرکار رنج - ادھر اپنی چڑ کھودتا - تم دونون بھی نکالی جاؤگی

نخ - پھر اسکو ہم کیا کرین -

دربان نے جاکے نواب صاحب سے کہا کہ حضور معلوم ہوتا ہے مہری اور خواص مین لڑائی ہوئی ہے - کیونکہ مہری نے تو آکے کہا کہ جھگڑا وگڑا کچھ نہین ہوا - آپس مین باتین کرتے تھے) اور خواص کا بیان ہے کہ مہری خوش ہو رہی تھی کہ اچھا ہوا گھر سونا ہوگیا اب ہم ہی ہم یہان ہین ہم کو اپنے حلوے مانڈے سے مطلب ہے - مُردہ چاہے بہشت مین جائے چاہے دوزخ مین - بس یہ فقرہ خواص کو بُرا معلوم ہوا اور اُسنے کہا کہ مہری یہ بدخواہی کی باتین نہ کیا کرو اسی پر آپس مین خوب چلی اور گالی گلوج اور کوسنا ہونے لگا -

نواب - تو آپس ہی کی تو تو مین مین تھی -

دربان - ہان حضور معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے -

نواب - چلو خیر - خاموش رہو - پہرے والون سے کہدو کہ خوب چوکس رہا کرین -

دربان - بڑی چوکسی رہتی ہے خداوند -

نواب - تو یہ مہری کا قصور ہے - بدنیت معلوم ہوتی ہے - وہ دعا مانگتی تھی کہ گھر سونا ہوجائے واہ رہی نمکحرام خدا غارت کرے -

چھ سات روز تک قمرن اسی طرح گھر مین تنہا رہی - صرف ایک مہری اور ایک خواص خدمت کو - باقی اللہ اللہ خیر صلاح - دونون وقت سقہ پانی بھر جاتا تھا اور دو وقت کھانا بھیجا جاتا تھا - اس عرصے مین نواب صاحب نے دو بار قمرن کو شب کے وقت کوٹھی مین بلوا بھیجا مگر اُسنے یہی جواب دیا کہ مین سلیے مہری کے دیکھے کسی سے نہ ملونگی -

ایک بار اُسکی مان نے بھی امامن کو بھیجا مگر قمرن نے امامن سے اور بھی سخت کلامی کی اور کہا کہ اُس بُڑھیا چڑیل کو سمجھا دینا کہ جیتے جی مین اُسکی صورت اب نہین دیکھونگی اور اُس نازو بیسوا سے کہنا کہ جو کبھی پھر آدمی بھیجا تو اُس آدمی کو کھا جاؤنگی اور اُس نازو کو بھی کچا کھا ڈونگی اور اُسکی بوٹیان نوچ نوچ کے اُڑاؤنگی -

الغرض نواب اور نازو اور ضعیفہ اور مہراج بلی سب کے سب اُسکی حرکات ناشایستہ سے اُسکے دشمن ہوگئے تھے اور ایک روز ان سب نے مہراج بلی کے مکان پر بیٹھ کر قمرن کی نسبت یون مشورہ کیا -

ض۔ مین تو اپنے حساب اُسکو مُردہ دن مین
سمجھ چکی ہون۔
نواب۔ علے ہذا القیاس میری تو زندگی
اُسکے سبب سے تلخ ہی۔
مہراج۔ کون! اگر وہ مرجائے تو مین خوش
ہون۔
ض۔ آمین اللہ۔
نازو۔ مین خوش میرا خدا خوش۔
ض۔ اُس کا مرجانا ہی اچھا۔
نازو۔ کیا ہو گیا کم بخت کو۔ ارے
غضب خدا کا ابتک اُسی مہری پر فدا ہے
جسنے یہ سب فساد مچا دیا تھا۔
ض۔ ان کی ماما تھی جسنے جو امامن کو بھیجا
کہ جاکے دیکھو تو سچ مچ کو آنکھی بنی ہوگی تو
کہلا بھیجا کہ اُس بُڑھیا چڑیل سے کہنا
کہ ہم کو کبھی اپنی صورت نہ دکھائے۔ اور
نازو کو صد ہا سُنائین۔
نواب۔ میرا تو کلیجا پک گیا ہے۔ بڑی
غلطی مجھ سے ہوئی۔
نازو۔ یہ مہری کم بخت کہان سے چھوٹ
لگی آئی۔
ض۔ یہی اُسکی قسمتون مین لکھا تھا۔
نازو۔ آپ بھگتیگی۔ کسو کا کیا بگاڑے گی۔
ض۔ بھگت ہی رہی ہی اب اور کیونکر بھگتیگی
نواب۔ ابھی اور بھگتیگی۔ لچھن کہے دیتے ہین۔
ض۔ واہ ری تمرن۔ کیا ہو گیا تجھکو۔
نازو۔ اے ابھی کیا جانے کیا کیا بدا ہی۔

نواب۔ کہان پہونچ کے کیا ہو گیا ہ

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

کس عروج سے کہان گری جاکے کہ اب
گھر مین اکیلی پڑی رہتی ہی۔ افسوس!!!
ض۔ کبھی اِن دونون سے بات چیت
کرتی ہے یا بالکل چپ چاپ بیٹھی رہتی ہی
گونگی بنی ہ؟
نواب۔ سُنا کہ بولتی چالتی کسی سے نہین
ہے گر گو سا کرتی ہے اور خواص سے کبھی کی
ضرورت کی بات کی تو کی ورنہ اوپر سے
نیچے اور نیچے اوپر بس یہی شغل رہتا ہے۔
مہراج۔ قسمت اُسکی کا کیا قصور ہے۔
نواب۔ اور مہری خوب لوٹتی ہی۔ دونون
ہاتھون سے لوٹا کرتی ہی۔ مگر خواص بھلی
مانس عورت ہے۔
نازو۔ تم کل جاؤ ذری۔
مہراج۔ اچھا جاؤنگا۔ دیکھون بکتی کیا ہی۔
نواب۔ وہ اِنسے بھی بدزبانی کریگی۔
نازو۔ اب تم تو غضب کرتے ہو۔
نواب۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔
دوسرے روز منشی مہراج بلی دو گھڑی
دن رہے نواب محمد عسکری کے ہان گئے
اُسی وقت مینہ برس چکا تھا۔ نواب صاحب
کی زبانی معلوم ہوا کہ ابھی ابھی کھانا اندر
گیا تھا۔ یہ بھی پہونچے۔ دیکھا کہ برانڈی
کی بوتل کھلی ہوئی ہی اور ایک گلاس مین

انڈیلے ہوے بی قمرن پی رہی ہین اور
سامنے ارہر کی کھچڑی اور دانے دار گھی
اور بورانی اور گوے کباب اور شلجم
کا اچار رکھا ہی۔ کھاتی جاتی ہین اور چسکی
لگاتی جاتی ہین۔

مہراج۔ مین اچھے وقت پر آپہونچا۔

قمرن۔ (نظر حقارت سے دیکھ کر) دور ہو
میرے سامنے سے۔

مہراج۔ (غصے کو ضبط کرکے) تجھے جنون
تو نہین ہو گیا اے مینہار والی۔ پاجی کی پاجی

قمرن۔ جو ہمکو کہے وہ پاجی۔ اُسکا ہفتاد
پشت پاجی۔

مہراج۔ بہری کی طرح تو بھی پٹیگی۔

ق۔ تو آپ پٹیگا۔

م۔ قضا کھیلتی ہی سر پر کیا؟۔

ق۔ تیرے سر پر قضا کھیلتی ہی۔

م۔ اب سر منڈوایا جائیگا اور جوتیون ہار
گلے مین ہوگا۔

قمرن۔ دیکھنا کیسا اللہ بدلا لیتا ہے تجھ سے
بھی اور اُس نشر خصمی سے بھی۔

خ (حضور اب کاہیکو بات بڑھاتی ہین قمرن
سے) سرکار خاموش رہیے۔ آپ ہی چپ
ہو جائیے۔ اسکے کیا فائدہ ہوگا بھلا۔

م۔ تم کو ابھی اِس چھوکری کا حال اچھی طرح
نہین معلوم ہی اِسکے کاٹے کا منتر نہین ہی۔

ق۔ کھانا حرام کر دیا۔

م۔ مین جاتا ہون۔ تیری صورت نہ خدا
دکھائے۔

ق۔ یہان کسکی جوتی کو غرض ہی۔

م۔ جوتی بیزار کا حال معلوم
ہو جائیگا۔

ق۔ ہو چکا اپنی اپنی خبر لو۔

م۔ ہمارے ہان تیری ایسی تین سو ساٹھ
صبح و شام آتی ہین تو ہے کیا مال۔

خ۔ اے حضور اب بات کو مختصر کیجیے۔

م۔ میری آنکھون مین خون اُتر آیا ہی جی۔

خ۔ اپنی طرف دیکھیے حضور۔

م۔ یہ اور ہمسے زبان ملائے۔

ق۔ تم کہان کے بڑے وہ بنے ہو زمانے
بھر کے بداعمال بدچلن آدمی۔ مین تمکو سمجھتی
کیا ہون۔

خ۔ اے بی بی کیون ہلکان ہوتی ہو۔

م۔ بازاری عورت ہے نا۔

ق۔ بازاری عورت تیرے گھر کی ہونگی۔

م۔ قمرن نکال کے یہ جوتا اسقدر
لگاؤنگا کہ یاد ہی کریگی۔ سور کی بچی الو بلاڈی
فول۔ چماری کا بچہ۔ مادہ خر۔

ق۔ یہ جا کے نواب مونڈی کاٹے کو
سُناؤ جسکے دوست ہو۔ ہم اُسکو اور
تم کو دونون کو کیا مال سمجھتے ہین تم ہو کیا
بیچارے۔

م۔ اچھا کل اسکا جواب دونگا (باہر چلے
گئے)۔

قمرن نے شراب جام مین انڈیلی

اور پی اور اچار کھانے لگی۔

قمرن کا پتا نہین

قمرن۔ میری تو تجھپر جان جاتی ہے۔
مرد۔ چپل جھوٹی۔
قمرن۔ بن تیرے دیکھے چین نہین آتا۔
م۔ سب جھوٹ۔
ق۔ بھلا جھوٹ ہوتا ین یہان کا ہیکو بیٹھی ہوتی۔
م۔ نواب نے نکال دیا ہوگا۔
ق۔ نواب کی کیا اصل وحقیقت ہے۔
م۔ بس بس ہم سمجھ گئے۔
ق۔ (بوسہ لیکر) مین قربان۔
م۔ (جواب بوسہ دیکر) اس شہر مین تو ایسی کوئی نہین جو ہمکو دیکھے اور رال نہ ٹپکنے لگے۔
ق۔ اب ہمارے سامنے نہ کسو کا نام لینا۔
م۔ اوہو تم ہو کون۔
ق۔ ہمنے روپیہ دولت گنا نعمت چھوڑکے تیرا ساتھ دیا ہے۔
م۔ پھر ہم اسکو کیا کرینگے۔
ق۔ ذری ہماری ایک گوئیان کو تو بلا لاؤ۔
م۔ کون گوئیان۔
ق۔ جسکا ہم نام لین۔ جیسے ہمین کسی نے لاکھون روپیہ دے دیا۔ تو جیسے۔
م۔ (بوسہ لیکر) کمرن جانی۔ کمرن نام ہے کہ قمرن نام ہے۔
ق۔ جو تو کہے وہی نام ہے۔

م۔ تمھارا نام قمرن ہی۔ قمرن جان صاحب
ق۔ تو جو چاہے کرے۔ تجھسے ہم ہارے
م۔ ارے ایک تم ہی نہین۔ ہمسے بڑے بڑے ہارے ہین۔ جسنے دیکھا وہ بس مین آ گئی۔
ق۔ اسی کو موہنی کہتے ہین۔
م۔ جو ہو سو ہو۔ عورتون سے ہم کو بڑا لینا ہے۔
ق۔ قسمت کا دھنی ہے تو۔
م۔ ہون تو دھنی ضرور۔
ق۔ کیا جانے کتنی عورتین تیرے بس مین آ گئی ہونگی ان گنت۔
م۔ اسکی کون گنتی ہے۔
ق۔ ایک بات پوچھون بتائیگا۔ منی بھی تیرے بس مین کبھی آئی تھی۔ سچ کہنا۔
م۔ ایک منی لیے پھرتی ہو۔
ق۔ وہ تو قسمین کھاتی ہی۔
م۔ جھوٹی ہے۔ جھوٹون بلا دون۔ تو سچون آئے دوڑی ہوئی آئے۔ دوڑی ہوئی۔
ق۔ بھلا بلا تو۔ ایک بات ہے ہم اسکے سامنے نہونے کے وہ بڑی ایکی ہے۔ ہم اسکو دیکھین وہ ہمکو نہ دیکھے۔
م۔ تم کنوارے کی دراڑ سے دیکھنا۔
ق۔ ہان چپکے چپکے دیکھا کرونگی۔ وہ تو بڑے غرور کی لینتی ہے کہ مین کیا جانون کون ہے کون نہین ہے۔ ہم ایسے لوگ نہین ہین اور کیا جانے کیا کیا بکا کرتی ہی

ایک دفعہ ہم اُسکو یہان اپنی آنکھون دیکھ لین بس۔ ذری اُسکا غرور تو ٹوٹے بہت بڑھ بڑھ کے باتین کیا کرتی ہو۔
مرد۔ اب تو یہ بتا کہ یہان رہیگی یا کہین اور رہا کریگی جو یہان رہے تو ہم ویسا ہی بندوبست کرین۔
ق۔ کچھ سڑی ہو گیا ہو۔ دین دنیا دونون کو چھوڑکے یہان آئی ہون اور تو پوچھتا ہی کہ یہان رہیگی یا نہین۔
م۔ اچھا بس رہا کرو۔
ق۔ مکان تو کوئی لے لے۔
م۔ ہم غریب آدمی ہین۔
ق۔ بیس ہزار کا گہنا پہن کے آئی ہون تو غریب کاہے سے ہے۔
م۔ ہم تمھارا گہنا کیا کرینگے۔
ق۔ تیری اتنی اوقات تو ہے نہین کہ ہمکو کھلا اور پہنا اور اُڑھا سکے۔ اسی کو بیچ۔
م۔ (خوش ہوکر) اچھا سمجھی جائیگی۔
ق۔ یہ سب اب تیرا مال ہو۔
م۔ لے تم جیتی رہو۔
ق۔ ہماری زندگی تو اب تیری زندگی کے ساتھ ہے۔
میری تجھپر جان جاتی ہو بس۔
م۔ اور ہماری تم پر جان جاتی ہو۔
ق۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تمھارے یہان کون کون آئیگا اور کس کس کو تم معتبر سمجھتے ہو جو ہمارا کہنا مانو تو کسی کو اعتبار دار نہ سمجھو کسو کا اعتبار نہ کرنا۔ ہرگز نکرنا۔ نہین تو ہم پکڑے جائینگے اور تم قید ہو جاؤگے۔
م۔ اچھا کوئی نہ آئیگا۔
اِس مرد نے جب دیکھا کہ قمرن اسقدر زیور لے کر آئی ہو اور نقدی بھی پاس ہے تو خوشامد کرنے لگا اور سوچا کہ سونے کی چڑیا پھنسی ہو اسکو خوب ہی پھانسنا چاہیے ایسا نہو کہ یہ ہاتھ سے نکل جائے اور قمرن واقعی سونے کی چڑیا ہی تھی۔ اول تو نو عمر کم سن دوسرے خوبرو اور خوش جمال۔ تیسرے مالدار۔ اب اور کیا ہونا چاہیے۔
م۔ اب ایسا کرو قمرن کہ تمام عمر نبھ جاؤ۔
ق۔ جو اللہ کی مرضی ہوگی تو ایسا ہی ہوگا۔
م۔ ہم تمھارے غلام ہین۔
ق۔ مین خود تیری لونڈی ہون۔
م۔ تمنے ہمارے پیچھے ساری دولت کھو دی۔
ق۔ دولت! راج کہو۔ راج پر لات مار کے آئی ہون۔
م۔ ہان! ہم جانتے ہین۔
ق۔ تیری چاہ مین راج کھو دیا۔
م۔ یہان بھی راج کروگی۔
ق۔ بڑا راج تو یہی ہو کہ تو پاس رہیگا۔
م۔ ہم اپنے کلیجے مین تمکو رکھینگے جی۔
ق۔ دل کو دل سے راہ ہے۔
م۔ یاد ہے جب ہماری تمپر جان جاتی تھی وہ دن یاد ہین۔
ق۔ جھوٹا ہی۔ تو تو کبھی بات بھی نہین

پوچھتا تھا فضلے ۔ جان تو ہماری ہی جاتی تھی
کہ اُس برف والے لونڈے کو بلا لاؤ ۔
اب ناظرین سمجھ گئے ہونگے کہ قمرن
نواب کے ہان سے بھاگ کر فضلے برف
والے کے گھر پہونچی ۔
دوسرے دن سویرے مغلانی اُٹھی تو قمرن
کا پلنگ خالی پایا ۔ سمجھی کہ کوٹھے پر گئی
ہونگی کیونکہ قمرن کا قاعدہ تھا کہ تڑکے
کوٹھے پر جا کر منھ ہاتھ دھوتی تھین اور
نو دس بجے تک وہین بیٹھی رہتی تھین ۔
اور کھانا بھی وہین کھاتی تھین ۔ مغلانی
آدھ گھنٹے کے بعد کوٹھے پہ گئی اور پیچھے
پیچھے مہری بھی گئی ۔ ادھر اُدھر دیکھا
تو قمرن کا کہین پتا نہین ۔
مغلانی ۔ مہری ۔ حضور کہان ہین ۔
مہری ۔ یہین کہین لیٹی ہونگی ۔
مغلانی ۔ لیٹے لیٹے تو اب اُٹھی ہین ۔
مہری ۔ اے حضور کہان ہین ۔
مغلانی ۔ سرکار را ۔
مہری ۔ اُس کمرے مین دیکھو ۔
مغلانی ۔ ہم اِس کمرے مین دیکھتے ہین
تم اُس کمرے مین دیکھو ۔
مہری ۔ کہان چلی گئین ۔
مغلانی ۔ نیچے ہی تو نہین ہین ؟
مہری ۔ کیا جانے کہان ہین ۔
مغلانی ۔ (چوطرفہ ڈھونڈھ کر)
یہان تو نہین ہین ۔

مہری ۔ اور یہان بھی نہین ہین ۔
مغلانی ۔ تو پھر تنزے پر چڑھ کے دیکھو ۔
مہری ۔ (تنزے پر جا کر) اے
کہین بھی نہین ہین ۔
مغلانی ۔ نیچے تو چل کے دیکھو ۔
مہری ۔ ہان ۔ وہین ہونگی ۔
مہری نے نیچے کے کمرون اور
دالانون مین ادھر اُدھر تلاش کی مگر کہین
پتا نہ ملا ۔ مغلانی بھی ڈھونڈھ کے ہار گئی
اب یہ فکر ہوئی کہ نواب صاحب کو اطلاع
دین کہ قمرن جان کا کہین پتا نہین لگتا ۔
دربان سے مہری نے کہا کہ
نواب صاحب کو فوراً یہان بھیج دو ۔
کہنا بڑا ضروری کام ہے ۔ ابھی ابھی
بلایا ہے ۔
دربان ۔ (نواب سے) حضور کو محلسرا مین
یاد کیا ہے اور مہری نے کہا ہے کہ حضور
کو بہت جلد بھیج دو کہ ضروری کام ہے
مگر کام نہین بتایا ہے ۔
نواب ۔ اچھا آتے ہین ۔
دربان ۔ حضور بہت جلدی کا کام ہے ۔
نواب ۔ کہدو کہ آتے ہین ۔
نواب صاحب سمجھے کہ قمرن نے بلایا
ہوگا ۔ وہان جاتے ہین تو مہری بدحواس
مغلانی گھبرائی ہوئی ۔ پوچھا کس نے
بلایا ہے ہمکو ؟
مہری ۔ حضور کیا عرض ۔

مغلانی ۔ سرکار آج ۔

نواب ۔ کیا ! ہمین کس نے بلایا ہے ۔

مغلانی ۔ خداوند لونڈی نے تکلیف دی ہے ۔

ن ۔ مطلب !

مغلانی ۔ حضور آج سویرے سے بیگم صاحب کا پتا نہین ہی ۔

ن ۔ پتا نہین ہی کیا معنی ! ۔

م ۔ سرکار کہین ڈھونڈھے نہین ملتی ہین ۔ اوپر دیکھا نیچے دیکھا سب کہین ڈھونڈھا کہین نہین ملتی ہین ۔

ن ۔ این ! کیا !! یہ کیا ماجرا ہی !!! ۔

مغلانی ۔ سرکار سمجھ مین نہین آتا ۔

ن ۔ اچھا ہمارے سامنے تو تلاش کرو ۔

مہری ۔ حضور اس دالان مین کوئی نہین ہی ۔

ن ۔ ہان اس مین تو کوئی نہین ہی ۔

مہری ۔۔ اچھا اب اِس دالان مین دیکھیے ۔

ن ۔ اسمین بھی سناٹا ہے ۔

مغلانی ۔ اِن دو کمرون مین بھی کوئی نہین ہی

ن ۔ ہان صاف سناٹا ہی ۔ اچھا اِس درمین تو آکے دیکھو ۔

مہری ۔ اس مین بھی کوئی نہین ہی ۔

ن ۔ خالی پڑا ہوا ہے ۔

م ۔ حضور اب اوپر چل کے دیکھیے ۔

ن ۔ کوٹھے پر ہونگی جی ۔

مغلانی ۔ خداوند اللہ کرے ہون ۔

مہری ۔ ہمکو تو حضور اب امید نہین رہی ۔

ن ۔ نہین نہین اوپر ہونگی ۔

کوٹھے پر جاکر دیکھا تو کسی کمرے مین آدمی کا نام نہین ہے سب خالی ۔ اب تو نواب صاحب بھی پریشان ہوے کہ یا خدا یہ کیا ماجرا ہے ۔ کہین پتا ہی نہین ۔ حکم دیا کہ جو کوٹھے اور کوٹھریان بند ہین انکو کھولو اب اِس عرصے مین آغا محمد اطہر صاحب اور منشی مہراج بلی بھی آگئے اور انکو بھی نواب نے اندر بلوالیا ۔ اور افسوس کے ساتھ کہا کہ قمرن کا کہین پتا نہین ہی ۔ ادھر ادھر سے کنجیان آئین ۔ جو کوٹھے اور کوٹھریان مقفل تھین وہ سب کھولی گئین مگر قمرن ندارد ۔

آغا ۔ یہ کیا ہوا یار ۔

ن ۔ عقل نہین کام کرتی ۔

مہراج ۔ مہری یہ سارا تیرا فساد ہی ۔

مہری ۔ ارے صاحب مجھسے تو اچھی طرح سے بات بھی نہین کرتی تھین ۔

مہراج ۔ پھر مغلانی کو معلوم ہوگا ۔

مغلانی ۔ سرکار جو ہمکو ذری بھی معلوم ہو تو ہمارا منھ عقبے مین کالا ہو ۔

ن ۔ کے بجے رات تک تمنے انکو دیکھا تھا ۔

مغلانی ۔ ایسا کوئی ایک بجے تک ۔

آغا ۔ اور تم نے مہری ۔

مہری ۔ حضور آدھی رات کے بعد تک تھین ۔

ن ۔ کوئی آتا جاتا تھا ۔

مہری ۔ پرندہ پر نہین مارتا تھا ۔

ن ۔ پھر یہ کیا ہوا ۔

مہری۔ حضور عقل کام نہین کرتی۔

ن۔ آغا صاحب عقل دوڑائیے بڑا ہی غضب ہو گیا ہے۔

مہراج۔ بیشک۔

مغلانی۔ حضور کوئی دو بجے دھماکے کی آواز آئی تھی جیسے کنوئین مین کوئی شے گری

مہراج۔ اور ہمنے غل نہ مچایا۔

مغلانی۔ کچھ شک تو تھا ہی نہین۔

آغا۔ کنوان اگارنے والے کو بلوائیے۔ جلدی بلوائیے۔

مہری۔ لڑکے ادھر اُدھر ڈھونڈھا تو ہم سمجھے کہ کوٹھے پر ہونگی۔ وہان بھی نہین۔ بس پاؤن تلے سے مٹی نکل گئی کہ یا اللہ دیکھیے اب کیا ہوتا ہے۔ نہ کوٹھے پر نہ نیچے۔

مہراج۔ بھلا گھر مین کوئی مقام ایسا تو نہین ہے کہ جسسے بازار کی جانب کود سکے

ن۔ دیکھو۔ نیچے تو کوئی مقام ایسا نہین ہے۔ مگر کوٹھے پر شاید ہو تو ہو۔

منشی مہراج بلی کوٹھے پر جانے ہی کو تھے کہ آغا محمد اطہر صاحب اور نواب چھٹن صاحب بھی گھبرائے ہوے اندر گھس آئے اور سخت حیرت کے ساتھ پوچھا کہ ارے میان یہ کیا ہوا۔ پہرے والا تو اسمین شریک نہ تھا۔ اسکی اچھی طرح تحقیقات کرو۔ پہرے والے سے دریافت کیا تو اُسنے کہا حضور صبح سے شام تک تو کوئی فنس یا ڈولی نہین آئی۔ کوئی عورت تک نہین آئی اور دن بھر آدمی احاطے اور باغ مین بھرے رہتے ہین اور دو دو پہرے اور اس سب کے علاوہ یہ تو ملاحظہ فرمایئے کہ بڑا پھاٹک بجز گاڑی یا بگھی آنے کے وقت اور کبھی کھلتا ہی نہین۔ یہ ڈولی ڈنڈا کدھر سے جاتا۔ سب پہرے والون سے دریافت فرمایئے دیکھیے کیا کہتے ہین اور پہرے والون نے بھی انکی تائید کی اور سب کو کلی یقین ہو گیا کہ پہرے والون کا قصور نہین ہے آخر کار نواب صاحب کو ایک بات کا کھٹکا ہوا کہ کہین کوٹھے پر سے تو نہین چلی گئی۔ کوٹھے پر گئے تو دیکھا کہ بازار کی جانب جو زینہ تھا اسکا بازار کے رخ کا دروازہ بند ہے مگر کنڈی لٹک رہی ہے۔ ماتھا ٹھنکا کہ اسی طرف سے بھاگ گئی ہوگی کھولتے ہین تو باہر سے بند۔ آدمی دوڑائے تو معلوم ہوا کہ باہر سے مقفل ہے۔ سمجھ گئے کہ شب کو اسی زینے کی جانب سے بھاگ گئی اور باہر سے قفل بند کر گئی۔ اگر کوئی چور دیکھ لیتا تو موس ہی لے جاتا۔

ادھر اُدھر لوگ دوڑائے مگر کہین پتا نہ ملا۔ نازو کو خبر ہوئی تو سر پیٹ لیا۔ ضعیفہ نے سنا تو بہت روئی منی کو بھی سخت افسوس ہوا۔ کئی مہینے اس امید مین گذر گئے کہ شاید قمرن کا کہین پتا لگے مگر بےسود نواب صاحب اپنی حماقت کے سبب سے

صدمۂ عظیم و الم ہوے کہ قمرن ہاتھ سے گئی اور کبھی نازو کبھی مہراج بلی کبھی اور احباب رازدان سے کہتے تھے کہ ہمسے بڑی بیوقوفی ہوئی کہ اس مہری کو ہمنے نکال دیا۔ اگر وہ نہ جاتی اور ہم اسپر سختی نکرتے تو وہ ہرگز قمرن کو گمراہ نکرتی۔ مگر اب کیا ہوسکتا ہے مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلۂ خود باید زد۔

آغا محمد اطہر اور چھٹن صاحب کو انکی اس حماقت پر سخت افسوس تھا کہ وہ کمبخت تو انکے گھرسے نکل گئی اور یہ اُسکا نام لے لے کے روتے اور سر دھنتے ہین۔

نازو انکو کبھی کبھی آکے سمجھاتی اور دل بہلاتی تھی اور اُسکے سببسے نواب صاحب کا غم ذرا غلط بھی ہوتا تھا۔

قمرن کے بھاگنے کے چند ہی مہینے بعد نازو کی بڑھیا بھی ڈھلک گئی۔ اور نازو اب بالکل اکیلی رہ گئی دوسرے تیسرے نواب عسکری یا تو نازو کے پاس خود مہراج بلی کے ہان جاتے تھے یا نازو اور مہراج بلی انکے ہان چلے آتے تھے۔

جب ایک سال کے قریب گذر گیا تو قمرن کی محبت بھی کم ہوگئی مگر دل سے نہین بھولے تھے ایک روز ممن نے بیٹھے بیٹھے کہا کہ قمرن کا خدا جانے کیا حشر ہوا ہوگا۔

بُرے دن جب آتے ہین تو یہی ہوتا ہے۔ تر لقمہ کھانے کو ملتا تھا۔ اچھے سے اچھا پہننے کو۔ زیور سے گوندنی کی طرح لدی رہتی تھی۔ حکومت کرنے کو سب سامان موجود خدمت کو ماخواصین پیش خدمتین مغلانیان مہریان آتو دایہ وہ۔ سواری کو فٹن گاڑی پالکی بروش اودھا فنس سکھپال تامدان۔ مگر بُرے دن آئے اور بس دھر لیے گئے۔ جب قمرن کے بُرے دن آئے تو ایسے گھرسے نکل گئی۔

ع۔ خدا جھوٹھ نہ بلوائے تو چکلی ہی بیٹھتی ہوگی۔ اپنے کیے کا پھل پایا روٹیان لگین نا۔

مسخرہ۔ حضور یہ پلاؤ وہ شے ہے کہ کھاکے ضبط کرنا بڑا مشکل کام ہے۔ یہ باقرخانی اور زردہ اور شیرمال اور یخنی پیٹ مین اُچھلا کرتی ہے۔

ع۔ مگر نازو جان واللہ کسی شریف کے نطفے کی ہے وہ تمہاری لڑکی نہین ہو۔

ممن۔ حضور یہ سچ فرماتے ہین اس مین شک نہین۔ نازو کی شرافت مین کوئی شک نہین ہے۔ اب تک منشی مہراج بلی کے ساتھ بنھا رہی ہو۔

مسخرہ۔ برسون زار زار روتی تھین کہتی تھین کہ قمرن اگر مر بھی جاتی تو رنج تھوڑا تھا مگر یہ کلنگ کا ٹیکا البتہ شاق گذرتا ہے کہ ایک میان کو چھوڑکے دوسرا کیا اُسکو بھی چھوڑا۔

ع۔ پچھتاتی ہوگی اب۔

مسخرہ - پھر اب پچھتائے کیا ہوت ہے کہ چڑیان چگ گئیں کھیت -

ع - کچھ پتا نہ معلوم ہوا کہ کہان بھاگ گئی - کس کے ساتھ چلی گئی اور کس کی سانٹھ گانٹھ سے گئی - زمین کھا گئی آسمان کھا گیا -

ممن حضور اسی مہری کے پھیر مین گئی ہوگی ہمارا دل گواہی دیتا ہے کہ اسی چڑیل کی کارستانی ہے - مارا پڑا کیا - ادھر کا رکھا نہ ادھر کا رکھا - اور مار بھی ڈالا ہو تو عجب نہین زیور کی طمع نے یہ سب کچھ کرایا - مگر قمرن کی عقل بھی واقعی جواب ہی دیگئی تھی - افسوس -

ع - ارے یار یہ ذکر ہی جانے دو -

ممن حضور میان جلو کو حکم ہو کچھ سنائین -

میان جلو نے کچھ متفرق اشعار سنائے -

در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را
افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را

ع - آپ کی ایسی تیسی - ہم تو دو گھڑی غم غلط کرنے کے لیے کچھ سننا چاہتے تھے تم نے وہ الٹی سنائی کہ اور مزاج برہم ہو گیا -

ممن - پاگل تو ہین ہی -

مسخرہ - اپنی نانی کو روتا ہے یہ وادی ان کو -

ممن - جی ہان بڑے دور اندیش آدمی ہین ماشاء اللہ! -

ہے طرفہ تماشا سر بازار محبت
سر بیچتے پھرتے ہین خریدار محبت
اللہ کرے تو بھی ہو بیمار محبت
صدقے مین چھٹین تیرے گرفتار محبت

ع - ممن اگر گانا سیکھین تو خوب گائین -

مسخرہ - خوش گلو آدمی ہے -

جلو - مگر بے اصولے -

ع - عجب پاگل آدمی ہو - مین تو خود کہتا ہون کہ اگر ممن گانا سیکھین تو خوب گائین آدمی خوش گلو ہے مگر ناواقف - اصول سے واقف نہین ہے -

ممن - بے اصولے کی کیا کہی ہے - ہم کیا گویے ہین یا گانے کی روٹیان کھاتے ہین بے اصولے ہونگے تو تم اور بے وارہو تو تم جنگلی روٹیون کا وار وار لگانے پر بے ہکو کیا - ہمارا یہ پیشہ نہین ہے - ہان شوقیہ گا لیتے ہین -

جب دربار برخاست ہوا تو نواب صاحب نے ممن سے کہا کہ بھئی قمرن کا کچھ تو پتا لگاؤ - اتنا تو معلوم ہو جائے کہ وہ کس کے بھیجے مین گئی ہے بس اور ہم کچھ نہین چاہتے ممن نے کہا حضور تو کل اور پرسون کی چھٹی دیجیے اور کچھ خرچ کو دلوا دیجیے - تو انشاء اللہ کوشش کرون -

نواب صاحب نے بارہ روپیہ فوراً دلوا دیے میان ممن روپیے لیکر خوش خوش روانہ ہوے - اور سوداگر کی دکان سے ایک بوتل رم کی لائے اور ایک دوست کے ہان جا کر کباب منگوائے اور تمام شب کھانے پینے اور عیش و نشاط مین رہے صبح کو عمدہ عمدہ کھانے پکوائے الغرض

دو دن خوب جشن کیا اور خوب بادہ نوشی کی تیسرے دن شام کو ایک شخص کو چٹھی پڑھا کرنے گئے نواب صاحب کی خدمت مین آداب بجا لائے اور کہا پیرومرشد میر صاحب نے عنایت فرمائی ہیں کچھ تخلیے مین عرض کرنا ہے اسی وقت تخلیہ ہوگیا صرف ممن اور میر صاحب اور نواب

ممن۔ حضور کچھ تو پتا لگا ہے۔ مگر افسوس ہے کہ پہلے ہم لوگون نے اسکا کچھ تدارک نہ کیا ورنہ گرفتار کر لیتے جناب میر صاحب بیان کیجیے۔ آپ خود ہی فرمائیے۔

میر۔ پیرومرشد کیا عرض کرون۔ پہلے سے ذرا بھی نہ معلوم تھا ورنہ یہ کاہیکو ہوتا مگر اب تو وقت ہاتھ سے نکل گیا۔

نواب۔ ہان کیا بات ہوئی۔ آپ خوب سے واقف۔

میر۔ حضور میری سسرال کے پڑوس مین ایک مہری رہتی تھی۔ تو ہم شام کو ہر روز بلاناغہ سسرال جایا کرتے تھے ہمارے ساڑھو نوکر ہو کر عظیم آباد گئے ہین۔ تو اپنی سالی کے پاس مین جایا کرتا ہون۔ ایک تو سالی۔ دوسرے ہمارے گھر کے لوگون سے ایسا انس ہے کہ بہنون بہنون مین کم ہوگا اور اس سب پر طرہ یہ کہ ہماری سالی بڑی شوخ اور چلبلی ہین اور کمسن عورت اور بلا کی حسین۔ تو دو گھڑی ہان جا کے ہنستے بولتے اور چہل کرتے ہین مہری اُنکے گھر بہت آیا جایا کرتی تھی اور سنتے ہین خدا جانے جھوٹ ہے یا سچ ہے کہ کبھی کبھی ہماری سالی صاحب کو ہوا بھی کھلا لایا کرتی تھی۔

راوی۔ اس فقرے پر نواب صاحب ذرا حیرت ہوئی کہ سالی کی نسبت یہ کلمہ اُسکی زبان سے کیونکر نکلا مگر یہ نواب صاحب کی غلطی تھی جب انھون نے اپنی سالی کے حسن و جمال اور شوخی و چستی کا حال بیان کیا تھا جبھی سمجھ لینا تھا کہ یہ اس فن کے آدمی ہین۔

میر۔ خیر تو حضور والا مین اس مہری سے بھی چہل کیا کرتا تھا کہ مہری صاحب اگر ہم آپکے سامنے اپنی سالی کا بوسہ لین تو آپ بگڑ تو نجائیے گا وہ کہتی تھی واہ بگڑنے کیون نہین۔

نواب۔ تو معلوم ہوتا ہے یہ وہی مہری ہے بڑی بڑھی ہوئی تھی بدکارہ۔

ممن۔ حضور اسی کی سازش تھی کھلی ہوئی اسی کی سازش تھی مگر افسوس صد افسوس۔

میر۔ بس قبلہ اس مہری کی صحبت مین ہماری سالی صاحب بھی کلیلون پر تھین۔ ایک دن مہری کو ہمنے وہان نہین دیکھا معلوم ہوا کہ کسی نواب کی ڈیوڑھی پر گئی تھی وہان نوکر ہوگئی پانچوین چھٹے دن دو گھڑی کے لیے آجاتی تھی۔ کبھی ہمسے ملاقات ہوتی تھی اور کبھی نہین

ہوتی تھی۔ ایک دن جو جاتا ہون تو ہماری سالی نے کہا مہری نوکری چھوڑ آئی اور ایک بہت بڑی رقم کہین سے لائی ہو۔

ممن۔ ابھی آپسے اور مہری سے ملاقات نہین ہوئی۔

میر۔ جی نہین۔ رقم کا نام سنا تو بندۂ درگاہ کو خواہش ہوئی کہ بہ بینیم کہ کرا آورد۔ است مہری کو ہماری سالی نے آواز دی اور بلایا۔ مہری نے کہا ہم آپکے گھر نہ آئینگے آپ تو ایک مردوے کو لیے بیٹھی ہین۔

ممن۔ مردوا کون ؟

میر۔ ہماری نسبت کہا۔ مذاق مین کہا خیر ہمنے آواز دی کہ مہری صاحب سلام۔ بولی سلام نہین قبول ہوتا۔ آج ہمارے دماغ آسمان پر ہین۔

ممن۔ وہ تو ہوا ہی چاہین۔

میر۔ ہمنے کہا آپکے دماغ آسمان پر تھے کب نہین کہ آج ہین۔ ذرا یہان تک آؤ تمھین ہمارے سر کی قسم بس وہ چمکتی ہوئی آئی اور بندگی کرکے بیٹھی۔ ہمنے پوچھا کہو اب کہان نوکر ہو۔ آہستہ سے بولی میان اب تو ہمارے پاس وہ رقم ہے کہ ہم آپ دو دون کو نوکر رکھ لین ایسا کھرا مال ڈھونڈھ کے لائی ہون کہ دیکھو تو پھڑک جاؤ۔ لکھنؤ مین تو اس صورت اور شکل کی دوسری پیدا نہین ہوئی ہے اور جگہ کی نہین کہہ سکتی۔ مرد تو مرد ہم کہتے ہین عورت تک دیکھے تو جی خوش ہو جائے وہ چیز لائی ہون مینے اصرار کیا کہ مجھے بھی دکھا دو تو اسنے جا کے کہا کہ ہمارے ایک ملاقاتی تمکو دیکھنا چاہتے ہین پس اسپر وہ عورت بگڑ گئی کہا ہم اسلیے نواب کے گھر سے نہین نکل کے آئے ہین کہ ادھر ادھر مارے مارے پھرین۔ بلکہ اس لیے بھاگ کے آئے ہین کہ جسکو ہم کہین اسکو بلا دو۔ آخرش مہری نے ہمین کوٹھے پر چڑھا دیا اور اپنی سالی کے دو منزلے سے ہم نے مہری کے مکان مین جھانکا تو جان نکل گئی ایسی صورت کبھی کاہیکو دیکھنے مین آئی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بڑے غرور سے اٹھی اور مہری کو برا بھلا کہتی ہوئی کمرے کے اندر جا کے بیٹھی۔ مگر ہماری دال نہ گلی دوسرے دن مہری اور وہ دونون کیا جانے کہان غائب ہوگئین۔ ہمنے لاکھ پتا لگایا مگر پھر پتا نہ چلا کہ کہان گئین اور کہان نہین گئین۔

نواب۔ تو یہان تک تو پتا لگا کہ مہری کے ساتھ تھی۔

ممن۔ صاف ظاہر ہے حضور۔ اور یہ تو ہم لوگ پہلے ہی سے سمجھ گئے تھے۔ اسنے کیا جانے کیا سبز باغ دکھایا کہ بس اس کے بس مین آگئی۔

میر۔ مکان تک اس مہری نے چھوڑ دیا ورنہ ہم اپنی سالی کے ذریعے سے اسکو راہ پر ضرور لے آتے۔

راوی۔ سالی کے لیے کیا اچھا کام تجویز ا تھا
نواب ۔ اب میان ممن تمھاری کاریگری مین بٹا لگا جاتا ہے اتنا پتا لگگیا ہے اب تلاش کرنا تمھاری راے پر ہے ۔ اور تمھاری کوشش پر۔
ممن ۔ حضور جو اتنا پتا ملا ہے تو اور بھی ملے ہی گا جاتا کہان ہی چور۔
میر صاحب اور ممن سے نواب نامدار بہت خوش ہوے اور ممن سے بڑے بڑے وعدے کیے کہ اگر پتا لگا دو تو تمام عمر مرہون منت رہون۔ میان ممن نے بھی للو پتو کی باتین کین کہ۔ حضور کیون غلام کو کانٹون مین خواہ مخواہ گھسیٹتے ہین ۔ اگر جان تک حضور کے کام آئے تو واللہ دریغ نہ کرون یہ کیا بات ہے ۔ یہان خود اُس دن سے مارے غصے کے کھانا پینا حرام ہی اگر پھری مل جائے تو پھر دل لگی ہے ۔ اپنا اُسکا خون ایک نہ کیا ہو تو سہی۔ انگریزی ہے تو کیا ہوا ابھی ایسے گئے گذرے نہین ہین بچڑ کے چھوٹتے پہلے تو گن کے اک دو سو لگاؤن اور ایک گنون اور پھر کوٹھری مین بند کرکے بھوکا رکھون ۔ کھانا پینا سب بند۔ سسک سسک کے جان جائے تو سہی میر صاحب نے بڑا افسوس کیا کہ اگر مجھے اِس بات کا علم ہوتا تو آپ کو کاہیکو اتنی پریشانی ہوتی۔ دیوار سے دیوار ملی ہوئی ۔ ایک پھلانگ مین ادھر سے اُدھر ہو جاتا اور اُدھر سے ادھر۔ اور محلہ ایسا کہ چاہو کسی کو کاٹ بھی ڈالو تو کوئی کانون کان خبر نہو۔ اور پھری ایک مشہور ولالہ ہے۔ یہ حضور نے اِسکو نوکر کیونکر رکھ لیا ہمین بھی تعجب ہے۔
دو تین دن تک انکی گرم بازاری رہی چوتھے روز میان ممن نے ایک فقرہ اور چست کیا۔ ایک لالہ کو پھانس لائے اور انکو دو ایک گھنٹے تک خوب پٹی پڑھا دی کہ یہ کہنا اور وہ کہنا ۔ وہ اُسسے بھی فقرہ بازی مین دو ہاتھ بڑھا ہوا تھا۔ جو جو ممن نے سکھا دیا فر فر یاد کرلیا اور کہا اِس صفائی کے ساتھ بیان کرون کہ مرقع کھینچ دون معلوم ہو کہ کوئی داستان گو امیر حمزہ کی داستان پڑھ رہا ہی۔ انکو لیکر میان ممن نواب کی خدمت مین پہونچے اور کان مین عرض کیا کہ لیجیے حضور دور تک کا پتا مل گیا ہے لالہ صاحب بیان فرمائیے یہان کوئی غیر نہین ہی۔ لالہ صاحب نے یون روایت بیان کی۔ حضور مین کھیری گڑھ ضلع لکھیم پور کھیری کی جانب گیا تھا تو وہان غلام ایک سراے مین جو اثناے راہ مین واقع ہے فروکش ہوا ۔ میری کوٹھری کے قریب ایک کوٹھری مین جو بہت صاف ستھری تھی ایک شخص آن کے ٹکا ۔ اُسکے ساتھ ایک رتھ تھا اور دو گھوڑے ۔

ایک سمند سیاہ زانو دو رکا ہے گھوڑا جسپر وہ
خود سوار تھا اور دوسرے گھوڑے پر جسکا
رنگ شرغہ تھا اسکا ایک ملازم مسلح سوار
تھا۔ اور رتھ مین پردہ پڑا ہوا جس سے
معلوم ہوا کہ کوئی پردہ نشین اس مین جلوہ گر
ہے۔ ڈولیون پر دو مہریان اسکی خادمہ
تھین۔ اور بہنگیون مین اسباب تھا۔ جب
رتھ سرا مین داخل ہوا تو اس کوٹھری کے
پاس پردہ کرایا اور سواریان اتریں۔
اس مین دو عورتین ایک خادمہ اور دوسری
ایک زن چاردہ سالہ زرد رنگ کا پیشمیر
پہنے ہوے جھمکڑا دیتی ہوئی سواری سے نہان
نکل گئی۔ پیشمیر سے جسکو شاید پیشنبیر کہتے
ہین سمجھا کہ ہندنی ہے اور خادمہ بھی ایک
ہندنی تھی مگر مہریان دونون مسلمان
مرد شکل صورت اور وضع قطع سے نہ
مسلمان معلوم ہوتا تھا نہ ہندو۔ بھٹیاری
کو بلا کر مین نے پوچھا کہ کیون بی بھٹیاری آج
تو خوب مالا مال ہو جاؤ گی اور مراد دلی پاؤگی
کہ ایک رتھ اور دو گھوڑے اور اتنے
آدمی اور رئیس آکے یہان ٹکاے۔ اسنے
ہنسکر جواب دیا کہ رئیس سمجھکر مین نے کرایہ
چکانا نامناسب سمجھا۔ جو دلمین آئیگا دیدینگے
مین نے کہا تم چلکے رئیسہ سے ملو تو سہی
دیکھو کون ہین اور کہان سے آئی ہین۔
ایک جھپ سے تو مین نے بھی دیکھ لی ہے عورت تو
جوان اور خوبصورت معلوم ہوتی ہے

بھٹیاری مسکرائی اور بولی کہ تم مرد لوگ
بڑے برے لوگ ہوتے ہو مگر تم نے
جو تعریف کی تو ہمارا بھی جی چاہتا ہے کہ
چلکے دیکھین یہ کہکے بھٹیاری اس
مکان مین گئی۔ پہلے آدمیون نے روکا
مگر جب معلوم ہوا کہ سرا کی بھٹیاری ہے
تو جانے پائی۔ وہان سے گھڑی بھر کے
بعد آئی تو مسکراتی ہوئی۔ پھولون گندھی
اور بدن مین عطر کی بو باس اور ہاتھ
مین ایک گلدستہ۔ مین نے کہا اہا ہا
اس وقت تو آپ بڑے ٹھسے سے
آئی ہین۔ عطر کی باس سے تمام سرا
مہک گئی ہے اور گلوری بھی خوشبودار
کھائی ہو۔ گلدستہ بھی ہاتھ مین ہے۔ ہنسکے
بولی آپ ٹھیک کہتے تھے۔ اس کوٹھری
مین جو گئی تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ چاند نکل
آیا ہے۔ مین نے آج تک کوئی عورت اس شکل
صورت کی دیکھی نہین تھی۔ اور
ابھی بالکل بچہ ہے بہت ہو کوئی پندرہ
برس کی ہوگی۔ اس سے زیادہ نہین
ہو سکتی۔ ساری پہنے ہوے ہین مگر
واہ رے حسن ایسی حسن دار تو دیکھی
نہ سنی۔ اپنے ہاتھ سے گلوریان بناکے
مجھے دین۔ عطر ملا۔ چلتے وقت
گلدستہ دیا۔ ایسا مزاج بھی کم ہوگا
جب مین نے اسقدر تعریف سنی تو میری کچھ
زیادہ ہستی تو طبیعت بے قابو ہو گئی اور

ان مہریون کو مین نے گانٹھا - جب اوپر آگئین اور میرا کلمہ پڑھنے لگین تو بندۂ درگاہ نے پوچھا کہ تمھاری کون ہین اور کہان سے آئی ہین اور یہ رئیس کون ہے اور یہ اسکے ساتھ کیون آئی ہے - کیونکہ اگر انکا میان ہوتا تو شب کو باہر کیون سوتا اور میان بیوی کا سا انکا انکا برتاؤ بھی نہین ہے - انھون نے بیان کیا کہ یہ ہماری بی بی کو بھگا لائے ہین اور یہ ایک نواب کے گھر پڑ گئی تھین - اور لکھنؤ مین انکا مکان ہے - اب یہ شخص انکو بھگا لایا ہے اور پہاڑ کی طرف کوئی راجہ ہین انکے واسطے لیے جاتا ہے - وہان شاید تین سو ٹھہرے ہین تین سو کا نام سنکر مین نے کہا ہم چار سو دینے کو موجود ہین یہی سوچا تھا کہ حضور کے نام تار بھیجونگا اور تحفے کے طور پر پیش کرونگا وہ لوگ چار دن تک ٹکے رہے اس عرصے مین بندے نے انسے راہ و رسم بڑھایا مگر جو شخص بھگا لایا تھا اسکو جو مین نے دیکھا تو بڑا تیکھا پایا - جرأت نہ ہوئی کہ اس سے کچھ کہ سکون - مہریون ہی سے گفتگو رہی - مگر انکی بھی دال نہین گلتی تھی

ایک دن پھر بندۂ درگاہ نے اس پری کے رخ انور کی جھلک دیکھ لی مین کیا عرض کرون حضور - اس مین کوئی شک نہین کہ بس حضور کے قابل تھی - خدا جانے کس راجہ کے واسطے لیے جاتا تھا -

مگر مہریان کہتی تھین کہ یہ وہان رہینگی نہین کیونکہ جون جون جنگل کی جانب بڑھتی جاتی ہین وحشت کو بھی ترقی ہوتی ہے اس کوہ مین انکا قیام محال ہے - یہ شہر کی رہنے سہنے والی عورت دن رات چہل پہل جنگل مین بھلا انکا کیا جی لگیگا - یہ جنگل مین رہنے والی اسامی نہین ہین - ان کو خواصین چاہیین پیش خدمتین چاہیین - ماما چھوچھو کھلائی - دوا یہ وہ جب کھچاکھچ بھرکے عورتین گھر مین ہون تب کہین انکا دل بہلے اور یہان جنگل کی جنگلی عورتون مین تو انکو اور بھی وحشت ہوگی وہ بات کرنا کیا جانین - انکی شستہ و رفتہ تقریر یہان گنواری گفتگو - مین بہت خوش ہوا کہ خدا کرے یہان سے بھاگ جائے - گھبرا کے بھاگے تو بندہ راستے مین چٹ غٹو کرے اور حضور کے محل معلی مین لائے اور پیشکش کرکے تمام عمر کی روٹیون کا سہارا کرے مگر اتفاق سے

قسمت تو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جا کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

ایک روز بس لدپھند کے چل دیے بندۂ درگاہ شکار کو گئے تھے وہان سے لوٹ کے آیا تو سناٹا -

نواب - ارے! لاحول ولا قوۃ!! غضب ہوگیا بھئی -

ممن ۔ لاحول ولا قوۃ ۔

لالہ ۔ چہ گویم جناب ۔ سر مین درد پیدا ہوگیا ۔ دل کراہنے لگا انتہا کا افسوس ہوا کہ غضب ہی ہوگیا ۔ ع

دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہگیا

نواب ۔ لوگون سے پوچھا تو ہوتا ۔

لالہ ۔ حضور کسی سے کچھ نہ کہا ۔ کسی کو اپنے سفر کا حال ہی نہ بتایا ۔ چوٹٹون کی طرح نے بھاگے جیسے چور بھاگتے ہین خدا جانے کس رخ نکل گئے ۔

ممن ۔ وہان جنگل مین کون جانے کدھر گئین ۔

لالہ ۔ اِس طرح پر بھاگ جانے سے ہریون کا قول اور بھی سچ نکلا کہ واقعی بھگا ہی لایا ہوگا اور اس مرد اور عورت مین جو برتاؤ ہوتا تھا اُس سے بھی پایا جاتا تھا کہ وہ اِسی غرض سے لیگیا تھا کہ کسی کے ہاتھ بیچ ڈالے ۔

نواب ۔ بس کیا خوب شعر پڑھا ہے کہ ؎

قسمت تو دیکھنا کہ کہان ٹوٹی جاکمند
دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا

بس ہماری حالت اسی شعر کے مصداق ہے ۔ ع

دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہگیا

لالہ ۔ ہماری بدقسمتی اور بدنصیبی ۔

ممن ۔ خدا نے چاہا تو انشاء اللہ ڈھونڈھ ہی نکالونگا ۔

لالہ ۔ خدا ایسا ہی کرے ۔ یا خدا تو ایسا ہی کر

ممن ۔ کھیری گڈھ ضلع لکھیم پور کھیری تک تو ہم نہین گئے تھے مگر سیتاپور تک ہو آئے ہین

میان جلو بھی یہ تقریر سن رہے تھے اور ہان مین ہان ملاتے تھے جب لالہ صاحب رخصت ہونے لگے تو نواب محمد عسکری صاحب نے چپکے سے کہا کہ (انکو دو اشرفیان بطریق انعام دے دو ۔ اور انکے ساتھ جاؤ اور خوب سمجھاؤ کہ اگر کچھ بھی حال اور معلوم ہو تو ضرور بتادین) ۔

ممن ۔ بہت خوب حضور ۔

لالہ ۔ تو غلام آداب عرض کرتا ہے ۔

نواب ۔ بندگی ۔ پھر کبھی تشریف لائیے ضرور آلیجیے گھر آپ کا ۔ ع

کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست

لالہ ۔ حضور کی پرورش ۔ غلام کو اِس سے بڑھ کر فخر کیا ہوگا کہ حضور کے دربار مین حاضر ہوا کرے ۔

میان ممن نے دو اشرفیان تحویل سرکار سے لین اور دو روپئے اپنے نام لکھوائے اور لالہ کو لیکر روانہ باشند ۔

اب نواب صاحب اور میان جلو اکیلے رہگئے ۔ تن تنہا تو نواب نے کہا یا جمال الدین آج جی چاہتا ہے کہ تمکو خوب رنگین آج مے نوشی کو بہت جی چاہتا ہے ۔ جلو نے کہا حضور پھر ۔ ع

در کار خیر حاجت ہیچ استخارہ نیست

شغل کیجیے ۔ غلام بھی شریک ہے ۔

خدمتگار کو حکم ہوا کہ برانڈی کی بوتل لاؤ اور سوڈا اور برف اور دو ٹمبلر اور کچھ کھانے کو لاؤ۔ خدمتگار نے حکم کی تعمیل کی اور دور چلنے لگا۔ اور دونوں نے خوب لنڈھائی۔

نواب۔ یار خدا ہمکو اس کام مین سرخرو کرے۔

جملو۔ حضور خدا مسبب الاسباب ہے۔ ع۔

شاید کہ ہمین بیضہ برآورد و بال

نواب۔ مطلب برآری ہوگی یا نہین۔

جملو۔ مطلب برآری ہو جائیگی حضور۔ اطمینان رکھیے۔

نواب۔ انشاء اللہ ابکی مار لیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

ج۔ خداوند نیازمندون کا حق ضرور یاد رہے سرکار۔

ن۔ اجی مالامال کر دونگا۔

ج۔ اے خدا حضور کو سلامت اور بر شاد رکھے آمین۔

ن۔ مجھے کوئی وعدہ خلاف سمجھے ہو صاحب جس سے جو وعدہ کیا وہ پورا کر دیا یہ کیا بات ہے۔

ج۔ ہان حضور کیا غلام کوئی نیا یا ناواقف آدمی ہے۔

ن۔ پتا لگنے دو۔ اُس ملعون کو جو بھگا لیگیا ہے کھود کے دفنا دون اور قمرن کو بھی وہ سزا دون کہ تمام عمر یاد کرے بھولے نہین کہ کسی سے سابقہ پڑا تھا۔

ج۔ اسمین کیا فرق ہے حضور کو خدا نے رئیس کیا ہے۔ جو چاہیے کر گذریے کون مشکل بات ہے۔

ن۔ ایک کو دفن۔ ایک کو سزا اور ایک کو انعام۔

ج۔ مین سمجھ گیا خداوند۔ دفن تو اس بچہ شمر کو۔ اور سزا اس زن کو اور انعام غلام زر خرید کو۔

ن۔ خلعت ہفت پارچہ لو۔ روپیہ لو۔ سواری لو۔

ج۔ حق تعالیٰ عمر طبعی کو پہونچائے۔ آمین یا خدا آمین۔ ع۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

ن۔ حضور اسکو تو کسی حیلا دے کے سپرد کر دین کہ اندھیرے آجائے چھری بھونک دے اور اس زن کو پابجولان۔

راوی۔ اچھی صلاح دی۔ جس مین حبس دوام بعبور دریائے شور ہی ہو ایک کی جان لین۔ ایک کو قید کرین دونون سنگین جرم۔ مشیر بھی اچھے ملے۔

وزیرے چنین شہریارے چنان
جہان چون نگیرد قرارے چنان

ن۔ سخت بدنام ہوا اس کمبخت عورت کے سبب سے مگر جاتی کہان ہے خدا نے چاہا تو جو بھگا لیگیا ہے اُسکو تو اُسی جگہ قتل کرون اور قتل کر کے اُسی جگہ دفنا دون اور ببول کا درخت نشانی کے لیے لگا دون اور سورونکا خون چھڑکون

اور اس عورت نابکار کو پابجولان کردون
پس یہی ترکیب خوب ہے -
راوی - پسند آگئی - میان جلو کی صلاح
پسند آگئی - تھوڑی سی اور پی لیجیے -
ج - غلام تو صلاح نیک ہی دیگا - صلاح
معقول مید ہم شما را کہ نہ -
ن - میدادی - نیک دادہ - بلکہ نیک و بسیار
ج - دعا گوی دولت ام - و غلام ہم ام -
و بندۂ خدامی ہستم -
ن - (نشے مین) کوئی ہو - دفنا دے -
بس قتل کر ڈالا اب دفنا دے - اسیے
دفنا دے مردک -
خدمتگار - اے حضور کسکو دفنا دون -
جلو - کہا مانا کرو بھائی جان -
راوی - یہ اُنسے بھی بڑھ گئے -
خدمتگار - تو کسکو دفنا دون - کیسے آپ کو
دفنا دون اور تو کوئی مجھے یہان سوجھتا
نہین ہے -
ن - اچھا جاؤ قتل کرکے نہ دفناؤ -
جلو - بھائی مالک کا حکم مانو -
خدمتگار - (ہنستے ہوے) پھر اچھے تو آپکا
گور کفن ہو جاے ابھی ابھی آپ تو خود نشے
مین چور ہین آپسے کون اسوقت گفتگو کرے -
جلو - آپ تو ناحق خفا ہوتے ہین - ہمنے
تو ایک سیدھی سی بات کہی کہ بھائی صاحب
مالک کا تو حکم ہے کہ دفنا دو تمکو اس مین
کیا عذر ہے مگر تم تخمین کرتے ہو -

ایک شاخ شانہ نکالتے ہو -
خدمتگار - (ہنستے ہوے) بہت اچھا -
اتنے مین چھٹن صاحب تشریف لائے
دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ دونون کو چڑھی ہوئی ہے
نواب - آؤ بھائی چھٹن صاحب - ہم کو
اِس خدمتگار ملعون سے شکایت ہے -
چھٹن - کیون میان یہ کیا بات ہے جی -
خدمتگار - حضور آپ سرکار ہی سے دریافت
کرلین -
چھٹن - کیا قصور ہوا بھئی -
نواب - اِک چھوٹی سی بات ہے بھائی
صاحب من -
جلو - بہت ہی چھوٹی سی -
نواب - اور اس سے بھی چھوٹی -
جلو - جی بس خفیف سمجھیے -
چھٹن - (ہنستے ہوے) آخر وہ چھوٹی
بات یا چھوٹی سی بات یا خفیف مین بھی
تو سُن لون -
جلو - اجی خفیف بات ہے -
نواب - ہم پوچھتے ہین کہ خدمتگار ہمارا
حکم کیون نہ مانے وجہ - آخر نوکر تو ہمارا
اور کہنا نہ مانے ہمنے حکم دیا ایسی بات ایسی
ہو اور وہ اُسکی تعمیل نہ کرے - ایسی تیسی
اُسکی -
جلو - نہین صاحب - ایسی تیسی نہین -
ایسی کی تیسی اور تیسی کی ایسی بھی کہہ
سکتے ہو -

چھٹن ۔ (خدمتگار سے) آج بہت پی ہو گیا
خدمتگار ۔ آج میان جملو صاحب اسپنے
آپے مین نہین ہین ۔

نواب صاحب کو نشہ اسقدر تیز تھا کہ بیہوش ہو گئے نواب چھٹن صاحب نے انکے سر کے نیچے تکیہ رکھدیا اور اُدھر خود مصروف میکشی ہوے ۔ مگر جملو کو نہین پینے دی ۔

اسیی روز شب کو بیگم صاحبہ کی طبیعت ایسی ناساز ہو گئی کہ رات ہی کو طبیب اور ڈاکٹر بلوانے پڑے ۔ اور اُنکے کل احباب کو اطلاع دیگئی اور منشی مہراج بلی اور آغا محمد اطہر اور نواب چھٹن صاحب اور ممن سبکو آنا پڑا ۔ کئی روز تک طبیعت جادۂ اعتدال سے منحرف رہی اور سب احباب تو دن رات انھین کی کوٹھی مین رہتے تھے مگر منشی مہراج بلی صاحب تو دس بجے دن کو کھانا کھانے اور نہانے کے لیے اپنے گھر چلے جاتے تھے ۔ آخرکار طبیعت خدا خدا کرکے ٹھہری اور ڈاکٹرون نے نواب صاحب کو اطمینان دلایا کہ اب فضل الٰہی ہی ۔

ہفتے عشرے کے بعد ایک روز نازو جان اپنی مہری سے باتین کر رہی تھین کہ بیگم صاحب نے اکیے بڑی بیماری اُٹھائی ہمین اندیشہ تھا اور ہم دعا مانگا کرتے تھے کہ اللہ کرے بیماری جلد دور ہو ۔ بارے شکر ہے کہ اب فضل الٰہی ہی ۔ یہ گفتگو ہو رہی کہ منشی مہراج بلی آگئے ۔

خاتمہ !!!

مہراج ۔ نازو جان تم کو نواب صاحب نے ایک جگہ بلوایا ہے (آہ سرد بھر کر) گاڑی بھی بھیجی ہی ۔

نازو ۔ مین بھی تیار ہون مگر آج اس جلتی بلتی لو مین کون کام ہی ۔ ہم تو جانتے ہین ذری دیر اور ٹھہر جاؤ ابھی تو بڑی گرم ہوا چلتی ہے ۔

مہراج ۔ بڑا ضروری کام ہے ۔ گاڑی کے دروازے بند کر لینگے خس کے پردے پڑے ہین تر کر لینگے ۔

نازو ۔ تم اسوقت گھبرائے ہوے اور پریشان سے کیون ہو

مہراج ۔ پیاس بہت لگی ہی ۔ گلا خشک ہے ۔

نازو ۔ لے تو پانی پیو ۔ کیا آدمی ہو ۔

مہراج بلی نے برف کا ٹھنڈا ٹھنڈا پانی ایک کٹورا بھر کے پیا اور اصرار کیا کہ نازو جان جلد چلو ۔ نازو تیار ہوئین ۔ پردہ کرا دیا گیا ۔ دونون گاڑی پر سوار ہوے اور چلے تو راستے مین نازو کو اس سبب سے پریشانی سی ہونے لگی کہ مہراج بلی بار بار ٹھنڈی سانسین بھرتے تھے ۔ اور نازو جو باتین کرتی تھی اسکا جواب اُکھڑا اُکھڑا سا دیتے تھے ۔

نازو ۔ اسوقت ایسا کونسا کام ہے ۔

مہراج ۔ ہان ۔ یونہی بلوایا ہے ۔

نازو ۔ یون ہی کی بھی ایک ہی کہی ۔

ابھی کوئی ایک بھی نہ بجا ہوگا ۔ ٹھیک
دوپہر یا ہے اور گرمی کی دوپہر جیسل
انڈا چھوڑتی ہے ۔ کہنے لگے (یون ہی بلوایا
مہراج ۔ نہین کچھ ایسی ۔
نازو ۔ اف آتی ہی دور مین مارے پسینہ کے بولائی
اے ذری کھڑکیان کھولو کہین سے ہوا تو سنکے ۔
مہراج ۔ (خاموش بیٹھے کچھ سوچنے لگے) ۔
نازو ۔ تم اسے وقت ہو کہان ۔؟ ۔
مہراج ۔ یہ کیون ۔ ہین کہان ۔ اہین ہین ۔
نازو ۔ کچھ کھوئے ہوے سے ہو ۔
بیگم صاحب کا مزاج کیسا ہے ۔
مہراج ۔ (دبے دانتون) اچھا ہی ۔
نازو ۔ اللہ کرے اچھا ہو ۔ مگر دل نہین
مانتا ۔ تم اتنے سست کیون ہو ۔ سچ
سچ بتاؤ ۔ کل تو تم کہتے تھے کہ بیگم نے کھچڑی
کھائی اور نیند بھی آئی اور بید کے علاج
نے فائدہ کیا ۔ اب آج یہ کیا ہو گیا ۔

اتنے مین گاڑی رکی ۔ مہراج بلی
نے کھڑکیون سے دیکھا اور پوچھا (گاڑی
کیون رکی ہی) کوچبین نے کہا (بھیڑیان
سڑک پر ٹہر گئی تھین) جب گاڑی چلی تو
نازو جان نے باصرار دریافت کیا کہ تم
ہمین لیے کہان چلتے ہو ۔ ہم بیگم صاحب سے
چار آنکھین کیونکر کر سکینگے ۔ مہراج بلی نے
جواب دیا جہان تم چلتی ہو وہان بیگم صاحب
نہین ہونگی ۔ اب تھوڑی دیر مین پہونچے
جاتے ہین گھبراتی کاہے کو ہو ۔

نازو ۔ تمھاری گھبراہٹ دیکھکر ۔
مہراج ۔ نازو جان بڑی بڑی بیماریان
انسان کو ہوتی ہین مگر لوٹ پوٹ کے
آدمی اچھا ہی ہو جاتا ہے اور جس کو
بچنا ہوتا ہے وہ کنوئین مین گرنے سے
بھی بچ جاتا ہی ۔ کوٹھے سے گر پڑتا ہے
اور بال تک بیکا نہین ہوتا ہے ۔ اور
جسکی آئی ہوتی ہے وہ بیٹھے بیٹھے مر جاتا ہی
بیماری سے آدمی کو ڈرنا تو ضرور چاہیے
مگر کسی حالت مین ناامید تھوڑا چاہیے ۔
نازو ۔ یہ سب تم کہ کیا رہے ہو ۔
مہراج ۔ دنیا کی بات ہے ۔
نازو ۔ صاف صاف کیون نہین بتاتے
مہراج ۔ بات کہتا ہون اجی کہ بیماری
بری بلا ہے مگر آدمی بچ ہی جاتا ہی ۔
نازو ۔ امی جان کہا کرتی تھین کہ مردان
کو اٹھتے بیٹھتے دیکھا ہے اور اچھے خاصے
ہٹے کٹون کو دیکھتے دیکھتے مرتے ۔
مہراج ۔ ہان یہ تو اکثر ہوتا ہے ۔
نازو ۔ جبھی تو کہا ہے کہ ؎

دنیا دورنگی مکانا سرا ہے
کہین خوب خوبا کہین ہائے ہائے

امی جان اکثر کہا کرتی تھین ۔
اتنے مین اتفاق سے آسمان پر غبار چھا
گیا اور دفعتاً بڑے زور سے آندھی آئی یہانتک
کہ کوچبین کو گاڑی روک لینی پڑی اور اسطرح
کا اندھیرا چھا گیا کہ الامان ۔ اور بجلی لونکی

اور بادل گرجنے لگا۔ چونکہ منشی مہراج بلی
اُسوقت بیماری اور مرتے اور مردون کا
ذکر کررہے تھے نازو کے دلمین خوف سمایا کہ خدا خیر کرے
اور تھرتھر کانپنے لگی اوّل تو عورت۔ دوسرے کم عمر۔
تیسرے نازک بدن بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک نے
سخت مضطر اور بدحواس کردیا اور چونکہ گاڑی
میدان مین کھڑی ہو گئی تھی اِس سبب سے اور
بھی خوف معلوم ہوتا تھا منشی مہراج بلی
خود ڈرپوک انکی بزدلی سے نازو اور بھی
گھبرائی سمجھانا اور تسلی دینا درکنار یہ خود ہی
رونے لگے۔ ماشاءاللہ اچون پچپن برس کا
سن وسال اور ڈاڑھی موچھ پر آپ کا
رونا کتنا موزون تھا۔

کوچمین۔ ہجور بجلی کہین گرا ہی چہتی ہے۔

راوی۔ اسنے اور جرکا دیا۔

کوچمین۔ ارے ہجور گھوڑی کالی ہے
اور کالی ہی چیز پر بجلی ساس اد بداسے کے
گرت ہے۔

راوی۔ رہے سہے حواس بھی غائب ہو گئے۔

کوچمین۔ کاسو دت ہو سرکار۔

مہراج۔ پرمیشر کا نام لے پرمیشر کا نام لے
بک بک نہ کر۔ یہ سوئے کا کون وقت ہے۔

نازو۔ اب کیا ہوتا ہے۔

مہراج۔ اللہ مالک ہے۔ جان کے لالے
پڑے ہین۔

آدھ گھنٹے کے اندر ہی اندر بجلی کا چمکنا
موقوف ہوا اور ہوانے بادل کو منتشر کردیا

اور تھوڑی تھوڑی پھوار پڑنے لگی تب
کہین انکو ڈھارس ہوئی اور گاڑی چلی۔
نازو کی جان مین جان آئی اور مہراج بلی
سمجھے کہ اجل کے منھ سے خدا خدا کرکے نکلے
جب مکان پر گاڑی ٹھہری اور پردہ ہو کر
نازو اُترین تو جیسے ہی نازو جان نے
کمرے کے اندر قدم رکھا دیکھا کہ ایک اونچے
پلنگ پر کوئی لیٹا ہوا ہے۔ اور سفید چادر
اُسپر پڑی ہے۔ اور نواب محمد عسکری
سرہانے مغموم وملول کرسی پر بیٹھے ہین
اور دو خواصین پائتی کی طرف ادب کے
ساتھ کھڑی ہین اور آغا محمد اطہر صاحب
اور نواب چھٹن صاحب الگ بیٹھے ہوے
کچھ باتین کرتے ہین مگر سب کے چہرے سے
اُداسی برستی ہے اُس پلنگ کے اور انکے
درمیان مین ایک چق حائل تھی۔

نازو دنگ کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔
نواب صاحب کی محلسرا ہے یا بزم خموشان
ہے اور بحیرت تمام سوچنے لگی کہ یا خدا اس
پلنگ پر یہ سکڑا سکڑایا کون لیٹا ہے
کچھ دیر تک نازو سے کوئی مخاطب نہوا۔
منشی مہراج بلی کمرے کے باہر ایک پیش خدمت
سے چپکے چپکے باتین کرتے تھے۔ جب آغا صاحب
کی اُسپر نظر پڑی تو اشارے سے اپنے
قریب بلا لیا۔

نازو۔ (آہستہ سے) یہ انکی طبیعت
ایکا ایکی ایسی ناساز ہو گئی۔ کل تک تو ایسا حال نتھا

آغا - نازو جان کچھ کہا نہین جاتا -
نازو - پہلے تو مین ششدر رہ گئی کہ یا اللہ کون بیمار لیٹا ہے مگر جب مین نے دیکھا کہ چق پڑی ہوئی ہے اور تم دونون سے پردے مین پلنگ بچھا ہے اور نواب افسوس کے ساتھ سرہانے بیٹھے ہین تو پانؤن تلے کی مٹی نکل گئی اور ٹار گئی کہ بیگم صاحب کے دشمنون کی حالت اچھی نہین ہے -
آغا - (گردن نیچی کرکے) نازو جان -
نازو - یہ ایکا ایکی ہو اکیا - یہ تو اُنکی زبانی مین کئی دن سے سنتی ہون کہ بیگم صاحب خدانخواستہ بیمار ہین اور ترسون کہ شاید اترسون سنا کہ بیماری بڑھتی جاتی ہے مگر پرسون سنا کہ اب طبیعت ٹھہر گئی کسی بید کے علاج سے فائدہ ہوا -
ہم سمجھے اب اچھی ہوگئین - کل سُنا کہ کھچڑی بھی کھائی اور ہضم بھی ہوئی اور اٹھکے بیٹھین بھی - یہ ایک ہی دن مین طبیعت ایسا پلٹا کھا گئی - وہ بید کہان ہے - ؟ -
چھٹن - کیسا بید !!! افسوس کا مقام ہے بی نازو جان علالت طول کھینچ گئی ہے -
نازو - اللہ سب کا مالک ہے -
نواب محمد عسکری نے مارے غم کے نازو جان کے آنے کی آہٹ بھی نہین سُنی تھی جب اُنکو اطلاع ہوئی تو انھون نے بلوایا نازو آہستہ آہستہ مریضہ کے پلنگ کے پاس گئی اور نواب محمد عسکری کے قریب ایک کرسی پر بیٹھی تو نواب صاحب نے مریضہ کے کان مین کہا کہ ذری آنکھین کھولو - دیکھو تو کون بیٹھا ہے) نازو بولی (یہ بیچاری مجھے اتنے دن کے بعد کاہیکو پہچانینگی -
حضور اب مجاز کا کیا حال ہے -)
یہ آواز سُنکر مریضہ نے چادر سر سے ہٹائی - مریضہ نے نازو کو غور سے دیکھا اور نازو نے مریضہ کو -
نازو - پہچان ہی نہین پڑتین -
مریضہ - یہ کون ہین نواب ؟
نواب - پہچانو - کہو تو گول تکیہ رکھدیا جائے اُسکے سہارے ذری اُٹھ بیٹھو -
نازو نے جلدی سے تکیہ رکھا اور پیش خدمتون نے کمر تھام کر تکیے کے سہارے بٹھادیا - نواب صاحب نے نازو سے پوچھا (کہو پہچانا) نازو بولی (کیونکر پہچان سکتی وہی دن مین گل کے کانٹا ہوگئی ہین - اللہ جلدی سے اچھا کردے - بیماری بھی کیا بُری شئے ہے -)
مریضہ - نواب ہماری باجی جان کو بلواؤ -
مہراج - اچھا بلوائے دیتے ہین -
مریضہ - یہ حسرت تو نہ رہجاسے کہ باجی کو نہین دیکھا -
نازو - یہ کسکی آواز ہے (پریشان خاطر ہوکر) نواب سچ سچ بتاؤ - یہ کہین قمرن تو نہین ہین)
اس سوال کے جواب مین نواب

منھ سے تو نہین بولے مگر آنکھون کو ترجمان دل بنایا اور اشکون نے جواب نشافی دیا۔ کہ (ہان قمرن ہی ہین)

نازو کو اب تک قمرن کی طرف ذرا بھی خیال نہین گیا تھا۔ پہلے تو یقین ہو گیا تھا کہ مہراج بلی نواب کے ہان لیے جاتے ہین کیونکہ بیگم صاحب کی علالت کی خبر انھون نے سنی تھی مگر جب کمرے مین قدم رکھا تو ہکا بکا ہو گئی کہ اگر بیگم صاحب ہوتین تو نواب چھٹن اور آغا صاحب کا کہان سے گذر ہوتا مگر چق پڑی ہوئی دیکھکر پھر فوراً رائے بدل دی اور یقین ہو گیا کہ اِس پلنگ پر بیگم صاحب ہی مرض کی حالت مین لیٹی ہوئی ہین۔ اسی کے مطابق چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر سے بیگم صاحب کے مرض کا حال دریافت کیا اور افسوس ظاہر کرنے لگی کہ طبیعت بحال ہو کر پھر از سر نو کیون علیل ہو گئین۔ جب نواب صاحب نے اپنے پاس بلایا تب بھی یہ بیگم ہی سمجھی ہوئی تھین اور چونکہ علالت کے سبب سے قمرن کا رنگ روپ بالکل بدلا ہوا تھا اس سے اور بھی تمیز نہ کر سکی۔ آخر کار پہچانا تو اس حالت مین چھوٹی بہن کو دیکھکر وفور غم والم سے دل بے قابو ہو گیا۔ تھوڑے عرصے تک بہن کو حسرت اور عبرت کے ساتھ دیکھا کی کہ پھٹے پھٹے کپڑے پہنے ہوئے ہے اور زیور کے عوض پوت کا چھلا تک نہین ہے۔ اور چہرے پر زردی چھائی ہوئی ہے۔

نواب۔ (کان کے پاس جاکر بآواز بلند) قمرن جان ان کو پہچانا۔ یہ کون سامنے بیٹھی ہین؟

قمرن۔ (غور سے دیکھکر) ہماری باجی جان ہین (آنکھین پُر نم کرکے) باجی جان بندگی۔

نازو۔ بندگی (آنسو چھپانے کے لئے گردن نیچی کر لی مگر اشک ٹپ ٹپ گرنے لگے۔)

نواب۔ (آہستہ) سامنے بیٹھ کے روتی ہو۔ واہ واہ جسمین اور بھی حالت دگرگون ہو جاے۔ ذرا ضبط کرو نازو جان

نازو کرسی سے اُٹھکر ایک کونے مین گئی اور وہان جاکے خوب روئی مہراج بلی اور چھٹن صاحب اور آغا صاحب نے جاکے بہت سمجھایا اور پانی منگوا کر منھ دھلوایا اور کہا اب رونے دھونے سے کام نہ نکلیگا اب دوڑ دھوپ دوا درمن اور تیمارداری اور شب بیداری کا کام ہے۔ اور اگر تم خود ہی رونے دھونے مین رہین تو ہاتھ پاؤن پھول جائینگے اور خود بیمار ہو جاؤ گی۔ نینی تال مین قمرن کیسی سخت بیمار ہو گئی تھین مگر خدا نے کتنی جلد صحت بخشی بیماری جب جاتی ہے تو یون جاتی ہے چٹکی بجاتے۔ سراسیمہ نہونا چاہیے دیکھو نواب کیسے استقلال سے باتین کرتے ہین اور خبردار قمرن جان کے سامنے کبھی نہ رونا

ورنہ انکی وحشت دہ چند بڑھجائیگی کہ کوئی تو سبب ہے کہ یہ رو رہی ہین مریض کو اس بات کا بڑا خیال رہتا ہے۔ ذرا بھی شک ہوا تو اُسکے دل مین طرح طرح کے خیال جاگزین ہوتے ہین اور وہ یہی سمجھتا ہے کہ اب میری حالت روز بروز بدتر ہوتی جاتی ہی۔

نازو نے پوچھا (یہ آئین کیونکر تھین کہان۔ بیمار کہان ہوئین اور کب سے یہان آئی ہین) آغا صاحب نے کہا (کیونکر آئین اور کہان تھین اور کیونکر بیمار ہوئین اور اب کہان سے آتی ہین یہ کچھ بھی ہمین نہین معلوم ایک عورت نے آ کے کہا کہ کسی کی ڈولی آئی ہے۔ دربان اور سپاہی لوگ آنے نہین دیتے۔ ہم پھاٹک پر گئے تو دیکھا کہ پردے کے اندر ایک عورت کانکھ رہی ہی۔ پوچھا کون ہو۔ کہان سے آئی ہو۔ کہا تو آپ کے مردانے مکان مین لیچلو تو بتاؤن۔ مردانے مکان مین ڈولی آئی تو کوئی پہچان نہ سکا کہ کون ہے۔ اسکے بعد دیگرے سب نے برآمدے مین جا کے ڈولی دیکھی مگر کسی کی سمجھ مین نہ آیا۔ ہر شخص جا جا کر ڈپٹ ڈپٹ کے پوچھتا کہ تو کون ہے۔ کسکے پاس آئی ہے اور یہان کیا کام ہی۔ آخر کار محمد عسکری نے پہچانا اور قمرن کو کمرے مین لائے تب سے مارے ضعف اور غش کے اچھی طرح پوچھ نہ سکے کہ کیا حال ہے اور ڈولی والے انکے اُترتے ہی بگٹٹ بھاگے۔

نازو۔ بھلا اب اچھی ہو جائینگی آغا صاحب۔

آغا۔ نینی تال کا حال یاد ہی۔ وہان کیسی بیمار ہوگئی تھی چھٹن۔ ڈاکٹر کا علاج ہوگا۔ آپ ہی اچھی ہو جائینگی۔ کچھ ایسا سخت مرض نہین ہی۔

نازو۔ نواب کے صدقے۔ اللہ جانتا ہی دوسرا ہوتا تو ذری بھر بھی رحم نہ کرتا مگر رئیس کی بات ہے رئیس پھر رئیس ہے پوتڑون کے رئیس ہین نا انکا کیا کہنا۔

آغا۔ ابھی تک اپنا کچھ حال نہین بیان کیا صرف تمکو دو بار پوچھا۔ بس اور کسی کا بھی نام نہ لیا۔ مگر ضعف کے سبب بار بار غش آجاتا ہے۔ یہ جو تم سوتی ہوئی دیکھتی ہو یہ اصل مین سوتی نہین ہین یہ غش ہے۔

نازو۔ اِتنی سی دیر مین پھر غش آگیا اور ہم سمجھے تھے کہ سو رہی ہی۔ ابھی ابھی ہمسے بندگی کی۔ بڑا ضعف ہے ڈاکٹر کے علاج کے بغیر کچھ بھی نہوگا۔ حکیم تو اور بھی کمزور کردیگا۔

آغا۔ علاج بڑے معرکے کا ہوگا۔

نازو۔ (آبدیدہ ہوکر) یہ دن دیکھنا بدا تھا کہ میلے کچیلے پھٹے پرانے کپڑے ہونگے اور بدن کی ہڈی ہڈی نکل جائیگی اور سوکھ کے کانٹا ہو جائینگی اور ڈولی پر لد کے آئینگی اور پتا نہ چلیگا کہ کون لایا اور کہان سے آئی۔

آغا۔ چلو اب اس خیال سے درگذرو۔
نازو۔ اور ایک دن وہ تھا آغا صاحب کہ آپ اور نواب انکے پیچھے پیچھے دوڑے گئے تھے اور ایک دن آج ہی۔
آغا۔ مگر یہ بھی خدا کو اچھا کرنا تھا کہ یہان آگئین
چھٹن۔ دس آدمی دوڑنے دھوپنے والے ہین۔ روپیہ خرچنے کا کوئی خیال ہی نہین سب طرح کا آرام ہی۔
نازو۔ اب علاج کب سے شروع ہوگا۔
آغا۔ بس آج شام کو ڈاکٹر آئیگا۔
چھٹن۔ اختر کی راے ہی کہ ذرا سفر کا تکان دور ہو اور شربت انار کو برف مین ٹھنڈا کرکے پلائین تو کپڑے بدل کے صاف ستھرے اور نئے کپڑے پہنا دین تاکہ ذرا صفائی سے دل کو قوت ہو تو پھر پانچ چھ بجے تک ڈاکٹر کو بلائین۔ مگر اتنا یاد رکھنا کہ اب جو قمرن کی آنکھ کھلے تو ایک تو زیادہ باتین بکرنے دینا۔ دوسرے کچھ پوچھنا نہ گچھنا کہ تو کہان رہی اور بیمار کیونکر ہوئی اور کہان بھاگ گئی تھی اور یہان کیونکر آئی۔ ان سب باتون سے قمرن کو خفت ہوگی اور دل اور کمزور ہو جائیگا بات بات پر تسلی دینا کہ دو دن مین اچھی ہو جاؤ گی۔ گھبرانے کی کوئی بات نہین ہی۔
نازو۔ بہت اچھا۔ کسیطرح جان بچ جاے بس۔ مگر نواب کا احسان گردن سے اتارے نہ اتریگا۔

آغا۔ اچھا پھر وہ تو اچھے لوگ ہین ہی۔ اُنکے اچھے ہونے مین کون کلام ہے۔ انکی ریاست مین کون شک کرسکتا ہے بھلا وہ اچھے اُنکا خاندان اچھا اُنکے پڑوسی تک اچھے۔
اتنے مین قمرن نے ذرا کروٹ بدلی اور منشی اختر صاحب بھی تشریف لائے۔ نازو جان کرسی پر بہن کے سامنے جا کر بیٹھین چھٹن صاحب اور آغا صاحب چق کے اسطرف تھوڑی دور پر فرش پر بیٹھے تھے اختر نے شربت انار مین برف سے خوب ٹھنڈا کرکے کیوڑا ملا کر چاندی کے کٹورے مین پلایا اور رومال تر کرکے منھ پوچھا تو قمرن کے دل کو ذرا ڈھارس ہوئی۔ دس بارہ منٹ کے بعد اُسکے میلے کچیلے کپڑے اُتروا کر ململ کی ہلکی سی کرتی اور تن زیب کی سفید ڈھلی ہوئی ساری پہنا دی اور خوب سا عطر خس مل دیا۔
قمرن۔ اُف۔ ا اب جان مین جان آئی نواب۔
نواب۔ کچھ کچھ تسلی تو ہوئی ہو گی ضرور۔
ق۔ تسلی سی تسلی۔!
نواب۔ لو گلوری کھاؤ۔ چونا کتھا کم ہی۔
ق۔ کپڑے بدلنے سے بڑی تسکین ہوئی اور شربت پینے سے جیسے آنکھین کھل گئین۔
نواب۔ اسی لیے سفید اور ہلکی پوشاک پہنائی ہی۔

ق - ساری پہنا کے ہندنی - بنا دیا -
اور ہلکی ہلکی ساری نے ہمین بڑا آرام دیا -
نواب - اب شام کو کوئی پانچ بجے ڈاکٹر
آئیگا -
ق - اے ہے ڈاکٹر نگوڑا کیا کرے گا -
حکیم کو بلواؤ - اچھے تو ہم ہو ہی جاینگے -
نواب - یہ کون بیماری ہے - نینی تال کی بیماری
یاد ہے -
نینی تال کا لفظ سنا تھا کہ قمرن کو پچھلی
باتین یاد آگئین - نواب کی وفاداری
اور اپنی بیوفائی اور بیمروتی کے ساتھ بھدائی
اور ماں کو برا بھلا کہنا بہن سے لڑنا جھگڑنا
اور گھر سے بھاگ جانا کل امور کی تصویر سامنے
کھنچ گئی اور مارے شرم اور خفت کے کٹ
گئی - پیشتر تو بیماری اور غشی کی حالت اور
سفر کے تکان اور ڈولی کے ہچکولون کے
سبب بجز درد دل اور بیماری کے کرب کے
اور کچھ یاد نتھا مگر اب جو ذرا ڈھارس ہوئی
اور نینی تال کا لفظ سنا تو سب باتین یاد
آگئین گردن نیچی کرلی اور کچھ دیر بعد آہستہ
سے کہا کہ (نواب اب یہان کسی کو آنے ندینا
ہم کسی کو منھ نہین دکھانا چاہتے - بس ہم
اور تم اور یہ دو تین عورتین ہون اور کوئی
نہ ہو - ہان باجی جان ضرور رہون - بس ہم
تین چار آدمی ہون -
نواب - اب تم کل باتین ہمارے ہی
اوپر چھوڑ دو - اور خدا نے چاہا تو دو دن
اچھی ہو جاؤ گی - ڈاکٹر کا علاج تو تیر بہدف
ہوتا ہے - پٹ پڑ ہی نہین سکتا -
قمرن - (آنسو ڈبڈبا آئے اور ضبط نکرسکی)
نواب ہمارا دل الٹا جاتا ہے -
نواب - (سہولت کے ساتھ) قمرن
جان - بھلا برف سے کچھ تسلی ہوئی - چیز تو
حکیم اختر صاحب نے اچھی دی شربت انار مین
کھٹے میٹھے انار کا شربت اور برف اور
کیوڑا - عمدہ چیز ہے -
قمرن - پہلے تو بات نہین کیجاتی تھی
سمجھتی تھی کہ بس اب مری اور اب مری
اب دم نکلا اور اب دم نکلا -
جان عاری تھی زندگی سے بیزار -
نازو - اور شربت پینے سے ؟
ق - دل ذری ٹھکانے ہوا تسکین ہوئی
اب باتین کرتی ہون - پہلے تو بول نہین
سکتی تھی - اسی طرح پر اگر طبیعت ٹھہر جائے
تو جان مین جان آئے -
نواب - دل پر صدمے کو اثر نہونے دو -
اختر - اب ان باتون سے بھلا کیا مطلب
نکل سکتا ہے اور اور باتین کرو صاحب
مریض سے کبھی صدمے کا ذکر ہی نہ کیجیے گا -
دانا ہو کر نادان بنتے ہین حضور -
نازو نے یہ باتین سنکر نواب صاحب سے
کہا کہ اب دل مین تو آتا ہے کہ باتون باتون مین
حال دریافت کرین کہ کون بھگا لیگیا تھا
وہ موئی مہری کہان گئی - کسنے بہکایا تھا

مگر پوچھا نہین جاتا ۔ شرم آئیگی کچھ سمجھ مین نہین آتا ۔ اشرجان کے ساتھ بھاگ گئی تھی اُسنے پھر چھوڑ کیون دیا ۔ ماندی ہوکے یہان کیونکر پہونچی ۔

نہین تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی خواب دیکھتا ہے اور پوچھین تو اُنکے دل پر اور ایک صدمہ بیٹھے بٹھائے ہو اور اِس بیماری مین کون پوچھے ۔ تمسے اتنی بیوقوفی البتہ ہوئی کہ جو کہار ڈولی لیکے آئے تھے اُنکو روک نہ لیا ۔ دھمکائے جاتے تو کل حال صاف صاف بتا دیتے کہ ڈولی کہان سے آئی اور یہ اُسپر کہان سوار ہوئین کِسنے سوار کرایا مکان کا پتا کِسنے دیا ۔ تم سے یہ بڑی بیوقوفی ہوئی ۔

نواب صاحب نے کہا اصل حال یون ہے کہ ہماری سمجھ مین نہین آیا کہ کس کی ڈولی ہے اور کون آیا ہے اور قمرن کا تو ذرا بھی خیال نہ تھا ڈولی اُتری ۔ سواری اُتری ۔ لوگون نے پوچھا تم کون ہو ۔ کہان سے آئی ہو اسکے بعد مین نے پہچانا ۔ اِنکی ابتر حالت دیکھکر پہلے عبرت ہوئی پھر رنج ہوا یہ ہوش کِسکو تھے کہ ڈولی کا حال دریافت کرے اور یہ بھی نہین معلوم تھا کہ قمرن ڈولی پر آئی ہین یا کاٹھ پر آئی ہین ۔ شاید سُنا ہو مگر اُسوقت ہوش حواس درست نہ تھے ۔

نازو ۔ تو پہچانا تم ہی نے تھا کہ قمرن ہین ۔

نواب ۔ اور سب دنگ تھے کہ یہ ہے کون عورت ۔ ہمنے پہچان لیا ۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد پہچانا ۔

ناز ۔ وہ شکل صورت ہی نہین ہے ۔ وہ رنگ روپ ہی نہین ہے ۔ وہ بات ہی نہین ہے ۔

نواب ۔ کوئی دفعتہً پہچان ہی نہین سکتا کہ قمرن ہے یا کوئی اور عورت ہے ۔

ادھر اختر اور چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر مین قمرن کی علالت طبع کی نسبت باتین ہونے لگین ۔

اختر نے کہا ہماری رائے مین انکو دق کی بیماری اور دق کا دوسرا درجہ ہے بلکہ تیسرا شروع ہو گیا ہے ۔

نواب صاحب ۔ آپ لوگ کچھ نہ کہین ڈاکٹر خود ہی آکے تشخیص مرض کریگا ۔ مگر عارضہ بہت ہی طول کھینچ گیا ہے بچنا ذرا مشکل ہے ۔ اختر کی اس تشخیص سے چھٹن صاحب اور آغا محمد اطہر نے بھی اتفاق کیا اور سب کی یہی رائے ہوئی کہ نازو جان اور محمد عسکری سے اس امر کا ذکر نکیا جائے ۔ اسکے بعد دنیا کے انقلاب پر کچھ دیر تک تذکرہ رہا کہ قمرن حماقت اور خود رائی اور اس مہری کے اغوا نے اسکی حالت کہان سے کہان پہونچائی ۔ اور اب ہزارہا تکلیفین برداشت کرکے یہان آئی تو جان بلب ۔ مدقوق اور جھنجھٹ لگے ہوے ۔ اگر نواب صاحب نہ لڑتی تو یہ روز کاہیکو دیکھنا نصیب ہوتا

یہ گفتگو ہو تی ہی تھی کہ نازو انکے پاس آئین پوچھا کیا باتین ہو تی ہین۔ آغا صاحب نے کہا ہم لوگ کہ رہے تھے کہ قمرن خدا جانے کسکے ساتھ بھاگ گئی تھین۔
نازو۔ ہم تو یہی سے کہتے آئے ہین کہ اُسی برف والے لونڈے کے پھیر مین گئی۔ اُسی پر لٹو تھی۔
آغا۔ ہان۔ ممکن ہے کسی کے ساتھ بھاگی نہین تو گئی کہان تھی۔
چھمٹن۔ اور بھاگی تو عشق ہی مین بھاگی ورنہ یہان کس شے کی کمی تھی۔ اللہ کا دیا سب کچھ تھا۔ دولت ثروت۔ زیور سواریان۔ نوکر چاکر۔ یہ۔ وہ۔ املاک۔ باغ۔
آغا۔ اور اس سب پر طرۃ خاطرداری اور محبت۔ سب سے بڑھا ہوا تو یہ تھا کہ دل سے نواب اسکو چاہتے تھے اور جان دیتے مگر بدنصیبی۔ اگر اُس عورت نے بھکایا بھی تو اُنکی عقل کو کیا ہو گیا تھا مگر خیر اب تو تیر از کمان جستہ و وقت از دست رفتہ کا نقشہ ہی اب کیا ہو سکتا ہے اب یہی دعا ہے کہ کسی طرح لوٹ پوٹ کے اچھی ہو جائین بس۔ وہی نواب ہین اور وہی قمرن۔
نازو نے کہا دیکھو آغا اس چھوکری کی عقل پر کیا پتھر پڑ گئے تھے۔ بھاگی اور آخر کو یہ نتیجا دیکھا کہ پھر اسی در پر آ کے ٹھوکرین کھائین۔ مگر واہ رے نواب ذری اُف تک نہ کی۔ دوسرا ہوتا تو اب ہرگز مُنھ نہ لگاتا۔ آغا صاحب نے کہا۔ بھلا نواب صاحب کا سا رئیس کہین اُن اگلی باتون پر لحاظ کر سکتا تھا۔ وہ جو ہوا وہ ہوا۔ یہ ہمدردی کا وقت ہے۔ گو اس مین شک نہین کہ قمرن نے بڑی احسان فراموشی اور نمکحرامی کی اور نواب صاحب کے دل کو بڑا ہی صدمہ پہونچایا اور بدنام جو ہوے وہ الگ مگر انکی ریاست اسی کی مقتضی تھی کہ اس حالت ضعف و علالت مین سرپرستی کرین ہان اگر تندرستی کی حالت مین قمرن آتین تو ہم بھی نواب کو صلاح نہ دیتے۔ دوایک روز مین قمرن خود بخود اُگل پڑینگی کہ کہان گئی تھین اور کیون گئی تھین اور کہنے کو تو کہہ ہی چکی۔ اسی تقریر سے ثابت ہو گیا کہ سخت نادم اور اپنی حرکت ناشائستہ پر نہایت منفعل ہے۔
نازو چپ چاپ سنتی رہی جب آغا صاحب اپنی تقریر ختم کر چکے تو نازو نے آبدیدہ ہو کر منت پوچھا کہ اب انکی صحت کی بھی کوئی امید ہے کیونکہ ہم کو انکی حالت دیکھکر امید نہین ہوتی کہ یہ بچ سکین۔ اور یون تو خدا کی باتون کو خدا ہی سمجھے۔ ہم لوگ کیا سمجھ سکین۔
چھمٹن صاحب نے تشفی دی اور کہا تم ہر طرح مطمئن رہو جس طرح شہزادیون کا علاج ہوتا ہے اسیطرح انکا بھی علاج ہوگا

اور یہ دو دن مین پلنگ سے اُٹھ کھڑی ہونگی - ابھی آئی ہین اور سفید کپڑے بدلنے اور عطر ملنے اور شربت اور برف اور کیوڑے کے استعمال سے اتنی ہی دیر مین اسقدر فائدہ ہوا جب حکیم علاج ہوگا تو کسقدر فائدہ نہو گا - شام کو ڈاکٹر آئے گا - اس ہفتے کے اندر ہی اندر نہ چلنے پھرنے لگین تو سہی - یہ تو کوئی ایسی سخت بیماری نہین ہے کہ علاج ہی نہو -

قمرن اس عرصے مین کوئی آدھ گھنٹے تک دل ہی دل مین کچھ سوچا کین اور خود بخود آنکھون مین اشک بھر آئے اور ضبط گریہ نہو سکا -

نواب صاحب نے کہ سرِ بالین بیٹھے تھے سمجھانا شروع کیا کہ قمرن اس بیماری کو تم اب بڑھانا چاہتی ہو رونے دھونے سے عارضہ اور طول کھینچیگا اور طبیعت ہلکان ہوگی اور ضعف بڑھ جائیگا اور بیماری اور جڑ پکڑ لے گی - اس کے سوا اور کچھ نہو گا اور پھر علاج مین بھی بڑی دقت واقع ہوگی قمرن نے کہا ہم اپنی اس بیماری کو نہین روتے ہین - روتا اس بات پر آتا ہے کہ مجھ بدنصیب نے تم سے نرد دغا کھیلی اور اب مین پھر بیحیائی کا جامہ پہنکر تمھارے ہی در پر آئی - رونا تو اس بات کا ہے مگر کیا جانے میری بدنصیبی نے مجھے کیا کر دیا کہ عقل کی بات میری سمجھ ہی مین نہین آئی تھی - مین نے جو کیا اُسکا خوب پھل پایا - مگر تم کو مین نے صدمہ دیا اور بدنام کیا - اس کا البتہ قلق اور رنج ہے - مین تو اسی قابل تھی بلکہ اس قابل کہ ٹھوکرین کھا کھا کے اور ایڑیان رگڑ رگڑ کر جان دیتی اور - ع -

نہ ملتا ٹاٹ کا ٹکڑا کفن کو

نواب - قمرن اگر تم چاہتی ہو کہ ہم یہان سے چلے جائین تو یہ باتین کرو - ہم آپ ہی بھاگ جائینگے -

قمرن - تم سے چار آنکھین نہین کرسکتی -

نواب - ایک لفظ بھی اگر تمھاری زبان سے اب نکلا تو مین اُٹھ کے چلا جاؤنگا بس -

آغا - قمرن جان یہ کیا واہیات باتین بکتی ہو جی -

چھٹن - تم سب خیال اپنے دل سے دور کردو اور دل کو مضبوط رکھو کہ جھٹ پٹ اچھی ہو جاؤ - یہ فضول باتین جانے دو ورنہ نواب صاحب اُٹھ کے چلے جائینگے - نازو سے باتین کرو - شام کو ڈاکٹر آئیگا اُس سے پوچھ لو جو مرض کا حال ہو

ان باتون سے بھلا کیا فائدہ۔
نواب۔ اور نہین تو کیا۔
نازو۔ قمرن پانی اور بیوی گی برف کا پانی دین پانی پی کر قمرن نے نواب سے کچھ باتین کین لوگ سمجھے کہ شاید کچھ اپنی دادی کا تذکرہ کرتی ہے اور اُس کا حال دریافت کرتی ہے مگر معلوم ہوا کہ کچھ بہکی بہکی باتین کین جنکا سر نہ پاؤن اُس بے سرد پا تقریر کے جواب مین نواب نے بھی اناپ شناپ کچھ بکنا شروع کیا اور تھوڑی دیر کے بعد پھر غش آیا۔

دو گھڑی دن رہے ڈاکٹر صاحب آئے مریضہ کی حالت دیکھتے ہی مایوسی ہو گئی مگر کسی سے ابھی کچھ کہا نہ سنا۔ نبض دیکھی زبان دیکھی اور ایک آلے سے سینے اور پشت کا امتحان کیا اور ضروری ضروری باتین دریافت کر کے نسخہ لکھا اور آغا صاحب کو علیحدہ لے جا کر کہا کہ دق کا تیسرا درجہ ہے مریضہ کسی طرح بچ نہین سکتی دو چار روز کی مہمان ہے۔ مرض نے کام تمام کر دیا۔ اب کھانے پینے کی روک ٹوک نہ کیجیے جب ڈاکٹر صاحب رخصت ہونے لگے تو آغا صاحب نے اصرار کیا کہ اگر آپ کے خلاف نہو تو کل سویرے خود بھی تشریف لائیے اور صاحب سول سرجن کو بھی ساتھ لیتے آئیے۔ کیونکہ اپنی طرف سے تو ہم کوئی دقیقہ

اُٹھا نہ رکھینگے آیندہ جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہوگا۔

ڈاکٹر صاحب کو رخصت کر کے منشی اختر اور نواب محمد عسکری وغیرہ وغیرہ سے آغا صاحب نے ڈاکٹر کی رائے بیان کی اور مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے منشی اختر نے کہا کہ یہ تو بندہ عرض ہی کر چکا ہے کہ حالت مریضہ ردی اور مرض طبیعت پر غالب آ گیا ہے۔ دوا کا کام اب نہین رہا۔ مگر یہ بھی فرض ہے کہ علاج مین کوتاہی نہ کیجائے میرے نزدیک اگر بڑے حکیم صاحب کو بھی بلایا جائے تو مضائقہ نہین۔ علاج ڈاکٹر کا ہو اور نگرانی کے لیے بندہ اور حکیم صاحب ہون۔ اس رائے سے سب نے اتفاق کر لیا اور دوسرے دن صبح کو ڈاکٹر صاحب مع سول سرجن آئے۔ حالت مریضہ دیکھکر سول سرجن نے بھی جواب دیا اور ڈاکٹر صاحب نے نسخے کو بحال رکھا تھوڑی دیر کے بعد حکیم صاحب تشریف لائے نبض دیکھی۔ دیر تک حال دریافت کیا اور نسخہ لکھا اور کہا جب ضرورت ہو تو مجھے مریضہ کے حال سے اطلاع دیجیے گا۔ اور اختر کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ آپ تو خود ہی واقف ہین حال جیسا ہے وہ ظاہر ہے۔ اب ان مین کچھ نہین ہے چند روز شاید دوا کے ذریعے سے

نکال لیجائین ورنہ اب خاتمہ سمجھیے۔ آخری درجہ تپ دق کا بھی آخری درجہ ہے مسکنات دیجیے۔ اور بس دوا اب کیا کرسکتی ہے۔ ہان دس بارہ روز سہی۔ چار نہین پانچ دن سہی عارضہ طول کھینچ گیا ہے۔

ڈاکٹر یعنے اسسٹنٹ سرجن نے جواب دیا۔ سول سرجن نے جواب دیا حکیم صاحب نے جواب دیا۔ اور اختر تو پہلے ہی جواب دیچکا تھا۔ گھر بھر کو معلوم ہو گیا کہ قمرن کے آخری دن ہین۔ نازو سے البتہ کسی نے بیان نہین کیا مگر آثار سے وہ بھی تاڑ گئی کہ امید زیست کم ہے چونکہ نازو وہان اکیلی گھبراتی تھی نواب صاحب نے اُس سے دریافت کیا کہ جس کو کہو اُس کو بلا دون تمھاری کوئی گوئیان آجائے تو ذرا تمھارا دل لگے۔

نازو۔ ہان منی کو بلا دو۔

نواب۔ ابھی بلواتا ہون۔ ایک آدمی اُس کا مکان جانتا ہے۔

نازو۔ مگر کہنا قمرن کے آنے جانے کا حال نہ بیان کرے۔

نواب۔ تمھاری طرف سے پیغام جائیگا بس۔

نازو۔ فقط اسقدر کہو کہ نازو جان نے بلایا ہے اور اکے پہر آئین۔ پانون پیدل نہ آئین۔

آغا۔ گاڑی بھیجدو۔ چپکے سے بیٹھی چلی آئے کوئی کانون کان سُنیگا بھی نہین اور ڈھنڈھورا کاہیکو پٹواؤ۔

نازو۔ اُسکے یہان کوئی کہنے سننے والا نہین ہے جی۔

وہ جھوٹون سنے تو سچ ن چلی آئے

خدمتگار کو نواب صاحب نے روانہ کردیا اور کہا چپکے سے بی منی کو جاکے بلا لاؤ مگر خبردار یہ نہ کہنا کہ کس کام کے لیے بلایا ہے۔ کہنا کوئی ضروری کام ہے ابھی ابھی چلیے۔ اور بس سوار کراکے لے آؤ

خدمتگار جاکے بلا لایا۔ منی کو تو نازو سے دلی محبت تھی۔ سنتے ہی کپڑے بدلے اور سوار ہوکر آئی پہلے نواب صاحب سے ملاقات ہوئی اُنھون نے کان مین کہا کہ تمھاری گوئیان نازو نے تم کو بلایا ہے۔ قمرن بھر بھرا کے واپس آئین۔ قمرن کا نام سنکے منی سخت متحیر ہوئی۔ اور پہلے اس کو یقین نہین آیا اور جب سُنا کہ علیل ہے تو افسوس ہوا۔ اِسکے بعد نازو سے ملی اور ابھی قمرن کے پلنگ کے پاس نہین آئی۔ دور سے دیکھا کہ قمرن

لیٹی ہوئی ہے۔ نازو اور منی علیحدہ
جاکر بیٹھین اور باہم یون باتین کرنے
لگین۔
نازو۔ بہن کا حال تو اچھا نہین
معلوم ہوتا ہے۔
منی۔ اللہ پر بھروسا رکھو بہن وہ بڑا
مالک ہے۔
نازو۔ اُسکے سوا اور کس کا بھروسا
ہے۔ اُس کا دوسرا کوئی نہین ہی۔
منی۔ یہ آئین کب۔ اور کہان
سے آئیں؟
نازو۔ نہ اُس نے بتایا اور نہ
ہم نے پوچھا۔
منی۔ خوب کیا۔ ہے ہے کیسی رنگت
کا کیا ہوگیا۔
نازو۔ کہین اچھی طرح اُٹھ کھڑی
ہو بہن۔
منی۔ اللہ مین سب قدرت ہے۔
نازو۔ تم نواب سے اپنی طرح پر پوچھو
ہر سکم وہ چھپاتے ہین۔
منی۔ اب دن رات اسی فکر مین
نہ رہو کہ فلانا چھپاتا ہے اور ڈھمکا
نہین بتاتا۔ اِس سے کچھ مطلب نہ رکھو
بس اللہ سے دعا مانگو اور خدمت کرو۔
نازو۔ اچھا ہوا تم کو بلا لیا۔ یہ
ایک ڈولی پر سوار ہو کے آئی اور
کہار ڈولی رکھ کے اِس کو اُتار کے چلے گئے

منی۔ اور آئے کہاں سے تھے۔
نازو۔ وہ تو ٹھہرے ہی نہین
بس سواری اُتاری اور ہوا ہوگئے
پیچھے پھر کے دیکھا بھی نہین۔
منی۔ اجی کہار گئے چولھے مین۔
یہ اچھی ہو جائین۔
بس۔ اور ان سے ابھی کچھ ذکر
نہ کرنا خبردار! جو کچھ کہین بھی
تو ٹال جانا۔ جانو سُنا ہی نہین۔
نواب صاحب نے اشارے
سے نازو کو بلا کر قمرن کے سرہانے
کرسی پر بٹھایا اور کہا تم ذرا بیٹھو
مین آتا ہون اور منی کو اشارے
سے علیحدہ لے جا کر کہا کہ بی منی
قمرن کی کیفیت سے ابھی تم
کاہیکو واقف ہوئی ہو گی کہ اِن کا
کیا حال ہے اُس نے کہا۔ حضور
خدا پر بھروسا رکھیے مگر ہمین ظاہر
اسباب معلوم ہوتا ہے کہ اِن کی
بیماری بڑھ گئی اور غور کرنیوالا
بھلا کون تھا کہ غور اور پرداخت کرتا۔
بس اس سے اور بھی مرض دن
دونا بڑھتا گیا۔ چلو اتنا ہی اچھا
ہوا کہ یہان تک آ گئی۔ اب جم کے
علاج ہوگا۔ مردے اُٹھ اُٹھ کھڑے
ہوئے ہین۔ جب تک دم مین دم
ہے تب تک انسان دوڑ دھوپ

بھی کرتا ہے اور تب تک امید بھی رہتی ہے۔ کوئی گھبرانے کی بات نہیں ہے۔

نواب صاحب نے انکو سمجھایا کہ نازو کی تشفی ہی کرتی رہنا تاکہ وہ گھبرا نہ اُٹھے۔ ابھی کمسن ہین۔ اور بیماریان بھلا انھون نے کہان دیکھی ہونگی۔

نواب صاحب نے اس تقریر کے بعد کہا کہ مین ذرا باہر جاتا ہون اور تم آغا صاحب سے باتین کرو۔ آغا صاحب نے کہا خوب ہوا کہ تم یہان آ گئین۔

منی۔ ہم خدمت کرنے کو حاضر ہوئے ہین۔

آغا۔ ضرور۔ تمھاری تو ضرورت بھی تھی۔

مہراج۔ اب تم انکی بیماری تک جانے نپاؤگی۔ اتنا یاد رہے دن رات یہین رہنا ہوگا۔ بس خدمت کرو۔

منی۔ لے حضور یہ کچھ آپ کے فرمانے کی بات ہے۔ وہ جو آپ نہ کہتے تو کیا مین چلی جاتی۔ مین اب یہان سے ہلنے والی نہین ہون۔ یہ موقع ایسا ہے کہ مین ٹال کے ادھر اُدھر چلی جاؤن اور پھر کسی کی نوکر نہ چاکر۔ نہ کسی کی تابعدار۔ نازو جان کو تن تنہا چھوڑ کر گھر مین جا کے چھپ رہون

بھلا یہ کون بات ہے۔ لڑکپن سے ایک جگہ رہے۔ کھیلے کودے لڑے جھگڑے اتنے دنون کی جان پہچان ایک جان دو قالب۔

اب سنیے کہ ایک روز قمرن نے اپنا حال خود کہہ سنایا مجھے اس نگوڑی مہری نے ستیاناس کیا۔ ہائے کہین کا بھی نرکھا سبز باغ دکھا کے لے گئی کہ برف والے لونڈے سے ملا دونگی مین تو اسیر جان دیتی ہی تھی پھسل گئی اور باتون باتون مین پھنس گئی۔ ہائے مین نے اپنے پاؤن مین اپنے آپ کلھاڑی ماری اس مین کسی کا کیا قصور نہی اس کمبخت برف والے فضلے سے اللہ سمجھے کہ زیور سب اُتار کے بیچ لیا اور مجھے کہین کا نہ رکھا۔ آبرو کی آبرو لی اور دولت کی دولت کھائی اور پھیر دھتا بتایا۔ مجھ بختون جلی کی قسمتون مین یہی بدا تھا۔ پہلے تو کچھ دن چین سے رہی۔ جب زیور پر ہاتھ ڈالا تب بھی مین نہ سمجھی کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ رفتہ رفتہ سارا زیور اپنا مال بلکہ اپنے باپ کا مال بنا لیا۔ کیا معلوم بیچا کہ کسی کو دے دیا کہ گھر مین رکھ لیا۔ مجھے بالکل مفلس اور ننگا کر دیا اب مجھے روتے بھی نہین بن پڑتی کہ جیسا کیا ویسا پایا۔ مجھے یقین ہوگیا تھا کہ اسکے

ہیں۔ از یور اس غرض سے اُتار لیا کہ کچھ تو بیچ کے گلچھڑے اُڑائے اور کچھ اپنے گھر رکھے۔ اب جب میرا سارا زیور لے لیا تو مجھپر حکمرانی کرنے لگا کہاں تو وہ ناز سہتا تھا کہاں اب ہمین ناز اُٹھانے پڑے۔ ہوتے ہوتے نوبت بانیجا رسید کہ مارپیٹ بھی شروع ہوگئی۔ اب ہم پٹنے بھی لگے۔ ہمارے بدن پر کبھی پھول کی چھڑی بھی نہین پڑی تھی اب مار کھانے لگے۔ پھر اسکے بعد ایک دن ایک زمیندار کے ہاتھ ہمین دو سو روپیے پر بیچ ڈالا۔ اُسکے پاس دس بارہ دن رہی۔ اُسنے بھی چھوڑ دیا۔ وہ اپنی جورو سے بہت ڈرتا تھا۔ جب اُسکی جورو نے اسپر سختی کی تو اُسنے مجھے چھوڑ دیا گاؤن کے مین چار لونڈے جو مجھپر لٹو تھے اُنھون نے گھیرا۔ آخر کار ان سب سختیون سے تنگ آکر ایک روز مین نے قصد کیا کہ کنوئین مین کود پڑون۔ بس اُسی دن سے بیمار پڑگئی اور ایسی علیل ہوئی کہ اُٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ رہی۔ ایک بیچارے ٹھاکر نے جو بوڑھا آدمی ہے۔ رحم کھا کر مجھسے کل حال دریافت کیا اور ڈولی کر دی اور کہارون سے کہا جہان یہ کہین وہان انکو آرام سے پہنچا دو اور ایک روپیہ مجھے خرچ کے لیے دیا۔ اس ایک روپیے کو مین ہزار غنیمت سمجھی کیونکہ مدت سے ٹکے ٹکے کو محتاج تھی۔ راستے مین ڈولی کے ہچکولون سے غش پر غش آتا تھا مگر نہ کوئی فریاد سُننے والا تھا نہ داد دینے والا۔ کہار بھی چاہتے تھے کہ یہ مر جائے تو کسی گڑھے مین اسکو ڈھکیل دین اور سبکدوش ہو جائین مگر بیچارے بڑے بھلے مانس تھے کیونکہ اگر مجھے کہین ٹپک کر چلے جاتے تو مین کیا کر لیتی خدا خدا کرکے تمھارے در تک پہونچی۔ گو بیچائی مین تو تنک نہین مگر مٹی تو نہ خراب ہوگی۔

اس تقریر کو کل حاضرین غور سے سُنا کیے۔ نازو منھ پھیر کر کبھی کبھی رو تی جاتی تھی اور کبھی آنسو پوچھ کر دل کو ڈھارس دیتی تھی۔

نواب صاحب کا دل بھی قمرن کی باتین سُنکر بھر آتا تھا۔ آغا محمد اطہر اور ممن اور چھٹن صاحب اور مسخرہ اور منشی مہراج بلی سب بہ نظر عبرت سُنا کیے اور دست حسرت ملا کیے۔ اُس روز سب کو یقین ہوگیا کہ اب قمرن بچ جائیگی کیونکہ چہرے پر جو پیشتر مُردنی چھائی ہوئی تھی وہ اب کسی قدر سُرخی سے تبدل ہوگئی

اور باتین بھی اچھی طرح سے کین اور ہوش حواس بھی درست تھے اور کھانا اچھی طرح کھایا اور تکیے کے سہارے سے اُٹھ کے بیٹھی بھی۔
ان باتون سے لوگون کو بڑی ڈھارس ہوئی کہ بیماری جو خبیث کی طرح چمٹی تھی اب رفتہ رفتہ کم ہوتی جاتی ہی۔
نواب۔ اب آج مزاج کا کیا حال ہے
قمرن جان۔
ق۔ آج سب روز دن سے اچھے ہین۔ طبیعت ذرا بحال ہے۔
چھٹن۔ فتح ہی۔ بیماری کا اب نام نہ لیجیے
ق۔ دیکھو اللہ ہے اور نواب کی نیک نیتی ہے ہم تو روسیاہ ہین۔ بیحیائی کا جینا جی کے اور بیحیائی ہوگی۔
آغا۔ کیسی باتین کرتی ہو۔
ق۔ ہم سچ کہتے ہین۔ بیحیائی سے جیے تو کیا۔
نواب۔ اب کچھ کھانے کو اِس وقت جی چاہتا ہے۔
نازو۔ انار کے دو ایک دانے دو ن۔
ق۔ ہان انار کھانے کو بہت جی چاہتا ہے مگر میٹھا انار ہو۔ ذری دیکھ کے توڑنا۔ ایسا نہو کہ دانت کھٹے ہو جائین اور کھانا نہ کھایا جائے۔
اوس روز قمرن کی طبیعت بہت بحال رہی اور دس گیارہ بجے کے وقت مہراج بلی اور نازو سوار ہو کر گھر چلی گئین اور شب کو خلاف معمول قمرن کو اچھی طرح سے نیند آئی اور تڑکے اُٹھین تو بہت بشاش اور خوش تھین۔
نواب۔ آج تو طبیعت اچھی ہے۔
قمرن۔ بالکل۔ اب ہم اچھے ہو گئے۔
نواب۔ شکر خدا کا۔
قمرن۔ دوا نے بڑا فائدہ کیا۔
ماما۔ حضور کی باجی جان نے مہری بھیجی ہی اور مزاج کا حال دریافت کیا ہے کہ رات کو مزاج کیسا رہا اور اب اِس وقت کیا حال ہے۔
قمرن۔ مہری کہدینا کہ رات کو اچھی طرح سے نیند آئی اور بے چینی ذرا بھی باقی نہین رہی اور اِس وقت بھی مزاج اچھا ہے۔ اور بلایا ہی۔ دونون کو کہنا کہ بلایا ہے۔ (نواب سے) منی رات کو نہین رہی تھین ہم تو سو گئے تھے تم نے انکی کچھ خاطر بھی کی۔
نواب۔ بی منی جوان عورت ہین ان کی تواضع اور خاطر اس سے بڑھ کر اور کیا ہوتی کہ ہم نے اپنے کمرے مین انکو ایک مسہری خالی کر دی۔
قمرن۔ (مسکرا کر) تم تو دل لگی کرتے ہو۔
منی۔ مین قمرن کے پلنگ کے نیچے

سو گئی تھی۔
قمرن۔ پانی مرتا ہے کچھ کچھ۔
منی۔ جی بجا ہے۔
نواب۔ آج کیا کھاؤ گی منی۔
منی۔ حضور ہماری بہن اچھی ہو جائیں تو ہم کو گویا لاکھوں روپے مل گئے۔
نواب۔ اب اچھے ہونے میں کیا باقی رہگیا ہے۔
قمرن۔ اب ہم اچھے ہو گئے بہن۔ بس آج سے ہمیں اچھا ہی سمجھو۔
نو بجے کے قریب نازو اور مہراج بلی آئے اور ساڑھے نو بجے اختر نے نبض دیکھی تو باہر جا کر نواب چھٹن صاحب سے کہا کہ بھائی صاحب جس طرح چراغ گل ہونے کے وقت ذرا تیز ہو جاتا ہے اسی طرح شب کو قمرن کی کیفیت تھی بارہ بجے صاحب سول سرجن بلائے گئے کیونکہ گیارہ بجے کے بعد سے طبیعت نے دفعۃً پلٹا کھایا۔ اور ایک نہیں بجنے پایا تھا کہ نازو کے بین اور شور و شیون سے اہل محلہ کو معلوم ہوا کہ قمرن راہی ملک بقا ہوئیں۔

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد و المنۃ کہ کتاب ہمیشہ بہار جلد دوم سیر کہسار مؤلفہ ناشر فقید المثال پنڈت رتن ناتھ سرشار نہایت آب و تاب سے

مطبع منشی نول کشور لکھنؤ میں
باہتمام کیسریداس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ
بماہ اکتوبر ۱۹۳۴ء چھپکر شائع ہوئی